اداریے

جلد سوم

(جنوری تا دسمبر 2022ء)

حنیف محمود کے قلم سے

ادارہ الفضل آن لائن لندن

”جو صحیح ہے وہ کریں“

”فضْل“ضْ پر جزم کے ساتھ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی اللہ کی طرف سے عنایات کے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اس ناطے سے روزنامہ الفضْل لندن ہے نہ کہ الفَضَل۔ ہمارے ایشیائی ماحول میں ہم اِسے ضَ پر زبر (فتح) کے ساتھ الفَضَل بولتے ہیں اور یہ غلط العام ہو گیا ہے۔

لندن سے اخبار جاری ہونے سے قبل خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی درخواست کی تو آپ نے تحریر فرمایا۔

”جو صحیح ہے وہ کریں“

لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ اب سے روزنامہ الفضْل کو ضْ silent (ساکن) رکھ کر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں اِسے مخلوق خدا کے لئے فضل خداوندی بنائے۔ آمین

اداریے

حنیف محمود کے قلم سے

(جلد سوم)

(جنوری تا دسمبر 2022ء)

(بلحاظ ترتیب اشاعت)

مرتبہ

سید عمار احمد

زاہد محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

ادارہ الفضل آن لائن کی 21ویں کاوش

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966

آن لائن ایڈیشن

عرض حال

تین سال قبل غالباً 2018ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کی بات ہے جب خاکسار پاکستان سے جلسہ میں شمولیت کے لئے برطانیہ آیا تھا۔ روزنامہ گلدستہ علم و ادب (متبادل روزنامہ الفضل) کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات تھی۔ پیارے حضور نے ان دنوں دائیں ہاتھ میں تکلیف کی وجہ سے Bandage لگا رکھی تھی۔ ملاقات میں تو حضور سے اس کی وجہ پوچھنے اور عیادت کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر بعد میں معلوم ہونے پر کہ حضور کو قلم کے کثرت استعمال سے دائیں ہاتھ میں درد محسوس ہو رہا ہے۔ خاکسار نے ایک خط کے ذریعہ حضور سے احوال پرسی کی، دعا کے بعد لکھا کہ "پیارے حضور کے کثرت سے قلم کے استعمال سے درد سمجھ آتی ہے۔ دنیا بھر کے خطوط کو ملاحظہ کر کے ان پر ہدایات لکھنی، پھر ڈاک پر دستخط اپنی ذات میں بہت بڑا کام ہے۔ خلافت کے اس ادنیٰ خادم (خاکسار) کو گزشتہ تیس پنتیس سالوں میں اس کثرت سے لکھنے کی عادت ہے کہ بال پوائنٹ اور مارکر کے استعمال سے میری شہادت کی انگلی کا وہ حصہ جو ہر وقت پن کے ساتھ مَس کرتا ہے Blackish سا ہو گیا ہے۔"

خاکسار کو اس خط کا دربار خلافت سے کوئی تحریری جواب تو موصول نہ ہوا تاہم اس خط کے لکھنے کے قریباً ایک ماہ بعد پاکستان واپسی سے قبل جب خاکسار نے اپنی مسز کے ہمراہ فیملی ملاقات کا شرف پایا تو خاکسار نے دربار خلافت میں قدم رکھتے ہی بلند آواز سے جب السلام علیکم حضور! عرض کی تو حضور نے اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ہی مجھ سے یوں استفسار فرمایا۔ کیوں حنیف صاحب! آپ روزانہ کتنے الفاظ لکھ لیتے ہیں؟ ابھی میں سوچ میں تھا۔ فرمانے لگے 1000 الفاظ، 2000، 3000، 5000۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! 4000 کے لگ بھگ تو ہوتے ہوں گے۔ فرمانے

لگے۔ **بہت لکھ لیتے ہیں۔** اس دوران حضور نے اس ناچیز کو شرف مصافحہ بھی بخشا اور دعا بھی دی۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً کثیراً فی الدنیا و الآخرۃ

اپنی ذات سے متعلق ایک واقعہ خاکسار اپنی خود نوشت بعنوان ''میرا گلشن حیات'' میں لکھ آیا ہے کہ بچپن میں خاکسار جسمانی کمزوری کے باعث 7-8 سال تک بولنے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے سے قاصر تھا۔ میری امی جان مرحومہ ایک دفعہ اسی پریشانی میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دربار میں دعا کی غرض سے لے گئیں۔ حضورؓ نے والدہ ماجدہ کا مدعا سننے کے بعد یوں دعا دی: **''بی بی! فکر نہ کرو۔ یہ بچہ بولے گا اور اس کی آواز دنیا سنے گی۔''**

یہ تو دو خلفاء کی دعاؤں کے واقعات ہیں ورنہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شبینہ روز دعاؤں سے خاکسار نے خوب فیض اٹھایا ہے۔ میں نے اپنے ابا جان مرحوم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم کو تہجد میں یہ دعا کرتے بھی سنا کہ میرے بیٹے حنیف نے زندگی وقف کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واقفین زندگی کے حق میں کی ہوئی تمام دعائیں اس بیٹے کے حق میں قبول فرما۔ بلکہ آپ نے اپنی ڈائری میں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنی اولاد کے حق میں لکھے گئے اشعار کو تضمین کے ساتھ اپنی خوشخط تحریر میں لکھا تھا اور محمود، بشیر، شریف مبارکہ اور امتہ الحفیظ (رضی اللہ عنہم) کی جگہ اپنے بچوں کے نام لکھے تھے۔ جن میں میرا نام سرفہرست تھا۔ اباجان کی تمام ڈائریاں برطانیہ ہجرت کے وقت مرکز میں ہی رہ گئیں۔ تاہم یہ شعر تضمین کے ساتھ ابھی بھی کالنقش فی الحجر میرے دل و دماغ میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں ''ان کو'' کی جگہ ''میری اولاد'' اور ایک جگہ بچوں کے نام لکھے تھے جن میں بھائیوں میں بڑا ہونے کے ناطے خاکسار کا نام سب سے پہلے درج تھا اور لفظ ''مجھ کو'' تبدیل کر کے ''مسیحا'' کہہ کر ابا مرحوم دعا کیا کرتے تھے۔

اسی پر ہی بس نہیں۔ میں نے تو ابا جان مرحوم کی ڈائری میں طلب خیر اور دفع شر کی یہ جامع دعا بھی لکھی پڑھی کہ جب بعض صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ حضورؐ نے ڈھیروں دعائیں سکھلائی ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دعا سکھاتا ہوں اسے تم یاد کر لو۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔

ابا جان نے یہ دعا تحریر کر کے بھی اولاد کے حق میں نام بنام دعا چاہی ہوئی ہے۔ آج میں نہایت خوشی سے کہہ سکتا ہوں کہ میری حقیر سے تحریری خدمات حضرت نبی پاکؐ، حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء جماعت، مرحوم والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب اور احباب و خواتین جماعت کی مقبول دعاؤں کی مرہون منت ہیں جن کا کچھ حصہ اداریوں کی صورت میں پہلے گلدستہ علم و ادب اور بعد میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے ذریعہ عیاں ہوا۔ روزنامہ الفضل آن لائن میں تین سالوں کے اداریے اور مضامین قارئین الفضل کے پُرزور اصرار پر کتابی صورت میں منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ قارئین کا یہ مطالبہ اس وقت زور پکڑ گیا جب ادارہ نے الفضل میں بالاقساط شائع ہونے والے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا۔ ضخامت سے بچنے کے لئے الفضل کے تین سالوں کے اداریوں کو تین جلدوں میں سال وار تقسیم کیا ہے۔ جس میں سے جلد اول اور دوم آپ تک پہنچ چکی ہیں۔ جلد سوم حسب وعدہ جنوری 2023ء کے ان یخ بستہ دنوں میں 2022ء کے

مکمل اداریوں کے ساتھ اس سال کے پہلے جمعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج مرتب ہوں۔ آمین

اس اہم کام کو کتابی شکل دینے میں خاکسار کے ساتھ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان، مکرم سید عمار احمد جرمنی اور مکرم زاہد محمود نے بھرپور تعاون فرمایا ہے۔ مکرمہ امتہ القدوس آف برطانیہ نے ویب سائیٹ سے تمام اداریوں کی نہ صرف نشان دہی کی ہے بلکہ ڈاؤن لوڈ کر کے مہیا فرمایا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً

یہاں ان تمام کا شکریہ نام بنام ادا کرنے سے قبل مجھے ایک حکایت یاد آ رہی ہے۔ اگر وہ پہلے بیان ہو جائے تو مجھے اظہار تشکر میں آسانی ہو گی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو دلی کے بالائی لڈو بہت پسند تھے۔ کوئی مرید دو لڈو تحفۃً دے گیا۔ آپؒ نے وہ دونوں لڈو سامنے بیٹھے ایک شاگرد غلام علی شاہ کو دے دیئے۔ جنہوں نے وہ دونوں لڈو ایک ہی دفعہ کھا لئے۔ جسے حضرت مرزا مظہر رحمہ اللہ نے ناپسند فرمایا اور شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لڈو ایسے نہیں کھاتے۔ چند دنوں کے بعد جب لڈو دوبارہ آئے تو آپؒ نے ان میں ایک لڈو کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ باآواز بلند سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ واہ مظہر جان جاناں! تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا افضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا اور شاگرد سے پوچھنے لگے کہ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنے ہوں گے؟ جب جواب میں بالائی، میدہ اور کچھ میٹھا سنا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ میٹھا کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہنے لگے دیکھو! میاں غلام علی! زمیندار راتوں کو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، پانی دیا، ایک لمبے عرصے تک محنت و مشقت برداشت کی صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر تسبیح و تحمید کرنے کے بعد کہنے لگے کہ یہ زمیندار مسلسل چھ ماہ کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر گنے کو بیلا، بھٹی جلا کر کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں جھونکا۔ محض اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر میدہ اور بالائی کی تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالنی شروع

کر دی اور کہنے لگے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے اس لئے کروائے کہ مظہر جاناں جاناں ایک لڈو کھالے اور پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا۔

اگر اس ساری حکایت کو اداریوں پر مشتمل کتاب پر چسپاں کیا جائے تو الفضل میں اداریے لکھنے کے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان تمام کو سامنے رکھ کر اظہار تشکر ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حکومتی پابندیوں میں جکڑے الفضل کو "الفضل آن لائن" بنا کر جاری فرمایا۔ مجھ ناچیز کو اس کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اوپر ذکر ہونے والے تمام بزرگوں کی دعاؤں کو سن کر اللہ تعالیٰ نے مجھے کالمز، آرٹیکلز اور اداریے لکھنے کی توفیق دی۔ اس کے لئے سوچ، قلم، کاغذ، میز کرسی اور بلب کی روشنی مہیا فرمائی۔ بعد ازاں دنیا بھر میں کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کرنے والی ایک بہت بڑی ٹیم (جن کی تعداد 48 کے لگ بھگ ہے) کے ذریعہ کمپوز اور پروف ہو کر مکرم فخر الحق شمس اور دیگر کے ہاتھوں انہوں نے ادب کا لبادہ پہنا۔ بہت سے کرم فرماؤں سے مواد مہیا کروایا اور سینکڑوں کتب و آرٹیکلز سے فائدہ اٹھایا۔ مکرم سعید الدین احمد، مکرم قاسم محمود، مکرم اسامہ عمر، مکرم علیم احمد اور مکرم طلعت صیام کے ذریعہ اخبار الفضل کا حصہ بنے۔ پھر میری ٹیم کے ممبران نے ان کی غلطیاں لگائیں، مفید مشورے دیئے، حوالہ جات کو اصل کتب سے دیکھا جن میں مکرم لقمان احمد کشور، مکرم منصور احمد ضیاء، مکرم راجہ برہان احمد، مکرم حافظ مشہود احمد، مکرم حافظ طیب احمد، مکرم محمود احمد طلحہ، مکرم داؤد احمد عابد، مکرم محمد انور شہزاد، مکرم لقمان احمد شاد، مکرم مصدق احمد اور بہت سے دیگر دوستوں کا تعاون رہا۔ اس کے علاوہ درجنوں خواتین جو گھریلو کاموں کے باوجود، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت، دیکھ بھال اور خاوندوں کی خدمت سے وقت نکال کر الفضل کی خدمت پر اپنے آپ کو دن رات مامور رکھا ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سرفہرست صفیہ بشیر صاحبہ، عائشہ چوہدری صاحبہ، صدف علیم صاحبہ، درثمین احمد صاحبہ، امتہ الباری ناصر صاحبہ، فائقہ بشریٰ صاحبہ، عنبرین نعیم صاحبہ، ناصرہ احمد صاحبہ، عطیۃ العلیم صاحبہ، زکیہ فردوس صاحبہ، رضوانہ مسعود صاحبہ، مظفرہ ثروت صاحبہ نیز مردوں میں مکرم جہاں زیب قریشی۔ جرمنی، مکرم ارشد محمود۔ یونان، مکرم فضل عمر شاہد۔ لٹویا،

مکرم خاقان احمد صائم۔لٹویا، مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔ کینیڈا، مکرم عدنان اشرف ورک، مکرم ذیشان محمود، مکرم مبارک احمد بھٹی، مکرم شیخ آدم سعید۔ کینیڈا، عامر محمود ملک۔ شیفیلڈ اور جو اس فہرست میں سہواًرہ گئے ہوں سب شامل ہیں۔جزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیراً

اس اظہار تشکر میں اگر دو اہم شخصیات کا نام نہ لوں تو شکرانے کا حق ادا نہ ہو گا۔ مکرم عبدالودود انچارج مرکزی آئی ٹی ٹیم اور مکرم منصور احمد عطاء ممبر آئی ٹی ٹیم نے ان تمام اداریوں کو ویب سائیٹ پر اپلوڈ کروایا اور قارئین کرام کی خدمت میں ڈِش میں رکھ کر پیش کیا اور قارئین سے داد وصول کی۔

پس ان تمام امور کو سامنے رکھ کر بزبان مرزامظہر جان جاناںؒ سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ باآواز بلند کہہ کر یہ کہتا ہوں اور برحق کہتا ہوں کہ ان تمام احباب وخواتین کا تعاون خاکسار کے اس لئے شامل حال کیا اور دنیا بھر میں لاکھوں کتب اور مضامین اس لئے لکھوائے کہ حنیف محمود، الفضل آن لائن کے لئے اداریے لکھ سکے۔الحمد للّٰہ علی ذالك

عناوین کی کل تعداد 201 ہے۔ جن میں اداریے، اعلانات نیز اس سال کے دوران جو مضامین حنیف محمود یا ایڈیٹر کے قلم سے شائع ہوئے یا بعض مضامین پر ایڈیٹر کے نوٹ شائع ہوئے، شامل ہیں۔

کتاب تعلیم کی تیاری کے عنوان سے شائع ہونے والا سلسلہ اور اطفال کارنر میں بچوں کے لئے شائع شدہ تقاریر الگ کتب کے طور پر تیار ہونے کی وجہ سے اس جلد کا حصہ نہیں ہیں۔

ایڈیٹر کی طرف سے شائع ہونے والے تمام اعلانات صرف ایک دفعہ ہی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں جبکہ حقیقی اشاعت میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

اداریے جلد سوم کی تکمیل کے ساتھ روزنامہ الفضل آن لائن میں طبع ہونے والے تمام اداریے اور مضامین کی کل تعداد 446 ہے۔ اعلانات، اصلاحات، تصحیحات اور درستیاں اس کے علاوہ ہیں اور تینوں جلدوں کا حجم 2810 صفحات ہے۔

قارئین سے اللہ تعالیٰ کے حضور مقبولیت کی سند پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو بہت سوں کے لئے ان کے علم و عرفان میں بڑھوتڑی کا باعث بنائے۔ آمین

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

06-01-2023

انڈیکس

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
1	آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر	1
6	”پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو“ (حضرت مسیح موعودؑ)	2
13	رمضان المبارک کی آمد آمد ہے	3
14	الفضل سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کی آراء اور تبصرے	4
21	شعراء (مرد حضرات) متوجہ ہوں	5
22	ایک درستی	6
23	آنحضرتؐ کی کھلی اور فعلی کتاب کا ہمیں مطالعہ کرتے رہنا چاہئے	7
29	درخواست دعا	8
30	روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف	9
45	آج کی دعا	10
46	افغانستان اور پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک	11
47	انسانیت کے ساتھ پیار	12
51	درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (قسط نمبر 2)	13
57	معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے	14
65	اعلان برائے خصوصی شمارہ	15
66	مذہب اسلام نے دلوں کو تلوار کے ساتھ فتح نہیں کیا	16

17	Live Well with Less	70
18	روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)	73
19	آنحضورؐ کی عائلی زندگی	74
20	الفضل سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کی آراء و تبصرے قسط دوم	78
21	اپنے اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد	83
22	بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے	87
23	آئیں! آج الفضل کے حوالے سے باتیں کریں	95
24	آرٹیکل ''بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے''پر موصول ہونے والے تبصرے (قسط اول)	100
25	اسوہ رسولؐ	105
26	چھوٹی مگر سبق آموز بات	110
27	ایک مقدس عہد	111
28	سبحان من یرانی کا نادر و نایاب نسخہ	116
29	آرٹیکل ''بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے''پر موصول ہونے والے تبصرے (قسط دوم)	120
30	میں خدا کی باڑ ہوں (الہام حضرت مسیح موعودؑ)	125
31	اللہ کی عافیت کے حصار میں رہنے والے خوش نصیب	131
32	نظام شوریٰ	139
33	کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا	143
34	جیڑی مہندی رنگ نہ دیوے کی فیر اودا لانا (قسط اول)	150
35	رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد (قسط دوم)	156

36	وعلیکم السلام	170
37	الفضل کے حوالے سے ماہ جنوری میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	171
38	دنیا کے تازہ حالات میں دعا کی تازہ تحریک	179
39	حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اچھوتے انداز اور قابل عمل زاویے	180
40	ایڈیٹر کے نام ایک تاریخی خط	189
41	الفضل آن لائن کے یوم مسیح موعود نمبر 2022ء کا شاہکار موضوع	193
42	؎کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح	199
43	جماعت احمدیہ اور نصرتِ الٰہی	204
44	پہلے حجاب پھر کتاب	207
45	مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے حضرات Punctuations کا خیال رکھا کریں	216
46	ماہ رمضان 1443 ہجری قمری	218
47	When It's Gone, It's Gone	219
48	بھانڈے قلعی کرا لو	224
49	آئینہ کے اوصاف اپنانے کی تلقین	231
50	دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)	236
51	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے قرآنی دعائیں	238
52	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ	242
53	رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں	244
54	رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے	246
55	ایم ٹی اے کی نئی موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ کا افتتاح اور دعا کی تحریک	252
56	رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)	254
57	روحانی اور مادی بہار کے باغیچے کے کھلتے پھول	257

58	چند امرائے جماعت کا ذکر خیر	262
59	رمضان اور نفس کی تطہیر	273
60	رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی قرآنی دعائیں	278
61	رمضان کے دوسرے عشرہ، مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی ادعیہ ماثورہ	281
62	رمضان کے دوسرے عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی مناسبت سے حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعائیں	284
63	رمضان اور قرآن لازم وملزوم ہیں	286
64	یوم مسیح موعودؑ کے شمارہ جات پر ایک نایاب تبصرہ	289
65	انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ	292
66	چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں	296
67	پیشہ ہے رونا ہمارا، پیش رب ذوالمنن	303
68	رمضان میں روحانی ولادت	307
69	جنگ بدر کا قصہ مت بھولو	310
70	رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت	317
71	جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں	320
72	رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ آگ سے نجات اور اس سے متعلق قرآنی دعائیں	324
73	رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس سے متعلق ادعیہ ماثورہ	326
74	رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس کے متعلق حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعائیں	329
75	مادی اور روحانی بیکٹیریا کی تلفی	331
76	رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے	334
77	آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے (الہام مسیح موعودؑ)	336

78	مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا	342
79	"زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)	346
80	مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے	353
81	صلی اللہ علیہ وسلم	357
82	جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال	358
83	عید کا سبق، غرباء پروری	365
84	شادی بیاہ پر بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی	371
85	روحانی بگھار	376
86	"میرا مضمون کب شائع ہوگا؟"	381
87	ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے	392
88	پھول یونہی کھلا نہیں کرتے، بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے	399
89	حقوق و فرائض	403
90	الفضل کے حوالے سے اپریل میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	405
91	Help Us, Help You	411
92	؎ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ	415
93	اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا	420
94	"اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو" (حضرت مصلح موعودؓ)	429
95	اعلیٰ اخلاق و عادات کے ذریعے مادی و روحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا ہمارا فرض ہے	435
96	دعا کا تحفہ	441
97	بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے	443
98	دامن تہذیب پر دھبہ نہ لگ جائے کہیں	449
99	وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہوگا (قسط اوّل)	455

100	اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہوگا (قسط دوم)	458
101	ہمارا ٹیگ، ہماری پہچان۔ احمدیت	462
102	الفضل اخبار اسم بامسمّٰی ہے۔ قارئین کے آراء و تبصرے	467
103	اے ملکہ برطانیہ! پلاٹینم جوبلی مبارک ہو	479
104	"اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے" (حضرت مسیح موعودؑ)	487
105	جام لقاء پلا دے۔ ایک نئے فیچر کا آغاز	498
106	"ہر احمدی، جماعت کا ایک قیمتی وجود ہے، خدام و اطفال بہت انمول ہیں" (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)	500
107	مضر صحت چیزیں مضر ایمان ہیں (مسیح موعودؑ)	504
108	ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ	510
109	فہرست عناوین برائے مضامین	519
110	اللہ کا رنگ پکڑو	539
111	پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تازہ تحریک	548
112	احکام الٰہی کی حفاظت کرو تا اللہ کو اپنے سامنے پاؤ (الحدیث)	549
113	باغِ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ	555
114	بزمِ ناصرات	561
115	آؤ! اردو سیکھیں	562
116	"ابراہیم بنو" (حضرت مسیح موعودؑ)	563
117	سچا اور دیانتدار تاجر کون ہوتا ہے؟	581
118	جِنّی گوڈی، اُنّی ڈوڈی	589
119	The More You Press, More Will Rise	592
120	"اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)	605

121	ماہ جون میں موصول ہونے والی قارئین الفضل کی آراء و تبصرے	617
122	محرم الحرام اور چند دعائیں	624
123	لجنہ اماء اللہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر خراج تحسین	631
124	حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار (قسط اول)	639
125	حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار (قسط دوم)	646
126	بزہد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن میفزائے بر مصطفٰی	652
127	ایک تصحیح۔ Inverted Commas کا بلا وجہ استعمال	657
128	ایک تصحیح۔ اور سے قبل Comma یا Dash	658
129	جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے	659
130	ایک اہم درستی	664
131	عہد کے درد کو بھی کر محسوس	665
132	جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کا آنکھوں دیکھا حال	672
133	گُجیاں (Money Box)	703
132	رشتہ داریوں کا تقدس و احترام	707
133	رجل رشید (تبصرہ)	715
134	موبائل فونز اور آداب مساجد	719
135	ایک قابل توجہ امر	724
136	وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں	725
137	سو سال قبل کا الفضل۔ ایک نئے سلسلہ کا آغاز	730
138	الفضل کے حوالے سے ماہ جولائی میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	732
139	واقفین نو کو اپنے اندر اسماعیلی صفات پیدا کرنی ہوں گی (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ)	739
140	اردو زبان کے رموز اوقاف	747
141	سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو	748

142	بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے	753
143	الفضل آن لائن کی تو لاکھوں افراد تک رسائی ہوتی ہے (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)	757
144	قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا اُدھار	761
145	ایڈیٹر کے ڈیسک سے الفضل آن لائن کے مستقل فیچرز	769
146	جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مرکزی نمائندگان کے اعزاز میں عشائیہ اور ایک مشاعرہ کا انعقاد	772
147	ایضاً کا استعمال	784
148	مساجد نمبر	785
149	پلیز! کرونا کے مریض معانقہ یا مصافحہ نہ کریں	786
150	نیکی کے مختلف راستے	791
151	ایک ضروری تصحیح	797
152	ماہ اگست میں موصول ہونے والے قارئین الفضل کی آراء و تبصرے	798
153	مساجد نمبر۔ نمائندگان سے ایک درخواست	802
154	انبیاء کا انکار اور اللہ کی آزمائشوں کی یلغار	803
155	صلی اللہ علیہ وسلم	815
156	ہماری زندگی کی علوم وفنون اور قیمتی خزائن پر مشتمل دیگر کجیاں	816
157	تفسیر سورۃ النور آیت 3۔ بیان فرمودہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ	823
158	مساجد نمبر۔ قارئین سے درخواست	825
159	کسی حوالے سے قبل بعض الفاظ لکھنا	826
160	روحانی پروف ریڈنگ	827
161	مسیح موعود اپنی جماعت کو طور پر لے جائے گا	829
162	اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں	836

163	صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ	859
164	ذیلی تنظیمیں اور اصطلاحات کی اصلاح	860
165	شخص نہیں، شخصیت بننے کی کوشش کرو کیونکہ یہ زندہ رہتی ہے	861
166	دوسروں میں عیب تلاش کرنے کی بجائے خوبصورت پہلو کو دیکھیں	866
167	ایک انگریزی محاورہ پر طبع آزمائی	871
168	ایڈیٹر کے نام ایک ذاتی نوعیت کا خط	875
169	خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا	878
170	میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے	882
171	الفضل کے حوالے سے ماہ ستمبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	888
172	Another Allah Mian's Garden	896
173	روحانی پیوند کاری	901
174	روحانی سانچا	906
175	Historic Past and Dynamic Future	911
176	خلافت احمدیہ کی ہفتہ وار روحانی فلائٹ	919
177	Water for Life	925
178	صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے (حضرت مسیح موعودؑ)	931
179	الفضل کے حوالے سے ماہ اکتوبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	934
180	ایک خوشخبری اور ہماری ذمہ داری	939
181	ریگستان کا سفر	941
182	ایک ضروری اعلان	945
183	مادی اور روحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا	946
184	اللہ کی دی ہوئی سوچ کے آئینہ میں قلم، کاغذ اور فون کا استعمال	952
185	ریاکاری ایک شرک خفی	955

186	دل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو (مسیح موعودؑ)	960
187	مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہے (حضرت مسیح موعودؑ)	966
188	الفضل کی نعمت کو صدقہ و خیرات سمجھ کر لوگوں تک پھیلائیں	973
189	ایک دعا اور ایک عزم	983
190	اور جذبوں کو جگائیں شاعران سلسلہ	985
191	صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ عالمگیر مبارک ہو	989
192	الفضل کی خدمت و معاونت میں احمدی خواتین کو خراج تحسین	991
193	رمضان کی آمد آمد ہے	1000
194	ناصرات الاحمدیہ کا سلوگن	1001
195	ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں	1010
196	یہ پھول محفوظ رکھو (مسیح موعودؑ)	1013
197	مساجد کا قیام، جماعت کی ترقی اور تبلیغ کا ذریعہ	1019
198	سانحہ ارتحال اور مرحومہ کے اوصاف	1024
199	الفضل کے حوالے سے ماہ نومبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے	1027
200	دنیا بھر کی لجنہ ممبرات کو سو سال مکمل ہونے پر مبارک صد مبارک	1032
201	ذخیرہ آخرت	1033
202	ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب	1038

﴾1﴿

آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر

ہم بفضل اللہ تعالیٰ نئے سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ دنیوی لوگ اس موقع پر خوشیاں منائیں گے اور گزرنے والے اور آنے والے سال کی درمیانی رات ساری دنیا میں اودھم مچا ہو گا۔ سب اپنے خدا کو بھی بھول بیٹھے ہوں گے لیکن روحانی دنیا کے لوگوں کے چہروں پر نئے سال طلوع ہونے کی خوشی کے ساتھ ایک افسردگی بھی ظاہر ہو رہی ہو گی کہ ہماری زندگیوں میں ایک سال کی کمی ہو گئی ہے اور وہ فکر مند ہوں گے کہ ہم اپنی زندگیوں میں اپنے خالق حقیقی کی عبادتیں اور نیکیاں بجالانے کا ایک سال گنوا بیٹھے ہیں۔ اس لئے وہ اس سال دنیاوی لوگوں کے اودھم مچانے کے مقابل پر اپنے خدا کے حضور رو، رو کر اور گڑ گڑا کر ایک شور بپا کریں گے۔ گزرنے والے سال میں اپنی کمزوریوں، غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں پر معافی مانگیں گے اور نئے سال میں ان کمزوریوں اور کوتاہیوں سے دور رہنے اور اپنے اللہ کو پانے کی مزید نیکیوں کا عہد کرتے دکھائی دیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کو خلافت سے قبل دو سالوں کی درمیانی ایک رات نے لندن کے اسٹیشن پر آلیا۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ اسٹیشن پر ہی نئے سال کی خوشی میں ہنگامہ بپا کر کے لغویات میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اس کا ذکر خطبہ جمعہ 20۔اگست 1982ء میں یوں فرمایا:

”مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year’s day کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے روز نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹریفالگر سکوائر (Trafalgar Square) میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک

نہیں، کوئی مذہبی روک نہیں، ہر قسم کی آزادی ہے۔ اس وقت اتفاق سے وہ رات بوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز میں نے ابھی ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا ہے۔ میں گھبرا گیا۔ میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اس لئے شاید بیچارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنہ نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا۔

God bless you. God bless you. God bless you. God bless you

(خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے)

اسی طرح آپؒ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد متعدد بار خوشی کے مواقع (شادی بیاہ کے ذکر) پر اسلامی حدود کے اندر رہ کر خوشی منانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ خوشی کے مواقع ایسے مواقع ہیں کہ جب انسان خوشی میں اسلامی تعلیم کو بھی بھول جاتا ہے۔ یہ مواقع ایسے ہوتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اسلامی و دینی حدود کے اندر رہ کر اس کے تابع ہو کر بجالانے چاہئیں۔

سو یہ دن دعاؤں، اپنے خالق حقیقی کے حضور جھکنے، نوافل اور صدقات کے ذریعہ اس نئے سال میں آنے والی بلاؤں کی تلافی اور اسے رد کرنے کی دعا کے دن ہیں۔ یہ دن اس عزم کے دن ہیں کہ ہم اللہ کے بندے بن کر بندگی کے حقوق ادا کریں گے۔ عبادت کے حق ادا کریں گے۔ پنجوقتہ نمازیں مسجد میں آکر ادا کریں گے۔ راتوں کو اُٹھ کر مقام محمود تک پہنچنے کے لئے تہجد کو اپنا شیوہ بنائیں گے۔ اللہ کی کتاب قرآن کریم (جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اُتری) کی تلاوت کو روزانہ حرز جان بنائیں گے۔ اس کے اندر بیان فرمودہ 700 سے زائد احکام کی پابندی کریں گے۔ اللہ کی مخلوق سے محبت و شفقت کا سلوک کریں گے۔ ہمیشہ سچ بولیں گے۔ جھوٹ سے بچیں گے۔ کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔ چوری چکاری سے بچیں گے۔ اللہ کی عبادات کا صحیح حق ادا نہ کرنا بھی چوری میں آتا ہے۔ وقت ضائع کئے بغیر اپنے خدا کو منانے کی فکر میں لگے رہیں گے۔ کسی کا دل نہیں دکھائیں گے۔ ہمدردی، شفقت اور پیار کو معاشرے کا حصہ بنائیں گے۔ Love for All میں اپنے احمدی بھائیوں اور اپنے خاندان کے افراد کو بھی شامل کریں گے۔ اپنی بیویوں سے اور بیویاں اپنے خاوندوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں گی۔ اپنے بچوں کی تربیت صحیح اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھ کر کریں گے۔ جدید ایجادات کے نقصانات سے اپنی اولادوں کو دور رکھیں گے۔ دینی و دنیوی تعلیمات کو اپنے فیملی ممبرز میں، اپنے خاندان میں، اپنے معاشرہ میں اجاگر کرنے کی فکر میں لگے رہیں گے۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ

الغرض ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2016ء میں سال کے آغاز پر جو 32 سوالات احباب جماعت کے سامنے رکھے تھے۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔ انہیں پڑھ کر نہ صرف اپنے دلوں میں اتار کر اپنا محاسبہ کریں گے بلکہ اپنے ماتحت عزیز و اقارب، بیوی بچوں، بہن بھائیوں کو بھی پڑھا کر نئے سال میں اپنی سمت متعین کرنے کی تلقین کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2 جنوری 2015ء کے خطبہ جمعہ میں نئے سال کی مبارکباد دینے کے بعد فرمایا:

''میں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہوگا جب ہم اپنے جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس حد تک ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجالانے سے ہی ادا ہوگا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لئے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود مہیا فرمادیئے ہیں، بیان فرمادیئے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا اور ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرمادیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنے سال کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جو شخص احمدی کہلا کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بیشک یہ پہلا قدم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جاکر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور بُرائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے

آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور جب یہ ہوگا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔“

یا رب! یہی دُعا ہے ہر کام ہو بخیر
اکرام لازوال ہو انعام ہو بخیر
ہر وقت عافیت رہے ہر گام ہو بخیر
آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر

میری طرف سے جملہ قارئین کو نیا سال مبارک ہو۔ اور آپ تمام کی طرف سے خاکسار اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مبارکہ میں نئے سال کی مبارکباد نہایت ادب سے پیش کرتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جنوری 2022ء)

﴾2﴿

’’پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

شخصیت پرستی کے مضر اثرات

خلافت احمدیہ کی افادیت و برکات کا اندازہ صرف اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کے خطبات و خطابات علم و معرفت کے خزانوں سے بھرے ہوتے ہیں جن کو سُن کر جہاں احباب جماعت اپنی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں بہت سے پُر حکمت نکات بھی مال و مطاع کے طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ خاکسار اگر اپنی بات کرے تو یہ کہنے میں ہرگز حرج نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے ہی آرٹیکلز لکھنے کے موضوع مل جاتے ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہونے والے خوش قسمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے حالات و واقعات اور سوانح پر مشتمل طویل ترین خطبات کے سلسلہ کے تحت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و سوانح پر خطبات کی جو سیریز جاری رہی، اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگ میں حضرت عمرؓ کی طرف سے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کو فوج کی سربراہی سے معطل کر کے کسی اور صحابی کو ان کی جگہ سپہ سالار مقرر کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ پر انحصار کرنے لگے تھے کہ اگر اسلامی فوج، حضرت خالد بن ولیدؓ کی سپہ سالاری میں بھجوائی جائے گی تو فتح ضرور قدم چومے گی۔ یہ شخصیت پرستی ہے یہ خیال بالآخر شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی کے سدّباب کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو معطل کر دیا تھا تا کہ نہ صرف مسلمانوں کے دل میں پنپنے والا یہ غلط خیال ختم ہو جائے بلکہ آئندہ یہ سبق بھی مل جائے کہ کچھ بھی ہو جائے اس قسم کے شرک کی ہر حالت میں بیخ کنی کرنی ہے۔

یہ واقعہ تحریر کرتے ہوئے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولولہ انگیز خلافت کا آخری دور یاد آرہاہے جب میں بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں بطور مربی سلسلہ متعیّن تھا۔ ان دنوں جماعتیں اور مجالس، جماعت کے چوٹی کے اجل قسم کے علماء کے نام لکھ کر اپنے ہاں جلسوں میں تقاریر کے لئے درخواست کرتی تھیں تو حضور رحمہ اللہ اس مطلوبہ عالم دین کو نہ بھجواتے بلکہ دعاؤں کے ساتھ کسی اور دوست کو خواہ وہ جونیئر ہوتے بھجوادیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کسی اعلیٰ مقرر کانام لکھ کر منگوانا شرک کے زمرہ میں آتاہے گویا کہ اگر وہ نہ گیاتو جلسہ کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ؒ کی دُور رس نگاہوں میں شرک کی ایک قسم یعنی شخصیت پرستی کی نفی تھی۔ اور جماعت کو یہ بتانا تھا کہ اس قسم کے شرک کو اپنے درمیان سے نکال باہر کریں اور اپنے آپ کو مؤحد جماعت بنائیں۔

دینی تعلیمات کی روشنی میں شخصیت پرستی، شرک کی ابتداء ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شرک کی ابتدائی سیڑھی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم ہستی کے ساتھ کسی اور کو کھڑا کیا جائے اور یہ کہاجائے کہ نعوذباللہ یہ شخص ہی ہمیں کامیاب کر سکتاہے یا ہمارے کام کر سکتاہے یہ اور اس طرح کے سب خیال شرک ہیں اور چاہے یہ شخصیت پرستی ہو یا کچھ اور۔

گزشتہ زمانے میں فوت ہونے والے بڑے لوگوں کے مجسّمے، مورتیاں اور تصویریں بناکر عبادت کے لئے یا ان کو یاد کرنے کے لئے سجالینا شخصیت پرستی کے زمرے میں آتاہے۔ خانہ کعبہ میں جو بت رکھے ہوئے تھے وہ مشرکین کے بزرگوں کے ناموں سے ہی تو منسوب تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت مؤحد نبی حضرت ابراہیمؑ نے مسمار کر دیا تھا۔ سورہ نوح آیت 24 میں وڈ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے نام سے عرب کے دیوتاؤں اور بتوں کا ذکر ملتاہے یہ درحقیقت عرب قوم کے بزرگوں، ستاروں اور ان کی منزلوں کے نام تھے۔ جن کی عربوں نے بت بناکر پرستش شروع کر دی تھی، مکہ والوں نے اپنے باپ دادوں سے سن کر اپنے بتوں کے یہ نام رکھے

تھے۔ اس پریکٹس کا ذکر اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (التوبہ:31) میں بہت واضح رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آنحضور ﷺ کو بطور مثال قرآن کے حوالہ سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ (آل عمران :145)

کہ محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ یقیناً ان سے پہلے تمام رسول گزر چکے ہیں۔ اس آیت کو بھی شخصیت پرستی کی نفی میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب آپؐ کی وفات کے بعد یہ تصور کیا جانے لگا کہ آپؐ وفات نہیں پا سکتے جس کا اعلان حضرت عمرؓ نے بھی ان الفاظ میں فرما دیا تھا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضرت محمدؐ اب اس دنیا میں نہیں رہے میں اس کی گردن قلم کر دوں گا۔ اس فتنہ کو حضرت ابو بکرؓ نے ال عمران کی آیت 145 پڑھ کر ہی سنبھالا دیا تھا کہ حضرت محمدؐ ایک رسول ہی تو تھے۔ آپؐ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ تو جہاں یہ وفات مسیح پر صحابہ کا پہلا اجماع تھا وہاں اسلام میں شخصیت پرستی کی روک تھام کے لئے بھی پہلا اعلانِ عام تھا جو سیدنا حضرت ابو بکرؓ کے زبان مبارک سے ہوا۔

یہی کیفیت یا اس سے ملتی جلتی کیفیت ہمیں آج کے مامور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دور میں آپؑ کے والد محترم حضرت غلام مرتضیٰ کی وفات پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد ماجد کی وفات پر زندگی کے معاش کی فکر دامن گیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ بطور الہام نازل فرما کر آپؑ کو تسلی دی اور فرمایا۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ تو یہاں بھی شخصیت پرستی کے طرز عمل کی نفی کر دی گئی۔

بعض لوگ اپنے بیٹوں پر انحصار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ عنایت ربی ہے۔ اسی کی دین ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے۔ پھر آپ علیہ السلام اس حوالہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مثال دے کر فرماتے ہیں کہ ”ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے

ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو

اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو

(ملفوظات جلد2 صفحہ 518 جدید ایڈیشن)

٭ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو نہایت آسان اور پُر معارف معنوں میں یوں بیان فرمایا ہے۔

”ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کاروبار میں جن کا اس نے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے۔ ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ نہیں بلکہ وہ کاروبار جس طرح وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی۔ مگر خدا تعالیٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہے یہاں تک کہ مسیح ابنِ مریم آگیا اور اس سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے شروع کیا تھا۔ کوئی فرق نہ آیا۔

پس یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ یہ ایک دھوکہ لگتا ہے اور بُت پرستی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کسی اور طرف نظر اُٹھانا بھی پسند نہیں کرتا۔“

فرمایا۔”میرے ایک چچا فوت ہو گئے تھے عرصہ ہوا میں نے ایک مرتبہ اُن کو عالم رؤیا میں دیکھا اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہیں سامنے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں مولا بس۔ مولا بس۔

(فرمایا: حقیقت میں ایسی حالت میں جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے تو یہی لفظ مولابس موزوں ہوتا ہے)

اور پھر وہ قریب آکر دونوں اُنگلیاں ناک کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ اے رُوح! جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے واپس نکل آ۔

فرمایا: ''طبی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے۔ توریت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتھنوں کے ذریعہ زندگی کی روح پھونکی گئی۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 274-275 ایڈیشن 1984ء)

* ہمارے موجودہ اور محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطبہ جمعہ 22 جون 2021ء اور خطبہ عید الفطر 2021ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس مضمون پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی طرف توجہ دلائی ہے۔

روحانی بزرگوں سے پیار تو شخصیت پرستی نہیں

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم انبیاء، صلحاء اور خلفاء کرام سے جو پیار کرتے ہیں اور ان پر اپنی جان، مال، عزت اور وقت غرض سب کچھ وار دیتے ہیں کیا یہ شخصیت پرستی کے زمرے میں نہیں آتا؟

اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے تم اپنی جانوں سے زیادہ پیار کرو۔

پھر ایک مقام پر یہاں تک فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نیک صالح لوگوں کی محبت خود پیدا فرمادیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:97)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن کے لئے رحمان محبت پیدا کردے گا۔

اور یہ مضمون احادیث میں بھی ملتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو آواز دے کر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔ (بخاری کتاب بدء الخلق) جبکہ نیک، صلحاء سے دشمنی کے حوالہ سے حدیثِ قدسی ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

پس ہماری اپنے خلفاء سے محبت طبعی ہے۔ جو ہماری جانوں اور دل کے نہاں خانوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کر دی گئی ہے۔ نظامِ خلافت اور خلفاء کے انتخاب کا طریق اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جماعت شخصیت پرستی پر نہ یقین رکھتی ہے اور نہ ہی کسی وجود کو ایسا مقام دیتی ہے۔ جماعت کا نظام اس کے ہر شعبہ نظام میں انسانوں کی تبدیلی کے ساتھ آگے کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اور ان شاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا۔ ہم الحمد للہ توحید کے قائل ہیں اور توحیدِ الٰہی کے ہی علمبردار رہیں گے۔ یہ سبق ہے جو ہمیں سورۃ الفاتحہ میں ملتا ہے کہ تمام تعریفیں اُس اللہ جو رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین ہے کے لیے ہیں۔ اسی کی عبادت کرنے اور استعانت چاہنے کا ہم عزم کرتے ہیں۔ اور ہدایت کے لئے بھی اسی واحد لاشریک خدا سے طلبگار ہیں۔

جبکہ بعض فرقوں میں شخصیت پرستی اور شرک کی کیفیت اس حد تک پھیلی ہوئی ہے کہ درگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ حقیقی علم سے نابلد لوگ ان خانقاہوں اور درگاہوں میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ صرف عام زندگی میں ہی نہیں بلکہ سطحی سیاست کے ادنیٰ درجہ کے میدانوں میں بھی بدرجہ اولیٰ موجود ہے۔ اور عوام الناس یہ سمجھ بیٹھتے ہیں یا ان کے ذہنوں میں یہ چیز بٹھا دی جاتی ہے کہ تمہارا یہی لیڈر ہے جو تمہیں دریا پار لگا سکتا ہے اور دنیاوی لیڈر بھی یہی سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہی ادھورا اور کھوکھلا سبق وہ اپنی عوام کو دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم تیسری دنیا میں اکثر ایسے دیکھتے ہیں۔ اسی سے بُت پرستی کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہی وہ شخصیات کے بُت ہیں جو وہ اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ایشیائی کلچر میں ہم اپنے آپ کو

مسلمان، خدائے واحد و یگانہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان معاشروں میں بعض لوگوں کے دل صنم کدہ بنے ہوئے ہیں۔ جس سے اعتدال کو خیر باد کہہ کر افراط و تفریط اور غلو ان میں جنم لیتا ہے۔ شدت پسندی، انتہا پسندی اور جذباتیت کو فروغ ملتا ہے۔ امن کا جنازہ نکلنا شروع ہوتا ہے اور معاشرہ مختلف برائیوں سے زنگ آلود بلکہ زہر آلود ہوتا ہے۔

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی خلافت حقہ سے منسوب ہو کر ان رسوم و رواج اور شرک پیدا کرنے والی خرافات سے کوسوں دور ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والی جماعت پیدا کرنے آئے تھے جو اپنی عبادتوں کی حفاظت کر سکے۔ آپؑ پیر پرستی ختم کرنے آئے تھے۔ اس لئے آپؑ نے فرمایا تھا کہ ''پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وحدہ لا شریک خدا کے حقیقی پرستار اور عبادت گزار بنائے اور شرک کی طرف لے جانے والی شخصیت پرستی ہمارے قریب تک نہ آئے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 جنوری 2022ء)

﴿3﴾

رمضان المبارک کی آمد ہے

رمضان کا مبارک و مقدس مہینہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن کرنے والا ہے۔

ادارہ کا پروگرام ہے کہ اس بابرکت مہینہ میں روزانہ ہی رمضان کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو قارئین کے سامنے آشکار کیا جائے تا وہ رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

لہٰذا تمام مضمون نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تحریریں اور مضامین و منظوم کلام Info@alfazlonline.org پر بھجوانے کا آغاز کر دیں۔ کان اللّٰہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جنوری 2022ء)

﴿4﴾

الفضل سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کی آراء اور تبصرے

The Talk of the Town

خاکسار آج کل حال ہی میں الفضل آن لائن کے لئے مقرر ہونے والے نمائندگان کو تعارفی فون کر رہا ہے۔ جو روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے مختلف قسم کے ریمارکس، تبصرے دے رہے ہیں اور الفضل سے پسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

اسی دوران برطانیہ کے نمائندہ مکرم سلیم الحق ایڈووکیٹ نے مجھے الفضل کی پذیرائی کے ضمن میں بتایا کہ الفضل تو آج کل Talk of the Town بن گیا ہے۔ یعنی گھر گھر اس کی بات ہو رہی ہے۔ اس کو سراہا جا رہا ہے اور اس کی خوبصورتی اور متنوع مضامین کو پسند کیا جا رہا ہے۔

اس طرح کی حوصلہ افزائی، تبصرے اور آراء ادارہ الفضل کو دنیا بھر میں پھیلے قارئین کرام کی طرف سے مل رہی ہیں۔ لاکھوں قاری اپنے دل و جان سے عزیز جماعت کے آرگن اخبار الفضل سے عقیدت اور محبت رکھتے ہیں جس کے بانی اور پہلے ایڈیٹر حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تھے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہونے والی 52 علامات پر مشتمل پیشگوئی میں سے ایک علامت یہ تھی کہ ’’اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔‘‘ ہم احمدیت کی گزشتہ تاریخ کے گواہ ہیں کہ خلافتِ ثانیہ کے آغاز سے ہی افضالِ الٰہی موسلا دھار بارش کی طرح جماعت احمدیہ پر من حیث الجماعت اور انفرادی طور پر خلافت سے وابستہ رہنے والوں پر نازل ہوئے، نازل ہو رہے ہیں اور اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آئندہ بھی تا قیامت مخلصین اپنی جھولیاں افضال الٰہی سے بھرتے رہیں گے۔ ان فضلوں میں سے ایک فضل ’’الفضل‘‘ کی صورت میں 108 سال سے لوگوں کو علمی، روحانی اور اخلاقی فیض پہنچا رہا ہے۔ یہ ان افضال میں سے

ایک فضل ہے جو حضرت مصلح موعودؓ کے آنے کے ساتھ آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا پر محیط ہوگیا اور باوجود معاندین و مخالفین احمدیت کی نامراد اور لاحاصل کوششوں کے یہ ایک ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے پیوست ہو چکی ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ دشمنوں نے پاکستان میں 9ہزار کی تعداد میں شائع ہونے والے اخبار پر قدغنیں لگائیں اور اسے بند کر کے ہی سانس لیا اور اب 9ہزار سے 30 گنا سے زائد اس اخبار کو پڑھنے والے اور محبت کرنے والے طیور احمدیت ہیں (یعنی قاری حضرات) دنیا بھر میں پھیلے شجر الفضل کے سائے تلے بیٹھے ہیں اور اس بہتی نہر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔

آج اللہ تعالیٰ کے اس فضل سے الفضل کی یہ کیفیت ہے کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ برطانیہ کے نمائندہ الفضل نے بتایا:

آن لائن آج کل Talk of the Town بن گیا ہے۔ الفضل کے لئے دیگر عقیدت کے پھول اور خوش کن تبصرے ملاحظہ فرمائیں

• مکرم محمد عمر تیاپوری کو آرڈینیٹر علی گڑھ مسلم نے تحریر کیا:

الفضل کی بات اب گھر گھر ہو رہی ہے۔ الفضل کا کمال یہ ہے کہ اس اخبار میں ہر ذائقہ کی تخلیق پڑھنے کو ملتی ہے۔ معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ملکوں کی سیر ہوتی ہے۔

ایک طرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت، دوسری طرف اردو زبان کی خدمت بہترین سنگم ہے۔ یہ صرف اور صرف الفضل آن لائن کا عظیم کارنامہ ہے۔

• مکرمہ زاہدہ باسط آف کینیڈا لکھتی ہیں کہ

الفضل میں شامل علمی اور معلوماتی مضامین پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور اکثر اوقات وہ مضامین جن کی تلاش ہوتی ہے وہ اس دن کے شمارے میں ہی مل جاتے ہیں۔

• مکرم مرزا منور احمد اشرف کینیڈا سے تحریر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل ایک ایسا اخبار ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہی فضل ہوتا ہے۔

جب الفضل کے صفحہ اوّل پر شائع ہونے والی حدیثِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث یا ملفوظات بالکل آج کے مسائل کے بارہ میں ہی تھی اور یہی آج کی ضرورت ہے۔

• مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر ویلز یوکے سے تحریر کرتے ہیں:

الفضل کے تمام مضامین انتہائی خوبصورتی اور موقع اور مناسبت سے شائع ہوتے ہیں۔

• مکرم مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری، ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان سے تحریر کرتے ہیں:

روزنامہ الفضل روز بروز خوبصورت سے خوبصورت ہوتا جارہا ہے۔ یہ خوبصورتی ظاہری طور پر بھی بڑھ رہی ہے اور مضامین میں تنوع کے حوالے سے بھی اس کی چمک میں اضافہ ہورہا ہے۔ قارئین کے شعور میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔

الفضل میں اردو ادب کا وقار اور دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ مغربی دنیا میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا مستقبل روشن ہوا ہے اور اس کی خوشبو سرحدوں کو مضبوط کرتی جارہی ہے۔

• مکرم ظریف احمد۔ میری لینڈ امریکہ سے لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل روحانی مائدہ تو ہے ہی اسکے ساتھ ساتھ ماشاءاللہ دیدہ زیب رنگ برنگے پھولوں سے بھی مزین ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ اسکی افادیت میں اضافہ کرتا چلا جائے، آمین۔

•مکرم رحمان احمد رحیم معلم وقفِ جدید تحریر کرتے ہیں:

الفضل آن لائن کے اجراء سے مدتوں کے روحانی پیاسوں کی تسکین کے سامان ہو گئے ہیں۔اس میں مضامین کا ایک گلدستہ ہوتا ہے۔جس سے روحانی ترقی میں مدد ملتی ہے۔

•مکرمہ لبنیٰ بشارت۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

آن لائن الفضل پڑھنے کا ایک الگ مزا ہے۔ہر روز ایک موضوع پر مختلف پیرائے میں لکھے گئے بہترین مضامین تربیت اور اصلاح کے ساتھ ساتھ ذہنی ترو تازگی کا باعث بنتے ہیں۔

•مکرم رانا عبد الرزاق خاں ایڈیٹر قندیل۔لندن نے بتایا کہ:

کچھ عرصہ سے الفضل آن لائن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ سے ترقی کی منازل طے کرتا نظر آتا ہے۔ تمام مضامین ہی دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں جنہیں پڑھ کر خوشی ہوتی ہے اور بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ الفضل نے ماشاء اللہ بہت ترقی کر لی ہے اور کافی وسعت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا بھر کے اردو قارئین کے پاس الفضل کے سوا ہے ہی کیا، پڑھنے کو۔ جس میں خبریں، اطلاعات ملتی ہے۔اور حضرت خلیفہ وقت کا خطبہ جلد پڑھنے کو مل جاتا ہے۔

•مکرمہ امتہ الشافی رومی جنزل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ بھارت نے الفضل کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخبار الفضل آن لائن کی برکت ہے کہ اس کے دلچسپ مضامین ہر روز آسمان سے ”روحانی دودھ کی بارش“ برساتے ہوئے جہاں ہماری تربیت کا بہترین ذریعہ بنتے ہیں وہاں جماعت کی تاریخ سے آگاہی کے سامان بھی کرتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

•مکرم ظہیر احمد طاہر۔ نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدگی کے ساتھ الفضل کے مطالعہ کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک شمارہ پڑھ لیں تو اگلے شمارے کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔

•مکرمہ بشریٰ ارشد والدہ مکرم کامران ارشد شہید۔ کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

جس طرح کسی دعوت پر کھانے سے قبل مزیدار Appetiser مل جائے تو وہ اتنا کھالیا جاتا ہے کہ بعد میں مزید کھانے کی ضرورت کم ہی رہتی ہے یہی کیفیت الفضل کی ہے۔ الفضل کے مطالعہ سے طبیعت سیر ہو جاتی ہے۔

•مکرم مرزا نصیر احمد۔ مربی سلسلہ واستاد جامعہ یوکے تحریر کرتے ہیں:

مَاشَآءَ اللّٰہُ۔ اخبار الفضل آن لائن سے بہت ہی پیارے اور چُھپے ہوئے خزانے آشکار ہو رہے ہیں۔

•مکرمہ سعیدہ خانم۔ سسکاٹون کینیڈا سے لکھتی ہیں:

الحمدللہ۔ اب اللہ کے فضل سے یہ روحانی مائدہ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے میسر ہے۔ الفضل میں بہت عمدہ مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔

•مکرمہ طیبہ منصور۔ لندن سے تحریر کرتی ہیں:

اس میں بچوں کا جو پروگرام شروع کیا گیا ہے بہت دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں میں چھوٹی عمر سے مضامین لکھنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے اچھی کاوش ہے۔

•مکرمہ شمیم اختر۔ مسی ساگا کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل اخبار میں اردو کے اسباق کا سلسلہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔ ہم اردو بولنے والے بھی جو اردو کے قواعد وضوابط سے نا آشنا تھے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

•مکرم مظفر احمد شہزاد لکھتے ہیں:

الفضل آن لائن کا ہر شمارہ معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ روزانہ کے اداریے جس محنت شاقہ، توجہ اور معروضی تربیتی حالات کے عین مطابق ہوتے ہیں وہ سراہنے، اور مبارکباد کے حق دار ہیں اللہ تعالیٰ ہر روز ترقی دیتا چلا جائے۔ آپ کی کامیاب ادارت میں الفضل کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

•مکرم امان اللہ امجد تحریر کرتے ہیں:

صرف ایک الفضل اخبار کی ترقیات کی منازل طے کرنے کی مثال لے لیں تو اللہ کی قدرت کے نظارے نظر آتے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ ایک وہ وقت تھا جب تحریک جدید کے آغاز پر دشمن نے دعویٰ کیا کہ ہم اس آواز کو قادیان سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ لیکن ہمارے قادر خدا نے دشمن کو ناکام ونامراد کیا، پھر روزنامہ الفضل کو دبانے کی ناکام کوشش ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے الفضل کو اکناف عالم میں پھیلا دیا اور آج ہم گھر بیٹھے الفضل کی روحانی نہر سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ

•مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

خاکسار روزنامہ الفضل آن لائن کا لنک بہت باقاعدگی کے ساتھ آج کل لجنہ کے گروپس میں شیئر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس میں شامل تمام چھوٹے بڑے علمی، ادبی اور تربیتی مضامین سے کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری سسکاٹون ریجنل ترجمۃ القرآن کلاس میں شمولیت کرنے والی تمام ممبرات، روزنامہ الفضل کی ساری دنیا میں پھیلی ٹیم کی خدمت میں جزاکم اللہ احسن الجزاء کا تحفہ پیش کرنے کا کہہ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب الفضل سے پیار کرنے والے محبان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازے۔ الفضل کا مطالعہ کرتے رہیں اور اس کے علمی و تربیتی مضامین اور تحریرات سے حظ اٹھاتے رہیں اور یہ روحانی مائدہ سے خود بھی اور دوسروں کو مستفید کرتے رہیں۔

کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جنوری 2022ء)

﴿5﴾

شعراء (مرد حضرات) متوجہ ہوں

شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنا کلام بھجواتے وقت اپنی تصویر بھی ساتھ بھجوائیں تاکلام کے ساتھ آویزاں کی جاسکے۔

فوٹو، ٹوپی کے ساتھ فرنٹ پوز میں ہو تو بہتر رہے گا۔

کان اللہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جنوری 2022ء)

﴿6﴾

ایک درستی

بعض مضمون نگار اور قارئین حضرات و خواتین اپنے مضامین، خطوط اور رپورٹس میں ”بفضلہٖ تعالیٰ“ کے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اگر تو ان الفاظ کے استعمال سے قبل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اس کے افضال کا ذکر ہو رہا ہو تو پھر تو ان الفاظ میں ”ہاء“ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر ”بفضلہٖ تعالیٰ“ کی جگہ ”بفضل اللہ تعالیٰ“ لکھنا درست ہو گا۔

اسی طرح بعض دوست حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ”ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز“ یعنی بنصرہ کے ساتھ ”ہ“ کے بغیر لکھتے ہیں جبکہ ”ہ“ کے ساتھ ”بنصرہٖ“ لکھنا درست ہے۔ جس میں ”ہاء“ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جنوری 2022ء)

﴿7﴾

آنحضرتؐ کی کھلی اور فعلی کتاب کا ہمیں مطالعہ کرتے رہنا چاہئے

کتاب کی افادیت و اہمیت سے کسے انکار ہے۔ سب سے اول ہمارے لئے اعلیٰ و ارفع کتاب جس کی عزت و توقیر ہمارے دلوں میں بستی ہے وہ قرآن کریم ہے، اس کے علاوہ کتاب خواہ درسی ہو، علمی و تربیتی ہو، کھلی کتاب ہو یا فعلی کتاب ہو، انسان کی دوست ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔ کیونکہ کتاب مطالعہ کے بعد انسان کے اندر تبدیلی کا باعث ہوتی ہے اور تبدیلی بھی وہ جو روحانی کہلائے اور انسان کو جنت کی راہ دکھلائے۔ خصوصی طور پر کسی روحانیت میں بلند مقام کے حامل انسان کی زندگی کی فعلی کتاب ہو اور بالخصوص ہمارے پیارے رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کی مبارک زندگی کی فعلی کتاب ہو۔ جس کو پڑھنے اور آپؐ کے اعمال صالحہ اور سنت کو دیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی ایک مومن توفیق پائے تو وہ اللہ کے پیار کے حصار میں آجاتا ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی پاکیزہ زندگی کے عظیم ادوار پر مشتمل اخلاقی و تربیتی اور دینی تعلیمات جو قرآن و احادیث اور آنحضورؐ کی سیرت و شمائل کی کتب میں درج ہیں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا چاہئے۔ آپؐ کی کھلی اور فعلی کتاب کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رسول اللہؐ کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لئے اور اس پر کُل دنیا کے لئے مقرر فرمایا۔ مگر آپؐ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ جس طرح قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہؐ کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 17 ایڈیشن 1966ء)

آنحضورؐ کی زندگی کے مطالعہ کی بات کریں تو صحابہؓ ساتھ ضرور یاد آتے ہیں کیونکہ سب سے زیادہ صحابہؓ نے اپنے آقا و مرشد حضرت محمدؐ کی فعلی کتاب کو پڑھا اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا خطاب پا کر امر ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان کو چاہئے کہ آنحضرتؐ اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے۔ اور بعض مرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن سکتی۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 185 ایڈیشن 1966ء)

اس اداریہ میں اوپر بیان کردہ ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ آنحضورؐ کی زندگی کی فعلی کتاب گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر خاکسار کو حضرت عائشہؓ کا وہ قول یاد آ رہا ہے کہ جب کسی شخص نے آنحضورؐ کی سیرت و شمائل کے بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ کہ آپؐ کے اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے۔ (حدیقۃ الصالحین از محترم ملک سیف الرحمان مرحوم صفحہ 49)

گویا آپؐ قرآن کریم کی تشریح اور تفسیر تھے۔

آئیں! اس مبارک "فعلی کتاب" اور اپنے آقاؐ کی مبارک سنت کا اختصار سے مطالعہ کرتے ہیں۔ تا یہ خوبیاں اور نیک عادات ہم بھی اپنے اندر سمونے والے بن جائیں۔

سب سے پہلے ایک ایسی خوبی کا ذکر کرتے ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد پر برابر کا اثر کرتی ہے اور وہ ہے سچ بولنا۔ آپؐ بچپن سے ہی سچ بولا کرتے تھے۔ اور جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ اپنے معاشرے میں "صادق اور آمین" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ بلکہ بعض کفار اور مشرک آپؐ کو "صدوق" یعنی صادق کی اعلیٰ و ارفع صفت سے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضورؐ نے کفار مکہ سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت

بڑا لشکر چھپا ہوا ہے تو کیا تم اسے تسلیم کر لو گے؟ تمام کفار بیک زبان ہو کر بولے کہ ہاں ہم مان لیں گے۔ کیونکہ ہم نے تجھے کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔

اسی طرح جب کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آنحضورؐ کا تاریخی خط حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو دیا اور اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے پہلا سوال ہی یہ کیا کہ جس نبی کا پیغام آپ لائے ہیں کیا اس نے اپنی سابقہ زندگی میں کبھی جھوٹ بولا ہے؟ تو ابوسفیان بے ساختہ بول اٹھا کہ نہیں نہیں۔ اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 84)

اوپر دوسری صفت ''امین'' بیان ہوئی ہے یہ خوبی بھی آنحضورؐ کے اندر کمال درجہ حد تک تھی۔ اپنے اور پرائے آپ کے پاس بڑی امانتیں رکھ جاتے۔ جو محفوظ رہتیں اسی وجہ سے آپؐ ''امین'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ مدینہ ہجرت کے وقت آپؐ تمام امانتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ نے یہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کیں۔

انسان کی زندگی کی ایک اہم خوبی دی ہوئی زبان کا پاس کرنا ہے۔ جسے ہم عہد کی پاسداری کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ ہمارے پیارے رسولؐ کی فعلی کتاب میں اس عنوان سے بھی ایک رہنما باب موجود ہے۔ جس میں یہ جلی حروف سے کندہ ہے کہ آپ دی ہوئی زبان کا پاس رکھتے تھے۔ اسکی جیتی جاگتی تصویر ہمیں صلح حدیبیہ کے موقع پر اور اسکے بعد پیدا ہونے والے حالات میں نظر آتی ہے۔ جب فریقین میں یہ طے پا گیا تھا کہ اگر کوئی مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ جائے گا تو وہ واپس بھجوایا جائے گا۔ جبکہ مدینہ سے کوئی شخص اگر مکہ پہنچے گا تو وہ واپس نہیں بھجوایا جائے گا۔

تو یہ ان شرائط میں سے ایک سخت شرط تھی مگر ہمارے عہد کا پاس کرنے والے رسول آنحضرتؐ نے ہر اس شخص کو بوجھل دل کے ساتھ واپس بھجوایا جس نے مکہ میں کفار کی سختیوں سے تنگ آکر مدینہ پہنچ کر پناہ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔

آنحضورؐ کی یہ کھلی فعلی کتاب بہت ضخیم ہے اور 63 سالوں تک ہی محدود نہیں بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد خلفاء و صحابہؓ نے بھی حضرت محمدؐ کو اپنے اندر اُتارتے ہوئے اس کتاب کو کھلا رکھا

اور آج حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے ذریعے یہ فعلی کتاب پہلے سے زیادہ روشن و تابندہ ہوتی جارہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آنحضورؐ کا وقت کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بہت بڑی خزاں کا وقت تھا۔ اور اسی کے مقابل میں بہار بھی وہ آئی کہ اسکی نظیر نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ اس لئے کہ آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 120)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ''آئندہ تو اسی بہار کا سماں ہے'' غور طلب ہیں کہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے اپنی زندگیوں میں اپنے اعلیٰ و ارفع رسول حضرت محمدؐ اور صحابہؓ کے اسوہ کو سمونے والے ہوں گے۔ گویا یوں لگے گا کہ ہر احمدی چھوٹا محمدؐ بن کے آپؐ کی سیرت کو اجاگر کرے گا اور آپؐ کے اخلاق و اطوار کو زندہ رکھ کر اس فعلی کتاب کو کھلا رکھے گا۔ اور اس کا مطالعہ کرتا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی یہی منشاء تھی کہ ہم روزانہ کی بنیاد پر آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔

اس آرٹیکل میں اس فعلی کتاب کا تمام کچھ لکھنا محال ہے۔ تاہم ایک دو باتوں کا ذکر کر کے اس تحریر کو اس دعا سے ختم کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم سب احمدیوں کو چھوٹا محمدؐ بنادے تا 1400 سال قبل کا دور دوبارہ لوٹ آئے۔ آمین۔ آیئے یاددہانی کے طور پر آنحضرتؐ کی پھولوں کی طرح مہکتی اور شبنم کی طرح پاک وصاف مبارک زندگی کو ایک نظر دیکھتے ہیں اور اپنے اندر سرائیت کرتے ہوئے اللہ کی قدرت سے حظ اٹھاتے ہیں۔

آنحضورؐ اکثر چپ رہتے تھے۔ بلا ضرورت بات نہ کرتے تھے۔ جب بات کرتے تو پوری وضاحت سے کرتے۔ آپؐ کی گفتگو مختصر لیکن فصیح و بلیغ، پُر حکمت اور جامع ہوتی۔ کسی کی مذمت و تحقیر نہ کرتے اور نہ توہین و تنقیص۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 48)

شکر گزاری کا رنگ نمایاں تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ آپؐ سے عرض کی جب خدا نے آپؐ کی اگلی پچھلی کمزوریاں معاف فرمادی ہیں تو اتنے لمبے سجدے کیوں بجالاتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اَفَلَا اَکُونَ عَبۡدًا شَکُورًا کہ کیا میں اپنے خدا کا عبد شکور نہ بنوں۔

ایک موقع پر اخلاق حسنہ کے حوالے سے فرمایا کہ میں ان کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ (موطا امام مالك باب فی حسن الخلق)

آپؐ نے ان اخلاق کا ذکر یوں فرمایا کہ اے لوگو! سلام کو عام کرو، ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سوئے ہوں تو نماز پڑھو یعنی نماز تہجد ادا کرو۔
(سنن داری کتاب استئذان باب فی افشاء السلام)

اپنے گھر کے کام کاج خود کر لیتے، اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے، اپنا کپڑا سی لیا کرتے (مسند احمد) آپؐ کام کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے، اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے باہر چلے جاتے۔ (بخاری کتاب الاذان)

آنحضرتؐ میں تکبر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلتے۔ بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 68)

اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے غرباء میں تلاش کیا کرو۔

آپ کھجور کی شاخوں سے بنی چٹائی پر سو جایا کرتے تھے۔ اور آپ کی کمر مبارک پر چٹائی کے کھردرے پن کی وجہ نشان بن جاتے تھے یہ نظارہ دیکھ کر صحابہ آبدیدہ ہو جاتے ایک مرتبہ اپنے جان سے پیارے آقاؐ کے آرام کی خاطر اور چٹائی کی بے آرامی سے بچنے کے لئے صحابہ نے اس پر گدیلا بچھانے کی کوشش کی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے دنیاوی لذتوں سے کیا غرض؟ میں تو صرف ایک مسافر کی طرح ہوں جو کچھ دیر سستانے کی غرض سے ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑا بہت سستانے کے بعد اپنے اگلے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کا مسافر ہے۔ ایک دنیاوی سفر کرنے والا اپنی ضروریات سفر اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔ اسی طرح اس روحانی سفر میں ہمیں ہر اس خُلق کو ساتھ رکھنا ہے۔ جو آنحضورؐ نے اپنی زندگی کے سفر میں اپنایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون کو اپنے ایک لیکچر میں یوں بیان فرمایا کہ۔ ایک مومن ایک پرندہ نہیں جو خود اڑتا ہے بلکہ وہ ہوائی جہاز ہے جو خود بھی اُڑتا ہے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ساتھ لے کر جاتا ہے۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ ہوائی جہاز کا سفر کرتے وقت محدود سامان ساتھ لے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ ہم رخت سفر باندھنے سے قبل جب اپنا سازوسامان تیار کرتے ہیں تو غیر ضروری چیزوں کو نکال دیتے ہیں تا ہوائی جہاز کی انتظامیہ کے بتائے ہوئے وزن کے مطابق بیگ تیار ہوں۔ اگر ہم اپنی زندگیوں کے سفر کو دیکھیں تو ہمیں بھی اخلاق سئیہ کی صورت میں اضافی سامان (Extra Luggage) کو اپنی زندگی سے الگ کرکے اصل سامان یعنی اخلاق حسنہ کو ساتھ لے کر چلیں جس طرح مادی سفر میں مسافر ہلکا پھلکا ہو کر سفر کرتا ہے اسی طرح اس سفر میں بھی اخلاق سئیہ کا بوجھ اُتار کر مکمل ہلکے پھلکے ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے سفر کو جاری و ساری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 جنوری 2022ء)

﴾8﴿

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات وفیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جنوری 2022ء)

﴿9﴾

حضرت مصلح موعودؓ کے خواب کی تعبیر اور دُعاؤں کا اثر
روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف
برصغیر کے مسلسل شائع ہونے والے قدیم ترین روزنامہ کی لازوال داستان اور انقلابی روئداد

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانی) نے مورخہ 18جون 1913ء بروز بدھ قادیان سے ایک ایسا اخبار جاری فرمایا جو بعد میں خلافت کا دست و بازو ثابت ہوا اور خلافت کی آواز بنا۔ جس کا نام حضرت مولوی نور الدینؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کو رؤیا میں ’’الفضل‘‘ بتایا گیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ’’الفضل‘‘، فضل ہی ثابت ہوا۔‘‘ (انوار العلوم جلد8 صفحہ 371)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی اس کے پہلے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر تھے۔ پہلے اخبار کے 16 صفحات تھے۔ اور عربی اعتبار سے 12 رجب 1331ھ کا دن تھا۔ آج انگریزی کیلنڈر کے اعتبار سے اس کو 108 سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور اور ربوہ سے اشاعت کی توفیق پاتا رہا۔ اسے پاکستان میں مخالفین احمدیت اور حکومتی سطح پر مشکلات کا سامنا بھی رہا۔ دسیوں دفعہ حکومتی پابندیوں اور قدغنوں کی زد میں آکر جبری بند رہا۔ اس کے ایڈیٹر مکرم مولانا نسیم سیفی، مینیجر مکرم آغا سیف اللہ اور پرنٹر مکرم قاضی منیر احمد کو قید کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ آخری بار جب 6 دسمبر 2016ء کو اس پر حکومت کی طرف سے جبری پابندی لگی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد خاکسار کو الفضل ربوہ کا ایڈیٹر مقرر فرما کر الفضل کے

متبادل کے طور پر کوئی پرچہ نکالنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ”گلدستہ علم و ادب“ کے نام سے آن لائن ایک اخبار جاری کیا گیا جو کم و بیش پونے دو سال تک تشنہ روحوں کو سیراب کرتا رہا۔ بالآخر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء کے موقع پر اصل نام اور تشخص یعنی روزنامہ الفضل کا آن لائن پرچہ جاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ انتظامیہ کے ساتھ تمام معاملات طے کر کے اور تمام ابتدائی ضروری امور طے کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 13 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک ٹلفورڈ اسلام آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اس اخبار کا تعارف فرما کر دنیا بھر کے احمدی احباب کو اسے پڑھنے، اس کی ترویج اور مضامین لکھ کر بھجوانے کی تلقین فرمائی اور نمازوں (جمعہ و نماز عصر) کی ادائیگی کے بعد اس کی ویب سائٹ کا افتتاح بھی فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے الفضل کا تعارف بیان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18/ جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13/ دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات

بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہئے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال اس کا آج اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 دسمبر 2019ء)

اور اب اللہ کے فضل سے دو سال کے قلیل عرصہ میں (یہ دورانیہ قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا) اس اخبار نے دنیا بھر کے اردو میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ میں اپنی موجودگی کی اہمیت کا لوہا منوایا ہے۔ پاکستان کے ملاؤں اور شر پسند عناصر کو اس کی پاکستان میں 9 ہزار کی تعداد میں اشاعت ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اب اس تعداد سے تیس گنا سے زائد تعداد میں یہ پڑھا اور سراہا جاتا ہے، اس کے عقیدت مند اور قدر دان دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بعض جبری پابندیوں کے علاوہ اردو صحافت کے میدان کارزار میں مسلسل شائع ہونے والا برصغیر پاک و ہند اور اب دنیا کا سب سے پرانا روزنامہ اخبار ہے جو نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ لاکھوں نیک روحوں کو اعلیٰ روحانی زندگی فراہم کر رہا ہے۔

مکرم محمد عمر تیاپوری، کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے خاکسار کے نام ایک مکتوب میں لکھا۔ ”مغربی دنیا میں اخبار الفضل کا ادبی معیار یقیناً قابلِ فخر ہے جو کبھی متحدہ ہندوستان کا خاصہ

ہوا کرتا تھا۔ نیز لکھا کہ اس اخبار کے ذریعہ مغربی دنیا میں اردو زبان کے پھیلاؤ کے امکانات روشن ہوئے ہیں اور اس کی خوشبو سرحدوں کو مضبوط کر رہی ہے۔ ایک طرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت، دوسری طرف اردو زبان کی خدمت بہت خوبصورت سنگم ہے یہ صرف اور صرف الفضل آن لائن کا ہی کارنامہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد قریب کے دور میں جو اردو کے اخبارات برصغیر میں شائع ہوتے تھے وہ قریباً قریباً ماسوائے ایک آدھ کے (جیسے تہذیب الاخلاق گو ہفت روزہ رسالہ تھا مگر ماہوار کے طور پر اشاعت پاتا ہے) باقی سب بند اور معدوم ہو چکے ہیں۔ مگر روزنامہ الفضل، قادیان، لاہور اور ربوہ سے ہوتا ہوا اب لندن سے پوری آب و تاب کے ساتھ روزانہ آن لائن طلوع ہوتا اور اپنی کرنوں کی روشنی سے لاکھوں کو فیض یاب کرتا ہے۔ اور اب مخالفین کی زمینی حدو بست اور ان کی شرارتوں سے بہت دور محفوظ ہو کر آسمانی لامحدود وسعتوں میں داخل ہو چکا ہے۔ اور بقول مکرمہ امۃ الشافی رومی سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت تازہ دودھ بطور مائدہ روزانہ آسمان سے اُتر کر ہم پیاسی روحوں کو سیراب کرتا ہے۔ انتہائی محدود عرصہ میں یہ اتنا مقبول ہوا کہ

- **مکرم سلیم الحق ایڈوکیٹ نے لندن سے مجھے بتایا کہ: الفضل ان دنوں Talk of the Town بن گیا ہے** بلکہ ایک دوست نے تاثر دیا کہ الفضل آن لائن کا گھر گھر چرچا ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو؟ اس علمی اخبار اور روحانی نہر کی اہمیت و افادیت ازل سے مقدر تھی۔ بانی الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔

”یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔“ (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

مندرجہ بالا ارشاد سے **الفضل** کا بلند مقام اظہر من الشمس ہے۔ یہ مدتوں سے ثریا میں تھا اور حضرت فضل عمرؓ اس کو ثریا سے لانے کا موجب ہوئے اور یوں لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَآءِ الْفَارِسِ کی پیشگوئی کا ان معنوں میں بھی مصداق ٹھہرے۔

- پھر آپؓ نے اس کی اہمیت یوں بیان فرمائی۔

"سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم الفضل ہے۔" (الفضل 16 نومبر 1960ء)

- پھر فرمایا۔

"الفضل ہمارا مرکزی اخبار ہے۔" (مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ 701)

الفضل تریاق ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی۔ لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کر لیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 329)

اخبار کا نام اور اجراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اجازت اور دُعاؤں سے خود استخارہ کرتے ہوئے اس تاریخی اور انقلابی اخبار کو 18 جون 1913ء بمطابق 12 رجب 1331ھ بروز بُدھ قادیان سے ہفت روزہ جاری فرمایا۔ یہ پہلا اخبار 26×20/4 کے 16 صفحات پر مشتمل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس اخبار کا نام ''الفضل'' رکھا جو آپؓ کو ایک رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ الفضل نام رکھو۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ **''اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ''الفضل'' فضل ہی ثابت ہوا۔''** (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 371)

گویا کہ فضل عمر کے نام سے معنون کرتے ہوئے جماعت اور دنیا کے لئے یہ اخبار فضل ثابت ہوا ہے۔ اور یہ وہی فضل ہے جس کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔

''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 101 ایڈیشن 1989ء)

الفضل کا ابتدائی سرمایہ

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ میرا الفضل نکالنے کا پہلے ارادہ تھا مگر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ نکال سکا اور پیغام صلح پہلے نکل گیا۔

ابتدائی سرمایہ جس نے الفضل کی بنیادوں میں کنکریٹ کی سی مضبوطی کا کام کیا کے بارہ میں خود حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

1913ء میں حضرت مصلح موعود نے الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ام ناصر صاحبہ نے ابتدائی سرمائے کے طور پر اپنا کچھ زیور پیش کیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریمؐ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے

جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو (یہ بھی ایک عاجزی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی) جو اس زمانے میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ (آپ نے) اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے (سونے کے) اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے (سونے کے) تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے اور اس سے پھر یہ اخبار الفضل جاری ہوا۔" (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"قارئین الفضل حضرت مصلح موعود کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعائوں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بے شک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا اور یہ الفضل جو ہے، آج انٹرنیشنل الفضل کی صورت میں بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں۔" (الفضل 20 ستمبر 2011ء)

اغراض و مقاصد

- پھر ایک دفعہ آپؓ نے جماعت میں جاری اخبارات و رسائل جیسے بدر، الحکم اور ریویو کا ذکر کرنے کے بعد الفضل کے ذکر میں فرمایا۔

"(ان حالات میں) اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ ان کی سستی کو جھاڑے۔ ان کی محبت کو اُبھارے۔ ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔"

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

- پھر بانی الفضل فرماتے ہیں۔

"الفضل کا اجراء اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف و الا من پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائیڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضروری چاہئے"

(الفضل 3 دسمبر 1913ء)

خلفاء الفضل کا مطالعہ کرتے ہیں

جماعت احمدیہ کی مبارک تاریخ بتاتی ہے کہ خلفائے عظام جماعتی آرگن الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق الفضل میں شائع ہوا کہ حضور (خلیفۃ المسیح الاوّل) اخبار الفضل کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں۔

(الفضل 8/اکتوبر 1913ء)

بانی الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل خود ہی ایڈیٹر تھے۔ اخبار کا تمام مواد آپ کی نظروں سے گزر کر اور ایڈٹ ہو کر منظرِ عام پر آتا تھا۔ اگرچہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ اس کے ایڈیٹر تو نہ تھے لیکن آپ باقاعدگی سے اس کو زیرِ مطالعہ رکھتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

"میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہو جائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہو سکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل کا سوراخ بند ہو تا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔

اس سستی اور غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔ (انوار العلوم جلد 14 صفحہ 543)

- ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں روز کا الفضل پیش ہوتا ہے۔ حضور باوجود بہت زیادہ مصروفیات کے اس کا مطالعہ فرماتے اور رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ نیز ہر اخبار پر مطالعہ کے بعد Tick mark کا نشان لگا کر دستخط رقم ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جب ''چھوٹی مگر سبق آموز بات'' عنوان کے تحت درج ہوا کہ موٹاپے سے بچنے کے لئے ''چ'' سے تیار ہونے والی اشیاء جیسے چاول، چینی، چکنائی، چپاتی وغیرہ سے پرہیز کریں۔ یہ حصہ حضور کے سامنے سے گزرا تو خاکسار کے نام خط میں تحریر فرمایا کہ **''پھر کیا کھائیں۔ اعتدال ضروری ہے۔''**

پھر آپ نے 8 مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ اور 19 جولائی 2009ء کے جلسہ سالانہ پر خطاب کرتے ہوئے دو مخلصین کے واقعات کا ذکر الفضل کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ: میں نے الفضل کا ایک مضمون پڑھا، یا میں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

''گزشتہ دنوں مَیں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایا تو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خریدا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔'' (الفضل 23 جون 2009ء)

احباب کو مطالعہ کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بحیثیت قوم ترقی کرنے کے لئے الفضل کے مطالعہ کی طرف یوں توجہ دلائی۔

”لوگ کہہ دیتے ہیں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ میں بھی کہتا ہوں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں (بعض لوگ) کہ اگر الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا نہیں ہو گا تو اس کو لے کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔ میں کہتا ہوں کہ اگر الفضل کا ایک مضمون بھی اعلیٰ پایہ کا ہے تو اسے لے کے اسے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں میں کہتا ہوں اگر الفضل میں ایک ایسا مضمون ہے جس میں ایک بات ایسی لکھی ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے والی ہے تو اس فائدہ کو ضائع نہ کریں آپ۔ اگر آپ نے بحیثیت قوم ترقی کرنی ہے۔

(خطاب جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1979ء، الفضل 2 فروری 1980ء)

شکر گزاری کے لئے الفضل پڑھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 15/ اکتوبر 1971ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

”بڑا افسوس ہے کہ جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو الفضل کو پڑھتے نہیں ایک نظر ڈالا کریں شاید اس میں دلچسپی کی کوئی چیز مل جائے اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہو رہے ہیں ان کو پڑھا کریں، اس کے بغیر آپ شکر نہیں ادا کر سکتے کیونکہ جس شخص کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل کر رہا ہے وہ اللہ کا شکر کیسے ادا کرے گا اور احساس کیسے پیدا ہو گا جب تک آپ اپنے علم کو up to date نہ کریں یعنی آج تک جو فضل نازل ہوئے ہیں اس کا پورا علم نہ ہو۔“ (خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 463)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ، یو۔کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا اور الفضل کے پہلے صفحے کے مطالعہ کی طرف یوں توجہ دلائی:

"الفضل ربوہ آتا ہے؟" اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی"۔

(الفضل 18 / جون 2008ء)

- نیشنل مجلس عاملہ فن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ورچوئل ملاقات مورخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ حضور لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کریں؟

حضور انور نے فرمایا: الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روز نامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع ہی میں پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے ہیں وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتہ چل جائے گا۔"

(روزنامہ الفضل آن لائن 14 دسمبر 2021ء)

13 دسمبر 2019ء کو الفضل کے اجراء کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔"

الفضل کے ذریعہ الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی تکمیل:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کئی طریق پر پورا ہوا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ روزنامہ الفضل آن لائن کو بھی اس کا ایک ذریعہ بننے کی توفیق ملی۔ دنیا کے مشہور کناروں جیسے تائیوان، کریباتی، ناروے، پرتگال وغیرہ میں

ہمارے مبلغین کو جب اخبار الفضل ملتا ہے تو وہ کئی ذرائع سے اس الہام کی تکمیل کا موجب ہوتے ہیں۔ جیسے

1. الفضل کو دنیا کے کنارے پر بیٹھ کر اس سے خود مستفید ہوتے ہیں۔
2. ان علاقوں میں موجود دیگر اردو بولنے والے احمدی و غیر احمدی حضرات تک Share کرتے ہیں۔
3. الفضل کے بعض حصوں بالخصوص پہلے صفحہ کو بطور درس و تدریس و خطبات مساجد میں پڑھ کر سناتے ہیں۔
4. اور سب سے بڑھ کر یہ کہ روز کی بنیاد پر الفضل کے کسی حصہ کا لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ، فیس بک، انسٹا گرام ٹوئٹر پر لگاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کا ایک اہم اور بڑا ذریعہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

الفضل کا نیا ہدف۔ الفضل کی تعداد میں اضافہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ”اگر جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ فیصدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو 10 ہزار اخبار (الفضل) چھپنا چاہئے تھا۔

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ 701)

گو کہ بسیار کوشش کے جماعت یہ ہدف پورا نہیں کر پائی۔ لیکن آن لائن اجراء پر نہ صرف یہ گول عبور ہوا بلکہ اس سے کہیں زیادہ الفضل دنیا بھر میں پڑھا جانے لگا۔ لاکھوں کی تعداد میں احمدی احباب و خواتین کے Cellphones میں روزانہ کا اخبار موجود ہوتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اوپر بیان فرمودہ فارمولہ کو آج دنیا بھر میں پھیلی جماعت کی کل تعداد کے اردو بولنے اور پڑھنے والوں کا احاطہ کریں تو اس تعداد کا پانچواں حصہ 7 لاکھ کے لگ بھگ بنتا ہے۔ جن تک الفضل پہنچنا ضروری ہے۔ تب جا کر بانی الفضل حضرت مصلح موعودؓ کا ٹارگٹ

حاصل ہوتا ہے۔ اگر دنیا بھر میں پھیلے لاکھوں الفضل سے دل و جان سے پیار و محبت کرنے والے قارئین اپنے تمام وسائل الفضل کی اشاعت کے لئے لگادیں یعنی سوشل میڈیا کے تمام وسائل جیسے واٹس ایپ، فیس بک، انسٹا گرام، ٹوئٹر پر الفضل کو چسپاں کرنے کے علاوہ Status پر لگانے اور اپنے حلقہ احباب، عزیز و اقارب کو اس کے Links روزانہ کی بنیاد پر کثرت سے بھیجیں تو یہ ٹارگٹ کوئی مشکل نہیں۔ اس لئے مشکل نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس جماعتی آرگن کے اجراء کے وقت یہ دعا کی تھی کہ

"اے میرے مولا! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔"

(الفضل 18 جون 1913ء)

شکر خداوندی

آج اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے الفضل کی تابناک تاریخ کے آن لائن کے دور میں حضرت مصلح موعودؓ کی اس بابرکت دعا کو پورا ہونے کے دن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ الفضل کے فیض کو لاکھوں تک پہنچا ہوا دیکھا۔ اے اللہ! ہم گواہ ہیں کہ تو نے رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَاءِ الْفَارِسِ کے ایک بابرکت شخص کی دعاؤں کو سنتے ہوئے الفضل کی تعداد کو لاکھوں تک پہنچایا اور ہم یقین محکم رکھتے ہیں کہ آئندہ ہماری نسلوں میں یہ پیارا الفضل کروڑوں کو فیض پہنچا رہا ہو گا۔

یہاں وہ دُعا دینی مناسب معلوم ہوتی ہے جو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (مصلح موعود) نے 18 جون 1913ء کو ہفتہ وار الفضل جاری فرماتے ہوئے کی۔

"خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے میں الفضل جاری کرتا ہوں... میں بھی اپنے ایک مقتدر اور راہنما اپنے

مولا کے پیارے بندے کی طرح اس بحر ناپیدا کنار میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖھَا وَ مُرۡسٰھَا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اے میرے قادر مطلق خدا! اے میرے طاقتور بادشاہ! اے میرے رحمان، رحیم مالک! اے میرے رب! میرے مولا! میرے ہادی! میرے رازق! میرے حافظ! میرے ستار! میرے بخشنہار! ہاں اے میرے شہنشاہ! جس کے ہاتھوں میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں اور جس کے اذن کے بغیر ایک ذرہ اور ایک پتہ نہیں ہل سکتا جو سب نفعوں اور نقصانوں کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب چھوٹوں اور بڑوں کی پیشانیاں ہیں۔ جو پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے۔ جو مار کر پھر جلائے گا اور ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ جو ایک ذلیل بوند سے انسان کو پیدا کرتا ہے۔ جو ایک چھوٹے سے بیج سے بڑے بڑے درخت اگاتا ہے۔ ہاں اے میرے دلدار میرے محبوب خدا تو دلوں کا واقف ہے اور میری نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔ میرے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ میرے حقیقی مالک۔ میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ تو میرے ارادوں کا واقف ہے۔ میری پوشیدہ باتوں کا راز دار ہے۔ میں تجھی سے اور تیرے ہی پیارے چہرہ کا واسطہ دے کر نصرت و مدد کا امیدوار ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں کمزور ہوں میں ناتواں ہوں۔ میں ضعیف ہوں۔ میں بیمار ہوں۔ میں تو اپنے پہلے کاموں کا بوجھ بھی اٹھا نہیں سکتا۔ پھر یہ اور بوجھ اٹھانے کی طاقت مجھ میں کہاں سے آئے گی۔ میری کمر تو پہلے ہی خم ہے۔ یہ ذمہ داریاں مجھے اور بھی کبڑا کر دیں گی۔ ہاں تیری ہی نصرت ہے جو مجھے کامیاب کر سکتی ہے۔ صرف تیری ہی مدد سے میں اس کام سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ تیرا ہی فضل ہے۔ جس کے ساتھ میں سرخرو ہو سکتا ہوں اور تیرے ہی رحم سے میں کامیابی کا منہ دیکھ سکتا ہوں۔ دین کی ترقی اور اس کی نصرت خود تیرا کام ہے اور تو ضرور

اسے کر کے چھوڑے گا مگر ثواب کی لالچ اور تیری رضا کی طمع ہمیں اس کام میں حصہ لینے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ پس اے بادشاہ! ہماری کمزوریوں پر نظر کر اور ہمارے دلوں سے زنگ دور کر اسلام کی ترقی کے دن پھر آئیں اور پھر یہ درخت بارآور ہو اور اس کے شیریں پھل ہم کھائیں اور تیرا نام دنیا میں بلند ہو تیری قدرت کا اظہار ہو۔ نور چمکے اور ظلمت دور ہو۔ ہم پیاسے ہیں اپنے فضل کی بارش ہم پر برسا اور ہمیں طاقت دے کہ تیرے سچے دین کی خدمت میں ہم اپنا جان ومال قربان کریں اور اپنے وقت اس کی اشاعت میں صرف کریں۔ تیری محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو اور تیرا عشق ہمارے ہر ذرہ میں سرایت کر جائے۔ ہماری آنکھیں تیرے ہی نور سے دیکھیں اور ہمارے دل تیری ہی یاد سے پُر ہوں اور ہماری زبانوں پر تیرا ہی ذکر ہو تو ہم سے راضی ہو جائے اور ہم تجھ سے راضی ہوں تیرا نور ہمیں ڈھانک لے اے میرے مولا اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔ میری نیتوں کا تو واقف ہے، میں تجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ میرے دل میں خیال آنے سے پہلے تجھے اس کی اطلاع ہوتی ہے۔ پس تو میرے مقاصد واغراض کو جانتا ہے اور میری دلی تڑپ سے آگاہ ہے لیکن میرے مولا میں کمزور ہوں اور ممکن ہے کہ میری نیتوں میں بعض پوشیدہ کمزوریاں بھی ہوں تو ان کو دور کر اور ان کے شر سے مجھے بچالے اور میری نیتوں کو صاف کر اور میرے ارادوں کو پاک کر تیری مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ پس اس ناتوان وضعیف کو اپنے دروازہ سے خائب وخاسر مت پھیریو کہ تیرے جیسے بادشاہ سے میں اس کا امیدوار نہیں تو میرا دستگیر ہو جا اور مجھے تمام ناکامیوں سے بچالے۔ آمین ثم آمین"۔ (الفضل 18جون 1913ء صفحہ 3)

اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کا الفضل کو اور ہم سب کو وارث بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 جنوری 2022ء)

﴾10﴿

آج کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور سے مدینہ کے لئے سفر شروع کرتے وقت جو دعا دی اس میں اپنے اہل خانہ کے لئے دعا بھی شامل تھی۔ آپؐ نے دعا کی

اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ، وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ

کہ اے اللہ! میرے سفر میں تو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو جا۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام صفحہ 345)

ہمیں بھی اکثر اوقات اکیلے ہی بغیر فیملی کے سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت یہ دعا مد نظر رکھنی چاہیئے۔

(ادارہ الفضل)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جنوری 2022ء)

﴿11﴾

دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے

افغانستان اور پاکستان کے مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 17 دسمبر 2021ء میں فرمایا:

”آج میں افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بہت تکلیف میں گزر رہے ہیں۔ بعض گرفتاریاں بھی ہوئیں ہیں۔ عورتیں، بچے بڑے پریشان ہیں گھروں میں اپنے۔ جو باہر ہیں مرد، جو گرفتار نہیں ہوئے، وہ بھی بے گھر ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ گرفتاریاں نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور ان کو اس مشکل سے نکالے۔ پھر پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ جو لوگ احمدیوں کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔

اسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔“

قارئین امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے درد دل کے ساتھ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 جنوری 2022ء)

﴿12﴾

انسانیت کے ساتھ پیار

آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بسنے والی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال یعنی خاندان ہے اور مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک بہترین وہ ہے جو اس کے خاندان کے ساتھ احسان کرتا ہے۔

اس حدیث میں بہت اچھے انداز میں انسانیت کے ساتھ پیار و محبت کی تلقین کی گئی ہے۔ یہاں انسانیت سے مراد تمام دنیا میں بسنے والے انسان ہیں۔ جس طرح ہم اپنے ایک چھوٹے سے خاندان میں پیار و محبت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تا گھر کا ماحول پُر سکون رہے۔ ہم اس چھوٹے سے خاندان کے سربراہ یعنی ابو، دادا وغیرہ کا کہا مانتے ہیں بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے پیار کرتے ہیں اسی طرح دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں خواہ ان کا تعلق کسی ملک و ملت اور رنگ و نسل سے ہو وہ خاندان ہیں اور اللہ تعالیٰ اس خاندان کا سربراہ ہے اس لیے ہر انسان سے محبت کرنی ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ہونا بھی چاہیے۔

آنحضورؐ نے اس مضمون کو جسم کی مثال دے کر مزید واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمام انسان جسم کی مانند ہیں اگر جسم کا ایک عضو معمولی درد محسوس کرتا ہے تو باقی اعضاء بھی درد محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمام انسانیت ایک جسم کی طرح ہے۔ اگر ایک انسان کسی تکلیف میں ہے تو یہ تکلیف دنیا بھر کے انسانوں کو محسوس کرنی چاہیے۔ جیسے آج کل ساری دنیا ایک مہلک اور موذی وائرس کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہی ہے۔ اور تمام دنیا اس کرونا وائرس کی وجہ سے ایک ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک، ساری انسانیت کو بچانے کے لیے اپنے اپنے اللہ کے حضور جھک کر معافی مانگ رہا ہے۔ یہودی اپنے رنگ میں، عیسائی اپنے رنگ میں، دہریہ اپنے انداز میں،

ہندو اپنے رنگ میں اور مسلمان سجدوں میں گر کر اپنے اللہ کے حضور گڑ گڑا کر معافی کے طلب گار ہیں اور ساری دنیا انسانیت کو بچانے کے لیے خدا کے آستانہ پر جھکی ہوئی ہے۔

آنحضورؐ کے درج ذیل دو اقوال بھی اس مضمون کو مزید واضح کرتے ہیں۔ فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کا ایک چھوٹا خاندان ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر تمام دنیا کے انسانوں کے متعلق فرمایا

اَلْمُؤْمِنُ مَن آمَنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَاءِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (سنن نسائی کتاب الایمان)

کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسانوں کے خون اور اموال امن میں رہیں۔

اِسی لیے تو آنحضورؐ نے ہر نماز کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ دائیں اور بائیں کہنے کی تلقین فرمائی۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو دائیں طرف السلام علیکم کہہ کر دائیں طرف والوں کو سلامتی اور پیار کا اظہار کرتے ہیں اور پھر بائیں جانب اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہہ کر بائیں طرف کے انسانوں کو سلامتی اور امن کا پیغام دے رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی اسی اصول کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم آپس میں مت جھگڑو مبادا کہ تم کمزور ہو جاؤ اور تمہاری ہوا نکل جائے۔

مندرجہ بالا بیان شدہ امور میں بعض سبق ہمیں ملتے ہیں ان میں سب سے بڑا سبق ہے کہ ہم انسانیت کی خاطر اپنے نفس کو مار کر اپنے اندر دوسروں کے لیے ایثار پیدا کریں۔ قربانی کرنا سیکھیں۔ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیں۔

آنحضرتؐ کے دور میں دو صحابہ کے درمیان زمین پر جھگڑا ہو گیا۔ یہ دونوں صحابہ نو مبائع تھے۔ ابھی ایمان کامل طور پر ان کے دلوں میں راسخ نہ ہوا تھا۔ آنحضورؐ کے پاس یہ کیس آیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو دوسرے کے لیے قربانی کرے گا اور اپنا حصہ زمین کا دوسرے کے لیے چھوڑ دے گا تو میں اُسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ مگر دونوں نو مبائع صحابہ اپنا اپنا حصہ چھوڑنے کو تیار نہ

ہوئے کہ ایک تیسرے صحابی جو قریب کھڑے یہ باتیں سن رہے تھے آگے بڑھے اور آنحضورؐ کو مخاطب ہو کر عرض کی کہ حضور! یہ جنت کی بشارت مجھے مل سکتی ہے اگر ان دونوں کے درمیان میں قضیہ کرا دوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے اثبات میں جواب پا کر وہ صحابی بولے کہ مدینہ کے فلاں حصہ میں میرا کھجوروں سے لدا باغ موجود ہے۔ میں وہ تم میں سے ایک کو دیتا ہوں تا یہ جھگڑا ختم ہو۔

اسی طرح ایک جنگ میں تین صحابی شدید زخمی ہوئے اور نزع کی سی کیفیت تھی کہ پانی لایا گیا۔ ایک کو دیا اس نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پہلے پلاؤ اس کو میرے سے زیادہ ضرورت ہے۔ دوسرے نے تیسرے کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پہلے پلاؤ اور جب پانی پلانے والا پہلے کے پاس واپس آیا تو وہ جان خدا کے حوالے کر چکے تھے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ آپ ایسے ہو جائیں جیسے ماں کے پیٹ سے نکلے دو بھائی۔۔ ایک جگہ آپؑ نے فرمایا ”نفرت کرنے سے نفرت رفع نہیں ہوتی بلکہ اور بھی بڑھتی ہے۔ محبت نفرت کو ٹھنڈا کر کے رفع کر دیتی ہے۔“

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 424)

انگریزی میں کہتے ہیں

If you wish to be loved, love.

ہر انسان دوسرے سے پیار لینے کا بھوکا ہوتا ہے۔ اگر پیار لینا چاہتے ہو تو پہلے پیار کرنا سیکھو اسی مضمون کو ایک اور محاورہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ Give and take۔ پہلے دو پھر لو۔

آج دنیا بھر میں جو احتجاج جلوس اور ہنگامے ہوتے ہیں اور عالمی طاقتیں جنگیں کرتی نظر آتی ہیں وہ اس اصول کو اگر سمجھ لیں تو امن ہو سکتا ہے۔ انسان کو انسان سے محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ انسان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ دراصل اُنسان تھا یعنی دو اُنس دو محبتیں۔ ان میں سے ایک محبت اللہ کے لیے اور دوسری اس کی مخلوق کے ساتھ ہے۔

آج بعض قومیں اپنے آپ کو Superior سمجھتی ہیں دوسری قوموں سے نفرت کرتی ہیں۔ لیکن اگر یہ نفرتیں ختم ہو جائیں تو دنیا پر امن ہو سکتی ہے کیونکہ آج پیار و محبت کی جس قدر ضرورت ہے اس سے قبل نہ تھی۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا یہ سلوگن جو عالمی مقام اختیار کر گیا ہے اسے اپنانے اور عام کرنے کی ضرورت ہے.

Love for All, Hatred for None

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 جنوری 2022ء)

﴾13﴿

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

قسط دوم

خاکسار کا ایک اداریہ بعنوان ”درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے“ روزنامہ الفضل آن لائن، لندن کی اشاعت 17 جنوری 2020ء میں شائع ہوا تھا۔ اس اہم موضوع کا زیادہ تر محور اسلام اور اس کی حسین تعلیمات تھیں اوراس نفس مضمون سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ دنیا کے تمام مذاہب اور ادیان میں ”دین اسلام“ ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی متوازن اور ہر شعبہ زندگی میں مستعمل مکمل تعلیمات کی وجہ سے دوسرے ادیان سے اعلیٰ اور ممتاز ہے۔ اور اپنی اکمل و اتم شریعت کی وجہ سے پر امن مذہب کہلاتا ہے۔ باوجود دنیا بھر میں نام نہاد ملاؤں اور ان کے پیچھے اندھی تقلید کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے اسلامی عقائد کے برخلاف نفرت، جھوٹ، توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ، شہروں کو زبردستی بند کرنے اور دہشت گردی کے واقعات آئے روز ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن دنیائے عالم ان تکلیف دہ اور افسوسناک واقعات کے باوجود ”دین اسلام“ پر انگلی نہیں اٹھاتی وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اسلام امن اور شانتی کا مذہب ہے اور اس کے بانی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی امن کے علمبردار تھے اور اسی امن کو قائم کرنے کی نصیحت بھی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی محترمؐ کی بابرکت شخصیت کو اسی لیے تخلیق فرمایا تھا کہ اپنے اور غیر آپ کے نمونے کو اپنائیں اور ان کی تقلید کرتے ہوئے پُر امن ماحول قائم کریں۔ رحمۃ اللعالمینؐ نے وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا اور پھر خدا نما بنا دیا، یہ اس لئے ممکن ہوا کہ آپ خلق عظیم کے پیکر اور اخلاق حسنہ کے اعلیٰ ترین معیار پر قائم تھے کیونکہ پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔

آج اس اداریہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو ماننے والے ایسے فدایان کا ذکر ہو گا۔ جنہوں نے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں اسلام کے عَلم کو بلند رکھا اور ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کا لقب حاصل کرنے والے بن گئے۔ اور وہ آج بھی اپنے خوشبودار اور میٹھے پھلوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں جو لوقا انجیل باب 6، آیت 44 میں درج ہیں۔ اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ اللہ کی وسیع و عریض زمین پر ہزاروں اقسام کے درخت، پودے، فصلیں اور جڑی بوٹیاں اگتی نظر آتی ہیں۔ ان پر جو بھی پتے، پھول اور پھل لگتے ہیں۔ ان سے ان درختوں اور پودوں کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے تو علم نباتات سے آشنائی رکھنے والوں کو پودے کی ساخت، شکل و صورت اور اس کے پتوں سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کون سا پودا ہے، اس کی کیا کیا خصوصیات ہیں اور یہ کتنی عمر کا ہے۔ مگر ہم اپنے گھروں میں اکثر یہ دیکھتے ہیں کہ پودا لا کر کوئی لگایا۔ مگر وہ نکلا کوئی اور۔ جب اس نے پھل دیا تو تب جا کر اس کے نام کا اندازہ ہوا۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

؎ کسان کو اِک نظر دیکھو خدارا
جو بوتا ہے اس کو کاٹتا ہے
؎ نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور
نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے

روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو پھلدار درخت قرار دیا گیا ہے اور مذہب و دین کو باغ کہا جاتا ہے۔ ایک مومن اس جستجو میں رہتا ہے کہ میرے عمل عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو آپؓ نے فرمایا

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن (مسلم کتاب الصلوۃ)

کہ آپؐ کے اخلاق، آپؐ کا کردار، آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا عین قرآنی تعلیم کے مطابق تھا۔یعنی اگر قرآن کریم کی عملی تصویر کسی نے دیکھنی ہو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کو دیکھ لے۔آپؐ کے شمائل و کردار کو پڑھ لے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"اچھے درخت کو کئی طرح پہچان لیتے ہیں۔پتوں سے بھی شناخت کر لیتے ہیں۔میں نے ایک بار الائچی کا درخت انبالہ میں دیکھا اور ایک پتا اس کا لے کر سونگھا تو اس میں الائچی کی خوشبو موجود تھی اگرچہ ابھی اس کے تین درجہ باقی تھے مگر خوشبو موجود تھی"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 240 ایڈیشن 2016ء)

اس سلسلہ میں خاکسار سلسلہ تحریر کو قسط اوّل کے ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔

"کلمہ طیبہ سے ایک مراد وہ مومن بھی لئے جاتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰؐ پر کامل ایمان لائے اور آج دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیت کے جال کے ذریعے کلمہ حق پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور صحابہؓ کا روپ دھارتے ہیں۔ان کی زبانیں پاک اور ان کے اعمال ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آتے اور درجہ مقبولیت پاتے ہیں۔یہ لوگ آج اس قرآنی آیت وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا کے حقیقی مصداق نظر آتے ہیں۔

یہی وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! کے الفاظ سے پکارا ہے۔یہاں یہ امر ذہن میں رہے کہ اس جگہ آپؑ نے ٹہنی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔شاخ کا لفظ استعمال فرمایا جو زندہ رہتی ہے اور اصل یعنی جڑ سے جُڑی رہ کر خوراک لیتی، سرسبز رہتی اور پھل دیتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۵﴾ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر کے تحت "حاشیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کا جو شجر طیبہ ہے اس میں ہمیشہ خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔"

آئیں! اس پیمانہ سے جماعت احمدیہ کے افراد کو ماپتے ہیں۔ تو دشمن، معاند، ملکوں کے سربراہ اس امر کا اعتراف کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ احمدی پر امن قوم ہے۔ یہ لوگ ہم سے بہت بہتر ہیں۔ آج کل تو سوشل میڈیا پر مولوی بھی اس بات کے معترف نظر آتے ہیں کہ احمدی نمازوں میں، عبادات میں اور معاشی و دنیاوی زندگی میں ہم سے بہتر ہیں بلکہ بسا اوقات یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ پاکستان جہاں احمدیوں کی دنیا بھر سے زیادہ مخالفت ہے وہاں یہ آوازیں سننے کو ملتی ہیں کہ احمدی رشوت نہیں لیتے، احمدی جھوٹ نہیں بولتے، احمدی ملکی اموال میں خرد برد نہیں کرتے، احمدی دفاتر میں بھی نمازیں پڑھتے ہیں، وقت پر آتے ہیں، با اخلاق ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ جب 1974ء کی قومی اسمبلی میں تشریف لے گئے تو آپ کے ٹھیٹھ اسلامی لباس اور انداز گفتگو کو دیکھ کر اکثر سیاستدان کہہ اٹھے تھے کہ یہ شخص غیر مسلم نہیں ہو سکتا۔ سرکاری دفاتر میں احمدیوں کی ایک اچھی Reputation ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ آپؐ جھوٹ نہیں بولتے۔ آپؐ ہیں تو سچے مگر آپؐ کی تعلیم پر دل نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح آج احمدیوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ آدمی تو بہت اچھا ہے، پر ہے قادیانی (احمدی)۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی اچھے انداز کی وجہ سے یہی پہچان ہر احمدی کی ہے دنیا بھر میں خواہ وہ افریقن ہو، خواہ وہ ایشین ہو، خواہ وہ عرب ہو، خواہ وہ یورپین یا مغربی دنیا کے کسی ملک سے احمدی ہوا ہو، نیز خواہ وہ آسٹریلین، جاپانی یا کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو وہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا روحانی تعلق جوڑ لیتا ہے تو اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ اس کے چہرے کے نقوش سے اندازہ ہونے لگتا ہے کہ یہ احمدی ہے۔

ہم کچھ لوگ 2003ء میں ایک دن جرمنی کے ایک پہاڑی سلسلہ میں سیر وسیاحت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک پگڈنڈی سے ایک مرد عورت کا جوڑا نمودار ہوا۔ میرے کزن نے انہیں دیکھ کر کہا کہ یہ احمدی لگتے ہیں۔ اتنے میں اس جوڑے نے چلتے چلتے قریب پہنچ کر ہمیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا۔ گویا انہوں نے بھی ہمارے اسٹائل سے اندازہ لگا لیا کہ ہم احمدی ہیں۔ اور وہ جوڑا سری لنکن تھا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے اپنے کزن سے پوچھا کہ آپ کو اتنی دور سے ان کے احمدی ہونے کا اندازہ کیسے ہوا۔ کزن نے جواباً کہا کہ ان کے لباس اور چلنے کے انداز سے، میں نے ان کے احمدی ہونے کا خیال کیا تھا۔

پاکستان میں جب ایک مولوی گھرانے کے چشم و چراغ نوجوان نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ بعد احمدی ہونے کا اعلان کرنے پر اس کے سسرال والے اپنی بچی کو اپنے ساتھ واپس لے گئے۔ اس بچی نے اپنے والدین سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کیوں مجھے واپس لائے ہیں۔ میرے خاوند نے گو اب بیعت کا اعلان کیا ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ قریباً تین سال قبل احمدی ہو چکا تھا۔ کیونکہ گزشتہ تین سالوں سے اس کے اندر نمایاں تبدیلیاں نظر آرہی تھیں۔ وہ اب مجھ پر سختی نہیں کرتا۔ میرے پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ فجر کی نماز گھر میں باجماعت کروانے کے بعد قرآن کریم کا درس دیتا ہے جس سے میری اور میرے بچوں کی اچھی تربیت ہو رہی ہے۔

الغرض دنیا بھر میں پھیلے احمدی پرندوں کی بولیاں مختلف ہیں، چہرے اور حلیے مختلف ہیں۔ کالے، سفید اور گندمی رنگت کے ہیں۔ مگر ایک ایسے درخت پر بسیرا کر رہے ہیں جن کے پھل سے فائدہ اٹھا کر ان کے مزاج ایک جیسے ہو چکے ہیں۔ ان کی اقدار یکساں نظر آتی ہیں۔ ان کے اعمال سانجھے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

اچھا انسان وہ ہے جس کو ثابت نہ کرنا پڑے کہ میں ایسا ہوں بلکہ اس کا کردار اس کے اچھے ہونے کی گواہی دے۔ بالکل اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے دوست سے پہچانا

جاتا ہے اور بہترین انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ ، جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

مکرمہ امتہ الباری ناصر آف امریکہ نے اس مضمون کو اپنے منظوم کلام میں یوں ڈھالا ہے۔

ؔہم شاخیں درخت وجود کی ہیں، سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ؔہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کے گھنے اور ٹھنڈے سایہ میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 جنوری 2022ء)

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (قسط اول)

اداریہ درج ذیل لنک کے ذریعے پڑھا جاسکتا ہے

/https://www.alfazlonline.org/17/01/2020/10257

﴿14﴾

معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے

اسلام تو ایک امن اور سلامتی پھیلانے والا مذہب ہے جو نہ صرف اس کی اعلیٰ تعلیمات سے عیاں ہے بلکہ لفظ 'اسلام' بھی اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے لیکن افسوس کہ آج اس کے ماننے والے اس حقیقت اور سچائی سے نہ صرف کوسوں دور ہیں بلکہ دور ہوتے چلے جارہے ہیں اور یہ اس لئے ہوا کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والوں نے تکفیر بازی اور قتل وغارت اور انسانی حقوق کی پامالی کی وہ تاریخ رقم کی جو آئے روز ان کے انتشار اور اخلاقی گراوٹ کا باعث بنتی چلی جارہی ہے خدا سے دوری اور اس کے رسول سے دوری لازماً اس بات پر منتج ہوتی ہے کہ انسان اپنے کردار اور اخلاق کو کھو دیتا ہے اور جس طرح ایک مرکز یا نیوکلیس ایک ایٹم اور ان ذرات کو جو اس کے گرد گھومتے ہیں اپنے حفاظتی حصار میں لے کر ایک ایک مفید عنصر یا وجود بنا دیتا ہے اسی طرح آج کے دور کے مسلمان بھی بدقسمتی سے اسے شہ دو جہاں رحمۃ للعالمین کی پاک تعلیم کے مرکز سے اس قدر دور ہٹ چکے ہیں کہ ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ آخری دور کی علامات پر غور کر کے خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی ہادی اور رہنما کی اطاعت کے دائرے میں شامل ہوئے بغیر وہ اپنی گزشتہ شان وشوکت حاصل کر سکیں اور حقیقی معنوں میں امتی اور ہدایت یافتہ کہلا سکیں۔ بڑے افسوس سے اب تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر اسلام کو عملی حالت میں دیکھنا ہے تو مغربی دنیا کو دیکھ لیں اور اگر (نام کے) مسلمان دیکھنا چاہتے ہو تو مسلمان ممالک کے حالات کا مشاہدہ کر لو۔ ایک غیر مسلم مفکر نے بھی کچھ ایسی ہی بات کی تھی، کہ مغربی ممالک میں مسلمان نظر نہیں آتے لیکن اسلام نظر آتا ہے اور اسلامی ممالک میں مسلمان تو نظر آتے ہیں لیکن اسلام نظر نہیں آتا۔

اس تجزیہ میں ایک حد تک صداقت اور حقیقت نظر آتی ہے۔ اسلامی تعلیم میں جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے وہ مغربی اقوام میں نظر آتی ہیں۔ جیسے انسانیت کا احترام اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا، جھوٹ نہ بولنا، دیانت داری، ماپ تول میں انصاف، قتل و غارت گری سے اجتناب وغیرہ۔ جبکہ مسلمان ممالک میں اخلاقیات کا فقدان ہے بلکہ جنازہ ہی اٹھ چکا ہے۔ قتل وغارت اور دہشت گردی عام ہے، انسانیت کا احترام نہ ہونے کے برابر ہے، کفر کے فتوے مختلف فرقے ایک دوسرے پر آئے دن لگاتے رہتے ہیں۔ حقوق اللہ تو رسمی طور پر ادا کرتے نظر آتے ہیں مگر حقوق العباد کا نام و نشان نہیں اور ایک دوسرے کو مارنے پر تلے رہتے ہیں، دوسروں پر رعب ڈالنے کے لئے ہاتھ میں تسبیح نظر تو آئے گی مگر اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ حج اس لئے کرتے ہیں کہ حاجی کے نام سے کاروبار جھوٹ بول کر چمکے، آب زم زم کی بوتلوں میں غیر قانونی چیزیں چھپا کر لاتے ہیں۔ عورت کی عزت و احترام بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جھوٹ، بد دیانتی، حکومتی نظم ونسق میں کرپشن تو معاشرہ کا حصہ بن چکی ہے۔ حتٰی کہ آنحضور ﷺ کے اس فرمان پر پورا اترتے نظر آتے ہیں کہ تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اتباع کرو گے۔ یہ حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ اُس وقت اسلام صرف ایک رسم کے طور پر رہ جائے گا اور دین کا رستہ دکھانے والے یعنی ملاں اُس دور میں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ نیز ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے امت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمادیا تھا کہ میری امت پر ایسے حالات بھی آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے جن میں ایسی مطابقت ہو گی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک فرقے کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یہ ناجی فرقہ کون سا ہو گا؟ فرمایا

مَا اَنَا علیه واَصْحَابِیْ (ترمذی کتاب الایمان)

یعنی جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔

آج مسلمان، یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم اتباع کرتے نظر آتے ہیں یعنی بُری باتیں مسلمانوں نے لے لیں اور اچھی باتوں کو ایک ایک کر کے خیر باد کہہ دیا۔

آج کل ہمارا پیارا اور جان سے عزیز ملک پاکستان بھی کچھ ایسے ہی حالات سے دوچار ہے اور آئے روز دلخراش، اندوہناک اور انسانیت سوز واقعات اور سانحے رونما ہو رہے ہیں جن کو دیکھ اور سُن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ہمارا ماٹو اور مذہب کی آزادی اس کے حصول کا پیش خیمہ بنی تھی۔ مگر آہستہ آہستہ اسلام سے دوری، مفاد پرستی اور عوام کے غلط لوگوں کے پیچھے چلنے کی وجہ سے لاقانونیت نے اس میں ڈیرے جمالئے۔

ابھی کچھ روز قبل سانحہ مری یعنی پاکستان کی ملکہ کوہسار کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں برفانی طوفان نے آناً فاناً تباہی مچا کر رکھ دی۔ سیاح تو کیا گاڑیوں کی گاڑیاں برف میں دھنس گئیں جو بالآخر ان کے لئے موت کا سامان ثابت ہوئیں اور تابوت بن گئیں۔ اس اندوہناک واقعہ سے ہر اس شخص کا دل دہل جاتا ہے جو اپنے وطن سے سچی محبت رکھتا ہے اور اس کا دل ایسے واقعات پر تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ ظلم و بربریت کی انتہاء کرنے والے ظالموں نے ان بے بس، مقہور و مجبور لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے خوب لوٹا۔ سردی سے ٹھٹھرتے لوگوں سے 3 ہزار سے 5 ہزار روپے کے کرایہ کے کمروں کا 30 ہزار سے 50 ہزار روپے تک کا کرایہ بٹورا گیا۔ بلیک میلنگ کا یہ عالم تھا کہ مجبور عورتوں نے اپنے زیور اتارے اور گروی رکھ کر ہوٹلوں میں رات بسر کی۔ ہوٹل مالکان اور گیسٹ ہاؤسز کی انتظامیہ نے نقد ادائیگی پر مجبور کر کے بے حسی کا مظاہرہ کیا اور جب بعض سیاحوں نے ہوٹل مالکان سے بات چیت کے ذریعے پیسوں میں کمی کا مطالبہ یعنی Bargain کرنے کی کوشش کی تو انہیں دھتکار دیا گیا۔ کھانے پینے والی اشیاء کا یہ عالم تھا کہ سردی کی اذیت سے مرتے مردوں، عورتوں اور ننھے بچوں سے انڈا اور چائے جو عام حالات میں 50 روپے میں مل جاتے ہیں اس کے

500روپے وصول کئے گئے۔ پراٹھے اور چائے کا بھی یہی عالم تھا۔ 30روپے والی پانی کی بوتل 200روپے میں بیچنے کی کوشش کی۔ اور کموڈ استعمال کروانے پر 500 روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ بچے بھوک سے روتے رہے مگر ان دکانداروں پر بچوں کی بلبلاہٹ نے ذرااثر نہ کیا۔ پیسے کی ہوس نے ان کو اندھا کر دیا تھااور اخلاقیات کے سبق کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ کہنے کو یہ مسلمان ہیں بلکہ اسلام کے ٹھیکے دار ہی بنے بیٹھے ہیں۔ یہ پیسے کی ہوس ہی تھی کہ مری میں 3500 گاڑیوں کی گنجائش ہونے کے باوجود ٹال پلازہ سے ایک لاکھ سے زائد گاڑیوں کو گزرنے دیا گیا۔

دوسری طرف حکومتی مشینری جس کو قبل از وقت پاکستان کے سب سے بڑے سیاحتی شہر مری میں اس قسم کی آفات اور پریشانیوں سے نمٹنے کے انتظامات کرنے کی بجائے، ان بے بسوں کی بے بسی کا تماشہ دیکھتی رہی۔ وزراء سینٹرل اور صوبائی سطح پر اپنی اپنی میٹنگز میں ایک دوسرے کے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے منصوبے بناتے رہے۔ مگر کسی ماں کے لعل کو ان قیمتی جانوں کو مرنے سے بچانے کی کارروائی کرنے یاکم از کم اس پر بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ہاں اس موقعہ پر مری کے ان مقامی باسیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کو دل چاہتا ہے جو اپنے گھروں سے بیلچے وغیرہ لے کر نکلے اور برف صاف کی۔ بے بس مجبور لوگوں کو کمبل مہیا کئے۔ اپنے گھر ان سیاحوں کے لئے کھول دیئے۔ جو اناج گھر میں تھا وہ پکا پکا کر ان سیاحوں کو کھلاتے رہے۔ اور یہی وہ اسوہ رسول اور حقیقی اسلامی طرز عمل ہے جو ایک ایک سچے مسلمان کا طرہ امتیاز ہے اور ہونا بھی چاہئے جس کا آج کل فقدان نظر آتا ہے اور جس متاع کو آج مسلمانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہے۔

بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ اس مملکت خداداد میں لفظ شرم کو شرما دینے والے ایسے واقعات بھی آئے روز واقع ہوتے ہیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک سری لنکن پر توہین رسالت کا الزام لگا کر اور برہنہ حالت میں گلیوں میں گھسیٹتے ہوئے جس طرح انسانیت کا جنازہ نکالا گیا وہ ناقابلِ بیان ہے۔ کیا ان نام نہاد مسلمانی کی غیرت کا دعویٰ کرنے

والوں کو اس وقت تک یہ بات بھول گئی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آگ اور پانی کے عذاب سے پناہ مانگی تھی، ان دو چیزوں کے ساتھ تو کسی سے بھی مذاق نہیں کرنا چاہئے۔

کچھ عرصہ قبل ایک میاں بیوی کو ہتکِ رسول ؐ کا الزام لگا کر کوئلوں سے دہکتے اینٹوں کے بھٹے میں زندہ پھینک دیا گیا۔ گوجرانوالہ میں ایک حافظِ قرآن کو جس طرح گھسیٹا گیا وہ آج بھی پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ ساہیوال میں گاڑی میں معصوم شہریوں کے بچوں کے سامنے والدین کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا وہ ناقابل بیان ہے۔ فیصل آباد میں جس طریق پر بھیک مانگنے والی تین نوجوان خواتین پر چوری کا الزام لگا کر انہیں بے دردی سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کیا کہ شرف انسانی کی اقدار ہیں؟ بچیوں کا اغوا، ان کی بے حرمتی اور عصمت دری، ان کا قتل اور پھر کوڑے کے ڈھیروں پر لاوارث پھینک دینا تا کہ وہ جانوروں کی غذا بن جائیں یہ ایسے المیے ہیں جن کے لئے شاید المیہ کا لفظ بھی کم پڑنے لگ جائے۔ قبروں سے مردے نکالنا، ان کی بے حرمتی، ان کے کفن اور ہڈیوں کی فروخت ایک معمول بن چکا ہے۔ کسی نے اس قوم کے حوالہ سے کہا ہے کہ یہ بے ضمیر لوگ کفن کا بحران بھی پیدا کرنے سے نہ گھبرائیں۔ قتل و غارت تو عام ہے۔ معمولی معمولی رقم کے بدلے میں مخالف کو قتل کر دینا، دھمکیاں دینا تو عام ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیم تو ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ایک انسان کو عمداً مارنا پوری انسانیت کا قتل ہو جانا ہے۔

اگر معاشرے میں بڑھتا ہوا جھوٹ، چیزوں میں ملاوٹ وغیرہ کو دیکھیں تو نوزائیدہ بچوں کے دودھ میں زہریلی اشیاء کی ملاوٹ روزانہ کا معمول ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ علامہ اقبال نے درست کہا تھا کہ

شور ہے، ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

یہ ہیں بے ایمانی کی وہ حدیں جو ہمارے ملک کے معاشرے میں آئے روز عبور ہوتی نظر آتی ہیں۔ حاجت مندوں اور لاچار لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر، طمع و لالچ میں ناجائز منافع حاصل کرنے والے ان لوگوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں۔ ایسی ہی قوموں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلی جب تک وہ خود اپنی حالت بدلنے کو تیار نہ ہوں۔ کیا ان پر اس آرٹیکل کے آغاز میں بیان ہونے والی احادیث کی علامات پوری نہیں اترتیں۔ یہاں اسلام ڈھونڈنے کو نہیں ملتا مگر نام کے مسلمان کثرت سے موجود ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان) مگر آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ آنحضورؐ نے تو فرمایا تھا کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا خون اور اس کے مال محفوظ ہوں۔ (سنن نسائی کتاب الایمان) مگر آج ہمارا معاشرہ دوسرے کے خون کا پیاسا اور اس کے اموال کا متلاشی ہے۔

اسلام و ایمان دو ایسے الفاظ ہیں۔ جن میں سلامتی اور امن کے معانی پنہاں ہیں اور مسلمان کے معنی سلامتی بہم پہنچانے والا اور مومن کے معنی امن فراہم کرنے والا کے ہیں۔ آج یہ معنی غیروں میں نظر آتے ہیں۔ اپنے ان خوبیوں سے محروم ہیں۔ آج ہمارے پیارے ملک اور اسلام کا نام لینے والے دیگر نام نہاد ممالک میں جو سخت ابتلاء آرہے ہیں۔ آفتوں اور بیماریوں کے ابتلاء آرہے ہیں۔ یہ نقشہ آج سے سو سال پہلے اس دور کے حکم و عدل نے مِن و عَن ایسا ہی کھینچا ہے جو آج پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔ آپ بھی اس پیش خبری کو پڑھیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بد عملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سوائے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 444)

آج سے تین دہائیاں قبل جب ہمارے پاک و صاف پُر امن معاشرے میں بد امنی، کفر کے فتووں اور توہین رسول وغیرہ کے الزامات کی جاگ لگ رہی تھی۔ تو خاکسار نے لاہور اور اسلام آباد میں اس کی روک تھام کے لئے ملکی اخبارات و رسائل میں کئی ایک کالمز اور آرٹیکلز لکھے تھے جو صفحہ قرطاس کی زینت بنے تھے۔ جن میں خاکسار نے متنبہ کیا تھا بلکہ خبر دار کیا تھا کہ آج کفر بازی، توہین رسالت کی سزا کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر یہ رکے گا نہیں بلکہ ایک وقت آئے گا کہ نام نہاد ملاں، توہین مولوی پر سزا کا مطالبہ کریں گے اور آج یہی کیفیت معاشرے میں نظر آتی ہے۔

ان بد اعمالیوں اور غیر اسلامی حرکتوں کے عروج کو چھونے کی ایک بڑی وجہ انہی نام نہاد ملاؤں کے بُنے ہوئے اس جال کی ہے جو انہوں نے اپنے مفاد کے حصول اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے بُنا اور وہ آج قوم کے گلے کا طوق بن چکا ہے۔

انہی کی ایماء پر ہمارے بندوں کے قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ انہی کے کہنے پر مساجد کے مینار گرانے اور محراب مسمار کرنے کا کام شروع ہوا اور انہی کے اشاروں پر چل کر قوم نے ہمارے قبرستانوں کی قبروں کے وہ کتبے توڑ ڈالے جن پر کلمہ طیّبہ یا عربی عبارت کندہ تھیں۔ اور انہی کے واویلہ مچانے پر میتوں کی بے حرمتی کی گئی اور ان کو قبروں سے باہر نکالا گیا۔ اور بالآخر خلیفہ آف اسلام کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کلیساؤں کے شہر لندن میں بیٹھ

کر اسلام و احمدیت کی بھرپور تبلیغ ہو رہی ہے، اس کی رحمتوں کی بارشیں ہمارے چار سو ہو رہی ہیں یہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہی وہ تعویذ (خلافت) تھا جس کو قوم نے اپنے سے اتار پھینکا اور آج دوسری قومیں اس تعویذ سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

اللہ کی نصرت ہے خلافت کی بدولت
تبلیغ میں وسعت ہے خلافت کی بدولت
اسلام کی عظمت ہے خلافت کی بدولت
ملت میں اخوت ہے خلافت کی بدولت
جب تک رہی اسلام میں موجود خلافت
دنیا میں مسلماں رہے با عزت و عظمت
جس وقت چھنی اِن سے یہ اللہ کی نعمت
عزت رہی باقی نہ کوئی شان و شوکت

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 جنوری 2022ء)

﴾15﴿

اعلان برائے خصوصی شمارہ

ادارہ الفضل آن لائن، الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام **"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"** کی تکمیل پر ایک خصوصی نمبر بہت جلد منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ جس میں دنیا کے وہ تمام مشہور کنارے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے کی تاریخ کو یکجا کیا جائے جیسے فجی، طوالو، کیری باتی، سمو آآئی لینڈ، مارشل آئی لینڈ، نیوزی لینڈ، پُرتگال اور ناروے وغیرہ ان پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

قارئین جو دنیا کے ان کناروں کے علاوہ ایسے علاقوں کو جانتے ہوں جو Corners of the Earth کہلاتے ہوں اور جماعت کا نفوذ وہاں ہو چکا ہو تو اس حوالہ سے معلومات ادارہ کو فوری طور پر مہیا کریں اور تحریر کا ملکہ رکھنے والے مرد و خواتین سے اس حوالہ سے ایسے مضامین لکھ کر بھجوانے کی درخواست ہے جو قارئین کے لئے ازدیاد علم و ایمان کا موجب ہوں۔ کان اللہ معکم۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 جنوری 2022ء)

﴿16﴾

مذہب اسلام نے دلوں کو تلوار کے ساتھ فتح نہیں کیا

جہاں دشمنانِ اسلام یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے وہاں بعض مسلمانوں نے بھی اشد ترین مخالفین کے ہم نوا بن کر نظریہ اپنایا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام محض اپنی صداقتوں کے زور سے داخل ہوا تھا۔ تلوار نے پہلے ہل چلایا اور بعد میں اسلام نے بیج بویا تب کہیں جا کر اسلام کی فصل تیار ہوئی...... یہ لوگ اعتراض کرتے وقت یہ امر بھول جاتے ہیں کہ جب دس ہزار قدوسیوں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے عرب کے سفاک سرداروں کے سر کانپ رہے تھے تو اس وقت تاریخ عالم نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ آنحضرتؐ کی طرف سے قتل عام کے فرمان کی بجائے مکہ کی فضاؤں میں لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے شادمانے بجنے لگے۔ اس روز تپتی ریت پر بے کس غلاموں کو لٹانے والوں چلچلاتی دھوپ میں ناداروں کو گھسیٹنے والوں کو معصوم انسانوں پر پتھروں کی بارش برسانے والوں کو اور معزز انسانوں کے سینے چیر کر ان کے دل اور جگر چبانے والوں کو الغرض ہر قاتل، ہر فسادی، ہر بد عہد اور لٹیرے کو معاف کر دیا۔

صرف اسی پر بس نہیں بلکہ "رحمۃ اللعالمین" نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے خدائے پاک سے وحی پا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اعلان عام کر دیا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ یہ اعلان کیوں نہ ہوتا میرے آقاؐ جانتے تھے کہ کوئی تلوار، کوئی طاقت، کوئی جبر اور کوئی تشدد خواہ کتنا ہی ہیبت ناک کیوں نہ ہو دلوں کو تبدیل کرنے کی اتنی طاقت نہیں رکھتا جتنی ایک حقیر چیونٹی بلند و بالا پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ٹلانے کی رکھتی ہے۔

اسی طرح کیا یہ اعلان فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اور یہ اعلان لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اس امر کی بین دلیل نہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔

حقیقت یہی ہے کہ مذاہب اخلاق سے دلوں کو فتح کیا کرتے ہیں نہ کہ تلوار کے زور سے......یہی وجہ تھی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے اپنے اعمال اور اپنی زندگیوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سچے مذہب کے نام لیوا مظلوم بن کر زندہ رہا کرتے ہیں ظالم بن کر نہیں۔ اسی وجہ سے میرے مظلوم آقا نے جس کی پرواز ''سدرۃ المنتھیٰ'' تک تھی کسی مذہب کے نام پر جبر کی تعلیم نہیں دی۔ عفت کے نام پر عصمتوں کے لٹانے کا حکم نہیں دیا اور عبادت کی آڑ میں معبدوں کو مسمار کرنے پر انگیخت نہیں کیا۔ مگر یہ اسلام دشمن عناصر اور نام نہاد مولوی آپؐ کی قوت قدسیہ کا ہولناک نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ آپ کی مسلسل تیرہ سال کی دعوت اسلام تو دلوں کو فتح کرنے سے قاصر رہی مگر تلوار اور جبروت نے دلوں کو فتح کیا۔ وعظ و تلقین کے مؤثر سے مؤثر انداز تو صحرائی ہواؤں کی نذر ہوگئے لیکن نیزوں کی آنیوں نے دلوں کی گہرائیوں تک اسلام پہنچا دیا آپ کے مضبوط دلائل تو عقل انسانی میں جاگزیں نہ ہوسکے مگر گُرزوں کی مار کو توڑ کر ان کی عقلوں کو قائل کر گئی۔ ان کی قوت استدال کو متاثر نہ کر سکے مگر گھوڑوں کی ٹاپوں نے ان کو اسلام کی صداقتوں کے تمام راز سمجھا دیئے۔ فصاحت و بلاغت کام نہ آئی اور زور دار خطبے بے کار رہے حتیٰ کہ خدا کی طرف سے ظاہر ہونے والے محیر العقول معجزے تیر کی طرح خائب و خاسر رہے مگر داعی اسلام کی تلوار اسلام کی تلوار اپنی طرف قائل کرتی چلی گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اے اسلام دشمن عناصر اور نام نہاد مولویو! تم نے مبلغ اعظم کی طرف ایک گولی پھینکی ہے اور وہ بھی کڑوی، ناپاک اور زہریلی گولی، تم یاد رکھو حضرت محمدؐ کے پاس رحم و مروت کی تلوار تھی، دوستی اور درگزر کی تلوار تھی۔ جو مخالفین پر پورے طور پر کارگر ہوتی ہے اور ان کے قلب کو پاک و صاف مثل آئینہ بنا دیتی ہے اور اس کی کاٹ اس مادی تلوار سے بڑی زبردست اور تیز ہوتی ہے۔ اے مولوں میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ کہ وہ کون سی تلوار تھی جو حمزہ اور طلحہ کے دلوں کو

ایمان بخش گئی۔ عبد الرحمن بن عوف، ابو عبیدہ بن عبد اللہ، عثمان بن مظعون اور سعد بن ابی وقاص کے دل کس تلوار سے مصفیٰ کئے گئے تھے اس پر بس نہیں تمام مہاجرین و انصار کے دلوں کے زنگ کس طرح کھرچے گئے تھے، کیا اس میں تلوار کے زور کا شائبہ تھا یا مبلغ اعظمؐ کے اخلاق کا اور خدا تعالیٰ کی پاک تعلیم کا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:"اسلام ہرگز تلوار کے ساتھ نہیں پھیلا بلکہ پاک تعلیم کے ساتھ پھیلا ہے صرف تلوار اٹھانے والوں کو مزہ چکھایا تھا"

ایک غیر مسلم پروفیسر رام دیو اس امر کے بارہ میں اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں:

"مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمد صاحب نے ان کے اندر جادو کی بجلی بھر دی وہ بجلی جو انسانوں کو دیوتا بنا دیتی ہے اور یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے"

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 24)

پس تاریخ عالم اور تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق اور ایک ایک لفظ اس نظریہ کو گھٹا رہا ہے کہ اشاعت اسلام میں تلوار کا کوئی ذرہ بھر بھی دخل ہے بلکہ یہ کہہ رہی ہے اسلام تلوار کے زور کا مقابلہ کرتا ہوا پھیلا ہے۔ کفار کی ہر تلوار مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے اٹھائی گئی۔ مگر وہی تلوار مسلمانوں کی تعداد میں روز افزوں ترقی کا باعث بنی اور ہم تاریخ کے اس فیصلہ پر مصر ہیں اور ببانگ دہل مصر ہیں کہ محمدؐ کا دین اپنی اشاعت کے لئے کسی دوسرے کے سہارے کا محتاج نہیں۔

اسلامی جنگیں اور تبلیغ

آنحضرتؐ کے اعلان اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا یَغْزُوْنَا کے بعد آپؐ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اس نئے دور کی تکمیل اس وقت صلح حدیبیہ سے ہوئی جب کہ انیس سال کی طویل کشمکش کے بعد جو شروع میں جابرانہ تشدد اور تعذیب کا رنگ رکھتی تھی اور آخر میں باقاعدہ جنگ کی

صورت اختیار کر گئی ایک نسبتی اور عارضی امن کا ماحول پیدا ہو گیا۔ سو اس انیس سالہ خون آلود زندگی اور اس نسبتی امن کے دور کا موازنہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے انیس سال خون آلودگی میں کس قدر ترقی کی اور نسبتی دور میں کس قدر...... سیر الصحابہ کی کتب میں مکی زندگی میں آپؐ کے عشاق کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوتی سو اس کا کچھ اندازہ جنگی مہمات میں شامل ہونے والے مسلمانوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام کی سب سے پہلی لڑائی غزوہ بدر میں مسلمان مجاہدین کی تعداد با اختلاف روایات 310 سے 319 بتائی جاتی ہے۔ احد کے غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد 700 تھی۔ غزوہ خندق میں جو 5 ہجری میں ہوا میں عملاً لڑائی میں حصہ لینے والوں کی تعداد 1000 تھی۔ اس کے بعد 6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے غزوہ میں 1400 مسلمان شریک ہوئے۔

گویا موٹے اندازے کے مطابق ان انیس سال میں اسلام چودہ سو مسلمان جوان پیدا کر سکا۔ اس صلح کے ساتھ ہی امن کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور اس امن کا زمانہ شروع ہونے کے ساتھ ہی وہ بھاری بند جو اسلام کے دریا کے بہاؤ کو روکے ہوئے تھا۔ یکلخت ٹوٹ گیا اور اسلام کے حیات افزاء پانیوں کو کھلا رستہ ملنے سے اسلام نے جو حیرت انگیز ترقی کی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دو سال کے قلیل عرصہ کے بعد 8 ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی گویا اس سال کی پر امن تبلیغ نے آٹھ ہزار چھ صد جوان کا اضافہ کیا۔ اس حیرت انگیز فرق کی ایک بنیادی وجہ آپس میں میل ملاپ کا بڑھنا تھا۔ صحابہ نے جنگی مہمات کی طرف سے توجہ ہٹا کر تبلیغ کی طرف کی اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ اور اسلام دنیا بھر میں پھیلا۔

پس آج بھی ہم سب کو ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر صحابہ کی تقلید میں دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ ادا کرتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی احسن رنگ میں ادائیگی کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جنوری 2022ء)

﴾17﴿

Live Well with Less

ایک دن روزانہ کی سیر کے دوران خاکسار کے قریب سے معروف زمانہ سُپر اسٹوراور شاپنگ مال Sainsbury کی ویگن گزری جو غالباً اپنے اسٹور کا سامان لے جارہی تھی۔ جس پر نام کے نیچے اس کا لوگو (Logo) یوں درج تھا Live well with less : جس کا ترجمہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ کم لاگت کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرو۔ ایک اور طرح دیکھیں تو یہ اردو محاورہ بھی اس کا ترجمہ بن سکتا ہے یعنی کم خرچ بالا نشیں۔ اس کے علاوہ اس پُر حکمت لوگو میں قناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی فرمز اور کمپنیوں کے لوگو (Logo)ذو معنی ہوتے ہیں اور ان میں ہماری روزمرہ زندگی کے لئے بہت گہرے سبق پنہاں ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال رمضان کے حوالہ سے خاکسار نے Lidl کے لوگو When it's gone its gone. پر آرٹیکل لکھا تھا۔ سُپر اسٹور کے مختلف ریکس پر یہ عبارت کہہ رہی تھی کہ جلدی کریں جب یہ اشیاء یہاں سے چلی گئیں تو پھر آپ ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ جس پر خاکسار نے لکھا تھا کہ رمضان سے جو کمانا ہے کمالو جب یہ چلا گیا تو پھر تم اس سے کچھ حاصل نہ کر پاؤ گے۔ اور یہ مفہوم ایک حدیث میں بھی بیان ہوا ہے۔

زیر نظر Sainsbury کا یہ لوگو بھی ہماری روحانی اور اخلاقی زندگی میں سبق آموز ہے۔ یہ کمپنی تو اپنے متعلق یہ کہہ رہی ہے کہ ہم سے کم لاگت اور قیمت پر خرید و فروخت کر کے اچھی زندگی گزارو۔ لیکن ہم جب اس کو اپنی مادی و روحانی زندگی پر چسپاں کرتے ہیں تو ایک لازوال حقیقت ہماری آنکھوں کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنی خداداد سوچ کو آگے بڑھاؤں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مادی اور روحانی معنوں میں اپنی زندگیوں کے حوالہ سے اس ماٹو کا ترجمہ کروں اور وہ یہ ہے کہ کم بوجھ و وزن کے ساتھ آسودہ زندگی بسر کرو۔

ہم بارہا اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ انسان سہولت پسند واقع ہوا ہے وہ اپنے ساتھ معمولی بوجھ کو نہ پسند کرتا ہے اور نہ ہی برداشت کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ موسم کے مطابق اپنے لباس کو بھی ہلکا پھلکا رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم جب پاکستان میں تھے تو بعض لوگوں نے اپنی خوبصورت سائیکل کے مڈ گارڈز اتار رکھے ہوتے تھے۔ پوچھنے پر کہ یہ خوبصورت سائیکل بھدی کیوں کی ہوئی ہے جواب ملتا کہ ایسا کرنے سے اس کا وزن ہلکا ہو جاتا ہے اور چلاتے وقت زور کم لگتا ہے۔ دیہاتوں میں جہاں سڑکیں کچی اور ناہموار ہوتی ہیں وہاں یہ نظارہ دیکھنے کو اکثر ملتا ہے۔ بعض دودھ کا کاروبار کرنے والوں نے تو اپنا موٹر سائیکل اسی طرح کا بنایا ہوتا ہے۔

انسان کی زندگی ایک سفر ہے۔ اور وہ ایک گاڑی پر سوار ہے۔ جب بھی اس کا آخری اسٹیشن آجاتا ہے وہ نیچے اتر جاتا ہے یا اتار لیا جاتا ہے۔ گویا اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

انسانی سفر کی بات چلی ہے تو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم سفر پر جاتے وقت اپنے سازوسامان کو کم سے کم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ سفر میں ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ اٹھایا جا سکے۔ حتیٰ کہ ہم میں سے اکثر ایسی اشیاء کو اپنے سازوسامان سے نکال باہر کرتے ہیں جن کے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ اگلے گھر میں یہ چیزیں ہمیں بآسانی مل ہی جائیں گی جیسے سلیپر، تولیہ وغیرہ۔

اور اگر ہوائی جہاز کے سفر کو لیں تو وہاں تو اپنے ساتھ لے کر جانے والے سامان کا وزن بھی محدود ہوتا ہے جو آپ کے Travelling documents پر درج ہوتا ہے۔ اس سے زائد سامان اگر آپ ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں تو اس کی زائد ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ Excess luggage یا Excess baggage کہلاتا ہے جسے نکال باہر کیا جاتا ہے۔ اور جہاز کا عملہ عموماً یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ جہاز اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

اس موضوع کو اگر ہم اپنی روحانی زندگیوں پر چسپاں کریں تو عنوان بالا Live well with less کا محاورہ دو اور دو چار کی طرح پورا اترتا نظر آتا ہے۔ قرآن، حدیث اور دینی تعلیمات کی کتب میں جن بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے جھوٹ، کذب بیانی، تکبر و غرور، حق تلفی، حسد، بغض و کینہ، تجسس، عیب جوئی، خیانت و بددیانتی، بدنظری، چغلی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب Excess luggage ہیں جو انسان اپنی روحانی زندگی میں اپنے ساتھ اٹھائے رکھتا ہے۔ اللہ، اس کے رسولؐ، اس کی کتاب اور اس کے پیارے مذہب اسلام کی روشن تعلیم کی طرف اگر تیزی سے قدم اٹھانے ہیں اور اپنے سفر میں سرعت لانی ہے تو ان برائیوں کو جو محض اور محض ایک بوجھ کی شکل رکھتی ہیں اپنے سے الگ کرنا ہوگا۔ اور انسان بھی روحانی پرواز کرتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تو ہر احمدی کو Airoplane قرار دیا ہے اور فرمایا ہے احمدی وہ پرندہ ہی نہ بنے جو صرف اکیلا ہی اڑتا رہتا ہے بلکہ ہوائی جہاز بنے جو خود بھی پرواز کرتا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے مسافروں کو بھی لے جاتا ہے۔ اور اب اگر ہوائی جہاز کے عملے کے ان الفاظ پر غور کریں جو اکثر کہتے سنے جاتے ہیں کہ زائد سامان نکال دیں جہاز اتنا بوجھ برداشت نہیں کر پائے گا۔ تو انسان بھی روحانی پرواز کرتے وقت برائیوں کا بوجھ جو انسانی زندگی کے لئے بوجھ ہیں اتار کر ہلکا پھلکا ہو کر سفر کرے گا تو سفر بھی خوشگوار رہے گا اور زندگی بھی آسودہ ہوگی۔ پس اگر ہم خوشگوار اور ہنسی خوشی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو Live well with less کے اصول کو اپنانا ہوگا اور اپنی زندگیوں میں قناعت سے رہنے کی اچھی اور فائدہ مند عادت ڈالنی ہوگی۔ برائیوں، بدیوں اور خرابیوں سے اپنے آپ کو دور رکھ کر اچھے اور نیک اعمال جو عین قرآنی و اسلامی تعلیم کے مطابق ہیں کو اپنی زندگی کا حرز جان بنانا ہوگا۔ یہی ہماری غذا ہوگی اور یہی ہمارے لئے تیل اور موبل آئل کا کام کرے گا جو ہمارے جسمانی پرزوں کو سفر میں رواں رکھنے کا کام دے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 جنوری 2022ء)

﴿18﴾

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

نیشنل مجلس عاملہ فِن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات بمؤرخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ

حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔ اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔ انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ **الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹر نیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔** باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(This week with Huzur, 12 Nov 2021)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 جنوری 2022ء)

﴿19﴾

آنحضورؐ کی عائلی زندگی

ہمارے پیارے آقا، انسانوں کے فخر، نبیوں کے سرتاج جن کے ظہور کی بشارت آدم سے لے کر تمام انبیاء نے دی۔ جس کا مہبط انوار الٰہیٰ اور سرچشمہ روحانیت تھا جو مظہر اتم الوہیت اور جس کے اخلاق خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر اور قرآن کریم کی بولتی تصویر ہیں۔ جس کی تمام حرکات وسکنات، قربانیاں، نمازیں اور زندگی اور موت خالص خدا کے لیے تھیں اور جو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا مصداق تھا اور جو تمام کائنات اور عالمین کے لیے ابر رحمت بن کر آیا۔ آج اس آرٹیکل میں اس عظیم نبی کی عائلی زندگی کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کہ اپنے گھروں میں نہایت معروف طریق پر معاشرت کا سلوک کرو۔ خلق عظیم پر فائز یہ وجود اس حکم خدا پر نہ صرف خود عمل پیرا تھا بلکہ اپنے ماننے والوں کو بھی ساری عمر یہ تلقین کرتا رہا کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے بارہ میں یہ عظیم الشان گواہی دیتی ہیں کہ

آپ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کر لیتے۔ بکری کا دودھ خود نکالتے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لیتے۔

نیز اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیتے، اپنے جوتے مرمت کر لیتے، اپنے ڈول کو ٹانکے لگا لیتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے، خادم کے ساتھ مل کر کام کرا لیتے۔ اس کے ساتھ مل کر آٹا پسوا دیتے، خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھا لاتے۔

اگر جب کبھی آپ رات کو دیر سے آتے تو کسی کو تکلیف وزحمت دئے بغیر یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ لے کر خود تناول فرمالیتے۔

آنحضرت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے اوصاف کی بڑی قدر کرتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایثار و قربانی اور وفا کی ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ محبت کے ساتھ اُن کے محبت بھرے سلوک کو یاد کرتے۔ یہاں تک کہ آپ کی دوسری ازواج کو بھی ان پر رشک آتا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر اچھی بیویاں عطا کی ہیں۔ اس بڑھیا کا ذکر جانے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنیں جب میں تنہا تھا، بے یارومددگار تھا وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوردسالی کا خیال کرتے ہوئے ان کی دلداری فرماتے،ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر حبشیوں نے شمشیر زنی کے کرتب دکھائے تو آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اوٹ میں لے کر کھڑے ہو گئے۔ جب تک کہ وہ خود تھک نہیں گئیں آپ وہاں سے نہیں ہٹے۔

ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دوڑنے کا مقابلہ بھی کیا۔ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں۔ دوسرے موقع پر پھر مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ آگے نکل گئے۔ جس پر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عائشہ! اب وہ بدلہ اُتر گیا۔

عدل و انصاف کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے آپؐ نے تمام ازواج مطہرات کے ہاں باریاں مقرر کی ہوئیں تھیں۔ اکثر نماز عصر کے بعد آپؐ اپنی تمام ازواج کے ہاں ان کی خیریت دریافت کرنے جایا کرتے تھے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چونکہ یہود سے تھیں اس لیے دیگر ازواج مطہرات آپ کو بعض دفعہ یہودیہ کا طعنہ دیا کرتیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طعنہ دیا تو آپ رونے لگیں۔ خلق عظیم کے مالک رحمۃ اللعالمین نے وجہ پوچھی تو بڑا عمدہ جواب دیا۔ فرمایا۔ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں کس طرح مجھ سے زیادہ معزز ہو میں نبیوں کی اولاد ہوں۔ میرا باپ ہارون نبی تھا۔ میرا چچا موسیٰ اور میرا خاوند محمد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، گھر میں کبھی تیوری نہ چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے، اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

آنحضرت ﷺ کا سلوک اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے بھی نہایت محبت بھرا تھا۔ آپ جب قربانی کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی گوشت بجھواتے اور ہمیشہ کہا کرتے کہ خدیجہ کی سہیلیوں کو نہ بھولنا۔

آنحضور ﷺ بیویوں کے مخصوص ایام میں بھی ان کا خاص لحاظ و خیال فرماتے۔ ان کے ساتھ مل کر بیٹھتے، بستر میں ان کے ساتھ آرام فرماتے اور محبت و ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حائضہ ہونے کی حالت میں پانی پی کر آپ ﷺ کو دے دیتی پھر آپ ﷺ اسی جگہ سے منہ لگا کر پانی پیتے جہاں سے میں نے منہ لگایا ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتی تو آپ ﷺ بذات خود ان کی تیمار داری فرماتے اور ہر قسم کا خیال رکھتے۔

الغرض عائلی زندگی میں خلق عظیم کے بے شمار درخشندہ پہلو ہیں۔

زہے خلق کامل زہے حسن تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 فروری 2022ء)

﴿20﴾

الفضل سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کی آراء و تبصرے

قسط دوم

مؤرخہ 8 جنوری 2022ء کے شمارہ میں مندرجہ بالا عنوان سے جب اداریہ طبع ہوا تو سوشل میڈیا کے ذریعہ آناً فاناً دنیا میں پھیلتے ہی اس کی پسندیدگی کے پیغامات آنے لگے اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی خواہش ظاہر کی گئی۔ سو اس درخواست پر ذیل میں ماہ دسمبر میں موصول ہونے والی وہ آراء اور تبصرے دیئے جارہے ہیں جو خاکسار نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ و دعا بھجوا کر آپ کی دعاؤں کے مستحق بنے ہیں۔

* ایک لاجواب تبصرہ

ایک مبلغ سلسلہ نے اس کی مقبولیت کو یوں بیان کیا کہ الفضل آن لائن، الہام حضرت مسیح موعودؑ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کو پورا کرنے کا بھی باعث بن رہا ہے۔ جب ہم دنیا کے کناروں میں بیٹھ کر اس کے بعض حصوں کا ترجمہ کر کے ویب سائیٹ، فیس بک، انسٹاگرام اور ٹوئیٹر پر لگاتے ہیں۔ اور مقامی لوگ اس کو پڑھتے ہیں اور یوں الفضل ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کی تکمیل کا باعث بن رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

- **مکرمہ درثمین خان لکھتی ہیں:**

میں نے اپنے لیپ ٹاپ میں الفضل اخبار کے نام کا ایک فولڈر بنایا ہوا ہے روزانہ جیسے ہی اخبار شائع ہوتا ہے میں ڈاؤن لوڈ کر لیتی ہوں۔ پیارا الفضل بہت ساری مفید اچھی مختلف انفارمیشن کا مجموعہ ہے۔ as a chief librarian اپنے users کو مختلف موضوعات پر انفارمیشن دینے کے لیے میرا پیارا الفضل میرے لیے assistant librarian کا کام کرتا ہے۔

- **مکرمہ نغمانہ سلیم۔ جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:**

الفضل آن لائن خدا کے فضل و کرم سے سے بہت شاندار ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے یہ آسمان پر "قوس قزح" کی طرح لگتا ہے۔

- **مکرم ڈاکٹر نصیر احمد۔ یوکے سے تحریر کرتے ہیں:**

مضامین ہمیشہ ہی جاندار اور محرک ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد نمی (یاددہانی) چاہتے ہیں۔ مٹی زرخیز ہے، اذہان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اچھے ہیں، سارے لکھاری اعلیٰ سے اعلیٰ لکھ رہے ہیں۔ اور مالک پھل پھول بھی لگا رہا ہے، الفضل آن لائن روز بروز بہترین ہو رہا ہے۔

- **مکرمہ فوزیہ گل۔ انڈیا سے تحریر کرتی ہیں:**

اللہ تعالیٰ کے احسان سے روز ہمیں اخبار الفضل کے ذریعہ اپنی تعلیم و تربیت کا موقع فراہم ہوتا ہے

٭ مکرمہ طیبہ چیمہ۔ لندن سے لکھتی ہیں:

الفضل 4 دسمبر 2021ء میں پیارے آقا کے کسی کو آٹوگراف میں نصیحت کے طور پر لکھے ہوئے الفاظ "اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا" کو موضوع بنا کر لکھا جانے والا اداریہ گویا ہر احمدی کو خلیفۃ المسیح کا نصیحت آموز پیغام ہے۔ ہم روزانہ اپنے اوپر ہونے والے اپنے مولا کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور کس حد تک اپنے اللہ سے وفا کا تعلق نبھاتے ہیں۔ مجھے دوسروں کا تو علم نہیں لیکن میں نے جب اپنا جائزہ لیا تو اپنے آپ کو بہت کمزور پایا اپنی کمزوریوں پر نظر کرنے کی توفیق ملی۔

- **مکرمہ نور النساء تحریر کرتی ہیں:**

کچھ ماہ پہلے خدا نے محض اپنے فضل سے الفضل آن لائن پڑھنے کی توفیق دی اور پھر کوئی دن نہیں گزرتا کہ یہ مبارک اخبار جو رحمتوں، برکتوں کا ایک علمی خزانہ ہے نہ پڑھا ہو۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس طرح اس کے فضلوں کے نظارے دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو مزید کامیابی اور ترقیات سے نوازے آمین۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ بیان کر سکوں کہ اس بابرکت اخبار

کے مطالعہ سے خدا کس طرح میری علمی اور عملی اصلاح فرما رہا ہے۔ ہر مضمون، عنوان بہترین اور ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔ خاکسار اپنے بزرگ والد کو بھی الفضل کا پہلا صفحہ سناتی ہے۔ اور گھر والوں کو بھی پڑھ کر سنانے کی کوشش کرتی ہے۔

- **مکرم فرحان حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں:**

الفضل آن لائن کا معیار دن بدن بہتر سے بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ روزانہ نئے شمارے کا انتظار رہتا ہے۔ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ جو نئے مضامین کے لنکس نشر کیے جاتے ہیں تو اس سے بھی یاددہانی ہو جاتی ہے۔ تمام مضامین نہایت معلوماتی اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ اور بفضلِ اللہ تعالیٰ ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز الفضل آن لائن سے ہر احمدی کا تعلق بڑھتا جا رہا ہے اور میرے عزیز و اقارب اور دیگر دوست احباب اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ شوق سے الفضل پڑھتے ہیں اور اس کے لئے مضامین لکھتے اور ارسال کرتے ہیں۔ یہ ہر احمدی کے دل کی آواز ہے اور خلافت احمدیہ کی عظیم نعمت سے احمدیوں کو جوڑنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ فالحمد للہ۔

- **مکرمہ زاہدہ راحت۔ بریمٹن کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:**

الفضل آن لائن کا معیار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن بدن عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ ترین ہوتا جا رہا ہے۔ اور الفضل کے قارئین کی دلی محبت اس بابرکت اور پسندیدہ اخبار میں بڑھتی جا رہی ہے۔ بہت ساری خوبیوں کے علاوہ ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ اس اخبار میں ہر ایک کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور جو لکھا ہوا مواد آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے آپ اپنے اخبار میں اشاعت کا موقع ضرور دیتے ہیں۔

- **مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا تحریر کرتے ہیں:**

روزنامہ الفضل آن لائن بفضل خدا دن بہ دن ترقی پذیر ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خلیفہ وقت کی راہ نمائی اور دعاؤں سے الفضل آن لائن میں ایسے متنوع مواد کی اشاعت اسے روز

بروز مقبول بناتی جارہی ہے اور قارئین اسے اپنا اخبار سمجھ کر اپنے اپنے رنگ میں شامل ہوتے جارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

- **مکرم ظریف احمد۔ میری لینڈ جماعت سلور سپرنگ امریکہ تحریر کرتے ہیں:**

ماشاءاللہ روزنامہ الفضل روحانی مائدہ تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ ماشاءاللہ دیدہ زیب رنگ برنگے پھولوں سے بھی مزین ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت میں اضافہ کرتا چلا جائے، آمین۔

- **مکرمہ منزہ سلیم۔ جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:**

میں اور میرے آباء الفضل اخبار سے بے انتہا محبت کرنے والے اور ہمیشہ ہی استفادہ کرنے والے رہے ہیں۔ میری والدہ فرحت سکینہ اختر صاحبہ (مرحومہ) کا وطیرہ تھا کہ روزانہ نماز فجر پڑھ کر تلاوت قرنِ پاک اونچی آواز میں کرتیں اور اس کے بعد اخبار الفضل اونچی آواز میں پڑھ کر سب بچوں کو سناتیں۔ اور اس روحانی مائدہ سے بہت سے غیر احمدی ہمسائے بھی مستفید ہوتے تھے۔ قصہ مختصر گھر میں با آواز بلند تلاوت قرآن کریم اور بعد ازاں اخبار کا مطالعہ دائیں بائیں چاروں طرف جہاں تک انکی آواز پہنچتی تھی تبلیغ کا ذریعہ بنتا رہا۔ ہمارا بچپن لڑکپن اخبار سنتے اور جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو خود پڑھتے ہوئے گزرا۔ اور اب تک پڑھ رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔ ہمارے ابا جان (مرحوم) اپنے بہت سے غیر احمدی دوستوں کو اخبار باقاعدگی سے پڑھنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ بعض دوستوں نے باقاعدہ اخبار لگوا رکھا تھا اور وہ الفضل کا مطالعہ کرکے ابا جان سے مختلف موضوعات پہ گفتگو کرتے بلکہ چند ایک تو خلیفہ وقت کی خدمت میں خطوط بھی ارسال کرتے تھے۔

- **محمد عمر تیماپوری۔ کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا لکھتے ہیں:**

آپ کا اداریہ ”جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے تکبر اور غرور کی بجائے عاجزی و انکساری اپنانے کی اہمیت“ موجودہ تناظر میں اس قدر اہم اور ضروری تھا کہ بہت سوں کی آنکھیں کھل گئیں۔

جو غفلت میں تھے وہ بیدار ہوئے۔ خود ہی اپنا محاسبہ کرنے لگے۔ اپنے اداریہ میں قرآن کریم،احادیث شریف، اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے حوالہ جات سے جو باتیں کہی ہیں وہ سیدھے دلوں میں اتر جاتی ہیں۔ انسان کو جھنجھوڑ دیتی ہیں۔ لاریب **"من مدحك بما ليس فيك فقد زمك"**

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 فروری 2022ء)

﴿21﴾

اپنے اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد
سورۃ الفاتحہ میں بیان صفات کی روشنی میں

(نوٹ: گزشتہ دنوں اپنی ایک بھتیجی عزیزہ سدرۃ المنتہیٰ کی درخواست پر ایک تقریر خاکسار کے نوک قلم سے تیار ہوئی۔ اسی کو آج میں تانیث کے صیغوں کو تبدیل کر کے اداریہ کے طور پر اپنے قارئین کے لئے پیش کر رہا ہوں۔)

سب سے پہلے میں انتظامیہ کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مادیت کی دنیا میں جب دہریت کی طرف لوگوں کا میلان بڑھ رہا ہے اس اہم ٹاپک کو چنا جو یہ ہے کہ "اللہ سے تعلق اور تربیت اولاد"

عنوان میں بیان دو حصوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے گویا یہ دونوں حصے لازم وملزوم ہیں۔ اولاد کی تعلیم وتربیت کے لئے اپنے خالق حقیقی سے قریبی تعلق والدین کے لئے بھی ضروری ہے تا جن بچوں کی تعلیم وتربیت ہو رہی ہے وہ بھی اللہ سے اپنے تعلق کو نمایاں کرتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم کے آغاز پر سورۃ فاتحہ میں بیان فرمایا جو قرآن کریم کا خلاصہ کہلاتی ہے۔ ہم جب دنیا میں چھپنے والی کتب کا احاطہ کرتے ہیں تو کم و بیش ہر کتاب کے آغاز پر مصنف دیباچہ لکھتا ہے۔ جو Preface کہلاتا ہے اور اس میں مصنف، کتاب لکھنے کا مقصد، اس کی اہمیت و افادیت کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آفاقی کتاب قرآن کریم کے آغاز پر سورت فاتحہ بیان کر کے اپنے وجود، کائنات کے رب کی اہمیت، اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی 101 صفات میں سے بنیادی صفات الرحمٰن، الرحیم، مالك یوم الدین اور رب العالمین کا ذکر الحمد للہ کے اظہار سے باندھ دیا ہے۔

*الرحمٰن اور الرحیم اللہ تعالیٰ کی دو ایسی دو صفات ہیں۔ جو باقی تمام صفات پر حاوی ہیں۔ دونوں صفات کا منبع ''رحم'' ہے۔ الرحمٰن صفت میں اللہ تعالیٰ کی وہ عنایات آتی ہیں جو اس خدائے عزوجل نے انسان کو بغیر مانگے دی ہیں۔ جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان۔ جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور الرحیم صفت کے تحت وہ عنایات ہیں جو اللہ تعالیٰ انسان کو دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ادا کرتا ہے۔ گویا یہ دو جلوے ہیں۔ اور یہی دو جلوے والدین بالخصوص ماں میں نظر آتے ہیں۔ جس کی بچہ دانی کے لئے جہاں بچہ 9 ماہ تک پرورش پاتا ہے رحم کا لفظ بولا جاتا ہے اور ماں کی طرف سے خاندان میں جو رشتے جنم لیتے ہیں ان کو بھی رحمی رشتے کہتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ، اپنی مخلوق جو اس کی اولاد کی طرح ہے کے ساتھ نرمی، شفقت اور پیار بھرا سلوک کرتا ہے تا وہ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ میں سے وہ راستہ چنے جو اللہ تعالیٰ کو ملاتا ہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بسا اوقات سختی بھی کرتا ہے۔ اسے امتحان میں، آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ تا وہ سیدھے راستے سے نہ بھٹکے۔ بعینہٖ ماں باپ بالخصوص ماں اپنے بچوں سے نرمی و محبت سے پیش آتے ہیں اور مادی غذا کے ساتھ ساتھ روحانی غذا بھی اس لئے دے رہے ہوتے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا سے تعلق قائم رہے۔ ہم بالعموم مشاہدہ کرتے ہیں کہ خدا کے ساتھ لگاؤ کا تعلق یا رشتہ اس وقت سے آغاز پا جاتا ہے جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ جب ماؤں کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہوتی ہے کہ آنے والے مہمان کا تعلق خدا سے مضبوطی سے قائم ہونے والا ہو۔ اور رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (۷۵) کی دعائیں اس مضمون کی عکاسی کر رہی ہیں۔

پیدائش کے معاً بعد کسی نیک بزرگ اور اللہ والے لوگ سے بچہ کو پہلی غذا یعنی گڑتی دلوانا اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر دینا اس بات کی علامت ہے کہ اس نومولود کا اس بزرگ کی طرح اپنے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق ہو۔ جس طرح وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد ادا کرتا ہے یا عبادات بجالاتا ہے، صدقے خیرات کرتا اور حقوق اللہ، حقوق العباد ادا کرتا ہے تا اللہ

سے تعلق مربوط ہو ایسے ہی یہ نوزائیدہ اور اس کی ماں کا تعلق بھی اپنے رب سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ بچہ نقل بہت جلد اتارتا ہے۔ اگر ماں نماز پڑھے گی تو وہ بھی ڈوپٹہ لے کر جائے نماز بچھا کر اللہ کی عبادت کے لئے معصوم شکلیں بنائے گا۔ یہی وہ بنیادی اینٹیں ہیں جو بچوں کے رجحان کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرتی ہیں۔

* رب کے معنی بھی پالنے کے ہیں۔ اللہ مربی ہے اور ہم سب مربّٰی۔ اس صفت کی اقتداء میں ہم والدین کو بھی مربی بن کر اولاد میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ ہم اپنی اولاد کے پالنے میں روحانی غذا کی آمیزش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی باتیں کریں تو لازماً یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی گڑتی ساتھ کے ساتھ بچوں کی روحانی نشوونما میں ویسے ہی اثر کرے گی اور خدا سے تعلق کو مضبوط کرے گی۔ جیسی بچپن میں ماں کا پلوایا دودھ جوانی میں ہڈیوں کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔

* اس تعلق میں مالک یوم الدین کی صفت کو نہیں بھولنا چاہیے جس کی بچوں کو یاد دہانی انسان کو وفات تک اپنے اللہ کی طرف مائل رکھتی ہے۔ جس طرح والدین کا خوف بچوں کو راہ راست پر رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تنبیہ انسان کو قدم قدم پر اپنی طرف ملاپ، اس کی طرف جھکاؤ اور تعلق کی طرف جھکاتی ہے۔ اور انسان ایاك نعبد و ایاك نستعین کا نعرہ بلند کرتے ہوئے عاجزی سے اھدنا الصراط المستقیم کی آواز جب بلند کرتا ہے تو یہود و نصاریٰ کے راستے پر نہ چلنے کی نوید سنائی دیتی ہے۔ جس پر ہر مسلمان مرد اور خاتون کو الحمد للّٰہ رب العالمین بار بار کہنے کا حکم ہے۔ تب نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جس قدر انسان کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو گا اس کی تحمید و تسبیح کی جائے گی۔ اس کی صفات کا پرتو بننے کی کوشش کی جائے گی۔ تو پھر ہماری گودوں میں ایسے بچے

پلیں گے جو خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اپنے سے تعلق کو مضبوط و مربوط کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 فروری 2022ء)

﴿22﴾

بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے

تجھے اے ماں! بلاؤں کہاں سے

کچھ روز قبل خاکسار الفضل سے محبت اور عقیدت رکھنے والے خیر خواہوں کے اسٹیٹس دیکھ رہا تھا۔ یونان کے ایک احمدی دوست مکرم ارشد محمود نے اپنے اسٹیٹس پر ایک بڑی عمر کی خاتون کی فوٹو لگا رکھی تھی جو اپنے بچے کے لئے نئی سائیکل کاندھوں پر رکھے گھر کو جا رہی تھا۔ اس فوٹو کے نیچے کیپشن اس طرح لکھا ہوا تھا۔

بعض تصاویر جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ اس خاتون کو پتہ ہے کہ یہ سائیکل چل سکتی ہے لیکن اس نے اسے اپنے کاندھوں پر اس لئے اٹھایا ہوا ہے کہ کہیں اس کے نئے پن میں کوئی کمی نہ آ جائے اور بچے کو تحفہ بالکل نیا نکور ملے۔

اس تصویر پر ایک عرب اخبار نے یہ عنوان جمایا ہے

”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“

میں مندرجہ بالا عنوان کو سادہ فہم قارئین کے لئے اپنی نوکِ قلم سے آسان و سلیس کر کے بیان کر دیتا ہوں کہ ہر والد، والدہ، بڑے بہن بھائی یا سرپرست اگر چھوٹے بچوں یا عزیزوں کو تحفہ دینا چاہتے ہیں تو وہ تحفہ ”پنی پیک“ یا سِیل بند (seal packed) ہوتا ہے۔ بچے ہی اسے کھولتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تحفہ کھول کر پیش کریں تو بچے ناراض ہوتے ہیں اور بسا اوقات کھلا ہوا تحفہ وصول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ زیر بحث تصویر میں وہ ماں سائیکل کے سہارے گھر پہنچ سکتی تھی۔ مگر اس ماں کی دلی خواہش یہ تھی کہ میرے بچے کی سائیکل کے ٹائروں کو مٹی نہ لگے اور اس وجہ سے استعمال شدہ لگنے کی بجائے نئی نکور سائیکل ہی گھر پہنچے اور میں اپنے بچے کو

پیش کروں۔ جس کے لئے اس ماں نے اپنے بچے کی دلی خواہش کی لاج رکھ کر اسے پورا کرنے کے لئے پیسے اکٹھے کرکے اپنے آپ کو مشکل میں ڈالا۔ اس طرح کے لاکھوں کروڑوں والدین ہوں گے جو اپنے بچوں کی خوشیاں پوری کرنے کی خاطر نہ جانے کتنی مشکلات میں سے گزرتے ہوں گے۔

مجھے اس تصویر کو دیکھ کر آج سے کچھ سال قبل پاکستان کے سائیکلوں کے شہر ربوہ میں گزرا ہوا ایک واقعہ یاد آرہا ہے کہ مجھے ایک بزرگ کو سائیکل کو داہنے ہاتھ سے چلاتے ہوئے پیدل جاتے دیکھا تو میں نے پوچھ لیا۔ بزرگو! سائیکل پر چڑھ کیوں نہیں جاتے؟ تو جواب ملا کہ سائیکل کو میں سہارے کے طور پر اپنے ساتھ رکھتا ہوں کہ کہیں گر نہ جاؤں مگر اس بوڑھی ماں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں گروں یا مجھ پر تھکاوٹ طاری ہو، لیکن بچے کی نئی سائیکل چلانے کی وجہ سے گرد آلود نہ ہو کر داغدار نہ ہو۔ اسی لئے تو عرب اخبار نے کیا ہی عمدہ اور سچ پر مبنی اس نایاب فوٹو پر یہ Caption لگایا ہے۔ بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔

ان الفاظ میں لفظ ''بعض'' غور طلب ہے۔ اس میں سے کون کون آتے ہیں۔ میرے نزدیک بعض میں سب سے اول پیارے اللہ میاں کا نام آتا ہے۔ جن کے احسانات کا قرضہ نہیں چکایا جاسکتا۔ جو انسان کی پیدائش سے قبل ہی صفت الرحمن کے تحت ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسے بہت سی دوسری نعمتوں کے ساتھ ہوا، پانی وغیرہ وغیرہ۔ تازہ ہوا کی نعمت کا اندازہ تو مری پاکستان میں برفباری کے طوفان کے دوران وہ لوگ تو آسانی سے لگا سکتے ہیں جو اپنی گاڑیوں میں موت و زندگی کے کھیل میں بچ نکلے اور اپنی گاڑیوں میں مقید 22 کے قریب افراد تازہ ہوا نہ ملنے کے باعث اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی اور بہت سی نعمتیں ہیں جن کی شکر گزاری ضروری ہے اور انسان چاہے رات دن اس کی عبادت کرتا رہے اور شکر ادا کرتا رہے، اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

"بعض" کے لفظ میں دوسرے نمبر پر ماں کا ذکر آتا ہے۔ ماں کو بھی مجازی طور پر خدا کا ہی درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ اس وجود میں اللہ تعالیٰ کی اہم صفات رحمان و رحیم کے زیادہ معانی و مطالب جلوہ گر ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے ماں رحیم ہوتی ہے اور ماں کا رحم بھی رحیم سے نکلا ہے اور جو تعلقات ماں کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں رحمی رشتے کہا جاتا ہے۔ جنگ بدر میں جب ایک خاتون کو جو اپنے بچے کی تلاش میں پاگلوں کی طرح سرگرداں پھر رہی تھی۔ بچہ ملنے پر اتنا خوش تھی کہ اس کو چوم چاٹ رہی تھی۔ پیار کر رہی تھی۔ جسے دیکھ کر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا اس ماں سے زیادہ اپنی مخلوق کے لئے رحیم ہے۔ اس کا بھولا بھٹکا بندہ جب اس کے دربار میں حاضر ہوتا ہے تو اس کو اس ماں سے بھی کہیں بڑھ کر پیار آتا ہے اور وہ اس کی تمام تر آرزوئیں، خواہشیں اور دعائیں پوری کرتا ہے۔

بعض قرض جو معاف نہیں ہوسکتے ان میں ایک ماں کا قرض ہے جو وہ اپنی اولاد کو پالنے پوسنے سے کرتی ہے۔ یہ سلسلہ تو ساری زندگی جب تک ماں زندہ ہے بلکہ اس کی وفات کے بعد دعاؤں اور اس کی بہنوں و عزیز و اقارب سے حسن سلوک کرنے سے جاری رہتا ہے۔ لیکن اب بات کرتے ہیں ابتدائی دور کی جب نو ماہ تک وہ اسے اپنے ساتھ اٹھائے رکھتی ہے۔ اس ماں پر نو ماہ میں جو کیفیات آتی ہیں اور ماں کن حالتوں سے گزرتی ہے۔ اس کا اندازہ تو وہ ہی لگا سکتی ہے۔ اس دوران وہ کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرتی۔ اس بوجھ کے ساتھ وہ گھر کے تمام کام کاج کر رہی ہوتی ہے۔ چلنا پھرنا اس کے لئے دوبھر ہو رہا ہوتا ہے۔ مگر اس خوشی میں کہ چند مہینوں میں میری گود بھرنے والی ہے وہ خاموشی کے ساتھ یہ تمام مراحل پر تکالیف برداشت کرتی ہے۔

ایک خاتون ڈاکٹر کے پاس آئی۔ ڈاکٹر نے پوچھا جی بی بی! کیا مسئلہ ہے؟ عورت بولی بیٹا بھوکا رہ جاتا ہے، دودھ نہیں اترتا! ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ لو پرچی انجکشن لکھ کے دیا ہے لگواتی رہنا۔ کچھ دن بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور بولی ڈاکٹر صاحب! بچہ فیڈ تو لے رہا ہے لیکن ہڈیاں درد کرتی

ہیں بدن ٹوٹتا ہے۔ ڈاکٹر بولا، تو انجکشن لگوانا بند کر دو۔ عورت بولی نہیں۔ بچہ بھوکا رہ جائے گا۔ یہ کہہ کر واپس چل دیتی ہے۔

کچھ سال بعد زمانہ بدلتا ہے، والدہ ادھیڑ عمر میں اور بچہ جوان ہو جاتا ہے۔ ایک دن کراہنے کی آواز سن کر بیٹا ساتھ والے کمرے سے اٹھ کر آتا ہے: کیا ہے اماں! ماں جواب دیتی ہے کہ بیٹا! معدہ میں درد ہے اور بدن ٹوٹ رہا ہے۔ بیٹا لاپرواہی سے بولتا ہے۔ اماں! پھر کچھ الٹا پلٹا کھا پی لیا ہو گا۔ نہ خود سوتی ہو نہ ہمیں سونے دیتی ہو! یہ انجان اور بے پرواہ بیٹا کیا جانے اس کی اس بوڑھی ماں نے کتنی تکلیفوں کے بعد اس کو جنا تھا۔ جب یہ چل پھر اور کھا پی بھی نہیں سکتا تھا، حتی کہ اپنی حفاظت بھی خود نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی ماں نے راتوں کو جاگ جاگ کر خدمتیں کیں۔ اس کے پیشاب سے گیلے ہونے والے بستر پر خود لیٹ کر اس کو اپنی خشک جگہ پر سلایا، پھر بھی کوئی شکایت کا کلمہ منہ پر نہیں آیا۔ماں نے خود روکھی سوکھی روٹی کھا کے گزارہ کیا لیکن بیٹے کو سالن یا ترکاری کے ساتھ دیسی گھی میں چوپڑ کر روٹی کھلائی۔ پیار سے، لاڈ سے باتوں میں لگا کر اس کا پیٹ بھرا۔ بچے کی بیماری میں اتنی ہلکان ہو جاتی کہ گویا اسی کو بیماری لگ گئی ہو۔ جب وہ روتا تو پریشان ہوتی اور جب ہنستا تو مسکرا دیتی۔ کیا ہے یہ ماں۔ یہ میرے اللہ نے بنائی ہے۔ یہ حسین تخلیق اللہ ہی کی جلوہ گری ہے۔ مجھے لگتا ہے ماں کی محبت ہمالیہ پہاڑ جیسی ہے، جس کی بلندیوں کو کوئی ناپ نہیں سکتا۔ یہ وہ اوقیانوس کا گہرا سمندر ہے، جس کی گہرائیوں کا اندازہ کوئی لگا نہیں سکتا۔ ہمیں اپنا بچپن بہت یاد ہے جب ماں ہمارا سب احوال ایک منٹ میں جان لیتی تھی۔ ماں تو ماں ہوتی ہے، پہچان لیتی ہے کہ آنکھیں سونے سے لال ہوئی ہیں یا رونے سے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

؎ داستان میرے لاڈ پیار کی
اک ہستی کے گرد گھومتی ہے
پیار جنت سے اس لئے ہے مجھے
کہ یہ میری ماں کے قدم چومتی ہے

ایک ماں نے بتایا اپنے بیٹے کو، جب تو پہلی بار بولا تھا۔ میں جھوم اٹھی تھی اور تجھے چوم لیا تھا۔ پر اب تو جو بولتا ہے تو میں، سہم جاتی ہوں اور ڈر جاتی ہوں۔ تو ایسے ناہنجار بچے بھی ہوتے ہیں جو ماں کی ممتا اور اس کے احسانات کو یکسر بھول جاتے ہیں اور پس پشت ڈال دیتے ہیں، ماں کے بل بوتے پر پلنے والے یہ بڑے ہو کر اپنے آپ کو کیا سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور جب ان کے ہاتھوں سے سب کچھ نکل جاتا ہے اور ماں کا ٹھنڈا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ تپتے صحرا کی چلچلاتی دھوپ میں ننگے پیر بے یار و مددگار کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کے منہ سے افسوسناک اور دکھ بھری آہوں کے ساتھ نکلتا ہے کہ

ہائے ماں! تیرا حق ہم سے ادا نہ ہو سکا!!!!

ہم مرد حضرات ماں کے پر اسس سے گزرنے والی خواتین کا خیال دل میں لائیں، ذرا سا تخیل ذہن میں لائیں تو ان کی اذیت اور تکلیف کی وجہ سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں تو بازار یا مارکیٹ سے خرید و فروخت کے بعد ایک شاپر گھر لانا ہو تو ہم بوجھ محسوس کرتے ہیں حالانکہ وہ کتنے لمحات کا سفر ہوتا ہے۔ ہم بچپن میں آٹا پسوانے کے لئے سر پر یا کاندھوں پر بوری رکھ کر چکی تک لے جاتے تھے تو وہاں پہنچ کر زور سے نیچے بوری کو پھینک دیتے تھے کہ بوجھ محسوس ہو رہی ہے۔ بوری کا بوجھ اتار کر اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتے تھے۔ یہی کیفیت ربوہ میں نلکوں سے میٹھا پانی بھرنے میں ہوتی تھی۔ اتنی معمولی تھکاوٹ میں بعض اوقات ہم اپنے بچوں یا چھوٹے بھائیوں کو کہہ کر جسم کو دبواتے بھی تھے۔ اور تھکاوٹ تھکاوٹ کا واویلا بھی کر رہے ہوتے تھے۔ مگر یہ ماں ایک طرف نو ماہ تک بچے کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو ایک ایسی تکلیف سے گزرتی ہے کہ اگر کہا جائے کہ ایک دنیا چھوڑ کر نئی دنیا میں آئی ہے یا یوں کہہ لیں کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ اس کا بھی نیا جنم ہو رہا ہوتا ہے۔ اور بعض حالات میں گود کے بچہ کو بھی ساتھ اٹھا رہی ہوتی ہے۔ اس دوران اس کے رہن سہن میں تبدیلی آ رہی ہوتی ہے۔ اس کی غذا کم ہوتی نظر آتی ہے۔ گرمی کی حدت اور سردی کی شدت کو بھی برداشت کر رہی ہوتی ہے۔

پھر پیدائش کے بعد ماں کی قدر بڑھانے کے لئے صرف یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ بچہ کے لئے بہت سی تکلیفیں سہتی ہے، گیلی جگہ خود سو جاتی ہے، اپنے منہ کا نوالہ پہلے اس کو دیتی ہے۔ حالانکہ ماں کی قربانی اس سے کہیں زیادہ ہے۔ بچے کو پالنا اور اس کا خیال رکھنا آسان کام نہیں۔ اگر اس کیفیت سے گزرنے پر لکھی جانے والی ڈھیروں کتب اور لاتعداد مضامین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے عمل سے لے کر بچے کے بڑے ہونے تک جو کیفیت ماں پر گزر رہی ہوتی ہے۔ ایک مرد اس کا پاسکو بھی نہیں اور لاکھ چاہنے کے باوجود ایک ماں کے حالات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ صرف بچے کو اپنا دودھ پلانا ہی ایک تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب بچہ دودھ نہ پی رہا ہو اور دودھ مسلسل اتر رہا ہو اور اس کی زیادتی کی وجہ سے جس تکلیف اور اذیت سے ماں گزر رہی ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ بچے کی دیکھ بھال، اس کی رضاعت ماں کو اپنا کھانا پینا اور آرام سب کچھ بھلا دیتی ہے۔ اس کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اگر گھر میں دو تین بچے پل رہے ہوں تو ماں پر چوبیس گھنٹے ایک قیامت برپا رہتی ہے۔ مگر کوئی شکوہ نہیں، کوئی شکایت نہیں۔ وہ کھانا بھی پکا رہی ہے، وہ کھانا پکا کر تقسیم بھی کر رہی ہے۔ اپنے خاوند کا بھی خیال رکھ رہی ہوتی ہے اسی طرح اگر کوئی مہمان آ جائے تو اس کی تواضع بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام (Joint family system) میں وہ اپنے بڑوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔ مگر اف نہیں کرتی جبکہ خاوند کی زندگی کم و بیش سابقہ روٹین میں ہی رواں دواں ہوتی ہے۔ اگر نیند میں ذرا سا بھی خلل آ جائے تو وہ اپنا غصہ نکال لیتا ہے۔ اور بیوی یعنی بچوں کی ماں گھر کے ماحول کو جنت نظیر بنائے رکھنے کے لئے اسے بھی ہنسی خوشی برداشت کر لیتی ہے۔ بچہ جب بڑا ہوتا جاتا ہے اس کی حرکتیں، اس کی ادائیں، اس کی تکالیف سب ماں برداشت کرتی ہے۔ صبح اٹھ کر اسکول کے لئے بچوں کو تیار کرنا، انہیں ناشتہ دینا، اسکول چھوڑ کر آنا، اس کے کپڑے استری کرنا، پارکوں میں سیر کے لئے لے کر جانا، اپنے آرام کو بے آرامی میں بدلنا یہ سب ایسے قرض ہیں جو کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔

میں نے تو ابھی بچپن کا ہی نقشہ کھینچا ہے اور نوجوانی اور شادی کے بعد اپنی بہو اور پوتے پوتیوں کے نخرے برداشت کرنا، ان کو سہنا یہ ایک الگ طویل باب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں سے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے تو آپؐ نے تین بار پوچھنے پر ماں، تیری ماں، تیری ماں کہہ کر اس قرض کی طرف توجہ دلائی۔ (صحیح بخاری کتاب الادب)

حضرت اویس قرنیؒ کو اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کرنے کی وجہ سے دو انعامات سے نوازا گیا۔

1. حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کا ''السلام علیکم'' حضرت اویس قرنیؒ تک پہنچایا۔
2. آپ کو آنحضور ﷺ کی زیارت کے بغیر ہی صحابی کا درجہ ملا اور رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کا ٹائٹل ملا۔

الغرض ماں کے احسانات و اکرامات کا قرض اولاد پر ایسا قرض ہے جو ہر طرح کی خدمت اور عزت دے کر بھی نہیں اتر سکتا بلکہ ماں کی وفات کے بعد بھی یہ قرض قائم رہتا ہے جو اس کے لئے دعائیں کرکے اور اس کے عزیز واقارب کی خدمات کرکے بھی نہیں اترتا۔

ماں کی محبت اور شفقت کی کیفیت تو اس واقعہ میں پنہاں ہے جو آئے دن تقاریر اور سوشل میڈیا کے ذریعہ سنتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے ایک نوجوان سے کہا کہ تمہاری درخواست اس وقت تک میرے دربار میں پذیرائی نہیں پاسکتی جب تک تم اپنی ماں کا سر قلم کرکے ٹرے میں رکھ کر میرے سامنے پیش نہ کرو۔ اس بے رحم، خونخوار اور نالائق اولاد نے اپنی درخواست کی پذیرائی کی خاطر ایسا کر ڈالا اور جب وہ ماں کا سر ٹرے میں رکھ کر بادشاہ کے دربار کی طرف بڑھ رہا تھا تو پتھر کی ٹھوکر سے اس کا پاؤں اکھڑا اور ماں کا سر نیچے گرا۔ اور گرتے ہی آواز آئی۔ بیٹا! چوٹ تو نہیں لگی؟

پس یہ ایک تمثیلی حکایت ہی ہے لیکن اس میں ماں کے جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ ماں کے انہی احسانات کو سامنے رکھ کر بالکل ٹھیک کہا گیا ہے۔

بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے

اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور بے قابو قلم کو روکتا ہوں، کہیں ماں کی محبت اور شفقتوں کے بحرِ بے کراں کے موجزن جذبات میں بہہ کر پورے دن کے اخبار کے برابر ہی نہ لکھ ڈالوں، کہ یہ موضوع ہے ہی ایسا جس کے صفحہ قرطاس پر اتارنے کے لئے نہ تھکاوٹ ہے اور نہ وقت کی کمی ہے، بس لکھتے چلے جانے کو ہی دل کرتا ہے کہ شائد اسی طرح کچھ قرض ادا ہوسکے اور دل کا بوجھ ہلکا ہو۔ میں قلم کو بریک لگا کر چشمِ تصور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے تمام پیارے اور قابل صد احترام قارئین کے بھی یہی جذبات ہوں گے۔ ان تمام کی طرف سے تمام کی شفیق ماؤں کو محبت بھرا اسلام اور عقیدت بھرا اسلوٹ۔

تُو جابسی ہے زمین کے اندر
تیری خوشبو آتی ہے آسماں سے
نہ تُو دُور ہے نہ تو پاس ہے
تجھے اے ماں! بلاؤں کہاں سے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 فروری 2022ء)

﴿23﴾

آئیں! آج الفضل کے حوالے سے باتیں کریں

آج سنہ ہجری کے اعتبار سے 1443ھ کا 12 رجب ہے اور آج سے ٹھیک 112 اسلامی سال قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے الفضل جاری فرمایا۔ آئیں اس کی مبارک سالگرہ پر الفضل ہی کے حوالہ سے کچھ باتیں کریں اور اس کی ترقی و ترویج کے لئے نئے عہد و پیمان باندھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1938ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

روزنامہ الفضل سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم الفضل ہے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کی اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کی طرف اتنی توجہ نہیں جتنا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، اتنی وسیع جماعت میں جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی سینکڑوں انجمنیں ہیں صرف دو ہزار کے قریب الفضل کی خریداری ہے حالانکہ اتنی وسیع جماعت میں الفضل کی اشاعت کم از کم پانچ سات ہزار ہونی چاہئے۔ ایک علمی اور مذہبی جماعت میں الفضل کی اس قدر کم خریداری بہت ہی افسوسناک ہے۔ (الفضل 16 نومبر 1960ء)

الفضل خرید کر پڑھنے کی تحریک

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہو جائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہو سکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل کا سوراخ بند ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔

اس سستی اور غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔ (انوار العلوم جلد 14 صفحہ 543)

خریداروں میں اضافہ کی ضرورت

حضرت مصلح موعودؓ نے 7/ نومبر 1954ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ہمارے ملک میں اخبارات اور رسائل پڑھنے کا شوق بہت کم ہے۔ الفضل ہمارا مرکزی اخبار ہے لیکن اس کی اشاعت بھی ابھی دو ہزار ہے حالانکہ ہماری جماعت بہت بڑھ چکی ہے۔ اگر جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ فیصدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو دس ہزار اخبار چھپنا چاہئے تھا اور صرف مردوں میں اس کی خریداری ہوتی تب بھی پانچ ہزار خریدار ہونے چاہئے تھے۔ مگر الفضل کا خطبہ نمبر 24 سو چھپتا ہے اور یہ تعداد بھی بڑا زور مارنے کے بعد ہوئی ہے ورنہ پہلے تو بہت ہی بدتر حالت تھی۔ صرف گیارہ بارہ سو اخبار چھپتا تھا۔ میں نے زور دیا تو چھبیس سو تک اس کی خریداری پہنچ گئی لیکن پارٹیشن کے بعد چونکہ میں نے ذاتی طور پر اس کی اشاعت میں دلچسپی نہیں لی

اس لئے پھر اس کی خریداری بیس سو تک آگئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر جماعت توجہ کرے تو چار پانچ ہزار تک اس کی بکری ہو سکتی ہے اور پھر ایسی صورت میں الفضل کا حجم بھی بڑھایا جا سکتا ہے اور اس کے مضمون میں بھی تنوع پیدا کیا جا سکتا ہے۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ 701)

الفضل بطور تریاق

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی۔ لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کر لیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں۔ اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 329)

الفضل کی ضرورت

بحیثیت قوم ترقی کرنے کے لئے الفضل کا مطالعہ ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

لوگ کہہ دیتے ہیں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ میں بھی کہتا ہوں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں (بعض لوگ) کہ اگر الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا نہیں ہو گا تو اس کو لے کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔ میں کہتا ہوں کہ اگر الفضل کا ایک مضمون بھی اعلیٰ پایہ کا ہے تو اسے لے کے اسے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں میں کہتا ہوں

اگر الفضل میں ایک ایسا مضمون ہے جس میں ایک بات ایسی لکھی ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے والی ہے تو اس فائدہ کو ضائع نہ کریں آپ۔ اگر آپ نے بحیثیت قوم ترقی کرنی ہے۔

(خطاب جلسہ سالانہ 27دسمبر1979ء) (الفضل24فروری1980ء)

شکر گزاری کے لئے الفضل پڑھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 15/ اکتوبر 1971ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

بڑا افسوس ہے کہ جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو الفضل کو پڑھتے نہیں ایک نظر ڈالا کریں شاید اس میں دلچسپی کی کوئی چیز مل جائے اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہو رہے ہیں ان کو پڑھا کریں، اس کے بغیر آپ شکر نہیں ادا کرسکتے کیونکہ جس شخص کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل کر رہا ہے وہ اللہ کا شکر کیسے ادا کرے گا اور احساس کیسے پیدا ہو گا جب تک آپ اپنے علم کو up to date نہ کریں یعنی آج تک جو فضل نازل ہوئے ہیں اس کا پورا علم نہ ہو۔ (خطبات ناصر جلد3 صفحہ 463)

الفضل کا پہلا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ یو۔کے کی کلاس سے 17مارچ2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا:۔

الفضل ربوہ آتا ہے؟ اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی۔ (الفضل18جون2008ء)

الفضل کا ایک مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8مئی2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

گزشتہ دنوں مَیں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے

تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایا تو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خرید ا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔ (الفضل 23 جون 2009ء صفحہ 4)

الفضل کی سعادت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ 2009ء کے انتظامات کا معائنہ کرتے ہوئے 19 جولائی 2009ء کو فرمایا:

چند دن ہوئے میں نے الفضل میں ایک مضمون پڑھا، پروازی صاحب کا تھا کہ جلسہ کے دنوں میں ایک خاتون بڑی مستعدی سے اپنے ٹائلٹ میں جو بھی کوئی جاتا تھا اس کے بعد فوری طور پر صفائی کرتی تھیں اور بڑا اصاف رکھا ہوا تھا۔ Gloves پہنے ہوئے اور دیکھنے میں بڑی رکھ رکھاؤ والی خاتون لگتی تھیں۔ تو خیر ایک خاتون جو اندر گئی Washroom استعمال کرنے کے بعد ان کو بڑا خیال آیا پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کیونکہ یہ لگتا ہے بڑی رکھ رکھاؤ والی خاتون ہیں۔ لیکن مستعدی سے یہ کام کر رہی ہیں عورتوں کے لئے میں خاص طور پر یہ بات کر رہا ہوں۔ بتانے والے نے ان کو بتایا کہ چوہدری شاہنواز صاحب کی بیگم ہیں اور ہر سال یہ کہہ کر یہاں ڈیوٹی لگواتی ہیں۔ کہ میری ڈیوٹی جو ہے وہ صفائی میں لگائی جائے...... لکھنے والے نے لکھا کہ کئی دفعہ ان کو کہا بھی گیا کہ کہیں اور ڈیوٹی دے دیں لیکن وہ زور دے کر صفائی کے اوپر ڈیوٹی لگواتی تھیں اور بڑی مستعدی سے کام کیا کرتی تھیں۔ (الفضل 18 جون 2010ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 فروری 2022ء)

﴾24﴿

آرٹیکل ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“

پر موصول ہونے والے تبصرے

قسط اول

نوٹ از ایڈیٹر۔ماں پر لکھے گئے آرٹیکل بعنوان ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“ پر قارئین کی آراء اور تبصرے مل رہے ہیں۔ ان کو محض اور محض صرف اس لئے من عن درج کیا جارہاہے کہ ماں کا مقام ہماری نوجوان نسل میں مزید اجاگر ہو۔ کسی قسم کی خود ستائی مقصود نہیں۔

- **مکرمہ بشریٰ نذیر افتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

مورخہ 12 فروری 2022ء بروز ہفتہ کے روزنامہ الفضل آن لائن میں آپ کا اداریہ بعنوان ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“ پڑھا۔ بہت ہی جذباتی کر دینے والا اداریہ تھا۔ رب رحمان و منان کے بے پایاں فضل واحسانات کا انتہائی خوبصورت پیرائے میں ذکر کرنے کے بعد جس خوبصورت انداز اور دل کی گہرائیوں سے آپ نے ماں کی اپنے بچوں کے لئے بے لوث محبت، خدمت اور احسان کا ذکر کیاہے اسے پڑھ کر خاکسار جذبات کی رو میں بہہ گئی۔ میری طرح نہ جانے کتنے ہی اور قارئین الفضل اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے ہوں گے۔ والدین کی خدمت ان کے ادب و احترام پر لکھنے کی بہت ضرورت ہے، خاص طور پر مغربی ممالک میں پیدا ہونے والے بچے، بعض اوقات اسی ماحول کے زیر اثر پروان چڑھنے کی وجہ سے والدین کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ آپ نے یہ اداریہ لکھ کر ہم سب کے جذبات کی خوب ترجمانی کی ہے۔ مجھے محض خدا کے فضل سے دسمبر کا مہینہ اپنی بزرگ والدہ کے پاس گزارنے کا موقعہ ملا۔ اس مختصر سے عرصے میں میری ماں، میری جنت نے میرے اور میرے بچوں کے لئے خوب خوب دعائیں کیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام احمدی بھائی بہنوں کی ماؤں کو جو حیات ہیں صحت و سلامتی والی دراز عمروں سے نوازے اور جو اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں ان کو نعمتوں والی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

- **مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

آج کے الفضل میں آپکا اداریہ پڑھا۔ ہمیشہ کی طرح آپ نے بہت خوبصورت موضوع کا انتخاب کیا۔ اور ایک تصویر کو جس خوبصورتی سے بیان کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بلاشبہ بعض قرض کبھی ادا نہیں کیے جاسکتے ہیں۔ والدین اور خصوصاماں کی محبت کا اندازہ لگانا مشکل ہی نہیں، ناممکن بھی ہے۔ کس حد تک جا کر والدین اولاد کی خوشی کا سامان کرتے ہیں۔ امراء تو شاید اس کا احساس نہ کر سکیں لیکن غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے والدین بھی حتی الواسع اپنی اولاد کی تمام تر ضروریات بلکہ خواہشات تک پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنی ہی مائیں اپنی اولاد کا مستقبل بنانے کے لیے اپنی ہر قیمتی چیز گروی رکھ دیتی ہیں۔ اچھی خوراک سے اولاد کا شکم سیر کرکے اکثر خود بچے کھچے کھانے سے پیٹ بھر کر سجدہ شکر بجالاتی ہیں۔ الحمد للہ! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایسے والدین عطاء کیے جنہوں نے ہم بہن بھائیوں کے لیے بے حد قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکا قدردان بنائے۔ آمین۔ اس نفسانفسی کے دور میں جہاں واقعی رحمی رشتوں کے تقدس پامال ہو رہے ہیں اس موقع پر آپ نے بے حد عمدہ موضوع کا انتخاب کیا۔ اللہ کرے کہ اس اداریہ کو پڑھنے والے تمام خواتین و احباب والدین کے حقوق کی حفاظت کرنے والے بنیں اور بحیثیت اولاد اپنے فرائض پہچانیں اور انہیں پورا کریں۔ آمین اللّٰھم آمین

- **مکرمہ عائشہ چوہدری۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:**

بہترین اداریہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو ہیں اور ماں کی یاد میں اور شدت آگئی۔ واقعی ہم ان کا قرض کبھی نہیں اتار سکتے۔ پہاڑوں کی اونچائی اور سمندروں کی گہرائی تو شائد کبھی کوئی ناپ ہی

لے مگر ماں کی محبت کو ناپنے کا کوئی پیمانہ نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ان کی محبت کا کچھ تھوڑا سا بھی قرضہ اتار سکیں۔

- **مکرمہ منصورہ فضل من۔ قادیان سے لکھتی ہیں:**

ویسے تو آپکے تمام مضامین ہی بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن اس مضمون کو بس چشم تر کے ساتھ پڑھا سیدھا دل میں اترنے والا مضمون ہے، ماشاءاللہ۔

- **مکرم نعمان احمد رحیم لکھتے ہیں:**

آج کے اخبار میں اداریہ بعض قرض کبھی اتارے نہیں جا سکتے، بہت ہی عمدہ عنوان ہے جس کا آپ نے آج کے نفسا نفسی کے دور میں انتخاب کر کے ماں کی عظمت اجاگر کی ہے۔ جزاکم اللہ۔

میں اکثر صبح سورج نکلنے کے ساتھ سورج کی کرنوں میں الفضل پڑھتا ہوں۔ سورج کی ہلکی تپش اور الفضل کا نور بڑا حسین منظر پیش کرتا ہے۔ ماشاءاللہ سارے مضامین بہت ہی اچھے ہوتے ہیں علم و عرفان بڑھتا ہے۔

- **مکرم محمد زکریا۔ لائبیریا سے لکھتے ہیں:**

بہت ہی پیارا مضمون ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل کے لئے جن کو اپنی جوانی کی عمر میں ماں کی ان قربانیوں کا احساس نہیں ہوتا اور جب وہ خود عمر کے اس حصہ میں پہنچتے ہیں جب ان کو ماں کی ان قربانیوں کا احساس ہوتا ہے تو اس وقت تک اس شفیق اور مہربان ماں کا پیار او جود ان سے رخصت ہو چکا ہوتا ہے۔ نوجوان نسل میں ماں کی شفقتوں اور قربانیوں کے احساس کو بیدار کرنے کے لئے یہ بہت اہم آرٹیکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

- **مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں:**

ابھی یہ اداریہ ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“ پڑھ کر جذبات اور خیالات جمع کرنے کی کوشش میں ہوں لیکن ساتھ ہی احساس ہوا کہ یہ مضمون جس ہستی کے گرد گھوم رہا ہے

اس کے اظہار تشکر میں چند الفاظ نہ لکھے تو بے ادبی ہو گی۔"ماں" ایک ایسا وجود ہے جس کے محض تلفظ کی ادائیگی سے ہی اپنائیت کی ایک ایسی کیفیت محسوس ہوتی ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی اور لفظ نہیں کر سکتا۔ آپ نے بجا لکھا کہ اس ہستی کا قرض کبھی ادا نہیں ہو سکتا لیکن یہ مضمون لکھ کر آپ نے لکھنے کا حق ضرور ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے والدین اور ماں کی خدمت اور ان کے لیے دعا کی توفیق دے اور جو اس نعمت سے محروم ہیں یا کھو چکے ہیں وہ ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کرنے والے ہوں۔ آمین

- **مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔لندن سے لکھتی ہیں:**

تجھے اے ماں! بلاؤں کہاں سے

مدیر محترم! آپ نے صبح صبح رُلا دیا، بلکہ بہت رُلا دیا یہ بہت جذباتی باتیں ہیں۔ ان پر اپنے آپ پر کنٹرول رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ماں تو بس ماں ہوتی ہے۔ وہ کسی کی بھی ماں ہو۔ ماں سے پیارا لفظ شائد کوئی اور ہو نہیں سکتا۔ ہماری مائیں اللہ جانتا ہے کیسے کیسے حالات سے گزر کر گئی ہیں۔ اپنی ماں اور سب کی ماؤں کو میرا سلام۔ اللہ سب کی ماؤں کو سلامت رکھے جو چلی گئی ہیں اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے آمین

- **مکرمہ ناصرہ احمد۔کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

بہت اعلیٰ، خوبصورت تحریر ماں کی عظمت پر پڑھنے کو ملی۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء کی ہوئی سب سے بڑی دُنیا کی نعمت ماں ہے اور اپنی ماؤں کی قربانیوں اور جانثاریوں کے ہم ہمیشہ قرض دار رہیں گے۔

بقول غالب

؎جان دی دی ہوئی اسی کی ہے
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ حقیقت ہے کہ ماں کا رشتہ اور محبت ایسی مخصوص خُوشبو ہے جو سدا بہار ہے۔ ہمیشہ کی طرح آپ کا نوک قلم سوچ کے وسیع سمندر میں بہترین مضامین کی طرف رہنمائی کرتا دل و دماغ کو معطر کر گیا۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ

- **مکرم زاہد محمود لکھتے ہیں:**

اللہ تعالیٰ کا شکر تو کسی صورت ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تو صرف محبت ہی محبت ہے۔ مرنے کے بعد تو سب سے خوش گھڑی وہی ہو گی جب ہمارے محبوب خدا کا دیدار ہمیں نصیب ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ کے اداریہ نے ماضی کے بہت سے دریچے وا کر دیئے۔ گو یہ دریچے کبھی بند نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ بس اداریہ نے بہت سی گزری باتیں ایک فلم کی طرح چلا دیں۔ جہاں اور باتیں یاد آئیں۔ ایک واقعہ یاد آیا۔ مجھے میری نانی جان مرحومہ نے پالا۔ جنہیں میں ہمیشہ ''اماں'' کے نام سے بلاتا تھا۔ میرے بچپن کی بات ہے کہ میں اماں کے ساتھ کہیں ملنے جا رہا تھا راستہ میں ایک جگہ ریلوے کی پٹری عبور کرنی پڑتی تھی۔ میں اس جگہ پتھروں پر چل رہا تھا۔ اماں نے کہا کہ ''دیکھو پتھر ہیں''۔ میں نے کہا ''اماں مجھے پتھروں پر چلنا پسند ہے''۔ اماں نے بے ساختہ کہا ''اللہ نہ کرے تمہیں کبھی پتھروں پر چلنا پڑے''۔ جب بھی یہ بات یاد آتی ہے دل ان کے لئے محو دعا ہو جاتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 فروری 2022ء)

﴿25﴾

اسوہ رسولؐ

فخر موجودات، شافع روز محشر سرور کونین محمد مصطفی ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے اس کا ہر ایک پہلو بے مثال اور ہر دور بے نظیر ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی سے غریب بھی، امیر بھی، چھوٹا بھی، بڑا بھی، حاکم بھی، محکوم بھی، دوست بھی، دشمن بھی، تاجر بھی، مزدور بھی، مفتی بھی، سپہ سالار بھی اور سپاہی بھی، غرض ہر ایک یہ سبق حاصل کر سکتا ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے یہ سب کام کیے اور تمام منزلوں سے گزرے۔

ایک یتیم بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی محنت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا کامیاب تاجر بنا۔ اپنی دیانت داری سے "الامین" اور سچائی سے "الصادق" کہلایا۔ جب اسلامی سلطنت پھیلی تو حضور ﷺ کے پاس بہت دولت آنے لگی آپ ﷺ نے ہمیشہ اسے عوام کی امانت سمجھا اور فوراً لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خود فاقے کیے۔ آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں سے چکی پیستی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ جاتے ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ جنگی اسیروں سے ہمیں ایک خادمہ عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان حالات میں جب کہ اہل صفہ پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں اور ان کے پیٹ بھوک سے دوہرے ہو گئے ہیں۔ میں تمہیں کیسے دے سکتا ہوں اور ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ رات کو بستر پر جاتے ہوئے 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ خود تمہارا کفیل ہو جائے گا۔

آپ ﷺ نے زندگی بھر کبھی جھوٹ نہ بولا۔ اور بعض لوگ ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا برا نہیں سمجھتے۔ لیکن آپ ﷺ کو ایسے جھوٹ سے بھی نفرت تھی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

”جو شخص ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولے اس کے لیے ہلاکت ہے، ہلاکت ہے، ہلاکت ہے“

اللہ کا ایک بندہ عزت سے اٹھا اور چند دنوں میں حاکم بن گیا۔ دنیا کی دولت اس کے قدموں میں آگئی مگر وہی سادگی، وہی فقیری، وہی پھٹے پرانے کپڑے، وہی چھوٹا موٹا کھانا، فخر نہ غرور۔ حضور ﷺ کی سادگی کا اس واقعہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پے لیٹے اٹھے تو چٹائی کے نشان بدن مبارک پر نظر آنے لگے ایک صحابی نے عرض کیا۔ آپ ﷺ ہمیں حکم کیوں نہیں دیتے کہ چٹائی پر کچھ بچھا دیا کریں۔ فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میرا تعلق دنیا سے اس طرح ہے کہ جیسے کوئی مسافر کسی درخت کے سائے میں آرام لے اور پھر اسے چھوڑ کر چل دے“

ثابت قدمی اور استقلال کا یہ عالم ہے کہ ہزار مخالفتیں ہوئیں۔ دشمن نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ طرح طرح سے ستایا۔ گھر سے بے گھر کر دیا مگر حوصلہ پست نہ ہوا۔ صحیح راستہ سے اِدھر اُدھر نہ ہوئے نہ کوئی لالچ اثر کر سکا نہ کوئی دھمکی متاثر کر سکی۔ جب مشرکین کا وفد حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس حاضر ہوا اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ آپ اپنے بھتیجے سے کہہ دیں کہ ہمارے بتوں کے خلاف کچھ نہ کہیں ورنہ ہمارے اور آپ کے درمیان خون ریزی ہو گی۔ جب حضور ﷺ گھر تشریف لائے۔ اور چچا نے حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں حق کی تبلیغ سے نہ ہٹوں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ دین کو غالب کر دے یا میری جان چلی جائے۔

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہادری کا جوہر عطا فرمایا تھا بعثت کے بعد دشمن آپ ﷺ پر بہت زیادتیاں کرتے تھے آپ ﷺ نے تبلیغ اسلام کی خاطر ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا۔ کفار

آپ ﷺ کو حلیم دیکھ کر اور بھی جری ہوتے تھے ورنہ وہ آپ ﷺ کی شجاعت سے بے خبر نہ تھے۔ حنین کی جنگ چھڑی تو اسلامی فوج ابتداء میں بھاگ نکلی حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے سوائے چند جاں نثاروں کے آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمت نہ ہاری خچر کو دشمن کے رخ بڑھانا شروع کیا۔ اتنے میں چند اور جاں نثار آپہنچے آپ ﷺ سواری کو بدستور دشمن کی طرف بڑھاتے گئے آپ ﷺ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ

کہ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔

حضور ﷺ نہایت بلند اور پختہ اخلاق کے مالک تھے آپ ﷺ کی اخلاقی شان میں کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی کمی یا نقص پیدا نہیں ہوا۔ تمام عمر آپ ﷺ کو کسی گناہ کا خیال تک نہ آیا۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ خیانت نہ کی، کوئی وعدہ نہیں توڑا، کسی پر زیادتی نہیں، کسی کا حق نہیں دبایا، کسی کا دل نہیں دکھایا۔ جب بھی موقع ملا آپ ﷺ نے دشمن دوست سب سے بھلائی کی۔ اگر کسی نے برا سلوک کیا تو اس کا بدلہ ہمیشہ بھلائی سے دیا۔ آنحضرت ﷺ کی اخلاقی پختگی ایک بے نظیر معجزہ تھی۔ اس کے آگے دین کے بڑے بڑے دشمن بھی دم بخود رہتے تھے وہ دین اسلام کے اصولوں کے خلاف تو ناحق زبان کھولتے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ کے اخلاق کے خلاف وہ کوئی جھوٹی بات کہنے کی بھی جرات نہیں کرسکتے تھی۔ کثیر تعداد آنحضرت ﷺ کی آپ کے اخلاق دیکھ کر متاثر ہوئی حضور ﷺ نے عبادات کا جو معمول بنالیا تھا اس کی آخر تک پابندی فرمائی۔ آپ ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ کوئی آدمی کسی نیک معمول کی ابتداء کرے اور پھر اسے چھوڑ دے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس پر آدمی پختگی سے قائم رہے خواہ یہ کوئی بڑا عمل نہ ہو۔

محبت کا یہ عالم ہے کہ ہر بچہ آپ ﷺ کا شیدائی ہے ہر بڑا آپ کا جاں نثار ہے اپنے پرائے آپ ﷺ پر جان چھڑکتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہر کسی کو اپنا سمجھتے ہیں ہر کمزور کو آپ

ﷺ کی مدد حاصل ہے۔ ہر غریب آپ ﷺ کی حمایت میں ہے حضور ﷺ کی شخصیت اس قدر دل آویز تھی کہ جس آدمی کو آپ ﷺ سے ملاقات کا موقع ملتا آپ ﷺ کے سلوک کا مداح خواں ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ نہ امیروں سے حسد نہ غریبوں سے تکبر کرتے تھے۔ سب کے ساتھ مساوات اور ہمدردی کے ساتھ پیش آتے۔ حضور ﷺ کے مزاج اقدس میں نہایت نرمی اور شیرینی تھی۔ اگرچہ عموماً سنجیدگی کو ترجیح دیتے تھے لیکن یہ سنجیدگی خشک مزاجی کی حد تک نہ تھی کبھی کبھار نہایت لطیف اور خوشگوار مزاح فرماتے تھے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے لیے جنت کی دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی وہ روتی ہوئی واپس لوٹی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنت میں جانے سے پہلے جوان ہو جاؤ گی۔

ایک شخص نے حضور ﷺ سے سواری کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا اس نے کہا میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا اونٹنیوں کے بچے اونٹ نہیں ہوتے۔

حسن سلوک کا یہ حال ہے کہ جس نے کبھی کوئی نیکی کی تھی ہمیشہ اسے یاد رکھا اجرت پر جن کا دودھ پیا تھا ان کو بھی ماں سمجھا۔ اپنوں کا ذکر کیا دشمن بھی حسن سلوک سے فائدہ اٹھاتے رہے اگر جانی دشمن آ گیا تو اس کو بھی معاف کر دیا۔ بدر کی جنگ میں کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے چند روز بعد مکہ کے ایک مشرک رئیس صفوان نامی نے ایک شخص عمیر بن وھب سے کہا کہ تم مدینہ جاؤ اور چپکے سے حضور ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرو۔ میں تمہارا قرض اتار دوں گا اور تمہارے بال بچوں کا خرچ اٹھاؤں گا عمیر نے تلوار زہر میں بجھائی اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا وہاں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ عمیر سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ اس نے جواب دیا قیدی چھڑانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ تلوار کس لئے لائے ہو۔ عمیر نے

کہا تلوار نے پہلے ہمارا کون سا کام کیا ہو جواب کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا سچ کہتے ہو؟ بولا ہاں سچ کہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا صفوان نے تیرے قرض اور تیرے بال بچوں کے خرچ کا ذمہ اٹھا کر میرے قتل کے لیے نہیں بھیجا عمیر نے تسلیم کیا اور کہا کہ اس کا علم میرے اور صفوان کے سوا کسی کو نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک نہیں تھا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اسلام لاتا ہوں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

تدبیر کا یہ عالم ہے کہ ہر کٹھن منزل میں کامیاب ہیں ہر مشکل امر کا حل موجود ہے۔ ہر الجھن کا جواب تیار ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہے اور نبوت کا نور راستہ روشن کر رہا ہے حضور ﷺ نے دنیا کے تمام ضروری کاروبار کئے شادیاں کیں، اولاد ہوئی، بیٹیاں بیاہیں، غربت دیکھی، تجارت کی، دیس پردیس میں رہے، مخالفتوں کا مقابلہ کیا، جنگیں لڑیں۔ صلح کی حکومت کی مگر ہر حال میں خدا کو یاد رکھتے۔ دن کو روزے رکھتے، نمازیں پڑھتے اور راتیں یاد خدا میں جاگ کر کاٹ دیتے۔

حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ ہماری کامیابی کی ضمانت ہے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 فروری 2022ء)

﴾26﴿

الحمدللہ درست لکھا کریں

ادارہ الفضل نے اپنے قارئین کو اسلامی اصطلاحات کے درست استعمال پر ایک خصوصی شمارہ بھی جاری کیا تھا اور گاہے بگاہے مختلف حوالوں سے توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ ابھی بھی بعض قارئین الحمدللہ درست نہیں لکھتے اور الحمد کے بعد الف ڈال دیتے ہیں جو درست نہیں ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم کی پہلی آیت کو دیکھیں جس میں الف نہیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 فروری 2022ء)

﴿27﴾

ایک مقدس عہد

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ کا ایفائے عہد

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت سے قبل اپنی معرکہ آرا کتاب سوانح فضل عمرؓ جلد اول کے صفحہ 177 تا 179 میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ ناقل) صبر و عزم کا پیکر بنے ہوئے نہایت وقار کے ساتھ اپنے خالی گھر واپس تشریف لائے۔ وہ گھر جو اپنے پیارے باپ اور مقدس امام کے وجود سے خالی ہو چکا تھا۔ جس میں نہ تو امامت ورثہ کے طور پر پیچھے چھوڑی گئی تھی نہ ہی دنیا کے مال و اسباب اور نعمتوں کے سامان۔ لیکن جیسا کہ آپ کی بزرگ والدہ نے اپنے سب بچوں کو جمع کر کے وصیت فرمائی۔ حقیقت میں یہ گھر خالی نہ تھا آپ نے فرمایا۔

”بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔“

(الفضل 19 جنوری 1962ء)

پس اس دن کے بعد کی تاریخ اسی بھاری خزانے کی تقسیم کی تاریخ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں اس نوجوان پر خصوصیت کے ساتھ اور باقی بہن بھائیوں پر بالعموم حسب مراتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرِ معلوم کے مطابق نازل ہوتا رہا۔

صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور اس سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ جو اپنے مرحوم آقا سے جدائی کے بعد اس کی دعاؤں کے سائے تلے آپ کو تن تنہا طے

کرنا تھا۔ یہ سفر ایک مخصوص منزل کی جانب اور ایک معین قبلہ کی طرف تھا۔ جس کی تعیین خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر کی تھی۔ یہ ایک مقدس عہد تھا۔ جو آپ نے اپنے رب سے کیا اور پھر تا زندگی پوری وفا اور عزم اور ہمت کے ساتھ اس پر قائم رہے۔ اپنی زندگی کے ان عہد آفریں لمحات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری لمحے تھے اور آپ کے ارد گرد مرد ہی مرد تھے۔ مستورات وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔ چارپائی کے تینوں طرف مرد کھڑے تھے میں وہاں جگہ بنا کر آپ کے سرہانے کی طرف چلا گیا یا شاید وہاں نسبتاً کم آدمی ہوں۔

میں وہاں کھڑا ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آنکھ کھولتے ادھر ادھر پھیرتے اور پھر بند کر لیتے ان کی پتلیاں ادھر ادھر مڑتیں اور پھر تھک کر اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے۔ کئی دفعہ آپ نے اسی طرح کیا۔ آخر آپ نے زور لگا کر کیونکہ آخری وقت طاقت نہیں رہتی اپنی آنکھ کو کھولا اور نگاہ کو چکر دیتے ہوئے سرہانے کی طرف دیکھا۔ نظر گھومتے گھومتے جب آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے آپ میری ہی تلاش میں تھے اور مجھے دیکھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آخری سانس لیا اور وفات پا گئے۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ آپ کی نظر مجھ ہی کو تلاش کر رہی تھی اور میں نے اپنے ذہن میں سمجھا کہ میں جو دعائیں کر رہا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرما دی کہ میں آخری وقت میں آپ کی آنکھوں کو دیکھ سکوں۔

آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہو گا۔ انسان، انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا وجود تھا یہ تو اب فوت ہو گیا اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ جب......اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہو گا تو مجھے یاد ہے گو میں اس وقت 19 سال کا تھا مگر میں نے اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر

ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔ انسانی زندگی میں کئی گھڑیاں آتی ہیں سستی کی بھی، چستی کی بھی، علم کی بھی، جہالت کی بھی، اطاعت کی بھی، غفلت کی بھی۔ مگر آج تک میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گھڑی ایسی چستی کی گھڑی تھی۔ ایسی علم کی گھڑی تھی۔ ایسی عرفان کی گھڑی تھی کہ میرے جسم کا ہر ذرہ اس عہد میں شریک تھا اور اس وقت میں یقین کرتا تھا کہ دنیا اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ مل کر بھی میرے اس عہد اور اس ارادہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ شاید اگر دنیا میری باتوں کو سنتی تو وہ ان کو پاگل کی بڑ قرار دیتی بلکہ شاید کیا یقیناً وہ اسے جنون اور پاگل پن سمجھتی مگر میں اپنے نفس میں اس عہد کو سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑا فرض سمجھتا تھا اور اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں۔ انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔" (الفضل 21 جون 1944ء)

آپ کی تربیت میں آپ کی بزرگ والدہ کا حصہ

یہ مضمون ادھورا رہے گا اگر یہ ذکر نہ کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب کی بزرگ والدہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کی تربیت کا بھی آپ کے کردار کی تشکیل پر نہایت گہرا اثر پڑا۔ بہت کم ہوتے ہیں وہ خوش نصیب بچے جن کے والدین دونوں ہی اعلیٰ مربیانہ اوصاف سے متصف ہوں۔ مزید براں دونوں کی تربیت کے دھارے ایک ہی سمت میں بہتے ہوں اور دونوں کے مزاج میں تضاد کی بجائے ہم آہنگی پائی جائے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے شاندار مستقبل کے بارے میں جو پیشگوئی کی گئی تھی اس کی عملی تصویر بنانے کے لئے جو مختلف اسباب کارفرما تھے ان میں یہ بھی ایک اہم سبب

تھا۔ باقی تمام امور بچے کی تربیت کے لئے خواہ کیسے ہی مؤید کیوں نہ ہوں اگر صرف یہی رخنہ پڑ جائے کہ ماں باپ کا انداز تربیت ایک دوسرے کی ضد یا مزاج اور مطمع نظر مخالف ہوں تو صرف یہ ایک سبب ہی بچے کی تربیت میں گہرے گھاؤ ڈال دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر غیر معمولی احسان تھا کہ ماں بھی آپ کو وہ نصیب ہوئی جو شرافت اور نجابت اور فن تربیت میں ایک بلند شان رکھتی تھی اور آپ کا مطمع نظر بھی وہی تھا جو حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کا تھا۔

آپ کی والدہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جو راقم الحروف کی دادی تھیں اور چوبیس سال تک مجھے بھی آپ کا زمانہ پانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ بڑے سادہ اور مؤثر الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ بناوٹ اور تصنع کے کوچے سے نا آشنا صدق و صفا کی مظہر تھیں۔ آپ کی ہر بات محبت بھری سچائی سے مطہر تھی۔ سوائے غصے کے میں نے آپ کی کسی بات میں کبھی ادنیٰ سا تکلف کا شائبہ تک نہ دیکھا۔ دل کی چونکہ بے حد نرم تھیں غصہ بہت کم اور وہ بھی برائے نام ہی آتا تھا لہذا کبھی بچوں کے ساتھ کسی حرکت پر اظہار ناراضگی مقصود ہو تو زبردستی غصہ ظاہر فرمایا کرتیں اور ہم بعد میں ہنسا کرتے کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو غصہ وغیرہ تو کوئی نہیں ہے۔ محض ہماری تنبیہ کی خاطر اظہار کر رہی ہیں۔ اس ظاہری غصے کے بعد جس کا کوئی دکھ ہم بچوں کو نہیں پہنچتا تھا خود ہی پریشان ہو جاتی تھیں اور بچے کی دل جوئی کی کوشش فرماتیں۔ ہم بچے تو آپ کے پوتوں، پوتیوں، نواسوں، نواسیوں کی حیثیت سے کبھی کبھی آپ سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ہاں وہ اولاد بڑی خوش قسمت تھی جسے مسلسل آپ کا فیضان حاصل رہا۔ میرے والد حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے بچپن کے زمانے میں آپ کا کیا اندازِ تربیت تھا اس کے متعلق بہترین بیان آپ کی اولاد ہی میں سے کسی کا ہو سکتا ہے لہذا اپنی بڑی پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ایک مضمون میں سے متعلقہ اقتباس پیش خدمت ہے۔

آپ فرماتی ہیں ”بچے پر ہمیشہ اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغنا آپ کا اول

سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچے میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ متنفر کرتا تھا......اور مجھے یاد ہے کہ حضور اقدس سے حضرت والدہ صاحبہ کی بے حد محبت و قدر کرنے کی وجہ سے آپ کی قدر میرے دل میں اور بھی بڑھا کرتی تھی۔ بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اصول آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ۔ دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (سیرت ام المؤمنینؓ مصنفہ محمود احمد عرفانیؓ حصہ اول صفحہ 394)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2022ء)

﴿28﴾

سبحان من یرانی کا نادر و نایاب نسخہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے موعود بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (رضی اللہ عنہ) بانی روزنامہ الفضل کے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات تشکر پیش کرنے اور اپنے بیٹے کو اس اہم روحانی و علمی سنگ میل عبور کرنے پر ناصحانہ انداز میں اور اللہ کے حضور تضرعانہ دعاؤں پر مشتمل ایک منظوم کلام بعنوان ''محمود کی آمین'' تحریر فرمایا۔ یہ منظوم کلام اکثر ہماری محفلوں، جلسوں اور بالخصوص شادی بیاہ و آمین کی تقاریب پر پڑھا جاتا ہے اور ایک انسان جس قدر گہرائی میں اُتر کر اس کو سنتا یا پڑھتا ہے اس پر خدا کی یکتائی کا اظہار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کی مہربانیوں، فضلوں اور احسانات کو یاد کرنے سے اس حد تک وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان اپنے وجود سے نکل کر ایک اور دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ انسان کا جو روں روں اور بال بال احسانات الٰہی میں ڈوبا پڑا ہے اس کو دیکھ کر یہی الفاظ کہنے کو دل کرتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس نظم میں کہے ہیں۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

ایک اور اہم امر جس کی اس منظوم کلام میں نشاندہی کی گئی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا بار بار یعنی شعروں کے ہر بند کے آخر میں سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ کے الفاظ ہیں جو آپ نے 44 بار اس منظوم کلام میں استعمال فرمائے ہیں۔ جن میں سے 43 بار تو اُس خدائے واحد یگانہ کے شکر کے انداز میں ہیں کہ اے اللہ! یہ عظیم دن تو نے ہی دکھلایا لہذا یہ روز کر مبارک یعنی اس دن کو مبارک کر دے میرے لیے، میری اولاد کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو بچے کا حوصلہ بڑھانے اور ہم سب کے مشترکہ تشکر الٰہی کے جذبات اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے یہاں حاضر ہیں اور صرف ایک

بار آغاز پر پہلے بند میں جہاں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی صفات کا ذکر کر کے نہایت عاجزی و انکساری سے اپنے خدا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ

دل میں میرے یہی ہے سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِی

یہ الفاظ قابل غور ہے جس کے معنی ہیں کہ پاک ہے وہ ذات جو مجھے ہر آن اور ہر لحاظ سے دیکھ رہی ہے اور میں نے اس عظیم قوت اور ذات کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے۔ اگر ہم مومن اس عظیم معنی اور فلسفہ کو سمجھ لیں تو ہمارا معاشرہ بُرائیوں سے پاک، منزہ اور جنت نظیر معاشرہ بن سکتا ہے۔ حقیقت میں اس مادہ پرست دور میں ہم اپنے خالق حقیقی کو نہ صرف بُھلا بیٹھے ہیں بلکہ کہ اس سے بہت دور جا چکے ہیں اور ہم میں سے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ گمان پیدا ہونے لگا ہے کہ ہم جو ترقیات حاصل کر رہے ہیں اور فتوحات ہمارے قدم چوم رہی ہے۔ یہ جو پیسوں کی ہمارے گھر میں ریل پیل ہے۔ ہم جو پڑھ لکھ گئے ہیں۔ یہ دراصل ہماری اپنی صلاحیتوں اور کوششوں کی وجہ سے ہے یا ہم جو اعلی سے اعلی اسکول اور کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہ ہمارے ماں باپ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اور وہ ذات جو ماں باپ سے بڑھ کر رحیم و مہربان ہے جس نے رحمان ذات کی صورت میں بعض ایسی نعمتوں سے بھی متمتع کر رکھا ہے جو ہم نے اپنے خدا سے نہیں مانگی تھیں بلکہ اس نے ماں باپ کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہماری ضروریات کو سمجھا اور وہ تمام نعمتیں ہمارے لیے مہیا کر دیں۔ اگر ہم اپنے دلوں میں اپنے خدا کو بسا لیں اور اس تصور کو پختہ کریں کہ ایک ذات ہے جو مجھے دیکھ رہی ہے تو ہم اپنے جسموں سے، اپنی زندگی سے چمٹی آلائشوں اور گندگیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ اگر کسی کام کا آغاز کرنے سے قبل اپنے خدا کی ذات کو اپنے دل میں اُتاریں، اس کا خوف پیدا ہو تو ہم جھوٹ بولنا ترک کر دیں، ہم چوری چکاری سے دُور چلے جائیں۔ ہم اپنے والدین سے اور والدین اپنے بچوں سے محبت اور شفقت کا سلوک شروع کر دیں۔ میاں بیوی کے تعلقات درست ہو جائیں۔ بہو، ساس اور نند، بھابھی کے تعلقات مثبت انداز میں استوار ہونے شروع ہو جائیں تو ہمارا معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے۔

ہم دنیوی قوانین اور ان کے رکھوالوں سے ڈرتے ہیں۔ موٹروے پر گاڑی تیز بھگاتے ہیں اور جو نہی پولیس والوں کو دیکھتے ہیں، رفتار آہستہ کر لیتے ہیں۔ بلکہ روزمرہ کا سفر اختیار کرنے والوں کو اس امر کا بھی یقین ہو گیا ہوتا ہے کہ پولیس کہاں کہاں بیٹھی ہے۔ یورپ میں ڈرائیور حضرات کیمرہ سے بہت ڈرتے ہیں۔ بھئی! ایک کیمرہ آپ کے دل میں بھی لگا ہوا ہے۔ جہاں سے خدا آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دل و دماغ کے درمیان اللہ تعالیٰ نے سسٹم قائم فرمایا ہوا ہے جو آپ کو اچھے اور بُرے کی تمیز کر کے دکھاتا رہتا ہے اس کو ضمیر کہتے ہیں اس سے فائدہ اُٹھانا ہمارے لئے روحانی لحاظ سے سود مند ہے اور ہم خدا سے نہیں ڈرتے۔ مجازی خداؤں سے ڈرنا شروع کر دیا ہے۔ شاید یہ محاورہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ "خدا الاگے کہ ڈنڈا"

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا تھا جو ہر بُرائی میں ملوث تھا۔ چوری بہت کرتا تھا۔ ڈاکہ بھی ڈالتا تھا۔ زنا بھی کرتا تھا اور جھوٹ بھی بولتا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اسے یہی نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ ترک کر دو۔ وہ جھوٹ ترک کرنے کے پختہ عزم کے ساتھ دربار رسول ﷺ سے رخصت ہوا اور جب بھی برائی کی طرف بڑھا۔ ہمیشہ یہی خیال دل میں جنم لیتا کہ اگر حضرت محمد مصطفی ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ کام کیا ہے؟ اگر میں کہوں کہ نہیں کیا تو یہ جھوٹ ہو گا اور اگر کہا کیا ہے تو یہ اپنی ذات میں قابل سرزنش ہے اور یوں اس نے تمام بُرائیوں اور بدیوں کو خیر آباد کہہ دیا۔ اس کے سامنے ایک ذات سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی تھی اور اگر اس عظیم ذات کو پیدا کرنے والی ہستی کو ہم اپنی زندگیوں میں مدنظر نظر رکھیں تو کیا کایا نہیں پلٹ سکتی۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ نماز ایسے ادا کرو کہ تم اپنے خدا کو دیکھ رہے ہو اگر اس اعلیٰ مقام کو نہیں پا سکتے تو کم از کم یہ گمان نماز پڑھتے ضرور آپ کے دلوں میں ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس شجر احمدیت کی سرسبز شاخو! یہی پہلا عظیم اور بنیادی سبق ہے جسے ہمیں پلّے باندھ لینا چاہیے اور ہم اپنی زندگیوں کو سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی سے آراستہ کر لیں تو خدا اور اس کا رسولؐ اور اس

کی محبتیں اور شفقتیں تو ضرور ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دنیاوی کاموں میں بھی برکت ڈال دے گا اور تمام کام سنور جائیں گے۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 فروری 2022ء)

﴿29﴾

آرٹیکل ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے“ پر موصول ہونے والے تبصرے

قسط دوم

- **مکرمہ لبنیٰ بشارت۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:**

ویسے تو ماں ہمیشہ ہی یاد رہتی ہے لیکن آپکا مضمون ”بعض قرض کبھی نہیں اتارے جا سکتے“ پڑھ کر ماں کی وہ ساری محنت و مشقت کی یادوں نے دل کو بہت بے چین کیا۔ جن کا ذکر آپ نے کیا اور ساتھ ہی وہ قرض بھی یاد آگئے جو میری ماں نے بہت سی احمدی ماؤں کی طرح اپنی اولاد کے دل میں اسلام احمدیت کی محبت، خدمت اور دینی علم کے حصول کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے کئے۔ آپ کے زور قلم میں مزید طاقت اور برکت عطا ہونے کی دعا کے ساتھ اپنی ماں کے اس قرض کا بصد محبت ذکر کرنا چاہوں گی۔

میری والدہ ایک سادہ اور منکسر المزاج خاتون تھیں۔ گھریلو ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ بہت فکر اور توجہ کے ساتھ بچوں کو جماعت کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتیں۔ میں سات سال کی تھی اور دو مقابلوں میں مرکزی اجتماع میں شرکت کے لئے منتخب ہوئی۔ والدہ صاحبہ چودہ دن کی چھوٹی بچی، میری چھوٹی بہن کے ساتھ کراچی سے ربوہ ٹرین کا مشکل سفر کر کے پہنچیں اور مجھے حصہ دلوایا۔ اسکے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ والدہ صاحبہ نے کبھی سفر کی مشکلات یا اور کسی مشکل کی وجہ سے ہمارے جماعتی پروگراموں کا حرج نہیں ہونے دیا۔ کورنگی کے جس علاقے میں ہم رہتے تھے وہاں سے تین بسیں بدل کے احمدیہ ہال پہنچا جاتا تھا۔ ہفتہ میں دو دن مجھے اور چھوٹی بہن کو ساتھ لیکر پہنچتیں صرف اس لئے کہ ہم جماعت کی خدمت گزار بزرگ،

مہربان اور شفیق ہستیوں کے ساتھ وقت گزاریں انکی نصائح سنیں، صوفیہ چٹھہ آنٹی کی قرآن کلاسز، پمی آنٹی (مسز امتہ السمیع وہاب) کی فقہ کلاسز اور بشریٰ داؤد آنٹی، امتہ الباری ناصر آنٹی، امتہ الحفیظ بھٹی آنٹی اور دیگر بہت سی مہربان ہستیاں جو اب بھی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں کی صحبت اور محبت میں گزارے۔ لمحات آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اسکے علاوہ بھی ہمیشہ اپنے عمل سے جماعت کی محبت، خدمت دین کی اہمیت، عہدیداران کی محبت و عزت کا احساس پیدا کرنے کی کوشش میں رہتیں۔

خلافت جوبلی کے سال میں بہت محنت اور لگن سے اپنی نواسیوں اور بہوؤں کو ترجمہ القرآن سکھایا اور عائشہ میڈل کے پرچے دینے کے لیے انکی بھرپور مدد کی آپکی بھرپور توجہ اور محنت سے آپکی تینوں بہوؤں اور کمسن نواسیوں جنکی عمریں اسوقت بارہ اور دس سال تھیں نے سارے امتحان پاس کر کے عائشہ میڈل حاصل کئے، الحمدللہ۔ بیشک یہ وہ قرض ہیں جو کبھی اتارے نہیں جاسکتے۔

دعا ہے کہ ہر احمدی ماں اپنی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ اپنی اولاد کو جماعت سے وابستہ کرنے والی ہو آمین

- **مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں:**

تمام مضامین تحریرات جو الفضل آن لائن میں ہم پڑھتے ہیں ان کا کوئی ثانی نہیں اگر ان پر عمل ہو تو ہمارے دونوں جہاں سنور سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں پوری کوشش ہونا چاہئے۔ مضمون بابت والدہ کے صلہ کے بارہ میں پڑھ کر عجیب سی کیفیت ہوئی کہ ماں تو صرف اولاد کے لیے عمر کے آخری حصہ تک فکر مند رہتی ہے چاہے وہ خود کتنی ہی پریشان کیوں نہ ہو۔

ماں کی خدمت کا صلہ اولاد کیا دے گی
جس کی قسمت میں ہو جنت کی خوشخبری دینا

ماں تو ماں ہے دنیا میں کہاں ملتی ہے
جس کی گود میں بے فکری سے سو جانا

الفضل کی تمام تحریرات فکر انگیز ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات اور حضرت بانی جماعت اور خلیفہ وقت کے فرمان بھی ہماری راہنمائی کا موجب ہیں۔ اس روزنامہ میں جماعت کی ترقی اور فقہی مسائل کا حل بھی ہمیں بخوبی مل جاتا ہے غرض یہ کہ یہ روزنامہ ہماری بہترین نشو نما کر رہا ہے۔ میں روزنامہ الفضل کے تمام خدمت کرنے والوں کے لئے دعا گو ہوں۔

- **مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:**

مورخہ 12 فروری کی اشاعت میں اداریہ ’’بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے‘‘ ماں کی عظمت کو بہترین خراجِ تحسین تھا۔ درحقیقت صرف ایک یہی رشتہ ہے جو ہر قسم کے منفی جذبہ سے پاک، بے غرض و بے لوث محبتیں لٹانے والا اور اولاد کے حق میں ہمیشہ مجسم دعا ہوتا ہے۔ خاکسار کی والدہ محترمہ آج سے 25 سال قبل باعثِ کینسر وفات پا گئیں تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے پاس وقت کم ہے وہ تو ہمارے لئے ہمہ وقت مجسم دعا بن گئیں۔ اس سوچ کے ساتھ کہ اپنے کمسن بچوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ چھوڑ جاؤں۔ عاجزہ کی یہ خوش نصیبی ہے کہ ان کی بیماری اور تکلیف دہ وقت میں دل و جان سے ان کی خدمت کی توفیق ملی۔ (الحمد اللہ علی ذلك)

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو والدہ کے مقام کو سمجھتے ہوئے ان کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ماں کو اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائے، آمین۔

- **مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:**

واقعی بعض قرض ایسے ہوتے ہیں جو کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔ گزشتہ دو دن سے یہی خیال بار بار آرہا ہے کہ لوگ تو ایک ماں کا قرض نہیں چکا پاتے، میں تو ان خوش نصیبوں میں شامل ہوں جنہیں دو دو ماؤں کا پیار، احساس، مامتا، شفقت نصیب ہوئی، بلکہ دو بھی نہیں تین ماؤں کی توجہ حاصل رہی ہے، الحمد للہ۔

اس خوش نصیبی پر میں ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والے رب کی شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب بارہ سال کی عمر میں، میں نے اپنی والدہ کو کھویا، ہم چار بہن بھائی تھے اور سب کے سب مجھ سے چھوٹے تھے۔ کہتے ہیں کہ پالنے والے کا حق پیدا کرنے والے سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ جملہ سننے میں جسقدر آسان ہے برتنے میں اتنا ہی کٹھن ہے۔ اس کا احساس آج مجھے خود ماں کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی اولاد کی محبت تو قدرتی طور پر ماں کے دل میں ڈالی ہوئی ہوتی ہے مگر کسی دوسری عورت کی اولاد کو سینے سے لگا کر رکھنا اور پروان چڑھانا یہ حوصلہ اور ظرف کسی کسی میں ہوتا ہے۔ اور میں آج اس اخبار کے توسط سے اپنی اس عظیم ماں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں۔ جنہوں نے نہ صرف ہمیں سینے سے لگا کر رکھا بلکہ اپنی محبت سے سینچ کر پروان چڑھایا۔ ہم بہن بھائیوں کی ایسی عمدہ پرورش کی کہ آج خدا کے فضل سے ان کی چھ کی چھ اولادیں ہر لحاظ سے ایک پروقار زندگی گزار رہے ہیں۔ اور ہم سب اپنی اس ماں کے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ بس شکر گزاری اور احسان مندی کا جذبہ ہی ہے کہ دل سے اپنے ماں باپ کے لئے ہر لمحہ دعائیں ہی نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی صحت و سلامتی والی زندگی دے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ مرحومہ اور میری ساس مرحومہ (تیسری ماں) کے بھی درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

- **مکرمہ عفت بٹ۔ ڈنمارک سے لکھتی ہیں:**

آپ کے اس مضمون نے رلا دیا. آپ کے لکھنے کا انداز تصنع سے عاری ہے۔ خدا آج کے بچوں کو اپنی ماؤں اور اپنے باپوں، بزرگوں کی سچی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

- **مکرمہ صادقہ چوہدری۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔ یہ حقیقت بہت جان لیوا ہے۔ جس گہرائی میں اتر کر لکھا ہے وہاں سے ابھرنا محال ہے۔

- **مکرمہ سعدیہ طارق لکھتی ہیں:**

بعض قرض جو چکائے نہیں جا سکتے، بہت ہی دل چھونے والی تحریر ہے۔ آپ نے بہت اچھے طریقے سے ماں کی قربانیاں قلمبند کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2022ء)

﴿30﴾

میں خدا کی باڑ ہوں (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جو 12 دسمبر 1903ء کو ہوا۔ اس عربی الہام کا ترجمہ جو ملفوظات میں درج ہے یہ ہے کہ "میں خدا کی باڑ ہوں" آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہ خطاب میری طرف ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوں گے۔ ایک شعر بھی اس مضمون کا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 213 ایڈیشن 1984ء)

مندرج بالا فارسی شعر کا ترجمہ یوں ہے کہ

اے وہ شخص! جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑ رہا ہے باغبان سے ڈر کہ میں ایک باثمر شاخ ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کاپی الہامات کے صفحہ 21 پر اس الہام کا اردو ترجمہ "میں ہوں خدا کی چراہ گاہ" بھی تحریر فرمایا ہے۔

باڑ جس کو انگریزی میں Fence کہتے ہیں۔ اور یہ جنگلہ، احاطہ، چار دیواری کے معنوں میں آتا ہے جو حفاظت کی غرض سے بنائی جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے سرائیکی ایریا کے شہروں میں بھیڑ بکریوں کی حفاظت کے لئے جو جگہ بنائی جاتی ہے اسے باڑی بولتے ہیں۔ دراصل پرانے زمانے میں جب چار دیواری کا رواج یا شعور نہ تھا اور نہ ہی لوگوں میں چار دیواری کرنے یا کروانے کی سکت ہوا کرتی تھی اور نہ ہی چوری چکاری کا خطرہ ہوتا تھا۔ تو گھر والے اپنے مکانوں کے باہر مختلف پودوں

کی باڑ لگا لیا کرتے تھے۔ میں نے اپنے بچپن میں کراچی اور راولپنڈی میں سرکاری کوارٹرز کے باہر اسی طرح کی باڑیں لگی دیکھی تھیں۔ جو پردے کے کام بھی آجایا کرتی تھیں اور گھروں سے باہر نکل کر اہل خانہ کھلی فضا میں بیٹھ بھی لیا کرتے تھے اور راہ چلتے شخص سے پردہ یا اوٹ بھی بن جایا کرتی تھی۔ بعض کسان اپنے کھیتوں کے اردگرد ایک ہی قسم کے درختوں کو اگا کر باڑ بنا لیتے ہیں۔ فوج میں سپاہیوں اور فوجیوں کی باہر کی اطراف میں صف بندی کو بھی باڑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ معنی روحانی معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ احادیث میں نوافل کو اصل نماز کے لئے باڑ قرار دیا ہے۔ مفہوم اس کا یہ ہے کہ نمازوں میں کمی اور سستی کو نوافل کے ذریعہ دُور کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر موضوع میں اللہ تعالیٰ نے مامورِ زمانہ اور اس دَور کے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا کہ

"میں رحمان خدا کی باڑ ہوں" جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا "یہ خطاب میری طرف ہے"

تین معانی

اس الہام کے تین معنی لیے جا سکتے ہیں۔

1: میں رحمان خدا کی باڑ ہوں یعنی اللہ رحمان کی ذات پاک پر ہونے والے حملوں کے دفاع کے لئے مجھے باڑ قرار دیا گیا ہے۔ کہ اس آخری دور میں دہریت کا اثر و رسوخ بڑھے گا اور خدا پر حملے ہوں گے جن کے دفاع اور جواب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پلیٹ فارم ایک مضبوط پلیٹ فارم ثابت ہو گا۔ اور آج بفضل اللہ تعالیٰ دربار خلافت سے، ایم ٹی اے کے ذریعہ، روزنامہ الفضل آن لائن و دیگر اخبارات و رسائل اور علماء و مربیان اور مبلغین کی تقاریر، خطبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اعلیٰ مرتبت دنیا بھر میں نہ صرف بیان ہو رہی ہے بلکہ اللہ اکبر کی

صدائیں چاروں اطراف میں بلند سے بلند تر ہوتی جارہی ہیں اور کلیساؤں کے علاقوں میں تثلیث کے خلاف احمدی میدان عمل میں برسرپیکار ہیں۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوِدَاع

پھر ہوئے ہیں چشمہ ٔتوحید پر از جاں نثار

2: میں رحمان خدا کی باڑ ہوں کے دوسرے اہم معنی یہ بنتے ہیں کہ جو میری باڑی میں داخل ہوگا وہ شر پسندوں اور غیروں سے الگ سے محفوظ ہوگا اور برائیوں و گناہوں سے بھی حفاظت میں آئے گا۔ اس مضمون کو اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ لفظ کشتی نوح میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ جو اس دَور کے نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوگا وہ محفوظ رہے گا۔

ہم نے جماعت احمدیہ کی 132 سالہ تاریخ کا مشاہدہ کیا ہے۔ مخالفین و معاندین نے اس جماعت کو ختم کرنے کی انتہا درجے کوششیں کیں۔ انفرادی مخالفت، مذہبی جتھوں میں تبدیل ہوئی۔ بعض جگہوں پر سیاست دانوں، صحافی برادری، اینکر حضرات سول سوسائٹی کے ممبران کے علاوہ حکومتی سطح پر بھی مخالفت جماعت احمدیہ کو جھیلنی پڑی۔ غیر مسلم کہلائے گئے۔ ہمارے پیاروں کو اپنی قیمتی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ سینکڑوں بے گناہوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا، ہماری آواز دبائی گئی۔ ہماری تبلیغ کو روکا گیا، ہمارے پریس و اخبارات کی اشاعت بند کر دی گئی۔ ہمارے احمدیوں کی جائیدادوں کو اپنی متاع اور مال سمجھ کر لوٹا گیا۔ جائیدادوں کو آگ لگائی گئی۔ زمینوں پر قبضہ کیا گیا۔ مسجدیں گرا دی گئیں یا محراب اور مینارے مسمار کر دئے گئے عبادات کی ادائیگی سے روکا گیا حتٰی کہ وفات یافتہ احمدی بھی ان ظالموں کے ہاتھوں محفوظ نہ رہے۔ قبروں سے نکال کر ان کی عزت کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔ قبرستانوں میں کتبوں کو مسمار کیا گیا جن پر عربی عبارات لکھی تھیں۔ ان امور میں بعض جگہوں پر حکومتی مشینری نے بھی ساتھ دیا یا پشت میں رہ کر سہولت کار بنے رہے۔

مگر ان تمام ہتھکنڈوں کے استعمال کے باوجود کیا احمدیوں کی تعداد میں کمی ہوئی؟ کیا 1953ء کی مخالفت، کیا 1974ء میں احمدیوں کے خلاف غیر اسلامی طریق کا استعمال اور کیا 1984ء میں اس وقت کے جنرل کی طرف سے ناانصافی پر مبنی آرڈیننس کی پابندیاں جماعت کی ترقی روک سکیں۔ نہیں۔ ہر گز نہیں بلکہ جماعت پہلے سے بڑھ کر ایک نئی آن بان شان اور عزت و آبرو کے ساتھ دنیا بھر میں اُبھری اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اتنی بارش برسی کہ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیلتی چلی گئی۔ پاکستان میں جن احمدیوں کے گھر جلائے گئے۔ مویشیوں کو آگ لگائی گئی، زمینوں پر قبضے کر لئے گئے، جن کے عزیزوں کی جانیں چھین لی گئیں۔ آج وہ پاکستان سے ہجرت کے بعد دنیا کے کونوں میں پھیل گئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں میں کھیل رہے ہیں۔ ان کی آمدنیوں میں بے انتہا اضافہ کی وجہ سے جماعت کے چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اور ان کی رقوم پاکستان میں مسمار کی گئی مسجدوں کی جگہ دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر میں صرف ہو رہی ہیں۔ خاکسار جب اسلام آباد، پاکستان میں مربی ضلع کے فرائض سرانجام دے رہا تھا تو خاکسار نے خطوط کے ذریعہ نام نہاد صحافی حامد میر اور ربوہ میں جماعت کی مخالفت کے لئے متعین مولوی اللہ یار کو الگ الگ وقتوں میں مشورہ دیا تھا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنا ترک کردو۔ آپ لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے ہزاروں احمدی پاکستان چھوڑ کر دنیا بھر میں آباد ہو گئے ہیں۔ لیکن ان مخالفین کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور آج ان کا چراغ معدوم ہوتا جارہا ہے اور ان ہجرت کرنے والے احمدیوں کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ سے جماعت مستحکم ہو رہی ہے۔

یہ وہ انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ پر من حیث المجموعی اور انفرادی طور پر ہر فردِ جماعت پر نازل کرتا چلا جارہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ہم سب احمدیوں کے لئے محفوظ ترین باڑ ثابت ہو رہے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا ہے کہ

ایک طوفان ہے خدا کے قہر کا جوش میں
نوحؑ کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیٔ دیوار دیں ہوں، مامن اسلام ہوں
نا رسا ہے دستِ دشمن تا بحدّ این جدار

آپؑ فرماتے ہیں

''میں اس زمانے کا حصن حصین (مضبوط قلعہ۔ناقل) ہوں۔ جو میرے میں داخل ہو گا وہ چوروں اور درندوں اور قزاقوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت در پیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔''
(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

3: اس الہام کے الفاظ کہ ''میں خدا کی باڑ ہوں'' کے تیسرے معنی کی تشریح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کو بیان کرتے ہوئے یوں کر دی کہ

اس سے معلوم ہو تا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کر رہے ہوں گے۔ ان اعداء کو مخاطب ہو کر اس شعر میں لکھتے ہیں کہ جو بھی سینکڑوں کلہاڑے لے کر مجھے نقصان پہنچانے کے لئے میری طرف دوڑ رہا ہے اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ میں اس سر سبز لہلاتے باغ میں سے ایک درخت کی باثمر شاخ ہوں جس کا باغبان خود خدا تعالیٰ ہے۔

ہم یہ امر روزانہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں بالخصوص پاکستان اور دیگر ایشیائی ممالک میں کہ باغات، باغیچوں، کیاریوں اور گھروں کے ارد گرد لگے پھل دار و دیگر درختوں کی حفاظت کے لئے جو مالی (باغبان) رکھے جاتے ہیں وہ ان سے پھل، پھول اور سبزیاں لینے کے لئے ان کی کس قدر حفاظت کرتے ہیں۔ بر وقت پانی دیتے، کھاد اور فرٹیلائزر ڈالتے ہیں، آندھیوں، تیز تند ہواؤں اور طوفانوں سے بچانے کے لئے ان کی باڑ لگاتے ہیں۔ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

روحانی دنیا میں انبیاء، اولیاء اور برگزیدہ بندوں کو گلستانِ اسلام کے سر سبز درخت قرار دیا گیا ہے جن کی حفاظت اور ان کے مذہب کو پروان چڑھانے کے ذرائع وہ خود یعنی اللہ تعالیٰ بطور باغبان نکالتا رہتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی باغ اسلام کا ایک باغیچہ ہے۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور جب تک ہم اطاعت اور دیگر نیکیوں کو حرز جان بنائے رکھیں گے اس وقت تک خدا کی غیرت جوش میں رہے گی اور خلافت کی حفاظت فرماتی رہے گی۔ اور جماعت بھی دنیا بھر میں قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھجوائے ہوئے کامل دین کی حفاظت کی خاطر قوموں کو بدل دیا کرتا ہے۔ اللہ نہ کرے ہم پر وہ وقت آئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کی توفیق بڑھاتا رہے اور اپنے ہاں مقبولیت کی سند دیئے رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 فروری 2022ء)

﴿31﴾

اللہ کی عافیت کے حصار میں رہنے والے خوش نصیب

خاکسار آج علی الصبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی الہام

"اِنِّیْ حِمَی الرَّحْمٰن "یعنی میں خدا کی باڑ ہوں پر اداریہ لکھ کر فارغ ہوا تو اس حوالے سے بہت سا مواد اگلے آرٹیکل میں جگہ پانے کے لئے میری سوچوں میں موجیں مارتا پھر رہا تھا اور مجھے بار بار اداریہ میں جگہ دینے کے لئے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ مگر طوالت سے بچتے ہوئے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے خاکسار کے سامنے دو راستے تھے۔ اوّل یہ کہ میں اس بقیہ مواد کو مندرجہ بالا الہام "میں خدا کی باڑ ہوں" کی دوسری قسط بنا کر ہدیہ قارئین کروں یا وہ تمام الفاظ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق استعمال فرمائے اور خدا کی باڑ والے اداریہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے، ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے اور اس کو عنوان بنا کر بقیہ مواد کو اس میں سمو دوں۔ سو خاکسار نے دوسری آپشن (Option) پر عمل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کا ایک حصہ "میں عافیت کا ہوں حصار" کو عنوان بنا کر اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اور درود شریف رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ کی دُعا مانگتے ہوئے اور یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ کی آرزو لئے اس اہم موضوع کے میدان میں قدم رکھنے جا رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار

قبل اس کے کہ میں ذہن میں کروٹیں لینے والے خیالات کو ترتیب دوں، ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے پیارے قارئین کو ساتھ رکھنے کے لئے ان تمام القابات، بلند مرتبہ رتبے اور ان الفاظ کو ایک بار پھر قرطاس ابیض پر لے آؤں جن کا ذکر خدا کی باڑ میں کر آیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ حِمَی الرَّحْمٰن یعنی خدا کی باڑ ہوں، حصن حصین (مضبوط قلعہ)، کشتی نوحؑ (اس زمانہ کے نوح یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی، جیسے فرمایا:

(نوحؑ کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار) ہوں، الدّار

(اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ) روحانی گھر، عافیت کا ہوں میں حصار، پشتی دیوار دیں ہوں (یعنی دین کے ارد گرد حفاظت کی دیوار ہوں)، مامن اسلام (مذہب اسلام کے امن کی جگہ ہوں) باثمر شاخ ہوں، اور خدا تعالیٰ خود اس باغ کا باغبان ہے۔

آغاز پر عافیت اور حصار کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ عافیت کے معنوں میں لکھا ہے۔ آسودگی، امن و سلامتی، نیکی، بھلائی، خیریت، صحت، تحفظ، سالمیت، یہ لفظ خیر کا مترادف ہے۔

اور لفظ حصار کے تحت لکھا ہے۔ قلعہ، محفوظ احاطہ، چار دیواری فصیل اور پناہ گاہ۔ تو اگر ان سب مطالب کو اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو عافیت کے حصار کے معنی یہ ہوں گے کہ خیر و سلامتی، امن و سالمیت کی فصیل اور چار دیواری میں محفوظ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں اس زمانے کا حصن حصین ہوں جو میرے میں داخل ہو گا وہ چوروں اور درندوں اور قزاقوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت در پیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ساری دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی، لڑائی جھگڑوں، قتل و غارت اور ایک دوسرے کی دشمنی میں پھنسے ہوئے عالمی ماحول کا جائزہ لیں۔ تو دشمنی خواہ ملکوں کی ملکوں کے ساتھ ہو، خواہ سیاسی پارٹیوں کی ایک دوسرے سے ہو خواہ مذہبی جماعتوں کا آپس میں ویر اور تنازعہ ہو اور خواہ معاشرہ میں انفرادی طور پر ایک انسان کی دوسرے انسان سے دشمنی ہو۔ ہر طرف مادہ پرستی اور نفسا نفسی کا عالم نظر آتا ہے۔ آئے دن دشمن پارٹیوں، جماعتوں اور انسانوں کا قتل و غارت ہوتا ہے۔ کہیں مزاحمت ہوتے دکھائی دیتی ہے، کہیں اسٹرائیک اور کہیں ہنگامہ آرائی، جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ ہو رہی ہے جس میں کچھ آدمی مر جاتے ہیں اور وہ ان مردوں کی میتوں کو لے کر گلی کوچوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور سرِ بازار لاشوں کی سیاست کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی 132 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت کے افراد نے اپنی مخالفت کے جواب میں اور کسی کے تکلیف پہنچانے پر کبھی احتجاج نہیں کیا، احتجاج کیا بھی تو اپنے خدا کے سامنے۔ میدانوں، بازاروں، محلوں میں نہیں بلکہ سجدہ گاہوں میں، راتوں کو اٹھ کر اپنی جبینیں اللہ کے حضور ترکیں اور اللہ کے حضور متٰی نصر اللہ کی آواز بلند کی۔ ہم تو اتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں صبر و استقامت کے اسلامی طریق کی دربارِ خلافت سے تلقین ہوتی رہی اور ابھی بھی ہو رہی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ہوتی رہے گی۔ احمدیوں کو تو مخالفین نے گالیاں دیں تشدد کیا اور بے گناہ معصوم احمدیوں کو شہید بھی کیا لیکن کسی احتجاج اور اسٹرائیک میں کسی احمدی کا قتل یہاں تک کہ زخمی بھی نہ ہونا دراصل اس بات کا آئینہ دار ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلفاء ان تمام افراد جماعت کے لئے عافیت کا حصار ثابت ہوتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے

گھر کی چار دیوار کے اندر رہے میں اُس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ10)

اس روحانی گھر میں داخل ہونے والے کو امن و آشتی اور سکون قلب ملتا ہے۔ ہمیں تو اس پاک جماعت میں داخل ہو کر کسی چیز کا فکر ہی نہیں ہے۔ کیونکہ امن و سکون کے الٰہی وعدے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 28 اپریل 1904ء کو الہام ہوا کہ "امن است در مکان محبت سرائے ما" یعنی ہمارا مکان جو ہماری محبت سرائے ہے اس میں ہر طرح سے امن ہے۔ اس حقیقت سے ہم بہت اچھی طرح آشکار ہیں کہ اللہ کے فرشتے ہمارے لئے حفاظت کا کام کرتے ہیں۔ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ اللہ کی عافیت کے حصار میں ہیں۔ تصدیق کے لئے درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں، تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا:

"امن است در مقامِ محبت سرائے ما"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ315)

اس حوالہ سے تو آنحضور ﷺ کی پیشگوئی بھی تھی کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ میری امت ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع پر میں ہوں اور مسیح و مہدی اس کے آخر پر ہوں۔

اوپر بیان شدہ جن گھروں، دیواروں، فصیلوں کا ذکر ہوا ہے یہ مادی نہیں اس سے روحانی گھر مراد ہیں۔ روحانی چار دیواری اور روحانی فصیلیں مراد ہیں۔ اور شرط یہ ہے کہ ہر وہ شخص عورت یا مرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فصیل اور چار دیواری میں پناہ لیتا ہے وہ ظاہری بیعت اور

اطاعت کی ظاہری حرکتوں سے ہی نہیں بلکہ روحانی معنوں میں مکمل اطاعت، خلوص اور محبت کے ساتھ اپنے دلوں میں پائی جانے والی خواہشات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات اور ارشادات و فرمودات پر قدم مارنے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانی دنیا کا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ روحانی نجات وہی پاتے ہیں جو الٰہی فرستادوں کی آواز پر سمعنا و اطعنا کا نعرہ بلند کرتے ہیں قرآن کریم میں قصص الانبیاء کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان انبیاء کے تمام مخالفین کا بد انجام ہوا۔ کوئی غرق ہوا۔ کسی پر طوفان آیا اور کسی کا ناگہانی حادثہ کی وجہ سے نام و نشان مٹا دیا گیا، ان کی بستی انہی پر الٹا دی گئی۔

ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالحَرب کہ جو شخص میرے بھیجے ہوئے ولی اور فرستادہ کے مقابلے میں آتا ہے دراصل وہ مجھ سے مقابلہ کرتا ہے۔ اس طے شدہ اصول کے مطابق جو شخص بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر آیا ناکام و نامراد اور نیست و نابود اور پارہ پارہ کر دیا گیا خواہ وہ دنیا کی مضبوط ترین سرکاری حفاظت میں ہی کیوں نہ ہو

؎ خدا اڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے

نہیں ہے جو شخص در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور ہر ایک بدی اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معرفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ سے ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معرفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

اندرونی دشمن

یہ تو میں نے ظاہری دشمن کی بات کی ہے۔ ہم پر ایک ایسا دشمن بھی پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ ہمہ وقت حملہ آور ہے اور جس سے بچاؤ کے طریق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں بتاتے چلے آرہے ہیں اور وہ ہیں اخلاقی برائیوں سے اجتناب۔ اس حوالہ سے بھی ہم اپنے آپ کو عافیت کے حصار میں محسوس کرتے ہیں اور دشمن برملا اس بات کا اظہار کرتا دکھائی دیتا ہے کہ ”ہے تو ہم سے اچھا مگر کیا کریں کہ ہے قادیانی“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلیم کر کے اور خلفاء کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کر کے ہم آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تسلیم کرتے ہوئے زیادہ قریب ہیں دوسروں کی نسبت اور پُر سکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ورنہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام قوموں کو وارننگ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے کہ نہ زندہ۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

زمانے کے امام کی فوج میں شمولیت کا اعزاز

ہمارے جان سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہم کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہو گا۔ کیونکہ ہماری فتح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے ظاہری اسباب سے نہیں ہونی بلکہ دعاؤں سے ہونی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔“ (خطبہ جمعہ 6مارچ 2009ء)

اللہ تعالی ہم تمام احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے توسط سے ہمیشہ اپنی حصار میں رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 فروری 2022ء)

﴿32﴾

نظام شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے بہت ہی پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ہر اہم معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کر لیا کرو۔ (آل عمران:160)

اسی طرح دوسری جگہ صحابہ کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان (صحابہ) کا ہر امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے۔ (الشوریٰ:39)

ان دو آیات کو جب ہم تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو آنحضور ﷺ کو اسلامی حکومت کے نظم و نسق کے جملہ امور کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ آپؐ کبھی چند مخصوص صحابہؓ سے، کبھی ایک صحابی یا صحابیہ سے مشورہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ابن ہشام نے آپؐ کا یہ قول درج کیا ہے کہ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ اَیُّھَا النَّاسُ کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔ (ترمذی)

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ کے بعد اگر ایسا امر پیش آجائے جس کے بارہ میں قرآن خاموش ہو اور سنت سے بھی روشنی نہ ملے تو کیا کیا جائے؟ تو آپؐ نے فرمایا۔ اپنے لوگوں میں سے عبادت گزار علماء کو اکٹھا کر کے ان کے باہمی مشورہ سے فیصلہ کرنا اور کسی فرد واحد کی رائے پر صاد نہ کرنا۔ (کنز العمال)

تاریخ نے قرون اولیٰ میں مجلس شوریٰ کا سب سے پہلا اور بڑا اجتماع جنگ بدر کے موقع پر ریکارڈ کیا ہے جب آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے مدینہ میں رہ کر یا مدینہ سے باہر جا کر جنگ لڑنے کا مشورہ کیا۔ پھر جنگ میں فتح پانے کے بعد قیدیوں سے سلوک کے بارے میں دوبارہ صحابہؓ سے مشورہ

کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا جسے آنحضور ﷺ نے قبول فرمایا۔

اسی طرح ایک دفعہ جنگ احد میں بھی مدینہ کے اندر رہ کر یا باہر جا کر لڑنے کا مشورہ طلب فرمایا۔ صحابہؓ کی رائے کے مطابق مدینہ سے باہر جنگ لڑنے کے لیے آپؐ زرہ پہن کر گھر سے باہر نکلے تو صائب الرائے صحابہؓ نے فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی تو آپ نے اس درخواست کو عزیمت رسول کے خلاف قرار دیا اور فرمایا: نبی کی شان سے بعید ہے کہ ایک مرتبہ زرہ پہن کر بغیر جنگ کئے اُسے اُتار دے اور آپؐ جنگ پر روانہ ہو گئے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ پر اس وقت اپنی قربانی پر چھری پھیر دی جب صحابہؓ کے لئے صلح حدیبیہ کی شرائط کو ماننا مشکل نظر آرہا تھا۔ جنگ خندق میں جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ ہم نماز پر بلانے کے لیے اذان دینے کا مشورہ بھی تاریخ میں پاتے ہیں۔

یہ شورائی نظام، خلافت راشدہ میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے معاً بعد منکرین زکوٰۃ نے جب زکوٰۃ نہ دینے کا فتنہ کھڑا کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا بعض صحابہؓ نے مصلحت وقت کے مطابق زکوٰۃ معاف کر دینے کا مشورہ دیا تو حضرت ابو بکرؓ کی بے مثال عظمت نے اس کے برعکس فیصلہ کیا۔ اسی طرح حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو محاذ پر بھجوانے کے لئے بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ان پُر خطر اور مخدوش حالات میں بھیجوانا مناسب نہیں تو آپ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ ابو قحافہ (حضرت ابو بکرؓ کی کنیت تھی) کی کیا مجال کہ وہ اس لشکر کو بھجوانے سے روکے جس کو میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھجوانے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے نظام شوریٰ کو وسیع اور مربوط بنیادوں پر قائم فرمایا۔ تمام ملکی اور قومی مسائل و معاملات اجلاس شوریٰ میں پیش ہو کر بحث و تمحیص کے بعد طے پاتے۔ آپ فرمایا کرتے

تھے کہ لَاخِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ کہ خلافت مشورہ کے بغیر نہیں۔ تاریخ نے آپ کا یہ طریق بھی محفوظ کیا ہے کہ منادی کے اعلان پر صحابہؓ اکھٹے ہوتے۔ حضرت عمرؓ دو نفل ادا فرما کر متعلقہ مسئلہ پر خطبہ ارشاد فرماتے۔ اس کی اہمیت اُجاگر کرتے اور پھر صحابہؓ سے رائے لیتے۔

بات طول پکڑ رہی ہے حضرت عثمانؓ کی مثال دے کر قرونِ اولیٰ میں تاریخی مشورہ کی بات ختم کرتا ہوں۔ اہل عراق اور اہل شام میں جب قرآن کریم کی قرات پر جھگڑا کھڑا ہوا کہ ہماری قرات والا قرآن زیادہ صحیح ہے تو حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کر کے حضرت ابو بکرؓ کے زمانے کا مصحف جو حضرت حفصہؓ کے پاس امانتاً موجود تھا رائج کروایا۔

قرون ثانیہ کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اہم امور میں صائب الرائے احباب سے مشورہ لینے کی سنت نبویؐ کو جاری رکھا۔ آپ کے دور میں اجتماعی مشورہ کی سب سے پہلی اہم مثال 1891ء کے جلسہ سالانہ پر دیکھنے کو ملی۔ جب آپؑ نے جلسہ سے مشاورت کا کام بھی لیا اور یہ تجویز زیر غور آئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت ظاہر ہونے والے نشانات کا ریکارڈ محفوظ کرنے کی خاطر ایک ایسی انجمن بنائی جائے جو احمدی اور غیر از جماعت حضرات پر مشتمل ہو۔

1892ء کے جلسہ سالانہ پر یورپ اور امریکہ میں دعوت الیٰ اللہ کے لیے حاضرین سے مشورہ لیا اور 1907ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ کا پہلا مالیاتی بجٹ زیر بحث آیا۔ جماعت احمدیہ کا نام ”مسلمان فرقہ احمدیہ“ اور مدرسہ احمدیہ میں دینیات کی شاخ بھی بعد مشورہ قائم ہوئی۔ خلافت اولیٰ میں 1908ء کے جلسہ سالانہ پر 26 دسمبر کو مدرسہ احمدیہ جاری رکھنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ جب بعض احباب اسے بند کرنے کی تجویز دے رہے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) کی دس منٹ کی تقریر نے رخ ہی بدل دیا اور تمام حاضرین نے بیک زبان ہو کر یہ کہا کہ ”ہم ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسہ احمدیہ بند ہونا چاہئے۔ ہم اسے جاری رکھیں گے اور مرتے دم تک بند نہیں ہونے دیں گے“

1912ء کے جلسہ سالانہ پر مدرسہ احمدیہ کی آمدنی کے بارے میں ایک بار پھر مشورہ ہوا اور یہ تحریک ہوئی کہ ایسے لڑکے مدرسے میں بھجوائے جائیں جو اپنے خرچ پر پڑھیں۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کے دور میں شوریٰ کا نظام، منظم ہوا اور مجلس شوریٰ کا باقاعدہ قیام ایک ادارہ اور ایک انسٹیٹیوشن کے طور پر 15-16 اپریل 1922 کو قادیان میں ہوا۔ اس اجلاس کے افتتاحی خطاب میں حضور نے شوریٰ کا لائحہ عمل تفصیل سے بیان فرمایا۔

شوریٰ کا نظام تدریجاً مضبوطی اختیار کرتا گیا۔ قادیان کے بعد ربوہ میں اور پھر دنیا بھر کی بڑی جماعتوں میں یہ نظام قائم ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اب یہ مشاورتی ادارہ بین الاقوامی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اب دنیا کے 50 سے زائد ممالک میں مجلس شوریٰ منعقد ہوتی ہیں۔ جن کی تمام روایات اور اقتدار سانجھی ہیں اور خلیفۃ المسیح سے براہ راست رہنمائی لیتے ہیں۔ 1985 میں لندن اور 1992 میں بیلجیم و دیگر ممالک میں اس نظام کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ ادارہ اب جماعت کی تربیت کا سب سے بڑا ادارہ بن گیا ہے جس کا درجہ خلافت کے بعد ہے اور دونوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970 کی شوریٰ پر آل عمران کی آیت 160 کی تلاوت فرما کر مشاورت کی اہمیت یوں بیان فرمائی۔ ”مشاورت کا مخرج شَارَالْعَسَلُ یعنی شہد نکالنا ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی پھول کا رس چوستی ہے اور پھر اس میں کچھ اپنے اجزاء ملا کر شہد بناتی ہے۔ شوریٰ کے اراکین جو آراء پیش کرتے ہیں۔ اِذَاعَزَمْتَ کی رو سے خلیفۃ المسیح اپنے عزم اور خداداد فہم و فراست کو اس میں شامل کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کی دعائیں شامل ہوتی ہیں تو پھر شہد کی طرح بنی نوع انسان کے لیے شفا اور دینی استحکام کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ (رپورٹ شوریٰ صفحہ 108-109)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 مارچ 2022ء)

﴿33﴾

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا

آج کا اداریہ خاکسار نے اپنی تصنیف ”تیغ دعا“ کے باب دہم سے لیا ہے جو خاکسار نے لیکھرام کی موت پر 100 سال مکمل ہونے پر قریبا350 صفحات پر مشتمل تحریر کی تھی۔ آج چھ مارچ کی مناسبت سے اس کا کچھ حصہ ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک کشف میں قوی ہیکل اور مہیب شکل آدمی دیکھا جو لیکھرام اور ایک دوسرے شخص کے بارہ میں پوچھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مجھے معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ کاش! مجھے یاد ہوتا تو اسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو میں اسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا یوں کہو کہ اس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 297 حاشیہ)

دوسرے شخص کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے کئی رنگ ہیں۔ (جن کا ذکر کتاب کے اس باب میں تو ہو چکا ہے تاہم قارئین الفضل کے لئے الگ سے پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ (جن میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی جنرل ضیاء الحق کے متعلق بھی پوری ہوئی۔

اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ”دوسرے شخص“ کی ہلاکت کی پیشگوئی ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کے حق میں پوری کی۔ جب ایک آمر مطلق 17/ اگست 1988ء کو قہری تجلی کا نشان بنا کر مارا گیا۔

اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور جماعت احمدیہ اور اس کے خلیفہ کے ساتھ نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے عصر حاضر کے اس ڈکٹیٹر کو لیکھو کہہ کر پکارا اور اس کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے متعدد بار اسے سمجھایا مگر یہ اپنی شرارتوں میں بڑھتا گیا۔ آخر مباہلہ کے نتیجہ میں جب اس شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ 17 اگست 1988ء کی سہ پہر کو صادر فرمایا اور وہ ایسے طریق سے خدائے قادر مطلق کی گرفت میں آیا کہ کوئی اسے بچا نہ سکا۔ وہ اپنے ارمانوں کو دل میں لے کر حسرت و یاس لئے آگ کے شعلوں کی نذر ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

اس کے قتل کے واقعہ کو لیکھ رام کے واقعہ سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو روح خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے کہ کس شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اسے لیکھ رام سے ملایا ہے اور پیارے امام کے یہ الفاظ پورے کیے ہیں۔

؎ کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

اتفاقات میں سے یہ عجیب اتفاق ہے کہ ضیاء الحق کا دور حکومت بھی فرعون مصر اور لیکھ رام کی طرح 11 سال سے کچھ اوپر ہے۔

لیکھ رام کی طرح ضیاء الحق کو بھی موت کا ڈر لاحق تھا۔ ان دنوں گھر سے بہت کم نکلتے تھے۔ بہاولپور کا سفر بھی اختیار کرنے سے قبل کئی دفعہ فیصلہ بدلا اور ضیاء الحق کی ہلاکت کے وقت اس کی حفاظت کے لئے تمام تدابیر بروئے کار لائی گئی تھیں۔ محفوظ ترین ائیر کرافٹ میں سفر کر رہا تھا اور پھر ایک کیپسول میں بیٹھا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ائیر کرافٹ تباہ ہونے کی صورت میں وہ الگ زمین پر بحفاظت Land کر جاتا ہے مگر خدائی قدرت دیکھیں کہ وہ Eject ہی نہیں ہو سکا۔

ائیر کرافٹ جہاں گرا وہ جگہ بستی لال کمال (بہاولپور) کے قریب ہے۔ یہ جگہ سرکاری کاغذات میں شمشان گھاٹ (مرگھٹ) کے طور پر الاٹ ہے جہاں کسی وقت ہندو اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل اس علاقہ میں زیادہ تر ہندو آباد تھے۔

آگ میں جلنے کے بعد اس کا اور دوسرے ساتھیوں کا نام و نشان مٹ گیا اور ایک Denture بچا۔ کچھ راکھ تو اکٹھی کر کے اسلام آباد میں دفنا دی گئی اور باقی راکھ کو سیلاب کے پانی نے دریائے ستلج میں بہا دیا۔ اور اس طرح کئی لحاظ سے لیکھ رام سے مشابہ ٹھہرا۔ ایک دفعہ پھر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کو سچا پایا۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال، اے روبہ زار و نزار

فاتح مباہلہ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمنا داس نے کراچی کے اخبار ڈیلی نیوز کے حوالہ سے لکھا۔

”جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے...... معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری

طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا...... جنرل ضیاء نے وصیت کررکھی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی آنکھیں خیرات کردی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئیں...... آگے اخبار لکھتا ہے۔

اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقع دیا جاتا ہے لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا بلکہ اسی طرح دفن کردیا گیا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔

یہ بات کہ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے اس کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا تیز تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔"

(روزنامہ ہند سماچار 8 نومبر 1988ء)

؎ خدا اڑا دے گا خاک تیری کرے گا رسوائے عام کہنا

آج بھی جماعت کو بے شمار لیکھ راموں سے واسطہ ہے جو ہر وقت مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہم اپنے پیارے خدا کے دربار میں امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو نیست و نابود کرے گا اور جماعت احمدیہ کی شان کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا۔ اس کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔ اور ہمارے ازدیاد ایمان کی خاطر ہمارے حق میں نشان دکھلاتا رہے گا۔ جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

"مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں ...... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔"

(ترجمان القرآن اگست 1934ء صفحہ 57-58)

ایک اور نامہ نگار جناب سخاوت حسین آف اوکاڑہ نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف سازش کرنے والوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ہر حکمران کا انجام برا ثابت ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”پاکستان میں پہلی دفعہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے سہارے میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کی ایما پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتب کو ضبط کیا مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد و اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنے محسن مرزا کی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تا زیست وزیر اعظم پاکستان رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اب صدر ضیاء الحق نے مرزائیوں سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے؟ وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔“ (روزنامہ جنگ لاہور 13 دسمبر 1983ء)

جی ہاں! ان کا یہ خدشہ صدفی صد سچا ثابت ہوا۔ ضیا الحق کو اقتدار سے ہی نہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ ان کی ہلاکت کا نشان احمدیت اور خلافت کی صداقت پر ایک روشن مینار کی طرح زندہ رہے گا۔ کیونکہ ان کی ہلاکت سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے نہایت واضح الفاظ میں فرما دیا تھا:

”جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے وہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں۔ چونکہ وہ تمام آئمۃ المکفرین کے امام ہیں...... انہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔ ایسے شخص کا زبان

سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج قبول کرلیا ہے۔“

اس کے بعد 12 اگست 1988ء یعنی اس کی ہلاکت سے صرف 5 دن قبل واضح رنگ میں فرمایا:

”یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ اسے اس کی ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔“

آخر شیر خدا نے بپھر کر ہر بن باسی کو للکارا
کوئی مبارز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مباہل آئے
ہمت کس کو تھی کہ اٹھتا، کس کا دل گردہ تھا نکلتا
کس کا پتہ تھا کہ اٹھ کر، مرد حق کے مقابل آئے
آخر طاہر سچا نکلا، آخر ملا نکلا جھوٹا
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ انہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں:

”اے پاکستان کے مظلوم احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ بلند ہمت اور شجاعت اور اولوالعزمی کی یہ صفات تم سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب اول درجہ کے پاک یافتہ ہو کر تم ان ابتلاؤں سے نکلو گے اور عزت اور حرمت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا جائے گا وہ دن لازماً آئیں گے کہ مسیح دوراں کو کانٹوں کا تاج پہنانے والے خود کانٹوں میں گھسیٹے جائیں گے اور ذلت اور رسوائی کا تاج ان کے سروں پر رکھا جائے گا۔“

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

(تیغ دعا۔ قتل لیکھرام اور سو سال از حنیف محمود صفحہ 312-317)

عصر حاضر کے فرعون سے یہ کہو رب موسیٰ کی عظمت کو سجدے کرے
ورنہ ٹکڑے ہوا میں بکھر جائیں گے وہ جو پھینکے گا اپنا عصا دوستو

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مارچ 2022ء)

﴿34﴾

جیڑی مہندی رنگ نہ دیوے کی فیر اودالانا

قسط اول

مہندی ایک مبارک لفظ ہے جس کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے۔ مہندی کا استعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ بھی کیا کرتے تھے اور آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپؑ وسمہ کیا کرتے تھے۔

مہندی یا حنا کا استعمال زیادہ تر تو سر پر ہوتا تھا۔ ایشیائی معاشرے میں گرمی سے بچاؤ کے لئے لوگ سر اور پاؤں پر بھی لگاتے رہے اور مستورات خوبصورتی کی خاطر اپنے ہاتھوں پر لگایا کرتی ہیں۔ سر پر مہندی لگانے کے درج ذیل فوائد ہیں۔

1. بال رنگ دار ہو جاتے ہیں۔
2. بالوں میں خوبصورتی آجاتی ہے۔
3. بالوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔
4. ہلکی بھینی بھینی خوشبو ماحول کو معطر کرتی رہتی ہے۔
5. گرم موسم میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔

اس لئے ایشیائی معاشرے میں لوگ پاؤں پر مہندی لگاتے ہیں تاکہ گرمی کا احساس کم ہو۔ پاکستان میں بھیرہ کی مہندی مشہور ہے۔ بہت دُور دُور سے لوگ اس کو منگوا کر استعمال کرتے ہیں۔

عورتوں میں شادی بیاہ اور خوشی کے فنکشنز پر ہاتھوں کو مہندی سے رنگنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اب تو نت نئے ڈیزائن کے ساتھ اسے استعمال میں لایا جاتا ہے اور اس کا خوب رنگ چڑھتا

ہے۔ شاعر نے انہی امور کو مد نظر رکھ کر کہا ہے کہ ”جیڑی مہندی رنگ نہ دیوے کی فیر او دالانا“ گویا مہندی کا کام ہی رنگنا ہے۔

اگر ہم وسمہ کو دینی اور روحانی معنوں میں استعمال کریں تو اپنے آپ کو خدائی اوصاف اور اسلامی تعلیمات سے رنگنے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تَخَلَّقُوْبِاَ خْلَا قِ اللّٰہِ کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمام امت مسلمہ سے تعلق رکھنے والوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق و اطوار سے رنگین کرو۔ نیز قرآن کریم اور احادیث میں صحبت صالحین اختیار کرنے کا جو حکم ہے وہ دراصل صوفیاء اور ولیوں کے اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے اور ان کی نیکیوں کے رنگ کو اپنے اوپر چڑھانا ہی مطلب ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ فضا اپنے ارد گرد کے ماحول میں بسنے والی خوشبوؤں سے اپنے آپ کو معطر کر لیتی ہے۔ ان خوشبوؤں کے رنگ کی آمیزش فضا میں ہو جاتی ہے۔ جہاں گلاب کے پھول ہوں گے وہاں فضا گلاب کی خوشبو سے مہک رہی ہو گی اور جہاں رات کی رانی یا دن کے راجا اور موتیا کے پودے ہوں گے وہاں ان جیسی خوشبوؤں سے ہی ہوا اپنے آپ کو رنگ کر اور معطر کر کے اس جیسی خوشبو کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ گلاب کے پھول کی پتیاں جب پودے سے الگ ہو کر نیچے گرتی ہیں تو زمین کو بھی اپنے رنگ میں خوشبو لینے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”ہمسایہ کی اصلاح میں ہی انسان کی اپنی اصلاح بھی ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ اس کے ہمسایہ کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی ہر ایک چیز اپنے پاس کی چیز سے متاثر ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ پاس پاس چیزیں ایک دوسرے کے اثر کو قبول کرتی ہیں، بلکہ سائنس کی موجودہ تحقیق سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ جانوروں اور پرندوں وغیرہ کے رنگ ان پاس پاس کی چیزوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جہاں وہ رہتے ہیں، مچھلیاں پانی میں رہتی ہیں اس لئے

ان کا رنگ پانی کی وجہ سے اور سورج کی شعاعوں کی وجہ سے جو پانی پر پڑتی ہیں سفید اور چمکیلا ہو گیا۔ مینڈک کناروں پر رہتے ہیں اس لئے ان کا رنگ کناروں کی سر سبز گھاس کی وجہ سے سبزی مائل ہو گیا۔ ریتلے علاقہ میں رہنے والے جانور مٹیالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ سر سبز درختوں پر بسیرا رکھنے والے طوطے سبز رنگ کے ہو گئے۔ جنگلوں اور سوکھی جھاڑیوں میں رہنے والے تیتروں وغیرہ کا رنگ سوکھی ہوئی جھاڑیوں کی طرح ہو گیا، غرض پاس پاس کی چیزوں کی وجہ سے اور ان کے اثرات قبول کرنے کی وجہ سے پرندوں کے رنگ بھی اسی قسم کے ہو جاتے ہیں، پس اگر جانوروں اور پرندوں کے رنگ پاس پاس کی چیزوں کی وجہ سے بدل جاتے ہیں تو انسان کے رنگ جن میں دماغی قابلیت بھی ہوتی ہے پاس کے لوگوں کو کیوں نہیں بدل سکتے، خدا تعالیٰ نے اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ یعنی اگر تم اپنے اندر تقویٰ کا رنگ پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کا گر یہی ہے کہ صادقوں کی مجلس اختیار کرو تاکہ تمہارے اندر بھی تقویٰ کا وہی رنگ تمہارے نیک ہمسایہ کے اثر کے ماتحت پیدا ہو جائے جو اس میں پایا جاتا ہے۔

پس جماعت کی تنظیم اور جماعت کے اندر دینی روح کے قیام اور اس روح کے زندہ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے ہمسایہ کی اصلاح کی کوشش کرے کیونکہ ہمسایہ کی اصلاح میں اس کی اپنی اصلاح ہے۔ ہر شخص جو اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ سمجھتا ہے وہ اپنی روحانی ترقی کے راستہ میں خود روک بنتا ہے۔ بڑے سے بڑا انسان بھی مزید روحانی ترقی کا محتاج ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری دم تک اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کرتے رہے۔ پس خدا کا وہ نبی جو پہلوں اور پچھلوں کا سردار ہے جس کی روحانیت کے معیار کے مطابق نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہو گا اور جس نے خدا تعالیٰ کا ایسا قرب حاصل کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی اور نہ مل سکتی ہے اگر وہ بھی مدارج پر مدارج حاصل کرنے کے بعد پھر روحانی ترقی کا محتاج ہے اور روزانہ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتا ہے اکیلا نہیں ہے بلکہ ساتھیوں کو ساتھ لے کر کہتا ہے تو آج کون سا انسان ہو سکتا ہے جو

خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کہنے سے اور جماعت میں کھڑے ہو کر کہنے سے اپنے آپ کو مستغنی قرار دے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس سے مستغنی قرار دیتا ہے تو وہ اپنے لئے ایسا مقام تجویز کرتا ہے جو مقام خدا تعالیٰ نے کسی انسان کے لئے تجویز نہیں کیا۔ کیونکہ اس قسم کا استغنا عزت نہیں بلکہ ذلت ہے ایمان کی علامت نہیں بلکہ وہ شخص کفر کے دروازہ کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے۔

پس تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے متعلقات اور اپنے گرد و پیش کی اصلاح کی کوشش کی جائے اس سے انسان کی اپنی اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہے اور کامیابی کا یہی واحد ذریعہ ہے۔" (الفضل 6/اگست 1965ء)

اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنانے اور قرآن کریم میں دی گئی دینی، اخلاقی اور اسلامی تعلیم کو پانے اور جسموں میں سمونے کے ذکر کے بعد سب سے پہلے اس پیارے، خوبصورت رنگ کا ذکر ضروری ہے جس نے دنیا میں موجود تمام مخلوق سے سب سے زیادہ یہ رنگ اپنے اندر جذب کیا اور وہ ہیں ہمارے نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ اپنے وجود میں اپنے معبود حقیقی کو اُتار کر قرآن کریم کی تعلیمات کی عملی تصویر بن گئے۔ آپؐ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا غرض زندگی کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اس پیاری کتاب قرآن کریم کو اپنے اوپر لاگو کرنا اور اپنے آپ کو ان رنگوں سے رنگین کرنا تھا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوس قزح تھے۔ جس میں مختلف رنگوں کی آمیزش سارے آسمان میں اپنے رنگ بکھیر کر اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔ یہی کیفیت ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جن کے دینی اسلامی رنگارنگ وجود نے اپنے جلو میں لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ ان کو اپنے ساتھ یا اپنے اندر جذب کیا اور وہ بھی انہی رنگوں میں رنگ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَحۡیَیۡتَ اَمۡوَاتَ الۡقُرُوۡنِ بِجَلۡوَۃٍ

مَا ذَا یُمَاثِلُکَ بِھٰذَا الشَّانِ

تو نے صدیوں کے مُردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا۔ کون ہے جو اس شان میں تیرا مثیل ہو سکے؟

تَرَکُوا الْغَبُوْقَ وَ بَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِہٖ

ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَیْلَۃِ الْاَحْزَانِ

انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کی لذت کو غم کی راتوں میں دعا کی لذت سے بدل دیا۔

آج کے دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے فضاؤں اور زمینی حدود میں بکھرے اس پیارے وجود کے لازوال رنگوں کو اکٹھا کر کے اپنے اوپر چڑھایا اور ایک ایسی جماعت پیدا کی جو آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر خلفاء کرام کے توسط سے ان لاثانی رنگوں کو اپنے اوپر چڑھا رہی ہے اور ساری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں یہ اسلامی رنگ کا لبادہ اوڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہ میں اپنے آپ کو نچھاور کرنے کے لئے ہر دم تیار ہے۔

ان میں ایک سیدنا حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تھے۔ جن کا تعلق اس شہر سے تھا۔ جس کی مہندی اور حنا ساری دنیا میں مشہور ہے۔ یہ زمین مہندی اور حنا کی خوشبو سے معطر ہو چکی ہے۔ اس کے اندر جذب کی کیفیت ہے۔ یہی جذب کی کیفیت لئے یہ سادھو، قادیان جا پہنچا اور وہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو لے کر ایسا امر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے متعلق کہنا پڑا۔

چہ خوش بُو دے اگر ہر یک ز امّت نورِ دیں بو دے

ہمیں بُو دے اگر ہر دل پُر از نورِ یقین بُو دے

کیا ہی اچھا ہوتا اگر اُمّت میں سے ہر ایک نور الدین ہوتا یہ تبھی ہوتا اگر ہر دل یقین سے بھرا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کروڑوں دیوانے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں اسلام احمدیت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اپنائے تبلیغ وتربیت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اور اگر ہم میں سے کسی پر اس مہندی کا رنگ چوکھا نہیں چڑھا تو اسے ہر وقت سعی کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار، قرآن سے محبت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاءراشدین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت سے عقیدت اور اسلامی تعلیم کے ہر چھوٹے سے چھوٹے امر کو بھی اپنا کر دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے اور ہمیں اسلام کے لئے گفتار اور کردار کا غازی بننا چاہیئے جیسا کہ مجلس انصار اللہ برطانیہ 2019ء کے اجتماع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں قول و فعل میں یکسانیت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اگر ہمارے فعل ہمارے قول سے مطابقت نہیں رکھتے تو پھر اس رنگ بارے غور کرنا چاہیئے جس کے ہم دعویدار ہیں۔ کیونکہ شاعر نے کہا

؎ جیڑی مہندی رنگ نہ دیوے کی فیر اودا لانا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اسلامی رنگ اپنے اوپر چڑھائے رکھنے کی توفیق دیتا رہے۔

(یہ اداریہ روزنامہ گلدستہ علم و ادب آن لائن لندن میں شائع ہوا تھا۔ اسے معمولی ردوبدل کے ساتھ قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے الفضل آن لائن لندن کا حصہ بنایا جارہا ہے)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10مارچ2022ء)

﴿35﴾

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

قسط دوم

گزشتہ دنوں جرمنی سے مکرم ظہیر احمد طاہر نے کچھ ایسے اشعار کا چناؤ بھجوایا جن کا ایک مصرعہ مرور زمانہ کے ساتھ ضرب المثل بن گیا۔ خاکسار نے اپنے ذوق کے مطابق ان میں سے چند ضرب المثل کو اپنے اداریوں کے لئے مختص کر لیا۔ ان میں سے زیر نظر ضرب المثل جس کو میں نے آج کے لئے موضوع تحریر بنایا ہے وہ یہ ہے

؎ رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہ مشہور زمانہ شاعر جناب سید غلام محمد مست کلکتوی کے کہے گئے ایک شعر کا دوسرا مصرع ہے۔ پورا شعر کچھ یوں ہے

؎ سرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہاں شاعر نے اس شعر کے ہر دو مصرعوں میں نہایت ہی لطافت سے انسان پر انفرادی حیثیت سے یا اجتماعی طور پر جماعتی حیثیت میں مشکلات اور مصائب کا ذکر کیا ہے کہ اس دنیا میں ہر وجود اپنے مخالفین کی طرف سے پیدا ہونے والی مشکلات کو برداشت کر کے ہی نکھر کر سامنے آتا ہے۔ اور جس طرح مہندی جو پودے پر پتوں کی صورت میں ہوتی ہے، اس کو حنا بننے تک جس process سے گزرنا پڑتا ہے وہ حنا سے ہی پوچھا جا سکتا ہے۔ مہندی کے پودے کے پتوں کو جب اپنے ہاتھوں میں مسلیں تو کوئی خوشبو نہیں آتی اور نہ رنگ پیدا کرتی ہے لیکن پتھر پر جب اس کو رگڑا یا پیسا جاتا ہے تو اس کے اندر ایک نہ ختم ہونے والی خوشبو بھی آنے لگتی ہے اور رنگ بھی پیدا کرتی

ہے۔ پاکستان میں ہم جب ایسے بزرگوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے جو سر پر یا پاؤں پر مہندی لگایا کرتے تھے تو ان کے پاس سے حنا کی بہت ہی پیاری خوشبو آیا کرتی تھی۔ سر اور پاؤں مہندی رنگ سے رنگین ہوئے بھلے لگتے تھے۔

انفرادی طور پر انسان پر آنے والی سختیوں اور جماعتی سطح پر مخالفتوں کی وجہ سے ملنے والی ترقیات وفتوحات کا ذکر خاکسار نے اپنے ایک اداریہ بعنوان ”مصائب، مشکلات، صبر واستقامت اور اس کا اجر“ میں کیا تھا جو روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے شمارہ مجریہ 28 نومبر 2020ء میں شائع ہوا ہے۔ جس کو معمولی ردّوبدل اور اضافہ کے ساتھ قارئین کے استفادہ کے لئے ایک بار پھر پیش کیا جارہا ہے ایک دفعہ صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنی تکالیف کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے سختیوں کے دن ختم کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا:

”تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کے لئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ اپنے دین اور عقیدے سے نہ پھرتا اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے مگر یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا“

(بخاری کتاب المناقب)

آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے انبیاء بھائیوں میں سے ایک کا ذکر فرمایا کہ اس نبی کو قوم نے مارا اور زخمی کر دیا وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا جاتا اور کہتا جاتا کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ (غالباً حضورؐ کا ارشارہ اپنی طرف ہی تھا۔ (بخاری کتاب المناقب)

اللہ تعالیٰ نے اس مخالفت، تنگی، دشواری اور تکلیفوں کے سبب ان انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو سرخرو فرمایا اور غیر معمولی ترقیات سے نوازا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ سختی اور تلخی کے بعد اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے۔ سونا بھٹی سے گزر کر ہی کندن بن کر خوبصورت

زیورات کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ہیرا تراشے جانے کے بعد ہی چمک دکھلاتا اور کسی کی انگشتری کی زینت بنتا ہے۔ ایک عورت کی گود مشکل اور کٹھن مرحلہ سے گزر کر ہی اولاد سے ہری ہوتی ہے۔ ایک طالب علم اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈال کر ہی سالانہ امتحان میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس اصول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے، جیسے فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (الم نشرح :7) کہ یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش آنے والی ہے۔

پھر ایک جگہ پر فرمایا:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملك:2)

ترجمہ: وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔

حضرت سفیانؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتائیں کہ اس کے بعد مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو یعنی میری پوری تسلی ہو جائے۔ آنحضور ﷺ نے جواباً فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس بات پر پکے ہو جاؤ اور اس ایمان باللہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہو۔
(مسلم کتاب الایمان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

؎ اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

کہ کسی نبی پر ایمان لانے کا مطلب ہی اپنے آپ کو خدا کے لئے فنا کر دینا ہے۔ جو تکالیف اور مشکلات کے مراحل سے گزر کر ہی حاصل ہوتا ہے۔

آئیں! دیکھتے ہیں کہ روحانی دنیا میں نیک اور روحانی بندوں کو مشکلات اور امتحان کے ذریعہ جب آزمایا گیا تو پھر ان مصائب کو برداشت کرنے کے سلسلہ میں وہ کون کون سی ترقیات، فتوحات اور انعامات سے بطور اجر نوازے گئے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتے ہیں۔ آپؑ کو کنعان کی زمین کو خیر آباد کہنا پڑا۔ ان ابتلاؤں سے ہی گزر کر آپ کو ابوالانبیاءؑ کے لقب سے پکارا گیا۔ آپؑ اور آپؑ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں اور اَسۡلِمۡ کے جواب میں اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہنے اور اللہ کی پوری پوری اطاعت کرنے کے عوض اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک صورت میں عظیم نبی کا تحفہ سارے عالم کو عطا فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نہ ماننے والوں کی طرف سے مصر زمین سے دیس نکالا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے بدلے فرعون کی غرقابی کا معجزہ دکھلایا۔

آنحضور ﷺ پر کون کون سے مظالم نہ ڈھائے گئے کہ ان کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ پر پتھر پھینکے گئے، آپؐ کے راستے پر کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ کا گلا دبایا گیا۔ آپؐ کے اوپر اونٹ کی بچہ دانی پھینکی گئی۔ آپؐ پر سڑک کا کوڑا کرکٹ بھی پھینکا گیا۔ اور آپؐ کے صحابہ کو عرب کی تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ دہکتے کوئلوں پر کھڑا رہنے پر مجبور کیا گیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ مخالف سمت اونٹوں سے باندھ کر صحابیات کو چیرا گیا اور کئی صحابہ اور صحابیات نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی۔ کسی اور کے لئے ایسی کوشش نہیں ہوئی اور راہ مولیٰ میں جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔ (جامع ترمذی ابواب الذھد)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گزری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت ﷺ پر آئیں ہم تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ لگتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 516)

ان تمام اذیت ناک تکالیف کو نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے صحابہ اپنے ایمان پر استقامت دکھلاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے اور منہ پر کوئی شکایت لائے بغیر اپنے روحانی آقا و رہنما و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو حرز جان بنایا۔

ان تکالیف کو برداشت کرنے کے صلہ میں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو الٰہی دنیا تک تمام مخلوقات کے لئے رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین بنا دیا گیا اور آپ کے صحابہ کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کے مبارک سرٹیفیکیٹ سے نوازا گیا۔

کسریٰ ایران نے آنحضور ﷺ کو زندہ پکڑ کر لانے کے لئے اپنا سفیر عرب بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات اس کے ہلاک ہونے کی خبر حضرت محمد ﷺ کو دی۔ حضرت محمد ﷺ اگر مکہ سے نہ نکالے جاتے تو اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کی نوید کیسے سنائی جاتی۔ اور اسلام آپؐ کے مختصر سے دَور میں عرب سے عجم تک نہ پھیلتا۔

آج کے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو تمام سابقہ انبیاء بالخصوص سیدنا، امامنا، آقا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء میں گزشتہ 130 سال سے مخالفت کا سامنا ہے۔ یہ در حقیقت اُسی مخالفت کا تسلسل ہے جو کفار مکہ نے آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی تھی۔

مولوی تاج محمد ناظم اعلیٰ ختم نبوت بلوچستان نے احمدیوں کے خلاف ایک مقدمہ میں 21دسمبر 1985ء کو اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی عدالت میں یہ بیان ریکارڈ کروایا:

"یہ درست ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر آدمی کو آزادی ہے کہ وہ مذہب پر عمل کرے۔ میں تحفظ ختم نبوت کا ناظم اعلیٰ ہوں۔ یہ درست ہے کہ ختم نبوت نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہوا ہے کہ جس احمدی کو کلمہ لگایا ہوا دیکھے تو اسے توہین اسلام کے مرتکب ہونے کے جرم میں پکڑے اور اسی سلسلے میں ملزمان (اسیر ان کوئٹہ) کو ہم نے پکڑا۔ مجھے کسی غیر مذہب کے ہاتھ میں قرآن دیکھ کر جوش نہیں آتا البتہ اس کے سینے پر کلمہ لگا ہوا ہو تو اُس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو قانون کے حوالے کروں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی غیر مذہب لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا بیج نہیں لگا سکتا۔ یہ درست ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے (میں) جو آدمی نماز پڑھتا تھا، آذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں"

جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت اور تلخیوں کا دَور آج بھی جاری ہے۔ یہ مخالفت اب انفرادی نہیں رہی۔ اس میں مختلف فرقے، جمعیتیں، جماعتیں بلکہ حکومتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ پودا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے، جس کی حفاظت بھی خود اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے، مکھی کی طرح مسل دینے کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی بار قادیان تشریف لے گئے تو آپ نے ایک وفد بٹالہ بھجوایا تھا تا وہاں کے قبرستانوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی قبر تلاش کر سکیں مگر بسیار کوشش کے نام ونشان تک نہ ملا تھا۔ اس شخص کا جو بٹالہ اسٹیشن پر قادیان کا رُخ کرنے والوں کو روکا کرتا تھا جبکہ اس کے بالمقابل قادیان سے اٹھنے والی

ایک آواز 130 سالوں میں 30 کروڑ سے بڑھ چکی ہے۔ اور 60 کروڑ آنکھیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نچھاور ہونے کے لئے موجود ہیں۔

1934ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید بطور انعام عطا کی جس کے ذریعہ دنیا بھر میں مشن ہاؤسز، مساجد کی تعمیر کے علاوہ مربیان کرام کی ترسیل اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کا کام جاری ہے۔

1953ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کا تحفہ جماعت کو عطا فرمایا۔ جس کے ذریعہ پاکستان میں خیبر سے کراچی تک تعلیم و تربیت، اصلاح احوال اور دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے اور خلافت رابعہ میں اس کا دائرہ کار ساری دنیا تک پھیلا دیا گیا ہے۔
1974ء کی مخالفت کی جب منصوبہ بندی مخالفین کی طرف سے ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کا تحفہ دیا۔ جس کے تحت سو سالہ جشن پوری آب و تاب کے ساتھ منایا گیا اور اسلام کی تمام دنیا بھر میں خوب تشہیر ہوئی۔ نیز احمدی احباب کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن کی وجہ سے نہ صرف خاندان مالی لحاظ سے مضبوط ہوئے بلکہ چندوں میں بھی بہت اضافہ دیکھنے کو ملا اور جماعت مالی لحاظ سے مضبوط ہوئی۔

1984ء کی مخالفت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو مغربی دنیا میں پہنچا کر جماعت احمدیہ کے لئے ایک نئے era کا انتظام فرما دیا۔ اور اسلام احمدیت ایک دفعہ پھر پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں پھیلنے لگا۔ ایم ٹی اے کی نعمت جماعت کو عطا ہوئی جس سے خلیفۃ المسیح اور احباب کے درمیان رابطہ مضبوط ہوا۔ عالمی سربراہوں سے ملاقاتوں میں تیزی آئی۔ مساجد کی تعداد ہزاروں میں دیکھتے ہی دیکھتے جا پہنچی۔ مبلغین و معلمین کا جال ساری دنیا میں پھیلا۔ جامعات بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں قائم ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کے پارلیمنٹس سے خطاب اور عالمی رہنماؤں کو امن کے پیغام بڑی تیزی سے پہنچائے جانے لگے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا۔ 1891ء میں پہلے جلسہ سالانہ میں 75 احباب نے شرکت کی

اور اب 75 سے زائد ممالک میں یہ جلسے بڑی شان کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت کی مخالفت کرنے والے دو جابر سربراہوں میں سے بھٹو کو پھانسی اور ضیاء الحق کے طیارے کے حادثے میں پرخچے اُڑا کر عبرت کا نشان بنا دیا۔

ایسا کیوں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ لیمپ میں پانی ملے تیل سے پانی اور تیل میں بحث جاری تھی۔ پانی کہہ رہا تھا کہ میں صاف ستھرا ہوں لوگ مجھے اپنی پاکی کے لئے استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کرتے ہیں۔ تم گدلے ہو تم سے بدبو آرہی ہے پھر تم میرے سے اوپر کیوں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیل کو زبان عطا کی اور وہ یوں گویا ہوا کہ میں چھوٹا سرسوں کا بیج تھا۔ زمین پر پھینک دیا گیا کچھ میرے ساتھیوں کو چڑیا چگ گئیں۔ کسی ساتھی نے ابھی زمین سے سر نکالا ہی تھا کہ وہ تیز ہواؤں اور بارشوں کی نذر ہو گیا یا کوئی پرندہ اُسے کھا گیا۔ جو کچھ بچ گئے ان میں، مَیں بھی شامل تھا۔ سورج کی تپش میں مَیں پلا بڑھا مجھے کاٹ کر دھوپ میں ڈال دیا گیا۔ پھر کوہلو میں ڈال کر پیسا گیا اور تیل کی شکل اختیار کر گیا۔ ابھی بھی مجھے چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا بلکہ مجھے آگ لگا کر جلایا جا رہا ہے۔ کیا اتنی مشکلات اور تکلیفیں اٹھانے کے بعد بھی میرا حق نہیں بنتا کہ میں تمہارے اوپر آؤں؟

پس اے احمدی بھائیو! تم اوپر آنے اور دنیا پر مسلط ہونے اور حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ کچھ وقت درکار ہے، انتظار کرو، اور بس انتظار کرو اور دعائیں کرو اللہ تعالیٰ وہ دن بہت جلد لائے گا جب تمہاری حکمرانی ہو گی اور تم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح یہ کہہ رہے ہو گے کہ جو کوئی خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گا۔ جو فلاں کے جھنڈے تلے آیا وہ امن میں ہے۔ جس نے خلافت احمدیہ کی امان حاصل کر لی وہ امن میں ہو گا بس

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ایک فارسی مقولہ ہے:

آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا گر

کہ کتوں کے بھونکنے سے گداگر کے رزق میں کمی نہیں آتی۔

ہم احمدی بھی تو اللہ تعالیٰ کے در کے گداگر ہیں۔ جس طرح ایک گداگر، فقیر کسی کے گھر جاکر دھونی رما بیٹھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنے اللہ کے در کے گداگر ہو کر اس سے مانگیں، دعائیں کریں، استغفار کریں۔ اس پر توکل کریں۔ اس پر بھروسہ کریں، اس سے کبھی نااُمید نہ ہوں۔

عدّو جب بڑھ گیا شور وفغاں میں

نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

اس میں دوسرا بڑا سبق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بصورت رزق میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ بلکہ جہاں انعامات میں بڑھوتی ہو گی وہاں جماعت احمدیہ بڑھے گی۔ پھیلے گی، پھولے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں روک نہیں سکتی۔

کہتے ہیں کہ فزکس کا یہ اصول ہے۔ جو Lavity کا اصول کہلاتا ہے

The more you press more will rise

جتنی زور سے ربڑ کی گیند کو زمین پر پٹکو گے یہ اتنا ہی اونچا جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے صحابہ کی مشکلات اور مصائب دیکھ کر ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قائم کردہ امن وامان کی وجہ سے ”صنعاء“ (یمن کا دارلخلافہ اور فیڈرل ایریا ہے) سے ”حضر موت“ (یمن کا مشہور علاقہ) تک اکیلا شُتر سوار چلے گا۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی

کرے گا یعنی وہ لوگ جو اس وقت وحشی ہیں (مخالفت اور ایذاء دے رہے ہیں ان کی نسلیں) تربیت پا کر دنیا کے والی اور رکھوالے بنیں گے لیکن تم جلد بازی دکھا رہے ہو" (بخاری کتاب المناقب)

آج بھی ہم میں سے بعض لوگ دشمنوں کی تکالیف اور مصائب اور ایذاء رسانیوں کو دیکھ کر مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس حدیث میں پیغام ہے کہ جلد بازی نہ کریں اور اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ کی صدا سننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ دعاؤں میں جُت جائیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنی کمزوریوں کو دُور کریں اور روزانہ اپنا محاسبہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص چاہتا ہے کہ صحت وعافیت بھی رہے۔ مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی و جانی آرام بھی ہو، کوئی ابتلاء بھی پیش نہ آوے پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جائے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف قسم کے مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا"

ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کو آنحضور ﷺ کی موجودگی میں بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ چپ رہے اور حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے اور تعجب کرتے رہے جب اس شخص نے گالیاں دینے میں حد کر دی تو ابو بکرؓ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ جس پر حضورؐ ناراضگی کے انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپؐ سنتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپؐ چلے آئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! جب تک تم خاموش رہے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے لیکن جب تم نے جواب دیا تو فرشتے جگہ چھوڑ گئے اور شیطان آگیا۔ پھر میں اس جگہ پر کیسے بیٹھ سکتا تھا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 796)

پس آج بھی فرشتے ہماری طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات جمعہ میں احباب کو دعاؤں کی طرف بلا رہے ہیں آپ خطبہ جمعہ 21 اگست 2020ء میں فرماتے ہیں:

”آج کل مخالفت پاکستان میں پھر زوروں پر ہے بلکہ ممبران اسمبلی بھی جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کر کے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غلط طور پر ان لوگوں کی غلط حرکات کو پیش کیا جاتا ہے جن کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور پھر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ احمدی تھے حالانکہ ان کا ان حرکت کرنے والوں کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آجکل سستی شہرت کے لئے ہر گھسا پٹا انسان جو ہے وہ یوٹیوب پر جماعت کے خلاف اپنے پروگرام بنا کر اور غلط باتیں منسوب کر کے سمجھتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں حالانکہ نیک نیت نہیں ہیں وہ لوگ صرف اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شر ان پر الٹائے۔ ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کی جماعت کو بھی دنیا میں بھی دعائیں ہمیں بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔

- رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

ترجمہ: اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

- اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بہت پڑھیں۔

ترجمہ نمبر 1۔: اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

ترجمہ نمبر 2۔: اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ (خطبہ جمعہ 30 مئی 2014ء)

سال نو کے آغاز پر اسی مضمون کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل دو دُعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ

(آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

پھر یہ بھی دعا پڑھیں

- رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

(آل عمران:148)

کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2021ء)

درود شریف بہت پڑھیں

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے ان شریروں کے شر سے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔"

روزنامہ الفضل ہر سال دسمبر کے مہینے میں کسی نہ کسی موضوع پر سالانہ نمبر نکالتی رہی ہے۔ 2016ء کو "صبر و استقامت" کے عنوان پر نمبر تیار ہو رہا تھا کہ حکومت کی پابندی کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا۔ مگر حضور نے اس کے لئے ایک پیغام بھجوایا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:

"دین کی خاطر صبر اور استقامت دکھانا بہت ہی بابرکت کام ہے۔ اور آج یہ وصف اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ احمدی کس قدر سختیاں محض للہ برداشت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ جب کوئی احمدی ہوتا ہے تو عزیز واقارب اور دوست تعلقات

منقطع کر لیتے ہیں۔ ماحول میں نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ملکی قوانین بھی ایسے ہیں جس میں اختلاف عقیدہ کی بناء پر ان سے اپنے ہی ملک میں امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا جاتا ہے اور کئی بے گناہ احمدی ابھی بھی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اب تک کون سا ظلم ہے جو احمدیوں پر ڈھایا نہیں گیا۔ جائیدادیں چھینی گئیں۔ آگیں لگائی گئیں۔ کاروبار لوٹے گئے۔ مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ کتنے ہی احمدی اپنے دین اور عقائد کی حفاظت کرتے ہوئے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ ایسے لوگ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔

یہ واقعات انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی جن میں سے نمایاں طور پر 2010ء کا وہ دکھ بھرا واقعہ ہے جب لاہور میں دو مقامات پر احمدیوں کو عین عبادت کرتے ہوئے بڑی بے دردی کے ساتھ جان سے مار دیا گیا۔ مگر اس مشکل وقت میں بھی وہاں پر موجود ہر احمدی کوہ وقار بن کر صبر واستقامت کا نہایت شاندار نمونہ پیش کرتا رہا۔ اس وقت ان میں سے کوئی درود شریف کا ورد کر رہا تھا تو کوئی کلمہ پڑھ رہا تھا اور کوئی اپنے ساتھی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ذرا بھر بھی ڈگمگائے نہیں اور نہ ہی ان کے قدموں میں کوئی لغزش آئی بلکہ وہ احمدیت پر اپنے ایمان کو سچا ثابت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہی وہ صبر واستقامت ہے جو خدا کے فضل سے سب دنیا میں جماعت کو کامیابیوں اور ترقیات سے ہمکنار کر رہا ہے۔ پس اے خدا کی خاطر دکھ سہنے والے وفا شعار احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم اس آسمانی نظام خلافت کے ساتھ منسلک ہو جس سے وابستگی کے نتیجے میں اللہ نے تمکنت دین اور خوفوں سے امن دلانے کے وعدے فرمائے ہیں۔ تم اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھو۔ خلیفہ وقت کی دعائیں ہر دم آپ کے ساتھ ہیں۔ عرش کا خدا آپ کی قربانیوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور وہ دن ضرور طلوع ہو گا جب آپ امن و سکون کے ساتھ اور مذہبی آزادی کے ماحول میں اپنے دین پر عمل کر سکیں گے۔“

استغاثہ اللہ تعالیٰ پر ہے

جہلم سے کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مقدمہ دائر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اب یہ ان لوگوں کی طرف سے ابتداء ہے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ ان کے مقابلہ میں کیا کیا تدابیر اختیار کرے گا۔ یہ استغاثہ ہم پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مقدمات کر کے تھکانا چاہتے ہیں۔ الہام اِنَّ اللّٰہ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیْكَ اسی کے متعلق اجتہادی طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی الہام سَاُکْرِمُكَ اِکْرَامًا عَجَبًا سے معلوم ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 61-62)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مارچ 2022ء)

﴿36﴾

وعلیکم السلام

مؤرخہ 6/مارچ 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے دفتری ملاقات میں خاکسار نے ممبران ٹیم، نمائندگان، ممبران کمپوزنگ ٹیم، دنیا بھر میں پھیلے قارئین، مضمون نویسیوں، شعراء و دیگر تعاون کرنے والوں کی طرف سے ''السلام علیکم ''پیش کیا تو فرمایا:

''وعلیکم السلام''

ملاقات کے آخر پر جب آپ تمام کی طرف سے خاکسار نے دعا کی درخواست کی تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ آپ سب کا حافظ وناصر ہو''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۃ المسیح کی ان دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 مارچ 2022ء)

﴿37﴾

”الفضل آسمان پر قوس قزح کی طرح ہے“

الفضل کے حوالے سے ماہ جنوری میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط3

”الفضل آسمان پر قوس قزح کی طرح ہے“

الفضل آن لائن خدا کے فضل و کرم سے اور آپ اور آپ کی ٹیم کی کاوشوں سے بہت شاندار ہوتا جارہا ہے مجھے یہ آسمان پر ”قوس قزح“ کی طرح لگتا ہے۔ (نغمانہ سلیم۔جرمنی)

”تمام مضامین جاندار و محرک ہوتے ہیں“

مورخہ 18 دسمبر 2021ء کے اداریہ کے حوالے سے کہوں گا کہ مالی یعنی مضمون نگاروں نے بہت پانی دیا ہے اور ابھی بھی دے رہے ہیں۔ مضامین ہمیشہ ہی جاندار اور محرک ہوتے ہیں۔جماعت احمدیہ کے سب افراد نمی (یاددہانی) چاہتے ہیں۔ مٹی زرخیز ہے،اذہان الحمدللہ اچھے ہیں،سارے لکھاری اعلیٰ سے اعلیٰ لکھ رہے ہیں۔اور مالک پھل پھول بھی لگارہاہے،الفضل آن لائن روز بروز بہترین ہو رہاہے۔ علمی اور تربیتی مضامین کا بھی اپنا ایک الگ مقام ہے جو الفضل کی اعلیٰ ترین ادارت اور مضمون نگاروں کی علمی قابلیت کے آئینہ دار ہیں۔ (ڈاکٹر نصیر احمد۔یوکے)

”الفضل ایک روحانی خزانے کی حیثیت رکھتاہے“

الفضل اخبار کو جو برکت اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی اور اخبار کو نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظر اس پر پڑتی ہے۔اس میں شائع ہونے والا ہر مواد کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اخبار قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس میں ہم کو بیک وقت ارشاد باری تعالیٰ، فرمانِ نبوی ﷺ، ملفوظات حضرت مسیح

موعودؑ، خلفاء کرام کے خطبات و خطبہ جمعہ، اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شب و روز کی دینی مصروفیات، تعلیمی، تربیتی، تبلیغی، تنظیمی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور طبی امور پر مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہ اخبار ایک روحانی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک پیشگوئی کے مطابق وہ دنیا میں مال کو لٹائے گا۔ آج الفضل ہی روحانی طور پر مال لٹا رہا ہے۔ اور پھر ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر معلومات میں اضافہ اور اپنے اہل و عیال کی تربیت کر لیتے ہیں۔ الحمدللہ (محمد عمر تماپوری۔انڈیا)

”سبھی مضامین نہایت اعلیٰ پائے کے ہوتے ہیں“

روزنامہ الفضل کے سبھی مضامین بہت عمدہ اور پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ آج مورخہ 23 دسمبر 2021ء کا آرٹیکل جس کا عنوان ”جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سو منزلہ دلکش عمارت“ پڑھا۔ جسے پڑھ کر میرے ایمان و ایقان میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ربوہ اور قادیان کے جلسہ سالانہ کی یادیں ایک بار پھر تازہ ہو گئیں۔ (ارشد محمود۔یونان)

”تحریر کی دلکشی نے اسیر کئے رکھا“

الفضل 23 دسمبر میں آرٹیکل بعنوان ”جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سَو منزلہ خوب صورت و دلکش عمارت“ بہت ایمان افروز ہے۔ موضوع اور تحریر کی دلکشی نے اسیر کئے رکھا۔ جزاك الله خیراً۔ جماعت کی ترقی کی پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ۔ کئی رخ اور کئی پہلوؤں سے دیکھتے رہیں گے۔ 1991ء میں جلسہ ہائے سالانہ کو سَو سال پورے ہونے پر مجلہ المحراب کا سوواں جلسہ سالانہ نمبر تیار کرنے کے مراحل میں بڑے انہماک سے اس موضوع پر تحقیق کی تھی۔ اس لئے غیر معمولی دلچسپی سے پڑھتی ہوں۔ کل مکرم سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ نے مسجد سے زوم کے ذریعے معمول کا درس دیتے ہوئے آرٹیکل کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جن کی وضاحت کرتے ہوئے بیان میں اپنے جذبات شامل کر کے دلنشین رنگ دے دیا جس سے لطف اور اثر دوبالا ہو گیا۔ دعا ہے کہ ہم حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے خود کو رضائے الٰہی کے مطابق ڈھال سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔ (امۃ الباری ناصر۔امریکہ)

”الفضل، روحانی غذا جس کے بغیر ناشتہ مکمل نہیں ہوتا“

خاکسار روزنامہ الفضل کی مستقل قاری ہے اور ناشتہ کے فوراً بعد الفضل کا مطالعہ خاکسار کے معمول میں شامل ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ناشتہ مکمل ہی اس روحانی غذا کے ساتھ ہوتا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یوں تو روزنامہ الفضل کے تمام مضامین ہی ازدیادِ علم و ایمان کا باعث ہوتے ہیں لیکن چند ایک مضامین و اداریے ذہن و دل پہ گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں... نیز مختلف عناوین کے تحت چھوٹے چھوٹے کالم بھی اخبار میں دلچسپی کا باعث ہیں جیسا کہ چھوٹی مگر سبق آموز بات۔

(ثمرہ خالد۔جرمنی)

”صحابہ کا تعارف قابل ستائش ہے“

مکرم غلام مصباح بلوچ ڈھونڈ ڈھونڈ کر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کروا رہے ہیں جو بہت خوشکن امر ہے۔ بعض مقامات پر اس کثرت سے صحابہ ہوئے ہیں کہ ان کے نام اور اخلاص و وفا کے واقعات تحریر میں نہیں آسکے۔ اس لحاظ سے غلام مصباح بلوچ صاحب کی ریسرچ بہت قابل ستائش ہے۔

ایک اور مکتوب میں لکھا۔

”قائداعظم اور جماعت احمدیہ حقائق پر مبنی ایک عمدہ مضمون“

25 دسمبر 2021ء قائداعظم محمد علی جناح بانیٔ پاکستان کے یوم پیدائش پر مکرم جمیل احمد بٹ کا مضمون (قائداعظم اور جماعت احمدیہ) بہت پسند آیا۔ بہت جامع اور حقائق پر مبنی مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری پاکستانی قوم کی آنکھوں سے احمدیت کے خلاف تعصب کی پٹی اتارے۔ محبت اور وفاداری اور حب الوطنی کے جو جذبات افراد جماعت احمدیہ کے دلوں میں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ملک و قوم کو قائداعظم کے اصولوں پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔

(ابن ایف آر بسمل)

"کفو کی تلاش ایک عمدہ مضمون"

مورخہ 6 جنوری 2022ء کے شمارے میں سعدیہ طارق صاحبہ نے "ہم کفو کی تلاش" میں رشتہ کرنے کے حوالے سے نہایت اختصار کے ساتھ مسائل کو اجاگر کرکے ان کا حل بھی بیان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے آمین۔ **(عبدالباری طارق)**

"کووڈ میں الفضل نے تنہائیاں دور کر دیں"

لندن آکر خاص کر کووڈ اور گھروں میں بیٹھنے کی وجہ سے نئی زندگی، تازگی اور تنہائی کا احساس نہ ہونے کا سبب "روزنامہ الفضل" بنا۔ جس کی بدولت روزانہ روحانی ماحول گھر بیٹھے باقاعدگی سے ملتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ "صحبت صالحین" ایمان کو تازہ رکھنے اور اپنی زندگیوں کو بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے یہ بھی روزنامہ الفضل سے ملتا رہتا ہے۔ بزرگوں کے ایمان افروز واقعات، دعائیں، قبولیت دعا کے واقعات سے، ایمان کی پختگی اور جذبۂ ایمان مل رہا ہے۔

(چوہدری محمد امجد جمیل۔لندن)

"خطوط اخبار کے معیار کو بہتر کرنے میں موثر کردار ادا کر رہے ہیں"

صحافت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ پرنٹ میڈیا کی ابتداء ہی سے تمام بڑے اخبارات کے اہم صفحات پر جگہ پانے والوں میں "ایڈیٹر کے نام خطوط" کے عنوان سے مراسلات کی اشاعت رہی ہے۔ یہ سیاسی، مذہبی، علمی اور تاریخی موضوعات کے علاوہ اخبار کے قارئین کی تجاویز اور اخبار میں شائع ہونے والے مضامین پر تبصروں پر مشتمل ہوتے تھے اور ہیں... روزنامہ الفضل آن لائن میں بھی جب سے اس سلسلہ کی ابتداء ہوئی ہے تب سے بہت سے ایسے خطوط نظر سے گزرے جنہوں نے بہت متاثر کیا تھا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، خلیفہ وقت کی دعاؤں، راہنمائی اور ادارے کے ٹیم ورک کے نتیجہ میں الفضل آن لائن دنیا بھر کے احباب کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ عام قاری کا رجحان بھی اب لکھنے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ یہ بہت اچھی اور مثبت

تبدیلی ہے۔ اس لئے یہ ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ روزنامہ الفضل آن لائن کے معیار کو بہتر کرنے اور بہترین موضوعات کی فراہمی میں بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔

ایک تجویز

’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے ذریعے خاکسار ایک تجویز ادارے کی خدمت میں لکھ رہا ہے، کہ الفضل آن لائن میں ’’یاد رفتگان‘‘ کے حوالے سے مضامین کی اشاعت کی تعداد میں اضافہ کئے جانے کی ضرورت ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ وفات یافتگان سلسلہ اور خاندان کے بزرگان کا ذکر خیر ہو جاتا ہے اور ان کے لئے دعائیں ہو جاتی ہیں۔

دوم ان کے عزیز و اقارب اور دوستوں اور جماعت، خاندان کی نئی نسل کو ان کی پرانی خدمات کا علم ہوتا ہے اور بات سے بات نکلتی ہے۔

سوم ’’یاد رفتگان‘‘ ایسے موضوعات پر لکھے جانے والے مضامین خاندان، عزیزو اقارب، احباب جماعت میں بہت پڑھے جاتے ہیں۔ ایسے مضامین اور ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ بعد میں بطور ریفرنس بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح کی تشہیر سے الفضل اخبار کے مطالعے کی طرف رجحان بھی جنم لیتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی احباب جماعت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی تھی کہ احباب خاندانوں کے پرانے بزرگوں کو یاد کریں ان کی تاریخ اکٹھی کریں۔ پاکستان سے احمدیوں کی بڑی تعداد بیرون ممالک میں منتقل ہو چکی ہے ان کے سینوں میں پاکستان میں بجالانے والے دینی خدمات کے خزانے مدفون ہیں ان کو قلم کے ذریعے باہر لاکر الفضل کی زینت بنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ سنہری تاریخ محفوظ ہو سکے۔

(منور علی شاہد۔ جرمنی)

"الفضل روحانی سیرابی کا باعث"

الفضل آن لائن جہاں ہمیں حالات سے باخبر رکھتا ہے وہاں ہماری روحانی پیاس کو بھی بجھاتا ہے۔ میں ہر تحریر بغور پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، الفضل آن لائن سے میرا روزانہ کا تعلق قائم رکھے، آمین۔

الفضل آن لائن نعمت خدا وندی ہے
بھائیو! اسی سے قائم ہماری بندگی ہے

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں۔

الفضل آن لائن ہمارے لئے بیش بہا قیمتی خزانہ ہے اور گھر بیٹھے ہمیں اس علمی خزانہ سے حصہ ملتا ہے۔... تحریرات پڑھنے اور عمل کرنے کی متقاضی ہیں۔ خدا تعالیٰ روزنامہ الفضل آن لائن کو ہمیشہ ترقیات سے نوازے، آمین۔

مزید لکھتے ہیں۔

بلاشبہ الفضل آن لائن ہماری روحانی پیاس بجھانے کے لئے اک بہترین روزنامہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسولؐ اور حضرت سلطان القلمؑ کے خزائن اور خلیفۂ وقت و دیگر تحریرات خدا کی رضا کے حصول میں ہماری مدد و مددگار ہیں۔ میرے خیال میں شاید یہ واحد روزنامہ ہے جو پوری دنیا میں سرکولیٹ ہوتا ہے اور دوسرا کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ اسے مینار نور بنائے اور ہمیں اس سے روشنی حاصل کرنے والا بنادے۔ آمین۔ (اے آر بھٹی)

"الفضل دینی و دنیاوی علوم کا ماخذ"

الفضل آن لائن شاندار اور لاجواب مضامین سے پر ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے حصول میں لاجواب ہے۔ تمام لکھنے والوں اور انتظامی امور سرانجام دینے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ (مبشر احمد)

”تشنہ روحوں کی سیرابی کا باعث“

روزنامہ الفضل 15 جنوری 2022ء کے شمارہ میں ”روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف“ کے عنوان سے آرٹیکل پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت ہی معلوماتی مضمون ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور دعا سے جاری ہونے والی اس نہر سے سیراب ہونے والے قارئین اور اسکی قلمی معاونت میں حصہ لینے والے مضمون نگار اور شعراء سب ہی بہت خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت اور رہنمائی میں پھلنے پھولنے والے اس اخبار کو جو کئی طوفانوں سے گزر کر کامیابیوں کی منازل طے کرتا ہوا اب آن لائن جریدے کی شکل میں ہمارے دلوں کو منور کر رہا ہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین۔ (امتہ القیوم انجم۔ کینیڈا)

”الفضل کے تمام مضامین اپنی مثال آپ ہوتے ہیں“

الفضل میں شائع ہونے والے مضامین تو اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ لیکن بعض مضمون بہت ایمان افروز ہوتے ہیں جیسے کہ ”محترم انصر صاحب کا احمدیت کا ورثہ“ بہت اچھا سلسلہ شروع کیا ہے آپ نے۔ جزاك الله۔ کیونکہ ہم جیسے پیدائشی احمدی شاید اس چیز کی اتنی قدر و قیمت نہ جانتے ہوں۔ اسی طرح چند روز قبل ”ہم کفو کی تلاش“ کے موضوع پر بہت اچھا مواد پڑھنے کو ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا عطاء المجیب صاحب کا قسط وار ”حاصل مطالعہ“ اور مولانا شمشاد صاحب نے جو اپنی دادی اماں کے بارے میں لکھا پڑھ کر اپنی نانی جان اور دادی جان یاد آگئیں۔ واقعی کتنے سادہ، سچے اور بہادر لوگ تھے ان لوگوں نے کیسی اطمینان بھری زندگیاں گزاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ٹیم کو بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ آمین (خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

”ٹیکنالوجی کا بہترین استعمال“

روزنامہ الفضل آن لائن آج کل کی ٹیکنالوجی کی نعمت سے روزانہ موبائل پر دیکھنے اور پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ الحمدللہ۔

روزنامہ الفضل میں جہاں بہت سارے علمی اور معلوماتی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں وہاں اگلے دن ہفتہ کے شمارہ میں حضور کے تازہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ جو اس لحاظ سے بہت خوش کن ہے کہ حضور انور کے تازہ خطبہ جمعہ کے خلاصہ سے بعض اہم پوائنٹس کے علاوہ بعض ایمان افروز واقعات بھی باقاعدگی سے بچوں کو بتانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ الحمدللہ۔

(ملک منیر احمد۔ٹوکیو، جاپان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 مارچ 2022ء)

﴾38﴿

دنیا کے تازہ حالات میں دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/مارچ 2022ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”جو آج کل کے حالات ہیں دنیا کے، جنگوں کے، اس کے لئے دعا کریں۔ خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ خوفناک نتائج ہوں گے۔ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔ تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 مارچ 2022ء)

﴿39﴾

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اچھوتے انداز اور قابل عمل زاویے
سورۃ النساء آیت 60 کی روشنی میں

گزشتہ دنوں مجھے اپنے حلقہ کی جماعت کے اجلاسِ عام میں آن لائن شمولیت کی توفیق ملی۔ اس اہم اجلاس میں انتظامیہ نے مجھے حقوق اللہ اور حقوق العباد پر گفتگو کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اس ضروری اور مفید موضوع کو لے کر اگر میں چاہتا تو روائتی طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد پر اسلامی تعلیم اوراس میں بیان ہونے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق بھی گنوا سکتا تھا لیکن جب اس مضمون پر خدا داد سوچوں کے دھارے کے سہارے غور کرتے قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت کریمہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:60)

ذہن میں آئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اولوالامر یعنی فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ اس آیت کریمہ میں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی تاکید کا ذکر ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اَطِيْعُوا اللّٰهَ کے الفاظ میں حقوق اللہ اور رسول اللہ اور اُولِي الْاَمْرِ کی اطاعت میں حقوق العباد کا ذکر مضمر ہے۔ اب خاکسار مختلف حقوق کے بارے میں کچھ بیان کرے گا۔ اس آیت میں موجود حقوق کا مضمون ایک نئے انداز سے سامنے آئے گا۔

اطاعت کے حوالے سے حقوق اللہ

انسان کی یہی سوچ اپنے خالق کائنات کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہر دم دعوت دیتی ہے کہ انسان کو یاد رہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے تمام سلامت اور فعال اعضاء کے ساتھ پیدا فرمایاہے۔اس کی پیدائش اشرف المخلوقات کے طور پر ہوئی ہے۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (التین:5)

اسے کوئی جانور نہیں بنایا۔وہ بولتے ہیں اور اپنا مافی الضمیر بھی بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگلے کا مافی الضمیر سن کر فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے، دیگر حسیات بھی ان میں ودیعت کی ہیں لیکن پھر بھی وہ اشرف المخلوقات کے درجہ پر نہیں گئے۔ اس پر صرف انسان کو ہی فائز کیا گیاہے۔ ہمیں مناسب حال اعضاء کی بجائے معذور یا Handycap نہیں بنایا۔ مخلوقات میں سے سب سے بلند درجہ عطا ہونے کی یہ سوچ ہی انسان کو اپنے خالق کا شکر ادا کرنے کے قابل بناتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریق عبادتِ الٰہی یعنی نمازوں کی ادائیگی ہے۔جو انسان پر اللہ کا پہلا حق ہے۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57)

ہمیں عبادات کے حق ادا کرنے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے۔ تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی میں وقت گزارنا ہے۔ صدقات و خیرات اور زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔

اس حوالے سے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپؐ کی پاکیزہ زندگی، حسن اخلاق اور آپؐ کے مبارک طریق کو دیکھیں تو آپؐ کی خلوت کی عبادات کا یہ عالم تھا کہ نماز اور نوافل میں لمبا وقت کھڑے ہونے کی وجہ سے آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ آپؐ اپنے خالق کے سامنے اسقدر گڑگڑاتے، عجز و بُکا کرتے کہ جیسے ہنڈیا سے ابلنے کی آواز آ رہی ہو۔جب پوچھا جاتا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہے تو آپ اتنی کیوں عبادت کرتے ہیں تو کیا ہی خوبصورت جواب ہوتا کہ کیا میں اپنے خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

باجماعت نمازوں کی ادائیگی یوں تھی کہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ ہمارے ساتھ محوِ گفتگو ہوتے مگر جونہی اذان کی آواز سنائی دیتی فوراً وضو کر کے مسجد کی طرف چل دیتے اور یوں لگتا جیسے آپؐ ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔ آخری بیماری میں بھی آپؐ دو صحابہؓ کے کندھوں کے سہارے نماز باجماعت کے لئے مسجد تشریف لاتے ہیں، بعض اوقات کمزوری کی وجہ سے آپ اپنے پیر زمین پر گھسٹتے جاتے۔ یہ سب کچھ اس اطاعت میں تھا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور اپنے حق کی ادائیگی کے دے رکھا ہے۔ اور یہ مبارک طریق ہم سب کے لئے عمدہ نمونہ اور مشعل راہ بھی ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقوق العباد کو حقوق اللہ پر فوقیت دی ہے کہ اگر اللہ کا کوئی حق ادائیگی سے رہ جائے تو انسان اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن اگر حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کمی رہ جائے یا کسی اللہ کے بندے کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو جب تک زیادتی کا شکار ہونے والے شخص سے معافی نہ مانگی جائے خدا معاف نہیں فرمائے گا۔ اس حوالے سے روزنامہ الفضل آن لائن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک ارشاد کے مطابق ”کتاب تعلیم کی تیاری“ کے عنوان سے گزشتہ آٹھ دس ماہ سے ہر منگل کو ایک آرٹیکل شائع ہو رہا ہے جس میں بندے پر اللہ تعالیٰ کے حقوق، بندے کے اپنے نفس پر حقوق، اور بندے کے اپنے گردونواح کے بنی نوع کے حقوق، پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کر کے شائع کئے جا رہے ہیں جن سے الفضل آن لائن کی ویب سائیٹ پر موجود متعلقہ پرچوں کا مطالعہ کر کے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس عمیق تعلق کو جہاں بہت سی مثالوں سے واضح اور عیاں کیا جا سکتا ہے وہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جو زکوٰۃ، صدقات اور مالی قربانی کی جاتی ہے وہ بطور حقوق اللہ کی ادائیگی کے

ہے۔ یہ بھی تو دراصل اور در حقیقت اللہ تعالیٰ کی غریب، مسکین و مجبور اور حقدار مخلوق کے لئے ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عیال اور کنبہ قرار دیا ہے۔ اس نظر سے دیکھا جائے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی گویا حقوق اللہ کی ادائیگی ہی ہے۔

حقوق العباد کے حوالہ سے اطاعت رسولؐ اور اولوالامر کے مضمون میں سب سے پہلے بیعت کا مفہوم بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بیعت کے معنی اپنے آپ کو اس بابرکت اور برگزیدہ شخصیت کے حق میں بیچ دینے کے ہیں جن کی بیعت کی جارہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں گائے کی فروخت کی مثال دی ہے کہ اگر کوئی کسان اپنی گائے فروخت کر کے اس کے دام وصول کر کے اس کے دودھ پر اپنا حق جتائے تو اسے دیوانہ کہا جائے گا۔

بعینہٖ اپنا ہاتھ کسی روحانی بندے کے ہاتھ میں پکڑوا کر بیعت کر کے انسان دراصل یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میرا اب کچھ نہیں رہا سب کچھ تیرا ہے۔ میں نے بیعت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور انعامات کی صورت میں دام وصول کر لئے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری اطاعت کی، اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی، جس نے میری نافرمانی کی، اس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی۔

حضرت جنادہؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت رسول کریم ﷺ کی سُننے اور بیعت کرنے پر بیعت کرتے تھے خواہ وہ بات پسند ہو یا ناپسند۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

”اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیرِ کبیر جلد دوم صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"اطاعت یہ نہیں کہ خلیفۂ وقت کے یا نظام جماعت کے فیصلے جو اپنی مرضی کے ہوئے دلی خوشی سے قبول کر لیے اور جو اپنی مرضی کے نہ ہوئے اس میں کئی قسم کی تاویلیں کرنی شروع کر دیں اور اُس میں اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔" (خطبہ جمعہ 11 اکتوبر 2013ء)

صحابہ کی اطاعت کے اجتماعی واقعات

جنگِ بدر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ مشورہ طلب فرما رہے تھے کہ کیا جنگ مدینہ میں ٹھہر کر لڑی جائے یا شہر سے باہر نکل کر؟ تو مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے صحابہ نے تو مشورہ دے دیا۔ اب مدینہ کے رہائشی انصار صحابہ کی باری تھی۔ حضرت مقداد بن اسودؓ انصار کی جانب سے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسولؐ! ہم حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ:25)

کہ اے محمدؐ! تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ دشمن آپ تک کوئی گزند پہنچانے کے لیے نہیں پہنچ سکے گا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روندلے اور اے رسول اللہ! اگر آپ سمندر میں چھلانگ لگانے کا حکم بھی دیں گے تو ہم وہ بھی کر گزریں گے۔ (سیرت الحلبیہ جلد اول صفحہ 453)

* حرمت شراب کی آیت نازل ہونے اور اس پر فوراً عمل پیرا ہونے کا واقعہ بھی اجتماعی اطاعت میں ایک ایمان والے کو جلا بخشنے کے لیے کافی ہے۔ جب چند صحابہ حضرت طلحہؓ کے گھر بیٹھے شراب کے خم کے خم پیئے جا رہے تھے کہ اچانک مدینہ کی گلیوں میں یہ صدا سُنائی دی کہ اے مومنو! آج سے شراب حرام کر دی گئی ہے تو پھر کیا تھا کہ وہ صحابہ شراب کے نشے میں مدہوش اور دُھت تھے، لیکن اطاعت کے اعلیٰ معیاروں پر قائم تھے۔ انہوں نے فوراً شراب کے مٹکے توڑ ڈالے

اور دیکھتی آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ شراب مدینہ کی گلی کوچوں میں بہنے لگی۔ صحابہ نے یہ پوچھنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی کہ یہ کس کا حکم ہے اور کب نازل ہوا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

اطاعت کے انفرادی واقعات

صحابہؓ کی سرکاردوعالم کی اطاعت کے حوالے سے حقوق کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی ایک الگ سے طویل اور ایمان افروز باب ہے۔ صحابہؓ کے واقعات کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حق ادا کرنے کے لیے بطور نمونہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

* حضرت ابیؓ ایک دفعہ نماز کی حالت میں تھے آنحضور ﷺ نے بلوا بھیجا آپؓ نے جلدی جلدی نماز ختم کر کے حاضری دے دی۔ آنحضور ﷺ نے حضرت ابیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم نے یہ حکم نہیں سُن رکھا کہ

اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (انفال:25)

کہ اے مومنو! اللہ اور اُس کے رسول کی پکار کا جواب دیا کرو جب وہ تمہیں بلائے، تاکہ روحانی زندگی نصیب ہو۔

ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ مسجد میں وعظ فرمارہے تھے اور صحابہ کا اژدہام تھا جو وہاں موجود تھا۔ آنحضور ﷺ نے حاضر صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا بیٹھ جائیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ ابھی باہر ہی تھے اور مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ آپ کے کانوں نے بھی یہ الفاظ سن لیے تو پھر کیا تھا اپنے آقاؐ کی اطاعت کا دم بھرنے والے اس جانثار نے فوراً حکم پر عمل کیا اور آپؓ باہر ہی زمین پر بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے ہی پرندے کے پھدکنے کی طرح مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ مسجد آنے والے دیگر صحابہ نے حضرت عبداللہ سے کہا بھی کہ اس حکم کے آپ مخاطب تو نہیں ہیں۔ آپؓ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ میرے کانوں نے آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے بیٹھ جانے کا حکم سنا ہے اگر میری ابھی جان نکل جائے تو میں خدا کو کیا جواب دوں گا کہ آپ نے حکم سنا اور تعمیل نہیں کی۔ (اصابہ جز4 صفحہ66)

اس دور آخرین میں کچھ ایسا ہی اطاعت سے بھرپور واقعہ دوہرایا گیا جس کو دیکھ کر دنیا بھر کے لوگ خصوصاً احمدی افراد کو ساڑھے چودہ سو سال قبل کا یہ واقعہ یاد آگیا۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب آپ نے مسجد فضل کے اندر کھڑے احباب کو بیٹھ جانے کا حکم فرمایا۔ لاؤڈ اسپیکر پر یہ حکم جب مسجد کے گرد و نواح میں کھڑے احباب نے سنا تو سب یک لخت بیٹھ گئے، یہ بھی نہ سوچا کہ حضور تو مسجد کے اندر ہیں یہ حکم اندر والوں کے لئے ہو گا، ٹھنڈے موسم میں یخ بستہ فرش اور سڑک پر جہاں بھی کھڑے تھے، خاموشی سے بیٹھ گئے گویا اٹھتی لہریں ایک لمحہ میں پُر سکون بہتا دریا بن گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دور آخر کی جماعت کے افراد کی اعلیٰ معیار کی اطاعت کا ایک اور واقعہ تاریخ احمدیت میں محفوظ ہو گیا۔ ایم ٹی اے کی Live نشریات کے ذریعے یہ اس دور کا اپنی نوعیت کا انوکھا اور خوبصورت واقعہ پوری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کیا جا رہا تھا، جس کی وجہ سے سب دنیا احمدیوں کی اطاعت خلافت کی گواہ بن گئی۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مختلف ارشادات، ہدایات اور چھوٹی چھوٹی باتیں بیان فرما کر اپنے صحابہ کی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے آپؐ نے صحابہؓ کو کسی کے آگے دست دراز کرنے سے منع فرما رکھا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ اونٹ پر سوار تھے۔ آپؓ کے ہاتھ سے اونٹ کی نکیل (رسی) زمین پر آ گری۔ آپؓ نے اپنے ارد گرد موجود صحابہؓ سے وہ رسی اُٹھا کر دینے کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ خود اونٹ سے نیچے اتر کر اس رسی کو تھام لیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کر کے ثواب کے مستحق ٹھہرے۔ ایک روایت میں چھڑی گرنے کا واقعہ کسی اور صحابی کی طرف منسوب ہے اور وہاں بھی اطاعت کا نمونہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سمعنا واطعنا کی صورت میں صحابہؓ نے جو ادا کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ قرآنی حکم

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:3)

یعنی اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ کے نزول کے بعد بعض بلند آواز رکھنے والے صحابہ گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ کہیں غفلت میں آپؐ کی موجودگی میں آواز اونچی نہ ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی آواز کو اس حد تک دھیما کر لیا تھا کہ ساتھ کھڑے شخص کو بھی آواز سنائی نہ دیتی تھی، اس عمل کے پیچھے بھی اطاعت کا جذبہ موجزن تھا۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ زوجہ محترمہ آنحضور ﷺ نے اپنے بھائی کی وفات کے تیسرے روز خوشبو بھی لگائی اور ہونٹوں وغیرہ کو رنگین بھی کیا۔ خواتین کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں نے آقا حضرت محمد ﷺ سے سن رکھا ہے کہ سوگ تین دن تک کا ہے۔ اللہ اللہ آپؐ کے گھر میں بھی اسی طرح کا اطاعت کا جذبہ تھا جیسا صحابہ میں تھا۔

اطاعت کے حوالہ سے حقوقِ رسولؐ کی بابت ایک اور واقعہ درج کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک خاتون متعدی بیماری جذام کی حالت میں طواف کر رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھ کر گھر بھجوا دیا کہ گھر میں بیٹھ جاؤ تمہیں طواف کا ثواب مل گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت عمرؓ کی وفات ہو گئی تو بعض خواتین نے اس مجذوم خاتون سے کہا کہ جس شخص نے تمہیں طواف کرنے سے روکا تھا وہ تو اب اس دنیا میں نہیں رہا اب تم جا کر طواف کر سکتی ہو۔ اس ایمان دار خاتون نے جواباً کہا کہ ”یہ کیسے ممکن ہے کہ اس خلیفہ کی زندگی میں تو میں اطاعت کروں اور ان کے وفات پا جانے کے بعد نافرمانی کروں، یہ ناممکن ہے۔“

اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ اسلام آباد پاکستان سے مجھے دیکھنے کو ملا۔ جب خاکسار نے بطور مربی ضلع مکرم ڈاکٹر تقی الدین احمد مرحوم کو دوپہر 11 بجے کے قریب فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ کلینک جانے سے قبل دو نفل ادا کر رہے ہیں۔ نفلوں کی ادائیگی کے بعد اُن کے فون پر خاکسار نے نفلوں کے بارے میں استفسار کیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ وہ دو نفل ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے احباب جماعت کو پڑھنے کو کہے ہوئے ہیں اور میں یہ ضرور ادا کرتا ہوں کہ میرے کانوں نے حضور رحمہ اللہ کی یہ ہدایت سُن رکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گو

خلیفۃ المسیحؒ وفات پا چکے ہیں مگر آپ کی آواز پر موت نہیں آئی اور رات کلینک سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے دو نفل پڑھ کر سوتا ہوں (یہ واقعہ خلافت رابعہ کے دور کا ہے)

تو یہ ہیں وہ حقوق العباد جن کے ہم مکلف بنائے گئے ہیں تا ان کی روشنی میں حقوق اللہ کی ادائیگی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور پیار کے ہم وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مارچ 2022ء)

﴿40﴾

ایڈیٹر کے نام ایک تاریخی خط

بھیرہ شہر کی روح پرور سیر

مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں:

5 مارچ 2022ء کے الفضل میں پیشگوئی لیکھرام کے پورا ہونے پر آپ کا اداریہ ’’کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا‘‘ اور مکرم چوہدری محمد امجد جمیل کا مضمون ’’ایک خدائی نشان اور تعارف خاندان‘‘ بہت پسند آئے اسی طرح پر نسپل جامعہ نائیجیریا مکرم عبد العظیم احمد کا مضمون بھی بڑا comprehensive معلوماتی اور ایمان افروز ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ’’تریاق القلوب‘‘ میں 270 گواہوں کے نام اور بعض کے بیان دئے ہیں۔ جنہوں نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی تحریری شہادت دی۔ 191 ویں نمبر پر ’’الہ دین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور‘‘ اس عاجز کے پردادا تھے اس عاجز کے دادا اور پردادا خدا کے فضل سے بھیرہ کے صحابہ میں سے تھے۔ بھیرہ ایک قلعہ بند walled city ہے جس کے ارد گرد بیضوی شکل میں سڑک گھومتی ہے۔ جس پر شہر کے اندر داخل ہونے کے لئے مغلیہ آرکیٹکچر طرز کے آٹھ محرابی دروازے ہوتے تھے۔ احمدیت کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اس شہر کو حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ کثرت سے یہاں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ ہوئے ہیں۔ اس عاجز کے آباء واجداد کا تعلق چونکہ بھیرہ سے ہے اور اس عاجز نے بھی میٹرک تک بھیرہ میں تعلیم حاصل کی تھی اس لئے عاجز بڑے وثوق سے عرض کرتا ہے کہ عالم تصور میں بھیرہ کے کسی دروازے سے داخل ہوں۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا صحابیؓ نظر آجائے گا۔ ہر طبقہ اور ہر محلہ سے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی

غلامی میں داخل ہوئے۔ ملتانی گیٹ (لالو والا دروازہ) سے شہر میں داخل ہوں تو قریب ہی بازار کے عقب میں گلی میں مسجد نور ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا آبائی گھر تھا۔ ریلوے اسٹیشن کی طرف سے لاہوری گیٹ (گنج والا دروازہ) سے شہر میں داخل ہوں تو تقریباً بازار کے سنٹر میں ہی مسجد قاضیاں والی آجاتی ہے۔ یہ مسجد قاضی سید امیر حسین صاحب کی خاندانی مسجد تھی۔ اس کے قریب ہی محلہ حکیماں والا میں حضرت حکیم فضل دین صاحب کا گھر آتا ہے۔ محلہ مفتیوں والا بھی اس سے ملحق ہے جہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت مفتی فضل الرحمن صاحبؓ کا گھر تھا۔ چنیوٹی گیٹ (چک والا دروازہ) سے یہ زیادہ قریب پڑتا ہے۔ کابلی دروازہ (چڑی چوک والا دروازہ) سے داخل ہوں تو حضرت خان بہادر غلام حسین صاحبؓ گلگتی کی حویلی آجاتی ہے جو گلگت اور لداخ کے پولیٹیکل ایجنٹ رہے ہیں۔ کشمیری دروازہ (چٹی پلی والا دروازہ) سے داخل ہوں تو حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ کا گھر آجاتا ہے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ہاتھ اپنی ہینڈ سٹک Hand Stick تحفہ کے طور پر بھیجی تھی جو ان کے پوتے قریشی احمد حسن صاحب مرحوم کے گھر میں محفوظ ہے۔

مغرب میں لوہارا موری والا دروازہ کے ساتھ مسجد فضل ہے۔ محلہ احمدیہ اور محلہ پراچگان ساتھ ساتھ ہیں وہاں بیسیوں گھر صحابہ کے تھے وہاں سے ایک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ہینڈ سٹکز بنا کر بھیجتے تھے۔

مسجد نور کی vicinity میں بیسیوں گھر صحابہ کے تھے حضرت مولوی دلپزیر صاحبؓ کا گھر بھی قریب تھا جو کہ 40 کتب کے مصنف اور شاعر تھے۔ ہمارے آباء واجداد بھی مسجد نور کے سامنے والی گلی میں رہتے تھے۔ شہر کے مڈل میں بازار کے اندر ایک شاندار گرودوارہ ہے۔ اس کے عقب میں حضرت منشی خادم حسین صاحبؓ کا گھر تھا۔ محلہ شیش محل میں بھی ایک صحابی تھے حضرت شیخ محمد شفیع صاحبؓ جن کے ایک بیٹے شیخ محمد اکرم صاحبؓ مرحوم مسلم ٹاؤن لاہور کے صدر

تھے اسی طرح حضرت حکیم عبد الجلیل صاحب جو خلافت ثانیہ میں شیخوپورہ شفٹ ہو گئے تھے ان کی اولاد در اولاد سویڈن، برطانیہ، کینیڈا میں پھیل چکی ہے۔

آرکیٹکچر کے دو ماہرین بھی صحابہ میں سے تھے۔ جنہیں انگلش گورنمنٹ نے وڈ کارونگ کے لئے ولائت بھجوایا تھا یہ واپس آکر ولیتئے مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دو رضائی بھائی بھی مسجد نور کی vicinity میں رہتے تھے ایک بھائی حضرت حافظ غلام محی الدینؓ قادیان اور دوسرے حضرت حافظ محمد امینؓ جہلم شفٹ ہو گئے تھے۔ انہی رضائی بھائیوں کے پوتوں میں سے میجر ڈاکٹر عبد الحق مرحوم امیر ضلع گجرات اور مولانا جمیل الرحمن رفیق معروف ہوئے۔

بھیرہ کے بعض صحابہ کو مدرسہ احمدیہ اور ٹی آئی اسکول قادیان میں تدریس کا موقع ملا۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ، حضرت منشی خادم حسین صاحبؓ اور حضرت ماسٹر نور الٰہی صاحبؓ اور حضرت ماسٹر عبد الرؤف صاحبؓ وغیرہ (حضرت ماسٹر نور الٰہی صاحبؓ کے والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پگڑی حاصل کی تھی جو ان کے پوتے کے پاس ہے) بھیرہ کے صحابہ کی اکثر اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی برکتیں دیں۔ ٹی آئی کالج کے وائس پرنسپل میاں عطا الرحمن صاحب بھی بھیرہ کے ایک صحابی حضرت میاں کرم دین صاحبؓ کے بیٹے تھے۔ آئی سپیشلسٹ میجر جنرل نسیم صاحب مرحوم کے نانا بھی بھیرہ کے صحابہ میں سے تھے اب تو بھیرہ کے کئی صحابہ کی اولادیں یورپ، امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں پھیل گئی ہیں۔

موٹروے بننے سے بھیرہ پھر لائم لائٹ میں آرہا ہے۔ کاش جماعت احمدیہ کی رونقیں بھی واپس آجائیں۔ آپ نے جس لیکھرام ثانی کا ذکر کیا ہے اس کے تباہ شدہ جہاز کا scratch اس عاجز نے بھی دیکھا ہے جو عبرت کا نشان ہے۔

☆☆☆☆

نوٹ از ایڈیٹر: مؤقر اخبار الفضل کے مستقل قاری، الفضل سے عشق کی حد تک پیار کرنے والے ادیب، نامہ نگار اور مضمون نویس مکرم ابن ایف آر بسمل نے آج بھیرہ شہر کی ایسی روحانی سیر کروائی کہ طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ ایک طرف طبیعت میں طراوٹ اور دوسری طرف افسوس کہ کاش اتنی تفصیل سے بھیرہ کا تعارف پہلے پڑھنے کو ملتا تو بھاگ کر جا کر دیکھ آتے۔

خاکسار نے بہت دفعہ فیملی کے ساتھ اور کئی دفعہ دوستوں کے ساتھ بھیرہ دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ اسلام آباد میں آٹھ سال مقیم رہا۔ اپنے عزیزوں سے ملنے منڈی بہاؤالدین جاتے اس راہ سے گزر ہوا۔ مگر ارادہ، ارادہ ہی رہا پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا جس کا آج مجھے بہت افسوس محسوس ہو رہا ہے۔

جو دوست آسانی سے بھیرہ وزٹ کر سکتے ہوں انہیں اپنی روح کی آسودگی اور ایمان کی بڑھوتری کے لئے ضرور جانا چاہئے۔ یہ اس عظیم شخصیت کی آماجگاہ رہی ہے جس کے متعلق مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ”... اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 581-586)

یہ وہ روحانی وجود تھے جو اپنا تمام مال و اسباب اور جائیداد چھوڑ کر قادیان میں دھونی رما بیٹھے اور اسی کو اپنا وطن ثانی بنا لیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مارچ 2022ء)

﴿41﴾

الفضل آن لائن کے یوم مسیح موعود نمبر 2022ء کا شاہکار موضوع
”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

ادارہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ طرّہ امتیاز رہا ہے کہ ہر اہم جماعتی دن کی یاد میں وہ خصوصی نمبر شائع کرتا چلا آرہا ہے، جس میں اس دن کی مناسبت سے مضامین، نثر و نظم میں شاہکار متبرک تحریرات اور بہت کچھ، بس یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ علم و معرفت کی روحانی، اخلاقی نہر جاری ہوتی ہے، جو پیاسوں کی آبیاری کرتی اور ان کی پیاس بجھاتی ہے۔ جیسے یوم میلاد النبیؐ کے موقع پر خاتم النبیین ﷺ یا سیرت رسولؐ نمبر، 23 مارچ کی مناسبت سے مسیح موعودؑ نمبر جس میں آپؑ کے پیغام و تعلیمات کی اشاعت و ترویج پر باتیں ہوتی ہیں، 20 فروری کو یوم مصلح موعودؓ نمبر، اس خصوصی شمارے میں ملت کے فدائی پر خدا کی رحمتوں کا ذکر ہوتا ہے اور 27 مئی کو خلافت احمدیہ نمبر، اس اہم نمبر میں خلافت کی برکات، اس دور میں اس نعمت کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

یہی مبارک طریق 2019ء سے روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے شماروں کی شان بڑھاتا آرہا ہے، کیونکہ خلافت خامسہ کے اس ترقی یافتہ دور میں روزنامہ الفضل، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کے نتیجہ میں اپنی ترقی اور ترویج کی منازل طے کرتا ہوا ڈیجیٹل سسٹم میں داخل ہو کر آن لائن کی صورت میں جاری ہوا ہے۔ امسال ادارہ الفضل آن لائن کو 23 مارچ 2022ء کو سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس نصرّہ اللہ تعالیٰ نصراً عزیزاً کی پیشگی اجازت و دُعا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے عنوان پر تاریخی نمبر نکالنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مذکورہ بالا نمبرز کے تفصیلی مواد پر مشتمل ضخیم شمارہ کو بعض اوقات مکمل مطالعہ کرنے میں دقت کی وجہ سے قارئین کی سہولت کی خاطر کچھ عرصہ سے خصوصی نمبرز کو پورا ہفتہ یعنی 6 دنوں پر مضامین کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ جس سے قارئین کرام کو روزانہ خصوصی موضوع کا شمارہ پڑھنا سہل ہو جاتا ہے۔ اس طرح دلچسپی میں اضافہ اور الفضل کو پڑھنے کی تعداد بھی خاطر خواہ بڑھ جاتی ہے۔ اگر کسی اہم عنوان پر ایک ہی دن میں 50 صفحات کا خصوصی نمبر جاری کریں تو روزنامہ ہونے کی وجہ سے اگلے روز ہی روٹین کا پرچہ آرہا ہوتا ہے۔ گویا ابھی گزشتہ شمارہ پورا پڑھا نہیں اور اگلا سبق تیار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ادارہ ہذا کے فیصلہ کے مطابق متعلقہ موضوع کے مواد کو 6 دنوں میں ہی پھیلا دیا جاتا ہے۔ زیر نظر موضوع کے موصولہ مواد کو مؤرخہ 21 مارچ تا 26 مارچ پر adjust کیا جا رہا ہے جو ’’یوم مسیح موعود نمبر 2022ء‘‘ کہلائے گا۔ ان شاء اللہ۔ انتظامی لحاظ سے ایسا کرنا قدرے مشکل تو ضرور ہے لیکن اپنے معزز قارئین کی آسانی، سہولت اور افادہ حاصل کرنے کی تعداد میں اضافہ کا سوچا جائے تو کوفت اور مشکل بھی بھاری نہیں لگتی۔

ہمارے ایک مستقل قاری اور روزنامہ الفضل ربوہ کے سابقہ ایڈیٹر مکرم عبد السمیع خان، حال استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے اس سلسلہ میں اپنے ایک مضمون میں ’’زمین کے کناروں‘‘ کی تشریح کی ہے۔ ان کے اس ذوقی نکتے کو پورا کرتے ہوئے ہم اس خصوصی نمبر میں 29 مضامین شامل کر رہے ہیں جن میں 24 ممالک کا محل وقوع، حدود اربعہ اور ان میں جماعت احمدیہ کا نفوذ اور برق رفتار ترقیات، 70 سے زائد صفحات پر مشتمل، تاریخ کے آئینہ میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اس تعریف (جو ذیل میں دی جا رہی ہے) کے مطابق 80 سے زائد ممالک، جزائر اور علاقوں کی فہرست تیار ہوئی ہے۔ ان 24 کے علاوہ دیگر پر کام جاری ہے جس کو آئندہ کسی وقت قسط نمبر 2 کے لبادہ میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس کی کامیاب تکمیل کے لئے قارئین کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

اس وقت ہم مضمون نگاروں کے مضامین میں سے کچھ خلاصہ ہی یہاں شامل کریں گے۔ تاکہ قارئین کا مزا برقرار رہے، اور اس خصوصی نمبر کے انتظار میں ان کو لطف محسوس ہو۔

دنیا کے کناروں کی تشریح

" زمین کے کناروں " کی تعریف کرتے ہوئے مکرم عبد السمیع خان تحریر کرتے ہیں۔

1. زمین تو عرف عام میں گول ہے، اور گول چیز کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس الہام میں دنیا کے کناروں سے مراد زمین پر موجود ہر جگہ ہو سکتی ہے یعنی زمین کے چپے چپے پر تیری تبلیغ پہنچے گی۔
2. وہ معروف مقامات جنہیں دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے جہاں آبادیاں ختم ہو جاتی ہیں اور سمندروں کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔
3. ناروے کے شہر شون کے شمال میں ایک مقام End of the world کہلاتا ہے۔
4. قطب شمالی کے قریب واقع ملک فن لینڈ کو دنیا کا آخری سرا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح امریکہ، روس، اور کینیڈا کے شمالی علاقوں کو بھی آخری کنارہ کہا جاتا ہے۔ نیز قطب جنوبی اور بر اعظم انٹارکٹکا کو بھی دنیا کا آخری کنارہ سمجھا جاتا ہے۔ وہاں صرف چند سائنس دان رہتے ہیں جو سائنسی تحقیقات کرتے ہیں۔
5. فجی جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے، اسے بھی کنارہ کہا جاتا ہے۔
6. کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے سورج جاپان میں طلوع ہوتا ہے۔
7. بحر الکاہل میں موجود ریاست سامو انے دسمبر 2021ء میں اپنے معیاری وقت کو تبدیل کر دیا ہے اور اس طرح اس ریاست میں دنیا سب سے پہلے سورج طلوع ہوتا دیکھتی ہے۔
8. اگر آپ نقشے پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک نظر دوڑائیں تو جتنے ممالک اور خطے ساحل سمندر پر موجود ہیں وہ سب زمین کے کنارے کہلا سکتے ہیں۔ ان کی بھاری

اکثریت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند جزائر ایسے ہوں جو ابھی اس نور سے منور نہیں ہوئے، کوئی بعید نہیں کہ چند سالوں میں وہاں بھی حضرت اقدس علیہ السلام کا پیغام پہنچ جائے۔

* حضرت مسیح موعودؑ کو جب اوائل 1898ء میں اس عظیم پیشگوئی پر مشتمل الہام ہوا تو ایڈیٹر الحکم حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے اپنے اخبار یعنی الحکم قادیان جلد 2 شمارہ نمبر 5-6 موخہ 27 مارچ و 2۔ اپریل 1898ء صفحہ 13 میں تحریر فرمایا کہ:

”میں دیکھتا ہوں کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔“

ان کا یہ تحریری نوٹ تذکرہ، ایڈیشن 2004ء کے صفحہ 260 میں شامل ہے۔

یہ صورتیں جن کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ ان میں صحابہ کرامؓ، مبلغین کرام، لٹریچر، قرآن کریم کی اشاعت، مساجد کے قیام، مرکزی نمائندوں کے دورہ جات کے علاوہ مواصلاتی ذرائع بشمول ریڈیوز، ٹی وی اسٹیشنز بالخصوص ایم ٹی اے کی نشریات ہیں جن نشریات میں خلفائے کرام کے خطبات و خطابات بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے زمین کے کناروں تک اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، تاریخ احمدیت ہمیں بتلاتی ہے کہ آج سے 100 سال قبل دنیا کے مختلف کناروں جیسے برطانیہ، سیرالیون اور امریکہ تک احمدیت کا پیغام قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ، لٹریچر اور چند کتب کے ذریعہ پہنچا تھا۔

جہاں تک ذرائع رسل ورسائل اور جرائد واخبارات کا تعلق ہے۔ ان میں آج کے اس میڈیا کے تیز ترین دَور میں روزنامہ الفضل آن لائن نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے اور ابھی بھی بڑی شان سے کر رہا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے الفضل آن لائن کے 160 سے زائد فعال نمائندگان جب رپورٹس دیتے ہیں بالخصوص دنیا کے ان مخصوص کناروں پر خدمات بجالانے والے نمائندگان جو

عالمی سطح پر بھی زمین کے کنارے مانے جاتے ہیں اور ان میں سے Dateline بھی گزرتی ہے وہ روزنامہ الفضل کے حوالہ سے جب رپورٹس بھجواتے ہیں تو دل خدا کی حمد کے ترانے گاتا اور عش عش کر اٹھتا ہے اور اس لمحے آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہونے کو دل کرتا ہے کہ 9ہزار کی تعداد میں چھپنے والے اخبار کو پاکستان میں چند نام نہاد ملاؤں نے حکومتی سرپرستی اور آشیر باد سے بند کرنے کوشش کی۔ آج وہ اس تعداد کے مقابل پر پچیس سے تیس گنا زائد تعداد میں دنیا کے کونوں فجی، طوالو، کیری بتی، سموا، مارشل آئی لینڈ، مالوٹ، ناروے، ماریشس، پُرتگال، نیوزی لینڈ، ساؤتومے، گوادالوپ، امریکہ، کینیڈا، بعض لاطینی امریکہ کی جنوبی ریاستیں، بعض رشین ریاستیں، فن لینڈ، مڈغاسکر، مالٹا اور Microneshia آئی لینڈ وغیرہ میں جب الفضل روزانہ لانچ کرتا ہے تو ہمارے مبلغین کرام بعض جزائر میں فجر کی نماز کے بعد اسپیکرز میں الفضل کا پہلا صفحہ (جس میں قرآن کریم، حدیث، ارشاد مسیح موعودؑ اور فرمان خلیفہ وقت ایک ہی موضوع پر ہوتے ہیں) کالوکل زبانوں میں ترجمہ کر کے سناتے ہیں تو دنیا کے کونوں کونوں میں الفضل آن لائن، اسلام و احمدیت کے پیغام پہنچانے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ جس کی وجہ سے فضا الفضل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو شرح و بسط کے ساتھ پھیلانے سے معطر ہو رہی ہوتی ہے اور بعض مبلغین جب الفضل آن لائن یا اس کے بعض حصوں کا ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹس کو مزین کرتے ہیں، اپنے وٹس ایپ کے اسٹیٹس پر لگاتے ہیں اور بعض انسٹا گرام، فیس بک اور ٹوئٹرز کے ذریعہ اپنے علاقوں میں الفضل کا پرچار اور ترویج کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل یہ اعلانِ عام اللہ کے نام کا ہے، یہ تبلیغ سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سلم کی تعلیمات کی ہے، یہ اشاعت اللہ کی کتاب قرآن کریم میں بیان احکام الٰہی کی ہے اور یہ پرچار آج اسلام کی حقیقی نمائندہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا ہے جو درحقیقت اسلام ہی کی حقیقی تعلیمات ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سرکردگی، ولولہ انگیز قیادت اور رہنمائی میں آپ کی دُعاؤں کے ساتھ الفضل آن لائن کو جو اعلیٰ

مقام و رتبہ عطا فرمایا ہے یہ محض اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے جس پر ہمیں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر حمد اور شکرانے کے گیت بلند کرنے چاہئیں اور اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمدللہ کی صدائیں بلند کرنی چاہئیں۔

ان نام نہاد مولویوں نے نو ہزار کی تعداد میں طبع ہونے والے اللہ کے فضل کو روکنا چاہا اور آج یہ الفضل آن لائن کا سورج روزانہ ہی دنیا بھر کے کونے کونے میں بڑی شان کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام لے کر چڑھتا ہے۔ جو ممبران الفضل ٹیم، نمائندگان، پروف ریڈنگ اور ایڈیٹنگ کرنے والی ٹیم کے ممبران اور قارئین، نثر نگار و شعراء کا مرہون منت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکتوں سے نوازے، نیز ان کے قلم کو تیز تر کرے اور مزید زور عطا فرمائے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

جب یہ دنیا بھر کی شش جہات میں اللہ اکبر کی صدا بلند کرتا اور اسلام کا انقلابی پیغام اپنے اندر سموئے ہوئے روزنام الفضل نمودار ہوتا ہے تو سب دنیا دار پارٹیوں، گروپوں کے سطحی نعرے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کا کوئی مقابل دور تک نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ الفضل آن لائن کو چار چاند لگائے رکھے اور ہم سب کو اسلام و احمدیت کی آواز کو بلند سے بلند کرنے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کی ترقی و ترویج میں تمام کارکنان، خدمتگار، مددگار اور قارئین کا حامی وناصر ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مارچ 2022ء)

﴿42﴾

۔کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح

یہ وہ عظیم الشان موضوع ہے جس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاک الفاظ میں مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے بڑی تفصیل سے اپنی کتب میں روشنی ڈالی ہے اور اتمام حجت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپؑ کے پاک اور مقدس الفاظ میں اس مضمون کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔ وباللہ التوفیق

اس مضمون کا ایک پہلو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یوں بیان فرمادیا ہے کہ:

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

کہ زمانہ کی آواز تو سنو کہ وقت خود پکار پکار کر کسی مسیحا کا منتظر اور متلاشی ہے جیسا کہ اپنے اس شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

کہ آسمان کی آواز تو سنو جو مسیح کی آمد کا بگل بجا رہی ہے اور خوشخبری دے رہی ہے کہ مسیح آگیا مسیح آگیا۔ اسی طرح زمین بھی امام وقت کی آمد کا نقارہ بجا رہی ہے۔ مگر تم تعجب کی اتھاہ گہرائیوں میں گرفتار ہو۔

پھر اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں یوں بیان فرمایا

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت

میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ بیان فرمادیا کہ بحر و بر میں فساد برپا ہو چکا اور زمین ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نظارہ پیش کر رہی ہے اور تم ابھی تعجب و حیرانگی کے سمندر میں غوطے مار رہے ہو کہ یہ کیا ہو گیا اور مسیح موعود ہمیں خواب غفلت سے جگانے کیوں آ گیا؟

فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا...... وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا...... وہ میں ہی ہوں۔“ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

* پھر فرمایا:

”درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جاوے...... اس لیے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لیے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 94-95)

* نیز فرمایا:

”خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

* پھر فرماتے ہیں:

”زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔ ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لیے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور

نئی زمین بناؤں......وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہو گا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اِذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7)

* حضور اقدس اپنی آمد کی غرض کا عظیم الشان روحانی فائدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں"

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

* ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

نیز فرمایا:

"میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619-620)

* اسی طرح ایک اور نقطہ نگاہ سے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی:

"وہی ایک نبی ہے جس کے لیے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے......اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لیے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور

سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوت کے لیے تمام دنیا میں گواہی دوں“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 618-619)

* ”کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح“ کا ایک عظیم الشان پہلو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”میرے مقابل پر کسی مخالف کو تاب و تواں نہیں کہ اپنے دین کی سچائی ثابت کر سکے۔ میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق اور معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔ میں وہی ہوں جس کی نسبت یہ حدیث صحاح میں موجود ہے کہ اس کے عہد میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی۔ مگر اسلام کہ وہ ایسا چمکے گا جو درمیانی زمانوں میں کبھی نہیں چمکا ہوگا۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 267-268)

* ایک اور زاویہ نگاہ سے اس موضوع کو یوں بیان فرمایا کہ ہماری مجلس دنیاوی مجالس کی نسبت ایک عظیم اور روحانی اور خدا نما مجلس ہے پھر بھی تم لوگ میرے مسیح بننے پر تعجب کرتے ہو۔ فرمایا:

”اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا۔“ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 55)

* آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

''یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر ان میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟...... میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خوں ریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے...... جو شخص آنا تھا وہ آچکا وہ میں ہی ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 633)

* ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے...... میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 210)

* ''اس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بد قسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں اور کان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ میں ان کے لیے روتا ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور میں ان کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر
مسیح خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 مارچ 2022ء)

﴿43﴾

جماعت احمدیہ اور نصرتِ الٰہی

الٰہی جماعتوں کا الٰہی نصرتوں کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ان کے انگ انگ، موڑ موڑ اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت شاملِ حال ہوتی ہے۔ اور ہر قدم آگے بڑھنے پر جب وہ اپنے پیچھے نگاہ ڈالتے ہیں تو طے شدہ فاصلہ بہت لمبا سفر محسوس ہوتا ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ بھی ایک الٰہی جماعت ہے۔ شروع دن سے ہی اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت نے اس جماعت کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ حوادث کی آندھیاں چلیں، مصائب کے پہاڑ ٹوٹے، جگہ جگہ پر مشکلات کھڑی کی گئیں اور یہ اعلان کیے گئے کہ اس جماعت کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔ مگر یہ ننھا منا پودا اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور سائے تلے پھلتا رہا، پھیلتا رہا، پھولتا رہا۔ اور آج سو سال سے کچھ زائد عرصہ گزرنے پر یہ درخت اس قدر گھنا اور سایہ دار ہو گیا ہے اور اس کی شاخ اور ٹہنی اس قدر پھلدار ہو گئی ہے کہ کروڑوں روحانی پرندے اس پر بسیرا کر رہے ہیں۔ اس کا پھل کھاتے ہیں اور اس کی ٹھنڈی چھاؤں تلے پناہ لے رہے ہیں۔

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

بات اگر جماعت کی بنیاد سے شروع کی جائے تو 23 مارچ 1889ء کو پہلی بیعت کے واقعہ کو جب چالیس کے قریب دوست شامل ہو رہے تھے اس قدر معمولی واقعہ سمجھا گیا کہ خود لدھیانہ کے باشندوں نے بھی اس کو لائق التفات نہ سمجھا اور پریس نے دو سطری خبر بھی شامل نہ کی اور آج جب جماعت احمدیہ 212 کے قریب ممالک میں اپنا جھنڈا بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہے۔ جماعت کو ایسی بین الاقوامی حیثیت اور عظمت حاصل ہو چکی ہے کہ اپنے اور پرائے بھی معترف ہیں۔ فردِ واحد

کروڑوں کے دلوں میں بس گیا ہے۔ ہر سال لاکھوں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ آخر یہ معجزہ نہیں، نصرت الٰہی نہیں، کیا یہ خدا کی نازل شدہ مدد و تائید نہیں تو اور کیا ہے؟

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

اگر اس قطرہ کو جماعت احمدیہ اور نصرتِ الٰہی کے حوالے اس کے ہر پہلو کو دیکھا جائے تو یہ قطرہ ہر براعظم میں، ہر ملک میں، ہر شہر میں، ہر بستی میں، ہر محلہ میں، ہر گلی میں، ندی میں اور دریاؤں اور ٹھاٹے مارتے سمندر میں تبدیل ہوتا نظر آرہا ہے۔ کسی جگہ راوی بن کر بہ رہا ہے اور کسی جگہ گنگا اور کسی جگہ سیوا۔

پہلا جلسہ سالانہ جو 75 احباب سے شروع ہوا تھا اور ابتداء میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے زیور بیچ کر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا تھا۔ آج یہ لنگر 75 سے زائد ملکوں میں بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ جہاں یہ جلسہ نیشنل سطح پر منعقد ہوتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے جوتے بٹالہ اسٹیشن پہنچ کر قادیان کا رُخ کرنے والوں کو روکنے کے لیے گھِس جاتے اور آج نصرت الٰہی ہی کے نتیجہ میں ڈش پر گھر گھر جلسہ گاہ بنا ہوا ہے۔ اور ہزاروں گھروں میں افراد جماعت جلسہ کی تقاریر سننے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا
تیری آواز اے دشمنِ بد نوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

جماعت احمدیہ کا ہر پہلو نصرتِ الٰہی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ایم ٹی اے کا باوجود مالی اور مادی وسائل کی کمی کے اجراء خود اپنی ذات میں نصرتِ الٰہی ہے۔ 212 سے زائد ممالک میں جماعت کا قیام کیا نصرتِ الٰہی نہیں؟ خدا تعالیٰ کی مدد کی ایک جھلک ہمیں 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے ترجموں کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر عشاق، فدائیوں اور پرستاروں کی جماعت بھی نصرتِ الٰہی کی جھلک ہے۔ جو اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار ہیں۔ ان کی قربانیوں، اخلاص، ایثار اور پیار بھری داستانوں نے صحابہ رسول ﷺ کی یادیں تازہ کر دی ہیں۔ کوئی عالی شان

بیت الذکر بنانے کا پورا خرچ دیتا دکھلائی دیتا ہے تو کوئی قرآن کریم کے ایک زبان میں ترجمہ شائع کروانے کے اخراجات کی ذمہ داری لے رہا ہے۔ عورتیں اپنی سب سے زیادہ پیاری چیز زیورات کو اپنے ہاتھوں سے اتار کر اپنے پیارے امام کے حضور پیش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس زیور نہیں تو اپنی گائے جس کے دودھ پر اپنا گزارہ ہے وقف کر دیتی ہے۔ اسیر انِ راہ مولیٰ بلال فنڈ سے پیش کی جانے والی رقم کو قرآن کی اشاعت پر وقف کر رہے ہیں۔ نو بیاہتی دلہنیں اپنی ساری سلامی سے گاؤں میں ایم ٹی اے لگوا رہی ہیں تا خلیفۃ المسیح کی آواز سے تمام مستفیض ہوں۔ ایک موصی کی مرغی اگر 10 انڈے دیتی ہے تو وہ ایک انڈا چندہ میں دے رہا ہے۔ الغرض ہر ایک چھوٹا بڑا، مرد عورت مثالی خدمت سر انجام دے رہا ہے

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا
سچے دل اس کی دولت ہیں اخلاص اس کا سرمایہ ہے

نصرت الٰہی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اگر غیروں کا اعترافِ حقیقت بیان نہ ہو تو مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ مولوی مودودی کے پرچہ ”ترجمان القرآن“ نے لکھا!

”مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس نصرتِ الٰہی کی خبر پیش از وقت ان الفاظ میں دی

”میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا۔ کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے ساتھ“

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)

﴾44﴿

پہلے حجاب پھر کتاب

اصل اسلامی پردہ کو اپنانے اور رواج دینے کی ضرورت

روزنامہ الفضل آن لائن لنڈن کے مستقل قاری، کالم نویس و تبصرہ نگار جناب محمد عمر تماپوری۔ کو آرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے گزشتہ دنوں خاکسار کے نام اپنے ایک مکتوب میں ریاست کرناٹک جنوبی ہند کے منڈیا کی ایک دلیر اور بہادر برقعہ پوش، باپردہ طالبہ علم ''مسکان'' کا واقعہ بھجوا کر لکھا ہے کہ آج کل انڈیا اور بین الاقوامی میڈیا میں مسکان کا پردے اور برقعے میں رہ کر ''اللہ اکبر'' کی صدا بلند کرنے کے بعد باپردہ خواتین و طالبات کا ''پہلے حجاب پھر کتاب'' کے سلوگن کے ساتھ بازاروں میں آگئی ہیں لہذا آپ نے پردہ پر اداریہ (ایڈیٹوریل) لکھنے کی درخواست کی ہے۔ جو موصوف نے اپنے غیر از جماعت کولیگز کی طرف سے بھجوائی ہے۔

یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کی ہر حالت میں پُر امن رہنے کی تعلیمات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کسی قسم کے احتجاج پر نہ تو یقین رکھتی ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم ہمارے ہاں صرف اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہر معاملہ پیش کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ادارہ الفضل آن لائن کی کسی ملک کے ذاتی یا سیاسی امور میں دخل اندازی یا تبصرہ کرنے کی پالیسی بھی نہیں ہے اس لیے اس کا ذکر کیے بغیر کہ اس واقعہ کے کیا سیاسی اثرات وہاں کی سیاست پر ظاہر ہوں گے۔ خاکسار یہاں صرف اور صرف حجاب اور پردہ پر اسلامی تعلیمات بیان کرے گا، یعنی اسلام نے عورت کو اس لحاظ سے کس طرح تحفظ فراہم کیا ہے اور عورت کے تقدس اور عزت میں کیا اضافہ ہوا ہے، پردے کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کیا ہے؟ وغیرہ۔

خاکسار نے اس موضوع پر غور کا آغاز ہی کیا تھا کہ لفظ کتاب کو سامنے رکھ کر میرا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو عطا ہونے والی عالمگیر کتاب "القرآن الحکیم" (جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کی ابتداء میں ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ کہہ کر پکارا ہے) اور اس حوالے سے یہ الفاظ یوں ہونے چاہئیں "پہلے کتاب پھر حجاب"۔ یعنی پہلے قرآن کریم میں مذکور پردہ کے بیان میں اس کی اہمیت اور اس کے لوازمات کو سمجھیں کہ حجاب میں رہتے ہوئے اسلام کی کون کون سی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر حجاب کا استعمال کریں۔ کیونکہ پردہ میں غض بصر، شرم وحیاء اور قلب وذہن کی پاکیزگی کی شرائط بیان ہوئی ہیں جو ظاہری حجاب کے بغیر بھی کی جانی ضروری ہیں۔

جہاں تک زیر نظر موضوع "پہلے حجاب پھر کتاب" کا تعلق ہے تو یہاں کتاب سے تدریس اور کالجوں، یونیورسٹیوں میں پڑھائی لکھائی مراد ہے۔ اور یہ لوگو (Logo) دنیا بھر کی مسلمان طالبات کا ہونا بھی چاہیے۔ مجھے یاد ہے کہ پاکستان میں ایک وقت تک جب احمدی بچی کسی کالج یا یونیورسٹی میں کوایجوکیشن (co-education) کے لیے داخلہ لینے کی خواہش رکھتی تو اُسے نظام جماعت سے اس شرط کے ساتھ اجازت لینی ہوتی تھی اور وہ حلف کی صورت میں یہ لکھ کر دیتی تھی کہ باپردہ یعنی حجاب میں رہ کر اپنی تعلیم مکمل کرے گی، اس کا کئی لحاظ سے احمدی طالبات کو فائدہ پہنچتا چلا آرہا ہے۔ اسی لئے آج بھی جماعت نے یہی طریق جاری رکھا ہوا ہے۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ اسلامی پردہ ایک مسلمان عورت کی شان، اس کی حفاظت اور تکریم ہے۔ گذشتہ دنوں ناروے سے ہماری ایک بہن روزنامہ الفضل کی مستقل قاری مسز نبیلہ فوزی رفیق نے الفضل میں اشاعت کے لئے ایک نوٹ بھجوایا تھا جو 23 فروری 2022ء کی اشاعت میں شامل ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہیں کہ ایک مرتبہ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد امام مسجد بیت الفضل لندن، بھارت کے دورہ پر تھے۔ جہاں امام صاحب سے ایک خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں عورت اپنے آپ کو لپیٹ کر کیوں رکھتی ہے؟ امام صاحب نے اس خاتون سے سوال کیا کہ کیا

آپ کے پاس 50 روپے کا نوٹ ہے؟ خاتون کے اثبات کے جواب میں امام صاحب نے اس خاتون سے نوٹ دکھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر خاتون نے اپنا پرس کھولا جس میں بچوں کی چیزیں اور میک اپ کی اشیاء موجود تھیں۔ پرس کے اندر چھوٹی جیب کی زپ (zip) کو کھول کر خاتون نے ایک چھوٹا سا بٹوا نما پرس نکالا۔ اس کو کھول کر خاتون نے 50 روپے کا نوٹ ان کو دکھا دیا۔ امام صاحب اس خاتون کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ آپ کے پرس میں بہت سی اشیاء بکھری پڑی ہیں۔ اس نوٹ کو آپ نے تہہ در تہہ نہاں خانے میں چھپا کر رکھا ہے، معلوم ہے کیوں؟ کیونکہ یہ قیمتی ہے، اس کی حفاظت کے لئے آپ نے ایسا کیا ہے۔

ابھی امام صاحب نے یہاں تک ہی بیان کیا تھا کہ خاتون خود ہی گویا ہوئی کہ مجھے سمجھ آگئی ہے۔ مکرم امام صاحب نے مزید سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے دین اسلام میں مسلمان عورت بھی ایک شرم وحیاء اور نزاکت کی وجہ سے قیمتی وجود ہے۔ جسے اپنے آپ کو دنیا کی آلودگیوں سے بچا کر حجاب میں رکھنے کا حکم ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ جس کو خاکسار نے اپنے انداز اور الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ جب پڑھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تو فوراً میرا ذہن دنیا بھر میں پھیلی ایسی اشیاء کی طرف مائل ہوا جو کسی نا کسی غلاف میں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے حفاظت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ میرے ذہن میں دنیا میں موجود تازہ بتازہ پھلوں، سبزیوں اور ڈرائی فروٹس کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ایک ایک کر کے ظاہر ہونے لگیں کہ قریباً تمام ہی پھل اور سبزیاں چھلکوں یعنی غلاف میں لپٹی ہوتی ہیں۔ جو ایک طرف غلاف کے وجہ سے خوبصورت بھی لگ رہی ہوتی ہیں تو دوسری طرف اس کے اندر کے گُودے اور مغز کی حفاظت بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ ورنہ اگر پھلوں کے اوپر چھلکے اور غلاف نہ ہوتے تو نہ تو یہ دھوپ کی حدّت یا موسم کی شدّت برداشت کرتے اور نہ چرند پرند اور جانوروں و دیگر حوادث سے محفوظ رہتے اور نہ ہی مختلف قسم کی آلودگیوں سے صاف رہ سکتے۔ اب مکئی کے سٹے کو ہی دیکھیں جس کی شکل وصورت صنفِ نازک سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے اندر موجود دانے تہہ در تہہ

پردوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ سٹے کی حفاظت پر مامور چھلکا مکئی کے دانوں کی جہاں حفاظت کر رہا ہوتا ہے وہاں خوبصورت نظر آنے کے سامان بھی بہم پہنچا رہا ہوتا ہے۔

پس عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاوند کی کھیتی قرار دیا ہے۔ جس کی حفاظت ضروری ہے اور اُسے حجاب یا پردہ کرنے کا حکم ہے تا دوسرے انسان نما وحشیوں سے محفوظ بھی رہے اور اپنے گھر میں خوبصورت بھی لگے۔ حجاب اور پردہ کے حق میں رونما ہونے والے مندرجہ بالا زیر نظر واقعہ میں اس مسلمان طالبہ مسکان اور اس کی ساتھی اور اس کے ساتھ متفق طالبات کو اسلامی تعلیمات کو بلند کرنے کی جرأت پر سیلوٹ کرنے کو دل کرتا ہے بلکہ یونیورسٹی کی انتظامیہ کو بھی سلام! جس نے اس موقع پر اس بہادر طالبہ اور اس کی ساتھیوں کا ساتھ دیا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان بالخصوص احمدی مسلمان طالبات و خواتین حجاب کو ہر حال میں اپنائیں اور حرز جان بنائیں۔ راستے کی تمام رکاوٹوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکمت عملی اور پیار و محبت سے عبور کرتی ہوئی اپنی ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جائیں۔ کیونکہ اس مسکان کو دیکھ کر بعض ہندو خواتین نے بھی حجاب کرنا شروع کر دیا ہے۔ حجاب کے خلاف ایک ہوا بعض مغربی ممالک میں بھی چل نکلی ہے کہ کالجوں، یونیورسٹیوں میں حجاب کو غیر قانونی اور غیر ضروری قرار دیا جائے۔ جبکہ ان یورپین ممالک کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ یہاں ہر انسان کو اپنی اپنی تہذیب، اپنی اپنی روایات اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔ ہماری احمدی مسلمان خواتین ان ممالک میں پردے اور حجاب کو رواج دیئے رکھیں گی تو وہ وقت بھی جلد آئے گا کہ ہماری باپردہ خواتین کو دیکھ کر دوسری خواتین بھی اپنے آپ کو پردہ میں رکھنے کی طرف مائل ہوں گی۔ کیونکہ میں نے یورپ میں مشاہدہ کیا ہے کہ پارکوں و پبلک جگہوں اور سیر گاہوں میں ہماری باپردہ خواتین کو دیکھ کر یہاں کے مقامی معاشرے میں بسنے والی بعض دوسری خواتین اپنے آپ کو یا اپنے لباس کو سنبھالنا شروع کر دیتی ہیں۔ یہ ایک پہلا step ہے جو دوسروں پر اثر انداز ہونے کا ہے، یا یوں کہنا زیادہ بہتر ہے کہ یہ بارش کے وہ پہلے

قطرے ہیں جو آئندہ ایک موسلا دھار بارش میں بدلیں گے اور یہاں کے علاقوں کو سیراب کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

آیئے! اب کچھ ارشادات سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی خواتین کو مخاطب ہو کر فرمائے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع 2019ء میں بھجوائے گئے پیغام میں فرماتے ہیں:

”آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ یہ احمدی بچی ہے۔

اسلام ہر مسلمان مرد اور عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی احمدی طالبات اپنی تعلیم پر توجہ دیں۔ لڑکیاں صرف لڑکیوں سے دوستی کریں۔ تبلیغی رابطہ بھی صرف عورتوں سے ہونا چاہئے... پس ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ اپنا تقدس قائم رکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو گیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔“

عجیب اور اہم نکتہ

میرا یہ طریق ہے کہ میں کوئی مضمون یا اداریہ لکھتے وقت ڈکشنریز ضرور ساتھ رکھتا ہوں تاکہ بوقت ضرورت consult کی جاسکے۔ اس مضمون کو لکھتے وقت خاکسار نے جب لفظ ”پردہ“ کو لغت کے آئینہ میں دیکھا تو ایک بہت عجیب اور اہم نکتہ بھی سامنے آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہم اور ساخت کے لحاظ سے نازک اعضاء کی حفاظت کے لیے ان کو جھلیوں میں لپیٹ رکھا ہے۔ جیسے کان کے اندر کی جھلی جو کان کے پردہ میں موجود ہوتی ہے۔ آنکھ کے آئی بال (Eye Ball) کی حفاظت کے لئے پُتلی یا جھلّی۔ پیٹ کی جھلّی (اگر قربانی کی عید پر بکروں کو ذبح ہوتے

دیکھیں۔ ان کے پیٹ یعنی اوجھڑی ایک جھلی میں لپٹی ہوئی نظر آتی ہے) عورت کے رحم کی جھلّی جو پردہ بکارت کہلاتی ہے اور کنوارپن کی نشانی ہوتی ہے۔ اسی طرح دل کو بھی نہاں در نہاں خانوں میں تخلیق کر کے اس کی حفاظت کی گئی ہے، نیز جسم کے دیگر اندرونی اعضاء کو بھی مختلف غلافوں میں لپیٹ کر قدرت نے ان کی حفاظت کو یقینی بنایا ہے۔

حجاب لفظ کے تحت بھی جسم کی بعض جھلیوں کا ذکر ملتا ہے جیسے حجاب حاجز ایک ایسی جھلّی جو معدے کو تنفس کی نالی سے جدا کرتی ہے۔ اسے پردہ شکم بھی بولتے ہیں۔ یہ وہی پردہ معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ پھر دل اور گردے کے ارد گرد کی جھلّی جو ان اعضاء کو مختلف حوادث اور انسانی جسم کی تبدیلیوں سے محفوظ بناتی ہے۔

جہاں تک اسلامی پردہ کا تعلق ہے۔ اس سے مراد، مرد اور عورت دونوں کو غض بصر اور اپنی شرم و حیاء کی حفاظت کرنے کی تلقین ملتی ہے اور عورتوں کو چہرے کا پردہ کرنے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینے پر سے گزارنے کا حکم ہے۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (الترغیب و الترھیب جلد 3 صفحہ 153)

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے مہابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِم (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 53)

• پھر فرمایا:

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عِفّت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بد نظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا۔'' (ملفوظات جلد4 صفحہ104)

• حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہو گا۔'' (حقائق الفرقان جلد3 صفحہ213)

• حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے مُنّہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن مُنّہ سے کپڑا اُٹھا دینا یا مِکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُن کا مردوں سے بے تکلّفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ304)

• پھر فرمایا:

''پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مَردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مَردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے تعلق نہ رکھیں۔'' (الفضل27جون1958ء)

• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پردہ کا حکم عورتوں کو بُرے لوگوں کے شر سے بچانے کے لیے دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ان کے لیے تنگی نہیں بلکہ آسانی پیدا کرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔“ (کتاب دورہ مغرب 1980ء صفحہ 51)

• حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے اسی پہلو سے اس پردے کے مضمون کو کھولا ہے کہ تم اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو، اپنی عزت کا خیال کرو، ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں غیروں سے گزند پہنچے، ہم نہیں چاہتے کہ تم سوسائٹی میں عیش و عشرت کے کھلونے بن جاؤ، تمہاری عزت اور وقار کی خاطر ہم تمہیں پردے کی تعلیم دیتے ہیں۔ (مستورات سے خطاب 28 جولائی 1995ء)

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان بھی اور اس کا تقدس بھی ہے اور کیونکہ احمدی عورت کا تقدس بھی اس سے قائم ہے۔ اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔“ (خطاب بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 19 نومبر 2006ء)

اپنے اس آرٹیکل کو ایک ایسے واقعہ پر اختتام کرنا چاہتا ہوں جو پردہ کی اصل روح کو واضح کرتا اور ہمیں حجاب کو رواج دینے کے حوالے سے راستہ دکھاتا ہے۔ یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتومؓ دربار رسولؐ میں حاضر ہوئے۔۔ جہاں دو ازواج مطہراتؓ بھی موجود تھیں۔ جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتومؓ سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک زوجہ مطہرہ نے عرض کیا کہ حضورؐ! وہ تو نابینا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح)

پس آج ہمیں پردہ کی ایسی روح کو اپنا کر آگے بڑھنا ہے جو ہمارے سامنے آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمْ کے اس فرمان میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مرد و خواتین کو غض بصر سے کام لیتے ہوئے اسلامی پردہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28مارچ2022ء)

﴿45﴾

ضروری اعلان از ایڈیٹر

مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے حضرات Punctuations کا خیال رکھا کریں

- مضمون نگاروں اور کمپوزنگ کی خدمت بجالانے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ کمپوزنگ کے دوران Punctuations یعنی commas, dashes اور فل اسٹاپ کا بر محل استعمال کریں۔ بعض دوست متن میں اتنا تسلسل رکھتے ہیں کہ نہ dash یا نہ الٹا Comma۔ بعض تو پیرے کے آخر پر بھی Dash نہیں لگاتے۔
- اور بعض Commas کا استعمال اتنی کثرت سے کرتے ہیں کہ "اور" سے پہلے بھی الٹا Comma لگاتے ہیں اور بعض حوالہ جات میں ہر لفظ کے بعد الٹا Dash, Comma یا Semi-Colon لگادیتے ہیں۔ جو درست نہیں اور نہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔
- اور بعض خاص عبارت کو Inverted Commas میں جب لاتے ہیں تو سنگل Comma لگاتے ہیں اور وہ بھی باہر کو نکلے ہوئے جبکہ ڈبل Commas لگنے چاہئیں اور وہ بھی سیدھے ہوں۔
- بعض دوست الفاظ پر بلاوجہ زیر زبر لگارہے ہوتے ہیں۔ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
- آخر میں یہ درخواست بھی کرنی ہے کہ کمپوزنگ کے بعد میٹر کو ایک بار پڑھ کر درستگی ضرور کردیں۔ اور اگر کسی حوالہ کو کمپوز کیا ہے تو اصل کتاب سے Tally ضرور کریں۔ یہ بھی لازمی ہے کہ اگر حوالہ، بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ یا خلفاء کی تحریر سے ہو تو

اصل کتاب تک رسائی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی جگہ سے حوالہ لیا ہو وہاں کتابت کی غلطی سے لفظ بدل گیا ہوتا ہے۔

كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَبَارَكَ اللّٰهُ فِي سَعْيِكُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 مارچ 2022ء)

﴾46﴿

ماہ رمضان 1443 ہجری قمری

اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَبًا

ادارہ الفضل اپنے تمام قارئین کرام اور کرم فرماؤں کی طرف سے ماہ رمضان 1443 ہجری قمری کو اس دعا کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہے۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:81)

اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ کے لئے، امت محمدیہ اور کل عالم کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ ہمیں مقبول روزے رکھنے کی توفیق دے۔ ہماری تمام دعائیں اور مرادیں بھر آئیں۔ ہمیں اپنے خالق حقیقی کا ملاپ حاصل ہو اور اس کے اختتام پر سب کی اس نویں اسلامی مہینے میں نو مولود کی طرح نئی روحانی پیدائش ہو رہی ہو۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا (ترمذی کتاب الدعوات)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مارچ 2022ء)

﴾47﴿

When It's Gone, It's Gone

گزشتہ سال رمضان کے آخر میں مجھے لندن کے دو میگا سپر اسٹورز پر خریداری کے لئے جانا پڑا۔ ایک میں تو جابجا "رمضان اسپیشل پیکج" کے نمایاں بورڈز آویزاں نظر آئے۔ جہاں روز مرّہ کی اشیاء سستے داموں مسلمانوں کے لئے دستیاب تھیں تا وہ روزے اچھے طریق پر رکھ سکیں۔ گو اس پیکج سے غیر مسلم بھی فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ ایک دوست نے اسٹور کی انتظامیہ سے پوچھا کہ اتنے Large Scale پر ارزاں قیمت پر فروخت سے آپ کو نقصان نہیں ہوتا۔ جواب ملا کہ نہیں۔ جب Large Scale پر کوئی آیٹم ایک ہی دن میں فروخت ہوتا ہے تو منافع برابر ہو جاتا ہے اور دوسرا روحانی طور پر سستے داموں فروخت سے لوگوں کی ہمدردیاں (دُعائیں) ملتی ہیں۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ بننے کے شروع کے دنوں میں احمدی تاجروں کو سمجھایا تھا کہ کم منافع پر جب آپ اشیاء فروخت کریں گے اور وہ زیادہ تعداد میں بکیں گی تو منافع برابر ہی ملے گا۔

دوسری طرف رمضان میں مسلمان ممالک میں مہنگائی کی ایک خطرناک لہر آجاتی ہے۔ بلکہ آج کل اشیاء ذخیرہ کرنے کا رواج بھی پا چکا ہے۔ اس رمضان میں گرمیوں کی شدت میں روزہ دار ایک کلو چینی کے لئے یوٹیلٹی اسٹور پر گھنٹوں لائن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ بازار میں چینی نایاب ہے۔ دیگر ضروری اشیاء کی قیمتیں بھی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں اور یہ ایک مسلم ملک میں ہو رہا ہے جہاں روزہ رکھنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔

دوسرے میگا سپر اسٹور پر مختلف ریکس کے کناروں پر جلی الفاظ میں لکھا تھا When it's gone, it's gone کہ جب یہ اشیاء کسٹمرز کے ہاتھوں چلی جائیں گی تو پھر آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اس لئے جلدی کریں اور اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

اس مختصر سے فقرہ نے میرے دل و دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ میں اپنے بیٹے سے الگ ہو کر اس فقرہ پر غور کرنے لگا اور فوراً رمضان کا روحانی مفہوم اور فلسفہ ذہن میں اُبھرا کہ رمضان کے تمام روحانی لمحات اتنے قیمتی ہیں کہ اگر ایک لمحہ گزر گیا اور اس سے فائدہ نہ اُٹھایا تو وہ لمحہ پھر انسان کے ہاتھ دوبارہ نہیں آئے گا۔

اس لئے رمضان میں ایک ایک لمحہ کو یہ سمجھ کر گزاریں کہ

When it's gone it's gone

اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اسے قیمتی متاع سمجھ کر محفوظ کر لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے رمضان کے خطبات میں ایک واقعہ کثرت سے سنایا کرتے تھے کہ:

ایک بادشاہ نے ایک دفعہ دربار لگوایا اور درباریوں سے کہا کہ تمہارے پاس پانچ گھنٹے ہیں ان پانچ گھنٹوں میں آپ کو محل میں سے جو چیز پسند آئے، لے جائیں۔ ایک درباری محل میں داخل ہو کر بیش بہا قیمتی چیزوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا اور بادشاہ کے بیڈ روم کے مخملی نرم و نازک چادروں (bed sheets) کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ پانچ گھنٹے بہت زیادہ ہیں میں پہلے اس نرم و نازک چادروں پر کچھ عرصہ سو لوں۔ آرام کر لوں۔ باقی وقت میں قیمتی اشیاء لے کر نکل جاؤں گا۔ وہ بستر اتنا نرم و گرم تھا کہ اُسے بہت گہری نیند آ گئی اور پانچ گھنٹے مکمل ہونے پر محل کے پہرے دار آن پہنچے اور اسے بیدار کروا کر محل سے یہ کہتے ہوئے باہر نکال دیا کہ جو پانچ گھنٹے آپ کو دیئے گئے تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ رمضان بھی چند روزہ ہوتا ہے۔ اس سے بھرپور مستفیض ہونا ضروری ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتَ السَّنَۃُ کہ اگر رمضان بخیریت گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال بخیریت گزرا۔

اب ہم چند دنوں تک ماہ رمضان میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمیں رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ کی دعا کرتے ہوئے ان بابرکت دنوں میں اس عزم کے ساتھ داخل

ہونا چاہیے کہ ہم اس کا کوئی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اللہ کی رضا،اس کی محبت کے حصول میں کوشاں رہیں گے اور حقوق العباد بھی کماحقہ ادا کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

یہاں اس بات کی بھی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس زیر نظر عنوان When it's gone, it's gone کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری زندگی پر لاگو کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جو زندگی ایک انسان کو دی وہ ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ جو محدود سالوں پر محیط ہے۔اس کے لمحہ لمحہ کو اسلامی تعلیم کا پہناوا پہنانا اولین ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے دو راستے بتا دیئے ایک نیکی اور ایک بدی و بُرائی کا۔ اور دونوں کے حُسن و قبح بھی بتا کر انسان کو مطلع کر دیا کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے۔ اگر نیکی کا راستہ اختیار کرے گا تو جنت ملے گی اور اگر بدی کا راستہ اپنایا تو جہنم کی راہ دیکھے گا۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی اس محدود زندگی میں ہر لمحہ قیمتی جانتے ہوئے نیکی کے کام کرنے ہیں۔ انسان اپنی اولاد کی نشو و نما کے لئے اس دنیا میں بینک بیلنس تیار کرتا ہے۔ تا اس کی موت کے بعد وہ اولاد کے کام آسکے۔ روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو آئندہ زندگی کے لئے، عاقبت سنوارنے کے لئے اِسی دنیا میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنا ہے۔ اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال کر نیکیاں جمع کرنی ہیں۔ جب کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤمِنِ وَ جَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ کہ مومن کو اپنی اس دنیا کو قید خانہ تصور کرتے ہوئے بدیوں سے دُور رکھنا ہے اور نیکیوں کے سرمایہ کو اپنی اس زندگی میں سمیٹنا ہے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے محل سے قیمتی اشیاء لے جانے کے لئے درباریوں کو پانچ گھنٹے دیئے تھے۔ ویسے ہی اس محدود زندگی میں نیکیوں کی متاع اکٹھی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں کسی کا اسٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے یعنی وہ مر جاتا ہے۔ پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 21)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اِسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے جہنم کی زندگی بھی یہاں ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 67)

بعض لوگ اپنی زندگی دنیا کے جھمیلوں میں گزار دیتے ہیں اور آخری وقت کا انتظار کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ابھی کافی زندگی پڑی ہے۔ نیکیاں کما لیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 267)

پھر فرماتے ہیں:

”نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو، دکھ نہ ہو۔ دُکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی

طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 216-217)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو خدا کے فضلوں، رحمتوں سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(یہ آرٹیکل گزشتہ سال رمضان گزر جانے کے بعد طبع ہوا تھا جبکہ اس میں موجود سبق رمضان سے پہلے دینے سے تعلق رکھتا ہے۔لہذا اسے کچھ اصلاحات اور اضافہ جات کے ساتھ امسال قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے مکرر پیش ہے۔)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31مارچ2022ء)

﴿48﴾

بھانڈے قلعی کرالو

انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر صاف کرنے کی ضرورت

ہم جب بچپن کے دور سے گزر رہے تھے تو گلی کوچوں سے اکثر ایک صدا سنائی دیتی تھی کہ ’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ (یعنی اپنے برتن پالش کرالیں) تو گھر کی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر انہیں قلعی کروایا کرتی تھیں اور جب برتن قلعی کرنے والا شخص ایک جگہ بیٹھ کر اپنی بھٹی کو گرم کرتا اور برتنوں کو قلعی کرنے کا عمل شروع کرتا تو ارد گرد کے مکانات سے بھی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر لے آتیں اور ہم اس کے قریب کھڑے ہو کر اس عمل کو شوق سے دیکھتے اور انجوائے کرتے کہ کس طرح میلا کچیلا برتن قلعی کرنے سے چاندی جیسا چمکدار سفید یا یوں کہیں کہ ایک بار پھر نیا نکور ہو جاتا تھا۔

اسکولز کی رخصتوں کے دوران اپنے عزیزوں اور دوستوں سے ملنے ملانے اور پڑھائی کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے ہماری مائیں ہمیں گاؤں بھی بھجوا دیا کرتی تھیں۔ ہم نے وہاں بھی یہ چیز مشاہدہ کی کہ جونہی ’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ کی صدا سنائی دیتی تو خواتین اپنے گھروں کی پر چھتیوں سے پیتل اور تانبے کے برتن اٹھا کر لا باہر رکھ دیتیں اور اپنے اس عمل پر ہمیں متعجب پا کر کہتیں کہ بیٹا! پیتل اور تانبے کے برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کروانے سے جہاں برتنوں میں خوبصورتی آجاتی ہے وہاں اس کی کَس (سبز رنگ کا مَیل یا زنگ) بھی مر جاتا ہے اور یوں ان برتنوں کو اٹھا کر قلعی کرانے کے بعد دوبارہ سیٹ کرنے سے گھر کی نہ صرف پر چھتیاں صاف ہو جاتی ہیں بلکہ گھر کے باقی کونے کھدرے بھی نکھر جاتے ہیں۔

یہی عمل ہم نے جو اس زمانہ میں نائی (باربر) کہلاتے تھے اور شادی بیاہ اور دیگر فنکشنز میں کھانا پکایا کرتے تھے کو اپنی دیگوں (پکانے والے بڑے برتن) کو سال میں ایک دفعہ قلعی کرواتے دیکھا۔ پھر چونکہ ربوہ میں دار الضیافت (لنگر خانہ مسیح موعودؑ) بھی ہمارے گھر سے چند قدم پر تھا۔ وہاں بھی اور دیگر لنگر خانوں میں بھی سال میں ایک بار یہ عمل دیکھنے کو ملتا رہا۔

ہماری آج کی نوجوان نسل اور پود کو شائد خاکسار کے اس مضمون پر باندھی گئی یہ تمہید سمجھ نہ آئے یا اسے عجیب سمجھ کر وہ پریشان ہوں۔ اس دور کے نوجوانوں اور بچوں کی معلومات میں اضافہ کے لئے مجھے وضاحت کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم سے لے کر آج کے دَور تک مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں مختلف قسم کے برتن استعمال ہوتے رہے ہیں۔ کبھی لکڑی، کبھی پتھر، کبھی مٹی اور ایک وقت میں تو درختوں کے پتوں کو بھی بطور برتن استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس جدید دور میں بھی سکھوں کے گردواروں میں خاص قسم کے درخت کے بڑے سائز کے پتوں کی بنی ہوئی پلیٹوں میں پرساد (سکھوں کا تبرک) تقسیم کیا جاتا ہے۔ پتوں کی پلیٹوں میں آج بھی امرتسر انڈیا کے گولڈن ٹیمپل میں حلوہ تقسیم ہوتا ہے۔ تقریباً 4-5 دہائیاں قبل پیتل (Brass) اور تانبے (Copper) کے برتنوں کا استعمال عام تھا۔ پھر سلور اور تام چینی کے برتن آئے اور کبھی چاندی کے برتن استعمال ہوئے۔ سلور کے برتنوں کے استعمال کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی ایک وقت میں مضر صحت قرار دیا تھا۔ اس اہم موضوع پر آپؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں سیر حاصل روشنی ڈالی تھی، جس کی میڈیکل ریسرچ نے تصدیق کی، اپنے محبوب امامؒ کے اس خطبہ کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے احمدی گھروں نے سلور کے برتن اپنے گھروں سے نکال دیئے اور ان کی جگہ اسٹیل کے برتنوں نے لے لی، اس عمل کا آغاز ربوہ سے ہوا اور پاکستان کے کئی شہروں کے احمدی گھرانوں نے حفظانِ صحت کے لئے سلور کے برتن نکال باہر کئے۔ ربوہ میں تو برتن بیچنے والے ایک وقت میں یہ آواز لگایا کرتے تھے کہ ”سلور کے برتن تبدیل کرا کے اسٹیل کے برتن لے لو“

آج کل اسٹیل کے برتنوں کے ساتھ ساتھ کانچ، stone ware porcelain اور Pyrex کے برتنوں کا رواج عام ہے۔

پیتل اور تانبے کے برتنوں کو روزانہ پانی، صابن وغیرہ سے دھونے کے باوجود کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یا کم از کم سال میں ایک بار ایک خاص دھات Tin سے قلعی کروایا جاتا تھا۔ جس کا طریق کسی حد تک میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ دہکتی ہوئی آگ پر برتنوں کو گرم کر کے Tin کی معمولی رگڑائی کے بعد کپڑا اندر والے حصہ میں پھیرنے سے برتن چاندی کی طرح سفید ہو جاتے ہیں اور کھانے کے ساتھ جو بد ذائقہ کَس مل جاتی تھی وہ بھی ختم ہو جایا کرتی تھی اور کھانے کا اصل مزا دوبالا ہو جاتا تھا۔

قلعی اور کَس کے لغوی معانی

مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل قلعی اور کَس کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ قلعی لفظ کے تحت لکھا ہے۔ ایک سفید رنگ کی ملائم دھات جو چاندی سے مشابہت رکھتی ہے اور تانبے و پیتل وغیرہ کے برتنوں پر ملمع کرنے اور مرکب دھات بنانے کے کام آتی ہے۔ رانگ، رانگا، ٹین، ملمع، گلٹ، روغن نیز ظاہری چمک دمک۔ گھروں اور مکانوں کو چونا کرنے کو بھی قلعی کرانا کہتے ہیں اور یہ بھی پرانے وقتوں میں سال میں ایک دفعہ کروایا جاتا تھا۔ آج کل اس چونا کی جگہ کئی اور چیزیں جیسے وائیٹ واش دیواروں پر کرنے والی آگئی ہیں جو مختلف کیمیکلز ملے ہونے کی وجہ سے دو تین سال گزار دیتی ہیں۔

کَس کے معنی۔ تانبے پر کچھ عرصہ کے بعد سبزی مائل رنگ آجاتا ہے۔ یہ اصل میں زنگ ہے جو برتنوں سے اترنا شروع ہو جاتا ہے اور کھانے میں آمیزش کے بعد کھانے کو بد مزا بنا دیتا ہے۔

انسانی اعضاء بشکل برتن

اللہ تعالیٰ نے انسانی اعضا کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں برتن کی شکل دی ہے۔ اور شعراء نے بعض اعضاء کو مختلف رنگ کے برتنوں سے تشبیہ بھی دے رکھی ہے۔ جیسے آنکھ کو پیالے سے اور گردن کو صراحی سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انسان کے مُنہ کو پیالے سے تشبیہ دیتے ہوئے کمال عمدگی سے نصیحت فرمائی تھی کہ اسی مُنہ سے آپ درود شریف پڑھتے ہو جو دودھ پینے کی طرح ہے اور اسی مُنہ سے بد اخلاقیاں، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرتے ہو جو گندگی کھانے یا پینے کے مترادف ہے۔ ایک ہی پیالے میں گندگی بھی کھاتے ہو اور پھر اسی پیالے میں دودھ بھی پیتے ہیں، عام زندگی میں اگر اس کا تصور کیا جائے تو جھرجھری آجاتی ہے۔ میں آنکھ اور منہ کا ذکر تو کر آیا ہوں۔ کان کی شکل لے لیں، زبان بھی گول ہو کر برتن کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ ہاتھوں کو لیں۔ اس کی انگلیوں کو ہتھیلی کی طرف ملائیں تو برتن کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے جسے پنجابی میں ہم ''بُک'' بھی بولتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو ملا کر اور پیالہ یا گلاس بنا بنا کر ہم پانی بھی پیتے ہیں۔ ناک کے دونوں نتھنے برتن نما ہیں۔ انسان کی کھوپڑی (skull) تو ہے ہی پیالے کی طرح۔ اور دل کی shape بھی برتن کی طرح ہے۔ اور شعراء نے اس کو مختلف برتنوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ گردوں کو لیں تو ان کی شکل کی ٹرے میڈیکل کے شعبہ میں استعمال ہوتی ہے جس کو kidney tray یا kidney dish کہتے ہیں۔

اعضاء کو قلعی کرانا

انسان کو اپنے برتن نما اعضاء کو بھی قلعی کرتے یا کرواتے رہنے کا حکم ہے۔ جسے ہم پاک صاف اور صفائی وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ قرآن و احادیث میں بار بار ان اعضاء کو دھونے اور پاک صاف کر کے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جسم کو مل مل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

(درثمین۔ مناجات اور تبلیغ حق)

اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

(درثمین۔ محاسنِ قرآن کریم)

ویسے تو ہر وقت اور ہر لمحہ ان کو صاف رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ظاہری برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کرنے کے مقابل پر انسانی برتن نما اعضاء کو پاک صاف اور قلعی کرنے کے لئے سال میں ایک مبارک مہینہ ''رمضان'' رکھا ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے کہ انسان اگر اپنے آپ کو اس ماہ میں اللہ کے حضور صدق نیت سے پیش کرے۔ استغفار اور تسبیح و تحمید کرتے ہوئے روزے رکھے، ذکر الٰہی میں وقت گزارے تو وہ نو مولود بچے کی طرح اس رمضان کو خیر آباد کہہ رہا ہو گا یعنی عبادات مکمل کر کے رمضان کا مہینہ پورا کرے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ رمضان اسلامی مہینوں میں نواں مہینہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مومن کی اس مہینے نئی روحانی پیدائش ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

- پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ بےہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں ''اِنِّی صائم'' کہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصوم)

- جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم)

- مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیمانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں لفظ صَامَ میں انسانی برتن نما تمام اعضاء مخاطب ہیں۔ رمضان، انسانی برتن نما اعضاء جیسے آنکھ، کان، زبان، ناک، ہاتھ اور دل کی صفائی ستھرائی کا بہترین ذریعہ اور موقعہ ہے۔

رمضان کے حوالے سے تو اب باتیں ماہ رمضان میں ہوتی رہیں گی۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح برتنوں کو قلعی کرنے کے لئے تپش کی ضرورت ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ tinلگا کر کپڑے سے صفائی ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان، رَمض سے نکلاہے۔ جس کے معنی گرمی اور تپش کے ہیں۔ اس لئے انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر اگر مومن قرآن کریم کی تعلیم، احادیث میں بیان فرمودات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء کے ارشادات سے قلعی کرے گا تو تمام انسانی اعضاء چمک دمک جائیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رَمَضَ سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اَکلْ و شُرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمضان ہوا۔ اہلِ لُغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رَمَضَ سے مراد رُوحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمَضَ اس حرارت کو بھی کہتے ہیں، جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 136 ایڈیشن 1988ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہاں رہنے والوں کو یا بعض لوگوں کو شاید قلعی کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ برتن کو قلعی کرنے کا طریق کیا ہے؟ پُرانے زمانے میں تانبے اور دھاتوں کے برتن ہوتے تھے اور کچھ عرصے بعد انہیں قلعی کروانا پڑتا تھا۔ پاکستان میں اور ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو تو اندازہ ہو گا کہ کس

طرح قلعی ہوتی ہے اور خاص طور پر جو ہمارے لنگر خانوں میں ڈیوٹی دینے والے ہیں اُن کو بھی اندازہ ہے کیونکہ جلسہ سالانہ میں دیگیں قلعی کروائی جاتی ہیں۔ قلعی کے لئے پہلے برتن کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر اُس پر نوشادر یا کچھ کیمیکل ملے جاتے ہیں یا مَل کے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ بہر حال اُس کے بعد پھر ایک سفید چمکدار دھات ہوتی ہے وہ اُس پر مَلی جاتی ہے۔ جب اچھی طرح اُس کا گند پہلے سے اتارا جائے اور پھر یہ دھات مَل کے اُس کو ایک کپڑے سے اچھی طرح پالش کیا جائے تو پھر وہ برتن اس طرح بالکل صاف شفاف اور چمکدار ہو جاتا ہے جیسے چاندی کا برتن ہو۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11 مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں اپنے اعضاء کو پاک صاف کرنے اور دینی تعلیمات کے مطابق ان کا استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ جاری رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اپریل 2022ء)

﴾49﴿

آئینہ کے اوصاف اپنانے کی تلقین
الفضل آن لائن کا بھی بطور آئینہ استعمال ضروری ہے

آئینہ جس کو انگلش میںMirror ، عربی میں مِرْاٰۃٌ اور اردو میں اسے شیشہ کہتے ہیں جس کے ایک طرف خاص قسم کا مصالحہ لگا ہو اور اُس میں اپنی شبیہ دیکھی جا سکے۔ اس کو Looking Glass بھی کہا جاتا ہے۔ قریباً ہر زبان میں اس لفظ کو بہت اہمیت حاصل ہے اور مختلف محاوروں میں اسے استعمال کرتے ہیں جیسے انگلش میں Mirror Image کے الفاظ، جو ہو بہو درج ذیل معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ شبیہ، ہم آہنگی اور ایسی چیز جو کسی شئے کو منعکس کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

آنحضور ﷺ نے عربی کے لفظ مِرْاٰۃٌ کو محاورۃً نہایت خوبصورت انداز میں استعمال فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُأَخِیْہِ (ابوداؤد) کہ ایک مومن دوسرے مومن بھائی کے لئے آئینہ کی طرح ہے۔ ایک اور حدیث میں ”اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِمِ “کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ جس طرح آپ Looking Glass میں ایک شبیہ کو ہو بہو دیکھ سکتے ہیں ویسی ہی آپ کو اپنی شبیہ دوسرے مومن کے وجود میں نظر آنی چاہئے۔ اگر تمام مومن اس اصول کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیاں گزاریں تو ہمارا معاشرہ جنت نظیر بن سکتا ہے۔

آئیں دیکھیں! آئینہ کی کیا خوبیاں ہوتی ہیں۔

1. بغیر کسی سجاوٹ یا تبدیلی کے شیشہ آپ کا اصل چہرہ دکھلا دیتا ہے۔ اسی لئے کسی کو اوقات دکھانے کے لئے کہتے ہیں کہ اپنا چہرہ تو شیشے میں دیکھ لو۔

2. اگر شیشہ میں بال یعنی کریک آجائے تو شبیہ درست نظر نہیں آتی۔
3. شیشے کی پشت (Back) پر اگر مصالہ صحیح نہ لگا ہو تو سامنے سے شبیہ بے ڈھنگی اور ٹیڑھی میڑھی دکھائی دیتی ہے۔
4. شیشے کے سامنے کے حصہ پر اگر پانی یا کسی اور چیز کے داغ لگ جائیں یا پشت پر مصالحہ خراب ہو جائے یا اس پر لکیریں آجائیں تو پھر بھی شبیہ صحیح نظر نہیں آتی۔
5. شیشے میں اپنی تصویر دیکھنے کے لئے شیشے کا درست زاویہ پر ہونا بھی ضروری ہے۔ جن شیشوں کا زاویہ (Angle) ٹھیک نہ ہو تو تصویر بھی درست نظر نہیں آرہی ہوتی۔
6. شیشہ آپ کے عیوب صرف آپ کو دکھلاتا ہے کسی اور کو نہیں۔
7. آج کل ایسے Looking Glass بھی آئے ہیں جو چہرے کو بڑا (Enlarge) کر کے دکھلا دیتے ہیں تا کہ چہرے کی خوبصورتی اور بدنمائی واضح طور پر نظر آئے۔ گویا وہ چہرہ کے ایسے دھبوں پر بھی Focus کر کے دکھلا دیتا ہے جو بہت چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں آئینہ نما شیشوں سے بڑے بڑے مقررین، اینکرز، سنگرز اور اداکاروں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے اپنے گھر کے کسی ایک کمرہ کو ریہرسل روم بنایا ہوتا ہے جس کے چاروں طرف بڑے بڑے شیشے لگا رکھے ہوتے ہیں اور وہ پروگرامز ریکارڈ کروانے سے قبل ان شیشوں کے سامنے بیٹھ کر ایکٹنگ کرتے اور اپنے نقوش سنوارتے ہیں۔ سابق صدر امریکہ اوبامانے ایک دفعہ اپنے ایک انٹرویو میں یہ بتایا تھا کہ میں نے تقریر کرنی شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر سیکھی ہے۔

* آئینہ میں موجود ان خوبیوں کو اگر آنحضور ﷺ کے بیان شدہ ارشاد مبارک کی روشنی میں دیکھیں تو ایک بہت ہی لطیف مضمون اُبھر کر سامنے آتا ہے۔

جس طرح انسان عیب بینی اور تزئین و حسن کے لئے آئینہ دیکھتا ہے۔ آئینہ میں اسے اپنا عکس نظر آتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کی پہلی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ وہ آئینہ کی طرح اتنا صاف شفاف ہو کہ لوگ اسے بآسانی اپنا سکیں۔ اس کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکیں۔ اس کے اندر دین محمدؐ کی صحیح تصویر بن رہی ہو جو سامنے کھڑے بندے کو نظر آئے۔

* اس حدیث کے مطابق ایک مومن پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نمبر 1 وہ دوسروں کے لئے خود آئینہ ہے اور نمبر 2 یہ کہ دوسروں کو اپنے لئے آئینہ سمجھے۔ اگر کسی مومن میں کسی کو برائی یا کمی نظر آئے تو چشم پوشی کرے اور صرف خاموشی کے ساتھ ادب کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے نشاندہی کر دینی چاہئے جس طرح شیشہ خاموشی سے نشاندہی کر رہا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے معاشرہ اور سوسائٹی میں دیکھا ہے کہ اگر کسی میں کوئی برائی نظر آجائے تو ہم اس کا معاشرے میں ڈھنڈورا پیٹتے اور اسے بدنام کرتے ہیں۔ جو ''مِرْاٰۃٌ'' کے مفہوم کے برعکس ہے۔ احادیث میں اس حوالہ سے بہت سے اسباق ہمیں ملتے ہیں۔ فرمایا کہ زبان سے سمجھاؤ اگر نہیں تو خاموش رہ کر اس کے حق میں برائی کے دور ہونے کے لئے دعا ہی کر دو۔ آج کل معاشرہ میں غیبت، چغلی اور کسی کو بدنام کرنے کی عادت ناسور بنتی جا رہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس حدیث میں بیان سبق کو سمجھا ہی نہیں ورنہ حقیقی بھائی چارہ قائم ہو چکا ہوتا۔

* آج کل اس حدیث میں بیان سبق کے برعکس ہم نے دیکھا ہے کہ ہم کسی میں برائی ہونے کے باوجود اس کی تعریفوں کے پل باندھنا شروع کر دیتے۔ اس کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ اسے اپنی برائی نظر بھی آتی ہے تو وہ اسے بھلا دیتا ہے اور مزید گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ ''بہت آدمی جب میرے سامنے آتے ہیں تو ان کے اندر سے مجھے ایسی شعاعیں نکلتی معلوم ہوتی ہیں جن سے مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ ان کے اندر یہ یہ عیب ہے یا یہ یہ خوبی ہے مگر یہ اجازت نہیں ہوتی کہ انہیں اس عیب سے مطلع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب تک انسان اپنی فطرت کو آپ ظاہر نہیں کر دیتا وہ اسے مجرم قرار نہیں دیتا۔ اس

لئے اس سنت کے ماتحت انبیاء اور ان کے اظلال کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ اس وقت تک کسی شخص کے اندرونی عیب کا کسی سے ذکر نہیں کرتے جب تک وہ اپنے عیب کو آپ ظاہر نہ کر دے۔"

(الفضل 9 مارچ 1938ء)

* اس حدیث میں ایک بڑا سبق یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اپنی زندگیوں کو پاک و صاف بنائے رکھیں۔ قرآن، احادیث و سنت کو اپنے وجودوں میں اُتاریں۔ جس طرح شیشے پر معمولی سی میل کچیل یا دھبہ لگنے پر چہرہ بدنما نظر آنے لگتا ہے اسی طرح اپنے وجود کو پاک و شفاف رکھیں۔ میل کچیل اور جو دھبے لگ جاتے ہیں۔ ان کو دھونا ضروری ہے۔ اس کا بہترین طریق محاسبہ اور خود احتسابی ہے۔ آنحضورؐ روزانہ رات کو بستر پر جانے سے قبل خود احتسابی کے عمل سے اپنے وجود کو گزارتے تھے۔ اب رمضان کے مبارک دن ہیں جو خود احتسابی کے لئے بہت اہم ہیں۔

اسی طرح شیشے کی پُشت پر اگر قیمتی سے قیمتی مصالحہ لگا ہو اور اس کو بال آنے سے بچائے رکھیں تو شبیہ بھی اچھی نظر آتی ہے اسی طرح دینی تعلیم کے مصالحہ کو بھی ہر جہت سے دیکھ کر اس کو خوبیوں اور آداب سے مرصع کر کے اگر اپنی پُشت پر لگائیں گے تو دوسروں کو اپنی شبیہ بھی عمدہ اور دینی نظر آئے گی اور جس طرح آج کل ایسے شیشے آگئے ہیں جو چہرہ کو بڑا کر کے دکھاتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ان تمام دینی تعلیمات کو اکٹھا کر کے اپنے اوپر ایسے رنگ میں لاگو کریں کہ ہمارے نقوش اتنے واضح اور نمایاں ہوں کہ ہر ایک چلتا پھرتا مومن نظر آئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآنی تعلیم کو بغور پڑھیں، احادیث و سنت رسولؐ کا مطالعہ کریں۔ حکم و عدل کی تعلیمات کو سامنے رکھیں اور بالخصوص آج کے دور کے روحانی رہبر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و ارشادات کو حرزجان بنائیں۔

پھر اخبار الفضل آن لائن سے بھی آئینہ کا کام لیا جا سکتا ہے جس کو www.alfazlonline.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر روزانہ اس کا مطالعہ کریں تو آپ کو باآسانی

علم ہو سکے گا کہ آپ کہاں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں دین محمدؐ پر کاربند رہنے اور تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(خاکسار کا یہ اداریہ آئینہ کے عنوان سے روزنامہ گلدستہ علم وادب، لندن میں شائع ہوا تھا جو معمولی تبدیلی کے ساتھ رمضان کی مناسبت سے قارئین الفضل آن لائن کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اپریل 2022ء)

﴾50﴿

دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

نوٹ از ایڈیٹر:

ادارہ الفضل آن لائن گزشتہ نو ماہ سے ''کتاب تعلیم کی تیاری'' پر قسط وار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل تین عناوین پر ارشادات جمع کر کے حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کی تکمیل کی سعادت پا رہا ہے کہ

''میں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں گے:

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 354 ایڈیشن 2016ء)

بفضل تعالیٰ اس کی 40 اقساط منصہ شہود پر آچکی ہیں جس کی تیاری، ترتیب، کمپوزنگ میں مکرم نوید احمد منگا (گھانا) مکرم خاقان احمد صائم و مکرم فضل محمر (لٹویا)، مکرمہ عنبرین نعیم (بحرین) مکرم عامر محمود ملک (یوکے) نے تعاون فرمایا فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

ادارہ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی، دعا اور اجازت سے اس کی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل ایک اور خواہش کو پوری کرنے جا رہا ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام نے دعا پر ایک کتاب لکھنے کی خواہش کا یوں اظہار فرمایا ہے۔

''میں نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار اور شرح وبسط کے ساتھ دعا کے مضمون پر ایک رسالہ لکھوں۔ مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کو بدقسمتی سے ایسا موقعہ ملا کہ دعا کریں مگر انہوں نے صبر اور استقلال سے چونکہ کام نہ لیا اس لئے نامراد رہ کر سید احمد

خانی مذہب اختیار کر لیا کہ دعا کوئی چیز نہیں۔ یہ دھوکا اور غلطی اس لئے لگتی ہے کہ وہ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بے خبر اور اپنی خیالی امیدوں کو پورا نہ ہوتے دیکھ کے کہہ اٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں۔ اور اس سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے۔ اگر دعاؤں کا اثر نہ ہوتا تو پھر اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 150 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس سلسلہ کا قسط وار آغاز کیا جارہا ہے جن میں ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ”دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے" کے عنوان پر اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

قارئین کے لیے یہ مائدہ مکرمہ حسنی مقبول احمد۔ امریکہ سے پیش کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اس کی تکمیل کی توفیق دے اور اس سلسلہ کو قارئین کے لیے مفید و مبارک بنائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اپریل 2022ء)

﴿51﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے قرآنی دعائیں

- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ O الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ O اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ O اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ O صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ O (الفاتحۃ 2تا7)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

- رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ O (البقرۃ :129)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کردے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ O (البقرۃ: 287)

اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O

(آل عمران: 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

- لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O (الاعراف: 150)

اگر ہمارے ربّ نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ O (الاعراف: 152)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

- فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ O (الاعراف: 156)

پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ O (هود: 48)

اے میرے ربّ! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جس (کے مخفی رکھنے کی وجہ) کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

- رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا O (بنی اسرائیل: 25)

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

- رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا O (الکهف: 11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

- اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ O (الانبیاء: 84)

مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ O (المومنون: 110)

اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ O (المومنون: 119)

اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ O (النمل: 20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

- رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ O رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ O ۙ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ O (المومن: 8تا10)

اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے اور انہیں بدیوں سے بچا اور جسے تو نے اس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اپریل 2022ء)

﴿52﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے ادعیہ ماثورہ

روز مرہ کے استعمال کی وہ دعائیں جن میں اللہ تعالیٰ سے طلبِ رحمت پائی جاتی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کی دعا، دعائے بین السجدتین، التحیات، دعائے قنوت، ملتے وقت سلامتی اور رحمت، چھینک کا جواب یَرْحَمُكَ اللهُ، قرآن ختم کرنے پر ماثورہ دعا، صفات باری تعالیٰ کا تذکرہ

- يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

اے زندہ و قائم خدا! تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں مدد کا طلبگار ہوں

- اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ

اے اللہ! گناہوں کے ترک کرنے کے لیے مجھ پر خاص رحمت فرما

- اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

اے اللہ! اپنی ایسی رحمتِ خاص سے مجھ کو حصہ دے جو تیرے سوا مجھے ہر قسم کی رحمت سے مستغنی کر دے

- اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ

اے اللہ! تیری رحمت کا امید وار ہوں پس تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کرنا۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْاَعْلَىٰ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ دوست سے ملا دے

- اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے اور مجھے امید اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ ہے

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ

اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہو جا، ہمیں جنت میں داخل کر اور ہمیں آگ سے بچا

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي

اے اللہ! میں تیری رحمت کا خاص طلبگار ہوں جس کے ذریعہ تو میرے دل کو ہدایت عطا کرے

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو جذب کرنے والی باتوں کی دعا کرتا ہوں

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي

اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ مجھے بخش دے

- لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے خدا، ہم پر ایسے لوگ مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05اپریل 2022ء)

﴿53﴾

رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

میں گناہ گار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے۔

- اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظاً وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ

اے میرے ربّ مغفرت فرما اور آسمان سے رحم نازل فرما

- یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ

اے زندہ و قائم خدا تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں مدد کا طلبگار ہوں

- رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما (یہ دعا اسم اعظم ہے)

- اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَارْحَمْنِیْ

اے میرے ربّ مجھے اپنی طرف سے شفاء عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما

- رَبِّ اِنَّكَ جَنَّتِیْ وَرَحْمَتُكَ جُنَّتِیْ

اے اللہ تو میری جنت ہے اور تیری رحمت میری ڈھال ہے

- اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ

یا اللہ رحم

- رَبِّ اِنَّكَ جَنَّتِیْ وَرَحْمَتُكَ یُنْجِیْ مِنَ الْعَذَابِ

اے میرے ربّ مجھ پر رحم فرما یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت، عذاب سے نجات دیتے ہیں

- اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما

- فَارْحَمْنِیْ مِنْ لَّدُنْكَ اِرْحَمْنِیْ یَارَبَّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ اِرْحَمْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَلَا رَحِمَ اِلَّا اَنْتَ

مجھ پر رحم فرما اپنی جناب سے۔ اے ارض وسماء کے ربّ رحم فرما۔ اے ارحم الرّاحمین رحم فرما۔ تیرے سوا کوئی رحم نہیں کرتا

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اپریل 2022ء)

﴿54﴾

رمضان کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے

خاکسار جب لاہور اور پھر اسلام آباد میں خدمات دینیہ بجالا رہا تھا، ان شہروں میں قیام کے دوران کبھی کبھار مختلف اخبارات، رسائل و میگزینز میں سے اہم تراشے اور بعض اوقات مکمل رسائل و میگزینز ہی محترم مولانا دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت کو ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے لئے بھجوایا کرتا تھا۔ محترم مولانا موصوف کی شخصیت کا ایک وصف یہ تھا کہ آپ اپنے نام آنے والے خطوط، مکتوبات کا جواب بے حد مصروفیات کے باوجود اپنے ہاتھ سے رقم کر کے دیا کرتے تھے اور شعر کا یہ مصرعہ اکثر لکھا کرتے تھے۔

تجھ کو اس لطف کی اللہ ہی جزاء دے ساقی

خطوط کے جواب میں جن الفاظ کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا ان الفاظ کو جلی (Bold Font) کر کے لال و سبز رنگ سے لکھتے اور فقروں کے نیچے رنگ دار لکیر کھینچا کرتے گویا یوں لگتا جیسے رنگ رنگ کے موتی پروئے ہوں۔

ایک دفعہ خاکسار نے کچھ تراشے جب آنمکرم کو بھجوائے تو ماہ رمضان تھا۔ آپ نے ان تراشوں کی وصولی کے خط میں لکھا کہ ”رمضان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا انتساب براہ راست اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہے کیونکہ بعض احادیث کے مطابق رمضان خود اللہ جلشانہ کا اسم مبارک بھی ہے۔“ (درمنثور للسیوطی)

یہ خط 23 اکتوبر 2004ء کا تحریر شدہ ہے۔ جو میرے ایک دوست زاہد محمود نے مہیا کر کے رمضان کے حوالے سے اداریہ لکھنے کی درخواست کی ہے۔

مکرم عبد السمیع خان استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے خاکسار کی درخواست پر اس حدیث کے درج ذیل الفاظ مہیا فرمائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، لَا تَقُوْلُوْا رَمَضَانَ فَاِنَّ رَمَضَانَ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا شَھْرُ رَمَضَانَ۔ (السنن الکبریٰ بیہقی جلد4 صفحہ 339 کتاب الصیام، حدیث نمبر 7904)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کو رمضان نہ کہا کرو کیونکہ رمضان، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بلکہ رمضان کو ماہ رمضان کہا کرو۔

الغرض ماہ رمضان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ مکرم مولانا مرحوم کے مطابق رمضان کا انتساب خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سے کیا ہے۔ یہ مبارک دن خالق حقیقی کو اپنا بنانے، اس کو سینے سے لگانے کے دن ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان مبارک دنوں کو اللہ کو مَل لینے کے دن کہا کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا کہ: ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنے محل کے دروازے کھول کر درباریوں سے کہا کہ فلاں سے فلاں وقت تک یہ محل کھول دیا گیا ہے۔ آپ جو قیمتی اشیاء لینا چاہتے ہیں اٹھا کر لے جائیں۔ ایک ہوشیار اور دانا بوڑھا درباری اٹھ کر دھیرے دھیرے بادشاہ کی طرف بڑھنے لگا اور جا کر بادشاہ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا کہ بادشاہ سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہو سکتی۔ جس نے بادشاہ کو مَل لیا بادشاہ اس کا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ماہ رمضان کا محدود وقت ہوتا ہے۔ اس میں اپنے خدا کو ہاتھ لگا لیں۔ اس کو مَل لیں اور جس کا خدا ہو جائے ساری دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ اس کو کسی اور کو مَلنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے معنوں میں یوں کہہ لیں کہ ماہ رمضان میں رمضان خدا کو مَلنے کی ضرورت ہے۔

* حدیث میں آتا ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔ (بیہقی شعب الایمان) مجمع الزوائد کے الفاظ یوں ہیں

فَاتَّقُوْا شَھْرَ رَمَضَانَ فَاِنَّہٗ شَھْرُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

کہ رمضان کے مہینے کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا ہے:

''میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کر دے کہ جو آئے، لے جائے۔ برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ اور آ کر لے جاؤ۔''

(تربیتی درس از صدارت عمومی جلد اول صفحہ:126)

* ماہ رمضان کی ''رمضان خدا'' سے ایک نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے:

ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَهٗ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يَخِيْبُ (جامع الصغیر)

کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے۔'' (الحکم 24 جنوری 1901ء)

* رمضان کا نام اس لئے رکھا گیا کہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

(کنزالعمال کتاب الصوم)

گویا ''رمضان خدا'' جس میں حلول کرے گا اس کے گناہ مٹ جائیں گے اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو گا کیونکہ اللہ کی آمد سے اللہ ہی اللہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے معانی دو گرمیوں کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 209)

اس آرٹیکل میں قارئین کرام کو ماہ رمضان کی اہمیت و افادیت اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان کر کے ماہ رمضان کے دنوں میں اپنے اندر روحانی حرارت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے میرے لئے ہیں اور میں خود ہی اس کی جزاء بنوں گا۔

* ماہ رمضان کی اہمیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ظاہر و باہر ہے کہ آپ نے شعبان کے آخری روز صحابہ کی طرف اپنا رخ مبارک کر کے ایک خطاب فرمایا۔ جس کے آغاز میں آپؐ نے فرمایا کہ تم پر ایک ایسا عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے جو بہت برکتوں کا مہینہ ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے ایک رنگ میں مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت ہو جاتی ہے۔

فارسی میں ضرب المثل ہے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر، باز با باز

کہ ایک ہم جنس پرندہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ کبوتر، کبوتر کے ساتھ اور باز، باز کے ساتھ۔ پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری کتاب الایمان)

کہ جو ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادات کے لئے کھڑا رہا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ان معانی کو ”رمضان اللہ کا نام ہے“ پر لاگو کریں تو نہایت ہی لطیف اور عمدہ معانی سامنے آتے ہیں کہ جب ایک مومن ایمان کی حالت میں اور اپنی لغزشوں اور کمزوریوں کا احتساب کرتے ہوئے ”رمضان خدا“ کو اپنے سامنے پائے گا تو خوف خدا سے وہ پاک وصاف ہو جائے گا۔

* آخر میں صحیح بخاری کی ایک ایسی حدیث رمضان کی اہمیت کے لئے رکھنا چاہتا ہوں جو اوپر بیان شدہ مضمون کو مزید اجاگر کرتی ہے وہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ یا بعض روایات میں اذا دخل شھر رمضان کے الفاظ آتے ہیں

کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے۔ یہاں ماہ رمضان کے آنے کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ رمضان کے داخل ہونے کا ذکر ہے۔ تو اس کے معانی یہ ہوئے کہ جب ”رمضان خدا“ انسان کے اندر داخل ہو گا تو وہ نورانی چہرہ بن جائے گا۔ اس لئے جنت کے دروازے وا کر دیئے جائیں گے اور اس کی دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

گویا یہ حدیث بہت گہرے مضامین اپنے اندر رکھتی ہے کہ جب رمضان انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر شیطان کو وہاں قریب پھٹکنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کی جائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے۔ لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچالیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 377)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بابرکت مہینہ میں اپنا احتساب کرنے اور سچے دل کے ساتھ ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اپریل 2022ء)

﴿55﴾

ایم ٹی اے کی نئی موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ کا افتتاح

اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے (دعا کی تحریک)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 08 اپریل 2022ء میں ایم ٹی اے انٹر نیشنل کی نئی موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔

اس ویب سائیٹ کا ایڈریس www.313companions.org ہے۔

اس ویب سائیٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کے 313 بدری صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق خطبات کو جمع کیا گیا ہے۔

اس ویب سائیٹ میں احباب بدری صحابہ سے متعلق خطبات سننے کے علاوہ ان سے متعلق پروفائلز پڑھ سکتے ہیں۔ جہاں تک مطالعہ یا مشاہدہ کیا ہو اس کو بک مارک بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر صحابی کے متعلق سوال و جواب کا ایک کوئز بھی موجود ہے۔ ویب سائیٹ پر متعلقہ مفید نقشہ جات بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ پر ناموں اور مشکل الفاظ کا عربی تلفظ بھی سنا جاسکتا ہے۔

اب تک کی اپلوڈ کی گئی معلومات کے علاوہ آئندہ آنے والی نئی معلومات اور ویڈیوز بھی ہر ہفتہ جاری کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ اس موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ کے افتتاح کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر دنیا کے حالات کے متعلق دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”دنیا کے حالات کے لئے بھی دعائیں کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہ کاریوں سے بچائے اور ان کو عقل دے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے ہوں۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 8 اپریل 2022ء)

﴿56﴾

رمضان بطور نیویگیٹر (Navigator)

آج سے چند سال قبل ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان کو Navigator قرار دیا تھا۔ Navigator دراصل پرانے وقتوں میں بحری اور ہوائی جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور وہ Navigators کے ذریعہ اپنی سمت درست رکھتے تھے۔ اس دور میں ترقی کے ساتھ ساتھ جب زمین گلوبل ویلج بننے لگی۔ شہروں کی آبادی بڑھنے لگی اور کسی جگہ کی Location جاننے کے لئے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو زمین پر چلنے والی گاڑیوں کے لئے بھی یہ آلہ تیار ہوا اور ترقی یافتہ ممالک میں اب یہ گاڑیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ جس میں مقام انتہا (جہاں انسان جانا چاہتا ہے) کا ایڈریس اگر feed کر دیا جائے تو وہ آلہ رہنمائی کرتے ہوئے short way کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جس سے وقت کی نہ صرف بچت ہوتی ہے بلکہ fuel کی بھی بچت ہوتی ہے۔ اور اگر آپ اس آلہ کے مطابق عمل نہ کریں تو وہ شور مچا کر بتاتا ہے کہ آپ غلطی کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کی نہ مانیں تو پھر وہ آپ کے چُنے ہوئے راستہ میں بھی short way کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کی اہم خوبی یہ ہے کہ جن کمپنیوں نے اِسے تیار کیا ہوتا ہے وہ اس کو update کرتے رہتے ہیں حتی کہ نئی بننے والی چھوٹی سی گلی کو بھی اس میں شامل کر دیتے ہیں۔ گویا آج کی تیز ترین دنیا میں یہ ایک بہت اچھی ایجاد ہے۔ اب تو Tom Tom کے علاوہ Waze وغیرہ نے لے لی ہے جو یہاں تک ڈرائیور کو محتاط کر دیتی ہے کہ آگے پولیس کیمرہ لگائے کھڑی ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سفر کرنے سے قبل ہم سوچتے اور مشورہ کرتے ہیں کہ کون سا راستہ چھوٹا رہے گا۔ سڑک صاف ہو گی۔ حتی کہ بیرون ملک جانے کے لئے جب ہم فضائی کمپنیوں

سے رابطہ کرتے ہیں تو سفر کی صعوبتوں سے بچنے کے لئے چھوٹے چھوٹے راستے یا فضائی کمپنی کا چناؤ کرتے ہیں بلکہ اگر راستہ میں ٹھہرنا بھی ہو تو وہ پڑاؤ کو بھی دیکھتے ہیں کہ کہاں مختصر قیام ہو گا۔

روحانی دنیا میں بھی ایک Road Map ہے جس کا مقصد اپنے خالق حقیقی تک پہنچنا ہے۔ جس کے لئے قرآن کریم کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دُعا ایک مومن کو سکھلائی ہے۔ مفسرین نے ”صراط مستقیم“ کے جو معانی کئے ہیں ان میں سے ایک معنی چھوٹا اور سیدھا راستہ کے ہے۔ ہمارے ایک بزرگ مکرم سید احمد علی شاہ مرحوم سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کہا کرتے تھے کہ ہر مربی کی ذہنی استعداد مختلف ہوتی ہے اور منزل مقصود تمام کا ایک ہے یعنی خلیفۃ المسیح کے حکم کی اطاعت پر ہر مربی اپنی اپنی استعدادوں کو بروئے کار لا کر اپنے مقرر کردہ گول تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی براستہ بگھڈ نڈہ آتا ہے یعنی لمبے راستہ سے اور کوئی بذریعہ لاہور یعنی چھوٹے راستہ سے۔ اس لئے تمام کو اپنے ذمہ پروجیکٹ پر عمل کرنے کا وقت دینا چاہئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے ہیں۔ جیسے نماز ہے، تہجد ہے، نوافل ہیں، صدقہ و خیرات ہے، قرآن کریم کی تلاوت ہے اور بہت کچھ۔ یہ تمام نیکیاں ایک ساتھ اکٹھی ہو کر رمضان میں آجاتی ہیں اور فرشتے آسمان سے اتر کر نچلی سطح پر اور بعض روایات میں زمین پر آجاتے ہیں اور بلند آواز سے پکارتے ہیں کہ ہے کوئی نیکی کا عزم کرنے والا اور دعا کرنے والا؟ اس کی دعا قبول کی جائے گی بلکہ وہ ایک مومن کی پکار، اس کی آواز اور دعاؤں کو لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جہاں بارگاہ ایزدی میں یہ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسی بناء پر رمضان کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے Navigator قرار دیا ہے۔ اور کیا ہی پیاری تشبیہ دی ہے کہ ماہ رمضان، ہمیں جہاں نیکیوں کی رہنمائی کرتا ہے وہاں بدیوں سے دور رہنے اور ان کے برے انجام سے ساتھ ساتھ آگاہ بھی کرتا رہتا ہے۔ گو تمام تعلیمات، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آج سے 14 سو سال قبل بیان کر دی ہیں۔ لیکن ان تمام کو ایک ساتھ ذہن میں رکھنا یا ایک ساتھ ذہن نشیں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ جس کی نشاندہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجددین اور علمائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا۔

آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبات کے ذریعہ معارف و محاسن قرآن کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے صراط مستقیم کی تعیین کرتے رہتے ہیں۔ آیئے! ان کو حرز جان بنا کر رمضان میں اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے سے ملاپ اور میل ملاقات کے سامان آسان کر دے گا۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 اپریل 2022ء)

《57》

روحانی اور مادی بہار کے باغیچے کے کھلتے پھول

موسم بہار کی آمد آمد ہے۔ جسے پھولوں کے کھلنے، نئی کونپلوں کے نکلنے کا موسم کہا جاتا ہے۔ بہار کے لغوی معنوں میں خوبصورتی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان کے میدانوں میں آخر فروری سے آخر اپریل اور پھر ستمبر اور اکتوبر کے مہینے بہار کے موسم کے ہوتے ہیں۔ جب ہر طرف رنگارنگ کھلے ہوئے پھول نظر آتے ہیں۔ پھولوں کی نمائشیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ ہر طرف ہریالی ہوتی ہے۔ سبزہ زاروں کی چادر بچھ جاتی ہے۔ اس موسم کی وجہ سے جہاں اردگرد کے ماحول خوبصورت لگ رہے ہوتے ہیں وہاں اس نئے اور خوشگوار ماحول کے زیر اثر انسانوں کے چہرے بھی کھل جاتے ہیں وہ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ جانور اور چرند پرند بھی اٹھکیلیاں کرتے نظر آتے ہیں گویا ہر ذی روح اپنی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ”سبحان اللہ“ کہہ رہا ہوتا ہے۔

ویسے تمام موسم ہی اچھے ہوتے ہیں۔ ان پر تمام انسانوں کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ تمام موسم اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں اور ہر موسم کا ایک اپنا رنگ ہوتا ہے اور وہ خوبصورت لگتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے ایک دوست یہاں لندن میں خدمت دین کے سلسلہ میں پاکستان سے ایسے وقت میں آئے جب خزاں میں، درختوں سے زرد رنگ کے گرے ہوئے پتوں سے سڑکوں، پارکوں اور دکانوں کی چھتیں اٹی پڑی ہوتی ہیں اور ہر طرف پیلگی یعنی پیلے رنگ کا راج ہوتا ہے۔ اور تمام درخت ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے دوست نے آغاز پر اپنے الاٹ شدہ مکان کے اردگرد پتوں سے لدی سڑک اور اپنے باغیچے دیکھ کر جھاڑو سے روزانہ صاف کرنے کی کوشش کی۔ ایک دن ایک انگریز پڑوسی نے انہیں مخاطب ہو کر ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ جی! ان پتوں کو صاف نہ کریں یہ تو اس موسم میں لندن کی خوبصورتی ہے اور واقعتا جو حسن ان

پیلے پتوں سے سڑکوں اور پارکوں میں پیدا ہوتا ہے وہ دیدنی اور ناقابل بیان ہے۔ اسی طرح یورپ میں سخت سردی کا موسم جب دن گھٹ کر بہت چھوٹا اور راتیں اتنی طویل اور گھپ اندھیری ہو جاتی ہیں اور ہم یہاں لندن میں ہجرت کر کے آنے والے اس موسم کو ڈپریشن کا موسم کہتے ہیں۔ وہاں یہاں کے لوکل لوگ اس موسم سے خوب enjoy کرتے ہیں۔

بات ہو رہی تھی موسم بہار کی ۔ اس خوبصورت اور دل بہلانے والے موسم کو نثر نگاروں نے اپنی تحریروں اور شعراء نے اپنے اشعار میں خوب بیان کیا ہے اور ادیبوں نے مختلف محاوروں میں اس موسم کو خوب استعمال کیا ہے۔ جیسے اردو شاعر کہتا ہے۔

مسکراؤ بہار کے دن ہیں
گل کھلاؤ بہار کے دن ہیں

معروف انگریز شاعر ولیم ورڈزورتھ (William Wordsworth) لکھتا ہے۔

The birds around me hopped and played
Their thoughts I cannot measure
But I last motion which they made
It seemed a thrill of pleasure

”یعنی پرندوں نے میرے ارد گرد کھیل کود کیا۔ میں ان کے خیالات کا اندازہ تو نہیں لگا سکا لیکن ان کی ہر حرکت سے بے پناہ خوشی کا اندازہ ہوتا ہے“

یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی ہر قوم اور ثقافت میں بہار کے جشن منائے جاتے ہیں۔ جن میں وہ اپنی روایات کے مطابق خوشیاں مناتے ہیں۔ بہار کے موسم کا دورانیہ اتنا مختصر ہوتا ہے۔ بعض کے بقول بہار کے موسم سے لوگ استفادہ ہی نہیں کر پاتے۔

افسوس کہ دن بہار کے یوں ہی گزر گئے

مجھے یہاں طوالت سے بچتے ہوئے صرف یہ عرض کرتا ہے کہ اس دنیا میں مادی موسمِ بہار کے ساتھ ساتھ روحانی بہار کے دن بھی ہوتے ہیں جن کو ہمارے جماعتی شعراء نے اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے۔ جیسے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، حمد باری تعالیٰ کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اس ’’بہارِ حسن‘‘ کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

قرآن کریم کے فضائل کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں۔

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

پھر جماعت احمدیہ کے ذکر میں آپؑ فرماتے ہیں

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستان میں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ چمن اسلام میں بہار آنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس چمن پر جبکہ تھا دور خزاں وہ دن گئے
اب تو ہیں اس باغ پر یارو! بہار آنے کے دن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر کر کے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

بہار آئی ہے، دل وقف یار کر دیکھو
خرد کو نذر جنون بہار کر دیکھو

احادیث کے مطابق آخری دور میں ثریا سے ایمان کو لا کر دلوں میں نصب کرنے والے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے چمن، باغیچے میں بہار پیدا کر دی ہے، ہمارے ایمانوں کو تازہ کیا، دین میں آنے والی خزاں کو بہار میں تبدیل کیا۔ غیر اسلامی روایات کی نشاندہی کر کے اسلامی روایات اور اقدار سے آگاہ کر کے ہمیں بہار کا مزہ چکھایا۔ الغرض روحانی، دینی، اخلاقی بہار کے حسن کے مزے ہم نے چکھے ہیں۔

جب ہم سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس روحانی بہار میں داخل ہو چکے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ اس روحانی بہار کے باغیچہ میں کھلنے والے ہر پھول کی خوشبو اور مہک سے لطف اندوز ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے اس باغ میں قرآن کریم ایک پھول ہے۔ باقی تمام پھولوں کی مہک اسی کے ہی صدقہ ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کی بھی پڑھائیں۔ یہی ہمارا وطیرہ اور طریق ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ قادیان کے ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی ہر صبح آوازیں آیا کرتی تھیں۔ جس کے غیر بھی معترف رہے ہیں۔ مکرم عبد السلام خاں صاحب ولد حضرت محمد الیاس خاں صاحب جب پارٹیشن کے بعد راولپنڈی میں واپڈا کے دفتر میں متعین ہوئے تو جو گھر آپ کو الاٹ ہوا۔ اس گھر سے ہر صبح آپ کے پانچوں بچوں کی تلاوت قرآن کریم کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ ایک دن ترانہ پاکستان کے موجد جناب حفیظ جالندھری نے صبح کی سیر کے دوران مکرم عبد السلام خاں سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ مکرم عبد السلام کے اثبات میں جواب دینے پر جناب حفیظ جالندھری نے کہا کہ اس گلی میں سوائے آپ کے کسی اور گھر سے تلاوت کی آواز نہیں آتی۔ اسی لئے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ احمدی گھرانہ ہے اور لازماً احمدی ہوں گے۔

اس اسلامی باغیچہ میں سیرت رسول، احادیث نبویہؐ، فقہائے اربعہ کے فتاویٰ اور آج کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب، ملفوظات اور خطبات و خطابات خلفاء کرام کے علاوہ علمائے جماعت کی کتب کے رنگا رنگ اور مختلف خوشبوؤں کی آمیزش والے پھول ہیں۔ وہاں ایم ٹی اے کا بھی پھول ہے۔ جس کی مہک اور خوشبو ساری دنیا کو معطر کر رہی ہے۔

ہاں ہاں اس باغ میں ایک پھول ’’الفضل آن لائن‘‘ کا بھی ہے۔ جو مختلف پھولوں سے سجا ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس کی مہک، رنگ اور خوشبو سے دنیا بھر کے قارئین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دنیا بھر سے ہزاروں قارئین کے پیغامات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ واقعتاً الفضل ایک پھول بن کر اپنی خوشبو اور مہک سے دنیا کے کونے کونے کو معطر کر رہا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ’’جذبات دل‘‘ کے تحت لکھتے ہیں۔

ہر حسین کو حسن بخشا ہے اسی دلدار نے
ہر گل و گلزار نے پائی اسی سے ہے بہار

امسال ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم مؤمنوں کے لئے دو بہاریں ایک ہی وقت میں اکٹھی کر دیں یعنی مادی بہار کے ساتھ روحانی بہار ماہ رمضان کی صورت میں۔ جب ہم اوپر بیان شدہ لازوال روحانی پھولوں کی مہک و خوشبو سے اپنے اپنے ماحول، مکانوں، صحنوں اور سجدہ گاہوں کو معطر رکھیں گے۔ ان پیاری اور دلربا خوشبوؤں سے الفضل کے آئندہ دنوں کے شمارے مسلسل آپ قارئین کو مستفیض کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اپریل 2022ء)

﴾58﴿

چند امرائے جماعت کا ذکر خیر

خاکسار نے ارشاد نبویؐ اُذکُرُ وا مَحاسِنَ مَوتاکُم (بحارالانوار جلد72 صفحہ 239) کے تحت اپنے بزرگ مرحومین کے ذکر خیر کی اشاعت کا سلسلہ روزنامہ الفضل میں عنوان وائز شروع کیا ہے۔ روزنامہ 2 جولائی 2021ء کے شمارہ میں ان مرحوم بزرگ اساتذہ کا ذکر خیر ہے جن سے خاکسار نے جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران کسب علم حاصل کیا۔ اس کی دوسری قسط مورخہ 6 نومبر 2021ء کو بعنوان ''بعض مرحوم افسران کا ذکر خیر'' کے نام سے شائع ہوئی۔ جن میں ان بزرگ ناظران کا ذکر تھا۔ جن سے علمی و انتظامی فیض سے اپنی زندگی کو خاکسار نے آراستہ کیا۔ آج اس سیریز کی تیسری قسط بعنوان ''چند امرائے جماعت کا ذکر خیر'' پیش ہے۔ جن میں پاکستان میں مختلف مقامات پر خدمت دین بجالاتے ہوئے ان شہروں کے امرائے جماعت سے واسطہ پڑا۔ ان سے روابط ہوئے اور ان کے ساتھ مل بیٹھ کر خدمت کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار قسط 2 میں اپنے ان جذبات تشکر کا اظہار کر آیا ہے کہ خاکسار کو اپنے 44 سالہ دور خدمات دینیہ میں جن افسران، اساتذہ اور ایسے امراء جن کے ساتھ مل کر خدمت بجالانے کی توفیق ملی سے واسطہ پڑا وہ ہمدرد، شفیق اور محبت کرنے والے اور ایک مربی کی عزت کرنے والے تھے۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء

پاکستان میں فیلڈ کے دوران صرف پانچ مقامات بدوملہی، پیر محل، لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آخری تین جگہوں پر تو مربی ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس عرصہ میں خاکسار کا آٹھ امراء سے تعلق رہا۔

مکرم خواجہ عبد الغنی، امیر جماعت ہائے حلقہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

خاکسار کی پہلی تقرری جون 1978 میں ضلع سیالکوٹ کی ایک بہت بڑی جماعت بدوملہی میں ہوئی۔ مجھے اس بڑی جماعت میں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اس جماعت کے امیر جہاں لوکل جماعت کے امیر ہوتے تھے وہاں بدوملہی جس میں اس وقت 20-22 جماعتیں ہوتی تھی اور امیر حلقہ بھی کہلاتے تھے۔ میری جس دن بدوملہی حاضری تھی۔ ظہر کا وقت تھا۔ نماز کے لئے ایک چھوٹے قد کے سادہ طبیعت کے مالک، تہمند پہنی ہوئی ایک رعب دار شخصیت جن کے چہرے پر ایک مخصوص طرز کی مسکراہٹ نمایاں تھی۔ نماز کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ اپنی دکان سے اٹھ کر مین بازار سے گزر کر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد احمدیہ تشریف لاتے تھے۔ بازار سے احمدی احباب سے آپ میری آمد کی اطلاع پا چکے تھے۔ آتے ہی وضو کر کے صحن میں قدم رکھتے ہی بلند آواز سے السلام علیکم مربی صاحب کہہ کر ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ اھلاً و سہلاً و مرحبا کہا اور فوری طور پر خدام کو مربی ہاؤس (جو مسجد سے ایک ملحقہ کمرہ تھا) کو صاف کرنے اور سامان رکھنے کا حکم فرمایا اور نماز کے بعد خاندانی تعارف حاصل کیا۔ یہ تھا خاکسار کے ساتھ موصوف کا پہلا تعارف۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تعلق مضبوط ہوتا گیا۔ میرے ایک کلاس فیلو آپ کے داماد بن گئے جن کی وجہ سے یہ تعلق مزید مربوط ہو گیا۔ آپ طبیعت کے گو غصیلے تھے۔ آواز بہت رعب دار تھی۔ مگر غصے کا اظہار کر کے جلد ہی نارمل طبیعت میں آجاتے اور چہرے پر ہنسی کے آثار نمایاں ہوتے۔ تہجد گزار، دعا گو وجود تھے۔ نماز بھی گریہ و زاری سے ادا کرتے۔ مربی کے کام سے خوش ہوتے اور حوصلہ بڑھاتے۔ مربّی کی عزت و وقار کا بہت خیال رکھتے۔ غیبت کی عادت نہ تھی۔ کسی کی بات دوسرے سے نہ کرتے اور جماعتی رقوم بہت احتیاط سے خرچ کرتے۔

اپنی دکان پر فارغ اوقات میں الفضل کا مطالعہ کرتے اور اپنے گاہکوں کو پڑھ کر بھی سنایا کرتے۔ ہر وقت آپ کے ہونٹ تسبیح و تحمید، استغفار اور درود شریف پڑھنے سے ہلتے رہتے تھے۔ آپ کو بعض سچی خوابوں بھی آیا کرتیں تھیں۔

مکرم رفیع الدین بٹ۔امیر جماعت ہائے احمدیہ حلقہ بدوملہی

مکرم خواجہ عبد الغنی صاحب کی وفات کے بعد بدوملہی جماعت کے امیر مکرم رفیع الدین بٹ مقرر ہوئے۔ آپ CMA میں ملازم تھے اور ریل گاڑی پر روزانہ لاہور JOB پر جاتے تھے۔ بہت نرم مزاج، صاحبِ علم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا اور ان کتب سے حوالے بھی دیا کرتے تھے۔ ایک بہت بڑی جماعت ہونے کے ناطے آپکی کوشش ہوتی کہ ہر احمدی سے رابطہ رکھا جائے۔ شام دفتر سے واپسی پر سیدھے مسجد میں آکر نماز مغرب ادا کرتے اور احباب سے رابطہ کرتے۔ جن کے گھروں میں جاتے دھیمی آواز سے بات کرتے اور دھیمی طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک بات تحمل سے سنا کرتے۔ مربیان کی بہت عزت کرتے ان کی ضروریات کا بہت خیال رکھتے چونکہ اس وقت مربی ہاؤس Proper تو تھا نہیں۔ مربی ہاؤس کرایہ پر تھا جس میں آپ نے ضرورت کی اشیاء ڈلوائیں۔ جماعت کی رقوم کا اس حد تک خیال رکھتے تھے کہ گرمیوں کے دنوں میں مربی ہاؤس میں پنکھے کی ضرورت تھی۔ بدوملہی کا بازار بہت بڑا ہے اور ضرورت کی ہر چیز میسر ہوتی ہے۔ مگر آپ چند روپوں کی رقم بچانے کی خاطر لاہور سے پیڈسٹل پنکھا بڑھاپے کی عمر میں خود اٹھا کر لائے اور مربی ہاؤس میں پہنچایا۔ خاکسار کے ابا جان بھی محکمہ CMA میں افسر تھے۔ مکرم بٹ صاحب موصوف ابا جان کے کولیگ بھی رہے۔ آپ سے محبت کا تعلق اس ناطے بڑھا۔ آپ جماعتی رقوم کے امین رہے۔

مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان مرحوم۔امیر جماعت لاہور وضلع

خاکسار جب 1990 میں سیر الیون مغربی افریقہ میں خدمات بجالا کر پاکستان واپس آیا تو میرا تقرر لاہور دارالذکر گڑھی شاہو میں ہوا۔ اس وقت آپ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر تھے۔ میں نے اپنی تقرری کا خط انچارج دفتر امارت لاہور مکرم نذیر احمد راجوری کو دیا تو تھوڑی دیر بعد امیر صاحب مرحوم کا پیغام ملا۔ وہ یہ تھا کہ

”خوش آمدید۔ خطبہ دینا مربی کا کام ہے۔ میں نے جب خطبہ دینا ہوگا بتادیا کروں گا“

پھر میں نے ساڑھے سات سالہ عرصہ میں دیکھا کہ مربی کے کام میں ذرا بھر مداخلت نہیں۔ آپ بہت کم خطبہ دیا کرتے تھے اور مسجد دارالذکر کے محراب میں بیٹھ کر خطبہ سنتے تھے۔ جب کبھی آپ کا خطبہ دینے کا ارادہ ہوتا تو مکرم میجر عبداللطیف صاحب مرحوم نائب امیر کی طرف سے پیغام ملتا کہ ''آج امیر صاحب آرہے ہیں'' گویا کہ خطبہ دیں گے۔ حالانکہ وہ دارالذکر میں ہر جمعہ پڑھتے تھے۔ آپ قادر الکلام شخصیت تھے۔ فی البدیہہ نپا تلا مختصر کلام کرتے۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر بولتے گویا کہ سامعین کو مضمون ساتھ کے ساتھ سمجھا کر آگے بڑھتے۔ آپ کی تقریر دلوں پر اثر کر رہی ہوتی۔ آپ بہت بارعب شخصیت تھے۔ بہت مدبر، فراست رکھنے والے، دور اندیشی سے کام لینے والے، زیرک، معاملہ فہم اور سمجھدار تھے۔ آپ سامنے کم آتے مگر جماعت پر پورا ہولڈ رکھنے والے تھے اور باخبر رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے تمام حلقوں کا دورہ شروع کیا تا احباب سے روابط بڑھیں اور ان کی مشکلات کا علم ہو۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ایک خوبی جس کی آج کے دور میں بہت ضرورت ہے اور میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کے ذکر خیر میں بھی لکھ آیا ہوں۔ زندگی میں مجھے ان دو آدمیوں نے اس خوبی کے حوالے سے خوب متاثر کیا۔

اور وہ غیبت اور چغلی سے پرہیز تھا۔ آپ کسی کی کمی، کمزوری کو یا کسی نے کوئی بات کی ہو کسی دوسرے سے نہ کرتے۔ اس خوبی کی آج بہت پرچار کی ضرورت ہے۔

مکرم میجر (ر) عبداللطیف۔ نائب امیر لاہور

آپ فوج سے ریٹائرڈ ہونے کی وجہ سے مزاجاً سخت طبیعت کے مالک تھے مگر کام کو منظم طریق سے کرنے کی مہارت رکھتے تھے اور ایک ڈسپلنڈ آدمی تھے۔ آپ سے جو پہلی دفعہ ملتا اسے سخت طبیعت کا ہی پیغام جاتا مگر دل کے نرم تھے اور مہمانوں کی دیکھ بھال کی طرف خصوصی توجہ دیتے اور بار بار سیکرٹری صاحب ضیافت سے پوچھتے رہتے۔ قادیان جلسہ سالانہ پر جانے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت اور رہائش بہت بڑا مرحلہ ہوتا تھا جس کی نگرانی فرماتے آپ روزانہ اپنی گاڑی پر باقاعدگی سے بلاناغہ دفتر دارالذکر آتے۔ آپ صبح 9 بجے

دارالذکر پہنچ جاتے اور ظہر کی نماز، باجماعت ادا کر کے جاتے۔ عمر کے اس حصہ میں جب آپ کے لئے ڈرائیونگ کرنا مشکل ہو گیا تب جماعت کی گاڑی پر آپ آتے۔ آپ کی اولاد نہ تھی۔ آپ نے اپنی کوٹھی واقع شمالی چھاؤنی جماعت کے لئے وقف کر دی تھی۔ جہاں نمازیں ہوتی رہیں اور کچھ حصہ میں مہمان خانہ بھی بنا دیا گیا۔ آپ نے بے شمار دفعہ قائمقام امیر کے فرائض بھی ادا کئے۔ دیانت دار افسر تھے۔ جماعت کی رقوم کی بہت حفاظت فرماتے اور احتیاط سے خرچ کرتے۔

مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان۔ نائب امیر لاہور

آپ ایک معزز فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے بھتیجے تھے آپ بیرسٹر تھے اور صاحب الرائے تھے۔ خاموش رہتے تھے مگر جب مشورہ مانگا جاتا تو بہت Solid مشورہ دیتے۔ آپ صاحب علم تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب کا مطالعہ آپ کا خاص شغف تھا تاریخ لاہور کا خاص علم رکھتے تھے۔ وکالت کے شعبہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے جماعت میں میاں بیوی کے درمیان ناچاقیوں کے کیسز آپ ڈیل کرتے تھے۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی۔ دفتر میں روزانہ تشریف لاتے اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کر کے واپس جاتے۔ آپ نائب امیر دوم تھے۔ نائب امیر اول سے بعض اوقات اختلاف ہو جاتا مگر جب نائب امیر اول کوئی فیصلہ کر دیتے تو بخوشی قبول فرماتے۔ آپ 28 مئی 2010ء کے واقعہ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔

مکرم ارشاد احمد خان۔ امیر ضلع پشاور

مجھے آپ کے ساتھ بہت مختصر عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔ یعنی صرف 7 ماہ مگر خاکسار نے آپ کو بہت سی خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک پایا۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھے مگر قادر الکلام تھے۔ اپنا مافی الضمیر بہت خوبصورتی سے اردو اور پشتو زبان میں یکساں طور پر ادا کرتے تھے۔ سوال و جواب کی محفلوں میں خوشی سے شامل ہو کر جوابات دیتے۔ گویا علمی شخصیت تھے آپ کے ہاتھ میں ہمیشہ چمڑے کا بیگ ہوتا جس میں کوئی نہ کوئی کتاب جس میں زیادہ تر روحانی خزائن ہوتی،

ہمیشہ رہتی اور اس کا مطالعہ کرتے رہتے۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ شلوار قمیض اور ویسٹ کوٹ کے ساتھ نظر آتے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے اندر دریوں میں بیٹھ کر کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے حتی کہ عاملہ میٹنگز بھی دریوں پر ہی ہو جاتیں۔ چونکہ پشاور ضلع کا امیر خیبر پختونخواہ کی دور دور کی جماعتوں کی بھی نمائندگی کرتا تھا۔ اس لئے آپ ان سے بھی روابط رکھتے۔ دورے کرتے مجھے بھی دور کے علاقوں میں انکے ساتھ دورے کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم منیر احمد فرخ۔ امیر جماعت اسلام آباد

خاکسار کو اپنی پوری سروس میں میدان عمل میں مکرم منیر احمد فرخ صاحب مرحوم کے ساتھ کام کرنے کا بہت مزا آیا۔ خاکسار نے آپ سے بہت کچھ سیکھا بھی۔ آپ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھے اور PTCL کے ساتھ منسلک تھے۔ آپ کو تربیتی نکتہ نگاہ سے نت نئے خیال اور زاویے سوچنے کا ملکہ حاصل تھا۔ ذہن بہت زرخیز تھا۔ قوت فیصلہ بھی بہت تھی۔ جو کام کرنا ہوتا ایک دو سے مشورہ کر کے فوراً شروع کروا دیتے اور بعد میں مجلس عاملہ میں رکھ کر منظوری لیتے۔ جہاں آپ کے دور میں مختلف جماعتی کاموں کو وسعت ملی وہاں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے کاموں کی تکمیل کے لئے رقوم بھی عطا کیں اور آپ کا بنایا ہوا کوئی پروگرام مالی دشواریوں کے باوجود نہیں رکا۔

خاکسار نے 1999ء میں جب مربی ہاؤس کا چارج سنبھالا۔ تو آپ اس وقت حاضر سروس تھے اور شام کو دفتر بیت الذکر حاضر ہو کر ڈاک دیکھا کرتے تھے۔ اور جماعتی امور نپٹاتے۔ مگر جب سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی تو پھر ہمہ وقت اپنے آپ کو جماعتی کاموں کے لئے وقف کر دیا۔ صبح تو باقاعدگی سے دفتر آنا شروع کر دیا اور کبھی کبھار شام کو بھی آجاتے۔ آپ چونکہ انجینئر تھے اس لئے تعمیراتی کاموں کی طرف آپ کی بہت توجہ رہی۔ اتنی بڑی اور پرانی جماعت ہونے کے باوجود مرکزی مسجد میں مربی ہاؤس نہیں تھا چونکہ خاکسار کو بھی روزانہ دفتری امور کے لئے G-8 سے مسجد آنا پڑتا تھا۔ میں نے بھی مربی ہاؤس کی تعمیر کی درخواست کی تو مجھے کہنے لگے کہ ہاں ہاں دو مربی ہاؤسز کے نقشے بنے ہوئے ہیں۔ ذرا نکلوائیں دیکھتے ہیں۔ میں نے اس وقت کے محرر محمد اقبال

صاحب سے نقشے طلب کئے تو انہوں نے مجھے دیتے ہوئے کہا کہ مربی صاحب!۔ ”اے نقشے کئی واری نکلے اور کئی واری اندر گئے“

میں نے انہیں مخاطب ہو کر کہا کہ ان شاء اللہ اب واپس اندر نہیں جائیں گے۔ میں نے سب سے پہلے خود غور سے نقشے دیکھے۔ جو فلیٹ نما چھوٹے چھوٹے دو گھروں پر مشتمل تھے۔ میں نے آپ کو نقشے دیتے ہوئے درخواست کی کہ دو کی بجائے ایک ہی مربی ہاؤس بن جائے تو بہتر رہے گا۔ ممکن ہے کہ کوئی بڑی فیملی والے مربی صاحب کا بھی تقرر ہو جائے۔ آپ نے میری اس گذارش سے اتفاق کرتے ہوئے نائب امیر مکرم ظفر اقبال قریشی صاحب کو بڑے اور وسیع مربی ہاؤس کے نقشہ کی تیاری کی ہدایت فرما دی اور احاطہ بیت الذکر میں تعمیراتی کاموں کا آغاز بھی مربی ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس سے ہوا اور اب عالی شان مربی ہاؤس موجود ہے جس کا پہلا مکین خاکسار تھا۔ بعد ازاں غسل خانے اور ان کی بالائی منزل میں دفاتر بشمول مربی دفتر، پھر دفتر امیر و نائب امیر اور میٹنگ رومز اور پھر مسجد کی توسیع یہ آپ کے کارہائے نمایاں میں شامل ہیں۔ آپ اسلام آباد کے پانچویں امیر تھے اور پندرہ سالہ دور امارت میں ایسے ایسے کام کر گئے کہ اپنا نام امر کر گئے۔

علمی و تربیتی کاموں کی طرف آنے سے قبل تعمیراتی کاموں کے حوالہ سے ایک تربیتی نکتہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ مکرم سید تنویر مجتبیٰ صاحب کے اکلوتے بیٹے سید منور مجتبیٰ مرحوم کی امریکہ میں کار حادثہ میں وفات کے بعد آپ نے اپنے اس بیٹے کے نام سے منور کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر کے نام سے ایک انسٹی ٹیوٹ بنانے کا ارادہ کیا تو مکرم امیر صاحب نے اس کے لئے الگ سے عمارت کا ایک حصہ الاٹ فرما کر افتتاحی تقریب کے لئے اس وقت کے ناظر اعلیٰ مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو دعوت دی۔ آپ جب پورا معائنہ کرنے کے بعد فنکشن کی جگہ (یعنی مسجد کے مین ہال کی طرف بڑھے) تو برآمدہ میں ناظر صاحب اعلیٰ (حضور) نے پہنا جوتا اتارنے کی کوشش فرمائی تو امیر صاحب نے عرض کی کہ میاں صاحب! ہم اس برآمدہ کو مسجد کا حصہ نہیں سمجھتے تو ناظر صاحب اعلیٰ (حضور) نے فرمایا!

"میں تو سمجھتا ہوں اس لئے جوتا اتار کر جاؤں گا آپ نہ سمجھیں تو الگ بات ہے"

آپ کے ذہن کی ایک خوبی یہ تھی کہ احاطہ مسجد کے اندر تعمیراتی کاموں میں کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑی۔ اس کو درست مصرف میں لائے اور گیسٹ ہاؤسز اور مہمان خانے اور رہائش گاہیں بنا دیں۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہ دارالخلافہ ہے احمدی احباب ویزہ اور سیر و سیاحت کے لئے جبکہ طلبہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ انکے لئے رہائش کا وسیع انتظام ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے آپ نے G-10 گیسٹ ہاؤس میں بھی وسعت کروائی۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جماعت کے ہر سیکرٹری، ذیلی تنظیموں کے تمام پروگرامز میں اپنی طاقت سے بڑھ کر تعاون فرماتے۔ میں نے بے شمار تربیتی پروگرام بنا کر آپ کو پیش کیے ہمیشہ Go ahead کا ہی اشارہ ملا۔ مشورہ بھی دیا اور مالی معاونت بھی فرمائی۔ مثلاً مکرم محمد عبدالرؤف ریحان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کے تعاون سے خاکسار نے تبرکات کی نمائش کا اظہار فرمایا تو دل کھول کر تعاون فرمایا۔ مکرم سید تنویر مجتبیٰ صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن کی معاونت سے قرآن نمائش کے اظہار پر نہ صرف خوشنودی کا اظہار کیا بلکہ ہر قسم کا تعاون فرمایا۔ علمی محافل کے انعقاد کے پروگرام پر بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مہمانوں کے لئے کھانوں کا انتظام بھی کرتے رہے۔

لائبریری کا منصوبہ یہ کہہ کر پیش کیا کہ دارالخلافہ ہے یہاں جماعت کی بڑی لائبریری ہونی چاہیے۔ تو اسے خوشی سے قبول کیا اور زیر تعمیر عمارت میں نقشے میں معمولی تبدیلی کر کے ایک وسیع ہال لائبریری کے لئے مختص کر دیا۔ بعد ازاں کتب کی دستیابی کے لئے وسیع رقم مختص کر دی ہے۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے لئے مرکز سے حفاظ بلانے کی بات کی تو کہنے لگے منگوالیں اور خود ان کی رہائش مختص کرنے کے لئے مسجد کی مختلف جگہوں کا معائنہ کیا تا ہر طرح کی سہولت میسر آسکے۔

G-10 گیسٹ ہاؤس میں دوسرے حافظ قرآن کی رہائش دیکھنے کے لئے خاکسار کو ساتھ لے کر گئے۔ جماعتی نیوز لیٹر ہر ماہ شائع کرنے کی بات کی تو اسے قبول کر لیا۔ ایک دفعہ

اطفال وناصرات میں علمی مقابلہ جات کروانے کا پروگرام بنام بمپر پرائز پیش کیا کہ یوں احمدی بچوں اور بچیوں کی علمی استعدادوں میں اضافہ ہو گا تو اسے نہ صرف منظور فرمایا بلکہ کہا کہ اگر بائیک اور سونے کے بُندے خریدنے میں مشکل پیش آئے تو مجھے بتا دیں۔ گھٹیالیاں اور تخت ہزارہ میں جب شہادتیں ہوئیں تو دو گروپس جماعتی نمائندگی میں تعزیت کے لئے تشکیل دے کر خاکسار کو گھٹیالیاں اور مکرم رانا رفیق احمد صاحب کو تخت ہزارہ کے گروپس کا انچارج مقرر فرما کر کہنے لگے کہ راستے میں بھوکا نہیں رہنا۔ کھانا وغیرہ کھالیں۔ آپ کے دور میں کتب کی اشاعت بھی بہت ہوئی۔ خاکسار کی 7 کے قریب کتب لجنہ اماء اللہ کے تحت شائع ہوئیں جن میں 700 احکام خداوندی بھی شامل ہے۔ اس سلسلہ میں مکرمہ آپا ذاکرہ ناصر، صدر لجنہ ضلع نے بہت تعاون فرمایا۔ اس کے علاوہ میں نے جماعتی سطح پر جب بعض کتب کے منصوبے پیش کئے تو فوراً منظور فرما کر آگے بڑھنے کو کہا جن میں تجہیز و تکفین کے متعلق ایک کتاب تھی۔ اس کے دو ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ بعد ازاں سویڈن جماعت نے اس کا سویڈش ترجمہ کر کے کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اپنے ہاں بھی شائع کر دیا۔

الغرض لکھنے کو تو اور بھی بہت کچھ ہے مگر طوالت کے ڈر سے بچتے ہوئے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ایک دیانت دار افسر تھے۔ کام اور اپنی ذمہ داری کا بھی پورا حق ادا کرتے۔ سرکاری دفاتر میں ایک احمدی دیانت دار افسر کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ دعا گو، ہر ایک سے محبت کرنے والے تھے۔ رقت بہت جلد آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکرم ظفر اقبال قریشی۔ نائب امیر اسلام آباد

ربع صدی کے قریب آپ کو جماعت کی خدمت کی توفیق ملی جس میں بطور نائب امیر نمایاں ہے۔ آپ مسلسل روزانہ ہی بیت الذکر میں اپنے دفتر تشریف لاتے نہ سردی دیکھی نہ گرمی نہ آندھی اور نہ طوفان۔ میں جب 1998 میں اسلام آباد آیا تو میں نے اپنے دفتر آنا شروع کیا تو آپ کو میں نے روز ہی وہاں پایا۔ اس وقت مکرم امیر صاحب سرکاری ملازمت کی وجہ سے صبح نہ آسکتے

تھے اس لئے آپ حاضر ہو کر احباب جماعت سے ملاقات کرتے اور ان کے مسائل کا حل فرماتے۔ میں نے بارہا دیکھا کہ اگر کوئی کام نہیں تو دھوپ میں کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے نیشنل اخبار، الفضل اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے اور ظہر کی نماز پڑھ کر جاتے۔

آپ پنجاب گورنمنٹ سے چیف انجنیئر ریٹائرڈ تھے اور بیوروکریٹ تھے طبیعت میں معمولی سختی تھی مگر احباب جماعت کے لئے نرم گوشہ رکھتے۔ بہت زیرک، ذہین، مردم شناس تھے اور صاحب الرائے تھے۔ انگریزی میں ڈرافٹ بہت اچھا تیار کرتے تھے ایمبیسیز و دیگر سرکاری دفاتر میں ڈاک کی جو آمد و رفت ہوتی وہ آپ ہی کی ڈرافٹڈ ہوتی تھی۔ موصی تھے حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر چکے تھے خاموش طبع تھے۔ مربیان کی بہت عزت کرتے چونکہ مہمان نوازی کا شعبہ آپ خود دیکھتے تھے تو مہمانوں کی طرف نظر رہتی ان کی دیکھ بھال کرتے جماعتی رقوم کے محافظ تھے۔ جماعتی رقوم کا استعمال بہت سوچ سمجھ کر کرتے مکرم امیر صاحب ان سے مشورہ بھی کرتے تھے آپ کو خاکسار نے کئی دفعہ امیر صاحب سے اختلاف کرتے دیکھا مگر جب امیر صاحب کوئی فیصلہ کر لیتے تو پھر خاموشی کے ساتھ سمعنا و اطعنا کی تصویر بن جاتے۔ آپ کسی سے مشورہ کرنے بھی عار محسوس نہ کرتے۔ خاکسار سے بارہا مختلف امور میں مشورہ کیا۔ آخری بیماری تک دفتر آتے رہے۔ گھر میں بیگم بیمار ہو گئیں تو اُن کو دفتر ساتھ لے آتے مگر دفتر آنا نہ چھوڑا۔ بیگم کی بیماری میں مکرمہ اہلیہ صاحبہ، مکرم مبارک احمد بھٹی نے ان کی خوب خدمت کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

چونکہ مکرم امیر صاحب ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ پر سمعی و بصری کی ڈیوٹی کی خاطر جاتے تو آپ کو قائمقام کا شرف ملتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر آپ نے بطور قائمقام جو انتظامات کیئے وہ روشن تاریخ سے لکھے جائیں گے۔

جو کچھ خلاصتہً خاکسار مکرم منیر احمد فرخ صاحب کے حوالے سے لکھ آیا ہے ان تمام خدمات میں آپ کا بھی ہاتھ ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرتا رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اپریل 2022ء)

﴾59﴿

رمضان اور نفس کی تطہیر

آنحضرت ﷺ نے ماہ رمضان کی برکات و اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ یقیناً جنت ایک سال سے دوسرے سال تک ماہ رمضان کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔ اور جس نے ماہ رمضان میں گناہ کیا یا کسی مومن پر بہتان باندھا یا شراب پی تو اس کے سال بھر کے اعمال، اللہ تعالیٰ ضائع کر دے گا۔

پھر حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس نے 11 ماہ تمہیں دے دیئے ہیں جس میں تم کھاتے پیتے سیر ہوتے ہو مگر یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

(ترغیب و الترھیب باب الترغیب فی الصوم حدیث نمبر 1824)

آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کے ہر حصہ پر الگ سے آرٹیکل لکھا جا سکتا ہے لیکن آج خاکسار اس حدیث میں بیان ان دو حصوں کو لے گا جن کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ صَانَ نَفْسَهٗ وَدِيْنَهٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ زَوَّجَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَاَعْطَاهُ قَصْرًا مِّنْ قُصُوْرِ الْجَنَّةِ

کہ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ فَاحْفَظُوْا فِيْهِ اَنْفُسَكُمْ

کہ یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

اگر رمضان کو نفوس کے سدھارنے اور ان کو پاک صاف کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو سب سے پہلے اللہ کی پیاری کتاب خاتم الکتب قرآن کریم کا دروازہ کھٹکھٹانا ہو گا جس کے لئے ہمیں سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 189 کو دیکھنا ہو گا جو رمضان، اس کے روزوں کی اہمیت، فضیلت اور اس کے متعلق احکام پر بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ ان آیات میں ایک دفعہ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ایک بار لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ کہ تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں کے الفاظ استعمال فرما کر روزہ کی افادیت یہ بیان فرما دی کہ اس سے نفوس پاک ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ

”اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے اسی لئے فرمایا لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ“ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

پھر فرماتے ہیں کہ

”روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر صغیر میں جو اس کا ترجمہ فرمایا ہے وہ بھی اپنے نفوس کی پاکی کی عکاسی کرتا ہے۔ آپؓ ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

الغرض روزوں کا نفس کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے ان دنوں میں اپنے نفسوں کی حفاظت کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور اگر قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رمضان سے متعلقہ ارشادات کا احاطہ کریں تو تمام ارشادات میں تقویٰ اور نفس کو آگ سے بچانے کا پہلو نکلتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں شہر رمضان کی ایک خوبی یہ بیان کی

کہ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ کہ اس میں ایک عظیم ہدایت دینے والی کتاب ”القرآن“ اتاری ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس! اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی، اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت ہی پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کا لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم

جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

رمضان سے متعلقہ احادیث اور نفس کی تطہیر

1۔ جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔ (بھیقی شعب الایمان)

2۔ روزے دار کا خاموش رہنا تسبیح، اس کی نیند اس کی عبادت بن جاتی ہے۔

(کنز الاعمال)

3۔ روزہ برائیوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ پس روزے دار سے نہ تو کوئی بے ہودہ بات کرے۔ نہ ہی جہالت کی بات کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے جھگڑے تو وہ اِنِّیْ صَآئِمٌ کہہ دے۔ (بخاری کتاب الصوم)

4۔ رمضان رمض سے ہے یہ گناہوں کو جلا کر مٹا دیتا ہے۔ (کنز الاعمال کتاب الصوم)

5۔ روزے دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔

(سنن ابن ماجہ)

اس مبارک وقت میں وہ تمام دعائیں کی جا سکتی ہیں جو نفس کی تطہیر کے لئے ضروری ہیں۔

ہمارے محترم استاد حضرت میر سیّد داؤد احمد غفرلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ نے جو باتیں ہمارے نفوس میں راسخ کروائیں ان میں سے ایک یہی تھی کہ افطاری کے وقت کی دُعا ردّ نہیں ہوتی اس لئے اپنے نفوس کے لئے بہت دعا کیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بد بخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہر گز داخل نہیں ہو گا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 25)

اسی تسلسل میں آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ

"اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو، نہ انسان کی، نہ حیوان کی، نہ سورج کی، نہ چاند کی، اور نہ کسی اور ستارے کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 26)

پس رمضان نفس کے محاسبہ و مواخذہ کا اہم موقع ہے اور جس نے اس رمضان میں اپنے نفس کی حفاظت کر لی تو اس نے جنت کے محلات میں جگہ بنالی۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں اصلاح نفس کے جو چار اصول لکھے ہیں ان میں چوتھا یہ ہے کہ

"مؤاخذہ کہ نفس نے جو دن بھر نافرمانیاں کی ہیں۔ اس کو ان کی سزا دینا یعنی عبادت کا بوجھ ڈالے۔ جو غلط ہو اس پر شرمندگی کے ساتھ استغفار کرے اور جو اچھا ہو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔" (الفضل آن لائن 15 مارچ 2022ء)

اللہ کرے اس رمضان میں ہم اپنے وجود اور نفوس کی ایسی تطہیر کر لیں کہ رمضان کے آخر پر ہم نومولود کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اپریل 2022ء)

﴿60﴾

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی قرآنی دعائیں

- رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اے ہمارے ربّ! یقینا ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

- اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(المائدہ:119)

اگر تُو انہیں عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو یقیناتو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

- رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(الاعراف:s24)

اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم:42)

اے ہمارے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:110)

اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:19)

اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ (القصص:17)

اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ (ص:36)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ جچے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے اے ہمارے ربّ! یقیناً تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا (نوح:29)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کیا چیز میں نہ بڑھانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اپریل 2022ء)

﴿61﴾

رمضان کے دوسرے عشرہ، مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی ادعیہ ماثورہ

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِی کُلَّ، دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ (ابوداؤد)

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے۔ چھوٹے بڑے، پہلے اور آئندہ، ظاہر اور پوشیدہ (سب گناہ معاف کر دے)۔

- لَآ اِلٰہَ اِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ (ابوداؤد)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں۔

- لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ أَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ (بخاری)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔ پس تو مجھے اپنے حضور سے خاص بخشش عطا فرما۔

- سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (بخاری)

پاک ہے تو اے ہمارے رب! اپنی تعریف کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے بخشش دے۔

- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ، اَنْ تَغْفِرَلِی الذُّنُوْبَ (مستدرك)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰھُمَّ عِنْدَ اِسْتِقْبَالِ لَیْلِكَ وَاِ دْبَارِنَھَارِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَآءَ تِكَ وَحُضُورِ صَلوٰاتِكَ أَسْاَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِی (ترمذی)

اے اللہ ! تیری رات کی آمد اور دن کی واپسی اور تیرے بلانے والوں کی آوازوں کے وقت اور تیری نماز کے اوقات میں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔

- فَاغْفِرْ لِی فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّآ أَنْتَ (بخاری)

پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِیْ (ابوداؤد)

اے اللہ ! میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا آساؤُا اِسْتَغْفَرُوْا

(مسند احمد)

اے اللہ ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو بخشش چاہیں۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذَنْبِی وَوَسِّعْ لِی فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِی فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ (ترمذی)

اے اللہ ! میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع کر دے اور جو کچھ تو مجھے رزق عطا کرے اس میں میرے لئے برکت ڈال دے۔

- وَاغْفِرْ خَطِیْئَتِیْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ (مستدرک)

میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔

- وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا (ابوداؤد)

ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر۔

- رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّہٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٍ

(بخاری)

اے میرے رب! میری خطا اور نادانی اور میرے تمام معاملات میں میری زیادتیاں اور وہ تمام معاملات جو مجھ سے زیادہ تیرے علم میں ہیں وہ سب مجھے معاف کر دے۔ اے اللہ! میرے گناہ، میری دانستہ یا نادانستہ خطائیں اور غیر سنجیدہ مذاق، یہ سب میری کوتاہیاں معاف کر دے۔ اے اللہ! میرے پہلے اور آئندہ، مخفی و ظاہری گناہ بخش دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (بخاری)

اے اللہ! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ دوست (یعنی اپنی ذات سے ملا دے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا (ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم کر۔ ہم سے راضی ہو اور ہماری (دعائیں اور عبادتیں) قبول کر۔

اس کے علاوہ بیت الذکر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دعا، نماز میں حالت رکوع اور سجدہ کی دعا، دعائے قنوت، خطبہ جمعہ، نمازِ جنازہ اور لیلۃ القدر کی دعا میں بھی مغفرت طلب کی گئی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2022ء)

﴿62﴾

رمضان کے دوسرے عشرہ مغفرت اور اس میں بخشش طلب کرنے کی مناسبت سے حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعائیں

- ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہیں تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ (البدر)

- رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ مِنَ السَّمَآءِ۔

اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم نازل فرما۔

- رَبِّ اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیۡنَ۔

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ ہمیں بخش دے ہم یقیناً خطا کار ہیں۔

- رَبِّ اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ وَحَبِیۡبِكَ مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَسَلِّمۡ وَتَوَفَّنَا فِیۡ اُمَّتِهٖ وَ اَتۡبِعۡنَا فِیۡ اُمَّتِهٖ وَاٰتِنَا مَاوَعَدۡتَّ لِاُمَّتِهٖ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا فِیۡ عِبَادِكَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (مکتوبات احمدیہ)

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان مومن بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور اپنے نبی اور حبیب محمد ﷺ اور آپؐ کی آل پر رحمتیں بھیج اور ہمیں امتی ہونے کی حالت میں موت دے اور اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔

- یَا اَحَبُّ مِنۡ کُلِّ مَحۡبُوۡبٍ اِغۡفِرۡ لِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَاَدۡخِلۡنِیۡ فِیۡ عِبَادِكَ الۡمُخۡلِصِیۡنَ

(مکتوبات احمدیہ)

اے ہر پیارے سے زیادہ پیاری ہستی! مجھے میرے گناہ بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل کرلے۔" اے میرے محسن اور میرے خدا! میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر غفلت ہوں۔ تونے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھے نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اِس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔

آمین ثم آمین (مکتوبات احمدیہ۔ جلد5 نمبر2 صفحہ 3)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 اپریل 2022ء)

﴾63﴿

رمضان اور قرآن لازم وملزوم ہیں

رمضان اور قرآن لازم وملزوم ہیں۔ قرآن کے نزول کا آغاز 24 رمضان کو ہوا۔ کہتے ہیں کہ قرآن کریم رمضان میں نازل ہوا یا رمضان کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت جبرائیلؑ رمضان میں نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کے سامنے قرآن کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔ آنحضورؐ خود بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی کثرت کے ساتھ رمضان میں تلاوت کرنے کی ہدایت فرماتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ قبل "ہماری تعلیم" کے مطالعہ کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ ہماری تعلیم میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس میں بیان تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں قرآن کریم کے بارے ہماری تعلیم درج ہے تا رمضان میں کثرت سے تلاوت کر کے ثواب حاصل کریں۔

حضورؑ فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

"آسمان کے نیچے نہ اس (محمدؐ) کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14)

”* جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس! ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

”قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے۔ اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔ مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سماء کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ

بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم میں بیان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے اور رمضان میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرکے ثواب حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اپریل 2022ء)

﴾64﴿

ایڈیٹر کے نام خط

یوم مسیح موعودؑ کے شمارہ جات پر ایک نایاب تبصرہ

- مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں

روزنامہ الفضل پڑھ کر ویسے تو روز ہی دل چاہتا ہے کہ اسکے مضامین کے بارہ میں تبصرہ لکھا جائے۔ اتنے خوبصورت اور بے مثال مضامین ہوتے ہیں کہ پڑھ کر قاری داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن بس اپنی ہی کم مائیگی آڑے آتی ہے۔ بلاشبہ اس میں آپ کی ذاتی محنت کا بھی بہت حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مقبول خدمت دین کی توفیق سے نوازتا رہے۔ ہمارے پیارے الفضل کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی سے نوازے، آمین۔

یہ خط خاکسار بطور خاص آپ کو یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے جو خوبصورت مضامین پڑھنے کو ملے، ان کو مد نظر رکھ کر لکھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچا ہے۔ بہت ہی حیرت انگیز مضامین تھے جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوا۔ مکرم عبدالسمیع خان کا مضمون بھی اس سلسلہ میں بہت ایمان افروز تھا۔ زمین کے کناروں پر جو ممالک سمجھے جاتے ہیں، واقع میں بعض کے تو نام بھی پہلی دفعہ ہی سنے ہیں۔ بہت شاہکار مضامین تھے، ہر ملک میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات، جماعت کے حق میں نظر آتے ہیں۔

مائکرونیشیا میں جماعتی مشن کا قیام، پوناپے جزیرہ پر مشن، مایوٹ آئی لینڈ میں احمدیت، فجی، میانمار، ہنڈورس، ساموا جزیرہ، مارشل آئی لینڈ، اسکاٹ لینڈ، امریکہ، کینیڈا، آئر لینڈ، ماریشس وغیرہ میں قیام احمدیت کے، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حیرت انگیز واقعات پڑھنے کو ملے۔ کیریباس میں آغاز احمدیت کا واقعہ بھی انتہائی ایمان افروز ہے۔ نوجوان مربیان کے توکل علی اللہ اور

تبلیغ کے واقعات آج کی دنیا پڑھے تو ششدر رہ جائے۔ خدا تعالیٰ آج بھی کیسے معجزانہ رنگ میں اپنے پیاروں کی دعائیں قریب ہو کر سنتا ہے، ان ممالک میں احمدیت کا پودا کیسے لگا، یہ پڑھ کر پتہ چلتا ہے۔ طوالو میں ڈاکٹر ایاز صاحب کا بظاہر نوکری کے سلسلہ میں تقرر کیسے پیارے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تڑپتی ہوئی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جاپان میں مکرم محمد اویس کوبایاشی کا جاپان سے رائے ونڈ اور پھر ربوہ جا کر قبول اسلام احمدیت کا واقعہ انہی ایمان افروز واقعات کی ایک کڑی ہے۔ زائن کمپلیکس اور مسجد فتح عظیم کا سنگ بنیاد، آسٹریلیا کے تناظر میں پروفیسر کلیمنٹ ریگ، صوفی حسن موسیٰ صاحب اور دیگر بزرگوں کے احمدیت کا پودا لگانے کے واقعات بھی ہم سب کے لئے بہت قابل عمل ہیں۔

بہت نئی نئی معلومات بھی ان مضامین کو پڑھنے سے ملیں۔ مثلاً جزائر مالٹا میں اکثر نام عربی طرز پر ہیں۔ زبان بھی عربی سے ملتی جلتی ہے۔ آپ کا اداریہ ان تمام موضوعات پر شاہکار تھا۔ ماشاءاللہ بہت عمدہ تحریر تھی۔ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل و کرم سے اپنے دین کو سب دنیا پہ پھیلا دے۔ ہمیں بھی اور سب دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین پہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆

نوٹ از ایڈیٹر:۔ یہ محض اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں، آپ کی دعاؤں کے ساتھ نیز ممبران بورڈ الفضل، ممبران و ممبرات کمپوزنگ ٹیم اور نمائندگان کی انتھک محنت سے آٹھ دنوں میں 128 صفحات پر مشتمل 23 ممالک و جزائر میں احمدیت کا قیام اور اس کا تعارف کروانے کی ادارہ کو توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ادارہ الفضل نے دنیا کے کناروں کی جو فہرست تیار کی ہے وہ 80 کے قریب ممالک و جزائر ہیں جن پر حضور ایدہ اللہ کی اجازت اور دعاؤں سے کام جاری ہے۔ ایسے تمام احمدی احباب و خواتین و نمائندگان الفضل آن لائن جو ایسے علاقوں، ممالک اور جزائر میں رہتے ہیں جو کسی

نا کسی طرح دنیا کا کونا ہے اور وہاں احمدیت قائم ہے وہ مضامین لکھ کر بھجوائیں تا آئندہ اس عنوان سے دوسری قسط پر مشتمل شمارہ جات نکالے جا سکیں۔ وباللّٰہ التوفیق

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اپریل 2022ء)

﴿65﴾

انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ

تقریباً روزانہ ہی قارئین روزنامہ الفضل آن لائن اور ہر دلعزیز اخبار کے خیر خواہوں سے بات ہوتی رہتی ہے۔ ابھی چند روز قبل مکرم چوہدری محمد امجد جمیل آف لندن نے گفتگو کے دوران ایک پیاری مثال دی۔ خاکسار، ان دنوں رمضان المبارک کے اداریے لکھنے کے لئے موضوعات کی تلاش میں ہے۔ تو اچانک مکرم چوہدری صاحب موصوف کی بیان کردہ مثال سُن کر رمضان کے بارے میں ایک مضمون ذہن میں اُبھرا۔

اب قارئین کو اس مثال سے محروم بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کچھ یوں ہے کہ جنوبی ایشیا بشمول پاکستان کے دیہاتوں میں گنے سے گڑ تیار کرنے کے لئے بھٹی جلائی جاتی ہے اور گنے کے رس کو ایک بہت بڑے کڑاہ (بڑی کڑاہی) میں جب گرم کیا جاتا ہے یا پکایا جاتا ہے تو گڑ بنانے والا وقفے وقفے سے اس اُبلتی گنے کی رَو میں، بعض کیمیکلز اور رنگ کاٹ کا چھٹہ مارتا ہے جس کے نتیجہ میں رَو سے سارا گند اوپر آجاتا ہے اور کسان اس گند کو چھاننے سے نکال باہر کرتا جاتا ہے۔ گویا رنگ کاٹ نہ صرف گند نکالتا ہے بلکہ اس گند اور مٹی کی کثافت کے نکل جانے سے گڑ کی رنگت نکھر کر ہلکی براؤن یا سفیدی مائل ہو جاتی ہے۔

اس مثال کو جب ہم ایک اور زاویے سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان بھی ساری زندگی مشکلات اور مصائب کی بھٹیوں سے گزرتا ہے۔ اور عقلمند انسان ٹھوکر کھانے کی بجائے ان مشکلات و مصائب سے کامیابی سے گزرنے کے بعد نکھر کر سامنے آتا ہے کیونکہ اس کو ان ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اچھا سبق ملتا ہے اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے معافی کا بھی طلبگار ہوتا ہے۔ دن رات اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کے سامنے روتا، گڑگڑاتا اور دُعائیں کرتا ہے۔

جس سے وہ ایک اُجلی طبیعت کے ساتھ آلائشوں سے ہلکا پھلکا اور صاف ستھرا ہو کر نئی روحانی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ نفس امارہ اور نفس لوامہ کی اسٹیج سے ہوتا ہوا نفس مطمئنہ تک پہنچ جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ مشکلات و مصائب انسان کی زندگی کو اجلیٰ بنانے کے لیے رنگ کاٹ کا کام کرتے ہیں۔

ایک مومن کی روحانی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے رنگ کاٹ کے چھٹوں کے اوقات متعین فرما رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک رمضان المبارک ہے۔

اس کی تفصیل میں جانے سے قبل ایک اور روحانی چھٹے کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر ہفتہ کا خطبہ جمعہ۔ ہم اپنی مساجد، بیوت الذکر، نماز سینٹرز کے ساتھ ساتھ اب کووِڈ (Covid) کی اس عالمی وبا کے دنوں میں اپنے گھروں میں بھی پنجوقتہ باجماعت نماز اور جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ کا اہتمام بہت شوق و ذوق سے کرتے ہیں۔ مبلغین، مربیان، معلمین اور بعض جگہوں پر خطیب حضرات اپنی اپنی سطح پر خطباتِ جمعہ میں اسلام احمدیت کی تعلیمات بیان کر کے کچھ نصائح اور بعض دینی امور پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور مقتدی و نمازی اس رنگ کاٹ کے روحانی چھٹے کو اپنے اندر absorb کر کے مَن کی میل کچیل دور کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ایم ٹی اے کی نعمت کے ذریعہ عالمگیر جماعت سے براہ راست ہر جمعہ کے دن مخاطب ہوتے ہیں۔ جسے کل عالم کے احمدی مختلف اوقات ہونے کے باوجود بہت دلجمعی اور غور سے ٹی وی کے ذریعہ سنتے، اپنی اصلاح کرتے اور اس حوالے سے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے پروگرامز بناتے ہیں۔ یہ اُس انتشارِ روحانی اور قوت قدسیہ کا وقت ہوتا ہے جب حضور کے مبارک الفاظ ہمارے دلوں کو چھونے کے بعد اس کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتے جاتے ہیں اور اندر کی بُرائیوں اور خامیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے ہر احمدی کو انہیں اپنے اندر سے نکال

پھینکنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے خلافت کے روپ میں ایک روحانی چھٹہ ہے۔

جہاں تک رمضان المبارک کا تعلق ہے۔ خود اس کا نام ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بھٹی میں آگ لگی ہوئی ہے جس کے ذریعہ ہر چیز صاف ستھری ہو کر اور پُرکشش شکل و صورت اختیار کر کے باہر آرہی ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّ رَمَضَانَ یَرْمُضُ الذُّنُوبَ (کنز العمال، کتاب الصوم)

رمض، تپش کو کہتے ہیں اور رمضان رمض کا تثنیہ کا صیغہ ہے جس کے معنی دو گرمیوں کے ہیں۔ ایک جسمانی گرمی اور ایک روحانی گرمی جو روزے دار کو محسوس ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”رَمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمضان ہوا“

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 136 ایڈیشن 1988ء)

پس رمضان بھی ایک مومن کو روحانی گڑ کی تیاری میں کیمیکلز اور رنگ کاٹ کے ذریعہ پاک صاف بنانے کا مبارک مہینہ ہے۔ انسانی وجود کے اندر کی میل کچیل کو نکال کر باہر پھینکنے کے لئے رمضان کے تیس روزے ایک اہم ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ماہِ رمضان کے تمام عوامل ہی ایک مومن کے لئے رنگ کاٹ کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے پانچ باجماعت فرض نمازیں، نماز تہجد اور دیگر نوافل، تلاوت قرآن کریم، اعتکاف، لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لیے آخری عشرہ میں عبادات کا اہتمام، زکوۃ، صدقہ و خیرات، خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ، الفضل آن لائن سمیت جماعتی رسائل و اخبارات، اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی نعمتوں پر تشکر، انسان کا رمضان کے ادب میں خاموش رہنا اور لایعنی، غیر اخلاقی اور فحش باتوں سے اجتناب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے اس

رنگ میں مماثلت، نیکیوں کے حصار میں رہنا اور بدیوں سے بھاگنا۔ یہ تمام امور ایک مومن کو معاصی و گناہ سے نجات دلاتے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا بناتے ہیں۔ جس طرح رنگ کاٹ گڑ میں سے میل اور گندگی باہر نکال کر گاہک کے لیے پیارا بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان المبارک میں سے اس طرح گزارے کہ ہم سب اپنے اندر کی کثافتوں، گندگیوں اور میل کچیل کو باہر نکال کر نیک، متقی، صالح، بردبار، عاجز اور خادم دین بن جائیں۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2022ء)

﴿66﴾

چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں

دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں مختلف ہندسوں (figures) کی بہت اہمیت رہی ہے۔ ایک، تین، ستر اور ننانوے کے علاوہ ایک ہندسہ چالیس(40) کا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چلّہ کاٹنے گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے قوم پر نگران مقرر کر گئے تو قوم نے گائے کے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ جس پر حضرت موسیٰؑ بہت ناراض ہوئے اور بعد میں جب غصہ جاتا رہا تو یہ دُعائیں کیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (الاعراف:152)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (الاعراف:156)

ترجمہ: تُو ہی ہمارا ولی ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

(آج کی دعا" از الفضل آن لائن 21 مارچ 2022ء")

- انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی عمر 40 سال قرار دی جاتی ہے۔ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت پر اس وقت فائز ہوئے جب آپؐ کی عمر 40 برس تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور مامورین کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تئیس (23) برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتدا چالیس برس پر ہوتا ہے اور تئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔“

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 434)

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہام 40 سال کی عمر میں ہونے شروع ہوئے اور آغاز میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی 40 ہی تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 283)

تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربّانی سے پایا افتخار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 135)

جہاں تک پہلی بیعت کے افراد کی تعداد کا تعلق ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ حضرت ام المومنینؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق 40 افراد ہی نے بیعت کی تھی۔

(ملاحظہ ہو سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 18، ذکر حبیب صفحہ 9، سلسلہ احمدیہ صفحہ 29)

آپؑ نے ہوشیار پور میں جو چلہ کاٹا اس میں کی جانے والی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہوئی تھی۔ یہ چلہ بھی چالیس دن کا تھا۔

40 کا ہندسہ اور تربیتی امور

40 کے ہندسے کے تاریخی سفر سے اب ہم روحانی سفر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سب سے پہلے اللہ کی آخری کتاب ''القرآن الحکیم'' کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے کچھ مدارج بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے ذکر کے بعد فرمایا کہ جب انسان اپنی پختگی کی عمر یعنی 40 سال کا ہو گیا تو اس نے اپنے والدین پر، اپنی سابقہ زندگی میں ملنے والی نعماء الٰہی اور افضال باری تعالیٰ پر شکر ادا کرنے اور نیک اعمال بجالاتے رہنے اور اولاد کی اصلاح کے لئے اپنے رب سے التجا کی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب ایک طرف اس کے والدین زندہ ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان میں سے اکثر کی اولاد بھی ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لئے والدین کے حقوق کی طرف بھی نشان دہی کر دی اور اولاد کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دلا دی۔

یہی وہ عمر ہے جس کو پیش نظر رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ نے انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ اور لجنہ کی بنیاد، انصار سے پہلے رکھنے میں بھی یہی حکمت ہے کہ اس عمر تک پہنچنے والے کا کام ”کار نبوت“ جیسا ہے۔ یعنی تعلیم و تربیت اور اس میں ’ماؤں کا فرض‘ باپوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دو ہی عمروں کا ذکر تخلیق انسانی کے حوالہ سے کیا ہے یعنی بچپن اور 40 سال کی عمر۔

خاکسار نے بحیثیت قائد تربیت مجلس انصار اللہ پاکستان اس موضوع پر ایک طویل مضمون لکھ رکھا ہے۔ جو کسی وقت الفضل آن لائن کی زینت بناؤں گا۔ ان شاء اللہ

چالیس برس اور موت کا نظارہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اوائل عمر کے لوگوں کی بیعت میں مجھے بہت تردّد ہوتا ہے جب تک انسان کی عمر چالیس برس کی نہ ہو تب تک ٹھیک انسان نہیں ہوتا۔ اوائل عمر میں تلوّن ضرور آتے ہیں میرا ارادہ نہیں ہوتا کہ ایسی حالت میں بیعت لوں مگر بدیں خیال کہ دل آرزدگی ہوتی ہے بیعت کر لیتا ہوں۔ انسان جب چالیس برس کا ہوتا ہے تو اسے موت کا نظارہ یاد آتا ہے اور جس کے قریب ابھی موت کا خوف ہی نہیں اس کا کیا اعتبار۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 393 ایڈیشن 2016ء)

چالیس افراد

- آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ جس کسی کے جنازہ پر چالیس مومنین حاضر ہو کر اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں وہ مرحوم بخش دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی کی حدود کو چالیس گھروں تک قرار دیا اس حوالے سے ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
- حضرت مسیح موعودؑ متعدد بار اپنی جماعت میں ایسے 40 افراد کا ذکر کر چکے ہیں جو ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"اگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت، عسر و یسر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کریں، ہوں تو ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔" (ملفوظات جلد6 صفحہ16 ایڈیشن1984ء)

* ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

"اگر چالیس آدمی بھی ایسے نکل آویں جن کے نفس منوّر ہو جاویں اور پوری بصیرت اور معرفت کی روشنی انہیں مل جائے تو وہ بہت کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ258 ایڈیشن1984ء)

اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے لاکھوں، چالیس عطا فرما دیے جو اوپر بیان شدہ الفاظ پر ہو بہو پورا اترتے اور اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو ہمہ وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

عیب کا ذکر اور 40 دن کی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 40 کے ہندسہ کو تربیتی اور اصلاحی انداز میں کئی جگہوں پر بیان فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا۔

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا اس لیے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے......وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دُعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دُعا کی ہو۔" (ملفوظات جلد4 صفحہ60-61 ایڈیشن1988ء)

* پھر اللہ کے حضور رونے اور چلانے کو اپنا شعار بنانے کے متعلق فرماتے ہیں۔

"عاجزی کو اپنا شعار بنا لو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھ لو دل سخت ہو گیا ہے۔" (ملفوظات جلد5 صفحہ132)

موت قریب ہوتی نظر آتی ہے

چالیس سال کی عمر پانے کے بعد، باوجود جسمانی کمزوری آنے کے روحانی معنوں میں تیزی آتی ہے۔ اس عمر کو پہنچ کر کبھی انسان کی ٹانگوں میں درد اور کبھی جسم کے دوسرے حصوں میں دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے بعض کہتے ہیں کہ جوانی کی عمر کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے اپنے اللہ کو پانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اسے شیوہ پیغمبری کہا گیا ہے تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی کھول کر اس طرح بیان فرمایا ہے۔

”انحطاط عمر کا 40 سال سے شروع ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 217)

اور اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

اب جب سے چالیس سال گزر گئے، دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارتِ غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 425 ایڈیشن 2016ء)

یہ وہی ارشاد ہے جس کے سیاق وسباق میں حضورؑ نے فرمایا کہ

”صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ

ہے کہ نفس امارہ کو شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔“ (ملفوظات جلد2ایڈیشن1988ء صفحہ 562-561)

پس ہم میں سے ہر ایک کو جو 40 برس سے اوپر ہیں یا40سال کی عمر کو چھو رہے ہیں یا چھونے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ ہم چالیس ہندسہ کے حوالہ سے متعلقہ تربیتی و اصلاحی امور پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد بھی سامنے رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس (40) دن استعمال نہ کیا جائے، وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے، وہ پاگل ہو گئے۔ ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔ انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عُضو سے کام نہ لیا جائے، وہ بے کار ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ150ایڈیشن1988ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اپریل 2022ء)

﴿67﴾

پیشہ ہے رونا ہمارا، پیشِ ربّ ذوالمنن

کہتے ہیں کہ آنسو محبت کے سفیر ہوتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ آنسو قبولیت کی سند ہیں۔ ایک بچہ اس دنیا میں آتے ہی روتا، بلبلاتا اور آنسو بہاتا ہے تو اس کی ماں کے پستانوں میں دودھ اُتر ہی آتا ہے۔ ایک عورت اپنے خاوند کے سامنے آنسو بہا کر اپنی مراد پا ہی لیتی ہے۔ ایک بچہ اپنے باپ کے سامنے روتے ہوئے اپنا مدعا بیان کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ ایک ماتحت کی، اپنے افسر کے سامنے چند آنسو بہا کر اس کی مراد بھر ہی آتی ہے۔ حتی کہ ایک مرید اپنے آقا کے سامنے رو کر اس کے دربار میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایک بندہ، خوف خدا سے چند آنسو اپنے خالق حقیقی کے سامنے بہا کر اپنی بات منوا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضور ﷺ نے متعدد بار محبت اور خوف خدا کے لئے بہائے گئے آنسوؤں کا ذکر کر کے انعامات کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت 84 میں صحابہ رسول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ قرآن کریم کو سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں کہ انہوں نے حق کو پالیا اور دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ایک اور موقع پر سورۃ التوبہ آیت 91-92 میں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے مالی لحاظ سے کمزوروں کا ذکر فرمایا کہ جب جہاد کے وقت ان کے پاس سواریاں نہ تھیں تو وہ آنسو بہاتی آنکھوں کے ساتھ واپس لوٹے کہ وہ راہِ مولیٰ میں خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں متفکر ہو کر غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنسو بہانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ (یوسف:85)

احادیث میں بھی خوف خدا کے لئے آنسو بہانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعامات کے پانے کا ذکر ملتا ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا: جہنم کی آگ ان دو آنکھوں پر حرام ہے۔ اول وہ آنکھ جو خوف خدا میں آنسو بہاتی ہے اور دوم وہ آنکھ جو راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتی ہے۔

(المستدرك كتاب الجهاد)

پھر فرمایا: جہنم میں آدمی داخل نہیں ہو گا جو خوفِ خدا سے روئے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس جانا ناممکن ہے اسی طرح خوف خدا سے رونے والے کا دوزخ میں داخل ہونا بھی مشکل ہے۔

پھر فرمایا جس بندے کی آنکھیں خوف خدا کے آنسو سے بھر جائیں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے پھر اگر وہ اس کے رخسار پر بھی بہہ پڑے تو اس کے چہرہ کو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ذلت اور اگر کوئی بندہ جماعتوں میں سے کسی جماعت میں رو پڑے تو اللہ عزوجل اس بندے کے رونے کی خاطر اس جماعت کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ ہر عمل کا وزن اور ثواب ہے لیکن آنسوؤں کے ثواب کی کوئی حد بسط نہیں ہے جو جہنم کے دریاؤں کو بجھا کر رکھ دیتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں۔ میں نے امت کے ایک مرد کو جہنم کے کنارے پر دیکھا جو خوف خدا رکھتا تھا اور اس کو جہنم سے بچا لیا گیا۔ اسی طرح آپ نے امت کے دوسرے مرد کو دیکھا جو جہنم میں گرنے لگا تھا تو اس کے پاس وہ آنسو آئے جو خوف خدا سے بہے تھے۔ انہوں نے بھی اسے آگ سے نکال لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عاجزی اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے۔ اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو کہ دل سخت ہو گیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

پھر فرمایا۔ اپنی مادری زبان میں بھی بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز گداز کی تحریک ہو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 589)

لوگ دنیا میں اپنی معاشرتی و اخلاقی حالت کو درست کرنے اور رکھنے کے مختلف پیشے اپناتے ہیں مگر کیا ہی خوب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیشے کا ذکر یوں فرمایا۔

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

ان دنوں ہم رمضان المبارک کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ کے حضور رونے، گریہ وزاری کرنے، آہ و بکا کرنے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان دنوں میں رو رو کر اپنے اللہ کو منانے کی کوشش کریں۔ سال بھر کی اپنی غلطیاں معاف کروانے کی لگن ہو۔ اپنے حقیقی مالک کو ملنے کے لئے ہاتھ لگانے کے دن ہیں۔ جس کے لئے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جن کو رونا نہیں آتا ایک شاعر نے کہا ہے

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اور ایسے ہی لوگ جو دینی وروحانی کاموں میں تاخیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحتاً فرمایا ہے فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (التوبہ:82) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو 40 دن تک رونا نہیں آتا اس کا دل سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے 30 بابرکت دن آپ کی جھولی میں ڈال کر آپ کی نگرانی کرنے اور آپ کی آہ و بکا سننے کے لئے آسمان سے زمین پر آگیا ہے۔ اس لئے جس حد تک اس عظیم ہستی کو منانے کے لئے زور لگایا جا سکتا ہے لگائیں۔ اللہ نے آنسوؤں کو بہانے کے لئے آنکھوں کو تیار کر دیا ہے اور اس پانی کے صدقے ریان دروازہ بھی کھول دیا ہے پس اس میں داخلے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 اپریل 2022ء)

۞۞۞۞

﴾68﴿

رمضان میں روحانی ولادت

اسلام میں بہت سے امور میں مادی اور روحانی نظام کی مثالیں دے کر مذہبی امور کی وضاحت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ جیسے پانی، مادی روئیدگی کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح روحانی پانی مومنوں کی روحانی اور اخلاقی روئیدگی اور سرسبزی کے لئے اللہ تعالیٰ مومنوں پر اتارتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت رمضان کے مہینہ کی ہے۔

جس طرح اللہ نے دنیا میں پیدائش انسانی کے لئے ایک مکمل نظام وضع کر رکھا ہے۔ مادہ تولید کے بعد مختلف مراحل میں سے گزرتا ہوا ایک بچہ مکمل ہو کر نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے جو دنیا کی تمام آلائشوں، گندگیوں اور برائیوں سے پاک و صاف ہوتا ہے اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ بچہ فطرت انسانی پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اس کو یہودی، صابی یا مسلمان بناتے ہیں۔

بعینہ رمضان، دینی کیلنڈر ہجری قمری کا نواں مہینہ ہے جس میں ایک مومن اپنی روحانی تکمیل کرتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں ایسے نیک اعمال بجالاؤ کہ تم اس کے اختتام پر نومولود بچے کی طرح پاک صاف ہو کر نکلو جو تمام آلائشوں اور گندگیوں سے پاک ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 اکتوبر 1906ء کو اس اعلیٰ نکتہ کو یوں بیان فرمایا:

”اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سن ہجری سے نواں مہینہ ہے یعنی 1۔ محرم 2۔ صفر 3۔ ربیع الاوّل 4۔ ربیع الثانی 5۔ جمادی الاوّل 6۔ جمادی الثانی 7۔ رجب 8۔ شعبان 9۔ رمضان اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد 9 کا، فی نفسہ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اس کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔

لاغیر۔ اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہود ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا"

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی بُرائیاں ہیں جن کو ترک کر کے ہم نومولود بچے کی طرح اپنی روحانی پیدائش کر سکتے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ روزنامہ الفضل کے ایک مضمون کے ذریعہ 36 بدیوں کا ذکر کیا تھا۔ جن میں سے چند ایک بُرائیوں اور بدیوں کی نشاندہی اس ارادہ سے کی جارہی ہے کہ رمضان میں ہم انہیں ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

- فرض نماز میں سستی
- نماز باجماعت میں سستی
- تہجد کی نماز میں سستی
- روزہ رکھنے میں سستی بغیر واجبی عذر کے یونہی کسی بہانے پر روزہ ترک کر دینا
- جو روزے کسی عذر پر چھوڑے جائیں بعد میں ان کو پورا کرنے کا فدیہ دینے میں سستی
- صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی
- جماعت کے چندوں کو باقاعدہ بروقت ادا کرنے میں سستی
- اپنے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے اور اپنے ساتھ مسجد میں لانے کی سستی
- جھوٹ بولنا
- دوسروں پر جھوٹے افتراء باندھنا
- بدنظری
- دینی پردہ کی حدود کو توڑنا
- ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری میں سستی

- بیوی / خاوند کے ساتھ بدسلوکی اور سختی سے پیش آنا یا عورت کی صورت میں خاوند کے ساتھ بدسلوکی اور تمرد سے پیش آنا اور خاوند کی خدمت میں سستی کرنا
- حقہ یا سگریٹ نوشی کا استعمال
- یتامیٰ کے مال میں خیانت یا بے جا تصرف کرنا
- یتیموں کی پرورش میں سستی یا بے احتیاطی کرتا
- کھانے پینے میں اسراف
- بدظنی کی عادت یعنی دوسرے کے ہر فعل کی تہہ میں کسی خاص خراب نیت کی جستجو رکھنا

ان (چند کمزوریوں) میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر ان کے متعلق اس رمضان کے مہینہ میں اپنے دل میں عہد کیا جائے کہ آئندہ خواہ کچھ ہو ہر حال میں ان سے کلّی اجتناب کیا جائے اور پھر اس عہد پر دوست ایسی پختگی اور ایسے عزم کے ساتھ قائم ہوں کہ خدا کے فضل سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس عزم سے ہلا نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے احمدیوں کو اس مبارک ماہ رمضان کے تمام حقوق کما حقہ ادا کرنے اور روحانی تولید کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 اپریل 2022ء)

﴾69﴿

جنگ بدر کا قصہ مت بھولو

آج کا اداریہ 17 رمضان کی مناسبت سے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ جنگ بدر 17 رمضان المبارک کو لڑی گئی تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نہتے تین سو تیرہ بشر ذوق شہادت میں
خدا کے نام پر نکلے محمدؐ کی قیادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے
فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے

حضرت قاضی عبدالرحیمؓ نے 17 فروری 1904ء کی ڈائری میں لکھا کہ ”آج رات حضرتؑ (حضرت مسیح موعودؑ) نے خواب بیان فرمایا۔ کسی نے کہا کہ جنگ بدر کا قصہ مت بھولو۔“

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ 133)

گویا اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے متبعین کو تاریخِ اسلام میں ہونے والی فتح عظیم جو فرقان عظیم کے نام سے بھی موسوم ہے کے واقعہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھنے، اس سے سبق لینے اور اس کے ذریعہ ترقیات پانے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ گزشتہ کچھ عرصہ سے غزوہ بدر کے صحابہ کی سیرت پر خطبات ارشاد فرما رہے ہیں۔ اس کا ایک مقصد بجلی کی اس لہر کو اپنے اندر سرایت کرنا ہے جو صحابہ بدر میں تھی جس کا حضور ایدہ اللہ نے بدری صحابی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذکر میں فرمایا ”جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ

ﷺ کے تعلق کے نتیجہ میں آپ کے ماننے والے (بدری صحابہ) بھی اشداء علی الکفار کے مصداق بن گئے" (خطبہ جمعہ 11مارچ2022ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں جنگ بدر کی تاریخ اور اس میں شامل ہونے والے صحابہ کے حالات کا علم پاکر ان جیسا مقدس وجود بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بدر کی تاریخ

جنگ بدر 17رمضان 2ھ کو بدر کے مقام پر لڑی گئی چونکہ مکہ کی معیشت کا دارومدار تجارت پر تھا جو شام کے ساتھ تھی۔ اور شام کی طرف جانے کا راستہ مدینہ کے قریب سے گزرتا تھا اس لئے ہر وقت کفار کو یہ خدشہ رہتا تھا کہ مسلمان ہمارا راستہ نہ روک دیں۔

اُدھر مسلمانوں کو یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ قریش کے تجارتی قافلے کہیں ہمیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس لئے آنحضور ﷺ قریش کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتے اور صحابہؓ کے بعض دستے بھی بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابوسفیان تجارت کے بعد شام سے واپس جارہا تھا کہ کسی نے مسلمانوں کی طرف سے لوٹنے اور نقصان پہنچانے کی افواہ گرم کردی۔ یہ خبر مکہ بھی پہنچی جہاں سے ابوجہل کی سرکردگی میں ایک ہزار افراد پر مشتمل اسلحہ سے لیس لشکر بدر کی طرف روانہ ہوا۔ جب ابوسفیان کا قافلہ بخیریت مکہ پہنچ گیا تو قریش مکہ نے ابوجہل کو واپس آنے کو کہا مگر ابوجہل نے ایک نہ سُنی اور بدر کے مقام پر پہنچ کر جنگی نقطہ نگاہ سے اس جگہ پر قبضہ کیا جو اہم تھی۔

اُدھر آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے رکھا تھا۔ 300 سے زائد صحابہؓ پر مشتمل ایک لشکر نے مدینہ کو چھوڑا۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ مقابلہ تجارتی قافلہ سے ہے یا اسلحہ سے لیس ایک لشکر کے ساتھ۔ مدینہ کے کچھ فاصلہ پر آنحضور ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ مہاجر صحابہ نے وفاداری اور جاں نثاری کا اظہار فرمایا۔ حضورؐ انصار صحابہؓ کی طرف سے انتظار فرمارہے تھے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر وفاداری کا اظہار یوں کرکے ایک سنہری تاریخ رقم فرمائی کہ **اے اللہ کے رسول! ہم موسیٰؑ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جاکر لڑو ہم تو یہاں**

بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ پائے گا جب تک ہماری نعشوں کو نہ روندے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! جنگ تو معمولی شئے ہے آپ اگر سمندر میں کود جانے کا کہیں تو آپ اس پر بھی ہمیں تیار پائیں گے۔ تب آپؐ نے بدر کی طرف کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور دو تین روز کی مسافت کے بعد بدر مقام کے چشمہ کے قریب اسلامی لشکر اُتار دیا۔ یہ علاقہ ریتلا تھا۔ پاؤں دھنس دھنس جاتے تھے۔ جس سے صحابہ میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

آنحضور ﷺ اپنے خیمہ میں گئے اور ساری رات یہ دعا کرتے رہے اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا کہ اے اللہ! اگر تو نے اس چھوٹے سے گروہ کو ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بشارت دی کہ فلاں فلاں دشمن فلاں فلاں جگہ مارا جائے گا۔ الٰہی تقدیر نے اپنا کام دکھلایا۔ تیز بارش ہوئی۔ ریتلا علاقہ مضبوط ہو گیا اور چٹیل میدان میں چکنا پن آگیا جس پر دشمنوں کے پاؤں جم نہ سکے۔

اگلے روز رسول مکرم ﷺ نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی ایسے رنگ میں کی کہ وہ دوگنی نظر آنے لگی۔ اُدھر ابوجہل نے اپنا ایک نمائندہ مسلمانوں کی تعداد کا تخمینہ لگانے کے لئے بھیجا۔ جس نے واپس جاکر مشورہ دیا کہ اُن سے مت لڑو۔ وہ 300 افراد نہیں وہ تو موتیں ہیں۔ جو مر جانے اور کٹ جانے یا مار دینے اور کاٹ دینے کے موڈ میں نظر آتے ہیں۔

اگلے روز 17 رمضان کو حق و باطل کی جنگ کا آغاز ہوا۔ انفرادی مقابلے میں عتبہ، ولید اور شیبہ کے مقابل پر حمزہ، علی اور عبیدہ نکلے۔ کفار کو ہلاکت نصیب ہوئی اور انہی جگھوں پر وہ مارے گئے جن جگھوں کی نشان دہی اللہ تعالیٰ نے ایک روز قبل خواب میں آنحضور ﷺ کو فرمائی تھی۔

تب آپؐ نے خدا کے حکم پر ایک مٹھی بھر ریت دشمنان اسلام کی طرف پھینکی۔ گھمسان کی جنگ جاری تھی کہ اچانک تیز آندھی چلی اور آندھی کا رُخ دشمن کے مخالف تھا۔ جو ان کی آنکھوں میں پڑ پڑ کر ان کو اندھا کر رہی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دائیں بائیں کھڑے دو بچے معوذ و معاذ باز کی طرح ابو جہل کی طرف لپکے اور چٹ پٹ میں اسے قتل کر دیا۔

اب تو کفار مکہ کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ وہ 70 مقتول میدان میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور 70 کفار کو قیدی بنا لیا گیا جبکہ مسلمانوں کے ایک درجن کے قریب سپاہی شہید ہوئے۔ سازو سامان اور جنگجوؤں کا موازنہ کچھ یوں تھا۔

مسلمان

313 اصحاب بے سر و سامانی کا عالم کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

60-70 سپاہی باقی مزدور، تاجر بوڑھے، بیمار بچپن اور جوانی کی دہلیز پر تھے۔

صرف تین تلواریں۔ باقی کے پاس لکڑی کے ڈنڈے

صرف 2 ڈھالیں

صرف دو گھوڑے چند اونٹ تھے

صرف 6 زرہیں

کفار

1 ہزار جنگجو

1 ہزار تلواریں

700 ڈھالیں

300 زرہیں

100 گھوڑے

بے شمار اونٹ

کفار نے مکہ پہنچ کر اپنی عورتوں کو مرنے والوں پر بین کرنے سے منع کر دیا تا مسلمانوں کو خبر ملنے کی صورت میں وہ خوش نہ ہوں اور یوں اس ”یوم الفرقان“ کی وجہ سے مستقل طور پر مسلمانوں کی تمام عرب پر دھاک بیٹھ گئی اور جنگ بدر باقی ماندہ جنگوں (احد۔احزاب وغیرہ) میں کفار کی شکست کا موجب بنی۔

یہ مختصر سی تاریخ ہے غزوہ بدر کی۔

اللہ تعالیٰ نے آج کے دور کو بدر قرار دیا۔ یوم الفرقان قرار دیا اور الہاماً تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو اور اُدھر الہاماً فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ کہ اللہ نے بدر میں تمہیں نصرت پہنچائی جب تم بہت کمزور تھے۔ اور حقیقت میں درج ذیل اسباق جماعت احمدیہ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کی فتح اور اس میں نصرت الٰہی کا ذکر سورۃ اٰل عمران آیت 124 میں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ کے الفاظ میں کیا ہے اور اس فتح کا ذکر جنگ اُحد کے ذکر کے درمیان کرنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ فتوحات اور ترقیات تقویٰ کے ساتھ اور شکر ادا کرنے کے ساتھ ملا کرتی ہیں۔ اب جماعت احمدیہ کو جب کہ وہ کمزور ہے فتوحات تب ہی ملیں گی اگر تمام احمدی تقویٰ پر کاربند رہیں گے اور سابقہ فتوحات پر شکر خداوندی کو اپنا شیوہ بنائیں گے۔

- جس طرح آنحضور ﷺ نے ساری رات مسلمانوں کی حفاظت اور بقا کے لئے دُعا میں گزار دی۔ آج بھی جماعت احمدیہ کی حفاظت اور ترقی کے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ نیز یہ دُعا کریں۔

  اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا

- صحابہ کی وفاداری کی طرح ہم میں ہر فرد کو خلیفۃ المسیح کے ساتھ اپنے روحانی ہتھیاروں کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہوئے کھڑا ہونا ہوگا کہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری نعشوں کو نہ روند دے اور یہ اعلان پہلے سے بڑھ کر گھر گھر سے ہو رہا ہو کہ اے

خلیفۃ المسیح! ہم آپ کے دائیں، بائیں اور آگے و پیچھے لڑنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور موسیٰؑ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جاؤ! تم اور تمہارا رب لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

- مساوات اور برابری کا بھی سبق ملتا ہے جب آنحضورؐ کے چچا عباس کی مشکیں آسان کر دی گئیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ باقی قیدیوں کی بھی مشکیں آسان کر دو۔
- اس جنگ میں ایک ماں کا بچہ گم ہو گیا اور وہ سرگردان اسے ڈھونڈتی پھرتی تھی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ جب اپنے خدا سے دُور ہو جاتا ہے تو وہ اس کی تلاش میں اس ماں سے بھی بڑھ کر پریشان نظر آتا ہے۔
- یہ جنگ در حقیقت خیمہ میں لڑی گئی تھی آج رمضان میں بھی خیمہ زن ہو کر عبادت کرنے اور دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

ہر دینی کام میں اپنے اصحاب، colleagues سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ پہلا مشورہ تھا جو آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا۔

کچھ عرصہ سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بدری صحابہؓ کی جاں نثاری کے واقعات اور ان کی سیرت بیان فرما رہے ہیں اور یہ بھی ایک رنگ میں ”جنگ بدر کے قصہ کو مت بھولو“ کی تعمیل اللہ تعالیٰ کروا رہا ہے تا کہ ہمیں جنگ بدر میں شامل ہونے والے مبارک و مقدس روحوں کے قصّے یاد رہیں۔ ہم بھی ان کی ولولہ انگیز قیادت اور ان کی قربانیوں کو اپنے دلوں میں اُتاریں اور جو سبق اس جنگ سے مسلمانوں کے لئے ہیں ان کو حرز جان بنائیں اور فتوحات و ترقیات کی طرف بڑھتے قدموں میں اپنے نیک اعمال سے آسانی پیدا کریں۔

17 رمضان کو غزوہ بدر کے موقع پر ادارہ اور قارئین کی طرف سے اس عہد کا اعادہ کرنا مقصود ہے کہ اے خلیفہ وقت! ہم بدری صحابہ کی طرح ہر قسم کی جانی، مالی اور بدنی قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ جب بھی دربار خلافت سے آواز بلند ہو گی ہم سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ ہم احمدیت کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پیش کریں گے ہم انصار،

خدام، اطفال، ممبرات لجنہ اور ناصرات اپنے اپنے عہدوں کے مطابق اپنی زندگیاں پیش کرنے کو ہر وقت تیار رہیں گے اور ہم ہر وقت 22، اپریل 2003ء کے نظارہ کو زندہ رکھیں گے جب مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی طرف سے پہلا حکم "بیٹھ جائیں" کے الفاظ میں فدائیان احمدیت کے کانوں میں پڑا تھا تو وہ Gressenhall Road اور Melrose Road پر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے زمین پر بیٹھ گئے تھے۔ اے خلیفہ وقت! آپ بدری صحابہؓ کی طرح ہمیشہ ہمیں جاں نثاروں میں پائیں گے۔

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامران ہو گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یہ لوگ تھے، عجیب شان تھی ان کی جنھوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے وفا کے طریقے بھی سکھائے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کے طریقے بھی سکھائے۔ آنحضرت ﷺ کی باتوں کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرتے ہوئے کامل اطاعت کرنے کے طریقے بھی سکھائے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اپریل 2022ء)

《70》

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت

شعور کے آئینہ میں دیکھیں تو ماہ رمضان سال کے بارہ مہینے میں ایک مہمان مہینہ کے طور پر آتا ہے جو سراپا نعمت ورحمت ہے۔ قرآن نے اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کہہ کر اس طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ مہمان کا لفظ ذہن میں آتے ہی درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

مہمان کچھ دن یا پھر کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس چلا جاتا ہے۔

اس کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔

مہمان کے جب جانے کے دن قریب آتے ہیں تو گھر اور گھر کے نفوس پر اُداسی چھانے لگتی ہے۔

اگر مہمان کوئی فیملی بزرگ ہو یا جماعتی بزرگ ہو تو جاتے جاتے وہ کوئی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور چھوٹے بچوں کو نقدی کی صورت میں تحفہ بھی دے دیتا ہے۔ اور بچے میزبانوں میں سے کیا ہر کوئی مہمان سے فیض کی جھولیاں بھرنے لگتا ہے بعینہ رمضان جب ڈھلتا ہے ان دنوں کا count down شروع ہوتا ہے تو مومنوں کی فکر بڑھتی جاتی ہے مومنوں کے گھروں میں اُداسی چھانے لگتی ہے۔ اکثر لوگوں کو کہتے سنائی دیا جاتا ہے کہ رمضان ابھی کل ہی تو شروع ہوا تھا۔ پھر مومن، رمضان کے فیوض وبرکات سے حصہ لینے کے لئے سر توڑ کوشش کرتا ہے تا اپنے کھیسے بھر لے۔ اندوختہ میں اتنا اضافہ کرے کہ سارا سال ہی مستفیض ہوا جاسکے۔ بالخصوص جب آخری 10 دن باقی رہ جاتے ہیں تو ایک مومن اپنی نیندیں اپنے اوپر حرام کر کے اپنی تمام تر طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عبادات کے لئے اس دکاندار کی طرح جھونک دیتا ہے جو عید الفطر سے قبل اپنی تمام تر پونجی، planning کے ساتھ اپنی دکان میں ڈال دیتا ہے کہ عید پر profit آئے گا اور میری جمع پونجی

ڈبل ہو جائے گی۔ وہ دکان کے اوقات بڑھا دیتا ہے اور over time لگاتا ہے اس طرف زیادہ توجہ دیتا ہے بعینہ ایک مومن تمام استعداووں، کوششوں اور طاقتوں کو صرف کرتا ہے۔ پھر اس دکاندار کی طرح کہ دکان میں جمع پونجی کو چور نہ لے جائے حفاظت کی غرض سے تالے لگاتا ہے۔ بعینہ ایک مومن اپنے اندوختے کو شیطان سے بچانے کے لئے پھر خدا سے حفاظت اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرتا ہے۔

ان آخری دنوں میں سہانی راتوں کی طرح رمضان پہلے سے زیادہ بھیگتا ہے۔ عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی جد وجہد بڑھتی ہے اور روحانی پھلوں کے پکنے کے دن قریب آ رہے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پھل پک بھی جاتے ہیں اور بزرگ مہمان کی طرح رمضان جاتے ہوئے آنحضور ﷺ کی زبان اِذَاسَلِمَ الرَّمَضَانَ سَلِمَتِ السَّنَةُ کہ اگر رمضان خیریت سے گزرا تو سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے گا، کی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور اس بزرگ مہمان کی طرح اللہ تعالیٰ جو انعامات سے نوازتا ہے اس میں سے ایک انعام عید کی خوشی کی صورت میں مومن کو ملتا ہے۔

مندرجہ بالا فرمان رسولؐ کے تحت ہم تمام کو خدا کو ملانے کا ایک پُل تعمیر کرنا چاہئے جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کا ہو۔ اگر اس پُل کی تعمیر درمیان میں چھوڑ دیں گے تو اتھاہ گہرائیوں میں گر کر تباہی ہی، تباہی ہے اگر اپنی جد وجہد سے اسے مکمل تعمیر کر لیا تو اس پر سے گزر کر اگلے رمضان میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو کر داخل ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔ (بخاری کتاب الصوم)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اقتداء و تقلید میں رمضان کے آخری 10 دنوں کو عبادات سے رونق بخشیں۔ اپنی راتوں کو بیدار کریں۔ تلاوت قرآن کثرت سے کریں۔ دعائیں کریں اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔ صدقات و خیرات کثرت سے دیں۔ فطرانہ و عید فنڈ کی

جلد ادائیگی کریں اور عشرہ مبارکہ کی درج ذیل عبادات کو سامنے رکھ کر یہ دن گزارنے کی کوشش کریں۔

قرآن کی سالگرہ

اس عشرہ میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا یعنی 24 رمضان کو۔ گویا ہر ماہ نزول قرآن کی سالگرہ رمضان میں آتی ہے۔ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کر کے ماحول کو سجاوٹ دیں۔

اعتکاف کی عبادت

آنحضور ﷺ ہر سال اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آخری دفعہ آپ کا اعتکاف 20 دن کا تھا۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اعتکاف سے پہلے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

لیلۃ القدر

قرآن کریم میں اسے بہترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے۔
آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِسے رمضان کے آخری 10 دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

صدقات و خیرات

ویسے تو آنحضرت ﷺ سارا سال ہی صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ تاہم رمضان بالخصوص رمضان کے آخری حصہ میں اس میں بہت تیزی آجاتی تھی۔

فطرانہ کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ روزہ کی پاکیزگی اور مسکینوں کا کھانا ہے اس کے بغیر روزے مقبول نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو جاتے ہیں۔ فطرانہ ہی آسمان تک لے کر جاتا ہے۔ (کنزالعمال)

یہ مبارک دن آنے کو ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں کمر ہمت کس لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقرب بنائے آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اپریل 2022ء)

﴿71﴾

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

خاکسار نے ایک اینکر پرسن کی زبانی یہ محاورہ سنا کہ ''جھک کر ہی رفعتیں ملتی ہیں'' تو ذہن کا ایک دریچہ ایسا کھلا جیسے کمپیوٹر میں کسی ونڈو (Window) کا بٹن دبائیں تو اس مضمون کے حوالہ سے بہت سا مواد سکرین پر لکھا ہوا ظاہر ہو جاتا ہے۔ جھکنے سے جو بلندیاں اور رفعتیں انسان کو ملتی ہیں، اس کا روحانی اور مادی دنیا سے ایک باب وا ہوا۔ یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ پہاڑی یا ٹیلہ جھک کر ہی طے کیا جاتا ہے کوہ پیماؤں کو کبھی اکڑ کر پہاڑوں پر چڑھتے نہیں دیکھا بلکہ اپنی سونٹی کے زور پر جھکے ہی دیکھا ہے۔ حجر اسود سے برکتیں بھی جھک کر چوم کر ہی حاصل ہوتی ہیں۔

دنیا کے مختلف مذاہب کی عبادتوں میں یا مختلف سوسائٹیوں اور کلچرز میں آداب و تسلیم کے جو طریق وضع ہیں ان میں جھکنا یا زمین کی طرف ذرا سا جھکاؤ شامل ہے۔ دنیا کی مختلف قومیتوں کے کلچر کو دیکھیں تو کسی میں سجدہ کی صورت میں، کسی میں رکوع کی طرح Bow Down کر کے، کسی میں بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر، بعضوں میں دونوں گھٹنوں کو زمین پر لگا کر، کسی میں ہاتھ باندھ کر ذرا سا جھک کر اپنے سے بڑوں کو ملا جاتا ہے اور کسی میں ہاتھ بلند کر کے یا ہاتھوں کو معافی والی کیفیت سے ملا کر جھکا جاتا ہے۔ بعضوں میں دوزانو ہو کر بیٹھا جاتا ہے۔ اور اگر مذہب کو دیکھا جائے تو اس طرح جھکنے جیسی حرکات و سکنات ان کی عبادات میں پائی جاتی ہیں۔ اور مذہب اسلام کی عبادت یعنی نماز میں حرکات و سکنات کا اگر احاطہ کیا جائے تو تمام مذاہب کی آداب و تسلیم کو مذہب اسلام کی نماز میں جمع کر دیا گیا ہے۔ جیسے نماز میں سجدہ اور رکوع موجود ہیں۔ سجدہ کے معنی ماتھا ٹیکنا، سر جھکانا

کے ہیں جبکہ رکوع کے معنوں میں عاجزی سے جھکنا شامل ہے اور سجدہ میں اعضاء کو ایسے طریق سے رکھنے کی ہدایت ہے جس کے انگ انگ سے اپنے خالق اللہ تعالیٰ کے آداب و تسلیم ظاہر ہوتے ہیں۔ سجدہ میں ماتھے اور ناک کو زمین کے ساتھ لگانا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا۔ یہ سب باتیں اپنے اس اللہ کا شکر ادا کرنا ہے جس نے ہم سب کو صحیح اور درست اعضاء کے ساتھ پیدا کیا اور ان اعضاء کو اسی خدا کے دربار میں مؤدب رکھنا دراصل ایک سبق لئے ہوئے ہے کہ جس طرح اس دنیا میں ایک ادنیٰ نوکر یا ملازم اپنے افسر کا دل چاپلوسی کرنے یا افسر کی تعریف کرنے سے جیت لیتا ہے اور عارضی انعام کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اگر اس خدائے عزوجل کا شکر دل کی عمیق گہرائیوں سے ادا کیا جائے۔ اس کی دل سے تعریف کی جائے تو پھر انسان لازوال الٰہی نعمتوں سے حصہ پاتا ہے۔ عنوان میں دیئے گئے شعر میں شاعر نے اس مضمون کو کیا ہی اچھے، اچھوتے اور انوکھے انداز میں بیان کیا ہے کہ جو بڑے لوگ ہوتے ہیں جن کے ظرف بہت بلند ہوتے ہیں وہ ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں۔ کیونکہ اکڑ انسان کو توڑ کر رکھ دیتی ہے اور دوسرے مصرعہ میں کیا ہی عمدہ حسین رنگ میں ایک مثال دے کر عظیم سبق دیا گیا ہے کہ صراحی یعنی پانی بھرے گھڑے سے پانی انڈیلنے کی ضرورت ہو یا اس سے گلاس وغیرہ بھرنا ہو تو صراحی کو سرنگوں کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر بھرا جا ہی نہیں سکتا۔ یہ صرف صراحی یا گھڑے کی مثال نہیں۔ دودھی جب روزانہ ہی گھروں میں دودھ دینے آتے ہیں تو وہ باقاعدہ دودھ والے برتن کو انڈیل کر پوّے میں دودھ ڈالتے ہیں۔ اس کے بغیر پوّے میں دودھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ ماسوائے اس کے کہ برتن کھلے منہ کا ہو۔

اس سنہری اور کار آمد مثال میں انسان کو ایک اہم سبق دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ انکساری، سادگی اور عاجزی سے زندگی گزارے اور انسان کو ہمیشہ دنیا میں پھلوں سے لدے درختوں کو دیکھتے

رہنا چاہئے کہ جب ان پر پھل لگتا ہے تو وہ جھک جاتے ہیں۔ بعض تو زمین سے لگ کر سجدہ کرنے کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہیں جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ ہے کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ ہے کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو“ (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 398)

* آپ پھر فرماتے ہیں۔”اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ ایک تذلل اور انکسار۔ دوسری محبت اور ایثار۔ تذلل اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں اور واضح ہو کہ جسم کا سجدہ بے کار اور لغو نہیں اول تو یہ امر مسلم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کا پیدا کرنے والا ہے ایسا ہی وہ جسم کا بھی پیدا کرنے والا ہے اور دونوں پر اس کا حق خالقیت ہے۔ ماسوا اس کے جسم اور روح ایک دوسرے کی تاثیر قبول کرتے ہیں۔ بعض وقت جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرک ہو جاتا ہے اور بعض وقت روح کا سجدہ جسم میں سجدہ کی حالت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا متقابلہ کی طرح ہیں“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 99-100)

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد شرائط بیعت پر خطبات کے سلسلے کا آغاز فرمایا تھا۔ مورخہ 29 اگست 2003ء کو شرط نمبر7 کے ذکر میں فرمایا”دوسری بات جو اس شرط میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کروں گا تو جیسا کہ میں نے پہلے

بھی کہا ہے کہ جب آپ اپنے دل و دماغ کو تکبر سے خالی کرنے کی کوشش کریں گے۔ خالی کریں گے تو پھر لازماً ایک اعلیٰ وصف، ایک اعلیٰ صفت، ایک اعلیٰ خلق اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا ورنہ پھر شیطان حملہ کرے گا کیونکہ وہ اسی کام کے لئے بیٹھا ہے کہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑے۔ وہ خلق ہے عاجزی اور مسکینی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ عاجز اور متکبر اکٹھے رہ سکیں۔ متکبر لوگ ہمیشہ ایسے عاجز لوگوں پر جو عباد الرحمٰن ہوں طعنہ زنیاں کرتے رہتے ہیں۔ فقرے کستے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کے مقابل پر آپ نے ان جیسا رویہ نہیں اپنانا بلکہ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا ہے فرمایا۔

وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

(الفرقان:64)

اور رحمان خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں ”سلام“ (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 279)

پس رمضان اپنے اللہ کی طرف جھکنے اور اس کے عیال یعنی مخلوق کی طرف شفقت اور محبت کے ساتھ جھکنے کا مہینہ ہے۔ اس سے ایک مؤمن کو ایسے سبق حاصل کرنے چاہئیں جو اس کی تمام باقی ماندہ زندگی بطور اثاثہ کے کام آئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2022ء)

﴾72﴿

رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ آگ سے نجات اور اس سے متعلق قرآنی دعائیں

نوٹ: خاکسار نے قارئین الفضل آن لائن کے لیے رمضان کے ہر تین عشرہ جات رحمت، مغفرت اور آگ سے نجات کی مناسبت سے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں یکجا کی ہیں۔ اس سے قبل پہلے دو عشروں کی دعائیں دی جا چکی ہیں۔ اس مرتبہ تیسرے عشرہ آگ سے نجات کی مناسبت سے سب سے پہلے قرآنی دعائیں پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہماری تمام مناجات کو درجہ قبولیت بخشے۔ آمین

- اَلَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران :17)

  جو لوگ کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! یقینا ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ

  (آل عمران : 195)

  اے ہمارے ربّ! اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تُو نے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کر دیا تھا اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کرنا یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

- رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا (الفرقان:66)

  اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقینا اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

- رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَقِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِO رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُO وَقِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ وَذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ (المومن:8–10)

اے ہمارے ربّ! تُو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنّم کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے ربّ! انہیں اُن دائمی جنتوں میں داخل کر دے جن کا تُو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور انہیں بھی جو اُن کے باپ دادا اور ان کے ساتھیوں اور ان کی اولاد میں سے نیکی اختیار کرنے والے ہیں یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے اور انہیں بدیوں سے بچا اور جسے تونے اس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تُو نے اس پر بہت رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2022ء)

﴿73﴾

رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس سے متعلق ادعیہ ماثورہ

- اَسْاَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ (ابن ماجہ)

میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری)

اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّار (ابوداؤد)

اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے۔

- اَسْاَلُكَ اَنْ يُجِيْرَنِيْ مِنَ النَّار

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو آگ سے بچا۔

- يَا شَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ (ترمذی)

اے دلوں کو تسکین عطا کرنے والے! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح بپھرے سمندروں میں تو انسان کو بچالیتا ہے اسی طرح مجھے آگ کے عذاب سے بچا لے۔ ہلاکت کی آواز اور قبر کے فتنہ سے مجھے پناہ دے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (دعائے لیلۃ القدر) (ترمذی)

اے اللہ ! تو بہت معاف کرنے والا کریم ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما۔

- رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِوَعَذَابٍ فی الْقَبْرِ (ابوداؤد)

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی)

اے اللہ! تو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا، اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچالینا۔

- اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

- اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (ابوداؤد)

اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ (ترمذی)

میں آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

- أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ! أَنْ لَّا تَشْوِیَ خَلْقِی بِالنَّارِ (مستدرک)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے وجود کو آگ سے نہ جھلسانا۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ (ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، ہم سے راضی ہو اور ہم سے دعائیں اور عبادتیں قبول کر اور ہمیں جنت میں داخل کر اور آگ سے بچا اور ہمارے سب کام خود بنادے۔

- اَللّٰھُمَّ أَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِی الۡاُمُوۡرِ کُلِّھَا وَأَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡیِ الدُّنۡیَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَۃِ

(مستدرك)

اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

- اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شَرِّ حَرِّ النَّار

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کی تپش کے شر سے۔

اس کے علاوہ دعائے قنوت، درود شریف، صفات الہیہ کے ذکر میں بھی آگ سے نجات طلب کی گئی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2022ء)

﴿74﴾

رمضان کے تیسرے عشرہ (آگ سے نجات) اور اس کے متعلق حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعائیں

- ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ (البدر)
- رَبِّ اَخْرِجْنِی مِنَ النَّارِ

ترجمہ : اے میرے رب! مجھے آگ سے نکال۔
- رَبِّ ارْحَمْنِیْ اِنَّ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ یُنْجِی مِنَ الْعَذَابِ

ترجمہ : اے میرے ربّ! مجھ پر رحم فرما اور تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔
- رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ

ترجمہ : اے میرے ربّ! مجھے ہر آگ پر مسلط کر دے۔
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ : سب تعریف اس خدا کے لئے جس نے مجھے آگ سے نکالا۔
- رَبِّ لَاتُضِیِّعْ عُمُرِیْ وَعُمُرَهَا وَاحْفَظْنِیْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تُرْسَلُ اِلَیَّ

ترجمہ : اے میرے ربّ! میری اور اس (جیون ساتھی) کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جاویں۔

- اے رب العالمین! میں تیرے احسانوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ رحم فرما۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا۔ کیونکہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین (الحکم 21 فروری 1898ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 اپریل 2022ء)

﴿75﴾

مادی اور روحانی بیکٹیریا کی تلفی

آج کل سوشل میڈیا پر ایسے میسجز، کلپس اور ویڈیوز کثرت سے گردش کرتے نظر آتے ہیں، جن میں جسمانی صحت کو بحال رکھنے اور مختلف بیماریوں سے نجات کے طریق بیان ہوتے ہیں۔ بعض ویڈیوز میں ڈاکٹرز ٹوٹکے بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض میں کوکا کولا، پیپسی اور دیگر مشروبات کے نقصانات بیان کئے جارہے ہوتے ہیں۔ ابھی ایک ویڈیو دیکھی جس میں ایک ِفش (fish) کو جار (Jar) میں رکھ کر کولا سے Dip کر کے رکھ دیا گیا اور کچھ دیر کے بعد وہ فش کانٹوں سمیت کولا کا حصہ بن گئی تھی۔ کسی میں کولا کے ذریعہ لوہے سے زنگ اور سڑکوں سے کروڈ آئل صاف کرتے دکھایا گیا ہے۔ کسی ویڈیو میں ایسے پھل یا سبزیاں دکھلائی جاتی ہیں جن میں کھاد کے کِثرت استعمال یا موسمی تغیرات سے کیڑے (بیکٹریا) پڑ جاتے ہیں۔ بعض میں بتایا گیا ہے کہ کیلے کے اندر اگر کالی لائن نما لکیر آ جائے تو اسے کھانا نہیں چاہیے۔ وہ دراصل بکٹیریا کا آغاز ہوتا ہے۔ بعض پھلوں یا سبزیوں میں یہ بیکٹیریا دکھائے جاتے ہیں۔

پھر شوگر سے بچاؤ کے، بلڈ پریشر، دل کی باریک شریانوں اور بڑی veins کو کھولنے کے لئے کثرت سے میسیجز گردش کرتے نظر آئے ہیں۔ اب تو ایسے چینلز کی بھی بھرمار ہے۔ جو ایسے clips تیار کرتے اور وائرل کرتے ہیں اور ہر clip سے قبل اس چینل کو subscribe کرنے کی ہدایت ملتی ہے۔ یہ سب کچھ wide share ہوتا ہے اس لئے کہ ہمارے خیر خواہ ہمیں مادی اور جسمانی صحت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو اچھی بات ہے۔ تاہم بیکٹریا سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کر اپنی جسمانی صحت کو بحال رکھیں۔ ہماری عمر دراز ہو اور ہم اپنی زندگی کے تمام امور خواہ مادی ہوں یا روحانی احسن طور پر ادا کر سکیں۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود

جوانی کی عبادات جب صحت جوبن پر ہوتی ہے بڑھاپے کی عبادات سے بہت بہتر ہیں۔ جوانی کے عمل خیر، بڑھاپے سے بہت بہتر ہیں۔ قویٰ مضبوط ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں بعض دفعہ دل چاہنے کے باوجود انسان بعض اوقات روزے نہیں رکھ سکتا، نوافل ادا نہیں کر سکتا، با جماعت نمازوں میں بھی سستی ہو جاتی ہے جبکہ جوانی میں انسان سب کام کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گئی جوانی آیا بڑھا پاتے جاگ پئیاں سب پیڑ اں ہن
کس کم دے محمد بخشا سونف، جوین، ہریڑاں

آج اس آرٹیکل میں مجھے اس مضمون کی تفصیل میں نہیں جانا بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ مادی صحت کو جن بیکٹیریا سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی جتنی توجہ مختلف clips میں دلائی جاتی ہے۔ اتنی توجہ اگر روحانی بیماریوں، آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے دیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے اور دین بھی۔ کیونکہ یہ بدیاں اور برائیاں جو اخلاقِ سیئہ کہلاتی ہیں ایک طرح کے کیڑے ہیں جو اندر ہی اندر ہمیں کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ہمیں دیمک کی طرح کھاتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا کیڑا جھوٹ کا کیڑا ہے۔ جو تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ ایک آدمی کو جو مختلف اخلاقی بیماریوں میں مبتلا تھا۔ جھوٹ ترک کرنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ اور جھوٹ چھوڑنے سے اس کی باقی بیماریاں جو کیڑے کی طرح اسے چمٹی ہوئی تھیں، جاتی رہی تھیں۔

اس کے علاوہ بد ظنی بھی ایک کیڑا ہے۔ غیبت بھی ایک کیڑے کی طرح ہے۔ قطع تعلقی، حسد، عیب جوئی، افواہ سازی، استہزاء، بخل، بُہتان اور خیانت بھی ایسے کیڑوں کی مانند ہیں جو ایک مومن کو اندر سے کھا کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ ان کو مارنے اور ان کو ختم کرنے کی کوششیں اسی

طرح کرنا ضروری ہیں جس طرح جسمانی صحت کی خاطر ہم مختلف ویڈیو کلپ دیکھ کر کوشش شروع کر دیتے ہیں۔

اب جب ہم ماہ رمضان سے گزر رہے ہیں تو اس سے متعلقہ جن نیکیوں کی نشان دہی قرآن واحادیث میں ملتی ہے اس کو اپنائیں اور ماہ رمضان میں جن برائیوں سے بچنے کی تلقین ہے اور یہ بیماریاں کیڑوں کی طرح چمٹی ہوئی ہیں ان کو تلف کریں تو اللہ کی رضا کے سامان ہو سکتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اپریل 2022ء)

﴾76﴿

رمضان کی نیکیوں کا سلسلہ سال بھر جاری رہے

ہم نے محسوس کیا ہے ایک انسان لذیذ اور مزے دار کھانے کی لذت اور اس کے سواد کو بسا اوقات کھانے کے بعد گھنٹوں محسوس کرتا رہتا ہے اور اکثر ایسے انسانوں کو لذیذ کھانے کے بعد جب کوئی اور ڈِش یا مشروب پیش کیا جائے تو وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ میں کھانے کی لذت کو اس مشروب یا ڈِش سے زائل نہیں کرنا چاہتا یا میں اپنا ذائقہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح ایک مومن رمضان میں روحانی خوراک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جب وہ آخری دنوں میں داخل ہوتا ہے تو بہت روتا ہے کہ یہ روحانی مائدہ اب ختم ہونے کو ہے اور ان آخری دنوں میں اس میں لذیذ کھانے سے وہ کچھ بچا کر رکھ لیتا ہے تا کہ آئندہ دنوں میں بھی مزا لے سکے۔ یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لذیذ کھانا جب قریب الاختتام ہوتا ہے تو مزہ دوبالا ہونے لگتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ اپنے ایک بھانجے کا واقعہ یوں سنایا تھا کہ اسے فرائی انڈہ بہت پسند تھا جب وہ ختم ہونے کو ہوتا تو وہ رونا شروع کر دیتا کہ اب یہ ختم ہو رہا ہے۔ یہی کیفیت رمضان المبارک کی ہے جس میں ایک مومن لذیذ سے لذیذ روحانی کھانے تیار کر کے نہ صرف خود فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ اپنے اللہ کے حضور پیش کرتا ہے تا آئندہ زندگی میں اس کے کام آسکیں۔ ایک مومن اتنی کثرت کے ساتھ رمضان میں روحانی کھانے تیار کرتا ہے کہ اس کو یہ تیاری جہاں سہل لگتی ہے وہاں رمضان کے بعد بھی اس جیسی روحانی ڈشیں تیار کرتا رہتا ہے تا سارا سال ہی ان روحانی کھانوں سے نہ صرف خود لطف اندوز ہو بلکہ اپنے عزیز و اقارب کو بھی اس سے فائدہ پہنچا سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اس طرف توجہ دلاتا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَة (در منثور جلد 1 صفحہ 341) کہ رمضان اگر سلامتی سے گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال سلامتی سے گزر گیا۔ اس میں دراصل یہی راز

ہے کہ رمضان نیکیوں کی وہ پختہ عادت ڈال جاتا ہے جس کے پیچھے انسان سارا سال گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

ایک مومن 30 دن روزانہ ہی گناہوں کی دُھلائی والی بھٹی سے گزر کر اپنے جسم کو صاف ستھرا اور پاک کر چکا ہوتا ہے۔ وہ خشوع و خضوع والی پنجوقتہ باجماعت نمازوں کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ فرشتوں کی پکار پر راتوں کو اٹھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی باتیں ماننے کی عادت اپنا چکا ہوتا ہے۔ اپنے معاصی اور گناہ معاف کروا چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان نیکیوں اور حسنات کو جاری رکھنے کے لئے عید الفطر کے اگلے روز سے 6 شوال کے روزے رکھے گئے ہیں اور اس کا یہ فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ کل 36 روزے سال بھر کے 360 دنوں کے روزوں کے ثواب کے برابر ہوں گے۔ اسی لئے رمضان میں اپنے سپرد ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔ آنحضورؐ نے فرمایا اَلْاَعمالُ بِخَوَاتِیْمِھَا کہ اعمال کا دارومدار انجام پر ہے۔ اس مضمون کو ایک انگریزی ضرب المثل میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

All is well that ends well

اس وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان جب اپنی زندگی کے اختتام کی طرف بڑھتا ہے تو اس میں تقویٰ بڑھ جاتا ہے۔ اللہ سے لگاؤ بڑھتا ہے۔ نمازوں کی طرف پہلے سے زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ نیکیاں بجالاتا ہے۔ تا اختتام درست ہو۔ پس انسان اس دنیا میں ایک مسافر کی مانند ہے اس کی گاڑی نجانے کس اسٹیشن پر رکے اور اسے نیچے اتار دیا جائے۔ اس لئے اسے ہر وقت اپنے آپ کو نیکیوں اور حسنات سے مزین کئے رکھنا چاہئے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک نیکیوں کا پُل تیار کرتے رہنا چاہئے۔ اور ذوق و شوق سے مسجد کی طرف عبادات کے لئے بڑھنا چاہئے تا خدا کا قرب حاصل رہے۔ اور نیکیوں کا زادِ راہ بڑھتا چلا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اپریل 2022ء)

﴾77﴿

آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے (الہام مسیح موعودؑ)

مامور زمانہ اور عاشق رسولؐ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مؤرخہ 14 اگست 1907ء کو الہام ہوا۔

''آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آگئے، عزت اور سلامتی''

(تذکرہ صفحہ 615 ایڈیشن پنجم قادیان)

یہ الہام اُس محبت کی عکاسی کرتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے آقا و مولا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تھی۔ اس زمانہ میں آنحضورؐ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سب سے بڑھ کر آپؐ سے ایسی محبت کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپؑ فرماتے تھے کہ

''مجھے جو کچھ ملا ہے وہ نبی کریمؐ کی سچی محبت اور کامل متابعت کے فیض سے ہی ملا ہے۔''

آپؑ، حضرت محمد ﷺ کے ایسے سچے عاشق تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو بذریعہ رؤیا ''ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ'' کی سند حاصل ہوئی۔

آپؑ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

پھر آپؑ اپنے مقام و مرتبہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

آنحضورؐ سے غیرت کے حوالہ سے تاریخ احمدیت نے یہ واقعہ بھی محفوظ کیا ہے۔

آپؑ کی غیرت آنحضرت ﷺ کے پاک اسوہ پر کسی حملہ کو برداشت نہ کر پاتی۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ حضور علیہ السلام فیروز پور سے قادیان آ رہے تھے۔ حضور علیہ السلام پلیٹ فارم کے قریب ہی نماز کی تیاری میں مصروف تھے کہ لیکھرام جو آپ کا سخت دشمن تھا اور آنحضرت ﷺ پر حملے کرتا تھا، آپ کی طرف بڑھا اور سلام کیا۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کیا مگر حضرت نے یونہی سر اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا شاید سنا نہیں۔ اس نے پھر (سلام) کیا۔ حضرت بدستور استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا! اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے۔ میرے ایمان

کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرت ﷺ پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔" (حیات طیبہ صفحہ 211)

آپؑ ایک اور موقع پر اس عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

جان و دِلم فدائے جمال محمد است خاکم

نثار کوچہ آل محمدؐ است

(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1884ء)

ترجمہ: میری جان اور دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک نبی اکرم ﷺ کی آل کے کوچہ پر قربان ہے

در رہِ عشق محمدؐ ایں سَر و جانم رَود

ایں تمنا ایں دعا ایں در دِلم عزم صمیم

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 63)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں۔ یہی میری تمنا ہے اور یہی دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

اس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 456)

جب کسی سے کوئی اتنی زیادہ محبت و عشق کا نہ صرف دعویدار ہو بلکہ وہ بے انتہا حقیقی محبت بھی رکھتا ہو تو محب، محبوب کے دربار سے فیض حاصل کرنے کے لئے چل کر جایا ہی کرتا ہے مگر جب محبت اپنی انتہا کو پہنچ جائے کہ محب، محبوب کے دل میں گھر جائے تو پھر محبوب، محب کے گھر بنفسِ نفیس آکر محب کی محبت کو acknowledge کرتا اور اس کے حوصلے بڑھاتا ہے۔ یہی کیفیت اس الہام میں نظر آتی ہے کہ دنیا کی سب سے مبارک اور پیاری ہستی سیدنا حضرت اقدس محمد

مصطفیٰ ﷺ، اپنے محب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے گھر چل کر آ گئے۔ جس کی اطلاع خود خدائے تبارک و تعالیٰ نے الہاماً دی۔

اب اس الہام کے الفاظ پر غور کریں تو ”گھر“ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ یہاں اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ میں اَلدَّار کی طرح مادی اور روحانی دونوں ”گھر“ مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اور جس گھر میں سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آجائیں اس سے بڑھ کر اور کیا برکت ہو سکتی ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ جس گھر میں کوئی ”بزرگ‘ پیر آجائے تو اس گھر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اس بزرگ کی خوبیوں اور اخلاق کو اپنانا ہوتا ہے۔ اس کی تصویر اپنے اندر اتارنی ہوتی ہے۔ ہمارے احمدی گھرانوں میں ہر جمعۃ المبارک کو خلیفہ رسول ایم ٹی اے کے ذریعہ نزول کر کے دینی امور کی یاد دہانی کرواتے ہیں۔ تو ہم اس وقت کو اپنے لئے بہت بابرکت گھڑیاں قرار دیتے ہیں۔ حضرت صاحب کی باتوں کو سنتے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے نہ صرف عہد و پیمان باندھتے ہیں بلکہ حضور کی چال ڈھال، طرزِ زندگی اور تلاوت کے طریق کو بھی اپناتے ہیں۔ میں اس سے قبل بھی اپنے سے بیتا ایک واقعہ کئی بار کوٹ کر چکا ہوں کہ لاہور میں قیام کے دوران مَیں نے ایک نو مبائع کو جس کے اندر خلیفۃ المسیح کی محبت رچ بس گئی تھی جمعہ کے روز ایک جماعتی کام کرنے کو کہا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ ”حضور کے خطبہ جمعہ کے بعد کر دوں گا کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب میرے خلیفہ میرے گھر میں بطور مہمان رونق افروز ہوں گے۔ میں نے ان کی مہمان نوازی کرنی ہے جس کے لئے مجھے گھر میں رہنا ضروری ہے۔“

یہی کیفیت جمعہ کے روز قریباً ہر احمدی کی ہوتی ہے۔ اور جب خلیفۃ اللہ حضرت محمدؐ ہمارے گھر آئیں تو ہمیں ان تمام تعلیمات کو اپنا کر اپنے آپ کو حضرت محمدؐ کی تصویر بنانا ہے کہ ہمارے متعلق بھی فرشتے ”کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ“ کی سند کا اعلان کر سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی کتب کا مطالعہ کر جائیں آپ کو یہ بات عام ملے گی کہ آپؓ اپنی نوجوان نسل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اپنانے کے لئے عمومی طور پر ''چھوٹا محمدؐ'' بننے یا اپنے اندر حضرت محمدؐ کو اتارنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ یہی وہ مضمون ہے جو زیر نظر اس الہام میں درج ہے کہ

''آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آگئے، عزت اور سلامتی''

اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا و مرشد آنحضرت محمد ﷺ سے محبت کا اظہار بھی پنہاں ہے۔ الہام میں صرف ''آئے'' کے الفاظ نہیں بلکہ الفاظ ''آگئے'' میں اس محبت میں خوشی کے اظہار کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود کو اپنے آقا و مولی سے تھی۔ جس طرح ایک بچہ اپنے سے بہت پیار کرنے والے کی آمد پر خوشی کے اظہار میں کہہ اٹھتا ہے کہ وہ آگئے۔

آنحضور ﷺ کے حضرت مسیح موعودؑ کے مادی گھر اور روحانی گھروں میں آمد کی صورت میں نتیجہ کیا درج ہے ''عزت اور سلامتی''

اور آج اس نتیجہ کا عملی اظہار ہم اپنے گھروں میں صبح شام دیکھتے ہیں کہ جن احمدیوں نے اس الہام کے مطابق اپنے گھروں میں آنحضور ﷺ کی تعلیمات کو حرز جان بنایا، اسلام احمدیت کو ہوا دی۔ قرآن کریم کو زندہ رکھا۔ نمازوں کے ذریعہ، نوافل کے ذریعہ، نرم زبان سے، اپنے نیک اعمال سے۔ انہوں نے اپنے پیارے رسول حضرت محمدؐ کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور وہ لوگ باعزت ٹھہرے اور انہی کے گھروں میں امن و سلامتی ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا پیغام بھی پیغامِ محبت ہے۔ آپؐ کا دین بھی دینِ محبت ہے۔ جس کا نام اسلام یعنی سلامتی والا اور اسلام پر ایمان لانے والا مسلم اور مومن کہلاتا ہے۔ جس کے معانی ہیں، سلامتی والا، امن والا اور امن دینے والا۔

اب جبکہ ہم رمضان المبارک کے آخری مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اپنی نمازوں کو زندہ کریں، راتوں کو نوافل سے زندہ کریں، تسبیح و تحمید سے اپنے آنگن کو معطر کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں روزے رکھ کر رمضان کو اپنے اندر اتاریں۔ اور یوں اس الہام کے مطابق ہمارے گھروں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول ہو گا۔ جس سے گھر کا چپہ چپہ بابرکت ہو گا اور ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف گامزن رکھے گا۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 اپریل 2022ء)

۞۞۞۞

﴿78﴾

مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا

ابتدائے دنیا سے انسان خوشبو کو پسند کرتا آیا ہے اور ایسے ماحول کی تلاش میں رہتا ہے کہ جہاں وہ بیٹھ کر یا کچھ وقت گزار کر اپنی طبیعت کو ترو تازہ کرے۔

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ حق نے بدبودار چیزیں استعمال کر کے یا جسم کو گندا رکھ کے مساجد اور مجلسوں میں آنے سے منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کے لئے بھی اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اچھی خوشبو دماغ کو ترو تازہ رکھتی ہے۔

زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ خوشبودار پھولوں کے عرق اور Extract تیار ہونے لگے جن کو عطر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور لوگ اس کو اپنے کپڑوں پر لگانے لگے۔ پھر آہستہ آہستہ الکحل کی آمیزش سے سپرے والے پرفیوم آگئے۔ عطر سازی وغیرہ آہستہ آہستہ ایک علم اور صنعت کی صورت اختیار کر گئی حتیٰ کہ جسم یا کپڑوں پر عطر لگانے کے طریق بھی پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں بیان ہونے لگے۔ جیسے کہا گیا کہ جسم پر عطر نرم جگہ تلاش کر کے لگانا چاہئے بعض کان کے پچھلے حصہ پر لگا کر، بعض گردن کے اگلے حصہ کے گڑھے میں لگا کر، بعض ناف پر لگا کر Rub کرنے کو کہتے ہیں۔ حتی کہ بعض لوگ کلائیوں کے اندر والے حصہ پر لگا کر Rub کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ اگر جسم کے نرم حصہ پر لگا کر عطر کو ملا جائے تو خوشبو اندر تک جذب ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ بھینی بھینی خوشبو کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ ایک نئی تحقیق کے

مطابق اپنی کلائیوں پر تھوڑی سی ویزلین پٹرولیم جیلی لگا کر پرفیوم لگائیں تو اس کی بھینی بھینی خوشبو سے نہ صرف آپ خود محظوظ ہوں گے بلکہ ماحول معطر رہے گا۔

جہاں تک کپڑوں پر خوشبو لگانے کا تعلق ہے تو اس حوالہ سے بھی طریقے اور آداب درج ہیں۔ کہتے ہیں صرف ان کپڑوں پر عطر لگائیں جو روزانہ بدل لئے جاتے ہیں۔ یا اگر دوسرے دن بھی وہی کپڑے پہننے پڑ جائیں تو ایک روز قبل کا لگایا ہوا عطر ہی استعمال کریں۔ دوسری خوشبو لگانے سے بدبو کا احساس ہو گا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ کوٹ، اچکن، ویسٹ کوٹ، برقعہ یا ایسے Uppers جن کا استعمال Seasonally ہوتا ہے ان پر خوشبو استعمال نہ کی جائے۔ کیونکہ انسان بھول جاتا ہے کہ کل یا کچھ دن قبل میں نے کون سی خوشبو لگائی تھی۔ Upper پر مختلف قسم کی خوشبوئیں لگنے سے ایک ایسی خوشبو بن جاتی ہے جو عرف عام میں پسند نہیں کی جاتی۔ پھر دنیا کے بعض علاقوں میں عطر لگانے یا پرفیوم چھڑکنے کے حوالہ سے یہ بھی گمان ہے کہ جی بھر کر چھڑکاؤ کرو۔ حالانکہ یہ غلط تصور ہے۔ سپرے کا ایک دو دفعہ چھڑکاؤ ہی کافی ہوتا ہے اور وہی اچھی خوشبو مہیا کرتا ہے۔

مادی عطر اور خوشبو کے علاوہ مذہبی جماعتوں میں ایک روحانی عطر یا پرفیوم بھی متعارف ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے ”نیک اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے۔ جن میں ایک کستوری یعنی خوشبو اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا۔ کستوری والا شخص تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خوشبو خریدے گا ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا“۔ (مسلم کتاب البر والصلہ) حضرت مولانا کرم الٰہی مبلغ، سپین میں مادی خوشبو فروخت کرتے اور ساتھ ہی خریداروں کو آگاہ بھی فرماتے کہ میرے پاس دینی خوشبو بھی ہے جو آپ کو ہمیشہ معطر رکھے گی۔

خوشبوئیں جن سے معطر ہونے کی ضرورت ہے

کہتے ہیں گلاب کے پھول کی پتیاں جہاں گرتی رہتی ہیں وہاں کی مٹی بھی خوشبودار ہو جاتی ہے۔ اگر ہم دین محمد ﷺ کی تعلیمات کو دیکھیں تو سب سے پہلی اور سب سے اچھی خوشبو تو قرآن

کریم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا فرمائی ہے۔ دوسرے نمبر پر ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات و فرمودات ہیں جو احادیث کی شکل میں بطور خوشبو موجود ہیں۔ تیسرے نمبر پر ہمارے پیارے رسولؐ کی سیرت ہے جس کی تشریح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ کہ آنحضورؐ کے اخلاق، اطوار و عادات عین قرآن کے مطابق ہیں۔ چوتھے نمبر پر ہم آج کے مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریحات اور عمل کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے حکم و عدل کے طور پر قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی تعلیمات کی تشریح نہ صرف عین اسلامی تعلیمات کے مطابق کی بلکہ اپنے عملی نمونہ سے ثابت کیا کہ آپ کا کوئی فعل سنت رسولؐ کے مخالف نہیں۔ پانچویں نمبر پر جہاں سے ہمیں خوشبو میسر آتی ہے وہ خلافت کا پلیٹ فارم ہے۔ جماعت احمدیہ کا قریباً 114 سالوں سے یہ روحانی باغ خوشبوئیں بکھیر رہا ہے۔ آج ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو خطبہ کے ذریعہ دین محمد ﷺ کی حسین تعلیمات کی خوشبو بکھیرتے اور ہم اس خوشبو سے نہ صرف حظ اٹھاتے بلکہ اپنے اندر اسے جذب کر کے سارا ہفتہ ہی محظوظ ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں قیام نماز، تلاوت قرآن اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر کوئی مختلف خوشبودار پھولوں کے گلدستہ کی صورت اختیار کرتا ہے جس سے ماحول معطر ہوتا ہے اور ہر طرف سے یہی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کے حقیقی تابع اور وارث یہی لوگ ہیں۔ آج ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنے پیارے امام کی ہر نصیحت کو حرز جان بنائے اور تعلیمات کی خوشبو اپنے اندر جذب کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔

الفضل آن لائن ایک خوشبو

چھٹے نمبر پر جماعت کے اخبار اور میگزینز ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے آپ کو معطر کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان میں سے ایک روزنامہ الفضل آن لائن ہے جو لندن وقت کے مطابق

ماسوائے اتوار کے روزانہ رات 12 بجے لانچ ہوتا ہے جسے www.alfazlonline.org پر دیکھا اور پڑھا جاسکتا ہے۔

رمضان ایک خوشبو

آج ماہ رمضان بھی ہمارے آنگن میں اسلامی اور روحانی خوشبوئیں بکھیرنے آیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ان مبارک گھڑیوں کی خوشبوؤں سے اپنے آپ کو نہ صرف معطر کریں بلکہ اپنے حسین اعمال سے اپنے ماحول میں بسنے والے عزیزواقارب کو بھی خوشبودار کریں اور ہر احمدی گھرانہ میں نمازیں ادا ہو رہی ہوں، نوافل کی رونقیں لگی ہوں۔ نیکیوں کے بازار گرم ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں ہر گھر سے بلند ہو رہی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کے وعظ و نصیحت پر مشتمل خطبات کو سنیں اور ان میں بیان نصائح کو حرز جان بنائیں اور نیکیوں و حسنات کی ایسی خوشبوئیں بکھیریں کہ ہمارے گھروں میں اللہ کا نزول ہو اور سب سے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی ہماری بابرکت محفلوں کو ہمسائیگی نصیب ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اپریل 2022ء)

﴾79﴿

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

زبان اور اس سے تعلق رکھنے والی تعلیمات پر خاکسار کے بہت سے آرٹیکلز روز نامہ الفضل آن لائن اور روزنامہ ”گلدستہ علم و ادب“ آن لائن میں شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس ہفتے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 زیر مطالعہ رہی۔ ایک ارشاد جو میری نظروں سے گزرا وہ یہ ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

مندرجہ بالا ارشاد میں لفظ ڈیوڑھی غور طلب ہے۔ اس کے بارے میں خاکسار کچھ عرض کرتا ہے۔ پرانے وقتوں میں گھروں کی تعمیر میں صدر دروازہ کے ساتھ ایک passage (راستہ) رکھا جاتا تھا جو ڈیوڑھی کہلاتا تھا۔ جس سے گزر کر گھر میں رہنے والے یا مہمان اندر داخل ہوا کرتے تھے۔ اور گھر کی خواتین اپنے گھروں اور صحن کی صفائی کے ساتھ ساتھ ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ گیٹ یا دروازہ بھی صاف کیا کرتی تھیں بلکہ بعض خواتین گھروں کی صفائی ستھرائی کا آغاز ہی ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ حصوں سے کرتی تھیں۔ صفائی کرنے والے کپڑے کو گیلا کر کے پوچا مارتیں یا صافی لگاتی تھیں تا کہ گلیوں اور سڑکوں سے گزرنے والے لوگوں پر گھر کا اچھا اثر پڑے اور آنے والے مہمانوں پر خوش آئند اثرات مرتب ہوں۔

خاکسار کی اس تمہیدی وضاحت کے تناظر میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا وجود ایک مکان کی طرح ہے جس کا دروازہ یا ڈیوڑھی منہ اور زبان ہے۔ جس کی صفائی ستھرائی گھر کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ضروری ہے جس طرح عام مکانوں اور ڈیوڑھیوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ اور جس طرح مہمان گھروں میں ڈیوڑھیوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں جن میں کپڑے کا پوچا لگا ہوا ہو تو وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک مومن کے وجود کے اندر اس کی ڈیوڑھی یعنی منہ اور زبان کے ذریعہ حلول کرتا ہے۔ جو پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

قرآن میں غلط زبان کے استعمال کی ممانعت

آئیں! سب سے پہلے اللہ کی پاک کتاب ”القرآن الکریم“ سے اس حوالہ سے رہنمائی لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 11 میں ایک مومن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عزّت کے طلبگار یاد رکھیں کہ عزّت، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری نیک اور پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں عمل منتج ہوتے ہیں وہ عمل اُس انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یوں ہیں۔

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر :11)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے آواز کو دھیما رکھنا (لقمان :20)، لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ:84)، اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنہ:13) قول زور (جھوٹ) سے بچنا (الصف:3-4)، بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)، بہتان تراشی سے پرہیز (النساء:113)، لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات :12)، غیبت کرنے کی ممانعت

(الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف قرآن توجہ دلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

احادیث میں زبان کے استعمال کی تعلیم

آیئے! احادیث کے وسیع و عریض باغیچہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دو منہ والے انسان کو آنحضور ﷺ نے بدترین انسان قرار دیا جو ایک بات کسی سے کہے اور دوسروں کے پاس جا کر اور بات کرے۔ (مسلم کتاب البرو الصلہ)

- پھر ایک موقع پر فرمایا کہ طعنہ زنی کرنے والا، دوسرے پر لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا اور یاوہ گو زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 817)
- ایک دفعہ آپؐ سے کسی نے نجات کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اَمْسِکْ لِسَانَکَ کہ اپنی زبان روک رکھو۔ (ترمذی باب حفظ اللّسان)
- ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنی زبان کو اشارہ کر کے یا اُسے پکڑ کر سوال کرنے والے کو سمجھایا کہ اسے روک کر رکھو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں زبان کی حفاظت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

- ”حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)
- پھر فرمایا ”تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)
- پھر فرمایا ”خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنٰی، بے ہودہ، بے موقع، غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 381)

- پھر نہایت حکیمانہ اور پیارے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو زبان کے درست استعمال کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

”یادرکھو ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے جس طرح دواؤں کے نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ہے اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہو جاتے ہیں۔ بہت باتیں سُن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔“ (ملفوظات 119-120 ایڈیشن 1984ء)

- اسی مضمون کو ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا کہ

”جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلْـهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل :126) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

تیز زبان کو چھری سے بھی مناسبت دی جاتی ہے جو اگر مناسب طرز پر استعمال نہ کی جائے تو رشتہ داروں اور خونی عزیزوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ دیکھو! عورت اور مرد کا آپس میں نکاح ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 16)

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑنے کا محاورہ تو ہم نے سن رکھا ہے۔ ہمارے معاشرے اور خاندانوں میں بھی ہم اس محاورہ کا اطلاق ہوتا دیکھتے ہیں۔ اگر کسی خاندان میں کوئی کرخت موجود ہو، اس کو اپنی زبان پر قابو نہ ہو اور وہ اناپ شناپ بکتا ہو تو ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ یہ کرخت اور سخت زبان پھر آگے بچوں میں بھی چلتی ہے اِلَّامَا شَآءَ اللہُ۔ ورنہ اولاد بھی جھگڑالو ہوتی ہے۔ اور جس گھر کے بڑے، اسلامی آداب سے مرصع ہوں۔ نرمی، خوش خلقی سے بات کرتے ہوں تو اس نیکی کا اثر آگے فیملی ممبرز میں جاری رہتا ہے۔ اور وہ گھرانہ بااخلاق ہوتا ہے۔

اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا ہی اچھے انداز میں یوں بیان کیا ہے

سات نسلوں کا تعارف ہے لہجہ
جب کوئی بولے تو نام و نسب کھلتا ہے

شاعر نے اس شعر میں کہا ہے کہ انسان کے لہجہ سے اس کا اور اس کی فیملی کا نہ صرف تعارف ہوتا ہے بلکہ انسان کے طرز کلام سے اس کے خاندان کا نام و نسب بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان کی طرح ہے اور اس خاندان کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کا اندازِ کلام نہایت دھیما، شفقت سے بھرا اور پُرکشش ہے ان کے منہ سے موتی بکھرتے ہیں اور ہر انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روحانی خاندان کے سربراہ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنائیں اور ہمارے مونہوں سے بھی موتی جھڑیں جب ہم بات کریں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

جھوٹ کا رمضان سے کوئی تعلق نہیں

''زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے'' کے مضمون کو آج رمضان کے موسم میں رمضان کے ساتھ نہ جوڑا جائے تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اس ڈیوڑھی کے ذریعہ ایک مومن کھانا کھا کر

سحر و افطار کرتا ہے اور اسے یہ تاکید کی جاتی ہے کہ ان مبارک ایّام میں حلال چیزیں بھی کچھ وقت کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔ حرام تو حرام ہی ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ االزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعْ طَعْمَہٗ وَشَرَابَہٗ۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

اس ارشاد نبویؐ کا ترجمہ یہ ہے کہ جو جھوٹی بات اور جھوٹے عمل کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ روزہ رکھ کر اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ اللہ کی نظر میں ایسے روزوں کی کوئی وقعت نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے فرمایا تھا کہ

”سب سے مہلک بیماری جھوٹ ہے۔ یہ ایسی بدی ہے جو سب نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ ایسا تیزاب ہے جو سونے کو بھی گلا دیتا ہے۔ اس سے بچیں اور اپنے گھروں کو سچائی کی آماجگاہ بنا دیں۔“

پھر اسی کی تفصیل میں فرمایا کہ رمضان میں جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور دعائیں کریں۔ چھوٹے بڑے دعائیں کریں کہ اللہ ہمیں جھوٹ کی لعنت سے بچائے۔ بعض احمدی نیکیاں اختیار کرتے ہیں عام زندگی میں جھوٹ بھی نہیں بولتے۔ لیکن جب کبھی ایسا موقع آجائے گواہی دینی ہو، اسائلم لینا ہو تو فوراً جھوٹ بول دیتے ہیں۔ انشورنس کا ناجائز استعمال ہوتا ہے۔ حکومت بھی دے رہی ہے اور آپ اپنا کام بھی کر رہے ہیں اور جب پکڑے جائیں تو جھوٹ بول دیتے ہیں۔“

(الفضل 26 فروری 1994ء)

ان اہم امور کی طرف ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی بارہا توجہ دلا چکے ہیں اور سچائی کے ساتھ اپنے اسائلم کیس لڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اسی طرح روزہ میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے کیونکہ جھگڑے کے دوران بھی زبان کا غلط استعمال ہو جاتا ہے۔ اسی پر فرمایا کہ تم جواباً کہو ''اِنِّیْ صَآئِمٌ'' کہ میں روزے سے ہوں۔

پس آئیں! اس رمضان کو سچائی کا رمضان بنا دیں اور اپنے گھروں اور وجود سے جھوٹ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اپریل 2022ء)

﴾80﴿

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گزشتہ دنوں مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ سے فون پر گفتگو ہو رہی تھی۔ مکرم مولانا موصوف نے ایک شعر کا یہ مصرع دوران گفتگو پڑھا۔

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گو مولانا موصوف نے اس مصرع کا اطلاق کسی اور حوالہ سے کیا تھا۔ مگر خاکسار کے کانوں میں یہ مصرع داخل ہوتے ہی رمضان کے حوالہ سے ایک مضمون ابھرنا شروع ہوا اور وہ نماز تہجد کے حوالہ سے ہے۔ مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل مکمل شعر پر حاوی ہونا ضروری ہے کیونکہ پہلے مصرع کا تعلق بھی میرے اس مضمون کے ساتھ بنتا ہے جو میں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے بیان کرنے جا رہا ہوں۔ مکمل شعر یوں ہے جو جناب ارشد شہزاد کا ہے۔

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

خاکسار کے ہمعصر یا زیادہ عمر والے احباب و خواتین اچھی طرح جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں جب سفر کے ذرائع بہت محدود اور نہ ہونے کے برابر تھے، سفر صبح سویرے شروع ہوتے تھے اور وہ ساری رات سفر کی تیاریوں میں گزار دیتے تھے۔ جامعہ احمدیہ میں ہمارے پیدل سفر کا آغاز بھی نماز فجر سے قبل ہوا تھا۔ ہم نے تینوں دن نماز فجر راستے میں دوران پیدل سفر ادا کی تھی۔ کیونکہ دور جانا ہوتا تھا اس لئے سرگی کے وقت سفر کا آغاز کرتے تھے۔ آج کے جدید دور میں بھی لمبا سفر کرنے والے صبح صبح اپنا سفر شروع کرتے ہیں۔

انسان بھی ایک مسافر ہے۔ اس کی زندگی ایک سفر ہے اور انسان کی منزل مقصود بھی دُور ہے۔ اس لئے اپنی زندگی کے سفر کو کامیاب بنانے کے لئے راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دُور ہوتا ہے

جہاں تک ماہ رمضان میں رات کے نوافل کا تعلق ہے ایک مومن کو سحری سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیدار ہو کر آٹھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں نماز تہجد میں کمزوری دکھلانے والوں کے لئے نماز عشاء کے بعد باجماعت نماز تراویح کو رواج دیا جس میں حافظ قرآن یا قاری ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت سناتا ہے۔ اس نماز تراویح کے باوجود ایک مومن کو صبح کے نوافل ترک نہیں کرنے چاہئیں۔ خواہ دو نفل ہی ادا کرے۔ یہ وقت قربِ الٰہی کا وقت ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ بھی نچلے آسمان پر آچکا ہوتا ہے اور اس کے فرشتے سطح زمین پر آکر صدائیں بلند کر رہے ہوتے ہیں کہ ہے کوئی اللہ سے اپنے گناہ بخشوانے والا؟ مانگے اسے دیا جائے گا بلکہ ابن ماجہ کی راویت کے مطابق اللہ تعالیٰ خود زمین پر آکر مومنوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو المزمّل کے لقب سے پکار کر ہدایت فرمائی کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کیا کر وہ نصف رات کے برابر ہو یا نصف سے کم کیونکہ رات کا اٹھنا نفس کو پاؤں تلے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور رات کو جاگنے والوں کو سچ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ (المزمل:1-8)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، احادیث میں یہ درج ہے کہ آپؐ نے اپنی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہؤا تھا۔ ایک عوام الناس، دوسرا اہل خانہ اور تیسرا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اور لمبا عرصہ کھڑے ہو کر آپ نوافل ادا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام میں نماز تہجد ادا کرنے والوں کو بلند ترین مقام "مقام محمود" عطا کرنے کی نوید سنا رکھی ہے۔ (بنی اسرائیل:80) اور مومنوں کی سیرت اور طریق کار بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (السجدۃ :17)

اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں۔

سورۃ الذاریات میں درج ہے کہ صحابہ کم ہی سویا کرتے تھے اور سورۃ الفرقان کی آیت 65 میں عبادالرحمٰن کی علامات میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدہ کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں۔

جہاں تک رمضان میں راتوں کو بیدار ہونے کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیمانًا واحتسابًا غفرلهٗ ماتقدّم من ذنبهٖ وماتأخر

(بخاری کتاب الایمان)

فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں رمضان کی راتوں کو قیام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

پس رمضان میں ہماری راتیں بیدار ہوں۔ ہر طرف سے رات کے تیسرے پہر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں اور ہم ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جن کو خدا آسمان سے اُتر کر مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو کہ کون ہے جو مجھے پکارے تا کہ میں اس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اسے عنایت کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔ (بخاری کتاب التوحید)

کیونکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ

اِنَّ اللّٰه افترضَ عَلَيْكُمْ صَوْمَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ (نسائی)

کہ اللہ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے ہیں اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے۔ اور سنت رسول پر عمل ہر مومن کا فرض ہے۔

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربار عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات

(کلام چوہدری محمد علی مضطر۔ مرحوم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2022ء)

﴿81﴾

صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا۔ بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیر لب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب ہو گا۔

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2022ء)

﴿82﴾

جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال

ویسے تو رمضان کے مبارک و مقدس مہینے کے تمام دن بالخصوص تمام جمعے ہی مبارک ہیں مگر آخری جمعۃ المبارک کو بہت اہمیت دے دی گئی ہے۔ اس آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ جس میں رمضان کے رخصت ہونے کا پیغام پنہاں ہے۔ یہ جمعہ مسلمانوں میں روایتی طور پر ایک یادگار جمعہ بن گیا ہے۔ اس روز مساجد ضرورت سے زیادہ آباد ہوتی ہیں۔ نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک غلط تصوّر مسلمانوں میں پیدا ہوتا جارہا ہے کہ یہ دن بخشش اور مغفرت کا دن ہے جو شخص اس روز جمعہ پر حاضر ہو جائے گا خواہ اس نے سارا سال مسجد کا منہ تک نہ دیکھا ہو بخشا جائے گا۔ اسی لئے وہ مسجد میں جو عام دنوں میں نمازیوں کے مقابل پر بہت بڑی دکھائی دیتی ہیں آج چھوٹی پڑ جاتی ہیں۔ بلکہ ملحقہ سڑکوں اور گلی بازاروں میں بھی نمازی نظر آتے ہیں۔ اب تو یہاں یورپ میں بھی سڑکوں پر مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھا جاسکتا ہے اور سارا سال مسجد کا منہ تک نہ دیکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس دن یا لیلۃ القدر کی عبادت، پہاڑ جیسے بلند گناہوں کے ڈھیر کو بھی بخشوانے کے لئے کافی ہے۔ یہ بات اسلامی عبادات کے فلسفہ کے منافی ہے پاکستان میں میری ایک غیر از جماعت گزٹیڈ افسر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے فخریہ طور پر بتلایا کہ میں سارے سال میں صرف جمعۃ الوداع پر حاضر ہوتا ہوں۔ نماز عید پر بھی نہیں جاتا۔ یہ ذاتی concept اور یہ تصور غلط ہے یہ اسلامی تصوّر نہیں۔

عبادت کو ایک تسلسل کا نام ہے جس میں استقامت اور مشقت ضروری ہے۔ ماں ایک مسلسل تکلیف دہ مرحلے سے گزر کر بچہ جنتی ہے۔ جس پر وہ خوش ہوتی ہے جو اس کا حق بھی ہے۔ بعینہ رمضان کی مشقت میں اپنے آپ کو ڈال کر جمعۃ الوداع یا عید منانے کا حق بھی انہی کو ہے۔ جو

پورے آداب اور مکمل شرائط کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں۔

ماں کو بچے سے پیار بھی اسی درد اور تکلیف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو اس نے جنتے وقت برداشت کی ہوتی ہے ورنہ بچے کی دعویدار غیر عورت تو بچے کو آدھا آدھا کروانے سے بھی نہیں ہچکچاتی۔ اسی لئے حقیقی ماں کی طرح رمضان سے پیار کرنے والے لوگوں کے لئے یہ الوداع کا جمعہ، الوداع کا جمعہ نہیں رہتا۔ نیکیوں کے استقبال کا جمعہ بن جاتا ہے۔ ہاں یہ الوداع کا جمعہ بھی ہوتا ہے مگر بدیوں کو الوداع کرنے کا جمعہ۔ اپنے گناہ آلودہ جسم سے بدیوں کو الگ کرنے کا جمعہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ ایک دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کر دے جتنا مشرق و مغرب کا ہے۔ اور میرے گناہ اس طرح پاک وصاف کر دے جس طرح سفید کپڑا دھل کر گندگی سے صاف ہو جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اس کے بالمقابل ایک مومن نیکیوں کے استقبال کے لئے منتظر رہتا ہے۔ وہ جمعہ کو مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ جی آیاں نوں۔ میری زندگی میں یہ مبارک جمعہ آیا ہے آئندہ بھی اس مبارک دن کی عبادت سے دُور نہیں رہوں گا۔ وہ نماز کو ''جی آیاں نوں'' کہہ رہا ہوتا ہے۔ وہ قرآن کریم کا '' اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَباً '' کہہ کر استقبال کر رہا ہوتا ہے وہ ہر نیکی کو ''خوش آمدید'' کہتا ہے۔

اگر کوئی ایک ماہ رمضان، انسان کی گود کو کسی ایک نیکی سے ہری کر گیا ہے یا کسی بدی سے نفرت پیدا کر گیا ہے تو سمجھیں اُس کا ماہ رمضان کامیاب گزرا ہے۔ اُس نے ماہ رمضان سے کما حقہ' فائدہ اٹھایا ہے۔ میں ذاتی طور پر کئی دوستوں کو جانتا ہوں جو ایک ماہ رمضان میں بدی چھوڑنے کا عہد کرتے ہیں یا کسی ایک نیکی کو اپنانے کا عہد باندھتے ہیں اور پھر سارا سال اس پر کاربند رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر آنحضورؐ کا یہ ارشاد پورا اترتا ہے۔

اِذَا سَلِمَ الرمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَۃُ کہ اگر ماہ رمضان سلامتی سے گزر گیا تو سمجھ لو سارا سال خیریت سے گزر گیا۔ اس مضمون کو مزید سمجھنے کے لئے لفظ "الوداع" پر غور ضروری ہے۔ لفظ الوداع اپنی ذات میں افسردگی کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر خوشی کا پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے۔ جیسے بچیوں کو رخصت کرتے وقت ماحول افسردہ ہو جاتا ہے۔ بچیوں کا یہ الوداع اُس وقت خوشی کا پیغام بن جاتا ہے جب وہ اپنے اپنے گھروں میں ہنسی خوشی زندگی بسر کرتی ہیں اور اولاد کے ذریعہ خاندانوں میں اضافہ کا موجب بنتی ہیں۔

ماں باپ اپنے بچوں کو یا بیویاں اپنے خاوندوں کو کمائی کی خاطر یا اعلیٰ تعلیم دلوانے کی خاطر اپنے سے الگ کرتے ہیں اور بیرون ملک بھجوانے کے لئے الوداع کرتے ہیں تو یہ ماحول بھی افسردہ ماحول ہوتا ہے مگر جب وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے گھر آتے ہیں کوئی ڈاکٹر بن کر آتا ہے کوئی انجنیئر بن کر آتا ہے یا کمائی کی خاطر گئے ہوئے لوگ جب گھر کی ضروریات کے لئے رقم بھجوانا شروع کر دیتے ہیں اور گھر میں تنگی کا ہاتھ ذرا آسان ہو جاتا ہے تو پھر افسردگی دور ہوتی ہے اور یہی افسردگی خوشی میں بدل جاتی ہے۔

بعینہ رمضان کا یہ آخری جمعہ مومنوں کے لئے افسردگی کا ماحول پیدا کر دیتا ہے۔ یہ رحمتوں، فضلوں کے دن آئے تھے۔ ہم نے تو ابھی اپنے کھیسے اور کشکول بھی نہیں بھرے اور یہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ ایک فکر لاحق ہوتی ہے۔ ایک پریشانی بڑھتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ بخشش کے سامان پیدا فرماتا ہے، انعامات سے نوازتا ہے تو پھر یہی افسردگی خوشی میں بدل جاتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بیٹی کی رخصتی یا بیٹے و خاوند کو رخصت کر کے گھر میں باقی ماندہ افراد کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ بعینہ رمضان کی رخصتی کے بعد مومنوں کی ذمہ داری میں اضافہ ہونا چاہئے۔

اس مضمون میں ایک اور نصیحت بھی پنہاں ہے اور وہ یہ کہ الوداع ہونے والے الوداع ہوتے وقت اپنے عزیز و اقارب کو نصیحت کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً خاوند جب کمائی کے لئے جا رہا ہوتا ہے تو اپنے بیوی بچوں کو نصیحت کرتا ہے اور وہ اس کی نصیحت کی لاج بھی رکھتے ہیں بعینہ رمضان کا

الوداع ہونے والا یہ جمعہ ہم سب کو یہ نصیحت کر رہا ہوتا ہے کہ اے مومنو! تم نے اپنی بساط کے مطابق خدا کی رحمت کو جذب کیا ہے۔ آج تم اپنے گھروں کو خالی کر آئے ہو اور مسجدوں کو بھر دیا ہے۔ دیکھنا اور ہوشیار رہنا اس کے رخصت ہو جانے سے تم بھی مساجد سے رخصت نہ ہو جانا۔ نیکیوں سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ بلکہ رحمت کے اس سرے کو اگلے رمضان کی رحمت کے سرے سے باندھ دینا تا یہ تسلسل جاری رہے۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ سردیوں کے روزے ایسا مال غنیمت ہے جو بغیر جنگ اور مشقت کے حاصل ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی) بہت ہی احسن رنگ میں آقا و مولی حضرت محمد ﷺ نے مضمون کو سمجھایا ہے۔ روزے خواہ گرمیوں کے ہوں یا سردیوں کے۔ انہیں مال غنیمت قرار دیا ہے۔ گرمیوں میں یہ مال غنیمت محنت و مشقت اور ایک تکلیف کے دور سے گزر کر حاصل ہوتا ہے جبکہ سردیوں میں یہ بغیر جنگ کے حاصل ہو جاتا ہے۔

مال غنیمت کیا ہے۔ وہ ایک زاد راہ ہے جو مستقبل کے کام آتا ہے۔ رمضان کی برکات، اللہ تعالیٰ کے افضال، اس کی رحمتیں، اس کی بخشش، اس کے انعامات خدا تعالیٰ کی طرف سے مال غنیمت ہے۔ اگر اس رمضان میں مال غنیمت حاصل کیا ہے اور جمعۃ الوداع سے اپنی جھولی جھاڑ کر اُٹھے ہیں تو یہ پھر مال غنیمت نہیں ہے۔ مال تو وہ ہے جو مستقبل کے کام آئے۔ مال غنیمت کا دوسرا اصول جو قرآن میں بیان ہوا ہے کہ اموال غنیمت میں سے اللہ، اس کے رسول، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور ابن سبیل یعنی مسافروں کے لئے پانچواں حصہ ہے۔ (الانفال:42)اموال غنیمت کو پوٹلی میں بند کر کے نہیں رکھنا بلکہ استعمال کرنا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب، مساکین، یتامیٰ اور مسافروں کے لئے۔ یہی وہ سبق ہے جو رمضان ہمیں دیتا ہے۔ رمضان کے روزے ہمیں کیا سکھاتے ہیں۔ اللہ کا حق ادا کرنا سکھلاتے ہیں اس کے رسول کا حق، اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے کا سبق دیتے ہیں۔ اللہ کا حق کیا ہے؟ اگر رمضان نے نماز پڑھنی سکھلا دی ہے۔ قرآن پڑھنا آگیا ہے۔ اطاعت رسول کے سلیقے سیکھ لیے ہیں تو اموال غنیمت ہے۔ جس میں اللہ اور اس کے رسول کے لئے خرچ کرنا ہے یعنی ان کی ادائیگی چھوڑ نہیں دینی بلکہ پانچواں حصہ خدا کے لئے ہے۔

اور جہاں تک بے کس، مجبور و مقہور مخلوق کا تعلق ہے۔ اُن کی خدمت سے آپ رمضان میں لطف اندوز ہوئے اور اس طریق سے بھی رُکنا نہیں۔ بلکہ اسے اموال غنیمت سمجھتے ہوئے اس کا پانچواں حصہ سارا سال ہی خرچ کرتے رہنا ہے۔

ابھی رمضان کے اختتام پر عید آئے گی۔ ان شاء اللہ–اس عید کا ایک حق یہ ہے کہ اموال غنیمت جو ہم نے حاصل کئے ہیں ان کو مزید بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے سے کم حیثیت بھائیوں کے گھروں میں جائیں۔ ان سے عید ملیں۔ تحفے تحائف دے کر ان کی خوشیوں میں شامل ہوں۔ ضروری نہیں کہ احمدی افراد کے گھروں میں ہی جائیں۔ غیر از جماعت گھروں میں بھی جایا جاسکتا ہے۔ کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس موقع پر اموال غنیمت کو استعمال نہ کر رہا ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فراخی اور کشائش سے نواز رکھا ہے وہ مستحقین کا حق ادا کر رہا ہو۔

ان تمام کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ باقی ماندہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے کی ضرورت ہے۔ اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرنے کی ضرورت ہے۔ آنسو تو محبت کے سفیر ہوتے ہیں۔ قبولیت کی سند ہوتے ہیں جہاں کام رک جائے۔ زبان کام نہ کرے وہاں آنسو کام آتے ہیں ایک بچے کی بلبلاہٹ اور اس کے رونے سے ماں کے پستانوں میں بھی دودھ اتر آتا ہے مومنوں کو بھی خشوع و خضوع اختیار کرنے کی تلقین قرآن میں ملتی ہے۔ اس لئے راتوں کو بیدار کریں روئیں، گڑ گڑائیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اگر بخشش ہو گئی تو تر گئے

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ عاجزی اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے۔ اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو دل سخت ہو گیا ہے۔ اس لئے آنحضورؐ کی زبان میں دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ تاوہی رقت، قلق خشوع خضوع پیدا ہو جو آنحضورؐ کے صاف و منصفی دل میں پیدا ہوتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے بعض لوگ اس اہمیت کی وجہ سے آئے ہوں گے کہ رمضان کا آخری جمعہ ہے اس لئے یہاں بڑی مسجد میں آکر پڑھ لو یا بعض دفعہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں آخری جمعہ ضرور پڑھنا ہے اس لئے پڑھ لو۔ جماعت کے افراد کو جمعہ کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی جاتی ہے اور اب شاید تھوڑے لوگ بھی ہوں گے جو اس بارے میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ لیکن جو بھی لاپرواہی کرتے ہیں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سننے کے بعد فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ رمضان کے جمعے پڑھ لو یا رمضان کا آخری جمعہ پڑھ لو تو ثواب ہو گا بلکہ ہر جمعہ کی اہمیت بتائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الجمعه:10) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پس مومن کو، ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والے کو یہ حکم ہے کہ ہر جمعہ کی نماز کا خاص اہتمام کرو اور اپنی تجارتیں، اپنے کام، اپنے کاروبار چھوڑ دو۔ سب کام چھوڑ کر، سب تجارتیں چھوڑ کر، سب دنیاوی منفعتیں اور فائدے چھوڑ کر صرف ایک چیز کی فکر کرو کہ تم نے جمعہ پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہیں پتا ہونا چاہئے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں برکت ہے۔ اس سے تمہارے کاروباروں میں برکت پڑے گی۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان بوجھ کر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان صحیح ایمان نہیں رہتا۔ اگر ایمان حقیقی ہو تو بھی انسان دنیاوی فائدے کی خاطر اپنے جمعوں کو قربان نہ کرے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر جمعوں میں وقت پر آنے اور باقاعدگی سے جمعہ میں شامل ہونے والوں کے بارے میں فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لیتے ہیں اور اس طرح وہ آنے والوں کی فہرست تیار

کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سننے میں لگ جاتے ہیں۔

(صیحح البخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ الخ حدیث 3211)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے۔ (سنن ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة باب ما جاء فی التهجیر الی الجمعة حدیث 1094) یعنی پہلا دوسرا تیسرا چوتھا۔ پس وہ لوگ جو بغیر مجبوری کے عادتاً جمعوں پر دیر سے آتے ہیں انہیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہاں بھی آج تو رمضان کے جمعوں میں خاص طور پر لوگ پہلے آکر بیٹھے ہوئے ہیں، نہیں تو اکثر میں نے یہی دیکھا ہے کہ جب میں آتا ہوں تو آدھی کے قریب مسجد ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ خطبہ کے اختتام تک یا اس سے چند منٹ پہلے تک مسجد بھرتی ہے۔ پس عام دنوں میں بھی اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23جون 2017ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 اپریل 2022ء)

﴿83﴾

عید کا سبق، غرباء پروری

اللہ تعالی نے قرآن کریم کے آخری پارہ میں جہاں امام مہدی کی آمد کی علامات کا ذکر فرمایا ہے وہاں آخری زمانے کی بعض کمزوریوں کا ذکر بار بار کیا ہے جو بالخصوص امام مہدی کے دور میں پائی جانی تھیں۔ ان میں سے ایک یتیموں، مسکینوں اور غرباء کے حقوق کا ذکر ہے۔ جو بار بار ہوا ہے۔ یہی وہ سبق ہے جو رمضان سے ہمیں ملتا ہے اور عید کا موقع اس کا ایک عملی اظہار ہے۔ جیسے فرمایا۔

رزق میں کمی کی وجہ، یتیم اور مسکین کی عزت نہ کرنا ہے۔ (الفجر:18)

بلندی پر چڑھنے کا ذریعہ یتیم اور مسکین کی خبر گیری ہے گویا زینہ ہے۔ (البلد)

ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو چھوٹی چھوٹی باتوں سے روکتے اور یتیم کو دھتکارتے ہیں۔ (الماعون)

نبی کریم ﷺ کو یتیم پا کر پناہ دی۔ اور تلقین کی

فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡہَرۡ ؕ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ (الضحیٰ:10-11)

اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب ہم اس پہلو سے تاریخ اور سیرت کے آئینہ میں دیکھتے ہیں تو آپ کے دو فرمان بہت واضح طور پر ملتے ہیں۔ اَلۡفَقۡرُ فَخۡرِیۡ۔ اَلۡحُبُّ اَسَاسِیۡ یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں تعلقات خواہ وہ کسی کے ساتھ ہوں آپ میں محبت ہمیشہ غالب رہی۔ انس چھایا رہا۔ اپنوں اور غیروں سے حسن سلوک اور پیار سے ہی پیش آتے آپ کو دیکھا گیا۔ تمام مخلوق سے آپؐ کا محبت بھرا سلوک تھا۔ کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ غریب ہو، امیر ہو یا کوئی سربراہ ہو برابری کا سلوک کرتے ہوئے محبت اور پیار کے پھول بکھیرے اور صحابہؓ کی بھی پھر

اسی رنگ میں تربیت فرمائی۔ صحابہؓ نے بھی آپؐ کے نقش قدم پر محبت کے دیپ جلائے۔ پیار نچھاور کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ آپس میں میل ملاپ کے مواقع مہیا فرمائے۔ ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا۔ غمی خوشی میں شامل ہونا گویا ان کی غذائے ثانی بن چکی تھی۔ اور وہ ایک جسم ہو چکے تھے۔ ایک صحابی (خواہ وہ غریب ہو یا امیر) کی تکلیف تمام صحابہؓ کی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ اور خود آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ غرباء میں رہنا آپ پسند فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔

وَابْغُونِیْ فِی الضُّعَفَاءِ مجھے تلاش کرنا ہو تو غرباء میں تلاش کریں۔

ایک دشمن اسلام، آنحضور ﷺ کو غریبوں میں پاکر ایمان لے آیا تھا۔ وہ مدینہ میں یہ کہتا ہوا داخل ہوا کہ اگر محمدؐ غریبوں کے ساتھ ہوا تو وہ سچا ہوگا اور میں ایمان لے آؤں گا۔

آپ ﷺ طبعی طور پر مساکین کے ساتھ دلی محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ غرباء اس شمع کے گرد پروانہ وار جمع ہوتے گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی۔ سرداران مکہ بسا اوقات آپؐ سے کہتے کہ ہماری شان ہمیں یہ اجازت نہیں دیتی کہ آپؐ کی ایسی مجالس میں شامل ہوں۔ جن میں ہم سے چھوٹے طبقے کے لوگ موجود ہوں۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ (الشعراء:112)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (انعام: 53)

یعنی یہ غرباء جو آپؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں ان کو مت دھتکار۔ یہ صبح و شام اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور ہر آن اللہ کی توجہ چاہتے ہیں۔ غرباء نے جب یہ آیت سنی تو بڑے فخر اور دلی مسرت سے یہ کہا کرتے تھے فِيْنَا نَزَلَتْ کہ یہ ہماری عزت افزائی اور تکریم کے لئے نازل ہوئی۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدا کا یہ حبیب حضرت محمد ﷺ ہمارے ساتھ گھل مل کر بیٹھا کرتا ہے اور قرب صحبت کا بعض اوقات یہ حال ہوتا ہے کہ آپؐ کا گھٹنا ہمارے گھٹنوں سے لگ جاتا ہے

اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنَاكَ عَنۡهُمۡ (الکھف:29) ان کی طرف سے اپنی توجہ نہ پھیر لینا۔

آپؐ کا یہ اعلیٰ کردار ہی تھا کہ پہلی وحی پر جو آج سے 1400 سال قبل نازل ہوئی حضرت خدیجہ نے برملا طور پر یہ کہتے ہوئے تسلی دی تھی۔

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخۡزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا ،إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ،وَتَحۡمِلُ الۡكَلَّ ،وَتَكۡسِبُ الۡمَعۡدُومَ، وَتَقۡرِي الضَّيۡفَ ،وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الۡحَقِّ

آپ رشتہ داروں کو جوڑتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ صادق و صدوق ہیں۔ آپؐ بے نواؤں اور بے کسوں کا بوجھ اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ آمدنی سے محروم لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر تُعِینُ عَلیَ نَوَائِبَ الحقِّ کہ قحط اور وبائی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اسی قسم کی گواہی آپؐ کے چچا ابو طالب نے اس وقت دی تھی جب آپؐ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔ خطبہ میں کہا۔(شعر کا ترجمہ) محمدؐ کے باخدا ہونے کی وجہ سے قحط کے زمانے میں اس کے منہ کا واسطہ دے کر خدا کے حضور بارش نازل کرنے کی التجا کی جاتی ہے کیونکہ وہ یتامیٰ اور بیوگان کے لئے ملجاو ماویٰ ہے اور خود خدا نے گواہی دی تھی کہ مخلوق کا دکھ درد آنحضورؐ کو گراں گزرتا ہے اور ان کو چین نہیں پڑتا جب تک وہ ان کی تکالیف کو دور نہ کرلیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں مساکین سے محبت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری زندگی مساکین کے درمیان گزرے اور جب میرا حشر ہو تو میں اپنے تئیں زمرہ مساکین میں پاؤں۔

مسجد نبویؐ میں رہائش رکھنے والے 100 کے قریب غرباء(جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے) کے خود کفیل و متکفل تھے۔ سفر و حضر میں ہر جگہ ناتوانوں کی مدد کرنا بہت ضروری سمجھتے تھے لکھا ہے کہ سفر کرتے وقت قافلے کے پیچھے پیچھے چلتے۔ کمزوروں کے لئے اپنی سواری کی رفتار کم کر لیتے۔ ناتوانوں اور غرباء کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے۔ بسا اوقات خود ساتھ پیدل چلتے۔ اور کہا کرتے کہ جس کے پاس زائد سواری ہے وہ اپنے نادار بھائی کو دے دے۔ جس کے پاس زائد زادراہ ہے وہ اپنے ایسے

بھائی کو دے دے جس کے پاس زاد راہ نہ ہو۔ اور امراء کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ ”اللہ کی طرف سے مدد اور جو رزق دیا جاتا ہے وہ سب ضعفاء اور غرباء کی بدولت ہے“ اور آج کارخانہ زندگی کو دیکھیں تو امراء اور صاحب ثروت لوگ ان غرباء اور گھر میں کام کاج کرنے والوں ہی کی وجہ سے سکھ اور آرام میں ہیں۔ اور گھر کا کاروبار چلانے کے لئے یہ غرباء اور ضعفاء کے محتاج ہیں کوئی باورچی ہے۔ کوئی مالی ہے۔ اور کوئی ڈرائیور ہے۔ جو اپنے آرام سے محروم رہ کر اپنے صاحب مالک کے آرام کے لئے کوشاں رہتا ہے اور یہ اس بات کے حق دار ہیں کہ آنحضورؐ کی اقتداء میں ان سے نرمی، محبت، پیار کا سلوک کیا جائے اور اس طرح کے دوسرے غرباء کا بھی خیال رکھا جائے۔

یہی وہ عظیم پیغام ہے ہم سب کے لئے اس عید کے موقع پر جس کا درس سارے رمضان میں ہمیں ملتا ہے اور رمضان کے آخر پر غرباء سے جذبہ ہمدردی اور ضعفاء کی دستگیری کے لئے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور عید اس کا عملی نشان ہے۔

ایک عید پر آنحضور ﷺ کا ایسی جگہ سے گزر ہوا جہاں کچھ بچے کھیل کود میں مصروف تھے اور عید پر ملنے والے تحائف کا ذکر فخریہ انداز میں کر رہے تھے کہ یہ تحفہ مجھے ابا نے دیا۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ مجھے یہ تحفہ میری اماں نے دیا۔ ایک کنارے بچہ ناامیدی اور مایوسی کی تصویر بنا پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں مایوس کھڑے ہو۔ ان بچوں کی ساتھ کیوں نہیں کھیل رہے۔ بچے نے جواب دیا کہ میرے امی ابا نہیں ہیں جو مجھے عید پر نئے کپڑے دیتے اور میں بھی خوشی مناتا۔ آنحضورؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ آپ بچے کو گھر لائے۔ حضرت عائشہؓ سے کہا۔ بی بی! اسے نہلاؤ اور نئے کپڑے پہناؤ۔ اس کے ماں باپ نہیں ہیں۔ اور بچے سے کہا کہ بیٹا! گھبراؤ مت۔ آج سے میں تمہارا باپ، عائشہ تمہاری امی اور فاطمہ تمہاری بہن ہے۔

آج 1400 سال کے بعد سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ اور مہدی معہود نے ایک دفعہ پھر اپنے روحانی بادشاہ حضرت محمدؐ کی سیرت اور تاریخ کو زندہ کیا۔ اور شرائط بیعت

میں غریب پروری کی تعلیم دے کر ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سے کم رتبہ و مرتبہ اور Status کے آدمی سے بغیر تمیز مذہب و ملت حسن سلوک کا درس دیا۔

* حضرت میر ناصر نواب صاحب نے ایک دفعہ اپنا مستعمل کوٹ کسی کو تحفہ کے طور پر بھجوایا۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ کوٹ لے کر جانے والے دوست یہ کوٹ حضرت نواب صاحب کو واپس کرنے جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ لاؤ! میں پہن لیتا ہوں۔ واپس کرو گے تو حضرت نواب صاحب کی دل شکنی ہو گی۔

* ایک دفعہ ایک غریب اور مفلس صحابی محفل میں موجود تھے کہ اعلیٰ اور امیر صحابی آتے تو ان کو جگہ مل جاتی جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ یہ غریب صحابی جوتیوں والی جگہ پر چلے گئے۔ حضور یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے جب کھانا Serve ہوا تو آپ اپنا پیالہ لے کر اس غریب صحابی کے پاس جوتی والی جگہ پر چلے گئے اور اپنا کھانا اس غریب صحابی کے ساتھ تناول فرمایا۔

قرآن کریم کے آخری پارہ میں جہاں مہدی اور اس کے زمانہ کی علامات درج ہیں وہاں یتیم و مسکین کی دیکھ بھال اور ان سے حسن سلوک کرنے کا بار بار ذکر دراصل ہمیں سبق دے رہا ہے کہ امام مہدی کے دور میں غریب پروری کم ہو جائے گی اور مہدی اور اس کے متوالے اور پروانے اس معدوم تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔ اور آنحضور نے ایک صحابی حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جو فرمایا تھا

سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ۔ آج کا مامور بھی تو فارسی النسل ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم اس فارسی النسل کی روحانی اولاد ہیں۔

ہاں ہمیں فخر ہے کہ ہم ان معنوں میں اس دنیا کے نجات دہندہ حضرت محمد کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ اس ناطہ سے ہم پر بہت اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ گا اپنے روحانی آقا اور اس روحانی خاندان کے سربراہ آقا و مولا حضرت محمد کے نام نامی، مقام و مرتبہ اور تعلیم کی حفاظت

ہم پر فرض ہے یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آپ کی تعلیم کو حرز جان بنا لے اور اس صحابی کی طرح جس نے قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کر لیا تھا صرف ایک حکم کی خاطر مدینہ کے گھر گھر کی کنڈی کھٹکھٹائی تھی تا وہ حکم بھی تکمیل کے بغیر نہ رہ جائے۔ آج قرآن کریم کے احکامات پر عمل کا مین دروازہ کھول کر اس کے اندر کی تعلیمات اسلامی کی صورت میں موجود ہر دروازہ اور کھڑکی کی کنڈی کھٹکھٹا کر اندر داخل ہونے کی ضرورت ہے۔

خصوصی طور پر عید کے روز آنحضورؐ کی اقتداء میں غرباء اور مساکین کے ساتھ عید منائی ہے۔ اپنے سے کم Status والے کے گھر جا کر تحائف کا تبادلہ کر کے عید کا مزہ دوبالا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر بچہ بچی اپنی عیدی میں سے کچھ اپنے سے کمتر کے لئے کچھ رقم نکالے۔ ہر آدمی کم از کم ایک گھر کا visit ضرور کرے۔ یہی تعلیم ہے جو قرآن و احادیث سے ملتی ہے اور ہمارے خلفاء کرام متعدد بار ہمیں اس طرف متوجہ کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پاکیزہ تعلیم پر نہ صرف عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ رمضان کے اس درس کو سارے سال پر محیط کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اپریل 2022ء)

﴾84﴿

شادی بیاہ پر بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی

آج کل رمضان کے بعد شادیوں کا موسم شروع ہونے والا ہے۔ جس میں وقت کی پابندی بالعموم نہیں ہوتی اس ضمن میں ایک اداریہ اس سے قبل اخبار کی زینت بن چکا ہے۔ زیر نظر اداریہ میں بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی زیر بحث لانی مقصود ہے۔

اس ضمن میں خاکسار اپنی گزارشات کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد سے کرتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان خوشی کے مواقع پر اسلام میں بیان کردہ حدود کو بھی عبور کر جاتا ہے۔ اس لئے اسلامی حدود کو عبور کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ان حدود میں ایک حد بے پردگی کی ہے۔ جس کا آغاز بیوٹی پارلر سے ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اگر پردہ میں کسی حد تک نرمی کر دی جائے تو خیر ہے۔ اسی لئے

1. بیوٹی پارلرز سے تیاری کے بعد اپنی گاڑی تک آنا اور پھر اُتر کر شادی ہال یا مارکی تک بے پردہ جانا یہ بے پردگی کے زمرہ میں آتا ہے۔
2. بیوٹی پارلرز میں تیاری کے بعد فوٹو سیشن کروانا۔ اور پھر شادی کے موقع پر مہندی پر جسے اب الگ سے ایک فنکشن تصور کیا جانے لگا ہے۔ نکاح پر، پھر ولیمہ پر الگ الگ سے فوٹو سیشن اور غیر مرد فوٹو گرافرز کے سامنے جا کر مختلف پوز بنا کر اور بے پردہ ہو کر فوٹو کھنچوانا بے پردگی ہی ہے۔
3. کھانا غیر مرد بیروں کے ذریعہ serve کروانا بھی بے پردگی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اپنے ہاں احمدی بچیاں فوٹو گرافی سیکھیں جو احمدی

فنکشنز پر فوٹو گرافی کریں اور کھانا بھی احمدی بچیوں، عزیز و اقارب سے serve کروایا جائے۔ چنانچہ لندن میں مَیں نے بارہا دیکھا ہے کہ جماعتی فنکشنز بالخصوص شادیوں پر احمدی بچیاں profession کے طور پر فوٹو گرافی کرتی ہیں۔ وہی ویڈیو گرافی کے بعد ڈبنگ اور مکسنگ کر کے ایک گلدستہ کی صورت میں البم یا ویڈیو بنا کر دیتی ہیں اور کھانا بھی احمدی بچیاں ہی serve کرتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر لندن میں ایسا ہو سکتا ہے تو پاکستان میں لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں کیوں نہیں؟ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو بالخصوص انصار کو لجنہ کے فنکشنز پر تعاون کرنے کا مکلف فرمایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ لندن میں انصار عورتوں کے فنکشنز پر تمام انتظامات اپنے ذمہ لے لیتے ہیں بلکہ برتن تک دھو دیتے ہیں۔

4. یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات خواتین ناواقفیت میں شادی کے مواقع پر بے پردہ ہو کر ہال، پنڈال یا مارکی سے باہر بلکہ سڑک پر آ کر بارات کا استقبال کر رہی ہوتی ہیں اور دولہے اور باراتی خواتین پر گل پاشی بھی کرتی ہیں۔

5. دلہن کو برقعہ میں یا چادر اوڑھ کر الوداع کرنا ہمارا اشعار رہا ہے۔ اب چادر کیا دوپٹہ کو بھی خیر باد کہا جا رہا ہے کہ بال خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر دلہن کو گاڑی تک رخصت کرنے کے لئے اس کے ماں باپ و دیگر خواتین جاتی ہیں اور وہاں اس وقت تک بے پرد کھڑی رہتی ہیں جب تک دلہن روانہ نہ ہو جائے۔ اکثر اوقات تو فوٹوز اور ویڈیو گرافرز کی وجہ سے الوداع میں نصف گھنٹہ بھی لگ جاتا ہے۔ جو وقت کے ضیاع میں آتا ہے۔

6. پھر بے پردگی کی ایک صورت آج کل گاڑی میں بے پرد بیٹھنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ بھی بے پردگی کی ایک صورت ہے۔

7. آج کے دور میں ایک نحوست ایشیائی ممالک میں ڈرون کی صورت میں ہمارے معاشرے پر لاگو کی جا رہی ہے۔ ایک تو ڈرون کا لفظ ذہن میں آتے ہی ”خفیہ حملے“ آتے ہیں۔ وہ باپردہ عورتوں کی خفیہ انداز میں فوٹو بنا کر لے جاتا ہے۔ اور ہم بڑے فخریہ

انداز میں اس امر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ شادی میں ڈرون بھی موجود تھا۔ بلکہ ایک بچے نے تو ڈرون کو ہوا دیتے دیکھ کر اس امر کا اظہار کر دیا کہ دیکھو! گرمی کی وجہ سے انہوں نے ہوائی پنکھے کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ یہ تمام چونچلے اپنی ناک بلند کرنے، خاندان کی کبریائی کے لئے کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو "پھر لوگ کیا کہیں گے"؟۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ کبریائی تو صرف زیبا ہے ربِّ غیور کو۔

8. شادی کے موقع پر فوٹو گرافی اور فوٹو سیشن کے after shocks کے ذریعہ جو بے پردگی ہوتی ہے وہ بہت تکلیف دہ، ہولناک اور مستقبل کے لئے بہت خطرناک ہے۔ جیسے

I۔ فوٹو گرافی کے لئے مختلف کیمرے استعمال ہوتے ہیں۔ ان تمام کیمروں کی ویڈیو کو مکسنگ اور ڈبنگ کے مراحل سے جب گزارا جاتا ہے تو غیر محرم عورتوں کی تمام اداؤں اور حرکتوں کو نوٹ کرتے، تبصرے کرتے اور بسا اوقات بار بار Reverse کر کے دیکھتے ہیں۔ پھر مکسنگ کے سٹوڈیو میں مالک اور دیگر کارندوں کے ساتھ ان کے دوست احباب بھی آکر بیٹھتے ہیں اور وہ بھی کمپیوٹر کی سکرین سے بے پرد عورتوں کو دیکھتے ہیں۔ اور یوں بے پردگی کا دائرہ جہاں بڑھ رہا ہوتا ہے وہاں متاثرہ خاندان پر یہ خطرات بھی منڈلا رہے ہوتے ہیں کہ کہیں کوئی فوٹو ہی اپنے cell فون یا کمپیوٹر میں بلیک میل کرنے کے لئے محفوظ نہ کر لے۔

II۔ STILL کیمروں سے لی گئی فوٹوز کو بھی سٹوڈیو میں انہی مراحل یا قدرے کم میں سے گزارا جاتا ہے۔ ان فوٹوز کو دھلائی کے بعد enlarge کروایا جاتا ہے۔ جس میں بسا اوقات دوسرے سٹوڈیوز اور کارندے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ان تمام سے بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔

III۔ آج کل انڈین البم متعارف ہو رہی ہیں۔ اور ان میں دولہا، دلہن، ان کے عزیز و اقارب اور بعض دیگر مدعوین کی فوٹوز ان کی اجازت کے بغیر مختلف اسٹائلز کے ساتھ چسپاں کروائی

جاتی ہیں۔ اور ان تمام مراحل کے لئے سٹوڈیو والے اور دیگر افراد کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ جن سے بے پردگی ہوتی ہے۔

IV۔ آج کل بڑے شہروں میں فوٹوز کو فریم کروا کر گھروں میں لگایا جاتا ہے۔ جس کے لئے الگ سے ایک اور شعبہ کی خدمات لی جاتی ہیں۔ جو بے پردگی کا موجب بنتی ہے۔

V۔ شادی والے گھر میں شادی کے بعد آنے والے مہمانوں کو بڑے فخر سے وہ تمام البم، پورٹریٹ اور دیواروں پر زینت بنی فریم شدہ فوٹوز دکھلائی جاتی ہیں اور یوں بے پردگی ہوتی ہے۔

VI۔ ڈرون کے ذریعہ بنائی گئی وڈیو کو پھر عام فوٹو گرافر کھول کر فنکشنل میں نہیں لا سکتا۔ اس کے لئے الگ سے ایک ادارہ یا شعبہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ الغرض فوٹو گرافی سے ایک لامتناہی بے پردگی کا دروازہ کھلتا ہے جس کو بند کرنا یا دوبارہ lock کرنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ جیسے کسی خوفناک جِنّ کو کسی بوتل میں بند کرنا محال ہوتا ہے۔

ہم فوٹو گرافی پر بے جا اسراف کرتے ہیں مگر یہ بات بالعموم دیکھی گئی ہے کہ مکسنگ اور ڈبنگ کے بعد جب CD یا کیسٹ گھر آتی ہے تو دیکھنے کے لئے وقت بھی میسر نہیں ہوتا اور دیکھے بغیر ہی کیسٹ گھر میں پڑی رہتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں کی یہ رقم اگر کسی غریب فیملی کی بچی کی شادی پر لگادی جائے تو موجب ثواب ہوگی۔

اگر اسلام میں ہونے والی شادیوں کو دیگر مذاہب میں ہونے والی شادیوں سے موازنہ کیا جائے تو ایک عجیب و غریب تجزیہ سامنے آتا ہے۔ اسلام میں ہونے والی شادیوں میں بالعموم باپردہ خواتین بے پرد نظر آتی ہیں جبکہ غیر مذاہب کی شادیوں میں بے پرد خواتین باپردہ نظر آتی ہیں۔ ان کے نہ بال خراب ہو رہے ہوتے ہیں اور نہ میک اپ وغیرہ۔

اب تو گزرتے زمانہ میں مردوں کے بیوٹی پارلرز الگ سے کھل گئے ہیں۔ جہاں نوجوان نسل شادی و دیگر فنکشنز سے قبل تیار ہوتے اور بے جا وقت اور رقم ضائع کرتے ہیں۔ اگر شادی بیاہ

کے موقع پر حکومتی پابندیوں کو ہم اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں۔ رات دس بجے سے قبل ہم فنکشنز کو ختم کرتے بلکہ ون ڈش کی بھی پابندی کرتے ہیں۔ تو پھر حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ جس نے ہم کو پیدا کیا۔ صحتمند جسم دیا، صلاحیتیں دیں اور نعماء عطا کیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان نعماء کا درست استعمال کرتے ہوئے اس حاکم اعلیٰ کے وضع کردہ تمام اصول و ضوابط اور تعلیمات کی پابندی بھی اپنے اوپر لازم کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت میں داخلے کے لئے جو 10 شرائط مقرر فرمائیں۔ ان میں سے تیسری شرط یوں ہے۔

”یہ کہ اتباع رسم و متابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسولؐ کو اپنے ہر ایک راہ میں دستورالعمل قرار دے گا۔“

کیمرہ کے ذریعہ اچھی، عمدہ اور اسلامی باتیں ریکارڈ کی جاسکتی ہیں۔ لیکن کیمرہ سے لوگ بچتے بھی ہیں۔ جیسے بڑی شاہراہوں پر سفر کریں تو ہم کیمروں پر نظر رکھتے ہیں۔ بعض جگہوں پر لکھا بھی ہوتا ہے کہ آپ کو کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہے۔ اگر ہم شادی بیاہ کے موقعوں پر اس کو مد نظر رکھیں تو کافی حد تک ہم ویڈیو گرافی اور بے پردگی سے بچ سکتے ہیں۔ ویسے بھی ہر انسان کو اپنے اندر کے کیمرے پر بھی نظر رکھنی چاہیئے کہ کہیں وہ ہماری غلط، بُری اور غیر اسلامی حرکات کو تو ریکارڈ نہیں کر رہا جو ہماری عارفانہ خوردبین، اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کو بڑا کر کے پیش کرے گی اور ہمارے پاس اس وقت کوئی جواب نہ ہو گا۔ اس وقت سے ڈرنا چاہیئے اور ان معاملات میں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مئی 2022ء)

﴿85﴾

روحانی بگھار

ہمارے ایشیائی معاشرہ میں گھریلو عورتیں اور شیف (Chef) بھی ترکاری کو لذیذ اور مزیدار بنانے کے لئے بگھار یعنی تڑکہ لگاتے ہیں۔ بالخصوص دال، کڑی اور ساگ وغیرہ کے لئے بہت اہتمام کے ساتھ مختلف اشیاء کو مثلاً پیاز، ادرک، لہسن اور سبز مرچ کو تیل یا گھی میں بھون کر بگھار تیار ہوتا ہے۔ جس سے نہ صرف سالن کی لذت بڑھ جاتی ہے بلکہ ذائقہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشبو کی مہک اردگرد پڑوس میں بھی پھیل جاتی ہے۔ انگریزی میں اسے Spicy بنانے کا عمل کہا جاتا ہے۔ اس میں اہم بات جو نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ بگھار، ترکاری سے الگ طور پر تیار ہونے کے باوجود وہ ترکاری کا حصہ بن جاتا ہے۔

یہی طریق ہمیں ادبی اور روحانی دنیا میں بھی نظر آتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سامعین اور قارئین کے دل موہنے کے لئے مقرر، ادیب یا شاعر اپنے مواد میں رنگ بھرتا ہے۔ بعض ادیب تو اپنی تحریر میں ظرافت کا تڑکہ بھی لگا دیتے ہیں۔ جس سے سننے والے یا پڑھنے والے بہت محظوظ ہوتے اور اس کو داد دیتے ہیں۔ ان ادیبوں یا شعراء کی یہ ادائیں، قارئین اور سامعین کے دل میں اُترتی اور اثر کرتی ہیں۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے کہ

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اگر روحانی دنیا میں ہم دیکھیں تو علماء اور مقررین اپنے مافی الضمیر کے ساتھ اپنی تقریر کو قرآن، حدیث اور سنت رسول ؐ اور بزرگوں کے واقعات و ارشادات سے مزین کرتے ہیں۔ حتی کہ

Intellectual Approachوالے افراد بھی اپنی تحریر و تقریر میں رنگ بھرنے کے لئے قرآن و سنت و حدیث و دیگر علماء کے ارشادات واقوال کا سہارا لیتے ہیں تا سامعین کی صورت میں تمام مجمع اور قارئین کی صورت میں تمام قاری حضرات کو ساتھ لے کر چلیں۔

ہم افراد جماعت احمدیہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں اور اس پر جتنا بھی اپنے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ خدائے واحد و یگانہ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں ایسے گھرانہ میں پیدا کیا جن کے آباؤ اجداد نے اس زمانہ کے مامور، مصلح، ہادی اور حکم و عدل کو ماننے کی توفیق پائی یا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ خدا نے بعض احمدیوں کو قبول احمدیت کی توفیق بخشی۔

اس حکم وعدل و مصلح نے اس دنیا میں آکر اس زمانہ کے مطابق قرآن، حدیث اور سنت کی تشریح فرمائی اور پھر آپؑ کی وفات کے بعد خلفائے کرام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں ہر وقت ہماری رہنمائی فرماتے رہے اور آج ہمارے بہت ہی پیارے آقا و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس پر باحسن طریق عمل فرمارہے ہیں اور آپ کی بیان فرمودہ تشریحات قرآن، حدیث اور سنت رسولؐ کے عین مطابق ہوتی ہیں۔

ایک وقت تھا کہ ذرائع ابلاغ محدود ہونے کے باعث ہم خلفاء کی آواز براہ راست سُن نہ پاتے تھے۔ ایک بیان فرمودہ خطبہ ہم تک پہنچنے میں کئی مہینے درکار ہوتے تھے اور یہ خطبات یا خلاصے ہمیں الفضل کے ذریعے ملا کرتے تھے اور جمعرات کا دن ہمارے لئے ایک خوشی اور عید کا دن ہوتا تھا جب منگل کا اخبار الفضل، خلاصہ خطبہ اور خطبہ جمعہ لئے ہمارے گھر کی دستک دیتا تھا اور ہم اُسے پاکر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے کہ ہم تک اپنے پیارے آقا کی آواز پہنچی ہے اور ہم سب اہل گھرانہ اسے ایک دوسرے سے چھین چھین کر پہلے پڑھنے کی کوشش میں ہوتے تھے۔ پھر

اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم کر کے یہ دور بدلا کہ ہم دنیا بھر میں MTA کے ذریعہ براہ راست خطبات امام جماعت سُن کر محظوظ ہونے لگے۔ اللہ بھلا کرے ذرائع ابلاغ و مواصلاتی نظام کے اس موجد کا۔ جس نے اس کا نام بھی ڈش(Dish) رکھ دیا۔ جس طرح مادی کھانا Dish میں رکھا جاتا ہے یا محفوظ ہوتا ہے اور مہمانوں کے آگے آسانی سے پیش کیا جاتا ہے اسی طرح روحانی مائدہ ہمیں اس ڈش کے ذریعہ نہ صرف ہمیں ملتا ہے بلکہ مہمانوں کو بھی ہم اہتمام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

آج ہمارے روحانی باپ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تمام عالمگیر جماعت کی اسی ڈش کے ذریعہ بروقت رہنمائی فرمارہے ہیں۔ آپ نے اپنے 19 سالہ دور خلافت میں قریباً ہر اس موضوع (Topic) پر گفتگو فرما کر ہماری دینی، دنیوی، اخلاقی، سماجی اور روحانی رہنمائی فرمائی ہے جو قرآن و حدیث میں موجود ہے اور سنت رسولؐ میں اس کی رہنمائی ملتی ہے اور یہی آج ''وقت کی آواز'' ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے ادیب، ہمارے شعراء اپنی تقریر و تحریر و منظوم کلام میں اپنے آقا کی آواز کو آگے احباب تک پہنچانے کی لگن میں رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے اعمال کو ان ارشادات و اقوال سے مزین کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ یہی روحانی بگھار ہے جس کی آج کے زمانہ میں ہمیں اشد ضرورت ہے۔ اسی سے ہم اپنی زندگی کو اور بھی مہکا سکتے ہیں۔

اگر ہم تمام اپنے پیارے امام کے خطبات، خطابات سنیں۔ ان کو شائع ہونے کے بعد ہم اسے پڑھیں اور ان کو اپنے دلوں اور جسموں میں اُتاریں۔ اپنے اعمال کو ان سے مزین کریں۔ ہمارے اندر سے بھی اور باہر سے بھی قرآن، حدیث کی تعلیمات اُجاگر ہوں۔ ماحول اس سے اس طرح معطر ہو جس طرح ترکاری کو بگھار لگانے سے ارد گرد کا ماحول خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے تو پھر ہم دوسروں کے لئے نمونہ بنیں گے۔ خدا ہم سے راضی ہو گا۔ ہمارا رسولؐ ہم سے خوش ہو گا۔ ہمارا

پیارا خلیفہ ہمارے ان حسین اعمال کو دیکھ کر ہمیں دُعا دے رہا ہو گا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو MTA سے وابستہ کرلیں۔ وقت کی آواز کو بروقت سُن کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”والدین بھی اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی ایم ٹی اے سے وابستہ کریں۔ یہ بھی ایک روحانی مائدہ ہے جو آپ کی روحانی بقا کا ذریعہ ہے۔ اس سے آپ کا دینی علم بڑھے گا۔ روحانیت میں ترقی ہو گی اور خلافت سے کامل تعلق پیدا ہو گا اور دنیا کے دوسرے چینلز کے زہریلے اثر سے بھی محفوظ رہیں گے۔“ (پیغام برائے جلسہ سالانہ آسٹریلیا 24 دسمبر 2015ء)

٭ پھر فرمایا۔ ”میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بد قسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لئے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے“

(خطبہ جمعہ 20 مئی 2016ء)

٭ پھر ایم ٹی اے کی برکات و فیوض کے بارے میں فرمایا۔ ”پس پھر میں یاددہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی

ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں، ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے“

آج کل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں الفضل آن لائن بھی روزانہ روحانی بگھار کے طور پر لانچ ہوتا ہے جس میں قرآن و حدیث کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجود ہوتے ہیں۔ آج اس روحانی بگھار کی بھی کثرت سے ضرورت ہے۔ جسے www.alfazlonline.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 مئی 2022ء)

﴿65﴾

روزنامہ الفضل آن لائن کی تیاری کے انتھک مراحل اور مضمون نگاروں کا مطالبہ "میرا مضمون کب شائع ہو گا؟"

جماعت احمدیہ کا مؤقر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن، بفضل اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ انٹرنیٹ پر آن لائن ہونے کے صرف اڑھائی سال کے قلیل عرصہ میں ایک عالمی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اکناف عالم میں لاکھوں کی تعداد میں روزانہ دیکھا اور پڑھا جاتا ہے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اس کے ساتھ محبّت کرنے والے ایسے ہیں جو روزانہ اپنے اپنے گھروں میں اس کے نئے پرچہ کی آمد کا انتظار کرتے ہیں۔

جب یہ پاکستان سے پرنٹ ہوتا تھا تو ہاکر کے ذریعہ گھروں میں اس کی آمد کا انتظار رہتا تھا اور گھر کے مکینوں میں اس روحانی مائدہ کے حصول کے لیے ایک دوڑ لگی رہتی تھی گویا اس کو پہلے پڑھنے کے لئے چھینا جھپٹی شروع ہو جاتی تھی۔ آج یہ اخبار گھروں میں موجود تمام فیملی ممبرز کے gadgets میں بیک وقت موجود ہوتا ہے اور اس سے پیار کرنے والے اس کو کھول کر آن لائن پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اب کینیڈا، آسٹریلیا اور دنیا کے بعض دیگر علاقوں میں احمدی احباب بالخصوص خواتین اپنے گھروں کے کام کاج کو جلدی جلدی مکمل کرکے اپنے اپنے Gadgets کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور ایک ہی گھر کے تمام مکینوں میں دوڑ لگی نظر آتی ہے جب کہ ایک ہی گھر میں، ایک ہی کمرے میں، ایک ہی دالان اور ایک ہی باغیچہ میں الفضل کے مختلف محبّ اپنے پیارے اخبار کی تلاش میں سرگرداں پھرتے نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور بعض منتخب حصے پڑھ کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ پڑھ لینے کے بعد مکمل اخبار یا قاری کے پسندیدہ حصے اپنی اپنی خوشبو لئے چند لمحوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ کبھی وہ وٹس ایپ کے گروپس میں گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی سگنل پر اور دیگر میڈیمز پر نظر آتے ہیں۔ ویب سائٹ اور ای میلز اس کے علاوہ ہیں۔ روزانہ کا شمارہ فیس بک، انسٹا گرام، ٹوئٹر اور مختلف ذرائع ابلاغ پر بھی نہ صرف دیکھنے کو ملتا ہے بلکہ اس کی پسندیدگی کے جملے اور مضامین و آرٹیکلز پر آراء بھی شئیر (share) ہو رہی ہوتی ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں محبین الفضل جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا کی مختلف زبانوں کے علم سے فیض یاب کر رکھا ہے وہ الفضل کے بعض حصوں کو دنیا بھر کی زبانوں میں ترجمہ کر کے ان ذرائع ابلاغ کے ذریعہ الفضل کو شئیر کر رہے ہوتے ہیں۔

تا کہ مختلف زبانیں بولنے والے احمدی احباب و خواتین اس روحانی نہر سے پیاس بجھا کر استفادہ کر سکیں۔ حتّٰی کہ بعض اس کے پہلے صفحہ کو گھروں، مجلسوں اور مساجد میں نمازوں کے بعد درسوں میں پیش کرتے ہیں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَآء

نچوڑ / نتیجہ

اوپر بیان شدہ روزنامہ الفضل کے ساتھ اس کے پیار کرنے والے احمدیوں کی محبت و الفت سے بھرے ہوئے تعلق کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا بھر سے قارئین کرام الفضل کو پڑھ کر ایک طرف نئے نئے مضامین و آرٹیکلز لکھ کر ادارہ ہٰذا کے ساتھ معاونت کرتے ہیں اور روزانہ ہی بیسیوں کی تعداد میں مضامین آ رہے ہوتے ہیں۔ اُدھر الفضل میں شائع ہونے والی قارئین کی آراء و تبصروں کو پڑھ کر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ اس لیے اب الفضل آن لائن کی آمدہ ڈاک میں خاطر خواہ اضافہ کی وجہ سے اس کی دفتری فائلوں میں آرٹیکلز، مضامین، خطوط، تبصرے اور اعلانات کی بھرمار رہنے لگی ہے۔ ادارہ کی پوری کوشش رہی ہے کہ تمام مضمون نگاروں، آرٹیکل رائٹرز، مکتوب نویسوں، اعلانات لکھنے والوں اور تبصرہ کرنے والوں کو ان کی ارسال کردہ نگارش کی اہمیت اور اس کی آمد کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے حصّہ رسدی کے مطابق ان کو پسندیدہ

جریدہ میں جگہ ملے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ، مصنفین و محققین کی طرف سے آنے والی خوبصورت کاوشوں کے فلو (flow) میں بے پناہ اضافہ کے باوجود اب تک اسی اصول پر عمل پیرا ہے۔

اخبار کی تیاری

بعض مضمون نگار اپنی تحریر بھجواتے ہی اگلے لمحہ یہ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ان کا مضمون کب شائع ہو گا؟ خاکسار سمیت روزنامہ الفضل کی تمام انتظامیہ ان کی بھجوائی گئی اعلیٰ تحریرات کی قدر کرتی ہے۔ اس موقع پر مناسب ہو گا کہ اخبار کی تیاری کے کچھ اہم امور اور ضروری مراحل ان کے گوش گزار کئے جائیں۔ ایسے مضمون لکھنے والے جن کا مضمون ادارہ کی ٹیبل پر پہنچنے سے پہلے ہی یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا مضمون کب شائع ہو گا؟ ان سے خاکسار کی یہ مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے ذہن میں یہ بٹھالیں کہ مختلف مضامین و تحریرات کا انتخاب اور ان کی نوک پلک کو سنوار کر اس قابل بنانا کہ وہ روزنامہ الفضل کے معیار پر پورا اتریں کوئی آسان کام نہیں ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخبار کی تیاری بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ ان مراحل پر خاکسار ایک طائرانہ نظر ڈال کر محترم قارئین کو بتانے کی کوشش کرتا ہے۔

1۔ سب سے اول تو اسلام نے دعا کا ہتھیار ہمیں سکھایا ہے۔ اخبار کی تیاری میں اس کا سہارا لیا جاتا ہے بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۷﴾ (طٰہٰ: 26-27) کا ورد زبان پر جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ کو مد نظر رکھ کر یہ دُعا ہماری زبانوں پہ ہوتی ہے کہ الفضل کے قاری ان مضامین کو سمجھنے والے ہوں اور جس شمارہ پر تیاری شروع ہونے لگی ہے اس کا آخری نتیجہ اس آیت کے اگلے حصہ کے مطابق یہ نکلے کہ کَیۡ نُسَبِّحَكَ کَثِیۡرًا۔ وَّنَذۡکُرَكَ کَثِیۡرًا (طٰہٰ:34-35) کہ الفضل کے ذریعہ جب فضل خداوندی کا پھیلاؤ ہو تو ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

2۔دوسرے نمبر پر تاریخ، دن، ہفتہ اور مہینہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اسلامی و جماعتی تاریخ کے اعتبار سے کوئی اہم دن یا کوئی اہم واقعہ تو رونما نہیں ہوا۔ یا کوئی عالمی دن تو نہیں یا کسی جگہ کوئی عالمی کنونشن وغیرہ تو نہیں ہو رہا۔ اس مناسبت سے گودام کی فائلوں میں موجود آرٹیکلز کو دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔ اور پہلے صفحے کے حوالہ سے بھی کوشش ہوتی ہے کہ اسی مناسبت سے یہ صفحہ تیار ہو۔

3۔ تیسرے نمبر پر منتخب میٹریل کو اخبار کے معین صفحات کے مطابق ٹیمپلیٹ میں ڈال کر مضامین کو ترتیب دیا جاتا ہے کہ کون سا مضمون کہاں اور کس صفحہ پر آئے گا۔ اس کو ترتیب دیتے وقت مضامین کی اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبرنگ دی جاتی ہے۔

4۔اس مرحلہ پر ہماری ٹیم میں موجود دو حفاظ کرام شمارہ میں تمام عربی حصوں بالخصوص قرآنی آیات کو چیک کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کو "alislam.org" سے نور ھدیٰ فونٹ میں مِن وعَن اٹھالیں تاکہ قرآنی آیات کی کمپوزنگ اور ان کے اعراب میں ایک شوشے کی بھی غلطی کا امکان نہ ہو۔ یہ دونوں حفاظ کرام عربی حصوں کی درستی کے ساتھ ساتھ پورے اخبار پر سرسری نگاہ ڈال کر بعض امور کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء

5۔ پانچویں مرحلہ میں ٹیکنیکل ٹیم سے تمام مٹیریل، ورڈ فارمیٹ سے گرافکس پروگرام یعنی Indesign میں سیٹ ہو کر ایک شمارہ کی شکل پاتا ہے۔ اس مرحلہ میں کئی اور جزوی مراحل ہیں جن میں ڈیٹ لائن، صفحہ میں آنے والے چھوٹے بڑے مضامین کی سیٹنگ اور ان کو واضح کرنے اور دیدہ زیب بنانے کے لیے ڈیزائننگ، مضامین اور تحریرات کے بقیہ جات کو متعلقہ جگہ پر سیٹ کرنا اور ایک صفحہ کا دوسرے صفحہ کے ساتھ ربط کا خیال رکھنا وغیرہ۔

6۔ ان انتھک محنت والے کاموں کی تکمیل کے بعد بھی اخبار ابھی فائنل شکل میں نہیں آتا۔

یہاں تک ترتیب دیئے جانے کے بعد اخبار کو ہم ادارہ کی پروف کرنے والی ٹیم کے سپرد کر دیتے ہیں جو نہایت محنت شاقہ اور عرق ریزی سے جہاں ایک ایک سطر کی پروف ریڈنگ کرتی

ہے وہاں حوالہ جات کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ میٹریل پر بھی تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں کہ کیا اس شمارہ میں کوئی ایسا میٹریل تو نہیں جو جماعتی واسلامی تعلیمات، روایات، تاریخ اور نظام سلسلہ کے قواعد کے منافی ہو؟

7۔ ساتویں مرحلہ میں پروف کرنے والی ٹیم کے کم از کم نو9 مربیان کرام اور خاکسار کی طرف سے لگائی گئی غلطیوں کی نشان دہی کو ہمارے ایک مربی صاحب کمپیوٹر پر ایک ایک کر کے درست کرتے اور مکمل شمارہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر اور شمارہ کو فائنل نظر ثانی کے لئے خاکسار کو ریفر کرتے ہیں۔

8۔ خاکسار پہلے ہی تمام مراحل میں لگنے والی غلطیوں کی ساتھ ساتھ نگرانی کر کے ہر پروف ریڈر کی غلطیوں پر اپنا جائزہ تحریری طور پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے قبل خاکسار پورے شمارہ پر ایک ابتدائی نگاہ ڈال کر بعض اہم امور کی طرف توجہ دلا چکا ہوتا ہے کہ مبادہ کہیں ادارہ کی پالیسی کے خلاف کوئی بات نہ ہو یا Punctuation کے درست استعمال کی نشان دہی کرنا اور ادارہ کے وضع کردہ قواعد کے مطابق عبارت اور حوالہ جات کو ترتیب دیا جانا شامل ہوتا ہے۔

اب کی بار پورے شمارہ پر بہت باریک بینی سے نگاہ ڈال کر ضروری امور پر مناسب ہدایات کے ساتھ ایک بار پھر غلطیاں درست کرنے کے لئے واپس جاتا ہے اور اپلوڈنگ کے لئے بھجوانے سے قبل آخری بار پھر بغور نظر ڈالی جاتی ہے۔

9۔ ہاں اس مرحلہ پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ گو اخبار میں جماعتی پروگرامز کو رپورٹ کرنے والے نمائندگان و دیگر کی طرف سے بھجوائی گئی فوٹوز و تصاویر ٹیکنیکل ٹیم کی طرف سے آغاز پر ہی کمپیوٹر پروگرام میں paste کر دی جاتی ہیں۔ تاہم اس آخری مرحلہ میں ایک بار ان کو بھی چیک کیا جاتا ہے۔ اور رپورٹر حضرات سے فونز پر رابطہ کر کے مزید اچھی تصاویر منگوانے میں متعلقہ شمارہ ایک دو روز مزید تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔

10۔ گو اس مرحلہ پر تحریر کو مزید خوبصورت اور پرکشش بنانے اور اصلاح کے لئے مضمون نگاروں، شعراء سے فون پر رابطے بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان میں بعض مضامین ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو خاکسار دنیا بھر میں پھیلی کمپوزنگ، ایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ کی آنریری ٹیم کے ممبران و ممبرات جن کے ذریعے غلطیاں لگ رہی ہوتی ہیں، نوک پلک درست ہو رہی ہوتی ہے۔ اس سارے Process میں ایک مضمون کی تیاری، اس کی ایڈیٹنگ اور اس کو قابل اشاعت بنانے میں کم از کم 20 سے 25 دن لگ جاتے ہیں اس صورتحال میں بعض دوست فون پر فون، میسج پر میسج کر کے اپنے مضمون کی طباعت کے متعلق دریافت کر رہے ہوتے ہیں بلکہ بعض تو جن کی تعداد بہت کم ہے ادھر مضمون بھجوایا اور اگلے ہی لمحے میسج آجاتا ہے کہ میں نے مضمون بھجوایا ہے کب شائع ہو گا۔

خاکسار اس جگہ ایک اور اہم بات بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کی آمدہ ڈاک میں شائع کروانے والے مضامین کی بھی بھرمار ہو چکی ہے۔ اسی وجہ سے ہر آنے والا مضمون اپنی متعلقہ لائن میں لگ کر اپنی باری کا انتظار کرتا ہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ صرف ایک شمارے کی تیاری کے احوال درج ہوئے ہیں اور قریباً ہر ممبر کے gadget پر دو سے تین بلکہ بعض اوقات پانچ شماروں پر at a time کام ہو رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی منشاء مبارک کے مطابق الفضل کو منظر عام پر لانا ادارہ کی اولین ذمہ داری ہے۔

11۔ ان مراحل میں سے ایک اہم مرحلہ منظوم کلام کی adjustment ہے۔ حضرت صاحب کی طرف سے نظموں کو چیک کرنے اور قابل اشاعت بنانے کی ذمہ داری ایک مربی صاحب جو شاعر بھی ہیں باحسن طریق نبھار ہے ہیں۔

ترسیل و اشاعت

12۔بارہویں مرحلہ پر اس تمام تیار شدہ مسودہ کو اپلوڈ کروانا ہوتا ہے جس کو ہماری آئی ٹی ٹیم کے ممبران اپنی کمال مہارت سے بخوبی سر انجام دیتے ہیں۔ الحمد للہ

13۔آئی ٹیم کے تحت چار خواتین پر مشتمل ایک پینل اپلوڈنگ کے بعد اشاعت و سرکولیشن کے تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے الفضل آن لائن کو ٹویٹر، انسٹا گرام وغیرہ پر پوسٹس کو شیئر کرتا ہے۔ آج کل یہ ٹیم فیس بک پر کام کر رہی ہے۔

14۔الفضل ویسے تو لندن وقت کے مطابق رات 12 لانچ کر جاتا ہے اور دنیا بھر کے ہر فرد کی رسائی میں ہوتا ہے اسے اس لنک پر دیکھا جاسکتا ہے۔

www.alfazlonline.org

لیکن ادارہ کی طرف سے کینیا مشرقی افریقہ سے ہمارے ایک نمائندہ تازہ اخبار کے ہر آرٹیکل کی تفصیلی پوسٹ بہت اچھے طریق پر تیار کر کے بھجواتے ہیں۔ ادھر ایک اور دوست الفضل کی مجموعی طور پر اور بعض اہم آرٹیکلز کی PDF تیار کر کے بھجواتے ہیں۔ ہر دو پوسٹس کو ادارہ کے پلیٹ فارم سے نمائندگان کے توسط سے دنیا بھر میں wildly شیئر کر دیا جاتا ہے۔

پس میں اپنے پیارے قارئین کو یہ امر باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کی بھیجی ہوئی کوئی تحریر ضائع نہیں جاتی اسے قابل اشاعت بنانے اور پھر اپنی جگہ بنانے کے لئے 30دن درکار ہوتے ہیں۔ جزاکم اللہ

ایک مثال

مجھے اس سارے Process پر ایک بہت ہی پیاری مثال یاد آرہی ہے۔ ہمارے گھروں میں ہماری مائیں، بہنیں، بیویاں اور بھابھیاں مہمان کی آمد پر کھانے کی Tray تیار کرتی تھیں اور آج کے دور میں عام حالات میں بھی ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چُنا جاتا ہے۔ خواہ مہمان نہ بھی آیا ہو اور گھر کی خواتین یا ایشین و افریقن معاشرے میں گھروں میں کام کرنے والے ملازمین ڈائننگ ٹیبل پر کھانا

چُنتے ہیں۔ تو وہ بہتر جانتے ہیں کہ چٹنی کی پیالی کہاں رکھنی ہے، سلاد کس طرف آئے گا اور دیگر ڈشیں کہاں کہاں آئیں گی۔ مرد حضرات، عورتوں کی دی ہوئی ترتیب پر کم ہی دخل اندازی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض سمجھ دار اور سگھڑ خواتین کی زبان سے یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ آج کے مہمان پہلے ہمارے گھر آئے تھے تو میں نے یہ یہ کھانے تیار کر کے فلاں برتن استعمال کئے تھے اور اب کی بار میں نے اور مختلف ڈشیں تیار کر کے اور رنگ و طرز کے برتن استعمال کرنے ہیں۔

یہی کیفیت اخبار میں ادارہ کے مد نظر ہوتی ہے۔ کہ کون سا مضمون کہاں رکھنا ہے اور فلاں آرٹیکل کو نئی سرخی لگا کر اور نیالبادہ پہنا کر کہاں place کرنا ہے۔ جب کہ میں اوپر درج کر آیا ہوں کہ اخبار کی تیاری میں تاریخ، دن، ہفتہ اور مہینہ وغیرہ دیکھا جاتا ہے تو ہر مضمون کو دیکھتے، اس کو اشاعت کے قابل بناتے وقت ایڈیٹر فیصلہ کر رہا ہوتا ہے کہ فلاں مضمون کا تعلق بقر عید یا حج سے ہے۔ اس کو مقررہ دنوں کے فولڈر میں رکھوانا اور تسلی کر لینا الگ سے ایک کام ہے۔ اسی طرح کوئی مضمون سیرۃ النبی ﷺ سے متعلقہ ہے یا رمضان سے متعلقہ ہے یا عید الفطر، یوم مسیح موعودؑ، یوم خلافت، یوم مصلح موعودؓ سے متعلقہ ہے تو اس مہینہ کے فولڈر میں اس کو محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ جو مضامین تاخیر سے ملتے ہیں ان کو آئندہ سال کے فولڈر بنا کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ حتٰی کہ بعض مضامین میں رنگ بھر کر ان کی نوک پلک درست کر کے یا معمولی تبدیلی کر کے اس کو متعلقہ دنوں کے لئے اشاعت کے قابل بنایا جاتا ہے جیسا کہ ایک مضمون نگار نے امسال نئے سال کی آمد پر اس کی اہمیت و افادیت پر ایک مضمون ادارہ الفضل کو ارسال کیا جو فروری میں اس وقت ادارہ کو ملا جب اس مضمون کی افادیت گزر چکی تھی۔ مضمون اپنی ذات میں بہت اہم مواد پر مشتمل اور سبق دینے والا تھا۔ جسے خاکسار نے تھوڑا سا تبدیل کر کے رمضان کے آغاز پر یہ لکھ کر شائع کروایا کہ رمضان سے بھی ایک مومن کے سال کا آغاز ہو سکتا ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا سَلِمَ رَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَۃُ کہ اگر رمضان سلامتی سے گزر گیا تو سمجھو آئندہ سال سلامتی سے گزرا۔

- ٹرے یا ڈائننگ ٹیبل پر چننے والی مثال کو اخبار کی تیاری سے مزید یوں بھی جوڑا جا سکتا ہے کہ پُرانے وقتوں میں جب مہمان کی آمد کی اطلاع ہوتی تو صبح سویرے بازار سے اشیائے خوردنی خرید کر لائی جاتی تھیں پھر گھر کی خواتین ان سے مہمانوں کی تواضع کے لئے ڈشیں تیار کرتی تھیں۔ اس میں ایک خاصا وقت اور پورے خاندان کے افراد کی محنت شامل ہو رہی ہوتی تھی۔ آج کل گھروں میں سہولتیں دستیاب ہونے کی وجہ سے اتنی محنت نہیں ہوتی اور تمام اشیاء ریفریجیٹرز میں موجود ہونے کی وجہ سے ڈشیں جلد تیار ہو جاتی ہیں۔ خواتین بعض ڈشیں رات کو ہی تیار کر دیتی ہیں اور بعض ہلکی آنچ پر تیار ہو رہی ہوتی ہیں اور بعض کو بگھار لگاتی ہیں۔ اسی طریق سے ملتا جلتا process اخبار کی تیاری میں بھی ہوتا ہے۔ جس کا آغاز تو مضمون نگاروں، تبصرہ نگاروں اور شعراء کی طرف سے ہی ہو جاتا ہے۔ جب وہ Raw Material کو اکٹھا کر کے اپنے ہاں اس process سے گزر رہے ہوتے ہیں اور ادارہ کے پاس مضمون پہنچنے کے بعد ایک طویل Process کا آغاز ہو جاتا ہے اور ٹیم کے تمام ممبران نہایت مستعدی اور بھرپور محنت سے ایک لذیذ، خوش ذائقہ روحانی مائدہ قارئین کے لئے ایک ٹرے میں چُن کر پیش کرتے ہیں۔ ان میں بعض مضامین جو ہلکی آنچ پر تیار ہو رہے ہوتے ہیں، ان کو کبھی کینیڈا، کبھی جرمنی، کبھی ڈنمارک، کبھی ناروے، کبھی اسپین، کبھی یونان، کبھی لٹویا، کبھی کسی عرب ملک اور کبھی افریقن ممالک و دیگر جگہوں پر اس کی درستی اور نوک پلک درست ہونے کے لئے سیر کروائی جاتی ہے۔ بعض آرٹیکلز کو دنیا بھر میں پھیلے علماء حضرات، صاحب علم و ذوق اور ادیبوں سے رائے لینے کے لئے بھجوانا پڑتا ہے۔ بعض تحریروں میں وقت کی آواز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد شامل کروا کر روحانی بگھار لگوایا جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر تیز آنچ پر تیار ہونے والے یعنی ایمرجنسی نوعیت کے مضامین کو ہماری ٹیم ہی مکمل کر دیتی ہے۔

اس سارے Process سے گزر کر اندازاً صرف ایک شمارہ کی تیاری میں کم از کم 20 سے 25 دن لگ رہے ہوتے ہیں۔ اور ہماری ٹیم کے ہر ممبر کے Gadgets پر بیک وقت تین سے چار بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ شماروں پر کام ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سارے Process کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مضمون اگر تیز آنچ پر بھی تیار کیا جائے تو روحانی مائدہ کو ٹرے کی زینت بننے کے لئے کم از کم 10-12 دن لگ جاتے ہیں۔

خاکسار نے اس سے قبل بھی بے شمار آرٹیکلز میں ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک اداریہ میں الفضل کیسے تیار ہوتا ہے اور دوسرے میں مالی کا کام بھر بھر مشکیں ڈالنا ہوتا ہے، پھل پھول لگانا مالک کا کام ہے، ان میں بھی مذکورہ بالا امور کی تفصیل بتائی جاچکی ہے لیکن چونکہ قارئین کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ایک بار پھر ایک اور انداز سے قارئین کو مخاطب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس اداریہ میں قدرے تفصیل کے ساتھ اور بعض نئی باتیں بتائی گئی ہیں تاکہ ہمارے معزز قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔

چند امور کی طرف توجہ

اس موقع پر خاکسار مضمون لکھنے والے حضرات سے درج ذیل امور کو مد نظر رکھنے کی از سر نو درخواست کرتا ہے۔

1. مائیکروسافٹ ورڈ میں کمپوزنگ کرنے یا کروانے کے بعد پروف اور Punctuation کی علامات دیکھ کر تسلی کر لیا کریں۔
2. مضمون کی کمپوزنگ کے بعد ہمارے اکثر مصنفین کو پڑھنے کی عادت نہیں ہوتی، اپنی تحریر کو لکھنے کے بعد ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ تاکہ غلطیاں درست ہوں اور آپ کی تحریر الفضل کے معیار پر پوری اترے۔

3. تحریر کو الفضل کے صفحے اور کالموں کی پیمائش کے مطابق اسٹائل شیٹ میں سیٹ کر کے بھجوانے کی کوشش کریں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ آپ کو اپنے مضمون کی ضخامت کا پتہ چل جائے گا اور دوسرا ہمیں شائع کرنے میں آسانی ہو گی۔
4. آپ کی طرف سے ارسال کردہ تحریر طویل نہ ہو۔ مختصر تحریر اخبار میں جلد جگہ بنا لیتی ہے۔
5. فگرز اور اعداد و شمار انگریزی میں درج کریں اور عنوان کے نیچے لائن نہ لگائیں۔
6. تصاویر بھجواتے وقت ان کے Pixel دیکھ لیا کریں۔ یعنی ان کی کوالٹی چھپنے کے قابل ہو۔
7. اپنی تحریر صرف اور صرف آفیشل اکاؤنٹس پر بھجوائیں۔ جو ادارہ کی طرف سے ای میل ایڈریس اور فون نمبرز وغیرہ دیئے جاتے ہیں ان پر ہی ارسال کریں۔ جو یہ ہیں۔
8. info@alfazlonline.org
9. واٹس ایپ نمبر 4020 5161 79 44+

یہ تمام مائدہ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکمل رہنمائی اور دعاؤں کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ حضور سے اور آپ تمام قارئین سے روزنامہ الفضل آن لائن کا روحانی مائدہ تیار کرنے والی یو کے انتظامیہ اور جو ہمارے رضاکار خدمت کرنے والے دنیا بھر میں پھیلے ہیں اور نمائندگان کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو ادارہ روزنامہ الفضل کے لئے ممد و معاون بنائے اور ہم سب مل کر جماعت احمدیہ کے اس ترجمان اخبار کو خلافت احمدیہ کی آواز اور اس کا دست و بازو بنانے والے ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 مئی 2022ء)

﴾87﴿

”ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے“

”ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

گزشتہ دنوں الفضل کی ایک مستقل قاری مکرمہ ڈاکٹر نجم السحر صدیقی نے جرمنی سے نئے سال کے حوالے سے ایک دلچسپ مضمون لکھ کر بھجوایا ہے۔ جسے خاکسار نے نئے اسلامی سال کے آغاز پر الفضل کا حصّہ بنانے کی انتظامیہ کو ہدایت دی ہے۔ اس مضمون میں موصوفہ نے لکھا ہے کہ ہم ہر نئے سال پر خوشی مناتے ہیں اور سالگرہ مناتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس نئے سال کی آمد سے ہماری عمر میں ایک سال کی کمی ہوئی ہے اور ہم موت کے قریب ہوئے ہیں۔

اِدھر ڈاکٹر موصوفہ کا یہ مضمون نظروں سے گزرا اور اُدھر نئے آرٹیکل کے لئے کسی عنوان کی تلاش میں جب میں اپنے نوٹس کی چھان پھٹک کر رہا تھا تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد بعنوان ”ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے“ ملا۔ جس کو آج اس اداریہ کا مضمون بنایا جارہا ہے۔

٭ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جوں جوں انسان بڈھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکا اور سخت غلطی ہے جو موت کو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے۔ ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر میں بڑے نرم دل تھے۔ لیکن آخر عمر میں آکر سخت ہوگئے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ نفس دھوکا دیتا ہے کہ موت ابھی دور ہے۔ حالانکہ بہت قریب ہے۔ موت کو قریب سمجھو تا کہ گناہوں سے بچو۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گنہگار کو بخشے گا۔ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہیں۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزوں کی نوکریوں کی طرح نہیں کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہاں سے نوکریاں ملیں۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے۔ یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اس کی نزع کی حالت کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آجاوے۔ بے شک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 94-95 ایڈیشن 2016ء)

اس مضمون کو آپؑ نے کئی مقامات پر بیان کرتے ہوئے دوستوں کو اپنے اعمال درست کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احسن رنگ میں ادائیگی کی تلقین فرمائی۔ نمازیں ادا کرنے، روزے رکھنے، زکوۃ دینے کی طرف توجہ دلائی۔

٭ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

موت کو یاد رکھو کہ یہ دن (طاعون کے۔ ناقل) خدا کے غضب کے ہیں۔ نمازوں پر پکے ہو جاؤ۔ تہجد پڑھو اور عورتوں کو بھی نماز کی تاکید کرو۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 60 ایڈیشن 2016ء)

٭ حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو بارہا موت کو یاد رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آپؑ نے 15 اپریل 1902ء کو چند بیعت کرنے والے دوستوں کو مخاطب ہو کر یوں ہدایت فرمائی۔

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع

ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقّت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 47-48 ایڈیشن 2016ء)

کیا لازوال حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیرائے میں بیان فرمائی ہے۔
ہم اس ورلی دنیا میں بارہا دیکھتے ہیں کہ کسی کو انتباہ کرنا ہو تو کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہے۔ ہم روزانہ بچوں کو کسی چیز سے ڈراتے ہیں۔ مقصد اس کا، بچے کو کسی اچھے کام کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے۔ ہم احمدی بالعموم بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر پیدا کرنے کے لیے اس واحد یگانہ خدا سے ڈراتے ہیں۔ یہاں بھی در حقیقت موت کو بار بار یاد رکھنے کے لیے نیکی کے کاموں میں تیزی لانے کی طرف اشارہ ہے۔ ایک بندہ کو اپنے نیک اعمال کو دوام دینا چاہیئے۔ اخروی زندگی میں یہی اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ اگر اچھے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا تو جنت ورنہ دوزخ کی راہ دیکھنی ہو گی ہاں غفور الرحیم خدا مغفرت کا سلوک کر دے تو الگ بات ہے۔

آنحضور ﷺ نے ایک بہت ہی پیاری تمثیل بیان فرمائی ہے جو اس مضمون سے مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ کہ ایک قاتل شخص نے جب 99 اشخاص کو قتل کر لیا تو اسے خوف خدا پیدا ہوا اور وہ کسی ولی کے پاس گیا کہ میں 99 بندوں کا قاتل ہوں کیا میری بخشش ہو سکے گی۔ اس نیک بندے نے جواباً کہا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ 99 ذی روح کے قاتل کی کیسے مغفرت ہو سکتی ہے۔ اس نے دَب سے چھرا نکالا تو اسے بھی قتل کر کے اپنی سنچری مکمل کر کے پھر کسی نیک بندے کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگا۔ کسی کی نشان دہی پر اس کی طرف چل دیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ اس

ولی نے کہا کہ کیوں نہیں اگر تم سچی توبہ کر چکے ہو تو خدا تو بخشنہار ہے وہ بخش سکتا ہے۔ تم فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک خدا کا بندہ مقیم ہے۔ اسے ملو اور اپنا مدعا بھی بیان کرو۔

مغفرت کا طالب قاتل اس بندے کی طرف چل دیا۔ راستے میں اُسے موت نے آ لیا۔ جنت اور جہنم کے فرشتے اس جگہ آن پہنچے۔ جنت والے فرشتوں نے اسے اپنی طرف یہ کہتے ہوئے کھینچنا چاہا کہ اس نے توبہ کر لی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور جہنم کے فرشتے اس کوشش میں تھے کہ وہ اِسے جہنم لے جائیں تا اسے 100 قتل کی سزا مل سکے۔ جب دونوں اطراف کے فرشتوں میں جھگڑا طول پکڑ گیا تو ان میں تصفیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا۔ جس نے سارا معاملہ سُن کر فیصلہ سُنایا کہ دونوں اطراف کے فاصلے ماپ لیتے ہیں۔ اگر اس وفات یافتہ شخص نے زیادہ فاصلہ طے کر لیا ہے تو جنت والے فرشتے لے جائیں اور اگر طے ہونے والا فاصلہ طے شدہ فاصلے سے زیادہ ہے تو جہنم والے فرشتے اس کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ طے شدہ فاصلہ اور طے ہونے والا فاصلہ ماپا گیا۔ تو طے شدہ فاصلہ زیادہ نکلنے کی بناء پر جنت والے فرشتے اس کو جنت کی طرف لے گئے۔

بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ طے ہونے والا فاصلہ، طے شدہ فاصلے سے زیادہ تھا مگر چونکہ یہ مرحوم توبہ کر چکا تھا۔ جو خدا کو بہت پسند ہے تو اس لئے اللہ نے حکم دیا کہ طے شدہ زمین کھینچ کر لمبی کر دی جائے تا جنت کے فرشتے اسے لے جا سکیں۔

یہ تو تمثیل ہے جو بیان ہوئی۔ انسان زندگی کا سفر بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔ نجانے کب اُسے موت آ لے۔ اس لئے انسان کو ہر دم اور ہر وقت اپنی نیکیوں کا پلڑا بھاری رکھنا چاہئے۔ زندگی کا طے شدہ فاصلہ توبہ اور مغفرت مانگتے ہوئے نیکیوں کے ساتھ لمبا رہنا چاہئے تا جنت کے فرشتے وفات کے بعد اس کو اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کو جنت کی راہ دکھلائیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ایک مومن کو اپنی وفات کے بعد نعماء اور جنت کے میووں کا انتظار رہتا ہے۔ اس لئے موت کے لئے وہ ہر دم تیار رہتا ہے اور موت کو خوشی سے اپنے سینے سے لگاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

موت سے نہیں ڈرنا چاہئے، مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہئے، کیونکہ موت تو بہر حال آنے والی ہے۔

موت نہیں ٹلتی مگر جو خدا کے دین کے خادم ہوں۔ اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہوں ان کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہیں، ان کا خدا ذمہ دار نہیں۔

موت مومن کے لیے خوشی کی باعث ہے، کیونکہ وہ ایک مَرْکَبْ ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچاتی ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 95-96 ایڈیشن 2016ء)

ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو ایک اور حسین پیرایہ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ انسان کے نیک اعمال کا اور اس کی سیرت طیبہ کا تذکرہ مرنے کے بعد اس کے کتبے پر لکھا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح جب کسی مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں تو ہماری خواہش ہوتی ہے کہ اس تذکرہ کو یا اس کا کچھ حصہ ہم اپنے عزیز مرحوم کے قبر پر کتبہ پر لکھوائیں تا پسماندگان یا دوستوں میں سے جو بھی اس قبر پر حاضر ہو وہ اسے پڑھ کر دُعا دے۔ اسی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ جمعہ پر ہمارے پیارے مرحوم کا تذکرہ ہو۔ حالانکہ ایسے مرحومین کی جن کی نماز جنازہ حضور عام دنوں میں پڑھاتے ہیں۔ ان کی سیرت کا تذکرہ بھی نماز جنازہ غائب پڑھانے سے قبل ہوتا ہے۔ جو پیارے حضور کی مبارک نظروں سے گزر کر دُعائے مغفرت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے'' کے ضمن میں فرماتے ہیں:

قبروں پر جانے کی ابتداءً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی تھی۔ جب بُت پرستی کا زور تھا۔ آخر میں اجازت دے دی۔ مگر عام قبروں پر جا کر کیا اثر ہو گا جن کو جانتے ہی نہیں۔ لیکن جو دوست ہیں اور پارسا طبع ہیں ان کی قبریں دیکھ کر دل نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہو اس کی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ نے پختہ طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ جو خارجاً مخلص ہو اور وہ فوت ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اس قبرستان میں دفن ہو وہ صندوق میں دفن کر کے یہاں لایا جاوے۔ اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہو گا۔ اس کے لئے اوّل کوئی زمین لینی چاہئے اور میں چاہتا ہوں کہ باغ کے قریب ہو۔

فرمایا:

عجیب موئثر نظارہ ہو گا جو زندگی میں ایک جماعت تھے۔ مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں۔ جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دُور نہ ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ (لُقْمٰن:35) مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بِاَیِّ اَرۡضٍ تدفن نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دے دی تو فرمایا

مابقی لی ھَمٌّ بعد ذالك

یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے۔ میں اسی کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ

بدعت نہیں کہ قبروں پر کتبے لگائے جاویں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے۔ ہماری نصیحت یہ ہے کہ ایک طرح سے ہر شخص گور کے کنارے ہے۔ کسی کو موت کی اطلاع مِل گئی اور کسی کو اچانک آجاتی ہے۔ یہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کو انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتا ہے دل نرم ہوتا ہے۔ پھر دل سخت ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 286-287 ایڈیشن 1984ء)

محولہ بالا ارشاد میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ یہ الفاظ ”زندگی میں ایک جماعت تھے۔ مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی“ حقیقت بن کر ہمارے سامنے موجود ہیں۔ کہ جب ہم بہشتی مقبرہ قادیان و ربوہ اور دنیا بھر میں قائم قبرستان خاص کو دیکھتے ہیں تو ترتیب کے ساتھ قبروں کو پا کر دل عش عش کر اٹھتا ہے کہ ہمارے زندہ لوگوں میں تو ترتیب ہے ہی ہمارے مردے بھی ترتیب سے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں جب لاہور میں مربی ضلع کے فرائض ادا کر رہا تھا تو میں مختلف اخبارات و رسائل کے تین صحافیوں کو اپنے ساتھ ربوہ کی زیارت کے لئے لے گیا۔ بہشتی مقبرہ کی زیارت کے لئے پہنچے تو اندر داخل ہوتے ہی ایک دوست کے لبوں پر یہ الفاظ تھے کہ ”جس جماعت کے مردوں میں اتنی ترتیب ہو ان کے زندوں میں ترتیب و نظم کا کیا حال ہوگا“

آج لندن قیام کے دوران، میں جب Godalming کے قبرستان میں جہاں احمدیہ قبرستان خاص و عام موجود ہیں، دعا کی غرض سے جاتا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ایک حقیقت بن کر آسامنے کھڑے ہوتے ہیں جب میں اپنے احمدی بھائی اور بہنوں کی قبور کو ایک لائن میں ترتیب سے دیکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ خلافت کے مبارک سایہ تلے منظم رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مئی 2022ء)

﴿88﴾

پھول یونہی کھلا نہیں کرتے، بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے

شاعر نے اس شعر میں دنیا کی ایک حقیقت کو کیا ہی عمدگی سے سمو دیا ہے۔ اور ہم روزانہ ہی بلکہ ہر لمحہ اس حقیقت کو اپنی زندگی میں، اپنے معاشرہ میں وقوع پذیر ہوتا دیکھتے ہیں۔ یہ لہلہاتے کھیت، یہ رنگ برنگے پھولوں سے سجی کیاریاں اور یہ روزانہ کھانے والی سبزیوں کی کیاریاں اس بات کی گواہ ہیں کہ جب بیج زمین میں پھینکا جاتا ہے تو وہ پہلے فنا ہوتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت اور کیفیت کو ختم کرتا ہے پھر اس سے ایک ننھا منا پودا زمین سے نمودار ہوتا ہے۔ اگر وہ بیج سبزی کا ہو تو سبزی کے پودے کی بیل بن کر آگے ایسی ذائقے دار سبزیاں اُگاتا ہے جو انسان میں زندگی بخشتی ہیں۔ اگر وہ بیج کسی پھول کا ہو تو وہ آگے ایسے خوشبو دار، خوبصورت پودوں کی شکل میں ڈھل کر پھول پیدا کرتا ہے۔ جو انسان کی آنکھوں کو بھلا محسوس ہوتے ہیں اور طبیعت خوشگوار کر جاتے ہیں۔ اگر یہ بیج پھلوں کے ہوں تو ان میں سے بعض پودوں یا بعض درختوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں جن پر ایسے ذائقہ دار پھل لگتے ہیں۔ جن کو کھا کر انسان خوشی اور حلاوت محسوس کرتا ہے۔ یہ پھل انسان میں نئی زندگی کا باعث بنتے ہیں اور صحت برقرار رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو سیاسی، تکنیکی، سائنسی اور مذہبی دنیا کے حوالہ سے دیکھیں تو کوئی بھی بڑا آدمی ایسے نہیں بن جاتا جب تک وہ اپنے آپ کو قربان نہ کرے۔ جب تک اپنے نفس کو ختم نہ کرے۔ وہ اپنی راتوں کو قربان کرتا ہے۔ اپنی نیند اور آرام کو مخلوق کے فائدے کے لئے قربان کرتا ہے۔ جتنے بڑے بڑے سائنس دان گزرے ہیں، ہیئت دان پائے جاتے ہیں یا سیاسی میدان کے نامور ہیں جیسے نیلسن منڈیلا یا کسی نبی، رسول اور خلیفہ کو دیکھ لیں۔ وہ خدا کی مخلوق کے لئے اپنے آپ کو بظاہر ختم کر لیتے ہیں نہ ان کو راتوں کی نیند کا خیال رہتا ہے اور نہ دن کے آرام کا۔ وہ راتوں کو اللہ کے حضور جھکتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے حضور اس

طرح سجدہ ریز ہوتے ہیں، روتے بلبلاتے ہیں کہ گویا وہ ذبح کیے گئے ہیں۔ ان کو نہ کھانا یاد رہتا ہے، نہ آرام اور نہ نیند۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ ”میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے“ اور فرمایا: جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے، تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا: ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیے۔

ہم اپنے خلیفۃ المسیح کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک متقیوں، اللہ والوں اور حقیقی مسلمانوں کی جماعت کے لئے کسی قدر قربانی کرتے ہیں۔ راتوں کو جاگتے ہیں اور دنوں کو خدمت دین میں گزارتے ہیں۔ انبیاء اور خلفاء کی انہی قربانیوں کی وجہ سے، اپنے آپ کو فنا کرنے اور اپنے اوپر موت وارد کرنے کا صلہ ایسے مقدسین، صحابہ کی صورت میں دیتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کے لقب سے نوازتا ہے۔

اس مضمون کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیں تو قرآن کریم اور احادیث میں اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ دینے والوں کے مقام کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 70 میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو شہداء کے گروہ میں شامل کیا۔ اسی طرح سورۃ الحدید آیت 20 میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کو صدیق اور شہید ٹھہرایا ہے۔ اس شعر میں بیان حقیقت کو اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے تو اسے عاجزی، انکساری، خاکساری، تواضع اور فروتنی کے الفاظ میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ جسے اختیار کر کے اللہ کو پایا جا سکتا ہے۔ بلندیاں سر ہو سکتی ہیں۔ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے اور چوٹیاں سر کرنے والے کوہ پیماؤں کو ٹی وی چینلز پر دیکھتے ہیں کہ وہ بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹی سر کرنے کے لئے جھکتے ہیں۔ کیا کبھی کسی کو ڈاکٹر کو پہاڑ کی چوٹی سر کرتے دیکھا گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کے بالمقابل جب درختوں اور پودوں پر پھل اور پھول لگتے ہیں تو وہ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔ گویا اونچا مقام پانے کے

لئے بھی جھکنا ہے اور جب آپ پھلدار ہو جائیں تو پھر بھی زمین کی طرف ہی جھکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان آیت 63 میں رحمان کے بندوں کی علامات میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں پھر سورہ بنی اسرائیل آیت 37 میں فرمایا کہ زمین پر اکڑ کر مت چلا کر تو ہر گز زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ ہی پہاڑ کی بلندیوں پر پہنچ سکے گا۔ تکبر ایک ایسی بیماری اور کمزوری ہے جس کی بیخ کنی بچپن سے ہی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے بچے کو یہ نصیحت کریں کہ تکبر سے اپنے گال کو مت پُھلا اور زمین پر اکڑ کر مت چل یقیناً اللہ ہر متکبر اور شیخی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (لقمان:18)

آنحضور ﷺ نے بھی ہمیں نصیحت فرمائی اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ (صحیح مسلم کتاب البر و الصلة) کہ بندہ جب عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کا ساتوں آسمان پر رفع کر لیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کی عضباء نامی اُونٹنی دوڑ میں دوسری اونٹنیوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیتی تھی۔ ایک دفعہ کسی دیہاتی کی اونٹنی سبقت لے گئی۔ صحابہ کو افسوس ہوا۔ صحابہؓ کے افسردہ چہروں کو بھانپ کر آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے نیچا دکھلاتا ہے۔

(بخاری کتاب الجهاد)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے سارے افراد جماعت کو یہ پیغام دیا ہے کہ

تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں (تذکرہ صفحہ 595)

پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21)

پھر بہت زور دیتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب ہو کر اپنی کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے کہ قربانیوں کا

خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہیں۔ جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ قیام، دل کا یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ ہے کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ ہے کہ اُسی کے لئے اپنے وجود سے دستبردار ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ یہ عاجزی کوئی آسان کام ہے۔ بہت سی انائیں، بہت سی ضدیں، بہت سی سُستیاں، بہت سی دنیا کی لالچ، بہت سی دنیا کی دلچسپیاں ایسی ہیں جو یہ مقام حاصل کرنے نہیں دیتیں۔ فرمایا اَنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ یہ آسان کام نہیں ہے، یہ بہت بوجھل چیز ہے......اور اس بوجھل چیز کو اُٹھانا بغیر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اس کی مدد چاہو، اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے اس کے آگے جھکو، کوشش کرو۔ لیکن یہ مدد اُس وقت ملے گی جب عاجزی اور انکساری بھی ہو گی۔

(خطبہ جمعہ 7 جون 2013ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 مئی 2022ء)

《89》

حقوق و فرائض

ہمارے معاشرہ میں خاندان بہت سے رشتوں کے مجموعہ کا نام ہے اور ہر رشتہ ہی محترم اور قابل عزت ہے اور یہ رشتے حقوق و فرائض کی ادائیگی اور ایک دوسرے کے لئے قربانی کرنے اور ایثار سے پنپتے ہیں اور صحت مند معاشرہ یا معاشرتی زندگی کا قیام ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی ادائیگی سے ہو سکتا ہے۔

گویا حقوق و فرائض کو گاڑی کے دو پہیے قرار دیا جاسکتا ہے جو مساوی چلتے ہیں۔ اگر ایک امر کسی کا حق ہے تو وہی امر دوسرے کا فرض۔ گویا ہر حق کے ساتھ ایک فرض بھی وابستہ ہے۔ اس مضمون کو کسی نے ایک فقرہ میں یوں ادا کیا ہے۔ ''حقوق کے حصول کا واحد راستہ فرائض کی ادائیگی ہے''

مشہور مفکر ڈاکٹر بینی پرشاد کے مطابق حقوق و فرائض ایک ہی سکّے کے دو رُخ ہیں۔ اپنے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ حقوق ہیں اور دوسرے کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ فرض ہے۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر انسان انفرادی طور پر یا مختلف سوسائیٹیاں، تنظیمیں یا پارٹیاں اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتی نظر آتی ہیں۔ اپنے حقوق کے تحفظ کا پرچار کرتی نظر آتی ہیں مگر دوسرے کے حقوق جو اپنے فرائض ہیں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی حقوق و فرائض دونوں الفاظ کے ساتھ ادائیگی کا لفظ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ حقوق کی ادائیگی اور فرائض کی ادائیگی کے الفاظ بولے جاتے ہیں اور حقوق و فرائض کہہ کر حقوق کی ادائیگی کو فرائض کی ادائیگی پر فوقیت دی گئی ہے اور انگریزی میں بھی Give And Take کا محاورہ بولا جاتا ہے کہ اگلے کے حقوق پہلے ادا کرو۔ آپ کے حقوق خود بخود ادا ہوں گے۔ follow کریں گے۔

اس تمام مضمون کا خلاصہ یوں بنتا ہے۔

ہمارے حقوق ہم پر یہ فرض عائد کرتے ہیں ہم معاشرہ میں دوسرے افراد کے اور خاندان میں رشتہ داروں کے حقوق کا احترام کریں۔

اس مضمون کو جب ہم خاندان پر لاگو کرتے ہیں تو خاندان کے اندر موجود تمام رشتہ داریاں محترم ہیں، قابل عزت ہیں اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم ملتی ہے۔

اس کے علاوہ میاں بیوی کا ایک یونٹ ہے ان کے ایک دوسرے کے لئے حقوق و فرائض ہیں۔ ماں باپ اور اولاد کا ایک رشتہ ہے۔ ساس سسر اور بہو، ساس سسر اور داماد کے تعلقات ہیں۔ ان کے ساتھ ماموں، خالہ، نانا، نانی، چچا، تایا، پھوپھو، دادا، دادی اور بہن بھائیوں کا تعلق ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”جو شخص رزق میں فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر بڑھے اور ذکر خیر ہو تو اسے صلہ رحمی کا خلق اپنانا چاہیے“ (مسلم کتاب البر والصلة)

ان محترم عزیز اور پیارے رشتوں کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لئے ایک فرمان یہ بھی ہے مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرِنَا وَلَمْ یَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا (ابوداؤد) کہ جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض سمجھنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مئی 2022ء)

﴿90﴾

الفضل کے حوالے سے اپریل میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط 5

ادارہ الفضل ہر ماہ قارئین کے تبصروں اور آراء سے چند ایک ہر ماہ بغرض تاریخ شائع کر رہا ہے۔ ماہ اپریل کے چند تبصرے پیش ہیں۔

سلامتی کے حسین تحفے اور لاجواب مضامین

صبح سویرے، گھر بیٹھے پیارے آقا کی جانب سے سلامتی و حفاظت کی دعا ایسا بیش قیمت تحفہ تھی کہ دل سارا دِن حمد کے گیت گاتا رہا۔ کیا ہی پیارا رشتہ ہے افرادِ جماعت کا۔ صد ہا بار شکر ہے اُس ذات کا جس نے ہمیں احمدیت کے خوبصورت رشتہ میں پرویا۔

آپ کے اداریہ کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں جس طرح بظاہر معمولی نظر آنے والی بات کو انتہائی خوبصورت انداز میں دین سے مربوط کر دیا جاتا ہے، وہ قابل ستائش ہے۔ لوگوں کی اکثریت ان محاوروں اور باتوں کو اُس زاویے سے نہیں دیکھتی جس نظر اور زاویے سے آپ کی تحریر ہمیں دکھاتی اور سمجھاتی ہے۔ پھر وہ تحریر ''بھانڈے قلعی کرالو'' ہو یا When it's gone it's gone ہو اپنا گہرا اثر دلوں پر چھوڑتی ہے۔ **(ثمرہ خالد۔ جرمنی)**

گراں قدر معلومات

مکرم چوہدری فضل کریم صاحب کا اپنا بیان فرمودہ قبول احمدیت اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا ایمان افروز تذکرہ الفضل میں شائع کروا کر محفوظ کر لینا بہت مستحسن کام ہے۔ بہت قابل قدر معلومات میسر آئی ہیں۔ **(رانا منظور احمد)**

پرانی یادیں تازہ ہو گئیں

مختلف عنوانات جیسے ”پیغام عہدیداران۔ دعا کی تازہ تحریک“، ”میں تو انتہائی عاجز سا انسان ہوں“ اور ”صداقت زمانہ کے مامور کی قرآن پاک کی آیت الحاقہ آیت 45-48“ بہت عمدہ تھے۔

”بھانڈے قلعی کرالو“ نے میرے بچپن کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اس مقدس مہینے میں یہ عہد کرنے والے بن جائیں کہ ہم وہ زنگ دور کر سکیں اور اسی نسخہ کو اپنانے والے بن جائیں جو اس مضمون میں بیان ہوا ہے۔ (آر آر قریشی)

روح وجد میں آگئی

مَاشَآءَ اللّٰہُ ! چچا جان چوہدری فضل کریم کا ذکر خیر پڑھا روح وجد میں آگئی۔

(انیس دیالگڑی۔ جرمنی)

رمضان میں الفضل نے ہمیں اللہ کے بہت قریب کئے رکھا

اداریہ ”رمضان المبارک انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ“ اور ہادی علی صاحب کے مضمون بعنوان ”حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا وصفِ شعر و سخن“ دونوں اقساط بے حد شاندار رہیں۔ ہر ہر جملے کا لطف آگیا۔ ”چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں“ ایک نہایت عمدہ اور ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی جانب توجہ دلانے والا مضمون ہے جسے آپ نے بہت خوبصورت مثالوں سے مزین کیا۔ مورخہ 16 اپریل 2022ء کو شائع کردہ مضمون بعنوان ”پیشہ ہے رونا ہمارا، پیش رب ذوالمنن“ میں جس خوبصورتی سے آپ نے خدا کے حضور بہنے والے پانی جسے دنیا آنسو کہتی ہے کو احساس، محبت، ندامت، خوشی، دکھ، خوف اور دیگر کیفیات سے جوڑا ہے اس نے تو سچ میں رلا دیا۔ حقیقت میں الفضل نے رمضان میں ہمیں اللہ کے بہت قریب کئے رکھا۔ (درثمین احمد۔ جرمنی)

باکمال اخبار باکمال مضامین

خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت سے الفضل آن لائن تیزی سے ترقیات کی منازل طے کرتا نظر آرہا ہے خلیفہ وقت کی خاص دعاؤں اور توجہ کے ساتھ تمام ٹیم کی انتھک محنت رنگ لارہی ہے اور اس آن لائن اخبار کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

''چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں'' سبحان اللہ! کیا باکمال مضمون ہے۔ اتنی جامع معلومات اور آنکھیں کھولنے والی روایات اکٹھی کیں ہیں۔ (عفت وہاب بٹ۔ڈنمارک)

احمدیت کا ورثہ شاندار مضمون

آج الفضل 18 مارچ 2022ء میں خاکسار نے مکرم برادرم حامد کرم صاحب مبلغ ہالینڈ کا مضمون ان کے والد محترم جناب چوہدری فضل کریم صاحب مرحوم کے بارے میں ''احمدیت کا ورثہ'' پڑھا۔ اللہ تعالیٰ حامد کریم صاحب کو جزا دے۔ (سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

تجسس اور دلچسپی بڑھ گئی

مورخہ 22 مارچ 2022ء کے شمارہ میں شائع کردہ مضمون ''اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا'' جو نبیلہ رفیق فوزی صاحبہ نے ناروے سے تحریر کیا ہے ایک شاندار مضمون ہے۔

مسیح موعودؑ نمبر کے لیے آپ نے جو یہ نیا طریق اختیار کیا ہے کہ بجائے ایک ہی شمارہ شائع کرنے کے اس کو کئی دنوں میں منقسم کر دیا ہے، اس نے تجسس اور دلچسپی بہت بڑھا دی ہے۔ نئے مضامین اور ممالک کے بارے میں جاننے کی جستجو نے آئندہ دنوں میں چھپنے والے شمارہ جات کا انتظار بہت دلچسپ کر دیا ہے۔ (طاہر احمد۔ فن لینڈ)

اللہ تعالیٰ الفضل کو چار چاند لگائے رکھے

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ الفضل آن لائن کو چار چاند لگائے رکھے اور ہم سب کو اسلام واحمدیت کی آواز کو بلند سے بلند کرنے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کی ترقی و ترویج میں تمام کارکنان، خدمتگار، مددگار اور قارئین کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

(امتہ الباری ناصر۔امریکہ)

کارکنان کے لئے دعا گو

آج 22 مارچ 2022ء کا اخبار پڑھا اور آپ اور ان تمام مجاہدین کے لیے دعا کی توفیق ملی جو سچائی کا پیغام پہنچانے کے لیے اپنے گھروں سے دور دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ **(عبد القدیر قمر)**

موثر اخبار خوبصورت انداز بیان

الفضل کا یہ روحانی مائدہ اس قدر موثر ہے کہ دل و دماغ میں اترتا جارہا ہے۔ ”روحانی چھٹہ“ کیا خوبصورت اور اچھوتا اندازِ بیان ہے، روزے کی وضاحت کا۔ جس نے دل کی میل کو صاف کر دیا ہے۔ پیارے خدا سے کچھ پیار ملتا لگ رہا ہے۔ راستے کی دھند دور ہو گئی ہے۔ کیسا مصفا اور دلفریب راستہ نظر آنے لگا ہے خدا تک پہنچنے کا۔ جزاك الله۔ **(صادقہ چوہدری۔ کینیڈا)**

حسین یادوں سے مزین

یکم اپریل 2022ء کے شمارے میں شیخ مبارک محمود پانی پتی مرحوم آف لاہور پر منور علی شاہد جرمنی کا بہت شاندار مضمون آیا ہے۔

7/ اپریل 2022ء کے الفضل میں حضرت عبد الرحمنؓ پر مضمون، پڑھ کر بہت لطف آیا۔ 13 اور 14 اپریل 2022ء کے شمارہ الفضل میں ”حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا وصف شعر و سخن پڑھ کر بہت لطف آیا اور آپؒ کی حسین یادیں ابھر کر سامنے آنے لگیں۔ آپ کا اداریہ ”رمضان المبارک انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ“ بہت پسند آیا۔ اچھی تشبیہات سے مزین سارے اداریے قابل ستائش ہیں۔ ابتلاؤں سے کامیاب ہو کر نکلنا اللہ کے فضل پر منحصر ہوتا ہے وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کا مضمون ہے۔

(فضل الرحمن بسمل)

مَاشَآءَ اللّٰہُ ! بہت خوبصورت اداریے پڑھنے کو مل رہے ہیں۔ جزاك الله۔

(منصورہ فضل من۔ قادیان)

الفضل ایک منی گوگل

الفضل نے ہمارے دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی معلومات میں بھی اضافہ کیااور میں اخبار بینی اور مطالعہ کی عادت ڈال دی اس کا فائدہ آج تک ہم اٹھا رہے ہیں۔ الفضل کی حیثیت ہمارے لئے منی گوگل کی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس منی گوگل کو ترقیات سے نوازتا رہے۔ آمین

مؤرخہ 4اپریل 2022ء کے شمارے میں طبع شدہ مضمون میں آپ نے آئینے سے بہت اچھی تشبیہ دی ہے الفضل واقعی آئینہ کا کام کر رہا ہے۔ (سعدیہ طارق)

سیکھائے جو رونے کا سلیقہ

بہت خوبصورت تحریر ماشاء اللہ !بے شک ہمیں ہی رونے کا سلیقہ نہیں ہوتا ’’ورنہ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی‘‘۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ بینا آنکھیں عطاء کرے جن سے نکلنے والے آنسو عرش کے پائے کو ہلا دیں اور رحمت خداوندی کو جوش میں لا کر اپنی مناجات کو درجہ قبولیت بخشوا لیں، آمین اَللّٰھُمَّ آمین۔ (صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

لاجواب شمارے پر لاجواب تبصرہ

یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے جو خوبصورت مضامین پڑھنے کو ملے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچا ہے۔ آپ کا اداریہ ان تمام موضوعات پر شاہکار تھا۔ ماشاء اللہ بہت عمدہ تحریر تھی۔ (مبارکہ شاہین۔ جرمنی)

ہمارا ترجمان اخبار

28مارچ 2022ء کے روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’پہلے حجاب پھر کتاب‘‘ پڑھا۔ ہمیشہ کی طرح معلوماتی، علمی اور متاثر کر دینے والا اداریہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہم عورتوں کا ترجمان اداریہ بھی تھا۔

”بھانڈے قلعی کرالو“ کیا خوب عنوان باندھا ہے۔ آپ کا یہ اداریہ میں نے اپنی بیسیوں غیر احمدی پاکستانی سہیلیوں کے ساتھ بھی شیئر کیا تھا۔ کہنے لگیں کہ بھانڈے قلعی کرالو کا روحانیت، میں ترقی اور بشری کمزوریوں کو دور کرنے پر اتنی خوبصورتی سے استعمال پہلی دفعہ پڑھا ہے۔”رمضان المبارک انسانی کثافتوں کو صاف کرنے کا روحانی چھٹہ“ بہت ہی ایمان افروز اداریہ ہے۔ مجھے تو بہت ہی لطف آیا۔ (بشریٰ نذیر آفتاب، سسکاٹون کینیڈا)

رمضان المبارک کی اہمیت اور فلاسفی کو اجاگر کرنے والا الفضل

مؤرخہ 2اپریل 2022ء کے شمارے میں آپ کا طبع شدہ مضمون ”بھانڈے قلعی کرالو“ بہت دلچسپ اور رمضان المبارک کی اہمیت اور فلاسفی کو اجاگر کرنے والا تھا۔ (عبدالغفار عابد۔ گلاسگو)

مضمون کا لطف آگیا

جزاکم اللہ ! الفضل کے 15اپریل 2022ء کو شائع کردہ اداریے ”چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں“ کا لطف آیا اور توجہ ہوئی۔ (آصف محمود باسط۔ لندن)

نئی جہد کا اخبار

ما شاء اللہ ! الفضل کو آپ نے نئی جہت دے دی ہے۔ تربیتی نقطۂ نظر سے آپ کے اداریے بہت عمدہ، دلچسپی کا باعث اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ (چوہدری منیر مسعود)

اعلیٰ معیار کا اخبار

الفضل اخبار ایک بہت اعلیٰ معیار کا اخبار ہے۔ میں روزانہ مطالعہ کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کارکنان کی اس کاوش کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دے۔ (امتہ الحفیظ۔ قادیان)

قلمی جہاد میں مصروف عمل

روزنامہ الفضل آن لائن ہمہ وقت قلمی جہاد میں مصروف ہے اور بلا شبہ دینی خدمات میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید کامیابیوں سے ہمیشہ ہمکنار کرے، آمین۔

(اے آر بھٹی)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مئی 2022ء)

﴿91﴾

Help Us, Help You

خاکسار کے حقوق و فرائض پر متعدد آرٹیکلز الفضل آن لائن کی زینت بن چکے ہیں جن میں خاکسار نے اس امر کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں جب حقوق و فرائض کی بات چلتی ہے یا ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو پہلے یہ سوال ذہن میں غالب آتا ہے کہ ہمارے اپنے حقوق کیا ہیں؟ کیا وہ حقوق ہمیں مل رہے ہیں؟ اپنے فرائض کی طرف خیال کم ہی جاتا ہے۔ ہم ہر دوسرے دن سڑکوں پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کو احتجاج کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ بھی اپنے فرائض کو پس پشت ڈال کر اپنے حقوق کا ہی مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ خاکسار اپنے گزشتہ آرٹیکلز میں یہ امر بارہا باور کراتا آیا ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں جب حقوق و فرائض کا ذکر ملتا ہے تو حقوق کا ذکر پہلے آتا ہے۔ جس کے معانی یہ ہیں کہ پہلے دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ اگر آپ معاشرہ میں بسنے والی مخلوق کے حقوق ادا کریں گے تو آپ کے حقوق خود بخود ادا ہوں گے۔

یہاں مغربی دنیا میں ہم روز دیکھتے ہیں کہ اپنے ساتھی کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ بازاروں میں چلتے یا سڑکوں پر ٹریفک کے دوران حقوق کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ مرکوز رہتی ہے۔ جب معاشرہ میں بسنے والا ہر فرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہا ہے تو پھر دوسرے کا حق ادا کرنے والے کو حقوق بھی مل رہے ہوں گے۔ انگلش میں ایک محاورہ بھی ان معنوں میں اطلاق پاتا ہے۔ کہتے ہیں Give and take کہ پہلے دوسروں کو دینے کی عادت اپناؤ یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ آپ کے حقوق خود بخود مل جائیں گے۔

اسلام میں ہمیں ''السلام علیکم'' کہنے میں پہل کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ جب آپ کسی پر سلامتی بھیجیں گے تو جواباً سلامتی مل جائے گی۔ کچھ عرصہ قبل میں مارننگ واک پر تھا اور

میں سڑک کو عبور کرنے کے لئے سڑک کے کنارے پہنچ چکا تھا کہ ایک سائیکلسٹ کو میں نے بہت تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو میں سڑک کو عبور کرنے سے رک گیا۔ میں اس وقت حیران رہ گیا جب اس نے برق رفتاری سے بڑھتے ہوئے اپنے سائیکل کو بریک لگا مجھے سڑک عبور کرنے کی دعوت دی۔ میں نے سائیکلسٹ کو آگے بڑھنے کا اشارہ دیا جس کو اس نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے مجھے پھر سڑک کراس کرنے کو کہا۔ جس پر خاکسار نے ہاتھ اٹھا کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائیں بھی دیں جو حقوق و فرائض یا give and take کی ایک عملی تصویر تھی۔ جبکہ ہمارے معاشرہ میں سب کچھ اس کے برعکس ہے۔

گزشتہ دنوں مجھے اپنے GP سے ملنے کے لئے جانا ہوا تو وہاں ٹی وی سکرین پر جو ہدایات دیکھنے کو ملیں ان میں سے ایمرجنسی کو کال کرنے کے لیے ٹرپل ون (111) کی ہدایات بھی سکرین پر بار بار نمودار ہو رہی تھیں اور ایک کونے میں ٹرپل ون کے سلوگن یا ماٹو پر درج تھا۔

Help Us, Help You

اس سلوگن / ماٹو پر بھی غور کریں تو اس کا تعلق حقوق و فرائض سے ہے۔ ٹرپل ون ایمرجنسی والے عوام کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ درست ہے اور حقیقت ہے کہ آپ کی خدمت ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ آپ کے حقوق کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن آپ کا بھی فرض ہے کہ ہمارے ادارہ کے ساتھ تعاون کریں۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایمرجنسی کے جتنے بھی ادارے دنیا میں پائے جاتے ہیں اور وہ عوام الناس کی خدمت پر مامور ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہماری خدمت کریں۔ ذرہ بھر کی کوتاہی ناقابلِ برداشت ہے۔ اس لیے یوکے میں ایمرجنسی ٹرپل ون اپنے ماٹو میں اس حصہ کو شامل کرکے عوام الناس کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے کہ آپ بھی ہمارے ادارہ کے ساتھ تعاون کریں، ہماری مدد کریں۔ ہم تو ہمہ تن آپ کی خدمت پر مامور ہیں۔ آپ کی خدمت آپکے ساتھ تعاون ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

اس اصول کو روحانی و مذہبی جماعتوں میں بھی کار فرمار کھنا چاہیے۔ جس طرح ہم اپنے گھروں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہتے بڑوں کی عزت کرتے ہیں، ان کا حکم مانتے ہیں۔ اس طرح جماعت بھی روحانی خاندان کی طرح ہے۔ جس کے اندر روحانی سربراہ بھی ہے۔ اور پھر ان کی نمائندگی میں جماعتی سطح پر بھی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی عہدیداران کا نظام ہے۔ جن میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر مدد و معاون بنے رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے اگر ایک کسی کا حق ہے اور وہ دوسرے کے فرائض میں شامل ہے اور اگر کسی کا کوئی فرض ہے تو دوسرے کا حق ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کو حقوق و فرائض کے مضمون میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس عمیق مضمون کو سمجھ کر معاشرہ اور جماعت میں اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی توفیق دے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی "فرائض پہلے اور حقوق بعد میں" کے مضمون کو امسال جمعۃ الوداع کے خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2022ء میں یوں بیان فرمایا ہے۔

"اگر ہم ایک رمضان کو دوسرے رمضان کے ساتھ نیکیاں کرتے ہوئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے، اپنے حق ادا کرتے ہوئے جو عبادتوں کے بھی حق ہیں اور لوگوں کے بھی حق ہیں سال کے باقی مہینے نہیں گزارتے تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا۔"

پھر عید الفطر 2/مئی 2022ء کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن کریم میں بہت جگہ توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم آج عید کے دن عید کرتے ہوئے ان حقوق و فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں کہ آئندہ ہم نے ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا میں عمومی طور پر گزشتہ جمعوں کے خطبات میں بھی ذکر کرتا رہا ہوں تو ہم نے اپنے رمضان کے حصہ کو پالیا اور عید منانے کے مقصد کو بھی پانے والے ہوں گے۔"

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف تفصیل سے توجہ دلاتے ہوئے صلہ رحمی میں والدین کے حقوق، ان کے ساتھ احسان کرنا، سگے رشتہ داروں، سسرالی بیوی کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کے حقوق، ہمسائیوں سے حسن سلوک، اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سے حسن سلوک، محروموں، کمزوروں سے پیار و محبت کا سلوک کرنے کی طرف نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: ”یہ حقوق کی ادائیگی کا صحیح ادراک حاصل کرنا اور دنیا کو اسلام کی تعلیم کا صحیح طور پر بتانا، اس کا پتہ دینا اور خود اس پر عمل کرنا یہ تبلیغ کے لئے راستے کھولے گا اور دنیا کو بچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مئی 2022ء)

﴿92﴾

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

یہ مکمل شعر یوں ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

خاکسار کے بہت سے اداریے باغ، باغیچہ، شجر، درخت، پیڑ، ڈالی، شاخ اور ٹہنی کی مناسبت سے مختلف اندازِ فکر لئے منظر عام پر آچکے ہیں۔ لیکن یوم خلافت کے موقع پر علامہ اقبال کے اس شعر کے حوالہ سے یہ میرا پہلا اداریہ ہے۔ اس میں شاعر یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ ملت کے ساتھ رہ کر ہی زندگی اور بقا ہے۔ جو شاخیں یا ڈالیاں درخت کے ساتھ جڑی رہتی ہیں وہی باثمر رہتی ہیں۔ خوبصورت بھی لگتی ہیں اور اپنے پھل اور ثمر سے دوسروں کو فائدہ بھی دیتی ہیں۔ اس لئے (ہرے بھرے) شجر سے اپنے آپ کو پیوستہ رکھ کر بہار کی امید رکھا کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

اس مضمون کو سمجھنے سے پہلے آغاز میں دیئے گئے الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے۔ باغ و باغیچہ کا نام ذہن میں آتے ہی سرسبزی اور ہریالی ذہن میں آتی ہے جہاں پیڑ، درخت اور شجر ہوتے ہیں۔ جن کے گھنے سائے اور پھلوں سے طبیعتیں خوشگوار ہوتی ہیں۔ شجر، درخت اور پیڑ بھی صرف ان رُکھوں کے لئے بولا جاتا ہے جو سرسبز ہوتے ہیں۔ ورنہ خشک اور سڑے ہوئے درخت نما کو درخت نہیں کہہ سکتے۔ شجر کے معنوں میں بھی ہریالی دلالت کرتی ہے۔ یہی کیفیت شاخ اور ڈالی

کے الفاظ میں ہے۔ جو شاخ کہلائے گی وہی درخت سے جڑی اس سے غذا حاصل کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جابجا اس مضمون میں شاخ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ٹہنی کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ جو محض سوکھی ہونے کی وجہ سے نہ خود سبز ہوتی ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! کہہ کر اپنے حواریوں اور ماننے والوں کو پکارا ہے۔

تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ درخت بھی وہی سرسبز رہتا ہے جس کی جڑیں زمین سے پیوستہ ہوں وہ وہاں سے غذا لے رہا ہو اور پانی بطور غذا مل رہی ہو اور گوڈی وغیرہ سے اس کی حفاظت ہو تو نہ صرف خود سرسبز رہتا ہے بلکہ اپنی شاخوں کو بھی غذا پہنچاتا ہے جو آگے پھول پھل دیتے ہیں۔

اب اس مضمون کو اسلامی نکتہ نگاہ سے مذہب اسلام اور احمدیت پر اپلائی کریں تو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز مضمون اُجاگر ہوتا ہے۔ اسلام بطور باغ کی طرح ہے۔ احمدیت اس کا ایک باغیچہ ہے۔ جس کے اندر بے شمار رنگا رنگ کے پودے اور درخت لگے ہیں۔ جن میں سے ایک بنیادی درخت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور پھر خلافت بھی ایک سایہ دار درخت ہے۔ جس کے پانچویں مظہر ساری دنیا میں پھیلے کروڑہا وجودوں کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق، طاقت، قوت اور روحانی غذا کے ذریعہ سرسبز و شاداب رکھے ہوئے ہیں اور اس درختِ وجود کی شاخیں آج آسمان سے باتیں کرتی اور جڑیں اتنی مضبوطی سے زمین کے اندر پیوست ہوتی جارہی ہیں کہ دنیا بھر میں احمدیت کے مخالفین نے انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں و جماعتوں کی طرف سے اس کی بیخ کنی کی کوشش کی مگر جوں جوں اس کو جڑ سے اکھیڑ باہر پھینکنے کی کوشش کی گئی توں توں اس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوتی گئیں اور کروڑوں احمدیوں کی مقبول دعائیں اور نیک اعمال و افعال نے پانی کا کام کیا اور مسلسل اپنے اعمال اور آنکھوں کے پانی سے اس درخت کو سیر اب کر رہے ہیں اور یہ درخت خلافت خود بھی اللہ سے تعلق کو مضبوط کر کے اور اس سے طاقت لے کر اپنی شب و روز دعاؤں، آنکھوں کے پانی اور خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ ان شاخوں کو غذا بہم پہنچا رہے ہیں۔ جس

سے ان شاخوں کو تازگی ملتی ہے۔ یہ زیادہ سبزی مائل ہوتی دکھائی دیتی ہیں اور پھل پھول لاتی ہیں۔ جس کا اب غیر بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔ اور اپنے اندر خلافت نہ ہونے کی وجہ سے پریشان نظر ہیں۔ واویلا بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وحدت کا نام تک نہیں۔ انتشار ہی انتشار ہے۔ افتراق عام نظر آتا ہے۔ قتل و غارت، لڑائی جھگڑا، غیر اسلامی حرکات کا بازار گرم ہے اور خلافت کو قائم کرنے کی آوازیں ہر طرف سنائی دیتی نظر آتی ہیں۔

جناب فضل محمد یوسف زئی استاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اس امر کا اظہار کیا کہ مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا، جس میں عظمت ہوتی، جس میں شجاعت ہوتی۔ (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء)

حزب التحریر نے اپنی آوازیوں قلمبند کی کہ

اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے، ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے۔ (پمفلٹ از حزب التحریر 2003ء)

خلافت تو خدا کی عنایت ہوتی ہے نہ کہ کسی کو فرمائش پر ملتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دشمنان احمدیت کو صد سالہ خلافت جوبلی کے تاریخی خطاب میں مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

"اے دشمنان احمدیت! میں تمہیں دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب تک کامیاب نہیں ہو سکے گی۔"

(خطاب 27/ مئی 2008ء)

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی خلافت دائمی ہے اور اس کے پھل بھی دائمی۔ ہر زمانہ کے وہ لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے جو اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوطی سے باندھ لیں گے۔ کیونکہ وہ عروہ وثقی ہے جس کو پہننے کی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تلقین فرمائی ہے۔

شجر اور شاخ کی بات ہو رہی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن شاخوں کو پھل لگتے ہیں وہ شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی ہیں۔ آج اسی مثال کو سامنے رکھ کر احمدیوں پر جو انگنت فضل خدا کے بحیثیت مجموعی و انفرادی نازل ہو رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر ہم اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ یہ پھل نمازوں کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ پھل نوافل کے نتیجہ میں نظر آتے ہیں۔ یہ پھل آج تلاوت قرآن کریم کے نتیجہ کے طور پر نظر آتے ہیں۔ ہاں ہاں! یہ پھل ایم ٹی اے کے ذریعہ، خلافت کے ذریعہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ آج یہ پھل روزنامہ الفضل آن لائن کی صورت میں بھی دنیا کے کونے کونے میں نظر آتا ہے۔ جسے معاندین احمدیت نے پاکستان میں 9 ہزار کی تعداد میں طبع ہونے پر بند کروا دیا تھا۔ آج یہ اخبار آن لائن کا روپ دھار کر اور عالمی بن کر لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے دلوں پر راج کر رہا ہے۔ یہی وہ پھل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی طور پر جماعت احمدیہ کو اور انفرادی طور پر احمدیوں کو عطا کر رکھے ہیں جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس بات کی عکاسی ہو رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بطور شاخ، خلافت کے درخت سے پیوستہ ہے اور درخت اپنے اللہ سے براہ راست فیض پا کر شاخوں کو مضبوط کر رہا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”(جو) اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو! میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا

اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔

مخالفت کی میں پروانہیں کرتا۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 148 ایڈیشن 1984ء)

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اسے ٹھانی

(م ج مرزا)

پھر ایک شاعر جناب م م محمود لکھتے ہیں۔

جدا ہوا اِس شجر سے جو بھی، شجر بھی وہ کہ گھنا ہے سایہ
نہ پائی چھاؤں کہیں بھی اُس نے، ہمیشہ زیرِ عتاب جانا

پھر مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم اسی مضمون کو اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتی ہیں۔

نبوّت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مئی 2022ء)

﴿93﴾

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا

خاکسار کی برطانیہ میں رہائش کے قریب، پیدل فاصلہ پر عیسائیوں کا ایک بڑا قبرستان (Cemetery) ہے۔ جس کے ایک حصہ میں دو سال سے احمدیوں کا قبرستان جس میں قطعہ موصیان بھی ہے، تشکیل پایا ہے۔ جماعت احمدیہ کے اس قبرستان کے دونوں قطعات کی قبروں پر خاکسار کو اکثر دعا کرنے کا موقع میسر آتا ہے جس سے اپنا آخری انجام آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور آخرت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

عیسائیوں کا قبرستان کئی حصوں میں منقسم ہے۔ بنیادی طور پر یہ ان کے دو بڑے فرقوں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی قبروں پر مشتمل ہے۔ بار بار اس حصہ کو وزٹ کرنے پر خاکسار کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ ہر دو فرقوں کی قبروں کی بناوٹ اور سجاوٹ میں بہت معمولی فرق ہے لیکن جو بات سانجھی ہے۔ وہ قبروں کو تازہ و مصنوعی یعنی کاغذی پھولوں سے قبروں کو سجانا ہے۔ پھولوں کے گلدستے قبروں پر رکھے عام نظر آتے ہیں۔ بعض قبروں پر پانی کے پیالے اور بعض پر کیمرے و دوربین نظر آئیں گی۔ اس کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے، گویا کہ مردے ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ پھولوں سے سجے گملے اور گلدان آس پاس اور قبروں پر موجود ہوتے ہیں اور ویک اینڈ یا سرکاری تعطیل کے دن لواحقین نئے پھولوں کے گلدستوں کے ساتھ آتے ہیں اور قبروں کی سجاوٹ کر کے سابقہ گملوں میں لگے پھولوں کو پانی دے جاتے ہیں۔ قبر پر باادب کھڑے ہو کر اپنے خیال میں وفات یافتہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

قبروں پر رکھی جانے والی اشیاء کی بات چل رہی ہے۔ وفات پانے والے شخص کے ذوق و شوق کے مطابق قبریں مزین ہوتی ہیں۔ اگر کوئی فٹ بال کا شوقین تھا تو اس کی قبر پر فٹ بال پڑے

نظر آئیں گے۔ ایک قبر پر چھوٹے چھوٹے کھلونوں کی طرح کے گھوڑے رکھے دکھائی دیئے۔ پتہ چلا اسے گھڑ سواری کا شوق تھا۔ ایک قبر پر سجاوٹی اشیاء نظر آئیں۔ معلوم ہوا کہ اسے اپنے بیڈ روم میں یہ چیزیں رکھنا بہت پسند تھا۔ صلیب کا نشان یا ان کی دانست میں پری نما فرشتوں کے مجسمے تو عام ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ یہاں اپنے پر پھیلائے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ الغرض بہت عجیب و غریب نظریات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔ ان کی قبریں اکثر چاروں طرف سے پختہ اور بعض تو سنگ مرمر کے ساتھ ڈھکی نظر آئیں گی۔ محنت کر کے ان کو خوبصورت بنایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آخرت کا خیال ایسے ذہنوں میں کم ہی آتا ہو گا۔

جبکہ اسلام میں قبروں کو سائیڈوں سے ایک اینٹ کا حاشیہ بنایا جاتا ہے اور اوپر سے پختہ کرنے کی ممانعت ہے، اوپر سے اکثر جگہ تو مٹی ہی ڈالی جاتی ہے جبکہ بعض جگہوں پر سنگ مرمر کے چپس یا بجری ڈال دیتے ہیں۔ قبروں یا ان کے کتبوں پر نقش و نگار کرنا منع ہے۔ اکثر جگہوں پر مسلم قبرستانوں میں قبریں کچی ہیں۔ ماسوائے ایسی جگہوں کے جہاں سیلابی ریلے کے آنے اور قبروں کو بہا لے جانے کا خدشہ ہو۔ بالخصوص دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے قبرستانون میں قبریں کچی ہوتی ہیں اور ترتیب میں ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ لاہور سے وزٹ کرنے والے ایک صحافی نے بہشتی مقبرہ ربوہ کی قبروں کو ترتیب میں دیکھ کر مجھ سے کہا کہ جس جماعت کے مردوں کی قبروں میں اتنی ترتیب اور صفائی ہے، اس کو دیکھ کر یہ خیال کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ ان کے زندہ افراد کے رہن سہن اور دینی اقدار کا کیا حال ہو گا؟ یہ تو ایک ضمنی طور پر بات درمیان میں آگئی۔ تاہم یہ بات مشاہدہ اور تجربہ میں آئی ہے کہ جو زمین سے جُڑے رہنے کا احساس اور خوبصورتی کچی قبروں میں نظر آتی ہے وہ پکی اور پختہ قبروں میں نظر نہیں آتی۔ ہاں قبر کی اصل خوبصورتی تو اس مرحوم کے روحانی مدارج سے ہے جو اس کے اندر مدفون ہے۔ اس کے اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کے مطابق اس کو اجر مل رہا ہوتا ہے۔ انسان کے نیک اعمال کا ذکر مرنے کے بعد اس کے کتبے پر لکھا جاتا ہے۔ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی نے ایک برگزیدہ شخص سے پوچھا کہ بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد کی

زندگی کا کیا مطلب ہے؟ وہ اس کو قبرستان لے گئے اور فوت شدہ لوگوں کی قبروں کے کتبے پڑھنے کو کہا۔ اس شخص نے تسلیم کیا کہ ہاں مجھے تو ان مرنے والوں کی زندگی کا اب پتہ چلا ہے۔ اس برگزیدہ شخص نے فرمایا کہ بعث بعد الموت کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ اس لئے قبروں پر کتبے لگانے میں کوئی حرج نہیں کہ ہر کتبہ اس بزرگ کی بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”صلحاء کے پہلو میں دفن (ہونا) بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دے دی تو فرمایا: ما بقی لی همٌّ بعد ذالك یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے۔ میں اسی کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ بدعت نہیں کہ قبروں پر کتبے لگائے جاویں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے۔ ہماری نصیحت یہ ہے کہ ایک طرح سے ہر شخص گور کے کنارے ہے۔ کسی کو موت کی اطلاع مل گئی اور کسی کو اچانک آجاتی ہے۔ یہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کو انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتا ہے دل نرم ہوتا ہے۔ پھر دل سخت ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 286-287 ایڈیشن 1984ء)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ہمیں قبروں کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور گنبد بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم کتاب الجنائز)

* ابو ہیاج اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے کہا۔

کیا میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے مامور کیا تھا اور وہ یہ کہ تم کوئی تصویر یا مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور جو قبر زیادہ اونچی ہو اسے (عام قبروں کے) برابر کر دو۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز بَابُ الْاَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور بعض دیگر مقامات پر بعث بعد الموت پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور دیگر مذاہب کے نظریات کو رد کرتے ہوئے مرنے کے بعد انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں بھی بعث بعد الموت کے حوالے سے بہت سے ایسے نظریات موجود ہیں۔ جن کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ دور و نزدیک کا کوئی تعلق نہیں۔ اس پر بہت سی ضخیم کتب بھی مارکیٹ میں موجود ہیں۔ جیسے موت کے بعد کیا ہو گا؟ قبر کے مناظر، بعث بعد الموت وغیرہ۔ جن میں خطرناک منظر کشی کر کے لوگوں کو قبر کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ قبر میں ظاہری حالت میں ہو گا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلام سلامتی کا مذہب ہے اور مومن امن دینے والا ہے۔ اسلام اور امن کا یہ تعلق صرف اس دنیا میں ہی نہیں ہے، آخرت میں بھی ساتھ رہتا ہے۔ اسی لئے جنت میں بھی بلندی درجات کے لیے ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا کی دعا سکھائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا ہے اور دارالجزاء کا Concept ایک ہسپتال اور ایک جہنم و جنت کا قرار دیا ہے کیونکہ خدا رحیم و غفور ہے۔ اللہ وہ طبیب ہے کہ برے عمل کرنے والوں کو ہسپتال میں رکھ کر علاج کرتا ہے اور صحت یاب ہونے کے بعد اسے ہسپتال سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ یا اگر اسے اس کے بد اعمال کی وجہ سے سزا ہوتی ہے تو اس کی اصلاح کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس کو برزخ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ قبر میں انسان کے اندر جاتے ہی اس کے اعمال کے پیش نظر اگر اچھے اور نیک ہیں تو دائیں طرف کی کھڑکی کھل جاتی ہے جس سے تازہ خوشبودار ہوا آنے لگتی ہے اور برے اعمال کی صورت میں بائیں طرف کی کھڑکی سے گرم ہواؤں کے آنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے، کے تحت فرماتے ہیں۔

"موت کے بعد جو کچھ انسان کی حالت ہوتی ہے در حقیقت وہ کوئی نئی حالت نہیں ہوتی بلکہ وہی دنیا کی زندگی کی حالتیں زیادہ صفائی سے کھل جاتی ہیں۔ جو کچھ انسان کے عقائد اور اعمال کی کیفیت صالحہ یا غیر صالحہ ہوتی ہے۔ وہ اس جہان میں مخفی طور پر اس کے اندر ہوتی ہے اور اس کا تریاق یا زہر ایک چھپی ہوئی تاثیر انسانی وجود پر ڈالتا ہے۔ مگر آنے والے جہان میں ایسا نہیں رہے گا بلکہ وہ تمام کیفیات کھلا کھلا اپنا چہرہ دکھلائیں گی۔ اس کا نمونہ عالم خواب میں پایا جاتا ہے کہ انسان کے بدن پر جس قسم کے مواد غالب ہوتے ہیں عالم خواب میں اسی قسم کی جسمانی حالتیں نظر آتی ہیں۔ جب کوئی تیز تپ چڑھنے کو ہوتا ہے تو خواب میں اکثر آگ اور آگ کے شعلے نظر آتے ہیں اور بلغمی تپوں اور ریزش اور زکام کے غلبہ میں انسان اپنے تئیں پانی میں دیکھتا ہے۔ غرض جس طرح کی بیماریوں کے لیے بدن نے تیاری کی ہو وہ کیفیتیں تمثل کے طور پر خواب میں نظر آجاتی ہیں۔ پس خواب کے سلسلہ پر غور کرنے سے ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ عالم ثانی میں بھی یہی سنت اللہ ہے......اور جیسا کہ انسان جو کچھ خواب میں طرح طرح کے تمثلات دیکھتا ہے اور کبھی گمان نہیں کرتا کہ یہ تمثلات ہیں بلکہ انہیں واقعی چیزیں یقین کرتا ہے ایسا ہی اس عالم میں ہوگا بلکہ خدا تمثلات کے ذریعہ سے اپنی نئی قدرت دکھائے گا۔ چونکہ وہ قدرت کامل ہے۔ پس اگر ہم تمثلات کا نام بھی نہ لیں اور یہ کہیں کہ وہ خدا کی قدرت سے ایک نئی پیدائش ہے تو یہ تقریر بہت درست اور واقعی اور صحیح ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ (السجدہ: 18)

یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لیے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو

اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا۔ اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 396-398)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ کہ انسان پر موت آ جانے کے بعد اس کے عمل اس سے منقطع ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے دنیا کو دار العمل کہا جاتا ہے۔ شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جوں جوں انسان بڑھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکا اور سخت غلطی ہے جو موت کو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے۔ ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر میں بڑے نرم دل تھے۔ لیکن آخر عمر میں آکر سخت ہو گئے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ نفس دھوکا دیتا ہے کہ موت ابھی دور ہے۔ حالانکہ بہت قریب ہے۔ موت کو قریب سمجھو تا کہ گناہوں سے بچو۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 94 ایڈیشن 2016ء)

گویا کہ عمل کرنے کا وقت، اس کی زندگی میں ہے اس لیے انسان کو زندگی کے ہر لمحے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ویسے تو انسان کے اَن گنت انفرادی عمل ہیں جو وہ اپنی زندگی میں کرتا ہے جن کی اسے جزاء ملے گی۔ لیکن بعض عمل انسان ایسے کر جاتا ہے جن کا فائدہ معاشرے میں بسنے والے دوسرے لوگوں کو بھی پہنچتا ہے مگر ثواب، عمل کرنے والے کو مل رہا ہوتا ہے۔ ایسے اعمال کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔ یعنی مستقل جاری رہنے والی نیکی۔ گو انسان کے مرنے

کے بعد اس کے عمل تو ختم ہو جاتے ہیں مگر ان کی نیکی کا ثواب اور اجر ملتا رہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر بیان شدہ حدیث کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ گو انسان کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل جاری رہتے ہیں۔ جیسے کوئی انسان زندگی میں رفاہ عامہ کے لیے مسجد تعمیر کر دے، اسکول یا مدرسہ بنا دے، کنواں لگا دے، جس کے پانی سے ایسے علاقوں کے لوگ مستفیض ہوں جہاں پانی کی کمی ہے یا پانی کڑوا یا گدلا آتا ہے۔ جیسے جماعت احمدیہ میں ہیومینیٹی فرسٹ اور انٹر نیشنل احمدیہ ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکچرز اینڈ انجینئرز (IAAAE) کے تحت افریقہ اور نگر پارکر پاکستان کی بے شمار جگہوں میں کنویں، نلکے اور پانی کے جدید Tap لگوا کر جاری رہنے والا صدقہ کیا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برطانیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کے خطابات سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت نے کئی پس ماندہ علاقوں میں سہولیات مہیا کر کے ماڈل گاؤں بھی بنائے ہیں۔

اسی طرح کسی طالب علم کے لیے مالی امداد یا وظیفہ بھی صدقہ جاریہ کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ نے اپنی زندگی میں ایک ٹرسٹ قائم فرمایا تھا جس کے تحت غریبوں، ناداروں اور مستحق طلباء کے لیے رقوم مہیا کی جاتی تھیں۔

دوسرے نمبر پر ایسا علم ہے جو ''لا ینقطع بہ''ہو کہ اس کے شاگرد دنیا بھر میں موجود فیض کو آگے پہنچا رہے ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ اسی کے تحت آتا ہے۔ کوئی کتاب لکھ جاتا ہے اور بغیر کسی لالچ کے بچوں کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔

تیسرے نمبر پر ''ولد صالح یدعولہ'' کہ انسان اپنے پیچھے ایسی اولاد چھوڑ جائے جس کی تربیت ایسی کی ہو کہ مرحوم کی نیکیوں کو اس کی وفات کے بعد جاری رکھے۔ اس لیے اولاد کی

تربیت و اصلاح بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ احمدی خواتین کو اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کرنے کی تلقین کرتے تھے کہ وہ نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دیتے رہیں۔ ماؤں سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ اپنے بچوں کو نمازی بناجائیں گی تو انہوں نے اگر ظہر کی نماز پڑھی تو کہا جائے گا کہ اس مرحومہ عورت نے بھی ظہر کی نماز پڑھی۔ اگر پسماندگان میں سے کسی بیٹے نے عصر کی نماز ادا کی تو عصر کی نماز کا ثواب اس مرحومہ والدہ کے کھاتے میں لکھا جائے گا۔ علی ھذا القیاس مغرب، عشاء اور فجر کا اولاد کی طرف سے ادا کرنا اس کی والدہ کو ثواب مل رہا ہو گا۔

الغرض اسلامی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ قبروں کو پکی کرنے یا خوبصورت بنانے یا نقش و نگار کرنے سے مدفون شخص کو کوئی ثواب نہیں مل رہا ہوتا۔ بلکہ اس کے وہ نیک اعمال ہیں جو آخرت میں اس کے کام آئیں گے۔ اس لیے ہمیں اپنے اعمال کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”یادرکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بد قسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 165 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ مزید فرماتے ہیں۔

”اپنے ایمان کا وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے۔ جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا

کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بد عمل ہے تو کچھ بھی نہیں۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال میں ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 340 ایڈیشن 2016ء)

پس ہماری جماعت کو ان تعلیمات پر عمل کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2022ء)

﴿94﴾

’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

خلافت احمدیہ کی روحانی بجلی کی اہمیت

یہ ایک دلچسپ امر خاکسار کے سامنے آیا ہے کہ بعض اوقات اداریہ لکھتے وقت یا مختلف آرٹیکلز کے موضوع کے چناؤ کے وقت بہت سے اتفاق وقوع پذیر ہوتے ہیں اور بہت سی خوبصورت اور اچھی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک ہی دن دنیا بھر کی مختلف اطراف سے ایک جیسے عنوان پر پیغامات موصول ہونے لگتے ہیں۔ جو پہلی نظر میں موضوع تو ایک ہی رکھتے ہیں مگر دوسری نظر سے دیکھا جائے تو مضمون مختلف زاویوں سے قدرے الگ ہوتا ہے۔ اس صورتحال کے پیش آنے پر پہلے خاکسار سوچتا ہے کہ کون سا زاویہ ہمارے قارئین خاص طور پر نوجوان نسل کے لئے دلچسپ اور تربیت کے نقطہ نگاہ سے ضروری ہے۔ جب ہر طرح سے مطلوبہ موضوع الفضل آن لائن کے معیار پر پورا اترتا ہے تو خاکسار لکھنے کے لیے کمر کس لیتا ہے۔

اس دفعہ حسنِ اتفاق سے میرے ایک بزرگ اور دوست مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک لندن نے مجھے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد بھجوایا۔ جس میں حضورؓ نے بجلی کی مثال دے کر سمجھایا تھا کہ تاریں مردہ ہوتی ہیں لیکن ان ہی تاروں کو جب بجلی (electricity) سے جوڑا جائے تو ان کے اندر نہ صرف جان آجاتی ہے بلکہ جو بھی ان کو ہاتھ لگائے گا تو وہ ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ یہی کیفیت خلافت کی ہے جو بھی اس خدائی بجلی سے تعلق رکھے گا وہ زندہ رہے گا۔ اور جو مخالفت کرے گا وہ سزا پائے گا۔

ابھی میں اس پر آرٹیکل لکھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا اور سوچ میں تھا کہ پیارے حضور ایدہ اللہ کا مورخہ 11/مارچ 2022ء کا خطبہ جمعہ نظروں سے گزرا جس میں آپ نے حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بعض اصحاب کی رائے میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو بھجوانے سے روکنے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے تعلق کے نتیجے میں آپ کے ماننے والے بھی اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے مصداق بن گئے۔''

پیارے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ الفاظ خاکسار کے کانوں کو چھونے کی دیر تھی کہ اس پُر حکمت موضوع پر اداریہ لکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ سو خاکسار اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ، حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک الفاظ ''اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو'' پر کچھ عرض کرنے کے لیے آج قارئین کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔

اس اہم اور تفصیلی مضمون کی وسیع و عریض وادی میں قدم رکھنے سے قبل حضرت مصلح موعودؓ۔ بانی روزنامہ الفضل کے ان الفاظ سے ایک دفعہ گزرنا ضروری ہے جن کو آج کے آرٹیکل کے لیے بنیاد کی حیثیت حاصل ہے آپؓ ''اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو'' کے تحت فرماتے ہیں۔

......''جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ کام تم نے کیا، جس دن تم یہ سمجھو گے یہ نتائج تمہاری محنت سے نکلے اور جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ ترقی تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے اس دن تمہارے کاموں میں سے برکتیں بھی جاتی رہیں گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج دنیا میں تم سے بہت زیادہ طاقتور قومیں موجود ہیں مگر ان سے کوئی نہیں ڈرتا اور تم سے سب لوگ ڈرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہی ہے تمہاری مثال اس تار کی سی ہے جس کے پیچھے بجلی کی طاقت ہوتی ہے اب اگر تار یہ خیال کرے کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں تو یہ اس کی حماقت ہو گی کیونکہ لوگ تار سے نہیں بلکہ اس بجلی سے ڈرتے ہیں جو اس تار کے پیچھے ہوتی ہے جب تک اس میں بجلی رہتی ہے ایک طاقتور آدمی بھی اگر تار پہ ہاتھ رکھے تو وہ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی لیکن اگر بجلی نہ رہے تو ایک کمزور انسان بھی اس تار کو توڑ پھوڑ سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھو اور اس بجلی کو اپنے اندر

سے نہ نکلنے دو۔ بلکہ اسے بڑھاؤ اور ترقی دو تبھی تم کامیابی کو دیکھ سکتے ہو اور نئی فصل زیادہ شاندار اور زیادہ عمدگی کے ساتھ پیدا کر سکتے ہو۔ لیکن اگر یہ بجلی گئی تو پھر تم کچھ بھی نہیں رہو گے۔ ہاں اگر یہ بجلی رہی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔" (روزنامہ الفضل 25 جنوری 1940ء)

ہم اپنے گھروں، دفتروں، فیکٹریوں اور دکانوں میں بجلی یعنی الیکٹرک کے نظام کو جب دیکھتے ہیں تو بلب یا کسی بجلی سے چلنے والی چیز یا appliance کو آن کرنے کے لیے ایک بٹن کو جو سوئچ کہلاتا ہے دباتے ہیں تو روشنی ہو جاتی ہے۔ یا appliances کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد میں بہت ہی پر حکمت نصیحت بیان ہوئی ہے۔ یہاں سے خاکسار کے مطابق مضمون درج ذیل دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔

1. اپنا تعلق اس روحانی بجلی سے جوڑے رکھو جو اللہ تعالیٰ کے عظیم وجود کے ذریعے انبیاء و خلفاء، صلحاء اور برگزیدہ بندوں کے ذریعے عام مخلوق یا انبیاء کو ماننے والوں تک پہنچتی ہے اور وہ اس سے اپنے اندر روحانی روشنی محسوس کرتے ہیں۔
2. مومنوں کے اندر یہ روحانی کرنٹ اس حد تک تیز ہوتا ہے کہ کوئی دشمن جب بھی اس مومن کو چھوئے گا اسے یا جھٹکا لگے گا یا منہ کے بل گر کر دور جا پڑے گا۔

اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو

اب جہاں تک اول الذکر یعنی اپنے اندر روحانی بجلی سے جوڑنے کا تعلق ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے سب سے پہلے مضبوط تعلق نہ صرف اپنے خالق حقیقی سے قائم کرنا ہے بلکہ اس کو بڑھاتے چلے جانا ہے یہی وہ مین سوئچ (main switch) ہے جو گھروں، دفتروں اور فیکٹریوں میں لگا ہوتا ہے اگر یہ break down ہو جائے اور مین الیکٹرک سپلائی سے تعلق منقطع ہو جائے تو سارا گھر اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے۔ یا بجلی سے چلنے والی چیزیں بند ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس لیے ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اللہ سے تعلق کو برقرار رکھے تاکہ اسلامی تعلیمات کے تابع

وہ زندگی گزارے اور اپنا دل و دماغ روشن کرے اور اللہ تعالیٰ کی روحانی بجلی کی رَو اس کے رگ و پے میں سرایت کر جائے اور اس مومن کا اندرونہ روحانی بجلی کے قمقموں سے جگمگاتا چلا جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو ہمیں اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ نماز میں کندھے سے کندھا ملانے کا اس لیے حکم ہے تا ایک مومن کا تقویٰ اور اس کی نیکی سرایت کر کے ساتھ کھڑے نمازی میں داخل ہو۔ اسی طرح اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ بجلی کا یہ کرنٹ اتنا مضبوط ہو کہ ہم ہر وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مگن رہیں۔ ان کی اس طرح پیروی کریں جس طرح نبض دل کی پیروی کرتی ہے۔ کیونکہ ہمارے یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں اور آپ پر روح القدس کی تجلی ہوئی ہے۔ یہی وجود ہمیں روحانی زندگی بخش سکتا ہے مگر شرط اپنی تاروں کو اس روحانی و برقی مین تار سے جوڑنا ضروری ہے۔

پھر قرآن کریم ہے جس سے پختہ تعلق بنائے رکھنا چاہیے کیونکہ اس عظیم کتاب کے اوامر و نواہی کی پیروی ہمارے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ ہمیں اس کی روزانہ تلاوت کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بقول: قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اور قرآن کریم تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے (کشتی نوح)

آپؑ اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں:

وَيُصْبِي قُلُوْبَ النَّاسِ بِالنُّوْرِ وَالْهُدٰی

وَيُرْوِي الْعَطَاشٰی بِالْمَعِيْنِ وَيَظْئَر

اور لوگوں کے دل (قرآن) اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیر اب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 167)

آج کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے توسط سے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنے تعلق کو زندہ رکھنا ہے اور یہ ایک ایسی زنجیر

(chain) ہے جو بالآخر حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے اللہ سے ملائے گی اور ہمارے وجودوں کو روشن رکھے گی۔

آج خلافت ہی ایک ایسا نور ہے جو ہمارے ماحول کو روشن کر رہا ہے اور آئندہ بھی اُن لوگوں کو روشن کرتا رہے گا جو خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر رکھیں گے۔ پھر خلافت کے تحت اور بہت سے سوئچ ہیں جن سے برقی رَو اپنے اندر جاری کی جاسکتی ہے۔ اس میں نظام جماعت ہے، ایم ٹی اے ہے، روزنامہ الفضل آن لائن اور دیگر جماعتی اخبارات و رسائل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ بجلی رہی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی

اس عنوان کا دوسرا پہلو ان الفاظ میں پنہاں ہے کہ ہماری تاروں میں کرنٹ اتنی طاقت سے ہو کہ جو دشمن بھی ہاتھ لگائے گا وہ بھسم ہو کر رہ جائے۔ ہماری سوا صدی کی عمر رکھنے والی جماعت کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ ہر دشمن جس نے بھی اپنے ہاتھ کو جماعت کی طرف اٹھایا اس کا نام ونشان نہ رہا۔ اس کو دنیا سے ملیامیٹ کر دیا گیا۔ لیکھرام، ڈوئی، بھٹو، ضیاء کہاں ہیں۔ ان کے نام لیوا رسوا و برباد ہوگئے اسی دنیا میں۔ جماعت بڑی شان اور اپنی آن بان کے ساتھ ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھ کر دنیا میں اپنا نام منانے اور اسے روشن کرنے کے سفر پر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ آج عیسائیت کے گڑھ یورپ، مغربی دنیا اور افریقہ میں جماعت احمدیہ کو ہی اسلام کا حقیقی نمائندہ سمجھا جاتا ہے اور غیر یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ نجانے کون سی غیبی طاقت ان کے حق میں آکھڑی ہوتی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر اس خلافت کے روحانی کرنٹ کو جاری رکھیں اور اپنے اندر وہ بلب روشن رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ سے کرنٹ لے کر روشن کیے اور آج حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح کے خطبات، خطابات اور ورچوئل ملاقاتوں میں زریں نصائح کے ذریعے اسی الیکٹرک سٹی کو جاری رکھنے کا فیول (fuel)

مہیا کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسے حاصل کرنے اور اپنا آپ روشن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2022ء)

﴿95﴾

اعلیٰ اخلاق وعادات کے ذریعے
مادی وروحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا ہمارا فرض ہے

ہم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے جب کبھی اپنی بیوقوفی اور متکبرانہ سوچ کی وجہ سے خدائے عزّوجل کے نظام میں دخل اندازی کرنے کی ناکام کوشش کی تو ان کو تباہی وبربادی اور نقصان ہی دیکھنے کو ملا۔ جیسے کچھ عرصہ قبل ایک ملک نے اپنے ہاں چڑیوں کی نسل کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو اگلے کئی برسوں تک فصلیں، باغات اور پھول پھل وغیرہ توقع سے بہت کم ہوئے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق پرندے اپنے دیگر متعدد فوائد کے علاوہ انسانوں کی زندگی کے لئے بھی کئی اعتبار سے سودمند ثابت ہوتے ہیں۔

ان کا ایک فائدہ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ پرندے اپنی چونچ اور پنجوں کے ذریعہ Polarization کرتے ہیں یعنی نر پودوں کے پھول کے بور کو مادہ پودوں پر لے کر جاتے ہیں اور فصل (Crop) کے بڑھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ نیز مختلف پھولوں اور پھلوں کے بیج ان پرندوں کی خوراک ہوتے ہیں جن کو یہ بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور اپنا پیٹ بھرتے ہیں، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ یہ پرندے ہی ایک جگہ کے بیج اپنی بیٹ (droppings) کے ذریعہ دوسری جگہ لے جاتے ہیں اور یوں پھلوں، پھولوں اور فصلوں کی بڑھوتری کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر ان پرندوں کی نسل کو ہم ختم کرنے کا موجب بنیں گے تو اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کی غذا میں کمی واقع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً (آل عمران:192) کہ اے ہمارے رب! تونے اس دنیا میں کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی۔

حتیٰ کہ مالٹے اور کینو کے چھلکے اور جوس کی پھانکوں سے ملی سفیدی مائل تہہ جس کو ہم عموماً خصوصی طور پر کوشش کر کے اتار پھینکتے ہیں وہ بھی بے مقصد نہیں۔ آج کل ڈاکٹرز اسے بھی فائبر (fiber) ہونے کی وجہ سے جسم کی آنتوں (intestines) اور میدہ (stomach) کے لئے مفید جانتے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ کی دی ہوئی توفیق سے الگ سے آرٹیکل لکھنے کی کوشش کروں گا۔ان شاءاللہ

اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے جانوروں، چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کی نسلوں کی طرف آتا ہوں کہ ان کو پڑھنے والوں اور ان پر تحقیق کرنے والوں نے ان کی موجودگی کو انسانی بقاکے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اس لئے جن جانوروں، چرند پرند یا کیڑے مکوڑوں کی نسل کے خاتمے کا خدشہ پیدا ہونے لگتا ہے تو وہ خطرناک حد تک کم ہونے والی نسل کو بچانے کی اسکیمیں بنانا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف جتن کئے جاتے ہیں اور تجربات آزمائے جاتے ہیں تاڈائنوسار کی طرح کسی اور جانور کی نسل دنیا سے ناپید اور ختم ہی نہ ہو جائے۔ جیسے آج کل دنیا بھر کے کئی حصوں میں مختلف قسم کے جانور، چرند پرند کی بقا کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ جن میں تتلیوں، شہد کی مکھیوں، پانڈا، مارخور، ہرن، تلور، بعض جگہوں پر ہاتھی، مور، چیتے اور سانپوں کی نسلیں خطرناک حد تک کم ہو رہی ہیں۔ جن کی باقی ماندہ نسل کو بچانے کے لئے ماحولیات و دیگر مختلف ایجنسیز سرگرم عمل نظر آتی ہیں اور جانوروں کی ان نسلوں کو بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کرتی رہتی ہیں۔

اسلام نے تو جانوروں کی افزائش کے لئے کچھ اصول وضع کر دیے ہیں۔ جیسے حاملہ اور Breeding کرنے والے جانوروں کو ذبح کرنے کی ممانعت کی ہے، اور ان کے انڈے دینے کے موسم میں شکار کو بھی روکا گیا ہے۔ جبکہ حیوانات و نباتات اور ماحولیات والے مل جل کر کچھ ایسے فیچرز متعارف کرواتے ہیں جن سے نسلیں بچائی جا سکیں۔ ان جانوروں اور چرند پرند کی بقاکے لئے سازگار ماحول، آب و ہوا اور خوراک مہیا کرتے ہیں۔ کیڑے مار ادویات (Pesticide) کے استعمال کی حوصلہ شکنی اور Organic طریقوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے تاکہ

کیڑے مار ادویات سے شہد کی مکھیاں اور تتلیاں وغیرہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ اول تو ایسی نسل کے شکار پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مقامی لوگوں کو ان کے تحفظ کے اختیار کرنے کا کہا جاتا ہے۔ ٹرافی ہنٹنگ (Trophy Hunting) کا طریق متعارف کروایا جاتا ہے۔ مچھلی کے شکار کو ہی دیکھیں جب وہ Breed کر رہی ہوں، انڈے دے رہی ہوں تو ان کے شکار پر پابندی لگ جاتی ہے۔ پاکستان میں مشہور ہے کہ جن مہینوں کے ناموں میں حروف تہجی کا حرف ''ر'' آئے ان مہینوں میں مچھلی نہ کھائی جائے جیسے جنوری، فروری، مارچ، اپریل، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر۔ یہ وہ مہینے ہیں جب مچھلی اپنی نسل کی افزائش کے لئے انڈے دے رہی ہوتی ہے۔ الغرض ختم ہوتے ہوئے جانوروں ادر چرند پرند کی کم ہوتی نسل کی بقا اور ان کے تحفظ کے لئے حکومتیں، یو این او کے تحت ماحولیات کی ایجنسیاں بھرپور کام کرتی ہیں۔

اگر اسی نظام کو روحانی دنیا میں دیکھیں تو انسانوں کی نسل روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تباہی کے دھانے پر آ کھڑی ہوئی ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ موتا موتی جاری ہے۔ قومیں بحیثیت قوم ایک دوسرے کو بلا جواز ختم کرنے اور نیچا دکھانے کی مہم میں جُتی ہوئی ہیں۔ انفرادی طور پر دنیا بھر کا جائزہ لیا جائے تو دنیا بھر کے ہر خطہ میں آپا دھاپی کا ماحول ہے۔ بالخصوص ایسے علاقے اور ملکوں میں جن کے رہنے والے حضرت محمدؐ کے نام لیوا ہیں انسانیت کو پامال کرتے ہوئے اخلاقیات کی اتھا گہرائیوں میں جا چکے ہیں۔ وہ اسلام جو جانوروں جیسے اخلاق و عادات رکھنے والی وحشی قوم کو انسان کیا خدا نما اور باخدا انسان بنانے آیا تھا، آج وہ جانوروں کی عادات رکھنے والے وحشیوں سے بھی بدتر بلکہ بدترین ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ آج جانوروں کے مختلف ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا پر مختلف جانوروں کی آپس میں کھیلتے ہوئے کی ویڈیوز اور فوٹوز دکھلاتے ہیں۔ ابھی چند دن قبل ایک ویڈیو وائرل ہوئی کہ ایک بلی چھپتی چھپاتی اپنے خاص انداز میں کبوتر کے شکار کو نکلی مگر کبوتر کے پاس جا کر اس کے چہرے کو چوم لیا۔ اسی طرح ایک شیر نے پانی میں ڈوبتے ہوئے ایک چوہے کو بچا کر خشکی پر

چھوڑ دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جانوروں کی اچھی اور محبت کرنے کی عادات و اطوار کو اپنا معاشرہ پر امن بنانے کے لیے ہم انسانوں کو بھی تو اپنانے کی ضرورت ہے۔

مگر دیگر افراد کی طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا ویری (مخالف) بنا بیٹھا ہے۔ جب ظلم کے واقعات پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کی حِس نام تک کو باقی نہیں رہی۔ ابھی چند دن پہلے کی بات ہے پاکستان کے ایک شہر میں شادی ہال کے باہر باراتیوں نے معمولی جھگڑے پر پاپڑ بیچنے والے کو قتل کر دیا۔ اُدھر کھانا کھل گیا۔ اس کی نعش کے سرہانے اس کی موجودگی میں تمام باراتیوں نے کھانا کھایا اور کسی کو شرم تک نہ آئی کہ اس کو کسی چادر سے ہی ڈھانپ دیں۔ گندگی کے ڈھیروں پر بچوں سے غلط کاری کے بعد نعشیں پڑی ہونا تو روز کا معمول بن گیا ہے۔ ایسے انسانیت سوز واقعات آئے روز سننے کو ملتے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بعض کو بیان کرنے سے زبان اور قلم قاصر ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کا نعرہ بلند کرنے والی قوم معصوموں کو توہین رسالت کے نام پر سڑکوں پر گھسیٹ لاتی ہے۔ ان کی بے حرمتی کرتی ہے جیسے ایک سری لنکن کے ساتھ نبی پاکؐ کے نام پر لوگوں نے کیا۔ وہ رسولؐ جو ایک یہودی کے جنازہ پر یہ کہتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو گئے تھے کہ آخر یہ بھی تو انسان تھا۔ آج اس عظیم نجات دہندہ نبیؐ کے نام لیوا اپنے مخالفین کی قبروں کو اکھیڑ کر مردوں کو باہر لا کر رکھنے میں اپنی تسکین پاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔ الغرض اس بے حس قوم کی وجہ سے اخلاقیات پر موت طاری ہے اور بعض مقامات پر اس کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔

ان حالات میں جب اعلیٰ اخلاق اور نیکیاں ناپید ہو رہی ہیں تو کیا ان اعلیٰ اخلاق کو بچانے کے لئے دنیا کی کوئی مذہبی و فلاحی تنظیمیں اپنا اپنا رول ادا کرتی دکھلائی دیتی ہیں؟ ہر گز نہیں۔ ان روحانی، اخلاقی قدروں کو بچانے کے لئے وہ نام نہاد تنظیمیں کسی مہم کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں بلکہ اپنی مرضی کے مقاصد کو پورا کرنے کی فکر میں ہیں۔ جبکہ ان اخلاقیات کو اعلیٰ و ارفع بنیادوں پر

محفوظ کرنے کی اشد ترین ضرورت ہے۔ اسی لئے اسلام کے اس آخری دَور میں ان مردہ جسموں میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جن کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ موعود مسیح ثریا سے گمشدہ ایمان کو دوبارہ مومنوں کے دلوں میں قائم کرے گا۔ جس کے متعلق کہا گیا کہ وہ نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے آیا ہے۔ جس نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور دعاؤں کے ساتھ اس اہم کام کا آغاز کیا اور سوا سو سال میں وہ ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے گیا کہ اس کے ماننے والوں نے حدیثوں کی پیشگوئیوں کے مطابق صحابہ رسولؐ سے مماثلت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار و محبت میں، اللہ کی کتاب قرآن کریم سے عشق میں، انسانیت کے ساتھ انس رکھنے والی محبت میں۔ الغرض ہر میدان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جیسے ہو گئے۔ انہی فدائیوں کی قربانیوں کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آج اس جماعت کی باگ ڈور، سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اولوالعزم اور بابرکت ہاتھوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کمال حسن انتظام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس پیاری جماعت کو لے کر بڑی تیزی اور سبک خرامی سے آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بارش کی طرح برستا دیکھ کر اور جماعت احمدیہ کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات دیکھ کر دشمن و مخالفین انگلیاں اپنے دانتوں میں دبا کر دنگ ہیں اور اپنی ناکامیوں کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مادی لحاظ سے دنیا کی تمام کثافتوں اور روحانی لحاظ سے تمام بیماریوں، کمزوریوں سے

مبرا ہو کر تمام جماعت کو آگے سے آگے لے جارہے ہیں کہ غیر بھی احمدی کے متعلق علی الاعلان یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ”ہے قادیانی مگر ہم سے بہتر ہے۔“ یا سننے کو ملتا ہے کہ ”اگر قادیانی نہ ہوتا تو بندہ بہت کام کا تھا۔“ میں بارہا ایک واقعہ اپنے کالمز میں لکھتا آیا ہوں کہ لاہور میں ایک معروف مذہبی جماعت کے سیکرٹری جنرل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے ملنے دارالذکر آئے اور گفتگو کے دوران یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سرکاری دفاتر میں رشوت نہ لینے والا احمدی، جھوٹ نہ بولنے والا احمدی اور نمازوں کو وقت پر ادا کرنے والا احمدی ہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اتروں گا کیونکہ خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔“

پس جس طرح دنیوی طور پر نسلوں کو Preserve کرنے کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں اسی طرح روحانی ماحول میں اخلاقیات کو مزید چمک دار کر کے انسانوں میں راسخ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روحانی نظام کو جماعت میں قائم و دائم رکھے اور ہم سب کو اس عظیم منصب کی اپنی نمازوں اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ حفاظت کرنے اور ان کے احکامات، تحریکات اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مئی 2022ء)

﴾96﴿

دعا کا تحفہ

نوٹ از ایڈیٹر:

مؤقر اخبار الفضل آن لائن کی مستقل قاری، مضمون نویس اور تبصرہ نگار مکرمہ مریم رحمان لائق تحسین ہیں۔ جنہوں نے مسلسل جدوجہد اور محنت شاقہ سے گزشتہ دو سال ”آج کی دعا“ کے عنوان سے ادعیۃ القرآن، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی صورت میں قارئین الفضل کے لئے روحانی مائدہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَھَا۔ فَجَزَاھَا اللّٰہُ خَیْرًا

”آج کی دعا“ کو قارئین کی طرف سے خوب پذیرائی ملی اور انسٹاگرام،ٹوئٹر پر ٹاپ ٹرینڈ بھی رہا۔ اب موصوفہ ان دعاؤں کو کتابی شکل دینے جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مبارک کرے۔ آمین

چونکہ ایک مومن بالخصوص ایک احمدی مومن ہر لمحہ دعاؤں کا محتاج رہتا ہے۔ اس لئے اس عنوان کے متبادل ادارہ الفضل قارئین کے لئے ”دعا کا تحفہ“ کے عنوان سے ادعیۃ القرآن سے دعاؤں کا آغاز کرنے جا رہا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعائیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اس میں شامل کی جائیں گی۔ یہ روحانی مائدہ ہم علامہ ایچ ایم طارق کی اجازت سے ان کی معروف کتاب بعنوان ”خزینۃ الدعا“ سے لے رہے ہیں۔ جن کو ہماری ٹیم کی ایک اور مستعد، محنتی معاونہ مکرمہ عائشہ چوہدری، جرمنی سے پیش کرنے جا رہی ہیں۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھَا وَاَیَّدَھَا۔

اللہ تعالیٰ مکرم علامہ ایچ ایم طارق کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے بہت سی مقبول دعاؤں کا خزانہ عوام الناس کے لئے جمع کر کے صدقہ جاریہ، جاری فرمایا۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

اللہ تعالیٰ الفضل کے جملہ قارئین کو اس نئے فیچر سے استفادہ کی توفیق دے اور ان کے اور ان کی اولادوں کے حق میں یہ جملہ دعائیں قبول فرماتا رہے۔ آمین ثمّ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 مئی 2022ء)

﴿97﴾

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے

لاہور میں ایک اکاؤنٹینٹ بابو الٰہی بخش ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھار منشی بھی اپنے ساتھ لکھتے تھے۔ آپ بیعت کر کے سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق ارادت رکھا۔ سچا ملہم جانا۔ قادیان میں بار بار آکر رہا کرتے اور بعض سفروں میں بھی ساتھ رہے۔ مگر کچھ عرصہ ساتھ چلنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی نہ صرف مخالفت شروع کر دی۔ بلکہ موسیٰ ہونے کا دعویٰ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف "عصائے موسیٰ" کتاب لکھی اور اس امر کا اظہار کیا کہ آپ پر موسیٰ کا عصا حملہ آور ہونے والا ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اپنے الہامات بھی درج کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بارہا سمجھایا۔ جس کا ذکر آپؑ کی مختلف کتب میں ملتا ہے مگر بابو صاحب باز نہ آئے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی موت کی پیشگوئی کر دی۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور صادق و کاذب میں فرق کر دکھلانے اور سورۃ الحاقہ کی وتین والی آیات کی لاج رکھتے ہوئے بابو الٰہی بخش کو طاعون کے ذریعے 17 اپریل 1907ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ آراء کتاب حقیقۃ الوحی میں اس حوالہ سے بہت تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ 551 میں سات اشعار میں ان کو سمجھانے کی کوشش کی بھی ہے۔ زیر نظر عنوان اس منظوم کلام کے آخری شعر کا ایک مصرعہ ہے۔ جو ایک تربیتی و اصلاحی مضمون بھی ہے۔ جو اس کے سیاق و سباق سے ہٹ کر ہماری زندگیوں پر روزانہ ہی لاگو ہوتا ہے۔ اس ناطے اس پر لکھنے کی ضرورت بھی رہتی ہے۔

گو یہ سات اشعار بابو الٰہی بخش صاحب کو مخاطب ہو کر حضور علیہ السلام نے کہے۔ لیکن اس مختصر نظم کے بعض اشعار ہمیں اپنی روز مرّہ زندگیوں میں مد نظر رکھنے چاہئیں جیسے:۔

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلل ہی رہِ درگاہ باری
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 551)

ویسے تو اوپر چاروں اشعار کو الگ الگ موضوعِ تحریر بنا کر آرٹیکل لکھا جا سکتا ہے لیکن آج میرے مد نظر صرف اس کا آخری شعر ہے۔

ہر انسان غلطی کا پتلا ہے۔ کسی سے کم غلطیاں سرزد ہوئیں اور کسی سے زیادہ۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں انسان کو اپنی پہاڑ جتنی بلند غلطیاں نظر نہیں آتیں مگر وہ ہر وقت دوسرے کے عیوب پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس کے عیوب کا چرچا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اِسے اُردو محاورہ میں یوں کہا جاتا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی اسے نظر نہیں آتا اور اسے آنکھ میں تکلیف بھی نہیں دیتا ہے لیکن دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آجاتا ہے۔ یہ محاورہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا۔ آپؐ فرماتے ہیں:

يُبْصِرُ اَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ اَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعِ فِيْ عَيْنِهِ کہ اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا وہ شہتیر بھول جاتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 699 ایڈیشن 2019ء)

• آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اندر کے چھپے عیب کو لوگوں پر عیاں کرکے اس کو ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ)

• پھر فرمایا:

بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسّس نہ کرو۔ (مسلم باب تحریم الظن)

ہم روزانہ ہی اپنی زندگیوں میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ کسی میں عیب کی تلاش ہمیں اور کئی بیماریوں کی دعوت دیتی ہے جس میں جھوٹ، کذب بیانی، بغض، کینہ، قطع تعلقی، حسد، تکبر وغرور، زبان کا غیر ضروری اور بے محل استعمال، غیبت، چغل خوری، خیانت، بددیانتی، ریاکاری وغیرہ وغیرہ شامل ہیں اور ان میں بعض بیماریاں تو ایسی ہیں جو نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو۔ چغلخور کو دومونہوں والا قرار دیا گیا ہے۔ اور جنت میں داخل نہ ہونے کی خبر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''القرآن''میں بھی عیب جوئی کی کئی بار مذمت فرمائی ہے۔ جیسے سورۃ الھمزہ آیت 2 میں ہلاکت کی بددعا کی گئی ہے کہ ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔ سورۃ القلم آیت 11-12 میں سخت عیب جُو اور چغلیاں کرنے والے کی پیروی اور تتبع سے منع فرمایا ہے جبکہ سورۃ الحجرات جو احکام الٰہی کی سورت کہلاتی ہے کی آیت نمبر 12-13 کا تعلق اسی مضمون سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔

ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسّس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس اسلامی تعلیم کو جماعت کے اندر بار بار پیش کر کے اپنے ماننے والوں کو عیب جوئی اور غیبت کرنے سے منع فرمایا۔ بلکہ جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ اگر آپ کسی میں بدی دیکھیں تو شکایت کرنے سے قبل 40 دن اس کی اصلاح کے لئے دُعا کریں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لیے دعا کریں، لیکن اگر وہ دُعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیشہ دُعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیے۔

ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دُوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تُو بڑا بے اَدب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وُہ اسی وقت گیا اور اُسے اُٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دُوسرے نے کم پی کہ اُسے اُٹھا کر لے جا رہا ہے۔ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تُو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پُوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچّی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے بُرا لگے غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے، تو اس کا نام بہتان ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات: 13) اس میں غیبت کرنے کو

ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے۔ ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے۔ اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سر زد نہ ہوتی، تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی؟ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے۔ بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے۔ پس چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہیے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سرِ دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ دُرست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سر زد ہو جاتا ہے، بلکہ لکھا ہے القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔ بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچّہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پُوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیے، بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اس کو پھیلاؤ اور دُوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد: 18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دُعا بھی کی جاوے۔ دُعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابلِ افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیے۔ جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لیے رو رو کر دُعا کی ہو۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 60-61 ایڈیشن 1988ء)

اس سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ بیان فرماتے ہیں:

”غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔ آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔ (یعنی غریب لوگ بہشت میں زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔ پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نچلی ذات ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔“ (خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 571)

پس ہر انسان میں بے بہا غلطیاں ہوتی ہیں اسے پہلے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنی بدی کو پہلے detergent سے دھونا چاہیے نہ کہ

بدی پر غیر کی ہردم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جون 2022ء)

﴾98﴿

دامن تہذیب پر دھبہ نہ لگ جائے کہیں

کچھ عرصہ قبل میرے ایک دوست ملک عدنان نے ایک نجی محفل میں گفتگو کی مناسبت سے یہ شعر پڑھا جو شاعر نے قوموں کو مخاطب ہو کر لکھا ہے۔

دامن تہذیب پر دھبہ نہ لگ جائے کہیں
پان کھا کر تھوکنا ہر جگہ اچھا نہیں

میں نے اپنے دوست سے یہ شعر سنتے ہی برجستہ اس پر آرٹیکل لکھنے کی اجازت چاہی جو دوست نے فراخدلی سے دے دی۔ جس پر خاکسار قارئین الفضل کی عدالت میں حاضر ہے۔

ہر انسان کی دو زندگیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو اس کی انفرادی زندگی اور ایک خاندانی و قومی زندگی۔ انفرادی زندگی کا اثر زیادہ تر خواہ وہ اچھا ہو یا برا اس کی ذات پر ہوتا ہے گو ایک انسان کا نیک یا بُرا ہونے کا اثر بھی قوم کی اجتماعیت پر منتج ہو رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل دوسری زندگی یعنی خاندانی، معاشرتی اور قومی زندگی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے اس سے قومیں بنتی ہیں۔ اجتماعیت نظر آتی ہے۔ انسان کسی معاشرے میں داخل ہو جائے تو پہلی نظر میں بھانپ جاتا ہے کہ اس قوم کے طور طریق کیا ہیں۔ اگر وہ تمام کام ترتیب اور طریقے سے کر رہے ہیں تو اسے مہذب، تربیت و تعلیم یافتہ اور شائستہ قوم کہیں گے۔ جیسے یورپ میں ٹریفک ہے۔ کیا ترتیب ہے۔ جسے دیکھ کر قوم کے منتظم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ مگر ہمارے ایشیائی کلچر میں ٹریفک کی بے ترتیبی قوم کے انتشار کی نشان دہی کر رہی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک غیر از جماعت دوست لاہور سے ربوہ آئے اور بہشتی مقبرہ میں ترتیب سے قبروں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جس قوم کے مردے ترتیب سے لیٹے ہوں ان کے زندوں میں ترتیب کا کیا حال ہو گا۔ اور اس طرح اگر ارد گرد گند بھرا پڑا ہو اور لوگ گندگی اور بو

میں زندگی بسر کر رہے ہوں تو ایسے شہر کو مظاہر ثقافت سے عاری شہر یا غیر مہذب اور غیر شائستہ قوم کہیں گے۔

تاریخ نے یہ بڑا واقعہ اپنے دامن میں محفوظ کر رکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے عراق پر صرف اس لئے حملہ کا حکم دیا کہ اس کے سب سے بڑے شہر کی جامع مسجد کے سامنے ایک گدھا مرا پڑا تھا اور اس کی بدبو نے سارے شہر کو متعفن کر رکھا تھا۔ نمازی آتے اور ناک پر رومال، کپڑا یا سر کے کپڑے کا پلو باندھ کر گزر جاتے اور کسی کو اسے اُٹھا کر پھینکنے اور دفن کرنے کی توفیق نہیں مل رہی تھی۔ بادشاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ یہ قوم سو رہی ہے اگر حملہ کر و گئے تو کامیابی حاصل ہو گی۔ تب بادشاہ نے حملہ کر کے عراق پر فتح پائی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار نے ایک ایلچی یا ایمبیسڈر صرف اس غرض کے لئے مسلمانوں کی طرف بھیجا تھا کہ وہ مسلمانوں کی طاقت کا جائزہ لے کر بتائے کہ حملہ کرنا مناسب ہے بھی یا نہیں۔ اس نے آکر دیکھا کہ صحابہ رسولؐ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ارد گرد جمع ہیں اور محبت اور فدائیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ وضو کرتے ہیں تو یہ صحابہ وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ تبرک کے طور پر خود استعمال کرتے ہیں اور یہ صحابہ اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ارد گرد حصار بنائے بیٹھے ہیں تو اس نے واپس جا کر اس طاقت کا ذکر کر کے اپنی قوم کو حملہ نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اسی طرح ایک جنگ پر کفار کے ایلچی نے اسی طرح کی محبت کا اظہار دیکھ کر اپنی قوم کو ان الفاظ میں مشورہ دیا تھا کہ وہ تو موتیں ہیں ان سے نہ لڑنا۔ کسی سکالر نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ انسان کی خوش اخلاقی، شائستگی، دینی و اخلاقی تہذیب کھانے کی میز پر ظاہر ہوتی ہے جہاں بڑے سے بڑا آدمی بھی کھانے کے لالچ میں اخلاقیات کی وہ تمام حدیں پھلانگ جاتا ہے۔ جن کو اسلام نے آداب کے ساتھ باندھا ہے۔ ہم اپنے ایشیائی کلچر میں روزانہ ہی یہ مظاہرہ دیکھتے ہیں کہ سیاسی پارٹیوں کے اجتماعات اور کنونشنز پر جب کھانا کھلتا ہے تو تہذیب سے عاری لوگوں کی طرح وہ کھانے پر جھپٹتے اور ٹوٹ پڑتے ہیں۔

ہم یورپ میں بیٹھے اپنے پیارے ملک میں روزانہ کی ہڑتالوں، دھرنوں اور ان میں توڑ پھوڑ کی خبریں سن کر حیران ہو رہے ہوتے ہیں کہ جن علماء کے ہاتھ قوم کی رہنمائی کی لگام دی گئی ہے وہ مدرسوں کے بچوں کو سڑکوں پر لا کر توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ وہ جو 5 سال پڑھ کر مسیحائی کا سرٹیفکیٹ لیتے ہیں وہ ہسپتالوں میں مریضوں کو رلتا چھوڑ کر سڑکوں پر ڈیرے ڈالے نظر آتے ہیں۔ وہ جو کالا کوٹ پہن کر اصل میں قانون کے رکھوالے کہلاتے ہیں اور اس کی جنگ لڑتے ہیں وہ عدالتوں اور اپنے چیمبرز کو تالے لگا کر سڑکوں پر اپنے حقوق کی نہ صرف جنگ لڑتے ہیں بلکہ کرسیوں، میزوں کے ذریعہ اپنی طاقت کا برملا اظہار کرتے دکھلائی دیتے ہیں اور قانون کی خود ہی دھجیاں اڑا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ Education is not only education but formation اس تعلیم کا کیا فائدہ جو اپنے آپ کو مہذب نہ بنا سکے اور نہ ہی دوسروں کو تہذیب کا گہوارہ بنا سکے۔ ان تمام غیر مہذبانہ، غیر شائستہ حرکات سے قوم کی اصل تصویر سامنے آ رہی ہوتی ہے اور پاکستان کا ایک غلط امیج دنیا میں قائم ہو رہا ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ کے دور میں، آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں وہ اخلاق سے عاری اور شراب کے رسیا لوگ ایسے مہذب بنے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا خطاب دیا اور آج 1400 سال گزر جانے کے بعد بھی شدید سے شدید معاند اور دشمن اسلام بھی آپؐ اور آپؐ کے مبارک دور کے متبعین کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور اس امر کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیم، امن ہی کی تعلیم ہے اور اس سلسلہ میں وہ صحابہؓ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وہ مشہور واقعہ بھی ذہن میں لائیں جب آپ نے کسی بچے کو بارش میں کھیلتے دیکھ کر نصیحت فرمائی کہ بیٹا! ذرا احتیاط سے، کہیں گر کر چوٹ نہ لگ جائے۔ بچے نے برجستہ جواب دیا کہ امام صاحب آپ اپنی فکر کریں میرے گرنے سے تو صرف مجھے نقصان ہو گا مگر آپ کے گرنے سے قوم گر جائے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے 52 سالہ دور میں احباب جماعت کو قومی زندگی گزارنے کی طرف متوجہ رکھا اور خوب کھول کر قوموں کی ترقی اور زوال کے طریق بتلائے کہ کن طریقوں کو اپنایا جائے تو قومیں ترقی کرتی ہیں اور کن طریقوں پر عمل پیرا ہو کر قوموں کو تباہی کے دہانے پر لے جایا جا سکتا ہے۔ آج قومیں، ادارے اور تمام جماعتیں، جماعت احمدیہ کی اجتماعیت سے کیوں خوف زدہ ہیں۔ کیوں اس امر کا بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہم قوم نہیں ہم صرف بھیڑ ہیں۔ ہم اژدہام کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ خلافت کا نہ ہونا ہے۔ وہ اجتماعیت کے لئے بار بار خلافت کا اعلان کرتے ہیں۔ کبھی خلافت کا تاج کسی کے سر پر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کوئی فورم بنا کر لوگوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔ لیکن دنیا بھر میں صرف اور صرف ایک جماعت احمدیہ ہی ہے جو ایک خلیفہ رکھتی ہے۔ جو ایک امام کی تابع ہونے کی دعویدار ہے۔ جو اس کے ایک اشارے کو اور ہر ادا کو سمجھ کر اس کی تابع ہو جاتی ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا اور غیروں کی زبان سے سنا کہ برطانیہ، جرمنی اور افریقی ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ پر ہزاروں کی تعداد میں شاملین نہایت تہذیب کے ساتھ بیٹھے نظر آتے ہیں۔ اگر دربارِ خلافت سے خاموش ہونے کا اعلان ہو جاتا ہے تو تمام مجمع ایسی خاموشی اختیار کرتا ہے جیسے ان کے سروں پر پرندے آبیٹھے ہیں۔ خلافت خامسہ کے انتخاب کے موقع پر جب امام عطاء المجیب راشد صاحب نے حضور کا یہ ارشاد سنایا کہ حضور فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جائیں تو ایم ٹی اے نے ایک ایسا نظارہ تا ابد کے لئے ریکارڈ کر لیا کہ شدید سردی میں ایک دوسرے کے اوپر گرتے پڑتے ٹھنڈی سڑک پر اور بعض ایک دوسرے کی گود میں بیٹھ گئے۔ یہ وہ اجتماعیت کی طاقت ہے جس سے دشمن خوفزدہ ہے اور یہی وہ تہذیب ہے، یہی وہ کلچر ہے، یہی وہ Way of Life ہے۔ یہی وہ ثقافت ہے یہی وہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی ہم آہنگی ہے۔ یہی وہ اسلامی رسم و رواج ہیں جن کو لے کر جماعت پروان چڑھی ہے اور اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں ہے۔ اس لئے ہمارے امام ہر خطبہ میں اصلاح احوال، اصلاح معاشرہ اور اصلاح نفوس کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ نیک، صالح افراد سے نیک قومیں

بنتی ہیں اور بُرے اور بد اخلاق سے ایسی قومیں وجود میں آتی ہیں جن کے حصہ میں سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہوتا۔

اس لئے ہم سب کو اس اہم نکتہ کی طرف اپنے آپ کو متوجہ کرنا اور رکھنا ہے کہ میری معمولی غلطی کی وجہ سے کہیں جماعت پر دھبہ نہ لگ جائے۔ یہ ویسے ہی ہے جیسے دھوبی سے ایک چادر دُھل کر آئے جس پر کوئی دھبہ نہ ہو تو وہ بھلی لگتی ہے لیکن اگر ایک معمولی سا چھوٹا سا دھبہ لگ جائے تو اس کی خوبصورتی میں فرق آجاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کی چادر اخلاق اور اعمال صالحہ لئے بدیوں، بُرائیوں اور بد اخلاقیوں سے دھلی چادر ہے۔ اسے اپنے بُرے اعمال سے داغ دار کرنے سے ہم میں سے ہر ایک کو بچنا چاہئے۔ اور شاعر کے اس شعر کو حرز زبان بنائے رکھنے کا عزم کرنا چاہئے۔

دامن تہذیب پر دھبہ نہ لگ جائے کہیں
پان کھا کر تھوکنا ہر جگہ اچھا نہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں۔

”1924ء میں میں انگلستان تبلیغ اسلام کے مواقع دیکھنے کے لئے گیا تو میں نے اس وقت وہی لباس پہنا ہوا تھا جو میں ہندوستان (قادیان) میں پہنتا تھا اور یورپین لوگ نہ صرف یہ کہ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں بلکہ چونکہ ان کا رات کا لباس ایسا کھلا ہوتا ہے جیسے ہماری شلوار قمیض، وہ اس لباس کو رات کے وقت پہنتے ہیں۔ اسلئے وہ کسی کے سامنے نہیں آتے۔ ایک دن ہمارے مبلغ انچارج میرے پاس آئے اور بڑی تشویش سے کہنے لگے کہ آپ کے اس لباس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کو بہت ٹھوکر لگ رہی ہے آپ اگر پتلون نہیں پہن سکتے تو کم از کم علی گڑھ فیشن کا گرم پاجامہ پہن لیں اور قمیض کو اس کے اندر ٹھونس لیا کریں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آخر میں ایسا کیوں کروں ان لوگوں کو میرے قومی لباس پر اعتراض کرنے کا حق کیا ہے؟ مبلغ صاحب نے کہا کہ حق ہو یا نہ ہو بہر حال اس سے بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور ہماری قومی تحقیر ہوتی ہے۔ اسی دن مجھے ملنے کے لئے لندن کے اورینٹل کالج کے پرنسپل سر ڈینی سن راس اور کچھ اور بڑے بڑے آدمی آئے۔ میں نے ان کے

سامنے یہی سوال رکھا اور کہا کہ کیا آپ لوگ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ یورپین تہذیب ہے انہوں نے کہا نہیں نہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کے لباس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ محض مغربی تہذیب کے نتیجہ میں یہ ایسا کہہ دیتے ہیں لیکن ان کے دل میں یہ بات نہیں۔ میں نے پھر اصرار کیا کہ آپ میرے دوست ہیں سچ سچ بتائیے کہ آپ کی قوم پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اس پر انہوں نے کہا کہ سچ بات تو یہی ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ اس لباس میں لوگوں کے سامنے آنے کو بُرا سمجھتے ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ سر ڈینی سن راس علی گڑھ اور کلکتہ میں بھی پروفیسر رہ چکے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ سر ڈینی سن راس! آپ یہ بتائیں جب آپ ہمارے ملک (ہندوستان) میں تھے تو کیا آپ شلوار قمیض اور دھوتی پہنا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا تو پھر آپ یہ بتائیں کہ آپ ہمارے ملک میں آکر اپنا ہی لباس رکھیں تو حرج نہیں تو ہم آپ کے ملک میں آکر اپنا لباس رکھیں تو یہ بُری بات ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد10 صفحہ386-387)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04جون2022ء)

﴿99﴾

وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا

قسط اوّل

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا
کچھ نہیں ہو گا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہو گا

پھل، شاخ اور باغبان (مالی) کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ گو بعض پھل خود بخود ہی زمین پر گر جاتے ہیں اور باغبان اُن سے مالی اور جسمانی فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن ایسے پھلوں میں کوئی نہ کوئی کمی رہ گئی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اپنے وقت سے پہلے ہی شاخ سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یا آندھی اور بارش یا کسی آسمانی و زمینی آفت سے زمین پر آ گرتے ہیں۔ گو ایسے پھل بعض اوقات صحیح بھی ہوں مگر زمین پر آ گرنے سے وہ داغی ضرور ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ترش بھی ہوتے ہیں۔ یا آج کل باغبان زیادہ کمائی کے لئے کچا پھل اُتار کر پیل ڈال لیتا ہے اور بد مزہ اور مہلک دوائیوں سے رچا بسا پھل مارکیٹ میں آ جاتا ہے۔

مگر اصل، مزیدار، تندرست اور صحت مند پھل وہی ہے جو شاخ پر پکنے کے بعد مالی وقت پر اِسے اُتارتا ہے، اِسے دھوتا اور بعض پھلوں پر ہلکا سا سرسوں کا تیل ملا کر دھو کر چمکا کر مارکیٹ میں لاتا ہے جو دیکھنے والوں کو بھلا اور خوبصورت لگتا ہے اور انسان کھاتے وقت بھی اس کی لذت شیرینی سے محظوظ ہو رہا ہوتا ہے۔ مختلف قسموں کے پھل باغوں سے اُتارنے کے مختلف طریق

ہیں۔ ہم دنیا بھر میں دیکھتے ہیں کہ بعض جگہوں پر عورتوں نے اپنے پیچھے کپڑے کا تھیلا بنا رکھا ہوتا ہے جس میں وہ پھل توڑ توڑ کر ڈالتی جاتی ہیں۔ بعضوں نے سروں پر ٹوکرے رکھے ہوتے ہیں۔ بعض درخت پر چڑھ کر کٹر (Cutter) سے پھل توڑتے ہیں۔ بعض درختوں سے سیڑھی لگا کر پھل توڑا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں چھکو نما اشیاء سے پھل کو بہت پیار سے اُتارا جاتا ہے اور ہم بچپن میں اپنے ملک میں کینو اور اس کی نسل سے تعلق رکھنے والے پھلوں کو درختوں کے نیچے چاروں کونوں سے چادر پکڑ کر توڑ کر گراتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن ان تمام عوامل میں یہ بات مشترکہ ہے کہ پھل ہماری خواہش سے زمین پر نہیں گرتے بلکہ شاخ کو ہر صورت خواہ تھوڑا یا زیادہ ہلانا پڑتا ہے۔

اگر اس مادی مضمون کو روحانی مضمون پر لاگو کریں تو ایک بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز مضمون سامنے آتا ہے اس پر جتنا بھی غور کریں نت نئے نکات انسان کے ذہن میں ابھرتے اور ازدیاد ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی دو اہم صفات الرحیم اور الرحمٰن کا ذکر قرآن و احادیث میں ملتا ہے۔ صفت الرحمٰن کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضروریات کے مطابق اس کے جینے کے لئے بعض نعماء جیسے پانی، ہوا، زمین و آسمان بغیر مانگے مہیا کر دیں۔ لیکن بعض ضروریات کے حوالے سے یہ ہدایت دی گئی کہ الرحمان صفت کے دروازے کو کھٹکاؤ تا تمہاری دعاؤں سے یہ دروازہ تم پر کھولا جائے۔ ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے خالق کی طرف جھکتا نہیں۔ اس کو سجدہ نہیں کرتا۔ اس سے دعائیں نہیں مانگتا۔ وقت کی شاخ کو ہلاتا نہیں اور بہت بڑے بڑے پھلوں کے حصول کی توقع رکھتا ہے۔ پھر اسی وقت کی شاخ کے ذیل میں فرض اور نفلی عبادات آجاتی ہیں۔ تہجد، دعائیں، تلاوت قرآن پاک آتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث بنتے ہیں۔

اسی روحانی مضمون کو آج کے دور کے حوالہ سے دیکھیں تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ کے طور پر وقت کے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ موجود ہیں۔ یہی آج کے دور کے وقت کی شاخ ہے، وقت کی آواز ہے۔ اگر ہم روحانی انعامات اور افضال سے فیض یاب ہونا

چاہتے ہیں تو لازماً اس وقت کی شاخ سے اپنا اور اپنی اولاد بلکہ نسل کا مضبوط تعلق باندھنا ہو گا۔ اسی مضبوط کڑے کو پکڑ کر ہم ہر وہ پھل حاصل کر سکتے ہیں جن کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔ اس مبارک خلافت کے طفیل یا وقت کی اس مبارک شان کے طفیل ہمیں MTA کا ایک پھل ملا ہے۔ اس شاخ کو مضبوط رکھنے کے لئے ہمیں ایم ٹی اے کے ساتھ تعلق جوڑنا ہو گا۔ ہر جمعہ کو آپ کا خطبہ سُن کر اسے اپنی زندگیوں میں اُتارنا ہو گا تا کہ اس شان سے مضبوط تعلق رکھ کر جہاں ہم سرسبز و شاداب رہیں اور پھل حاصل کرتے رہیں وہاں اس تعلق کی وساطت سے جڑ سے تعلق مضبوط کر سکیں۔ جو دراصل اسلام کی جڑ ہے۔ جو دراصل قرآن کی جڑ ہے جو دراصل سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی جڑ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جایا کرتی ہے“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

شاعر کے اس لاجواب قطعہ کے دوسرے شعر پر ان شاء اللہ آئندہ قلم اٹھایا جائے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جون 2022ء)

﴾100﴿

اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہو گا

قسط دوم

گزشتہ دنوں ایک شاعر کے قطعہ کے درج ذیل پہلے شعر پر اداریہ لکھنے کی توفیق ملی۔ شعر یوں تھا۔

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا

آج اس قطعہ کے دوسرے شعر کے حوالہ سے بات کرنی ہے۔ شاعر کہتا ہے

کچھ نہیں ہو گا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہو گا

اس شعر میں دراصل شاعر نے انسان کو اپنے اعمال اچھے کرنے اور اچھے و عمدہ رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعمال حسنہ اور اعمال سیئہ بیان کرتے ہوئے انسان کو دو راستے دکھلا دیئے اور فرمایا وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (البلد :11) کہ ہم نے انسان کو دو راستے دکھلائے۔ نیکی اور بدی کا اور ان کا چناؤ انسان پر چھوڑ دیا۔

انسان اپنے اعمال سے اپنے اخلاق کی عمارت تعمیر کرتا ہے۔ اگر یہ اعمال اچھے ہیں۔ وہ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہے۔ وہ عدل، ایثار، عہد کی پاسداری، اصلاح بین الناس، صلح کاری، امانت و دیانت، عفو و درگزر، شکر، قوت برداشت، پاک دامنی، تواضع و انکساری پر عمل پیرا ہے تو جنت کا

راستہ ہموار کر رہا ہوتا ہے اور اگر برے اور سیاہ اعمال یعنی اخلاق سیئہ پر عمل پیرا ہے۔ وہ چوری، جھوٹ، بد ظنی، غیبت، چغل خوری، استہزاء، خیانت، حسد اور بخل وغیرہ جیسی مہلک بدیوں اور بُرائیوں کو اپنی زندگی میں اپنائے رکھتا ہے تو وہ جہنم اور آگ کا راستہ صاف کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس مضمون کو سورۃ بنی اسرائیل آیت 55 اِنۡ یَّشَاۡ یُعَذِّبۡکُمۡ کے تحت یوں بیان فرمایا ہے کہ وہ نیک اعمال یا بد اعمال کی جزاء یا سزا دے گا۔ (قرآن کریم مترجم صفحہ 595) اور ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تو بچے کی پیدائش سے ہی والدین کو توجہ دلائی کہ اپنے بچے کی ایسی احسن تربیت کریں کہ وہ آپ کو بھی جنت لے کر جائے۔ فرمایا بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے والدین ہی اُسے مجوسی، نصرانی، یہودی اور مسلمان بناتے ہیں۔

مندرجہ بالا عنوان میں شاعر نے ایک حقیقت بیان کی ہے انسان اپنے بُرے اعمال سے سیاہی اپنے منہ پر ملتا ہے اور اپنے اردگرد اندھیرے اور گھٹاٹوپ سیاہی پاتا ہے۔ مگر اس کے نتائج اور اندھیروں کا ذمہ دار دوسروں کو قرار دیتا ہے۔ جبکہ یہ اندھیرے اس کے اپنے ہی اعمال اور کرتوتوں کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ اس لئے اپنے حصہ کا دیا (لالٹین) خود ہی روشن کرنا اور رکھنا ہو گا۔ آج بھی مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے میں جہاں بجلی ہے وہاں بلب روشن کرنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو خود ہی بٹن دبانا پڑتا ہے اور جہاں بعض دیہاتوں میں یا افریقہ کے بعض ممالک میں ابھی بھی لائیٹ نہیں تو وہ دیا یا لالٹین روشن کرنے کے لئے خود ہی تیل بھی دیئے میں ڈالتے اور دیا سلائی سے آگ لگا کر اسے روشن بھی کرتے ہیں۔ تا اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ مجھے دیئے میں تیل ڈالنے سے یہاں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ یاد آگئے۔ اُن کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کے گھر ایک دن کچھ مہمان آگئے۔ رات پڑنے پر دیا روشن کیا گیا۔ تیل کم ہونے کی وجہ سے وہ ٹمٹمانے لگا تو مہمانوں

نے آگے بڑھ کر تیل ڈالنا چاہا مگر خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خود آگے بڑھے اور دیئے کو تیل سے بھر دیا اور فرمایا کہ دیئے میں تیل ڈالنے سے پہلے بھی میں عمر بن عبد العزیز تھا اور تیل ڈالنے کے بعد بھی عمر بن عبد العزیز ہوں۔ اس واقعہ کا بھی میرے بیان کردہ مضمون سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر متعدد بار روشنی ڈالی ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے۔ حضور نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ آپ بچوں کی موجودگی میں بھی خود اٹھ کر پانی پیتے تھے۔ کسی کو پانی پلانے کا نہ کہتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک خواہ جتنے بڑے عہدے پر بھی فائز ہو تو انسان کے ناطے اُسے اپنے کام کرنے کا دیا خود ہی جلانا ہے۔

اس لئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اللہ کو پانے، اس کو دیکھنے، اس کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے، قرآن پڑھنے اور دیگر اخلاق حسنہ کے اعمال کے دیئے جلائے رکھیں تا ہم خود بھی اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بلکہ ہمارے عزیز و اقارب بھی اس روشنی سے اپنی نیکی کی راہیں تلاش کرتے رہیں۔

ہم احمدی تو خوش نصیب ہیں کہ ہم نے یا ہمارے بزرگوں، ہمارے باپ دادوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پا کر، اُن کے نور سے اپنے اسلامی دیئے کو مزید روشن کیا۔ جس کو خلافت احمدیہ کے ذریعہ مزید روشنائی مل رہی ہے۔ حضور انور ہر جمعہ کو ہمارے ان دیئوں میں تیل ڈالتے ہیں۔ جو ہمارے ماحول میں، ہمارے گھروں میں روشن رہتا ہے اور ہم آج بھی خلافت کے توسط سے اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات سے براہ راست فیض یاب ہو رہے ہیں اور آپ کا حضرت مہدی علیہ السلام کو السلام علیکم پہنچا کر خطبات و خطابات کے ذریعہ خلیفۃ المسیح سے براہ راست سلامتی لے کے اپنے دیئوں کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنے دیئے اور اپنی نسلوں کے تعلق کو مضبوط سے

مضبوط کرتے چلے جائیں اور ایک سے دوسرا اور دوسرے دیئے سے تیسرا دیا اور علیٰ ھذا القیاس دنیا میں پھیلی مخلوق کے ہر گھر میں اسلام کا دیا روشن کرتے چلے جائیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جون 2022ء)

﴿101﴾

ہمارا ٹیگ، ہماری پہچان۔ احمدیت

گزشتہ دنوں خاکسار نے مکرم ذیشان محمود مبلغ سیرالیون سے مسز فائقہ بشریٰ آف بحرین کا چودہ قسطوں پر مشتمل تیار کردہ روحانی و علمی مائدہ بعنوان ''ارشادات نور'' کی جب یکجائی پوسٹ بنانے کی درخواست کی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ان 14 اقساط میں سے صرف 4 اقساط پر ''حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ'' کا Tag لگا ہوا تھا وہ میں نے اکٹھی کرلی ہیں۔ باقی 9 اقساط پر Tag نہ ہونے کے باعث ڈھونڈنے میں مشکل ہوئی تاہم 14 اقساط پر مکمل پوسٹ تیار ہو گئی ہے۔

میں نے باوجود یہ علم رکھنے کے کہ کمپیوٹر میں Tagging کا ایک فنکشن ہوتا ہے نادانی اور اپنی کم علمی کی بناء پر محترم موصوف سے پوچھ ڈالا کہ Tag کس بلا کا نام ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ ذرائع ابلاغ کی دنیا میں جب مضمون آن لائن کرنا مقصود ہو تو اس کی کیٹیگری کی تعیین کے لئے، اس کی پہچان کے لئے ٹیگ لگایا جاتا ہے۔ جس سے اس مضمون کی تلاش آسان ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ''ارشاداتِ نور'' پر مشتمل 14 مضامین میں سے جن پر Tag لگا ہوا تھا اس سے ان کا ملنا آسان ہو گیا۔

موصوف سے بات ختم ہوتے ہی خاکسار نے ان تین حرفی لفظ Tag (ٹیگ) پر غور کرنا شروع کر دیا اور ریسرچ بھی کی۔ ڈکشنری کا سہارا لینے پر وہ مفہوم کھل کر سامنے آیا جو خاکسار کے اس آرٹیکل لکھنے کا باعث بنا۔

یہ لفظ انگریزی اور اردو دونوں ڈکشنریوں میں یکساں مستعمل ہوا ہے۔ اس کے معنوں کے مطابق لفظ ''ٹیگ'' کاغذ، گتے، پلاسٹک، کپڑے، دھاگے یا چمڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا کہلاتا ہے جو کتب میں نشان کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

آج کل کی اصطلاح میں اسے bookmark بھی کہا جا سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد نے خاکسار کی رہنمائی میں ایک بک مارک تیار کر کے طبع کروایا تھا۔ جو قرآن کریم میں بطور نشانی استعمال ہوتا رہا اور آج بھی وہ ہمارے گھر قرآن کا حصہ بنا ہوا ہے۔ یہ تو ایک ثانوی بات درمیان میں آگئی۔ ٹیگ کے معانی بیان ہو رہے تھے۔ ٹیگ اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جو کپڑوں، جوتوں پر پہچان کے لئے لگا ہوتا ہے۔ اس سے اس کا سائز ظاہر ہوتا ہے۔ کس کمپنی کا بنا ہوا ہے۔ کھیلوں میں کھلاڑیوں اور جانوروں پر بھی پہچان کے لئے ٹیگ لگائے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈکشنری میں اس کی وجہ to identify اور to describe درج ہے۔ کھیلوں میں جب وننگ چبوترے پر اول دوم سوم کے کھلاڑیوں کو لایا جاتا ہے تو ان کو بھی پہچان کے لئے tag کیا جاتا ہے۔

لفظ ٹیگ کا استعمال صرف مادی دنیا کی چیزوں کی پہچان کے لئے نہیں بلکہ ہم ذی روح انسانوں کی بھی پہچان ہمارے اوپر لگے لیبل اور ٹیگ سے ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔ ہم احمدی مسلمان کی پہچان اور ٹیگ اللہ کے ساتھ اپنے مضبوط تعلق سے ہوتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ مثالی و دلی محبت و عقیدت سے ہوتی ہے۔ ہماری پہچان ابدی کتاب قرآن کریم ہے جو ہماری زندگیوں کا سرمایہ ہے۔ ہم پر احمدیت کا جو لیبل لگ چکا ہے اس کی عزت و لاج کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام ارشادات و فرمودات کو حرزِ جاں بنانا ضروری ہے۔ احمدیت کا سہرا اپنی پیشانی پر سجانے سے قبل خلافت سے حقیقی پیار کر کے خلیفۃ المسیح کے ساتھ عقیدت و محبت کے معیاروں کو بڑھانا ہے۔ آپس میں پیار و محبت اور دنیا میں امن و سلام و آشتی کی تعلیم کو عملی رنگ دینا ہے۔ تا دنیا کے ہر کنارے سے یہ آواز آئے کہ ہے تو یہ قادیانی مگر ہے سچا، جھوٹ نہیں بولتا، جھوٹی گواہی نہیں دیتا، دیانت دار ہے، رشوت نہیں لیتا، معاشرے میں بسنے والوں کا حق ادا کرتا ہے۔ اس کے گھر سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آتی ہے۔

ایک وہ ٹیگ بھی ہے جو نام نہاد مولویوں اور بعض مسلمانوں نے اپنے اوپر مسلمانی کا لگا رکھا ہے۔ جو اپنی مسلمانی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ تسبیحیں بھی ہاتھوں میں لئے مسجدوں کی طرف

نمازوں کی ادائیگی کے لئے تیز قدموں کے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔ حج کا فریضہ بھی خصوصی طور پر ادا کرتے ہیں، درود بھی پڑھتے ہیں۔ مگر جھوٹ بھی بولتے ہیں، جھوٹی گواہی بھی دیتے ہیں۔ لوگوں کو چالاکی سے ورغلاتے بھی ہیں۔ رشوت بھی لیتے ہیں۔ قتل وغارت سے بھی نہیں چوکتے۔ دنگا فساد ان کی عادت اور فتنہ برپا کرنا ان کی علامت ہوتی ہے۔ سڑکوں پر غل غپاڑہ کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ اسلام کی یہ پہچان نہیں۔ اسلام کی اصل پہچان تو وہ ہے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے ہمارے لئے مشعل راہ چھوڑی ہے۔ صحابہ نے بطور نمونہ ہمارے لئے اس کی راہیں آسان کی ہیں۔ صحابہ کی طرح ہمارے اندر اتحاد و اتفاق چاہیے۔ صحابہ کی طرح انسانیت سے پیار چاہیے۔ صحابہ کی طرح ہمارے اندر اللہ تعالیٰ سے پیار، اس کے رسولؐ سے پیار، اس کی پیاری کتاب قرآن کریم سے پیار ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ کو فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو گے تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے (ترمذی کتاب صفة القیامة)

آنحضور ﷺ کے صحابہ نے احکام الٰہی کی حفاظت فرمائی۔ خود بھی عمل کیا اور دوسروں سے عمل کروایا بھی۔

ایک روایت ہے کہ ایک مہاجر صحابی نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر کے تمام احکام خداوندی پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب میں ایک حکم پر عمل کرنے کے علاوہ باقی تمام احکام کو اپنی زندگی کا حصہ بنا چکا تو میں باقی بچ جانے والے حکم کی تعمیل کے لئے مدینہ کی گلی کوچوں میں سرگردان پھرتا ہر گھر کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی کہ کوئی مجھے یہ کہہ دے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا اور میں واپس چلا آؤں اور یوں اس حکم (النور:29) پر بھی عمل ہو جائے مگر یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔ (700 احکام خداوندی از حنیف محمود صفحہ 37)

صحابہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ سے اس حد تک پیار کرتے تھے کہ جنگ بدر کے موقع پر انصار صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ ہم آپؐ کے دائیں بھی

لڑیں گے اور بائیں بھی۔ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری نعشوں کو روند نہ ڈالے۔

احمدیت کا لیبل اور ٹیگ وہی ہے جو اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا تھا۔ احمدیت کی پہچان وہی ہے جو آنحضور ﷺ نے ہمیں دی۔ ہمیں بھی اس ٹیگ کو اپنے اوپر چسپاں کر کے حضرت محمد ﷺ کے نمائندہ خلیفۃ المسیح سے پیار و عقیدت سے پیش آنا۔ ان کی ہر بات کو حرزِ جاں بنانا۔ اطاعت کے تمام زینے بخوبی انجام دینا بہت ضروری ہے۔ چاہیے کہ یہی ہماری پہچان ہو اور ڈکشنری کے الفاظ to identify اور to describe احسن رنگ میں ہم پر لاگو ہوں۔

لاہور کے قیام کے دوران میں نے اچکن سلوانے کے لئے انار کلی میں مشہور و معروف ایک ٹیلر کی دکان کا وزٹ کیا تو مجھے اس کی دکان پر یہ لکھا دیکھ کر بہت حیرانگی ہوئی کہ

God makes men and we make them gentlemen

میں نے اسے پڑھ کر اپنے ساتھ کھڑے بیٹے سعید الدین احمد سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیٹا! مجھے اس فقرے سے شرک کی بو آرہی ہے اسے یوں ہونا چاہئے کہ

God makes men and Quran makes them gentlemen

گویا یہ مضمون آنحضور ﷺ کی سیرت بارے بیان معروف فقرے "کان خلقہ القرآن" کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ بس ہمارا ٹیگ اور پہچان قرآن ہے۔ ہمیں اسی کو سینے سے لگانا ہے اور اسی کی تعلیم کو اپنا کر اپنے آپ کو حسین سے حسین تر بناتے چلے جانا ہے۔

خاکسار نے اس سے قبل اسی مضمون کے حوالے سے کئی ایک آرٹیکلز میں ٹیگ کے مقابل پر۔ کئی ناموں سے توجہ دلائی ہے۔ جیسے اسلامی باغ کا پودا/درخت۔ شاخ یا ڈالی۔ مالی و باغبان۔ پھل۔ روحانی فرزند یا بیٹا۔ آئینہ۔ چراغ یا دیا۔ عطر و خوشبو۔ تسبیح کا منکا وغیرہ وغیرہ

ان تمام الفاظ کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر لاگو کر کے جماعت کی ڈکشنری میں اپنے آپ کو بطور ہیرا جڑنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ہیرا بننے کے لئے تیز دھات سے اپنے آپ کو تراشنا وخراشنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جون 2022ء)

《102》

الفضل اخبار اسم بامسمّٰی ہے
قارئین کے آراء و تبصرے

قارئین کی حوصلہ افزائی اور الفضل کی ترقی و ترویج کے لئے ادارہ ہر ماہ قارئین کی آراء تبصرے شائع کر رہا ہے آج اس حوالہ سے چند آراء و تبصرے پیش ہیں۔

• الفضل آن لائن روز بروز ترقی کر رہا ہے

الحمدللہ! خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور سرپرستی اور آپ کی محنت سے روزنامہ الفضل آن لائن روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اپنے اعلیٰ اور معیاری مضامین کے وجہ سے احباب جماعت کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ **(فہیم احمد ناگی۔ لندن)**

• بعض تحریرات فلسفۂ حیات بدلنے میں انتہائی موثر ہوتی ہیں

مؤرخہ 24 جنوری 2022ء کی اشاعت میں ’’معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے‘‘ بہت عمدہ تحریر ہے...... مؤرخہ 22 جنوری کی اشاعت میں محترمہ امۃ الباری ناصر کی تحریر ’’ایک تھی بشریٰ‘‘ نے گھنٹوں اپنے حصار میں لئے رکھا...... ایسی تحریرات جن میں سعید روحوں کا ذکرِ خیر ہو، جہاں ایک طرف ہمیں اپنا جائزہ لینے کی تحریک دلاتی ہوں تو دوسری طرف زندگی کو مثبت انداز میں گزارنے کے گُر سکھاتی ہیں۔

• قابل رشک و قابل تقلید روایات پر مشتمل ’’مطالعہ کتب‘‘ دلچسپ سلسلہ ہے

ایک اور مکتوب میں لکھتی ہیں:

مورخہ 11 فروری کے شمارہ میں ’’مطالعہ کتب‘‘ قابلِ رشک و قابلِ تقلید روایات و واقعات کے ساتھ بہت دلچسپ مضمون تھا۔ یوں تو فی زمانہ انٹرنیٹ پر کتابیں پڑھنے کی سہولت

موجود ہے لیکن مطالعہ کی جو پیاس، کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر اُس سے تعلق باندھ کر بجھتی ہے وہ دورِ جدید کی اِن سہولیات سے ممکن نہیں۔ 12 فروری کی اشاعت میں اداریہ ’’بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے‘‘ ماں کی عظمت کو بہترین خراجِ تحسین تھا۔ (ثمرہ خالد۔ جرمنی)

• الفضل کے ذریعہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا چلا جارہا ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل عالم میں ’’محبّان الفضل‘‘ کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور یہ مخلصین اپنے اپنے طریق و انداز میں اپنے ’’پیارے الفضل‘‘ سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ پھر اس اظہارِ عقیدت کا دوسروں پر بھی مثبت اثر پڑتا ہے اور وہ بھی مطالعہ الفضل کی طرف متوجّہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح الفضل کے ذریعہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا چلا جارہا ہے... اکثر دوست بڑی خوشی سے اِس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم باقاعدہ الفضل کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہمیں اس سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ (بشارت احمد شاہد۔ مبلغ لٹویا)

• ہم بھی محبان الفضل میں سے ہیں

ان میں سے چند ایک تاثرات پیش ہیں:

’’الفضل بہت ہی پیارا اخبار ہے۔ بہت ہی عمدہ مضامین ہوتے ہیں۔‘‘

(سلطان احمد محمود۔ ہالینڈ)

’’میں الفضل میں شائع ہونے والے ملفوظات کو اکثر وٹس ایپ گروپس میں بھی اپنے انصار بھائیوں سے شیئر کرتا رہتا ہوں۔ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ہوں۔‘‘ (مرزا منور محمود اشرف۔ کینیڈا)

’’اس بابرکت روزنامہ الفضل سے میرا رشتہ بہت پرانا ہے۔ آج آن لائن ہونے کی بدولت یہ اخبار پڑھنے اور عمل کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ دعا ہے کہ یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد عالیہ کو پورا کرنے میں معاون ہو اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت اور رہنمائی میں یہ اخبار ہر احمدی اور بنی نوع انسانوں کے لئے مشعل راہ بنتا چلا جائے۔ آمین۔‘‘

(رفیع رضا قریشی)

• مربیان کرام سے حضور انور کا مشفقانہ سلوک قابل تشکر ہے

محبتوں میں پلے پوسے سعید احمد رفیق صاحب کا مضمون بہت ایمان افروز، سبق آموز اور دلچسپ طریق پر لکھا ہوا ہے۔ بہت سے عزیزوں کو بھیجا سب نے شوق سے پڑھا اور اچھے تأثرات کا اظہار کیا۔ یہ بھی احمدیت کا اعجاز ہے کہ جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ حضور انور کو پیار کرتا ہے اور حضور انور سب سے زیادہ اس سے پیار کرتے ہیں۔ کسی کو حضور کی ایک نظر، ایک جملہ کوئی اظہار تعلق نصیب ہو جائے وہ ساری عمر اس سرمائے کو سینے سے لگائے رکھتا ہے۔ مربیان کرام سے حضور کا پُر لطف خصوصی مشفقانہ سلوک قابل تشکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ٹھنڈے میٹھے سائے کو سلامت رکھے۔ آمین اللّٰھم آمین **(امۃ الباری ناصر۔امریکہ)**

• الفضل کا ہر لفظ ہی موتیوں کی طرح پرویا ہوا ہوتا ہے

چند روز قبل کی اشاعت میں ”بعض قرض کبھی اتارے نہیں جاسکتے“ عنوان کے تحت جو مضمون پڑھنے کو ملا وہ بہت ہی دل گداز تھا۔ 15 اور 16 فروری کی الفضل کی اشاعت میں دو قسطوں میں جو مربی سعید احمد رفیق کی ڈائری بعنوان ”محبتوں میں پلے پوسے انسان کی کہانی“ پڑھ کر مربی صاحب کی قسمت پر رشک آیا کہ کیسے خوش قسمت انسان ہیں جو حضور انور کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ الفضل میں شائع ہونے والے مضامین پڑھ کر تو روز ہی لکھنے کو دل چاہتا ہے۔ ہر لفظ ہی موتی کی طرح پرویا ہوا ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ۔ ”پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے“ ہمیشہ کی طرح بہت اچھا آرٹیکل تھا۔ محترمہ امۃ الباری ناصر کا مضمون ”ایک تھی بشریٰ“ بہت متاثر کن تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ محترم فرحان حمزہ کے مضامین اکثر پڑھنے کو ملتے ہیں اس دفعہ ان کے مضمون ”وہ گنجہائے گراں مایہ“ میں انہوں نے جس شہید کا ذکر کیا ہے، وہ میرے چچا محترم نیاز علی شہید تھے۔

(خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

• یہ اخبار اسم بامسمّٰی ہے۔

”ادارہ الفضل نے کچھ عرصے سے ”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ کے عنوان سے تربیتی وعلمی معلومات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جو قارئین کی محفل میں بہت پذیرائی حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلك۔ قارئین میں صرف احمدی دنیا نہیں ہے۔ احمدی دنیا سے کہیں زیادہ غیر احمدی دنیا اخبار الفضل میں دلچسپی لے رہی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ الفضل کے بعض اداریے، اداریے نہیں ہوتے بلکہ جیتی جاگتی دنیا کی تصویر ہوتے ہیں۔ الفضل کوئی سیاسی اخبار نہیں ہے۔ خالص مذہبی، دینی اور روحانی اخبار ہے اور روئے زمین پر یہ واحد اخبار ہے جو سورج کی روشنی، بادلوں کی بارش اور ہواؤں کی طرح بلا مذہب وملت ہر قوم کو حقیقی اسلام کی روشنی سے منور کر رہا ہے۔ دنیا کی نظر حقیقی اسلام سے متعارف ہونے کے لیے الفضل پر پڑتی ہے۔ یہ اخبار اسم بامسمّٰی ہے۔ فضل نہیں الفضل ہے۔ قارئین پر خاص فضل کی شعائیں پڑتی ہیں۔

• الفضل آن لائن لندن کو غیر احمدی دنیا بھی دلچسپی سے پڑھتی ہے

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:

آپ کے اداریے اور مضامین عالمگیر سطح پر روزمرہ کے مسائل کا احاطہ کیے ہوتے ہیں۔ حقائق اور دلائل پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ حجاب کا موضوع بھی خالص مذہبی اور سماجی مسئلہ ہے۔ سنجیدہ طبع طبقہ یہ بات جاننے کے لئے بے تاب ہے کہ مذہبِ اسلام میں قرآن اور حدیث میں حجاب کے متعلق کیا احکامات بیان ہوئے ہیں۔ روز ہی مختلف چینلوں پر حجاب کے موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے ایک سابقہ خط میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ”الفضل کو احمدیوں کے علاوہ باہر کی غیر از جماعت دنیا کثرت سے پڑھتی ہے۔ یہ چند سطور جو میں نے آپ کو تحریر کی ہیں اس کے محرک یہی لوگ ہیں۔“ امید ہے کہ اول فرصت میں حجاب (پردہ) کے متعلق آپ کا اداریہ یا مضمون الفضل کا حصہ بنے گا۔ جو ہر سنجیدہ اور دانشور طبقہ کو اسلامی نقطہ نظر کو جاننے اور سمجھنے میں مدد ومعاون ہوگا۔ ان شاءاللہ۔

(محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ علیگڑھ انڈیا)

• الفضل کی مثال گلدستے کی سی ہے

الفضل کی مثال مختلف رنگوں کے خوبصورت پھولوں کے ایک گلدستے کی سی ہے جو دل ودماغ کو تازگی اور سکون بخشتے ہیں اور آنکھوں کو تراوت۔ (رضیہ بیگم۔نیویارک)

• سورج کی کرنوں کی طرح چمکتا، روشن اخبار ’’الفضل‘‘

میں اکثر صبح سورج نکلنے کے ساتھ سورج کی کرنوں میں الفضل پڑھتا ہوں۔ سورج کی ہلکی تپش اور الفضل کا نور بڑا حسین منظر پیش کرتا ہے۔ ماشاءاللہ سارے مضامین بہت ہی اچھے ہوتے ہیں علم وعرفان بڑھتا ہے۔ (نعمان احمد رحیم)

• روزنامہ الفضل بہترین روحانی نشوونما کر رہا ہے

تمام مضامین تحریرات جو الفضل آن لائن میں ہم پڑھتے ہیں ان کا کوئی ثانی نہیں اگر ان پر عمل ہو تو ہمارے دونوں جہاں سنور سکتے ہیں اوراس سلسلہ میں پوری کوشش ہونی چاہیئے۔ مضمون بابت والدہ کے صلہ کے بارہ میں پڑھ کر عجیب سی کیفیت ہوئی کہ ماں تو صرف اولاد کے لیے عمر کے آخری حصہ تک فکر مند رہتی ہے چاہے وہ خود کتنی ہی پریشان کیوں نہ ہو۔ الفضل کی تمام تحریرات فکر انگیز ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات اور حضرت بانی جماعت اور خلیفہ وقت کے فرمان بھی ہماری راہنمائی کا موجب ہیں۔ اس روزنامہ میں جماعت کی ترقی اور فقہی مسائل کا حل بھی ہمیں بخوبی مل جاتا ہے غرض یہ کہ یہ روزنامہ ہماری بہترین روحانی نشوونما کر رہا ہے۔

• الفضل علم میں اضافے کا ذریعہ ہے

خدا کا شکر ہے کہ الفضل آن لائن پڑھنے کو مل رہا ہے۔ جس میں فقہی مسائل کے علاوہ اور بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ جاری رہے آمین۔ جماعتی ایکٹیوٹیز سے بھی آگاہی رہتی ہے اور علمی مضامین تو نالج میں بے بہا اضافہ کرتے ہیں۔ (اے آر بھٹی)

• بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے

خاکسار نے ماؤں کی فضیلت اور عظمت پر ایک اداریہ لکھا تھا۔ اس پر بہت سی آراء موصول ہوئیں۔ ان میں سے چند ایک قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

اس مضمون نے رلا دیا. آپ کے لکھنے کا انداز تصنع سے عاری ہے۔ خدا آج کے بچوں کو اپنی ماؤں اور اپنے باپوں، بزرگوں کی سچی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (عفت بٹ۔ڈنمارک)

بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے۔ یہ حقیقت بہت جان لیوا ہے۔ جس گہرائی میں اتر کر لکھا ہے وہاں سے ابھرنا محال ہے۔ (صادقہ چوہدری۔ کینیڈا)

بعض قرض جو چکائے نہیں جاسکتے، بہت ہی دل چھونے والی تحریر ہے۔ آپ نے بہت اچھے طریقے سے ماں کی قربانیاں قلمبند کی ہیں۔ اللہ تعالی بہترین جزادے۔ (سعدیہ طارق)

مورخہ 12 فروری 2022ء بروز ہفتہ کے روزنامہ الفضل آن لائن میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’بعض قرض کبھی نہیں اتارے جاسکتے‘‘ پڑھا۔ بہت ہی جذباتی کر دینے والا اداریہ تھا۔ میری طرح نہ جانے کتنے ہی اور قارئین الفضل اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے ہوں گے۔ آپ نے یہ اداریہ لکھ کر ہم سب کے جذبات کی خوب ترجمانی کی ہے۔ (بشریٰ نذیر افتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا)

بہترین اداریہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو ہیں اور ماں کی یاد میں اور شدت آگئی۔ واقعی ہم ان کا قرض کبھی نہیں اتار سکتے۔ پہاڑوں کی اونچائی اور سمندروں کی گہرائی تو شائد کبھی کوئی ناپ ہی لے مگر ماں کی محبت کو ناپنے کا کوئی پیمانہ نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ان کی محبت کا کچھ تھوڑا سا بھی قرضہ اتار سکیں۔ (عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

ویسے تو آپکے تمام مضامین ہی بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن اس مضمون کو بس چشم تر کے ساتھ پڑھا سیدھا دل میں اترنے والا مضمون ہے، ماشاء اللہ۔ (منصورہ فضل من۔ قادیان)

•ترقی کی منازل پر رواں دواں

الفضل اخبار اللہ کے فضل سے روز افزوں ترقی کی منازل پر رواں دواں ہے اور قارئین کے لئے ایک عمدہ علمی اور روحانی مائدہ ہے۔ اس میں شائع ہونے والے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات اور سب مضامین کی الگ شان اور تاثیر ہے۔ (رضیہ بیگم۔نیویارک)

•ایمان افروز، تاریخی شمارہ جات

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پر متواتر شمارہ جات کی اشاعت بہت ایمان افروز، معلوماتی اور تاریخی نوعیت کی تھی۔ (بریرہ محمود اہلیہ ڈاکٹر محمود احمد عاطف)

•بہترین مضمون

الفضل آن لائن 6 مئی 2022ء کے شمارہ میں امۃ الباری ناصر صاحبہ کا مضمون "نایاب ہوتے ہوئے پانی کی قدر کریں" پڑھا۔ بہت اچھا اور بہت سی اچھی معلومات پر مبنی مضمون تھا۔
(مبشرہ شکور۔لندن، صفیہ بشیر سامی۔لندن، ثمرہ خالد۔جرمنی)

•الفضل تو ایک گلدستہ کی مانند ہے

قلم سے دوبارہ دوستی کروانے کا سارا کریڈٹ آپ ایڈیٹر صاحب کو جاتا ہے۔ مورخہ 26 مئی کی اشاعت میں قبرستان اور قبروں کی بناوٹ و سجاوٹ سے متعلق عمیق مشاہدہ پر مبنی بہت معلوماتی اداریہ تھا۔ آٹھ روز پر مشتمل یومِ مسیح موعودؑ نمبر ادارہ الفضل اور لکھاریوں کی محنتِ شاقہ کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ روزنامہ الفضل تو ایک گلدستہ کی مانند ہے۔ (ثمرہ خالد۔جرمنی)

•عمدہ اداریے

رمضان میں الفضل آن لائن کے تمام تر شمارہ جات انتہائی عمدہ تھے۔ خاص کر ان دنوں کی اشاعتوں میں شائع ہونے والے اداریے انتہائی جاندار اور سوچ کو جھنجھوڑنے والے تھے۔
(درثمین احمد۔جرمنی)

• باکمال اخبار باکمال مضامین

خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت سے الفضل آن لائن تیزی سے ترقیات کی منازل طے کرتا نظر آرہا ہے۔

”چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں“ سبحان اللہ! کیا باکمال مضمون ہے۔ اتنی جامع معلومات اور آنکھیں کھولنے والی روایات اکٹھی کی ہیں۔ **(عفت وہاب بٹ۔ ڈنمارک)**

• مفید مضمون

مؤرخہ 5 مئی 2022ء کے شمارہ میں طبع شدہ اداریہ ”شادی بیاہ پر بیوٹی پارلر سے تیاری اور بے پردگی“ پڑھا۔ آپ نے اس اہم امر کی بابت توجہ دلائی ہے جس کے متعلق ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بھی متعدد مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں۔ بیوٹی پارلر والا بہت ہی مفید مضمون ہے اور معاشرے کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ رہا ہے۔ **(م م محمود۔ غزالہ بھٹی۔ کیل جرمنی)**

• عمدہ مضمون

مورخہ 7 مئی 2022ء کے شمارہ الفضل میں، نئے انداز تحریر میں حضرت خدیجہؓ کی بابت بہت عمدہ مضمون شائع ہوا ہے۔ **(مبشر احمد عابد مربی سلسلہ)**

• الگ رنگ لئے ہوئے مضامین

تمام مضامین کے ساتھ ساتھ اداریہ خاص طور پر اپنی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے کیونکہ اس کے مضامین اپنا ایک الگ ہی رنگ لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ **(مغفورہ درانی۔ جرمنی)**

• ہر مضمون پڑھنے کے لائق

الفضل آن لائن کا ہر مضمون پڑھنے کے بعد دل و دماغ پر اس کا گہرا اثر رہتا ہے اور ہر مضمون کی عبارت تصور کی آنکھ میں گردش کرتی رہتی ہے۔ **(آر آر د قریشی)**

• موئثر مضامین

آپ کا اداریہ بعنوان ”مادی عطر اور روحانی خوشبو سے ممسوح کرنا“ پڑھ کر صرف دل نہیں مہکا بلکہ روح بھی معطر ہوگئی۔ موٴرخہ 10 مئی کے شمارہ میں مکرمہ منزہ ولی کے مضمون ”بچوں میں نماز باجماعت کی عادت قائم کرنے میں ماؤں کا کردار“ میں بہت موئثر پیرائے میں ماں کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیاہے۔ آپ کے مورخہ 27 مئی 2022ء کے اداریہ میں خلافت کی روحانی بجلی سے دی گئی مشابہت بہت ہی اعلیٰ ہے۔ (امتہ القیوم انجم۔ کیلگری کینیڈا، سعدیہ طارق)

• ایک ہی نشست میں پڑھنے والے مضامین

14 مئی کے اداریہ ”پھول یوں ہی نہیں کھلا کرتے بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے“ عنوان اور مضمون دونوں بہترین ہیں۔ مضمون بعنوان ”اردو صحافت کے 200 سال اور احمدیہ جماعت کی صحافتی خدمات“ ماشاء اللہ ایک ہی نشست میں پڑھنے والا مضمون ہے۔ (نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے)

• معلوماتی اخبار

اتنا معلوماتی اخبار ہے کہ ایک بار پڑھنا شروع کر دیں تو چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔

(غزالہ مبشر۔ جرمنی)

• نیا انداز وجدت لئے ہوئے

ہر شمارہ ہی ماشاء اللہ نئے انداز، نئی خوبصورتی اور نئی جدت کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔

(مصطفیٰ تبسم)

• چھوٹی بات میں گہرے مضامین کا بیان

الفضل کے روحانی مائدہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ کے سبھی اداریے لاجواب اور قابل ستائش ہوتے ہیں۔ ”help us help you“ میں چھوٹی سی بات سے اتنے گہرے مضمون کو پڑھ کر بہت لطف آیا۔ علامہ ایچ ایم طارق کا مضمون ”فضل ورحم اور اس کا حصول“ بہت ہی عمدہ ہے۔ رمضان المبارک اور عید کے حوالے سے بہت اچھے اچھے مضامین پڑھنے کو ملے۔ (خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

• عمدہ شمارہ

24 مئی کا شمارہ اتنا عمدہ تھا کہ ایک بار میں پورا پڑھ کر ہی چھوڑا ہے۔ (نمود سحر)

• موثر اخبار خوبصورت انداز بیان

الفضل کا یہ روحانی مائدہ اس قدر موثر ہے کہ دل و دماغ میں اترتا جا رہا ہے۔ ''روحانی چھٹہ'' کیا خوبصورت اور اچھوتا اندازِ بیان ہے، روزے کی وضاحت کا۔ جس نے دل کی میل کو صاف کر دیا ہے۔ پیارے خدا سے کچھ پیار ملتا لگ رہا ہے۔ راستے کی دھند دور ہو گئی ہے۔ کیسا مصفا اور دلفریب راستہ نظر آنے لگا ہے خدا تک پہنچنے کا۔ جزاك اللّٰہ۔ (صادقہ چوہدری۔ کینیڈا)

• حسین یادوں سے مزین

مؤرخہ 23 مئی 2022ء کے الفضل آن لائن میں بیگم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ کا مضمون جو ان کی پوتی امتہ الحکیم عائشہ صاحبہ نے لندن سے ''میری دادی جان کی قیمتی یادیں'' کے عنوان سے شائع کروایا ہے بہت پسند آیا۔ (ابن ایف آر بسمل)

• سکھائے جو رونے کا سلیقہ

بہت خوبصورت تحریر ماشاء اللہ! بے شک ہمیں ہی رونے کا سلیقہ نہیں آتا ''ورنہ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ بینا آنکھیں عطاء کرے جن سے نکلنے والے آنسو عرش کے پائے کو ہلا دیں اور رحمت خداوندی کو جوش میں لا کر اپنی مناجات کو درجہ قبولیت بخشوا لیں، آمین اللّٰھم آمین۔

مورخہ 27 مئی 2022ء کے کا اداریہ پڑھا بہت ہی خوبصورت انداز میں آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے فقرے کو استعمال کر کے ہمارے لیے ایک حسین تحریر تیار کی۔ (صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

• لاجواب شمارے پر لاجواب تبصرہ

یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے جو خوبصورت مضامین پڑھنے کو ملے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچا ہے۔ آپ کا اداریہ ان تمام موضوعات پر شاہکار تھا۔ ماشاءاللہ بہت عمدہ تحریر تھی۔ مؤرخہ 29 اپریل کے شمارہ میں ”رمضان کا اسلامی فتوحات سے تعلق“ پڑھ کر دلی خوشی ہوئی۔ **(مبارکہ شاہین۔ جرمنی)**

• مضمون کا لطف آگیا

الفضل کے 15/اپریل 2022ء کو شائع کردہ مضمون ”چالیس کا ہندسہ اور ہماری ذمہ داریاں“ میں آپ نے چالیس پر بہت عمدہ تحقیق پیش کی ہے۔ **(آصف محمود باسط۔ لندن، حسن محمود)**

• نئی جہد کا اخبار

الفضل کو آپ نے نئی جہت دے دی ہے۔ تربیتی نقطۂ نظر سے آپ کے اداریے بہت عمدہ، دلچسپی کا باعث اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ مورخہ 21 مئی کے شمارے میں ماشاء اللہ حقوق و فرائض اور ان کی ادائیگی کی طرف جس طرح سادہ مگر سحر انگیز الفاظ سے توجہ دلائی دل کو بھا گئی۔ **(چوہدری منیر مسعود)**

• قلمی جہاد میں مصروف عمل

ہمارا روزنامہ الفضل آن لائن خدا کے فضل سے دنیا کے دوسرے اخبارات سے منفرد ہے۔ کیونکہ یہ صرف دینی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ میں الفضل کے حوالے سے صرف اتنا کہوں گا کہ تمام مضامین بہت عمدہ اور معلوماتی ہوتے ہیں۔ **(اے آر بھٹی)**

• اخبار کے مراحل

مؤرخہ 9 مئی 2022ء کے شمارہ میں آپ نے الفضل کی تیاری کے جو مراحل بیان کیے ہیں وہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ **(طاہر شاہ)**

• اللہ تعالیٰ مزید چار چاند لگائے

اللہ تعالیٰ آپ سب کی بابرکت کوشش میں بہت سی کامیابیاں دیتا چلا جائے۔ ماشاء اللہ تمام مضامین بہت روح پرور ہوتے ہیں۔ آپ کی ادارت میں اخبار کو مزید چار چاند لگائے رکھے۔

(چوہدری محمد امجد جمیل۔ لندن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 جون 2022ء)

﴿103﴾

اے ملکہ برطانیہ! پلاٹینم جوبلی مبارک ہو
خوش رہو اور صحت و سلامتی سے کئی سال جیو

آج کل پورے برطانیہ میں جشن کا سا سماں ہے۔ ملکہ معظمہ الزبتھ الیگزینڈرا میری کو اپنے شاہی تخت پر بیٹھے ہوئے 70 سال ہو رہے ہیں۔ جس خوشی میں پوری برطانوی قوم پلاٹینم جوبلی منا رہی ہے۔ ہر سطح پر سرکاری و نجی تقاریب منعقد کر کے ملکہ معظمہ کو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے۔ ٹی وی اور ریڈیو پر پروگرامز نشر کر کے ملکہ کے سنہری حروف سے لکھے جانے والے اہم اور تاریخی کارہائے نمایاں کا ذکر ہو رہا ہے۔ نیشنل اور قومی اخبارات، رسائل اور میگزینز ملکہ معظمہ کی زندگی پر کالم، آرٹیکلز، فیچرز اور مضامین شائع کر رہے ہیں، اور یہ جملہ اخبارات و رسائل کے سرورق ملکہ کی فوٹوز سے سجے نظر آ رہے ہیں۔

گھر اور گلی کوچے رنگ برنگی لائٹوں، جھنڈیوں اور ملکہ کی تصویروں اور قومی پرچموں سے سج گئے ہیں۔ یوکے کے ساتھ ساتھ اس سلطنت سے منسلکہ دیگر ممالک و ریاستوں یعنی انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، ویلز اور ناردرن آئرلینڈ کے پرچموں کی بھی تصاویر دیکھنے کو مل رہی ہیں۔ بعض گھروں پر Lighting سے بھی ماحول میں رنگینیاں بکھر رہی ہیں۔ بکنگھم پیلس اور ملکہ معظمہ کی دیگر رہائش گاہوں کے ارد گرد عوام کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اور وہ بادشاہت کے دیوانے ملکہ سے عقیدت، محبت اور پیار کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

وطن سے محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے آج برطانیہ میں بسنے والے احمدیوں، دنیا بھر کے لاکھوں قارئین الفضل، کارکنان، نمائندگان اور معاونین بالخصوص ممبران ٹیم الفضل کی طرف سے ملکہ معظمہ کو نہایت ادب کے ساتھ پلاٹینم جوبلی پر نہ صرف مبارکباد پیش کرتے ہیں بلکہ

دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ملکہ برطانیہ کی صحت، عمر اور اس کی سلطنت دراز کر کہ اس کے سایہ عافیت میں ہم اسی طرح مذہبی اور اظہار رائے کی آزادی رکھتے ہیں جس طرح ہندوستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں 1897ء میں کوئین وکٹوریہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے ذریعہ حاصل تھی۔ حضرت اقدس ؑ نے خاص طور پر مورخہ 25 مئی 1897ء کو ایک رسالہ تحفہ قیصریہ شائع فرمایا اور 19 جون 1897ء کو ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر قادیان میں ایک جلسہ منعقد فرمایا جس میں ملکہ معظمہ کے لیے دعا بھی کی۔

ہم احمدی برطانیہ میں کسی بھی جگہ پر قوانین کے پابند رہتے ہوئے اپنے مذہب کا پرچار کر سکتے ہیں۔ لٹریچر تقسیم کر سکتے ہیں۔ بک اسٹالز لگا کر اپنی کتب کی تشہیر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ جلسے منعقد ہوتے ہیں، مساجد تعمیر ہوتی ہیں اور نماز کے لئے اذان دیتے ہیں۔ ایم ٹی اے اور دیگر ٹی وی چینلز پر مذہبی رواداری کے لیکچرز دیئے جاتے ہیں۔ فلائیرز، فولڈرز، لیف لیٹس اور بک لیٹس پر مشتمل لٹریچر تقسیم کر سکتے ہیں۔ پانچ وقت نمازیں اور فرض عبادات ادا کرنے کے پورے پورے حقوق ملے ہوئے ہیں۔ خاکسار نے کئی بار اپنے اور اپنی بچیوں کے گھروں سے منسلک چلڈرن و سماجی پارکس میں نمازیں باجماعت ادا کی ہیں۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا۔ ہم پارکوں میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں میں نے اپنے گھر کے سبزہ زار میں اہل خانہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی ہے اور پڑوسی ہمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر مجال کسی پڑوسی نے دخل اندازی بھی کی ہو یا عبادت کرنے سے روکا ہو۔ انگریز، ہر ایک احمدی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ احمدی لوگ امن کا پیغام پھیلانے والے ہیں اور Love for all, Hatred for none پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس کے برعکس ہم اپنے ہی ملک میں نہ تو آزادانہ عبادت کر سکتے ہیں اور نہ تبلیغ۔ ہماری سرزمین ہم پر تنگ کی جارہی ہے۔ زندہ احمدی تو درکار اب تو مردے بھی امن میں نہیں۔ پاکستان میں کوئی احمدی تو درکنار کوئی دوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والا بھی پارک یا پبلک پلیس پر ڈرتے ڈرتے ہی نماز ادا کرے گا کہ کسی الزام کا ہی مورد ہی نہ ٹھہر جائے۔

میں موقع کی مناسبت سے ایک مثال دے کر آگے بڑھوں گا۔ جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار روزنامہ الفضل کی اشاعت پر پاکستان میں پابندی لگا دی گئی۔ پریس سیل کر دیے گئے۔ دیگر کتب و رسائل پر بھی پابندی کا سامنا ہے۔ وہی اخبار الفضل آج ملکہ معظمہ برطانیہ کے سایہ شفقت میں برطانیہ کی فضاؤں پر حکومت کرتا نظر آتا ہے۔ اور بڑی آن بان اور شان کے ساتھ روزانہ برطانیہ کے افق پر نمودار ہو کر لاکھوں کی تعداد میں متعدد ملکوں میں اپنی کرنیں بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ پاکستان سے تکالیف و مشکلات کی زندگی گزار کر جب اپنوں نے برطانیہ کا رخ کیا تو سلطنت برطانیہ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور تمام مراعات سے نوازا۔

پاکستان میں جب سے مسلمان کہنے اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر احمدیوں پر پابندی لگی ہے تب سے خلافت احمدیہ کا مرکز بھی لندن ہے اور ہمارے خلیفہ آزادانہ ماحول میں تبلیغ و تربیت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھی ملکہ معظمہ شکریہ کی مستحق ہیں۔

الزبتھ دوم، برطانیہ کی ملکہ کے طور پر، چرچ آف انگلینڈ کی ''سپریم گورنر'' ہیں۔

جیسا کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ملکہ معظمہ الزبتھ گہری مذہبی فطرت رکھتی ہیں اور مذہب پر ایمان ان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ملکہ معظمہ نے 2000ء میں اپنی کرسمس کی تقریر میں کہا کہ

ہم میں سے اکثر لوگوں کے لئے ہمارے بنیادی عقائد بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ میرے لیے، مسیح کی تعلیمات، اور خدا کے سامنے میری اپنی ذاتی جوابدہی مجھے ایک ایسا فریم ورک فراہم کرتی ہے جس میں، میں اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں نے، آپ میں سے بہت سے لوگوں کی طرح، مسیح کے الفاظ اور مثالوں سے مشکل وقت میں بہت تسلی حاصل کی ہے۔

ہندوستان میں مذہبی آزادی کو یقینی بنانا برطانوی راج کا خاصہ رہا اور اس کو مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے ماننے

والوں کو بارہا خدا تعالیٰ کے بعد ملکہ برطانیہ کی طرف سے ملنے والی اس نعمت کا دل سے مشکور ہونے کی نصیحت فرمائی۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"یہ دعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اسی طرح وجود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے جیسا کہ سیّد الکونین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسۂ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے اور حضور قیصرۂ ہند و انگلستان میں شکر گزاری کا ہدیہ گزارے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لیے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کاروائی کے لیے ملکہ معظمہ کی پر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لیے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے اس ملک میں بودوباش کر کے سچائی کو پھیلایا اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لیے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے لیکن میرے لیے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کے لیے بے شمار شکر اور خوشی کا محل ہے اس دلی مدعا کے پورا کرنے کی جرات ہوئی۔"

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 255-256)

• آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں

”اے قیصرہ مبارک کہ !خدا تجھے سلامت رکھے اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے۔اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند !وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو وہ سمجھ لے۔اے ملکہ معظمہ !یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پر امن اب کونسا عہد سلطنت ہو گا جس میں مسیح موعود آئے گا؟ اے ملکہ معظمہ !تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔“ (ستارۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 117-116)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہندوستان پر حکومت کرنے والی ملکہ کے دل سے معترف تھے کہ انہوں نے اس ملک میں ہر ایک مذہب کے ماننے والوں کی جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری کو کیا خوب نبھایا۔ آپ اس حکومتِ برطانیہ کے خلاف کسی بھی قسم کی شر پسندی اور بغاوت کو گناہِ عظیم سمجھتے تھے اور ملکہ کے اس فعل کو کہ وہ خود بھی اپنے دین پر قائم ہیں اور دوسرے مذہب کے پیروکاروں کی بھی تعظیم اپنا فرض سمجھتیں ہیں۔ حضور نے ایک نہایت درجہ گہرا مضمون خدا تعالیٰ سے سمجھ کر ملکہ کے مذہب کی دل سے توقیر کی۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہء رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات نہیں ہونا چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ

اے قادر و کریم! اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم س کے سایہء عاطفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283-284)

ساتھ ہی آپ علیہ السلام اور آپؑ کے ماننے والے ہندوستان میں برٹش راج کے خلاف اٹھنے والے فسادات سے کوسوں دور رہے اور برملا یہ اظہار فرمایا کہ ایسی سوچ اور اقدامات جو حکومت کے خلاف ہوں ہم ناجائز سمجھتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کی رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد نمبر19 صفحہ 75 حاشیہ صفحہ 69)

ملکہ معظمہ الزبتھ دوئم کی مذہبی رواداری تب بھی دیکھنے کو ملی جب آپ نے 1979 میں متحدہ عرب امارات کے چار روزہ دورہ میں شیخ زید مسجد کے دورہ میں اپنے سر کو ڈھانپ رکھا تھا اور ننگے پاؤں مسجد کا وزٹ بھی کیا۔

قارئین الفضل کی دلچسپی اور ریکارڈ کے لیے ملکہ الزبتھ دوم کے حالات زندگی بھی شئیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

آزاد دائرۃ المعارف ویکی پیڈیا کے مطابق، الزبتھ دوم الزبتھ الیگزینڈرا میری 21 اپریل 1926ء کو 17 برٹن سٹریٹ، مے فیئر، لندن میں اپنے دادا دادی کے گھر پیدا ہوئیں۔ ان کے والد پرنس البرٹ، ڈیوک آف یارک تھے، جو بعد میں جارج ششم بن گئے۔

ان کے والد نے 1936ء میں اپنے بھائی کنگ ایڈورڈ ہشتم کے دستبردار ہونے پر تخت سنبھالا، جس سے ملکہ الزبتھ کو وارث بنایا گیا۔

الزبتھ کی عمر 13 سال کی تھی جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی۔

شہزادی الزبتھ نے دوسری جنگ عظیم کے دوران معاون علاقائی سروس میں خدمات انجام دیتے ہوئے اپنے پہلے عوامی فرائض کی انجام دہی کا کام سنبھالا۔ شہزادی الزبتھ نے 1945ء میں برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی۔ 1947ء میں، انہوں نے برطانیہ سے باہر اپنا پہلا سرکاری دورہ کیا۔

نومبر 1947ء میں، انہوں نے یونان اور ڈنمارک کے سابق شہزادے فلپ ماؤنٹ بیٹن سے شادی کی، اور ان کی شادی 2021ء میں فلپ کی وفات تک 73 سال جاری رہی۔

ان کے چار بچے ہیں چارلس پرنس آف ویلز، این شہزادی رائل، پرنس اینڈریو ڈیوک آف یارک اور پرنس ایڈورڈ ارل آف ویسیکس۔

جب فروری 1952ء میں ان کے والد کا انتقال ہوا تو ملکہ الزبتھ اس وقت 25 سال کی تھیں۔ ان کی تاجپوشی 1953ء میں ہوئی اور یہ اپنی طرز کی پہلی ایسی تاج پوشی تھی جو ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ اس تاجپوشی کے ساتھ ہی ملکہ الزبتھ دوئم سات آزاد دولت مشترکہ ممالک کی ملکہ بن گئیں۔ برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، پاکستان، اور سیلون کے ساتھ ساتھ دولت مشترکہ کی سربراہی بھی سنبھالی۔

اہم واقعات میں 1953ء میں الزبتھ کی تاجپوشی اور بالترتیب 1977ء، 2002ء اور 2022ء میں ان کی سلور، گولڈن اور پلاٹینم جوبلی کی تقریبات شامل ہیں۔

9 ستمبر 2015ء کو انہوں نے ملکہ وِکٹوریا کے سب سے لمبے دورِ حکومت کے رِیکارڈ کو توڑ دیا۔ ملکہ الزبتھ سب سے طویل عرصے تک رہنے والی اور سب سے طویل عرصے تک حکومت کرنے والی برطانوی بادشاہ، ریاست کی سب سے طویل مدت تک خدمات انجام دینے والی خاتون سربراہ، سب سے لمبی عمر پانے والی سب سے طویل عرصے تک حکمرانی کرنے والی زندہ موجودہ ملکہ اور سب سے پرانی اور سب سے طویل مدت تک حکومت کرنے والی سربراہ مملکت ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 جون 2022ء)

﴿104﴾

”اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے“

”یہ (اولاد) سب خدا تعالیٰ کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں“

(حضرت مسیح موعودؑ)

گزشتہ دنوں سوشل میڈیا پر پاکستان میں موجودہ سیاست کے کلچر میں گالی گلوچ کو پروان چڑھتے اور نوجوانوں کی اخلاقیات کے تباہ ہونے کے امکانات کے حوالے سے ایک میسج گردش کرتے دیکھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ المیہ یہ نہیں کہ سیاست میں بڑھتے ہوئے گالم گلوچ کے کلچر سے نوجوان بگڑ رہا ہے اور ان کے اخلاق تباہ ہو رہے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ زیادہ فکر والی بات ہے کہ ہم مستقبل میں آنے والی نسلوں کے لئے آوارہ، بگڑے ہوئے اور گالم گلوچ کرنے والے ماں باپ سوسائٹی میں چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ ابھی خاکسار اس پوسٹ کے حوالے سے اپنے ذہن میں منتشر خیالات کو یکجا کرنے میں مصروف تھا کہ ملفوظات کے مطالعہ کے دوران اولاد کے حوالے سے چند اقتباسات خاکسار کی نظر سے گزرے تو اس مضمون میں چمک آگئی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے خلفاء کے تربیت اولاد کے بارے میں ارشادات کو یکجائی طور پر دیکھیں تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنی اولادوں اور نسلوں کی ایسی تربیت و اصلاح کریں کہ وہ مستقبل کے معمار بن کر اپنی اولادوں کو درست سمت میں ڈالتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کریں۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد ہو۔ اگر بیٹیاں ہی بیٹیاں ہیں اور خود انسان جائیدادوں اور زمینوں کا مالک ہے تو نرینہ اولاد کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے دعاؤں اور دواؤں کا سہارا لیتا ہے۔ بزرگوں سے دعائیں کرواتا ہے اور حکماء و ڈاکٹرز سے ادویات لیتا اور بسا اوقات دوسری، تیسری شادی بھی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دوست منشی عبدالحق پٹیالوی صاحب

نے اپنے ہاں نرینہ اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو لطیف اور پُر مغز تقریر فرمائی وہ اس اداریہ کے ذریعے ہدیہ قارئین الفضل کی جاتی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57)

اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے۔ اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا۔ بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لیے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی۔ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لیے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرماں بردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سئیات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے۔ تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لیے ہو کہ ہمارا نام باقی

رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو۔ اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔ یاد رکھو کسی نیکی کو کبھی اس لیے نہیں کرنا چاہئے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اس خیال سے نیکی کی جاوے تو وہ ابتغاء لمرضات اللہ نہیں ہو سکتی بلکہ اس ثواب کی خاطر ہو گی اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ اسے چھوڑ بیٹھے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے اور ہم اس کو ایک روپیہ دے دیا کریں تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا۔ کہ میرا جانا صرف روپے کے لیے ہے جس دن سے روپیہ نہ ملے اسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔ غرض یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ نیکی کو محض اس لیے کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو اور اس کے حکم کی تعمیل ہو۔ قطع نظر اس کے کہ اس پر ثواب ہو یا نہ ہو۔

ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جبکہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اٹھ جاوے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (التوبہ:120)

مگر نیکی کرنے والے کو اجر مدنظر نہیں رکھنا چاہئے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اس لیے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈے شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے۔ تو وہ گویا ان اشیاء کے لیے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اس کو آرام پہنچاوے اور وہ پہنچاتا ہے۔ لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اس کے لیے نقصان کا موجب ہے۔ تو غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہئے۔ اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیا دار بنیں۔ اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مامور

ہوں۔ غرض جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو۔ اس کی نسبت تو سعدی رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کہ پیش از پدر مُردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرماں بردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو انکو تنبیہہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب اس کی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جا کر اسے کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں۔ جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا۔ دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتی تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لیے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی خدا ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ

فسق وفجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 370-373 ایڈیشن 1984ء)

* اسی مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کے حوالہ سے یوں بیان فرمایا کہ اولاد کو صالح بنانے کے لئے والدین کا صالح ہونا ضروری ہے۔ خضر اور موسیٰ علیہما السلام نے جب یتیم بچوں کی دیوار گرائی وہاں یہ نہیں لکھا کہ یتیم بچے نیک تھے بلکہ فریا کہ ان دونوں کا والد صالح تھا پس اس حوالے سے آپ ایسے لوگوں کے لیے جو اولاد کے متمنی تو ہوتے ہیں مگر تربیت ایسی نہیں کر پاتے کہ اولاد امتحان اور ابتلاء کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ فرماتے ہیں

”اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيۡنَ (الاعراف:197)

یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لیے چھوڑ جاؤ۔ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشا سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لیے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفل کرے گا اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم میں اس کی پرواتک نہ کرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار

بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لیے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک خدا تعالیٰ سے رشتہ نہ ہو اور سچا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو جاوے۔ کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبروں کی اولاد نہیں؟ یہی وہ قوم ہے جو اس پر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی۔ نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ (المائدہ:19) ہم اللہ تعالیٰ کے فرزند اور اس کے محبوب ہیں مگر جب انہوں نے خدا تعالیٰ سے رشتہ توڑ دیا اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کر لیا تو کیا نتیجہ ہوا؟ خدا تعالیٰ نے اسے سوٴر اور بندر کہا۔ اور اب جو حالت ان کی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لیے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاوٴ گے۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا۔ ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لیے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں۔ پھر کیا؟ اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آجاتے ہیں۔ بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ ہو یا رشوت کے ذریعہ یا زراعت کے ذریعہ جس میں حقوقِ شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کے لیے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو تا کہ غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون۔ سب ہی تیرے لیے تو غیر ہیں۔ اولاد کے لیے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔ غرض حق العباد میں پیچ در پیچ مشکلات ہیں جب تک انسان ان میں سے نکلے نہیں مومن نہیں ہو سکتا۔ نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں۔ اس کے ہاں اس کی بھی کچھ پروا نہیں کہ کوئی سید ہے یا کون

ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خود فاطمہؓ سے کہا کہ یہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپؐ بھی؟ فرمایا ہاں۔ میں بھی۔ مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اس کو اعمالِ صالحہ اور آنحضرت ﷺ کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔ قوم کا ابتلا بھی مال کے ابتلا سے کم نہیں۔ بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلا میں سید سب سے زیادہ مبتلا ہیں ایک عورت گداگر ہمارے ہاں آئی۔ وہ کہتی تھی میں سیدانی ہوں۔ اس کو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ پیالہ دھو کر دینا کسی امتی نے پیا ہو گا۔ اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور ان باتوں کی کچھ قدر نہیں۔ اس نے فیصلہ کر دیا ہے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات :14)

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109-111 ایڈیشن 1984ء)

* پھر ایسے لوگ بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں جن کے ہاں اولاد ہو جاتی ہے وہ اپنی اولاد سے شرک کی حد تک پیار کرتے ہیں۔ اولاد سے پیار منع نہیں لیکن پیار اور زجر ساتھ ساتھ چلنا چاہئے۔ جس طرح ایک درخت کو زیادہ پانی بھی تباہ کر دیتا ہے اور پانی بالکل نہ دینا یا تھوڑا دینا بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب بچہ سات سال کی عمر کو چھوئے اور نماز نہ پڑھے تو تنبیہ اور دس سال کی عمر میں زجر کی تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں سے جب ان کی اولاد چھین لی جاتی ہے تو وہ خدا کو موردالزام ٹھہرانے لگ جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام اس مضمون کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے کہ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا

قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابہ زنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے اس کی خاطر داری کرنی چاہئے۔ اس کی دلجوئی کرنی چاہئے۔ مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہئے اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 90 ایڈیشن 1984ء)

* پھر فرماتے ہیں

"اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ بعض نادان اولاد کے مر جانے کے سبب دہریہ ہو جاتے ہیں۔ بعض جگہ اولاد انسان کو ایسی عزیز ہوتی ہے کہ وہ اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا شریک بن جاتی ہے۔ بعض لوگ اولاد کے سبب سے دہریہ ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔ بعضوں کے بیٹے عیسائی بن جاتے ہیں تو وہ بھی اولاد کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں تو وہ ماں باپ کے واسطے سلب ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ جب کسی پر صدمہ سخت ہو اور وہ صبر کرے تو جتنا صدمہ ہو اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم غفور اور ستار ہے۔ وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اُٹھا کر دین سے الگ ہو جائے بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہیں کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 84-85 ایڈیشن 1984ء)

* اس مضمون کو ایک اور موقع پر اپنی اولاد کے حوالے سے یوں بیان فرمایا ہے۔

"ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں اور ہم بھی خدا تعالیٰ کا مال ہیں جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 409)

ہر دور میں خلفاء احمدیت نے تربیت اولاد کے موضوع پر جماعت کو نصائح فرمائی ہیں تاکہ نئی نسلیں بھی اپنے بزرگوں کی نیکیوں پر قائم رہنے والی ہوں اور صراط مستقیم سے ہٹنے والی نہ ہوں اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

"جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے

راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔" (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 507)

نرینہ اولاد کے لئے ایک دعا

آخر میں اس ایک مقبول دعا کا ذکر کرنا بھی قارئین کے لیے مفید ہو گا۔ یہ دعا علامہ ایچ ایم طارق کی کتاب ادعیۃ المھدی کے صفحہ نمبر 56-58 پر ایک مرید باصفا کی اولاد نرینہ کیلئے خاص مقبول دعا کے عنوان سے درج ہے۔

حضرت خلیفہ نور الدین جمونی صاحب (محقق قبر مسیح) کے ہاں نرینہ اولاد نہ ہوتی تھی۔ ان کی روایت ہے کہ 1893ء میں وہ اپنی دوسری اہلیہ کے ہمراہ قادیان آئے۔ ان کے بطن سے بہت سی اولاد ہوئی جو مر جاتی رہی۔ خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے اولاد کے بارہ میں دعا کروائی۔ آپ کی اہلیہ نے بھی حضورؑ سے اس کے لئے تعویذ مرحمت فرمانے کی درخواست کی۔

حضورؑ نے انہیں اپنے دست مبارک سے ایک دعا لکھ کر دی۔ جو معجزانہ رنگ میں مقبول ٹھہری اور دسمبر 1893 میں خلیفہ صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام عبد الرحیم رکھا گیا۔ چھ سال کی عمر میں یہ بچہ حضور کی خدمت میں قادیان بغرض زیارت آیا اور اس کی اداسی کے باعث واپسی وطن کے لئے اجازت چاہی گئی تو حضورؑ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا واہ تیرے پیدا ہونے کے لئے ہم رو رو کر دعائیں کرتے رہے اب تُو یہاں رہنے سے تنگ ہے ابھی ہم نے تو تیری دعوت کرنی

ہے۔ پھر دوسرے دن حضور نے باغ میں احباب کو اکٹھا کر کے شہتوت بدانہ منگوا کر فرمایا لو میاں تمہاری دعوت ہو گئی۔ بیرسٹر عبد العزیز خلیفہ نائب امیر کینیڈا انہیں کے خلف الرشید ہیں۔

یہ میاں عبد الرحیم صاحب ریاست جموں کشمیر میں ترقی کرتے کرتے سیکرٹری کے عہدہ تک پہنچے۔

(بحوالہ i الحکم 7 تا 14 نومبر 1939ء صفحہ 5-6 از عبد الواحد ایڈیٹر اصلاح)

(بحوالہ ii سیرت احمد از مولوی قدرت اللہ سنوری صفحہ 179-180)

(بحوالہ iii سفرنامہ پیر سراج الحق نعمانی مطبوعہ جون 1915 صفحہ 259)

وہ دعا جو انہیں لکھ کر دی گئی اور اب تک غیر مطبوعہ تھی۔ خاکسار کو 3 جون 2005ء میں سفر کوئٹہ میں خلیفہ جمیل احمد صاحب و خلیفہ طاہر احمد صاحب سے ملی۔ جو یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَجۡمَعِ الرَّحۡمَةِ وَبَارِكۡ عَلٰی اَحۡمَدَ شَفِيۡعِ الۡمُذۡنِبِيۡنَ وَالۡمُذۡنِبَاتِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ ۔ وَلَا حَوۡلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَاَرۡحَمُ الرَّاحِمِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِالۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔ آمین۔

وَاَلَّذِيۡنَ سُعِدُوۡا فَفِى الۡجَنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۔رَبِّ ارۡحَمۡ عَلٰی نُوۡرِدِيۡنِ وَامۡرَأَتِهٖ وَنَجِّهِمَا مِنۡ هُمُوۡمِهِمَا وَاعۡطِ لَهُمَا وَلَدًا صَالِحًا وَاجۡعَلۡ لَّهُمَا بَرَكَةً وَّشِفَآءً بِكِتَابِیۡ هٰذَا بِنَبِيِّكَ وَكِتَابِكَ وَرَحۡمَتِكَ الَّتِیۡ لَاتُغَادِرُصَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً رَبِّ فَتَقَبَّلۡ دَعۡوَتِیۡ وَلَا تَذَرۡهَا فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُالۡوَارِثِيۡنَ۔ آمِيۡن ثُمَّ آمِيۡن

ترجمہ: اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر جو رحمت کے جمع ہونے کی جگہ ہیں اور برکتیں بھیج احمدؑ پر جو گناہگار مردوں اور عورتوں کے شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور آپؐ کی آل اور سب

اصحاب پر بھی۔ اور کوئی طاقت اور قوت کسی کو حاصل نہیں سوائے اللہ کے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے جو بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کی راہ پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا (راستہ)۔ آمین (قبول فرما)

اور وہ لوگ جو خوش بخت ہیں جنت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین ہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ یہ انعام نہ ختم ہونے والا ہے۔ میرے رب! رحم کر نور دین اور اس کی بیوی پر اور ان دونوں کو ان کے غموں سے نجات دے اور ان کو نرینہ نیک اولاد عطا فرما اور میری اس تحریر کو ان کے لئے برکت اور شفا بنا دے۔ اپنے نبی کے وسیلہ سے اور اپنی کتاب (قرآن) کے طفیل اور اپنی اس رحمت کے صدقے جو کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑتی (مگر ڈھانپ لیتی ہے۔)

میرے رب! میری دعا قبول کر اور ان کو تنہا نہ چھوڑ کہ تو تمام وارثوں سے بہترین وارث ہے۔ (آمین ثم آمین) اے اللہ قبول فرما پھر قبول فرما۔

اللہ کرے کہ ہر صاحب اولاد ان نصائح کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اولاد کو اسی نیکی اور تقوی کے قالب میں ڈھالنے والا ہو۔ اپنی اولاد سے شرک کی حد محبت کرنے سے بچنے والا اور اسے خدا کی امان میں دینے والا ہو اس کے لیے خدا سے گڑگڑا کر دعائیں کرنے والا ہو کہ وہ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلنے والی ہو اور امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا خیال رکھنے والی ہو۔ آمین ثم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جون 2022ء)

﴿1﴾

جام لقاء پلا دے (حدیقۃ النساء)
ایک نئے فیچر کا آغاز

خاکسار کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ ممبرات لجنہ اور ناصرات کے لیے ہفتہ میں کم از کم ایک صفحہ مختص ہو کیونکہ بانی لجنہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو۔ تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 641)

کچھ عرصہ قبل کینیڈا سے مکرم شیخ ریاض محمود نے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں بچیوں اور مستورات کے لیے ایک صفحہ مختص کر کے چھوٹے چھوٹے دلچسپ انداز میں واقعات پر مشتمل مضامین شامل اشاعت کرنے کی درخواست کی۔ جس پر خاکسار نے محترمہ امۃ السلام ملک صدر لجنہ کینیڈا کے ساتھ ڈسکس کر کے تعاون کی درخواست کی۔ جس کو آپ نے بخوشی قبول کر کے الفضل کی ایک مستقل قاری، مضمون نگار اور شاعر محترمہ مسز صدف علیم صدیقی کے سپرد اس اہم کام کی ذمہ داری لگائی۔ محترمہ صدف علیم صدیقی نے صحابیات رسول کریمؐ اور خواتین مبارکہ کی سیرت بحر بے کنار سے اپنے نام کے مترادف سیپیاں اور مونگے ڈھونڈ کر ابتدائی طور پر پانچ مضامین تیار کر کے بھجوائے۔ جس کی ابتداء ''جام لقا پلا دے'' کے عنوان سے کی جا رہی ہے۔ یہ ہر منگل کو ''حدیقۃ النساء'' کے نام سے شامل اشاعت ہوا کرے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

اس فیچر اور سلسلہ کا مقصد احمدی خواتین کو ایک مومن مسلمان عورت کا اصل چہرہ دکھانا مقصود ہے تا ان خواتین مبارکہ کی سیرت و سوانح کو پڑھ کر ہم اپنے حقیقی مقام کو پہچان سکیں

اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف اپنے گھروں بلکہ پورے اسلامی معاشرے کو جنت نظیر بنا سکیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ **آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ**۔

دنیا بھر کی اہل قلم خواتین و ممبرات لجنہ سے بھی اس میں حصہ ڈالنے اور اس فیچر کی کامیابی کی دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جون 2022ء)

﴾106﴿

"ہر احمدی، جماعت کا ایک قیمتی وجود ہے، خدام و اطفال بہت انمول ہیں"

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

گزشتہ سال 2021ء کو ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب میں خدام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور دنیا بھر میں نوجوانوں کی قربانیوں، اسلام، احمدیت اور خلافت سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ **ہر احمدی، جماعت کا ایک قیمتی وجود ہے** اور پھر فرمایا **خدام و اطفال بہت انمول ہیں۔**

ان دو فقرات پر سیر حاصل گفتگو کرنے سے قبل ان دونوں فقرات میں لفظ وجود اور انمول تشریح طلب ہیں۔ لفظ وجود، زندگی، بدن، ذات کو کہتے ہیں اور جماعت کو ایک خاندان تصور کیا جائے تو جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس روحانی خاندان کا ایک قیمتی وجود ہے۔ اور جہاں تک لفظ انمول کے معنی کا تعلق ہے۔ اس کے معنی نایاب، جس کا کوئی مول نہ ہو، لاثانی شے کے ہیں۔ حضور انور نے عنوان بالا کے دوسرے حصہ میں نوجوان طبقے کو ایسی چیز سے تشبیہ دی ہے جس کی کوئی مثیل نہ ہو۔ نوجوان قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتے ہیں۔ بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے نوجوان صحابہؓ کو ایسے صیقل کیا کہ وہ سونے کی ڈلی بن گئے۔ پھر انہوں نے اسلام اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان کی قربانیاں بھی دیں اور ان نوجوان صحابہ کے خون نے اسلام کی کھیتی کو سینچا اور اس چمن کی آبیاری کی۔ معوذ و معاذ کی عمریں آج کے جماعت احمدیہ کی تنظیموں کے خدام و اطفال کے برابر تھیں۔ جنگ بدر میں ایک والد اپنے جوان ہوتے بیٹے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ حضورؐ! عمر کے اعتبار سے تو چھوٹی عمر

ہے مگر اس کے ہاتھ اور قد کاٹھ دیکھیں نوجوانوں جیسے ہیں۔ ایک والد نے دو بچوں میں کُشتی کروا کر اپنے بچے کو جنگ کے لئے بھجوایا تھا۔ یہ انمول ہیرے تھے جن کی جانی، مالی، اور وقت کی قربانیوں کے بدولت آج اسلام دنیا کے کونے کونے میں نظر آتا ہے۔ رضی اللہ عنہم

یہی کیفیت ہمیں جماعت احمدیہ میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جہاں عمر رسیدہ بزرگ ایمان لائے وہاں نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد نے سمعنا و اطعنا کہا اور پانچوں خلافتوں کے مبارک ادوار میں بھی نوجوانوں نے کثرت سے جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ''سلام'' حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو پہنچانے کی سعادت پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بعد میں خلفاء نے ان نوجوانوں کی ایسی کانٹ چھانٹ و تراش کی کہ وہ ہیرے بن کر جماعت احمدیہ کی انگشتری کا نہ صرف حصہ بنے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار کے مصداق ٹھہرے۔

وہی مئے ان کو ساقی نے پلادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

انہی مبارک ہستیوں میں آج تک سینکڑوں ایسے نوجوان فدائی شامل ہیں جن کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا مگر انہوں نے اسلام احمدیت پر آنچ نہیں آنے دی۔ انہی میں مکرم عبد السلام شہید اوکاڑہ ایل پلاٹ بھی ہیں جنہوں نے اپنے 6 سالہ اور 3 سالہ بیٹوں کے سامنے خنجر کے وار برداشت کرتے ہوئے احمدیت کے نام کا بول بالا کرتے ہوئے اپنی جاں، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ کئی ایسے جیسے مکرم سمیع اللہ بندیشہ بعمر 30 سال ہسپتال میں گولیوں کے زخم برداشت کرتے نظر آتے ہیں اور دسیوں نوجوان جیلوں کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ ان کو احمدیت چھوڑنے کے لالچ دیئے گئے مگر انہوں نے احمدیت کا دامن نہیں چھوڑا بلکہ احمدیت کے ساتھ اپنے تعلقات کو مزید مضبوط کیا۔ یہی وہ شہداء ہیں جن کے خون سے احمدیت کی کھیتی کی آبیاری ہو رہی ہے۔ ان کے لواحقین اور جیلوں میں پڑے نوجوانوں کے عزیز و اقارب کی آنکھوں سے بہنے والے وہ آنسو ہیں

جن سے احمدیت کی دھرتی سیراب ہو رہی ہے۔ نوجوانوں کی عبادات اور قربانیوں کو شیوہ پیغمبری کہا گیا ہے۔ لہٰذا سچ کہا ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کہ خدام و اطفال بہت انمول ہیں۔

قیمتی وجود

جہاں تک اس آرٹیکل کے عنوان ''ہر احمدی جماعت کا ایک قیمتی وجود ہے'' کا تعلق ہے۔ اس حوالہ سے خاندان اور وجود کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔ اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے مادی خاندان کی مثال پیش کروں گا۔ مادی خاندانوں پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خاندانوں میں بالعموم کوئی فرد بے کار نہیں ہوتا۔ اس کا کردار کسی نہ کسی طرح خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے دکھائی دیتا ہے۔ ایک سربراہ ہوتا ہے اور اس کے نیچے خاندان اور گھرانہ میں دسیوں لوگ نظر آئیں گے۔ وہ تمام لوگ گھرانہ کے سربراہ کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے گھر کے تمام کام کاج جو ان کے سپرد ہیں کر رہے ہوتے ہیں۔ گویا ہر کوئی کارآمد وجود ہوتا ہے۔ کوئی گھر کی صفائی ستھرائی کر رہا ہے تو کوئی بازار سے سودا سلف لانے میں مصروف ہے۔ کوئی کچن میں کھانا پکاتے نظر آتا ہے۔ تو کوئی دفتر، کاروبار کے لئے باہر گیا ہوا ہے۔ اور کوئی تعلیم حاصل کرنے کالج، یونیورسٹی یا اسکول گیا ہوا ہے۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود ہر کوئی اللہ کے بھی حقوق ادا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کوئی نماز میں مصروف ہے، تو کوئی قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے اور کوئی گھر یا باہر دعوت الی اللہ میں مصروف عمل نظر آئے گا۔ یعنی خاندان میں کوئی وجود بے کار نہیں ہوتا۔

یہی اصول، جماعت احمدیہ جو ایک روحانی خاندان کی حیثیت رکھتی ہے، میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس روحانی گھر کے سربراہ ہیں۔ اور دنیا میں بسنے والے کروڑوں بندے اس روحانی گھر کے افراد ہیں۔ ہم اس گھر کی عزت اور وقار ہیں۔ ہمیں اس روحانی گھر کے ان تمام اصولوں پر کاربند رہنا ہے جو اس گھر کی فلاح و بہبود کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ ہمیں اپنے فرائض اسی طرح ادا کرنے ہیں جیسے ہم مادی گھروں میں ادا کرتے ہیں۔ ہمیں

سربراہ خاندان خلیفۃ المسیح سے محبت و عقیدت سے نہ صرف پیش آنا ہے بلکہ آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر لے کر سمعنا و اطعنا کہنا ہے۔ آپس میں اسی طرح اتحاد و اتفاق ہو اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس خاندان کے لئے کام کریں جس طرح مادی گھروں میں کرتے ہیں۔ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کر رہے ہوں اور خاندان کے افراد کو بڑھانے کے لئے دعوت الی اللہ بھی کر رہے ہوں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مورخہ 22 مئی 2022ء کو مجلس شوریٰ برطانیہ کے نمائندگان سے تبلیغ کرنے اور پیغام حق پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو لازماً ہم قیمتی وجود ہیں جماعت احمدیہ کے لئے۔

یہاں ایک اور مضمون بھی ابھرتا ہوا نظر آتا ہے وہ یہ کہ گھروں میں جو قیمتی اشیاء ہوتی ہیں چور ان کو چوری بھی کر لیتے ہیں۔ نقصان بھی پہنچاتے ہیں بلکہ ڈاکو لے بھی جاتے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ کا ہر وجود بھی قیمتی ہے اسی لئے تو معاندین کبھی کسی کو شہید کر دیتے ہیں، کبھی جسمانی، کبھی مالی نقصان پہنچاتے ہیں۔ کبھی جیلوں میں اسیر ان راہ مولیٰ کے طور پر بند کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہمارے امام نے درست فرمایا ”ہر احمدی، جماعت کا ایک قیمتی وجود ہے۔“

ہمیں اس مقام کی قدر کرتے رہنا چاہئے اور اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہئے۔ اللہ کے حقوق ادا کریں۔ پنجوقتہ نمازیں پڑھیں، تہجد و نوافل ادا کریں۔ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کریں۔ اللہ کی مخلوق سے پیار کرنے والے ہوں۔ اپنے رشتہ داروں کی تعظیم و عزت کر کے ان سے نہ صرف حسن سلوک کریں بلکہ ان کے حقوق ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق و فرائض کی ادائیگی کرنے والا بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جون 2022ء)

﴿107﴾

مضرِ صحت چیزیں مضرِ ایمان ہیں (مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں بیان کردہ احکام اور ہمارے سب سے پیارے مکرم و معظّم رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں اللہ کے تشکیل کردہ دو نظاموں (مادی و روحانی) میں مماثلتوں کا ذکر خاکسار اپنے تین آرٹیکلز میں گاہے بگاہے کر چکا ہے جو الفضل آن لائن میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے۔ آج اس زمانہ کے امام ہمام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس مضمون کو آگے بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

• آپؑ فرماتے ہیں۔

جسمانی اور روحانی سلسلے دونوں برابر چلتے ہیں۔ روح میں جب عاجزی پیدا ہوتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب روح میں واقعی عاجزی اور نیاز مندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو روح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو۔ اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی روح میں وہ نیاز مندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 79 ایڈیشن 2016ء)

• آپؑ پھر فرماتے ہیں۔

جس طرح پر ہم کو اپنے جسم کی صحت اور صلاحیّت کے لئے ضروری ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسے ہی رُوح کی

صلاحیّت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشوونما کے واسطے لازم ہے کہ اس قاعدہ کو مدّ نظر رکھیں۔ جسمانی تمدّن میں جس طرح پر گرم سرد۔ نرم سخت۔ حرکت و سکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے۔ اسی طرح پر رُوحانی صحت کے لئے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ایسی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ رُوح کی بھلائی کے لئے ان سے کام لینا ضروری ہے اور اگر ان مختلف قوتوں سے ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خدا ترس اور غیور انسان کی نِگاہ میں ایسا معلّم خدا کی توہین کرنے والا ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو پیدا کی ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 120-121 ایڈیشن 1984ء)

• پھر ایک اور مقام پر آپؑ 18 جنوری 1903ء کو ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جب تک نفس گناہ موجود ہے وہ بیرونی صفائی اور خارجی معتقدات سے راحت یا اطمینان کا ذریعہ کیونکر پا سکتے ہیں جب تک اندر کی صفائی اور باطنی تطہیر نہیں ہوتی۔ ناممکن ہے کہ انسان سچی پاکیزگی طہارت جو انسان کو نجات سے ملتی ہے پا سکے۔ ہاں اس سے ایک سبق لو۔ جس طرح پر دیکھو بدن کی میل اور بدبُو بدوں صفائی کے دُور نہیں ہو سکتی۔ اور جسم کو ان آنے والے خطرناک امراض سے بچا نہیں سکتی اسی طرح پر رُوحانی کدُورت اور میل جو دل پر ناپاکیوں اور قسم قسم کی بےباکیوں سے جم جاتی ہے دُور نہیں ہو سکتی جب تک توبہ کا مصفّا اور پاک پانی نہ دھو ڈالے۔ جسمانی سِلسِلہ میں ایک فلسفہ جس طرح پر موجود ہے اسی طرح پر رُوحانی سلسلہ میں ایک فلسفہ رکھا ہوا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس پر غور کرتے ہیں اور سوچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 15 ایڈیشن 1984ء)

• پھر آپؑ اپنے آخری سفر لاہور میں جہاں آپؑ قبل از وقت الٰہی اطلاعات کے مطابق اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اپنی وفات سے نو دن قبل 17 مئی 1908ء کو ”تکمیل التبلیغ و اتمام الحجہ“ کے عنوان سے ایک وجد انگیز طویل لیکچر (جو ملفوظات ایڈیشن 1984ء میں پینتالیس 45 صفحات پر پھیلا ہوا ہے) دیا۔ جس کے بارہ میں ایڈیٹر بدر قادیان نے لکھا۔

17 مئی 1908ء کا وجد انگیز نظارہ آخر دم تک مجھے یاد رہے گا۔ جب خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے معطّر کیا ہوا مسیح گیارہ بجے معزّز رؤساء و امراء لاہور کے سامنے ایک تقریر فرما رہا تھا۔ تقریر کیا تھی۔ معرفت کا ایک سمندر تھا جو اپنے پورے جوش میں تھا۔ عرفان کا ایک بادل تھا جو ابرِ رحمت بن کر اُن پر برسا۔ وہ ایک آخری پیغام تھا جو دارالخلافہ میں عزالخلافت نے اپنے قادر و توانا مالک الملکوت سلطان الجبروت کی طرف سے پہنچایا۔ بارہ بج گئے اور آپ نے فرمایا۔ کھانے کا وقت گذرا جاتا ہے چاہو تو میں اپنی تقریر بند کر دُوں مگر سب نے یہی کہا کہ یہ کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں۔ ہمیں رُوحانی غذا کی ضرورت ہے۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 382 ایڈیشن 1984ء حاشیہ)

اس لیکچر میں روحانی اور جسمانی نظام کے حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

غرض قانون قدرت میں ایسا پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دو سلسلے پہلو بہ پہلو بنائے ہیں ایک جسمانی اور دوسرا رُوحانی۔ جو کچھ جسمانی طور سے مہیّا ہے وہی رُوحانی طور سے بھی ہوتا ہے۔ پس جو شخص ان دونو سلسلوں کو نصب العین رکھ کر کاروبار میں کوشش اور محنت کریگا وہ جلدی ترقی کرے گا۔ اس کی معلومات وسیع ہوں گی۔ ہر صورت میں ہر جسمانی کام اُن کے رُوحانی امور کے مشابہ ہو گا۔ الدنیا مزرعة الاٰخرة۔

ہم جسمانی نظام میں دیکھتے ہیں کہ جسمانی کاشتکار باوجود ہر قسم کی باقاعدہ محنت و مشقت کے بھی پھر آسمانی پانی کا محتاج ہے۔ اور اگر اس کی محنتوں اور کوششوں کے ساتھ آسمانی پانی اس کی فصل پر نہ پڑے تو فصل تباہ اور محنت برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہی حال رُوحانی رنگ میں ہے۔ انسان کو خشک ایمان کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ روحانی بارش نازل ہو کر بڑے زور کے نشانات سے اس کے اندرونی گند دھو کر اس کو صاف نہ کرے۔ چنانچہ قرآن شریف اسی کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ﴿۱۲﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ﴿۱۳﴾ (الطارق:13-12) یعنی قسم ہے آسمان کی جس سے بارش نازل ہوتی ہے اور قسم ہے زمین کی جس سے شگوفہ نکلتا ہے۔ بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ خدا کو قسم کی کیا ضرورت تھی مگر ایسے لوگ آخر کار اپنی جلد بازی کی

وجہ سے ندامت اُٹھاتے ہیں۔ قسم کا مفہوم اصل میں قائم مقام ہوتا ہے شہادت کے۔ ہم دنیوی گورنمنٹ میں بھی دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات مقدمات کے فیصلوں کا حصر ہی قسم پر رکھا جاتا ہے۔ پس اسی طرح سے خدا تعالےٰ بھی بارش آسمانی کی قسم کھا کر نظام جسمانی کی طرح نظام رُوحانی میں اس بات کو بطور ایک شہادت کے پیش کرتا ہے کہ جس طرح سے زمین کی سرسبزی اور کھیتوں کا ہرا بھرا ہونا آسمانی بارش پر موقوف ہے اور اگر آسمانی بارش نہ ہو تو زمین پر کوئی سبزی نہیں رہ سکتی اور زمین مُردہ ہو جاتی ہے بلکہ کنوؤں کا پانی بھی خشک ہو جاتا ہے اور دنیا زیروزبر ہو کر ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے اور لوگ بُھوکے پیاسے مَرتے ہیں۔ قحط کی وجہ سے انسان وحیوان اور پھر چرند وپرند اور درندوغیرہ پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے بعینہٖ اسی طرح سے ایک رُوحانی سلسلہ بھی ہے۔

یاد رکھو کہ خشک ایمان بجز آسمانی بارش کے جو مکالمہ مخاطبہ کے رنگ میں نازل ہوتی ہے ہرگز ہرگز باعث نجات یا حقیقی راحت کا نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ روحانی بارش کے بغیر اور کسی مامور من اللہ کے بغیر نجات پاسکتے ہیں اور ان کو کسی مزکّی اور مامور من اللہ کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ ان کے پاس موجود ہے ان کو چاہیئے کہ پانی بھی اپنے گھروں میں ہی پیدا کر لیا کریں۔ اُن کو آسمانی بارش کی کیا احتیاج؟ آنکھوں کے سامنے موجود ہے کہ جسمانی چیزوں کا مدار کن چیزوں پر ہے۔ پس اس سے سمجھ لو کہ بعینہٖ اسی کے مطابق رُوحانی زندگی کے واسطے بھی لازمی اور لابد اور ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 397-399 ایڈیشن 1984ء)

• اور زیر نظر عنوان ”مضر صحت چیزیں مضر ایمان ہیں“ کے تحت آپ فرماتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔

اسی طرح پر یہ پان، حُقہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان اُن کا بفرضِ محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی لیکن

بھنگ چرس یا اور منشّی اشیاء نہیں دی جاوے گی۔ یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہیے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبّی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے اُن کو ضائع کر دیتی ہے۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 90-91 ایڈیشن 2016ء)

زیر نظر مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ چند ارشادات جو وقتاً فوقتاً خاکسار کی نظر سے گزرتے رہے اور خاکسار اپنی ڈائری پر نوٹ کرتا رہا ہدیہ قارئین کئے ہیں۔ اس نیت اور درخواست کے ساتھ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے سفر زندگی روحانی اور مادی کو اس حد تک پارسا بنائے کہ فرشتے ہمیں جنت کی راہ دکھلائیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکہ آراء کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سؤر، شراب اور دیگر جانور و اشیاء جو حرام کی ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جو عادتیں اور خصلتیں ان جانوروں یا پرندوں میں پائی جاتی ہیں وہ ان کے کھانے کے ساتھ انسان کے وجود میں ظاہر ہوتی ہیں جیسے سؤر کے کھانے سے شہوت انسان کے اندر جوش مارتی ہے۔ اور انسان اسی طرح گند پر منہ مارتا ہے جیسے سؤر گند و روڑی پر ہر وقت منہ مارتا رہتا ہے۔

اسی طرح جو اخلاق سیّئہ ہیں جیسے غصّہ، غیبت، جھوٹ وغیرہ یہ بھی انسان کی روحانی زندگی پر بد اثر ڈالتے ہیں۔ غصیلہ انسان، روحانیت کا سفر کبھی طے نہیں کر سکتا۔ اور غیبت کے متعلق حدیث ہے کہ وہ گویا اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ اور مُردار کا گوشت حرام ہے۔ جو غیبت و چغلی کر کے مُردار کا گوشت کھائے وہ روحانیت کے مراحل کیسے طے کر سکتا ہے۔

اس لئے لازم ہے کہ ہم احکام قرآن، فرمودات رسول، تشریحات امام مہدی اور ارشادات خلفاء عظام کو اپنا حرز جان بنائے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف میں زندگی بسر کریں، اسی سے معافی مانگتے اور راہنمائی طلب کرتے رہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا ہے

”ساری کل (چین، اطمینان۔ناقل) انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ316 ایڈیشن1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 جون 2022ء)

﴿108﴾

ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ

برائے

روزنامہ الفضل آن لائن لندن

ادارہ الفضل، اخبار الفضل آن لائن کے ڈیزائن، پیج فارمیٹنگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کے لئے نیز غلطیوں سے پاک مضامین کو باقاعدہ ایک فارمیٹ میں لانے کے لئے آپ کی مدد کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے ممبران بورڈ، پروف ریڈرز اور ٹائپ کرکے اپنی تحریر بھجوانے والے مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے احباب و خواتین درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھیں۔ کان اللہ معکم

غلطیوں سے مبرا کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کسی بھی اخبار کی اشاعت کا ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے جو اخبار کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس کے بغیر غلطیوں کی بھرمار کی وجہ سے اخبار کا حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ قاری پر گراں بھی گزرتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر پروف ریڈنگ کرتے ہوئے عُقاب کی نگاہ رکھیں۔

اس سلسلہ میں چند باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اچھی اور معیاری کمپوزنگ کے حوالہ سے ان امور کا خیال رکھیں:

1۔ جو دوست و خواتین مضمون کمپوز کر کے ہمیں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ ان کو اخبار کی منظور شدہ اسٹائل شیٹ کی فائل بھجوائی جاسکے۔ اس اسٹائل شیٹ پر ہی کمپوزنگ Microsoft Word میں کریں اور کمپوزنگ کے بعد خود پروف ریڈنگ بھی کریں تاکہ بنیادی غلطیاں ٹھیک ہو سکیں اور وقت کی بچت ہو۔

2۔ کمپوزنگ کا فونٹ سائز 13 جبکہ ہیڈنگ کا فونٹ سائز 15 ہے نیز ہیڈنگ یا سب ہیڈنگ کو highlight کرنے کے لئے نیچے لائن نہ لگائیں۔ہاں نمایاں کرنے کے لئے فونٹ کو بولڈ کیا جاسکتا ہے۔

3۔ قرآنی آیات، احادیث اور دیگر عربی عبارات کا فونٹ ’’نور ھدیٰ‘‘ ہو گا۔ کوشش فرمائیں کہ عربی تحریر اسی فونٹ میں لکھیں اور ساتھ اعراب لگا کر اصل عبارت سے چیک بھی کرلیں۔ اگر آپ کے پاس یہ فونٹ نہ ہو تو کسی بھی ماہر سے درخواست کر کے آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔ قرآنی آیات،احادیث اور عربی عبارات پر اعراب ہونے ضروری ہیں۔

4۔ قرآنی آیات اگر قرآن کریم سے لیں تو سب سے بہتر ہے بصورت دیگر کمپوز کرتے ہوئے قرآنی آیات علاماتِ رموز اور اعراب کے ساتھ ہوں۔کمپوز کرنے کی صورت میں بعد میں احتیاط سے چیک ضرور کرلیں۔ قرآنی آیات www.alislam.org سے لی جاسکتی ہیں۔یاد رہے کہ قرآنی آیت کے دونوں اطراف بریکٹس لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کے ترجمہ کے دونوں اطراف commas لگانے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات احباب قرآنی آیت کا کچھ حصہ لکھ کر آگے نقطے لگا کر الخ لکھ دیتے ہیں۔ اس کے بجائے مکمل آیت لکھنی چاہیے اور حوالہ آیت کے ساتھ آئے گا نہ کہ ترجمہ کے بعد۔

5۔ صحابی/صحابیہ کے ذکر میں ’’حضرت‘‘ اور ’’رضی اللہ عنہ‘‘/’’رضی اللہ عنہا‘‘، ’’رضی اللہ عنہما‘‘یا’’رضی اللہ عنہم‘‘ یا ’’ؓ‘‘ لکھیں اور ’’صاحب‘‘نہ لگائیں،کیونکہ آغاز میں زیادہ اچھا لفظ’’حضرت‘‘اور آخر میں رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے۔

6۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ’’حضور انور‘‘/’’حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ‘‘ لکھیں مگر دیگر خلفاء احمدیت کے ساتھ ’’حضور‘‘ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے رضی اللہ عنہ یا’’ؓ‘‘ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ یا’’ؒ‘‘ لکھیں۔

7۔ بعض مضامین یا تحریروں میں لکھنے والے مکرم و محترم یا مکرم۔۔۔نام لکھ کر صاحب لکھ دیتے ہیں۔ آپ صرف مکرم کو کمپوز کریں اور صاحب ساتھ نہ لگائیں۔ اگر نام سے پہلے مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب نہیں لکھا گیا تو نام کے بعد صاحب لکھ دیا جائے۔ مکرم و محترم لکھنے کی بجائے مکرم لکھنا کافی ہے۔

8۔ مضمون / نظم کے شروع میں مضمون نگار / شاعر کا صرف نام ہی آئے گا ساتھ مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب اور آخر پر صاحب نہیں لکھا جائے گا۔ اس کے بعد dash لگا کر جگہ کا نام آجائے گا۔ مثلاً مسعود احمد۔ واشنگٹن۔ اگر جگہ یا ملک کا نام نہیں لکھنا تو ڈیش کی ضرورت نہیں ہے۔

9۔ سرکاری اور سیاسی شخصیات کے ساتھ جناب یا صرف نام۔ اگر عہدہ ہے تو وہ لکھیں۔ جیسے "جناب ڈاکٹر جارج ویلا" لکھنا کافی ہے "صاحب" نہ لگائیں۔

10۔ خواتین کے لئے خاکسار یا عاجزہ کا استعمال کریں۔ خاکسارہ کا استعمال غلط ہے۔

11۔ مضمون کے اندر شعر لکھتے وقت "؎" اور مصرع لکھتے وقت "ع" کا نشان ضرور دیں۔ یہ دونوں نشانات insert میں جاکر symbols کے مینیو میں مل جاتے ہیں۔

12۔ بعض اوقات رپورٹنگ کرنے والے نمائندگان یا احباب مکمل نام نہیں لکھتے مثلاً مکرم طارق صاحب نے افتتاح کیا۔ نام مکمل درج ہونا چاہیے تاکہ تاریخی لحاظ سے صحیح کوائف محفوظ ہوں اور پڑھنے والے کے لئے مکمل معلومات مہیا ہو سکیں۔

13۔ ادارہ کے ممبران کو یہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ اگر کسی مضمون نگار نے اسلامی اصطلاحات کی جگہ ان کے متبادل الفاظ استعمال کئے ہوں تو ان کی بجائے اصل اور مکمل اسلامی اصطلاح لکھیں۔

14۔ نئے پیرا سے قبل ضرور Tab دیں۔

15۔ اگر کوئی لفظ دو سطروں میں تقسیم ہو رہا ہے تو اُسے اکٹھا کریں۔ جیسے خیر خواہ، فی الحال وغیرہ

16۔ اگر پیرا کے آخر میں صرف ایک لفظ الگ سطر میں آ رہا ہو تو ورڈ سپیسنگ کم کر کے اسے پہلی سطر میں adjust کریں یا اوپر کی عبارت کے کچھ الفاظ اس اکیلے لفظ کے ساتھ دوسری سطر میں لے آئیں۔ اگر نمبرنگ کرنی ہو تو نمبر الگ ترتیب میں اور عبارت الگ ترتیب میں ہو اور اگر اسٹارز لگائیں تو تب بھی ترتیب کے ساتھ۔ اسٹارز الگ ترتیب سے اور عبارت الگ ترتیب سے ہو۔

17۔ کمپوزنگ اور سیٹنگ کرتے وقت Comma ، Dash سطر کے آغاز پر نہ آئے۔

18۔ Commas کا خیال رکھیں اور اردو فونٹ میں لکھیں، انگریزی فونٹ میں Commas کی شکل بدل جاتی ہے بعض اوقات یہ درست ہونے کی بجائے الٹے ڈھل جاتے ہیں۔

19۔ اگر کسی حوالے کے درمیان کچھ عبارت چھوڑی گئی ہو اور......... کا نشان ہو تو یہ نشان باریک dots پر مشتمل ہو۔ انگریزی کے key board میں فل اسٹاپ کے لئے یہی dot استعمال ہوتے ہیں۔

20۔ عنوان کے بعد dash نہ لگائیں۔

21۔ کوئی ذیلی عنوان کالم کے یا صفحہ کے نیچے نہ آئے اور اسی طرح کوئی حوالہ صفحہ کے اوپر نہ آئے۔

22۔ کسی ذیلی عنوان کے نیچے لائن نہ ہو۔ البتہ مین سُرخی میں اگر ضرورت ہو تو لگا سکتے ہیں۔ ہر ذیلی عنوان کا فونٹ اور سائز برابر ہو۔

23۔ حوالہ الگ سطر میں کمپوز کریں۔ خیال رہے کہ حوالہ مکمل ہو۔

مکمل حوالہ دیتے وقت خیال رہے کہ کتاب کا سن اشاعت بھی حوالے میں شامل ہو۔ اس سے حوالے کے ماخذ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مکمل حوالہ جات مندرجہ ذیل طریقوں سے دیئے جاتے ہیں۔

- قرآنی حوالہ آیت نمبر کے ساتھ اس طرح لکھیں (البقرہ:17)
- کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 120 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن (کتاب وغیرہ کے بعد الٹا comma اور صفحہ کا لفظ مکمل لکھیں نہ کہ صرف ص)
- ملفوظات جلد 2 صفحہ 201، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن۔ اس وقت ملفوظات کے تین ایڈیشن زیادہ مستعمل ہیں 1984ء مطبوعہ لندن، 1988ء مطبوعہ ربوہ، 2016ء مطبوعہ لندن۔ پاکستان کے حالات کے پیش نظر مطبوعہ ربوہ نہ لکھیں۔
- حوالے میں اگر دو صفحات یا دو سے زیادہ ہوں تو دائیں سے بائیں گنتی کی ترتیب برقرار رہے۔ جیسے صفحہ 201-202 یا 201 تا 205
- اپنے مضمون میں کوئی بھی ارشاد یا حوالہ درج کرنا ہو تو اس کو ہمیشہ اصل ماخذ سے چیک کر کے لکھیں اور آخر پر اس کا حوالہ بھی اسی جگہ کا دیں، نہ کہ کسی اور اخبار یا رسالہ کا۔ مثلاً روحانی خزائن یا ملفوظات کا حوالہ مندرجہ بالا طریق کے مطابق اصل ماخذ کا ہونا چاہئے نہ کہ یہ: (بحوالہ: ماہنامہ خالد وغیرہ)
- اگر مضمون ماخوذ ہو تو اخبار کا حوالہ ضرور دیں اور مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

24۔ اگر کوئی فگر جیسے صفحہ نمبر یا تاریخ یا دیگر کوئی اور ہندسے ہوں تو وہ بھی انگلش میں کمپوز کریں۔ مثلاً صفحہ نمبر 21 نہ کہ صفحہ نمبر ۲۱ یا 4 جون 2021ء نہ کہ ۴ جون ۲۰۲۱۔

25۔ بعض الفاظ غلط العام کے طور پر استعمال ہوتے اور لکھے جاتے ہیں جیسے سٹیشن، سکیم، سٹور، سٹال انہیں الف کے ساتھ اسٹیشن، اسکیم، اسٹور اور اسٹال لکھیں۔

26۔ الفاظ پر بلا ضرورت اعراب نہ لگائیں بالخصوص ایسے الفاظ جن کی اعراب سے شکل وہیئت بدل جائے مگر ''مَیں'' اور ''میں'' میں زبر لگا کر فرق واضح کریں۔

27۔ اُردو میں استعمال ہونے والی علامات جیسے اے اللہ کے بعد ''!'' ضرور لگائیں یا سوالیہ عبارت پر ''؟'' کا نشان ضرور لگائیں۔

28۔ الفاظ کو بلا ضرورت آپس میں نہ ملائیں جیسے جسمیں، جبتک، اسقدر، کیطرف، اسلئے، کرنیکی، وغیرہ۔ انہیں جس میں، جب تک، اس قدر، کی طرف، اس لئے، کرنے کی، کی صورت میں لکھیں۔ اگر کسی کی تحریر یا بیان جو کسی بھی جگہ چھپا ہو تو اسے من و عن درج کریں اس تحریر پر یہ ہدایت لاگو نہیں ہوگی۔

29۔ حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے خلفاء کرام کے ارشادات مضمون میں شامل کرنے ہوں تو انہیں Commas میں درج کریں۔

30۔ بعض کتب میں اردو کے الفاظ قدیم طرز پر ملتے ہیں جو اب مروج نہیں ان کو quote کرتے ہوئے انہیں تبدیل نہ کریں۔ جیسے روحانی خزائن اور ملفوظات میں بعض الفاظ جیسے ''طیار'' ''جڑھ'' وغیرہ انہیں اسی طرح درج کیا جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ از خود ان الفاظ کو تبدیل نہ کیا جائے۔

31۔ سن لکھتے وقت سن اور ہمزہ ڈالیں جیسے 2021ء۔ سن کا نشان ''ـــہ'' نہ ڈالیں۔ الحمد للہ میں الف ڈالنا اور الحمد اللہ لکھنا غلط ہے۔

32۔ ''انشاء اللہ'' کو ''ان شاء اللہ'' لکھیں اور ''الحمد للہ''، ''جزاکم اللہ''، ''سبحان اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کو عربی فونٹ میں لکھیں۔

33۔ Comma اردو فونٹ کا استعمال کریں تو بہتر ہوگا۔ یعنی '' ''

34۔ دو چشمی ھ اردو میں مفرد استعمال نہیں ہوتی کسی دوسرے حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے۔ محض بھ، پھ، تھ کھ گھ وغیرہ میں ہی دو چشمی ''ھ'' کی ضرورت ہے۔ لفظ کے شروع میں ''ھ'' نہیں آتی بلکہ ''ہ'' آتی ہے جیسے ''ھمارا'' نہیں ''ہمارا'' لکھا جائے گا۔ ''انہیں'' اور ''ابوہریرہ'' کو ''ھ'' سے لکھنا غلط ہے اسے ''ہ'' سے لکھا جاتا ہے۔

35۔ ہمزۂ اضافت کا استعمال: ''فضائے بسیط''۔ ''شعرائے کرام''۔ ''نالۂ دل'' کو ''فضاءِ بسیط''، ''شعراءِ کرام'' اور ''نالہ ءدل'' نہ لکھا جائے ہمزہ الگ نہیں آتا، ہ، وپر آتا ہے۔

36۔ لیلیٰ، موسیٰ، عیسیٰ جیسے الفاظ میں کھڑی زبر ’’ی‘‘ پر درست ہے۔

37۔ بعض لوگ زکیہ / شازیہ / گزارش / گزشتہ / گزرنا وغیرہ ’’ذ‘‘ سے لکھ دیتے ہیں جبکہ یہ ’’ز‘‘ کے ساتھ درست ہیں۔

38۔ عمداً، فوراً، عموماً پر دو زبریں الف پر آئیں گی۔

39۔ جب حوالہ واوین (Inverted Commas) میں دیا گیا ہو تو حوالہ ختم کرتے ہوئے پہلے dash اور پھر inverted commas آئیں گے یا دوسری صورت میں dash نہ ڈالیں اور inverted commas ڈال کر حوالہ مکمل کر دیں۔(’’حوالہ۔‘‘) یا (’’حوالہ‘‘)

40۔ اگر اقتباس دیتے ہوئے کچھ حصہ چھوڑنا ہو تو نکتے لگائے جاتے ہیں یعنی .... جب کسی حوالہ کے درمیان میں عبارت چھوڑی گئی ہو اور ’’............‘‘ کے نشان ہوں تو اس نشان سے فوری پہلے یا فوری بعد dash کا نشان نہیں آئے گا۔

41۔ تحریر کو کمپوز یا ایڈٹ کرتے ہوئے اگر کوئی حوالہ یا مضمون کا کوئی حصہ اسلامی تعلیم یا نظام جماعت احمدیہ کے خلاف محسوس کریں تو ضرور مطلع کریں۔

آپ کے فائدے اور تجربہ کے لئے اب کچھ پروف ریڈنگ کے بارے میں اہم رموز شامل کئے جاتے ہیں۔

42۔ پروف ریڈنگ کے لئے دو افراد مناسب ہوتے ہیں تا کہ کمپوز شدہ مواد اور اصل پروف کا موازنہ ہو سکے۔

43۔ جس نے کمپوز کیا ہے وہ اصل پروف سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور دوسرا کمپوز شدہ پروف سے چیک کرے اور غلطیاں نکالے۔ کمپوزنگ کی فائل میں غلطیاں درست کرنے کے بعد تصحیح شدہ پروف جو دوسرا پروف بھی کہلاتا ہے، کی پروف ریڈنگ دونوں افراد دوبارہ الگ الگ کریں اور درست ہونے والی غلطیاں بھی چیک کریں، درست ہونے والی غلطی کے آگے پیچھے بھی نظر ڈال

لینی چاہئے۔ بعض اوقات word spacing میں فرق آجانے سے ایک نئی غلطی جنم لے لیتی ہے۔

44۔ صرف الفاظ کی درستگی نہیں بلکہ فقروں کی درستگی بھی پروف ریڈنگ میں آتی ہے۔ اگر کسی جملہ میں جھول محسوس ہو تو اس کو چُست کرنا بھی پروف ریڈر کا فرض ہوتا ہے نیز مضمون کو تاریخی حقائق اور نظام سلسلہ کی روایات کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے۔

45۔ پروف ریڈنگ کرنے والے ممبران یا رضاکاران کو چاہئے کہ ہر مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کو فائنل کرکے اپنے پاس موجود پرسنل ڈائری، لیپ ٹاپ یا کسی بھی نوٹ پیڈ وغیرہ میں اس مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کی تفصیل اور تاریخ کا اندراج کریں۔ بعض اوقات مضامین کے رش کی وجہ سے معلوم نہیں ہوسکتا کہ کون سا مضمون یا مواد کون دیکھ رہا ہے۔ پیسٹ شدہ اقتباسات، مضامین، اعلانات اور دیگر تحریرات وغیرہ کو غلطیاں لگانے کے علاوہ اس نظر سے بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں پیسٹنگ کی غلطی تو نہیں؟ اور سپیسنگ کے مسئلہ کی وجہ سے الفاظ آپس میں جُڑ تو نہیں رہے۔ بعض اوقات کالموں کی ترتیب خراب ہو جاتی ہے یا بقیہ صحیح جگہ پر نہیں لگایا گیا یا سُرخی اور ہے، مواد کچھ اور، پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی دیکھیں، پروف ریڈر کی نظر بہت گہری ہونی چاہئے۔

46۔ غلطیاں واضح لگائیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ غلط لفظ پر گول دائرہ لگا کر باہر حاشیہ میں لائن لگا کر غلطی کی درستگی کریں۔ ایسا اس وقت ممکن ہے جب آپ درستگی پرنٹ آؤٹ پر کر رہے ہوں۔

47۔ کمپوزرز کمپوزنگ کرتے وقت دائیں طرف حاشیہ چھوڑیں تا پروف ریڈنگ کے وقت غلطیوں کی نشاندہی بآسانی ہو سکے۔ اگر آپ ادارہ کی مہیا کردہ اسٹائل شیٹ پر کام کر رہے ہیں تو الگ سے حاشیہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

48۔ اگر کسی انگریزی یا اردو لفظ کے بارے میں محسوس ہو کہ یہ سیاق و سباق کے لحاظ سے مناسب ہے یا نہیں تو ایسے الفاظ کو متعلقہ لغت سے چیک کر لینا بہتر ہے۔

49۔ یاد رہے کہ شعبہ پروف ریڈنگ سے گزر کر آنے والے اصلاح شدہ پروف پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالنے والے رضاکار، ممبران یا مربیان کرام شعبہ پروف ریڈنگ کی معاونت کرتے ہیں۔

50۔ پروف ریڈرز کے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ نفسِ مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا عنوان یا ہیڈنگ درست کریں۔ مضمون کی سُرخی جتنی مختصر اور attractive ہوگی اتنا ہی قاری کو اپنی طرف کھینچے گی اور قاری مکمل مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے گا۔ عنوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے اس پر رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ تعالیٰ مکمل نہ ہو بلکہ صرف ''ؓ ''اور'' ؒ ''کافی ہے۔

- عنوان کو مزید مختصر اور دیدہ زیب بنانے کے لئے اس مثال کو ملاحظہ فرمائیں۔ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی برکات'' اس کی جگہ یہ عنوان زیادہ دیدہ زیب لگے گا ''برکاتِ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ''۔
- کہتے ہیں کہ اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کا 40 فیصد حصہ صرف عنوان دیکھ کر پڑھا جاتا ہے۔ آج کل سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ واٹس ایپ میسیجز آتے ہیں جن میں سے اکثر کو پڑھے بغیر ہم delete کر دیتے ہیں صرف وہی پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا عنوان پُرکشش ہو۔

ہمارا اخبار ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گزرتا ہے۔ ہمیں اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں، استعدادوں اور احتیاط کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ایسا آپ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ محنت اور دلجمعی کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 جون 2022ء)

﴿1﴾

فہرست عناوین برائے مضامین
روزنامہ الفضل لندن آن لائن

بہت سے قارئین کرام، اپنے مؤقر اور پسندیدہ اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے مضامین لکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ادارہ سے عناوین کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ انفرادی طور پر ایسے قارئین کی رہنمائی کر دی جاتی ہے۔

یہاں حضرت مصلح موعودؓ کے درج ذیل ارشاد کی روشنی میں عناوین کی ایک فہرست بغرض رہنمائی دی جارہی ہے۔ قارئین کرام ان عناوین پر مضامین اور شعرائے کرام منظوم کلام درج ذیل ای میل پر بھیج سکتے ہیں:

info@alfazlonline.org

اگر قارئین کرام کے پاس ان عناوین میں سے کسی پر پُرانا لکھا ھوا مضمون موجود ہو اور وہ کسی اخبار یا جریدہ میں شائع نہ ہوا ہو تو وہ بھی اپنا مضمون بھجوا سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’سارا اخبار ہی دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہیے مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر ہم سارا دن نمازیں نہیں پڑھتے رہتے بلکہ اور بھی بیسیوں کام کرتے ہیں تو سارے اخبار میں دینی مضامین ہی اگر ہوں تو وہ کب لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ لو اس میں صرف خدا اور اس کے رسولوں کا ہی ذکر نہیں بلکہ کہیں پانیوں کا ذکر ہے، کہیں بادلوں کا ذکر ہے، کہیں ہواؤں کا ذکر ہے، کہیں زمین کی حرکتوں کا ذکر ہے، کہیں حیوانات کا ذکر ہے، کہیں لڑائیوں کا ذکر ہے، کہیں سیاسیات کا ذکر ہے غرض مختلف قسم کے اذکار اس میں پائے

جاتے ہیں مگر کیا الفضل قرآن سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے کہ اگر وہ علمی اور تاریخی اور اقتصادی اور صنعتی مضامین لکھے تو اس کی زبان صاف نہیں رہے گی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ مضامین میں تنوع پیدا کرو۔ علمی اور تاریخی مضامین لکھو، مختلف عنوانات پر مختصر نوٹ لکھو اس طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو، مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو۔ غیر مذاہب کے حالات لکھو، دلچسپ خبریں شائع کرو اور ان کے دوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہو گی اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کے لئے تیار رہے گا۔"

(بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 6-7)

فہرست عناوین

(1) اللہ تعالیٰ

1۔ عباد الرحمٰن کی نشانیاں
2۔ تقویٰ کی باریک راہیں
3۔ ایمانیات
4۔ دعا۔ بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ
5۔ صِبغَةَ اللّٰهِ وَمَن اَحسَن مِنَ اللّٰهِ صِبغَة
6۔ آؤ حسنِ یار (اللہ تعالیٰ) کی باتیں کریں
7۔ صفاتِ باری تعالیٰ
8۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر گزاری
9۔ ذکرِ الٰہی
10۔ قُربِ خداوندی کے ذرائع

11۔ توحیدِ باری تعالیٰ

12۔ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل (دہریت کے خلاف)

13۔ خدا کے قرب کی اہمیت

14۔ قدیم اقوام میں خدائے واحد کا تصور

(2) قرآن مجید

1۔ قرآن اور سائنس

2۔ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت

3۔ قرآن کریم کے اقتداری معجزے

4۔ امثال القرآن اور ان کا اقوام پر اطلاق

5۔ حفظِ قرآن کی اہمیت

6۔ مختلف تراجمِ قرآن کا تعارف

7۔ جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن

8۔ قرآن مجید سے علوم مروجہ کا ثبوت

9۔ قرآنی تعلیمات کا صحف سابقہ کی تعلیمات سے موازنہ

10۔ فیہا کتبٌ قیّمۃٌ

(3) اسلام

1۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے

2۔ ذرائع ابلاغ اور تبلیغِ اسلام

3۔ روحانی اور جسمانی ترقی کے ذرائع

4۔ اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کرنے کے ذرائع

5۔ عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

6۔رشتہ کرنے کے اصول

7۔انفاق فی سبیل اللہ

8۔یومِ آخرت پر ایمان

9۔معاشرتی آداب

10۔شوریٰ ایک اسلامی نظام

11۔ قوتِ برداشت اور وسعتِ حوصلہ کی اہمیت

12۔عفوودرگزر

13۔شادی بیاہ اور اسلامی تعلیمات

14۔غیبت (چغلی)

15۔اسلامی پردہ

16۔زکوٰۃ کی افادیت

17۔مسابقت فی الخیرات

18۔اسلامی اصطلاحات کا استعمال

19۔الخلق عیال اللہ

20۔حسنِ معاشرت

21۔اسلامی اخلاق (اخلاقِ حسنہ)

22۔اخلاقِ سیئہ

23۔امر بالمعروف ونھی عن المنکر

24۔علم حاصل کرنے کی فضیلت

25۔احترامِ آدمیت

26۔میانہ روی اور متوازن زندگی

27۔تعاونوا علی البر (نیکی میں معاونت)

28۔ ایفائے عہد

29۔ امانت و دیانت کی فضیلت

30۔ حسنِ کردار

31۔ ارکانِ ایمان و ارکانِ اسلام

32۔ نماز (طریقہ، اہمیت، باجماعت)

33۔ عید الاضحی (قربانی کے مسائل)

34۔ عید الفطر

35۔بچہ کی پیدائش پر اسلامی تعلیمات (اذان، عقیقہ، گڑتی)

36۔خود احتسابی

37۔أفشوا السلام

38۔ اصلاحِ نفس

39۔ جہاد کا فلسفہ، قلمی جہاد

40۔ درود شریف

41۔ آدابِ مجلس

42۔ باہمی لین دین اور اسلامی تعلیمات

43۔ تعارف مجددِ دین

44۔ سود ایک لعنت

45۔ اسلامی سزاؤں کا فلسفہ

(4)رمضان

1۔ماہِ رمضان کی برکات

2۔رمضان میں احمدی کی ذمہ داریاں

3۔رمضان اور قرآن

4۔رمضان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ

5۔ماہِ رمضان کی برکات اور جماعت احمدیہ

6۔رمضان کے حوالہ سے مختلف مضامین

7۔رمضان کی فضیلت از تحریرات حضرت اقدس مسیح موعودؑ

8۔دیگر مذاہب میں روزے کا تصور اور طریق

(5)انبیاء علیہم السلام

1۔مختلف انبیاء کے سوانحِ حیات

2۔انبیاء کے مخالفین کا انجام

3۔انبیاء پر ایمان لانے والوں پر خدا کے افضال

(6)سابقہ اقوام

1۔اقوامِ گزشتہ کا تعارف

2۔نافرمانی کرنے والی اقوام کا انجام

3۔ارضِ مقدس اور سابقہ اقوام

(7)سیرت النبیؐ

1۔نُصِرتُ بِالرُّعبِ

2۔آنحضرت ﷺ سیرۃ کے مختلف پہلو (سربراہ، مبلغ، خاوند، باپ، میاں)

3۔میرا آقا عظیم تر ہے

4۔رسول کریم ﷺ کی عبادت و بندگی

5۔ عَشِقَ محمد ربہ

6۔آنحضور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلو۔ ہر پہلو کی تفصیل

7۔کتب سیرت النبی ﷺ کا تعارف

8۔ محسن انسانیت

9۔ محسن انسانیت غیروں کی نظر میں

10۔آنحضرت ﷺ کا ذکر کتب سابقہ میں

(8)حدیث

1۔حدیث کی افادیت

2۔حدیث کا مقام

3۔جماعتِ احمدیہ میں سنت و حدیث کا تعارف

4۔کتب احادیث کا تعارف

(9)خلفائے راشدین

1۔خلفاء کا تعارف و سیرۃ

2۔خلفاء کی قربانیاں

3۔ادوارِ خلافت

4۔خلفائے راشدین کا مقام و مرتبہ از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ

(10)صحابہ رضی اللہ عنہم

1۔امہات المؤمنین کا تعارف

2۔تعارف صحابہ رضی اللہ عنھم و صحابیات رضی اللہ عنھن

3۔ مناقبِ صحابہ رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنہن (شجاعت، مالی خدمات، قربانیاں، سخاوت، دینی غیرت، عشقِ رسول ﷺ، عشقِ خدا، عبادات)

(11)حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عشقِ الٰہی

2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر واقعات عالم کی گواہی

3۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

4۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم کارنامہ۔ احیائے اسلام

5۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا پر احسانات

6۔ قرآن مجید میں مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر

7۔ مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب

8۔اِسمہ اَحمد کا مصداق

9۔انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

10۔انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ

11۔بانی احمدیت کی عظیم الشان علمی فتح (عربی زبان کے ام الالسنہ کا اعتراف)

12۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول

13۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاندار اسلامی خدمات کا اعتراف

14۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

15۔ جو مسیح آنا تھا وہ آچکا

16۔ چودھویں صدی کے مجدد کو ماننا کیوں ضروری ہے

17۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ قرآن

18۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوستوں اور دشمنوں سے حسن سلوک

19۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت

20۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاقِ فاضلہ

21۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے مصلح ہیں

22۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نصرتِ الٰہی

23۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ (فصاحت وبلاغت)

24۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عزم واستقلال

25۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین مقدس انگوٹھیاں

26۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جدید علم کلام اور اس کے وسیع اثرات

27۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تقسیم مال

28۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علم طب

29۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لانا ضروری ہے

30۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد

31۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

32۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت دنیا کے کناروں تک

33۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصانیف اور ان کی برکات

34۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیتِ دعا

35۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اصلاحِ خلق

36۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں آسمانی نشانات

37۔ تعارف روحانی خزائن

38۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادات

39۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

40۔ کتب سیرت حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف

41۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے

42۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء

43۔ حضرت مسیح موعودؑ کے معاندین کا عبرت ناک انجام

44۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف اور مختصر خلاصہ

45۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پوری ہونے والی عظیم الشان پیشگوئیاں

(12) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1۔ سیرۃ وسوانح

2۔ صحابہ کے اطاعت کے نمونے

3۔ صحابہؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں روایات

(13) احمدیت (حقیقی اسلام)

1۔ احمدیت کے ذریعہ پیدا ہونے والا روحانی انقلاب

2۔ الفضل (تاریخ و مختلف مراحل، اہمیت وبرکات)

3۔ احمدیت کی ترقی کا راز اطاعت امام میں مضمر ہے

4۔ احمدیت محمدیت کا ہی عکس ہے

5۔ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے

6۔ اسلام اور احمدیت کی امتیازی شان

7۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے

8۔ اشاعتِ اسلام کا واحد ذریعہ احمدیت ہے

9۔ ایک احمدی کی زندگی کا مقصد اور اس کی ذمہ داریاں

10۔ احمدی اور حج بیت اللہ
11۔ جہاد فی الاسلام اور جماعت احمدیہ
12۔ جماعت احمدیہ کی دینی خدمات
13۔ جماعت احمدیہ اور جذبہ ایثار و استقلال
14۔ جماعت احمدیہ کا جہاد تبلیغ اور دعا ہے
15۔ جماعت حمدیہ کے اخبارات ورسائل
16۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ قرآنِ کریم کی وسیع اشاعت
17۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی عظیم الشان مہم
18۔ سلسلہ احمدیہ منہاج نبوت پر قائم ہے
19۔ فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت اور جماعت احمدیہ
20۔ موجودہ حالات اور ہماری جماعتی ذمہ داریاں
21۔ نشر و اشاعت اور ہماری ذمہ داریاں
22۔ نظام کی اہمیت اور اس کی برکات
23۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض وغایت
24۔ احمدی نوجوان اپنے اندر خدمت دین کی تڑپ پیدا کریں
25۔ احمدی نوجوانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں
26۔ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ کی قابلِ قدر مساعی
27۔ مختلف ممالک میں جماعتِ احمدیہ کا قیام اور تعارف
28۔ مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ
29۔ مختلف ممالک میں احباب کی مالی قربانیاں، عبادات، اطاعت
30۔ جماعتی چندوں کا تعارف

31۔ نظامِ وصیت

32۔ لوائے احمدیت

33۔ ذیلی تنظیموں کا تعارف، نظام (ذمہ داریاں)

34۔ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

35۔ قیامِ مساجد اور احمدیت

(14) خلافتِ احمدیہ

1۔ برکاتِ خلافت

2۔ خلافت روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے

3۔ احمدیت کی ترقی خلافت سے ہی وابستہ ہے

4۔ اسلام کی نشاۃ، ثانیہ اور خلافت کا قیام

5۔ اسلام میں اطاعت خلافت کی اہمیت

6۔ خلافت احمدیہ اور غیر مبائعین

7۔ خلافت وحدت قومی کی جان

8۔ خلیفہ خدا بناتا ہے

9۔ سلسلہ خلافت قیامت تک جاری رہے گا

10۔ قدرتِ ثانیہ سے مراد خلفاء کا سلسلہ ہے

11۔ مقامِ خلافت کی اہمیت

12۔ خلافت احمدیہ منہاجِ نبوت پر قائم ہے

13۔ بشاراتِ ربانیہ

14۔ انتخاب خلافت کا طریق

(15)خلفائے احمدیت

1۔ سیرۃ و سوانح اور کارنامہ ہائے خلفائے احمدیت

2۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تمام 52 علامات کا تعارف

3۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق الٰہی بشارات

4۔ بشیر اول کے آنے کی چار حکمتیں

5۔ اولوالعزم محمود

6۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پس منظر

7۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کا مستقبل

8۔ زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا موعود

9۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا

10۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا

11۔ کتب خلفاء کا تعارف

12۔ خلفائے سلسلہ کی قبولیت دعا کے معجزات

13۔ دنیا کے مختلف ممالک کے ایوانوں میں خلفائے سلسلہ کے خطابات کا خلاصہ

14۔ خلفائے احمدیت اور ان کی تحریکات

15۔ خلفائے احمدیت کی حسین یادیں

(16)تحریکِ جدید

1۔ تحریکِ جدید کی غرض و غایت اور اس کی اہمیت

2۔ تحریکِ جدید کے تمام مطالبات اور اس کا تعارف

3۔ تحریکِ جدید کی برکات

4۔ تحریکِ جدید اور خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

5۔ تعلیم یافتہ مخلص نوجوان خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں

6۔ دفاتر تحریکِ جدید کا تعارف

7۔ دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیت کے نفوذ کا ایمان افروز تذکرہ

(17)وقفِ جدید

1۔ وقفِ جدید کی غرض وغایت اور اس کی اہمیت

2۔ وقفِ جدید کا ایک اہم مطالبہ۔ سادہ زندگی

3۔ وقفِ جدید کی برکات

4۔ وقفِ جدید اور خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

5۔ تعلیم یافتہ مخلص نوجوان خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں

6۔ دفاتر وقفِ جدید کا تعارف

(18)جدید ایجادات

1۔ جدید ایجادات کا مثبت استعمال

2۔ کمپیوٹر

3۔ انٹرنیٹ کا صحیح استعمال و نقصانات

4۔ جدید ایجادات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل

5۔ جدید ایجادات اور خدمت بنی نوع انسان

6۔ مختلف سائنس دانوں کا تعارف

7۔ اسلامی سائنسدانوں اور موجدین کا تعارف

(19)تراجمِ قرآن

مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم کا تعارف

(20)تربیتی اور اخلاقی مضامین

1۔ احمدی نوجوان کی ذمہ داریاں

2۔ اصلاحی پروگرامز

3۔ تربیت اولاد کے متعلق مضامین

4۔ جماعتی اتحاد کی اہمیت

5۔ رشتہ ناطہ کے بارہ میں جماعتی تعلیمات

6۔ دورِ جدید میں دین کو دنیا پر کیسے مقدم رکھیں

7۔ دجال کے اثرات سے کیسے بچیں

8۔ بیواؤں، یتامٰی سے حسنِ سلوک

9۔ مجالسِ علم و عرفان

10۔ خلوصِ نیت اور حسنِ ارادہ

11۔ نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

12۔ انسانی اعضاء کا برمحل استعمال

13۔ میں اقوال کی نسبت اعمال پسند کرتا ہوں (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ)

14۔ کردار کا غازی

15۔ سید القوم خادمھم

16۔ مجالس کے آداب

17۔ حقوق العباد

18۔ جماعتی اجلاسات میں شمولیت کی برکات (واقعات وغیرہ)

19۔ تیمارداری، تعزیت

20۔ صلہ رحمی، ماں باپ کی خدمت۔ بزرگوں کا ادب

21۔ پردہ پوشی، چشم پوشی، سچائی کی اہمیت وبرکات

22۔ لغو گوئی، زبان کی حفاظت

23۔ جھوٹی گواہی

24۔ افشائے راز کی مذمت

25۔ اپریل فول، ویلنٹائن ڈے، مدرز ڈے، فادرز ڈے، (دیگر عالمی دن)

26مساجد کے آداب، معاشرتی آداب، آدابِ زندگی

27۔ تلقینِ عمل

28۔ راستے کے حقوق

29۔ جماعتی عہدیداران کے فرائض

30۔ قومی ترقی میں اخلاق وکردار کی اہمیت

31۔ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی

32۔ سلسلہ کے کارکنان کی صفات

33۔ گیاوقت پھرہاتھ آتانہیں

34۔ نرم زبان کا استعمال

35۔ افواہ سازی

36۔ شعائراللہ کا احترام

37۔ رزق حلال

38۔ بے روزگاری ایک لعنت

39۔ وسعت حوصلہ

40۔ ایفائے عہد

41۔ پانچ بنیادی اخلاق

42۔ بد رسومات کے خلاف جہاد

(21) واقفینِ زندگی

1۔ حالات وواقعات، برکات

2۔ اپنے خاندان کے واقفین کا تعارف

3۔ واقفین کی قربانیاں

4۔ میدان عمل میں شہید ہونے والے واقفین کا ذکر خیر

(22) علمی مضامین

1۔ جنات کے متعلق اسلامی نظریہ

2۔ روحانی تربیت کے لیے استقلال کی ضرورت

3۔ ہمارا نصب العین

4۔ ہمیں علم کے میدان میں بھی امتیازی شان پیدا کرنی چاہیے

5۔ تصوف، علم الکلام

6۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری

7۔ دورِ جدید کی ایجادات (بحری جہاز، ہوائی جہاز، کار، موٹر سائیکل)

8۔ تیز ترین ذرائع کا تعارف

9۔ شہد کی مکھی

10۔ وحی والہام

11۔ فیضانِ ختمِ نبوت، مختلف فقہی مسائل

12۔ بیت الخلاء جانے کے متعلق ہدایات

13۔ نیٹ پر اخبارات پڑھنے کی اہمیت

14۔آخری زمانے کے فتنے اور ان کا حل

15۔اختلافی مسائل (کسوف و خسوف حیاتِ مسیح، وفاتِ مسیح، ختمِ نبوت وغیرہ)

16۔امتِ محمدیہ اور امتی نبی

17۔کتب احادیث

18۔کتبِ فقہ

19۔کتب تاریخ

20۔محمد ہست برہانِ محمد

21۔مختلف زبانوں کا تعارف

22۔قرض کے بارہ میں تعلیمات

23۔تاریخی و مقدس مقامات کا تعارف

24۔طلبہ کو کن علوم کی طرف راغب ہونا چاہیے

(23)سائنسی مضامین

1۔مختلف علوم کا تعارف، فزکس، بیالوجی، کیمسٹری وغیرہ (مسلمانوں کی خدمات)

2۔انجینئرنگ (شعبوں کا تعارف)، نقشہ نویسی

(24)جلسہ سالانہ

1۔جلسہ سالانہ کی اہمیت (اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء)

2۔مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ

(25)ذکرِ خیر

1۔جماعت کے بزرگان کا تعارف، شہداء احمدیت، اہم ملکی و عالمی خدمات بجالانے والے احمدی احباب

2۔یادگارِ رفتگان

3۔خاندان کے قابلِ ذکر خدمات کرنے والے احباب

4۔خاندان کے صحابہ کرامؓ کا تعارف

5۔اسیرانِ راہِ مولیٰ کا تعارف، قربانیاں، واقعات، خدا کے فضل (خاندان)

(26)دعا

1۔ قبولیتِ دعا کے واقعات (خلفاء اور دیگر احبابِ جماعت)

(27)ایم۔ٹی۔اے

1۔ تعارف، اجراء، برکات، اہمیت

2۔ایم ٹی اے کے پروگرامز سے ہم کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

(28)تاریخ

1۔ قمری مہینوں کا تعارف

2۔ شمسی اور شمسی ھجری مہینوں کا تعارف

3۔کیلنڈر کی تاریخ اور دنیا کے کیلنڈروں کا تعارف

4۔اسلامی مہینوں کی روشنی میں دورِ نبوی میں ہونے والے واقعات

(29)طب

1۔ طبی مضامین (نسخے، ٹوٹکے پرہیز وغیرہ)

2۔الشفاء للناس

3۔صحت کے حوالہ سے مضامین

4۔خلفاء اور حکماء کے نسخے

6۔ہومیو پیتھی

7۔انسانی اعضاء کا تعارف

8۔ہومیو پیتھی کی ادویات کا تعارف بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

9۔معالجِ حقیقی خدا تعالیٰ ہے

(30)کائنات

1۔ گلیکسیز کا تعارف

2۔پانی کے بچاؤ کے طریق

3۔روحانی ومادی پانی انسانی زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے

4۔حواسِ خمسہ کی اہمیت

(31)انجینئرنگ

1۔انجینئرنگ کے شعبوں کا تعارف

2۔کس طرح چھوٹے چھوٹے شعبوں کو اپنایا جاسکتا ہے

3۔مکانات کے نقشے

4۔چھوٹا کاروبار شروع کرتے وقت کن امور کو مدنظر رکھا جائے۔

5۔مختلف ممالک میں تخلیقی انجینئرنگ کے شاہکار نمونے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 جون 2022ء)

﴿110﴾

اللہ کا رنگ پکڑو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

کہ اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟

اس اہم عنوان پر خاکسار دو یا تین بار مختلف انداز میں قلم اٹھا چکا ہے۔ رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کریم کے دوران جب بار بار صفات باری تعالیٰ سے گزر ہوتا رہا تو ہر صفت پر سورت البقرہ کی آیت 139 ذہن میں آتی رہی اور اللہ کے رنگ اپنانے کے حوالہ سے ہر صفت پکار پکار کر یہ دعوت دیتی رہی کہ میرے اندر بیان مضمون یا مفہوم کا لبادہ اوڑھیں تا نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ میں بیان عبادت گزاروں کی صفت کو اپنا کر اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد بن جائیں۔

قبل اس کے کہ ہم صفات باری تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہوں ہمیں فرمودات رسول ﷺ دیکھنے ہوں گے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی انسان، اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔ (مسند احمد از حدیقۃ الصالحین صفحہ 40)

پھر فرمایا کہ

اللہ (ذاتی نام) کے علاوہ اس کے ننانوے صفاتی نام ہیں جو زندگی میں ان کو مدنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(ترمذی از حدیقۃ الصالحین صفحہ 33-34)

اللہ اور اس کے بندے کا تعلق کا مضمون بہت گہرا ہے۔ جسے ایک آدھ نشست یا آرٹیکل میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم یہاں اللہ تعالیٰ کی چند ایسی صفات کا ذکر ہو گا، جن کو ایک مومن اپنے اندر حلول کرے تو حقیقی معنوں میں اللہ کے رنگ میں رنگین ہو سکتا ہے۔ جیسے رمضان کے متعلق آتا ہے کہ ایک مومن کم کھا کر، کم سو کر اور کم بول کر اللہ تعالیٰ سے مشابہت یا مماثلت اختیار کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے جن صفات کا نام لیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے ''الرب'' کی صفت ہے۔ بمعنیٰ پالنے والا۔ اس صفت کی مناسبت سے والدین بالخصوص ماں اپنے بچوں کو پالتی پوستی ہے۔

اس صفت کے تحت ہم میں سے ہر ایک مربی ہے۔ ہمیں اپنے خاندان اور پھر معاشرہ میں پلنے والے تمام بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

• الرحمٰن بمعنیٰ بن مانگے دینے والا۔ اللہ سے مماثلت کرتے ہوئے ماں باپ اپنی اولاد کی ایسی ضروریات کا خود خیال کرتے ہیں۔ ہمیں معاشرہ میں بھی رحمٰن صفت کے تحت مستحق لوگوں کی ضروریات کا خود خیال رکھنا چاہیے۔
• الرحیم بمعنیٰ نہایت رحم کرنے والا۔ جو کوئی اپنی ضروریات ہمارے سامنے رکھے ہمیں اللہ کی اس صفت کے ساتھ حسب توفیق مستحق و غرباء کی ضروریات کو پورا کرنا چاہیے۔
• السّلام بمعنیٰ سلامتی والا۔ ہمیں بھی اس صفت کو اپنے اندر اتار کر اپنے ارد گرد بسنے والے تمام لوگوں کے لیے سلامتی کا موجب بننا چاہیے۔
• المؤمن بمعنیٰ امن دینے والا۔ جس طرح ہم سلامتی کا موجب ہوں۔ اسی طرح ہمارے پلیٹ فارم سے امن شانتی کا ہی پیغام دیس سندیسہ جانا چاہیے۔
• المھیمن بمعنیٰ پناہ دینے والا۔ مخلوق کو ہماری کوکھ میں سکون ملنا چاہیے اور پناہ کا موجب بنیں۔

•الجبار بمعنیٰ جوڑنے والا۔ ٹوٹے کام بنانے والا۔ یہ صفت تقاضا کرتی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک خاندان کو جوڑنے والا ہو۔ بگڑے کاموں کو سنوارنے والا ہو۔

•الغفّار بمعنیٰ بخشنے والا۔ ہمیں غفور خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھاتے ہوئے لوگوں کے لیے معافی کا پیغمبر بن کر جانا چاہیے۔

•الوھاب بمعنیٰ بہت دینے والا۔ جب خدا دیتا ہے تو اس کی اقتداء میں ہمیں بھی مخلوق کو دینے والا ہونا چاہیے۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیرٌ مِّنَ الْیَدُ السُّفْلٰی۔

•الرزاق بمعنیٰ رزق دینے والا۔ اللہ تو بغیر حساب کے دیتا ہے۔ انسان کو اللہ کی مخلوق جو اس کی عیال ہے، کا خیال رکھنا چاہیے اور اپنے سے کم تر لوگوں کے لیے رزق فراہم کرنے والا بننا چاہئے۔

•الباسط بمعنیٰ کشادہ کرنے والا۔ اپنے ہاتھ کو دوسروں کے لیے ہمیشہ کشادہ رکھنے والا ہو۔

•الرافع بمعنیٰ بلند کرنے والا۔ کبھی انسان کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ نہ رکھیں بلکہ اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کرنا چاہیے۔

•المعزّ بمعنیٰ بہت عزت دینے والا۔

•السمیع بمعنیٰ بہت سننے والا۔ انسان کے اندر یہ ایک خامی پائی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کی باتوں کو ذرا کم سنتا اور اپنی ہانکتا چلا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ السمیع ہے جو اپنی مخلوق کی دادرسی کرتا ہے۔ مخلوق اپنے اللہ سے باتیں کرنا پسند کرتے ہیں چونکہ وہ سنتا ہے۔ ایک مشہور مصنفہ ہیلن کیلر جو خود سماعت، گویائی اور نظر سے محروم تھیں کہتی ہیں کہ سننے کی صلاحیت تو اکثر لوگ رکھتے ہیں مگر سماعت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

•البصیر بمعنیٰ دیکھنے والا۔ انسان عموماً دیکھی ان دیکھی کر جاتا ہے اور آنکھوں سے دیکھ کر بھی نہ سبق حاصل کرتا ہے اور نہ دوسروں کے لیے رہنما بنتا ہے جبکہ کہا جاتا ہے کہ خوبصورتی منظر میں نہیں ہماری آنکھ میں ہوتی ہے۔ اس کو بصارت بولتے ہیں۔ اگر بصارت حاصل ہو تو پھر اللہ تعالیٰ بصیرت بھی عطا کر دیتا ہے۔

•العدل بمعنیٰ انصاف کرنے والا۔ ایک مومن کو اپنے خالق اللہ کے تابع رہتے ہوئے اپنے آپ اور معاشرے میں بسنے والوں سے عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ اور میانہ روی و متوازن زندگی گزارنی چاہیے۔

•الحلیم بمعنیٰ بردباد، نرمی حلم والا۔ اپنے خالق سے پیار رکھنے والے ایک مومن کو حلیم وودود بن کر خاندان اور معاشرہ میں لوگوں سے حلم نرمی پیار، رافت اور بردباری سے پیش آنا ضروری ہے۔

•الغفور بمعنیٰ بار بار مغفرت کا عادی۔ یعنی بار بار معاف کرنے والا۔ ہم انسانوں کو بھی اپنے ماحول میں بسنے والوں کی غلطیوں کو بار بار معاف کرنا چاہیے۔

•الشکور بمعنیٰ قدردان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم صفت ہے۔ جس کے تحت اللہ، اپنے بندوں کی اداؤں اور اپنے ساتھ بندوں کی محبت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اس لئے بندوں کو بھی معاشرہ میں اس صفت کو رواج دینا چاہیے۔ اور معاشرہ میں بسنے والے اپنے ساتھی بھائیوں کی قدر کرنی چاہیے۔

•الحفیظ بمعنیٰ حفاظت کرنے والا ہے۔ اس صفت کے تحت ہم اللہ سے اپنی حفاظت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں ہمیں بھی ایک دوسرے کی حفاظت کے ضامن بن کر سامنے آنا چاہیے۔ دوسرے کی ذات پر کیچڑ اچھالنا اور اسے ذلیل کرنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

•المقیت بمعنیٰ نگران غذا بہم پہنچانے والا۔ اصل میں مقیت اس کو کہتے ہیں جو مخلوقات کو خوردونوش کی اشیاء پہنچائے۔ اپنی حکمت اور مرضی سے جس کو جس قدر چاہے رزق پہنچائے۔ جو انسان کو چاہیے وہ دے۔

•الکریم بمعنیٰ عزت دینے والا۔ اس صفت کے تحت احترام آدمیت و انسانیت لازم ہے۔ بڑوں کو تو ہم عزت و احترام کا درجہ دیتے ہی ہیں۔ اپنے چھوٹوں اور اپنے سے کم مرتبہ، کمزوروں، خادموں اور مزدوروں سے بھی عزت سے پیش آنا اور ان کا احترام کرنا لازم ہے۔

•المجیب بمعنیٰ قبول کرنے والا۔ جواب دینے والا۔ گو ان خوبیوں کے حوالہ سے کچھ گفتگو اوپر ہو چکی ہے لیکن خصوصی طور پر اس صفت کو اپنا کر ہر بندے کی بات کو سننا اور جواب دینا نیز اس کی خدمات و جذبات کو قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تو بعض متکبرانہ رنگ میں سوالی یا مخاطب کی بات سن تو لیتے ہیں مگر حقارت سے جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

•الودود بمعنیٰ محبت کرنے والا۔ خدائے عزوجل کی جو بنیادی صفات ہیں۔ ان میں یہ ایک صفت ہے جس کے نظارے ہم روزانہ اپنی زندگیوں میں بھلائی و خیر کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ ہمیں آپس میں محبت و شفقت، اخوت و الفت کو اپنانا چاہیے اور ہمیں ایک دوسرے سے محبت پیار سے پیش آنا چاہیے۔ آنحضور ﷺ نے ایک مسلمان کو ہدایت فرمائی کہ ''الودود الولود '' سے شادی کرو یعنی ایسی خاتون سے جو بچے جننے والی اور محبت کرنے والی ہو۔

•الوکیل بمعنیٰ کام سنبھالنے والا۔ ہم اس لفظ کو اپنے معاشرے میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اور ہم جائز و ناجائز معاملات میں ایک دوسرے کی وکالت کرنا شروع کر

دیتے ہیں۔ جبکہ ان معنوں میں معاشرہ کے بے بس و مجبور لوگوں کے کام کرنے اور سنبھالنے کا ذکر ہے۔

•الولیُّ بمعنیٰ حمایت کرنے والا۔ دوست۔ یہ لفظ ولایت سے نکلا ہے۔ معاشرہ میں انسان کو خود سری سے پیش نہیں آنا چاہیے بلکہ جائز کاموں کی حمایت کرنا اور ایک دوسرے کو دوست بنا کر گزر بسر کرنی چاہیے۔ انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کئی ایسے پیشہ رکھنے والے لوگوں کی ضروریات رہتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس ناطے خیر خواہی کے جذبات رکھ کر دوستی کو اپنانا اور ولی بنانا ضروری ہے۔

•الحیُّ القیوم بمعنیٰ زندہ اور سب کو تھامنے والا۔ بظاہر دیکھنے سے یہ صفات صرف اور صرف خدا کے لئے مختص نظر آتی ہیں۔ لیکن گہرائی سے سوچنے پر اس کے ایسے معانی سامنے آتے ہیں جو ہر انسان اپنے خالق حقیقی کا مظہر بن کر اپنے اوپر لاگو کر سکتا ہے۔ انسان بظاہر تو زندہ ہے اور اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے کئی جتن بھی کرتا ہے۔ لیکن اخلاقی و روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو زندہ رکھنے اور دوسرے گرتے پڑتے لوگوں کو تھامنے اور ان کو اخلاقیات سے آراستہ کرنے کا مفہوم اس میں موجود ہے گویا کہ داعی الی اللہ بننے کے لیے ان صفات کو اپنے وجود میں اتارنا چاہیے۔

•الماجد بمعنی عزت دینے والا۔ اس حوالہ سے بھی اوپر گفتگو گزر چکی ہے۔ معاشرے میں ہر انسان کو عزت کے ساتھ رہنے کا حق ہے اور دوسروں کی عزت کرنا بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا اپنی عزت کے ساتھ دنیا میں رہنے کا حق ہے۔

•المقدّم بمعنی آگے کرنے والا۔ انسان کو اس صفت سے اپنے آپ کو رنگین کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں، کولیگز کو معاشرے میں اچھے معنوں میں پیش کرنے، انہیں ترقیات کے لئے آگے کرتے رہنا چاہیے۔

•الاوّل بمعنیٰ سب سے پہلے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے استاذی المکرم سید محمود احمد عفی عنہ نے مسجد مبارک ربوہ میں حدیث کے درس میں یہ اہم نکتہ اپنے شاگردوں کو سمجھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ''الاوّل '' ہے۔ آپ کو بھی دنیا کے ہر میدان میں اول رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

•اَلْبَرُّ بمعنی احسان کرنے والا۔ اسلامی تعلیمات میں احسان سے پیش آنے کی بہت تلقین ملتی ہے۔ والدین، عزیزو اقارب، کمزوروں، یتیموں، بے کسوں، خادموں، مزدوروں اور پسے ہوئے طبقہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آکر ''اَلْبَرُّ ''صفت کا لبادہ انسان پہن سکتا ہے۔

•الستار بمعنیٰ ستر یعنی پردہ پوشی کرنے والا۔ معاشرے میں بالعموم غیروں کی برائیوں کو اچھالنے، تجسس و عیب جوئی کرنے کی عادت عام ہوتی ہے۔ جبکہ خدائے کریم و برتر نے آپ کے بے شمار عیوب کو ڈھانپ رکھا ہے۔ اس کے پیش نظر ہم پر لازم ہے کہ ہم دوسروں کے عیوب کو عیاں کرنے کی بجائے ستر، پردہ پوشی، چشم پوشی سے کام لیں۔

•التواب بمعنیٰ رجوع کرنے والا۔ گھروں میں برتن رکھے ہوں وہ آپس میں ٹکرا کر آواز پیدا کر ہی دیتے ہیں۔ اسی طرح معاشرہ میں لڑائی جھگڑا اور تو تکرار ہونا بھی حقیقت ہے۔ مگر اس کے بعد اکڑ میں رہنا اور میل ملاقات بند کر دینا انسانیت کے دائرہ سے باہر کی بات ہے۔ رجوع کر کے اللہ کی صفت کو اپنے اوپر چڑھانا ضروری ہے۔

•العفو بمعنیٰ معاف کرنے والا۔ یہ صفت تو بہت واضح ہے۔ ہم ہر روز گناہ کرتے ہیں اور پھر اللہ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں اور وہ ہمیں معاف بھی کر دیتا ہے۔ ہم بار بار غلطی کرتے ہیں اور وہ بار بار رجوع برحمت ہو کر ہمیں معاف کرتا چلا جاتا ہے۔ جبکہ ہم اپنے ہی کسی ساتھی کی ایک ہی غلطی کو دل میں بٹھا کر سالوں سال انتقام کی آگ میں جلتے بھڑکتے اور معاف کرنے کا نام ہی نہیں لیتے اور خدا سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری

غلطیوں کو معاف کرتا رہے۔ اللہ کی صفت ''العفو ''کو اپنا کے اسے معاشرہ میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

•الرؤوف بمعنیٰ مہربانی کرنے والا۔ معاشرہ کو حسین اور اسلامی بنانے کے لیے یہ صفت بھی ہر فرد کو اپنانا ضروری ہے۔ اگر ہم معاشرے میں ایک دوسرے سے مہربانی، رافت ونرمی سے پیش آئیں تو ہر جگہ اللہ ہی اللہ ہو اور معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔

•اَلْمُقْسِطُ بمعنیٰ انصاف کرنے والا۔ اوپر ''العدل ''صفت کے تحت انصاف کا ذکر ہو آیا ہے عدل اور قسط میں معمولی فرق ہے لیکن مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے

•النافع بمعنیٰ نفع پہنچانے والا۔ ہمارے معاشرہ میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے کسی کو نفع کی امید نہیں کی جاتی۔ جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ''النافع ''کو سامنے رکھ کر انسان کو دوسروں کے لیے نفع رساں وجود بننا چاہیے۔

•النور بمعنیٰ روشن کرنے والا۔ اللہ کی اس صفت کو مدنظر رکھ کر انسان کو دوسروں کے لیے روشنی کا مینار بن کر علمی، اخلاقی، معاشرتی روشنی سے متمتع کرتے رہنا چاہیے۔

•الھادی بمعنیٰ ھدایت دینے والا۔ ویسے تو ھدایت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے لیکن ھدایت بمعنی راہنمائی لیے جائیں تو ایک مومن دوسرے مومن کے لیے راہنمائی کے اصول وضع کرتا ہے۔

•الرشید بمعنیٰ نیک راہ چلنے والا۔ یہ لفظ بھی رشد یعنی ھدایت ورہنمائی سے نکلا ہے۔ ایک مومن کو خود بھی نیکی کی راہیں اختیار کرنی چاہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی راہوں پر چلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ الغرض اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کو ہر وقت مشعل راہ بنائے رکھنا چاہیے۔

پیارے قارئین! یہاں وقت کی مناسبت اور جگہ کی رعایت سے 104 صفات باری تعالیٰ میں سے 40 صفات کا اختصار سے ذکر کیا ہے (باقی کو قسط 2 کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔) یا قارئین باقی صفات باری تعالیٰ کا ذکر حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم کی مرتب کردہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 33 تا صفحہ 35 زیر عنوان اللہ تعالیٰ اور اس کے نام نیز مکرم حافظ مظفر احمد کی مرتبہ دعاؤں کی معروف کتاب مناجات رسول از خزینۃ الدعا صفحہ 120-121 یا 700 احکام خداوندی مرتبہ حنیف احمد صفحہ 99 تا 101 ملاحظہ کر لیں۔

40 صفات کی مختصر تشریح قارئین کی خدمت میں صرف ایک نوالہ کے طور پر پیش کی گئی ہے تا ان کی روشنی میں ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ہر صفت سے رنگیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جون 2022ء)

﴿111﴾

پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3/جون 2022ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں پاکستان کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ حالات عمومی طور پر جو بگڑ رہے ہیں وہ تو ہیں پاکستان کے۔ احمدیوں کی طرف بھی ایسے حالات میں پھر ان کی توجہ ہو جاتی ہے۔ مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پرانی قبریں اکھیڑنے کی طرف سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ انتہائی بدطینت قسم کے لوگ ہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرے۔

اسی طرح الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ بھی آج کل مشکلات میں گرفتار ہیں۔ افغانستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جون 2022ء)

﴿112﴾

احکام الٰہی کی حفاظت کرو تا اللہ کو اپنے سامنے پاؤ (الحدیث)

موٴرخہ 25 مئی 2022ء کے الفضل آن لائن میں فرمان رسولؐ میں جو حدیث درج ہے وہ یوں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سواری پر) پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، (اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو)، اگر تم اللہ کے احکامات کی حفاظت کرو گے تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ پس جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے اور جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے۔ یہ بات سمجھ لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمام امت تمہیں کچھ نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(ترمذی کتاب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء فی صفة أوانی الحوض)

اس ارشاد نبویؐ میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں۔

1. جو احکام الٰہی کی حفاظت کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔
2. جو اللہ کے احکام کی حفاظت کرے گا تو وہ اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔
3. تم جو چیز بھی مانگو تو اپنے اللہ سے مانگو۔ مدد بھی اُسی سے چاہو۔
4. اللہ کے مقرر کردہ نفع سے بڑھ کر کوئی (اللہ سے) زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتا۔

5. جو نقصان اللہ نے کسی کے لئے لکھ رکھا ہے اس سے بڑھ کر کوئی شخص کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

6. اور آخری بات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ "قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں" ان الفاظ میں خدا کی تقدیر کا مضمون بیان ہوا ہے کہ اب کوئی نیا قانون، نیا صحیفہ نہیں آئے گا اور یہ کہ قرآن خاتم الکتاب ہے اور اللہ نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے کہ وہ اور اس کا رسول لازماً غالب آئیں گے۔

ان چھ امور میں سے تین کا تعلق اللہ کے دیئے گئے احکام سے ہے اور تین کا تعلق اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہے اور اس دوسرے نمبر پر بیان امور کو خاکسار نے پہلے امر پر فوقیت رکھتے ہوئے بھی دوسرے نمبر پر عمداً درج کیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی پہچان، اس کی عبادت کرنے، اس کو یکتا جاننے، اس کی طرف جھکنے، سجدہ کرنے، اس سے مانگنے وغیرہ وغیرہ کا حکم احکام الٰہی سے ہی ملتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں بھی احکام الٰہی کی حفاظت کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور ساتھ ہی حضورؐ نے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ گویا خدا کو دیکھنے اور پانے کا پہلا ذریعہ احکام الٰہی پر عمل کرنا ہے۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

• میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا رہو گے کبھی ناکام و نامراد نہ ہو گے اور وہ کتاب اللہ یعنی اللہ کی کتاب اور سنۃ رسولہ یعنی اس کے رسول کی سنت ہے۔ (الموطا)

آنحضور ﷺ نے تو قرآن پر عمل کرنے والے کے والدین کو بھی ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

• جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے روز دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی۔ (ابو داؤد)

• قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کے لئے قیامت کے روز قرآن شفاعت کرے گا۔ (مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرماتے ہیں۔

"جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 655)

ادارہ الفضل آن لائن نے اپنے قارئین کے لئے قرآنی احکام کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اس کی 140 اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ ہر قسط ہی "مقبول ترین" کی کیٹیگری میں اپنی جگہ بناتی رہی۔ یہ اس عشق کی وجہ سے تھی جو قارئین الفضل خاتم الکتاب القرآن الحکیم سے رکھتے ہیں۔ ان اقساط میں بوجوہ وقتی تعطل واقع ہوا تو بہت سے قارئین کے فونز اور میسجز کے ذریعہ اس کو دوبارہ جاری کرنے کی درخواستیں موصول ہوتی رہیں۔ اس کو اب دوبارہ جاری کر دیا گیا ہے اور ہر بدھ کو اس کی قسط الفضل کی زینت بن رہی ہے۔ ان اقساط کا مقصد محض یہ ہے کہ الفضل کے قارئین اپنے آپ کو احکام خداوندی سے مزیّن کریں۔ تا ان پر نجات کا دروازہ کھلا رہے اور عدالت کے دن مواخذہ نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"• تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ بنی نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰی ﷺ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

"• سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔" (ملفوظات جلد اول ایڈیشن 1988ء صفحہ 386)

"• قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانہ کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید

کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

احکام الٰہی پر عمل کرنے کے صحابہ رسولؐ اس قدر مشتاق تھے کہ بعض صحابہؓ نے احکام خداوندی کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں۔ تا ان پر عمل ہو سکے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی تھی۔ حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق ذکر ہے کہ آپؓ نے اپنے زیر استعمال قرآن پر احکام خداوندی کی نشان دہی کر رکھی تھی۔

ایک روایت ہے کہ ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی حکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل کی غرض سے میں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا تم واپس لوٹ جاؤ تو میں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی۔ اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابو جعفر محمد بن حریر الطبری جلد 18 زیر آیت سورۃ النور:28)
(700 احکام خداوندی صفحہ 37)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

”انسان کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ میرا مقصد اور میرا کام صرف یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور اس کے بے شمار احکامات ہیں۔ ایک درجے کا آپ کو کس طرح پتہ چل سکتا ہے؟ پہلے قرآن کریم سے تلاش کریں۔ قرآن کریم کے 700 حکم ہیں یا بعض جگہ پر 1200 بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ تو کیا ان 700 یا 1200 حکموں پر عمل کر لیا ہے؟ کیا ان کی تلاش کر لی ہے؟ جب ان حکموں کی تلاش کر لی ہے اور ان پر عمل کر لیا ہے تو پھر اگلی بات آپ کریں کہ کیا اب میں کوئی اور درجہ

دیکھوں گا تو پھر خدا تعالیٰ خود وہ درجہ عطا فرماتا ہے۔ انسان کی کوششوں سے عطا نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک مومن کا کام یہ ہے کہ...... اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔"

(الفضل آن لائن 28 جولائی 2021ء)

قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جولائی 2022ء)

✡✡✡✡

﴿113﴾

باغِ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ

باغ، باغیچہ، درخت اور پودا پر خاکسار مختلف انداز میں اپنے قلم سے زور آزمائی کر چکا ہے۔ جو الفضل آن لائن میں گاہے بگاہے ہدیہ قارئین کئے جاتے رہے۔ ابھی حال ہی میں مطالعہ ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دوران مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ پانی کا جوڑ بھی پڑھنے کو ملا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض مقامات پر جماعت کو باغ اور افراد جماعت کو درخت قرار دیا ہے۔ جن کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پانی دو طرح کا ہوتا ہے ایک صاف پانی اور دوسرا گدلا پانی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اقوال زریں میں دونوں اقسام کے پانیوں کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ پر صاف پانی کو اعمال صالحہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تک افراد جماعت اپنے اعمال صالحہ کے صاف اور شفاف پانی سے اپنے آپ کو (درخت) کو سیراب رکھیں گے یہ ہرا بھرا رہے گا اور خوشنما لگے گا۔ اور دوسرے مقام پر درخت کی نشو و نما اور بڑھوتری کے لئے گدھلے پانی کا ہونا بھی ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ غیروں کی مخالفت ہے جو جماعت احمدیہ کے باغ میں لگے پودوں کو سرسبز و شاداب رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسے روڑی (کھاد) کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اعمال صالحہ سے آبپاشی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

دوسرا حصہ یہ ہے کہ انسان صرف عقائد سے ہی نجات نہیں پاتا۔ بلکہ اس کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ خدا نے اس بات پر ہی کفایت نہیں کی کہ انسان کے لئے صرف لا الہ الا اللہ منہ سے کہہ دینا ہی کافی ہو ورنہ قرآن شریف اس قدر ضخیم کتاب نہ ہوتی ایک فقرہ ہی ہوتا۔ عقائد کی مثال ایک باغ کی ہے جس کے بہت عمدہ پھل اور پھول ہوں اور اعمال صالحہ

وہ مصفّٰی پانی ہے جس کے ذریعہ سے اس باغ کا قیام اور نشو و نما ہوتا ہے۔ ایک باغ خواہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو لیکن اس کی آبپاشی اگر عمدہ نہ ہو تو آخر خراب ہو جاوے گا۔ اسی طرح اگر عقیدہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن عمل صالح اگر اس کے ساتھ نہ ہو گا تو شیطان آکر تباہ کر دیگا۔۔۔ پس جو شخص ایمان کو قائم رکھنا چاہتا ہے وہ اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔ یہ رُوحانی امور ہیں اور اعمال کا اثر عقائد پر پڑتا ہے جن لوگوں نے بدکاری وغیرہ اختیار کی ہے ان کو دیکھو تو آخر معلوم ہو گا کہ اُن کا خدا پر ایمان نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اسی لئے ہے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ اس کی بداعمالی نے اُس کے سچے اور صحیح عقیدہ پر اثر ڈال کر اُسے ضائع کر دیا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ کثرت سے بجالاوے۔ اگر اس کی بھی یہی حالت رہی جیسے اوروں کی تو پھر امتیاز کیا ہوا؟ اور خدا تعالیٰ کو ان کی رعایت اور حفاظت کی کیا ضرورت؟ خدا تعالیٰ اسی وقت رعایت کرے گا جب تقویٰ، طہارت اور سچی اطاعت سے اُسے خوش کرو گے۔ یاد رکھو کہ اس کا کسی سے کچھ رشتہ نہیں ہے۔ محض لاف اور یاوہ گوئی کی بات نہیں بنا کرتی۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 365-367 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مستورات سے ایک خطاب کے دوران کلمہ طیبہ کی پُر معارف تشریح و تفسیر کے دوران احمدی خواتین کو اپنے اعمال صالحہ سے درخت اور باغ کو آبپاشی کرنے کی نصیحت یوں فرمائی:

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کلمہ تو تمہیں پڑھا دیا گیا ہے اب اس کو طیّبہ بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ لوگ بڑے بڑے نام رکھتے ہیں لیکن نام سے کچھ نہیں بنتا اسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے عزت نہیں ملتی بلکہ طیّبہ سے ملتی ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں مل جائیں تو پھر مومن جنّت کا درخت بن جاتا ہے۔ پس جب تک تم کلمہ طیّبہ نہ بنو گی جنّت کا درخت نہیں بن سکو گی۔ قرآن کریم نے تمہارے سامنے ایک موٹی مثال درخت کی پیش کی ہے۔ وہ تم کو چاند یا سورج کی طرف نہیں لے گیا، اس نے سکندر یا ارسطو کی کوئی مثال پیش نہیں کی، اس نے الجبرا کا کوئی سوال

نہیں ڈالا، اس نے تم کو کسی امارت کے گنبدوں کی طرف نہیں لے جانا چاہا بلکہ خدا نے وہ بات کہی ہے جو تم میں سے ہر ایک نے دیکھی اور جس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ خدا نے کہا ہے کہ ہم تم کو پہاڑ اور دریا کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کبھی تم نے درخت کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جس طرح درخت کو پانی دیا جاتا ہے اُسی طرح تم اپنے اعمال کو عمل کا پانی دو۔ اپنے اندر اچھی باتیں پیدا کرو۔ جب تم ایسا کرو گی تو تم جنّت کا درخت بن جاؤ گی۔ پھر جس طرح اچھے درخت پر اچھی شکل اور اچھے خوشبو کے لذیذ اور شیریں پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح تم اپنے ایمان کو خوش شکل، خوشبودار، لذیذ اور شیریں بناؤ۔ جب تم ایسا درخت بن جاؤ گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تم جہاں بھی ہو گی وہاں سے اٹھا کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی جنّت میں لے جائیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ ان درختوں کے بغیر میرا باغ مکمل نہیں ہو سکتا۔

لوگ اپنے باغوں کو سجانے کے لئے دور دور سے درخت منگواتے ہیں تاکہ ان کا باغ خوبصورت معلوم ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتے ہر جگہ کے نیک لوگوں کو جنّت میں لائیں گے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے باغ میں فلاں درخت نہیں۔

یہ کیا ہی اچھا سودا ہے جو مومن اپنے ربّ سے کرتا ہے مگر افسوس کہ لوگوں کو اس سودے کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ اول صفحہ 353-354)

درخت کو مصفی پانی دینے کے مقابل پر کھاد اور گدھلے پانی سے آبپاشی کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کے آگے کسی کا نابود کرنا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن جس کی طاقتیں بڑی ہوتی ہیں اس کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ایسے آدمیوں کا وجود بھی ضروری ہے۔ اعداء کا وجود انبیاء کے واسطے بہت مفید ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے جو تیس سیپارے ہیں۔ اس کے اکثر حصہ نزُول کا سبب اعداء ہی ہوئے۔ اگر سب ابو بکر کی طرح آمنّا وصدقنا کہنے والے ہوتے تو چند آیتوں پر سلسلہ ختم ہو جاتا۔ درخت کے واسطے جیسے صاف پانی کی ضرورت ہے ویسے ہی کچھ کھاد کے لئے گند کی بھی

ضرورت ہے۔ بہت سی آسمانی سرگرمی انہی لوگوں کی شرارتوں پر منحصر ہے۔ کوئی بھی نہیں جس کے اعداء نہیں ہوئے۔ نبی کے نفس کے واسطے یہ امر بہتر ہے کیونکہ اس طرح اس کی توجہ بڑھتی ہے اور معجزات تائید و نصرت زیادہ ہوتے ہیں اور جماعت کے واسطے بھی مفید ہے کہ وہ پکے ہو جاتے ہیں۔ خدا کو دیر نہیں لگتی کہ لاکھوں کروڑوں کو ایک آن میں تباہ کر دے لیکن ضرورت کے سبب مخالفین کا وجود قائم رکھا جاتا ہے۔ جس شہر میں خاموشی سی ہو اس جگہ جماعت ترقی نہیں پکڑتی۔ خدا کی حکمتوں کو ہر ایک شخص نہیں پہچان سکتا۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 368-369)

ہم پاکستان میں عموماً یہ دیکھا کرتے تھے کہ زراعت کرتے وقت کسان بائیو کھاد اور گوبھر کھاد الگ الگ ڈالتے ہیں۔ اور جو کھیت یا کیاریاں ڈیروں سے ملحقہ ہوتی ہیں، ان میں گھروں کی ملحقہ گندی نالیوں کا پانی اور فضلہ وغیرہ براہ راست ان ملحقہ کیاریوں میں جاتا ہے۔ تو وہ کیاریاں دوسرے کھیتوں سے زیادہ فصل دیتی ہیں۔ پاکستان کے بعض حصوں میں گدھلے پانی سے سبزیاں اگائی جاتی ہیں جو جلد جلد بڑھتی اور مارکیٹ میں آنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ بعینہٖ روحانی معنوں میں جن جماعتوں کی مخالفت ہوتی ہے وہ جماعتیں بڑھتی، پھیلتی اور پنپتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کوئی درخت اتنی جلدی پھل نہیں لاتا۔ جس قدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ خدا کا فعل ہے اور عجیب۔ یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 176 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں:

”ایک آبپاشی اور تخمریزی تو کسان کرتا ہے اور ایک خود خدا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی تخمریزی اور آبپاشی سے ہیں۔ خدا کے لگائے ہوئے پودا کو کون اُکھاڑ سکتا ہے۔“

(البدر 21 نومبر 1902ء از ملفوظات جلد 4 صفحہ 186)

حضرت مسیح موعودؑ نے اسی مضمون کو جلسہ سالانہ 26 دسمبر 1905ء کی تقریر میں جماعت سے خطاب کے عنوان کے تحت یوں بیان فرمایا۔

میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پھل جو شیریں ہوتا اور لذّت بخشتا ہے نہیں آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتّے نکلتے ہیں۔ پھر اس کو پھل لگتا ہے جو سنیرو پھل کہلاتا ہے وہ گرِ جاتا ہے۔ پھر ایک اور پھل آتا ہے۔ اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گِر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ یہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے اور پتّے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں۔ ابھی تو سبزہ ہی نِکلا ہے جس کو ایک کُتّا بھی پامال کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے؟ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔
(ملفوظات جلد 8 صفحہ 322-323 ایڈیشن 1984ء)

آئندہ کے لئے اس درخت کی مضبوطی کے حوالہ سے اپنی ایک خواب کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

”مدّت کی بات ہے مَیں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مَیں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور مَیں اکیلا ہوں۔ سامنے سے ایک لشکر نکلا جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں۔ مجھ پر اُن کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا اور میرے دل میں یہ یقین ہے کہ مَیں اکیلا ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ اندر باغ میں چلے گئے اور ان کے پیچھے مَیں بھی چلا گیا۔ جب مَیں اندر گیا تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب مرے پڑے ہیں اور اُن کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے ہیں اور اُن کی کھالیں اُتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظّارہ دیکھ کر مجھ پر رِقّت طاری ہوئی اور مَیں رو پڑا کہ کِس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے۔

فرمایا:

اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مُراد ہیں جو جماعت کو مُرتد کرنا چاہتے ہیں اور اُن کے عقیدوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں۔

خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ اُن کو ناکام کرے گا اور اُن کی تمام کوششوں کو نیست و نابُود کر دے گا۔” (تذکرہ صفحہ 185)

ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جولائی 2022ء)

﴾114﴿

بزمِ ناصرات

الفضل آن لائن جماعت احمدیہ کے تمام طبقوں کی تعلیم و تربیت کے لیے سانجھا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اس مؤقر اخبار نے آغاز سے ہی جماعت کے تمام طبقوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔ آج کل پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے تربیتی رسائل حکومت کی طرف سے جبری پابندیوں کی وجہ سے شائع نہیں ہو پا رہے۔ اس لیے روزنامہ الفضل آن لائن نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان ذیلی تنظیموں کے لیے مختلف فیچرز شروع کر رکھے ہیں۔ جیسے بچوں کے لیے اطفال کارنرز، لجنہ ممبرات کے لیے ”حدیقہ النساء“ اور اب ناصرات اور واقفات بچوں کے لیے ”بزم ناصرات“ کے نام سے مکرمہ ثمرہ خالد آف جرمنی تربیتی پہلوؤں پر واقعات سے آغاز کرنے جا رہی ہیں۔ جرمنی ہی سے ہماری ایک مستقل قاری، مضمون نگار نے بھی اس فیچر کے لیے تربیتی کہانیاں بجھوائی ہیں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَآء

اس فیچر کو کامیاب بنانے کے لیے قارئین سے جہاں دعاؤں کی درخواست ہے وہاں اس فیچر کے لیے اختصار سے لکھے گئے واقعات، کہانیاں اور مضامین بجھوانے کی بھی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 7 جولائی 2022ء)

﴿115﴾

آؤ! اردو سیکھیں

نوٹ از ایڈیٹر:

آؤ! اردو سیکھیں کا فیچر، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے جاری ہے۔ مغرب میں بسنے والے والدین اپنے بچوں کو اردو سکھلانے کے لئے اس فیچر کی طرف راغب رکھیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 7 جولائی 2022ء)

﴾116﴿

”ابراہیم بنو“ (حضرت مسیح موعودؑ)

(حج اور عید الاضحیہ کی مناسبت سے دو اقساط پر مشتمل یہ آرٹیکل بطور اداریہ یکجائی طور پر ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے)

خاکسار کو امسال 2022ء میں جمعۃ الوداع کا خطبہ مسجد مبارک میں سننے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ آیت 201 فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا **”اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔“**

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 189 ایڈیشن 1984ء)

یہ ارشاد سنتے ہی خاکسار کے ذہن میں قارئین الفضل کے لئے ایک مضمون ابھرنے لگا۔ خاکسار اپنے مضمون کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ ارشاد سے کرنا چاہے گا جس میں حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو بیان فرما کر ساتھ کے ساتھ اس کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”پھر خدا تعالیٰ کی محبت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے فرمایا“ خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ:201)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو“...

فرمایا کہ ”اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔“ عملی طور پر بھی محبت کرنی ہو گی، اظہار کرنا ہو گا۔ ”نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔“ اس کا منہ میٹھا نہیں ہو جاتا اگر صرف چینی کا نام لے لے، شوگر کا نام لے لے تو میٹھا ہو جائے گا۔ نہیں۔ ”یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق بھی لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالبِ صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔“

یہی اللہ تعالیٰ نے، قرآن شریف نے ابراہیم کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ وفادار تھے۔ ’’پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو تم ان راہوں سے آؤ۔‘‘ پیر بن کے یہ نہیں کہ پیروں کی طرح نخوت اور تکبر پیدا ہو جائے بلکہ عاجزی انکساری پیدا کرو، وفاداری پیدا کرو۔ یہ مراد ہے اس سے۔ آج کل کے پیروں کی طرح دنیاداری کے اظہار اس سے مراد نہیں ہے۔ فرمایا کہ ’’بے شک وہ تنگ راہیں ہیں‘‘ تم ان راہوں سے آؤ ’’لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہو گا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 188-190 ایڈیشن 1984ء)

(الفضل آن لائن 23 مئی 2022ء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جدّ امجد یعنی نبیوں کے باپ کہلاتے ہیں۔ آپؑ کی اولاد اور نسل سے کثرت سے انبیاء پیدا ہوئے حتیٰ کہ نبیوں کے سردار، محسن انسانیت، خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپؑ ہی کی نسل میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد ’’ابراہیم بنو‘‘ کے تحت حضرت ابراہیمؑ کے بہت سے خصائل، خوبیاں اور محاسن پیش ہو سکتے ہیں جس کے لئے ایک دفتر چاہئے۔ خاکسار یہاں ایک مختصر سے آرٹیکل میں قرآن کریم میں موجود حضرت ابراہیمؑ کی سیرت کے چند پہلو اور تعلیم کے چند حصے بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

•اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران:96)

پس ابراہیمِ حنیف کی ملت کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

•حضرت ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کی اس لئے تلقین کی گئی کیونکہ خود اللہ کے سب سے برگزیدہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؑ کی ملت کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (النساء:126)

اور اس نے ابراہیمِ حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو۔

•اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت 124 میں حکم دے کر یوں بیان کیا کہ تو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کر اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔

ایسا کیوں ہے اس کی وجہ بھی بتادی۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام:162)

ایک قائم رہنے والا دین، ابراہیمِ حنیف کی ملت (بنایا ہے) اور وہ ہرگز مشرکین میں سے نہ تھا۔

•ملت ابراہیم کی اتنی تاکید کرنے کے بعد انتباہ بھی ان الفاظ میں فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ -----(البقرہ:131)

اور کون ابراہیم کی مِلّت سے اِعراض کرتا ہے سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو بے وقوف بنا دیا۔ اور یقیناً ہم نے اُس (یعنی ابراہیم) کو دنیا میں بھی چُن لیا اور یقیناً آخرت میں بھی وہ صالحین میں سے ہو گا۔

حضرت ابراہیم کا بلند مقام و مرتبہ

• اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنا خلیل اور دوست بنایا جیسا کہ فرمایا

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء:126)

اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔

خلیل، گوڑے دوست کو کہتے ہیں۔

• اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بار بار ''حنیف'' یعنی سیدھے راستہ پر چلنے والا کہہ کر پکارا۔ آپؑ کی ملت کی پیروی کرنے والا بھی ''حنیف'' کہلایا۔ جیسے فرمایا

بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِمَ حَنِيْفًا (البقرہ:136)

یعنی ابراہیم حنیف کی امت ہو جاؤ۔

• حضرت ابراہیمؑ مشرکوں میں ہرگز نہ تھے جیسے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے الفاظ بار بار قرآن میں آئے یعنی شرک کا شائبہ تک اس میں نہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ آپؑ کی بت پرستی سے بیزاری کا ایک بہت دلچسپ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''حضرت ابراہیم ایک بُت پرست بلکہ بت ساز گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور چلڈیا کے ایک شہر اُور کسدیم کے رہنے والے تھے۔ ان کے خاندان کے لوگوں کا گزارہ ہی بتوں کے چڑھاووں اور بت فروشی پر تھا۔ والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور چچا کی آغوش میں انہوں نے پرورش پائی تھی جس نے ان کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ آپ کو بھی بت فروشی کے کام پر لگا دیا تھا۔ حقیقت سے ناآشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس دل کو خالقِ کون و مکاں چُن چکا ہے اُس میں بتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ پہلے ہی دن ایک امیر گاہک جو اپنی عمر کی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا اور تھا بھی مالدار، بُت خریدنے کے لئے آیا۔ بت فروش چچا کے بیٹے خوش ہوئے کہ آج اچھی قیمت پر سودا ہو گا۔ بوڑھے امیر نے ایک اچھا سا بُت چنا اور قیمت دینے ہی لگا تھا کہ اس بچہ کی توجہ اُس گاہک کی طرف ہوئی۔ اُس نے سوال کیا۔ میاں بوڑھے! تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے

ہو۔ تم اس چیز کا کیا کرو گے ؟ اُس نے جواب دیا کہ گھر لے جاؤں گا اور ایک صاف اور مطہر جگہ میں رکھ کر اس کی عبادت کروں گا۔ یہ سعید بچہ اس خیال پر اپنے جذبات نہ روک سکا اور پوچھا۔ تمہاری عمر کیا ہو گی ؟۔ اُس نے اپنی عمر بتائی اور اس بچہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو اور یہ بُت تو ابھی چند دن ہوئے میرے چچا نے بنوایا ہے کیا تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے شرم نہ آئے گی۔ نہ معلوم اس بوڑھے کے دل پر توحید کی کوئی چنگاری گری یا نہ گری لیکن اُس وقت اس بت کا خریدنا اُس کے لئے مشکل ہو گیا اور وہ بت وہیں پھینک کر واپس چلا گیا۔ اس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر بھائی سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے اپنے باپ تارہ کو اطلاع دی جس نے اس بچہ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اس پاکباز ہستی نے توحید کے لئے اٹھائی مگر باوجود چھوٹی عمر اور کم سنی کے زمانہ کے یہ سزا جوشِ توحید کو سرد کرنے کی بجائے اُسے اور بھڑکانے کا موجب ہوئی۔ سزا نے فکر کا دروازہ کھولا اور فکر نے عرفان کی کھڑکیاں کھول دیں۔ یہاں تک کہ بچپن کی طبعی سعادت جوانی کا پختہ عقیدہ بن گئی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ کا نور ذہنی نور پر گر کر الہام کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی اصلاح کے لئے نبوت کے مقام پر سرفراز فرما دیا۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام خاندان کا گزارہ ہی بتوں کی فروخت پر تھا اور تارہ خود بت پرست تھا جیسا کہ بائبل کی کتاب یشوع باب 24 آیت 2 سے ثابت ہوتا ہے اس لئے ان کے چچا اور چچازاد بھائیوں نے ان کو مشورہ دیا کہ ہم پروہت ہیں اور ہمارا گزارہ ہی اس پر ہے۔ اگر تم نے بتوں کی پرستش نہ کی تو ہمارا رزق بند ہو جائے گا۔ مگر آپ نے نہایت دلیری سے جواب دیا کہ جن بتوں کو انسان اپنے ہاتھ سے گھڑتا ہے ان کو میں ہرگز سجدہ نہیں کر سکتا۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 153-154)

حضرت ابراہیمؑ بھی اسوۂ حسنہ ہیں

اللہ تعالیٰ آپؑ اور آپؑ کی ملت کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے

قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ (الممتحنہ:5)

یقیناً تمہارے لئے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اُس کے ساتھ تھے ایک اُسوہ حسنہ ہے۔

آپؑ کی ذات کو ایک امت کہہ کر پکارنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۱﴾ شَاكِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ ؕ اِجۡتَبٰىهُ وَهَدٰٮهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۲۲﴾ وَاٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾ (النحل:121-123)

یقیناً ابراہیم (فی ذاتہ) ایک امت تھا جو ہمیشہ اللہ کا فرمانبردار، اسی کی طرف جھکا رہنے والا تھا اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھا۔

اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا تھا۔ اُس (اللہ) نے اسے چن لیا اور اسے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دی۔

اور ہم نے اُسے دنیا میں حَسَنہ عطا کی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہو گا۔

اب ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی بہت سی خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ اپنی ذات میں امت تھے۔ وہ خود ایک جماعت تھے۔ یکجائیت کی علامت تھے۔ آج حضرت ابراہیمؑ کی اس علامت یا خوبی کو لے کر ہم میں سے ہر ایک کو Unity کی علامت بننا ہے اور شجر خلافت کے سائے تلے رہ کر خود بھی اس سائے سے فائدہ اٹھانا ہے اور اپنے ارد گرد بسنے والے عزیز و اقارب و دیگر احباب کو بھی اس گھنے سائے تلے رکھنا ہے۔

پھر دوسری خوبی قانتاً کے الفاظ میں ہے۔ جس کے ایک معنی تو جھکے رہنے کے ہیں۔ حنیف اور شرک نہ کرنے کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ تاہم اللہ کی نعماء پر شکر گزاری کا ایک بہت بڑا پہلو جسے آج معاشرے میں ہوا دینے کی بہت ضرورت ہے۔ اس خوبی کا ذکر سورہ الشعراء آیت 79 تا 86 میں بھی تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان آیات کے حوالہ سے سورہ النحل کے تعارفی نوٹ میں فرمایاہے۔

”اس سورت کے آخری رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ایک فرد تھے، پوری امّت کے طور پر پیش کیا گیاہے کیونکہ آپ ہی سے بہت سی امّتوں نے پیدا ہونا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر یہ مضمون اپنے معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی فرمائی گئی کہ اس ابراہیمی سنت پر عمل پیرا ہو اور اس کا خلاصہ یہ پیش فرمادیا گیا کہ اپنے ربّ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ۔“

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 438)

تعمیر کعبہ

آپؑ کی سیرت کا یک بہت اہم پہلو اپنی ذریّت کو وادی غیر ذی زرع میں آباد کرنا، خانہ کعبہ کی تعمیر اسے پاک وصاف رکھنے کی تلقین اور مکّہ کو پُر امن شہر بنائے رکھے جانے کے لئے دعائیں ہیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر ملتا ہے جیسے سورۃ ابراھیم 36-38 : البقرہ 126-130 : الشعراء 84-88 :۔

اوّل۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو معزز گھر کے پاس اس لئے آباد کہ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ وہ نماز قائم کریں۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے ہم میں سے جن کو توفیق ہو انہیں ضرور مساجد کے قریب حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء میں گھر بنوانے چاہئیں۔ ہم میں سے بعض بہت شوق وذوق کے ساتھ مساجد کے قریب گھر خریدتے یا بنواتے ہیں تا اولاد کی اصلاح ہو مگر وہ نمازوں میں سُستی کر جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی مثال دے کر، ان کا واقعہ بیان کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں اسی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان پر غور کریں تو یہی سبق ہے۔

جب یہ دونوں باپ بیٹا خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کی دیواریں اور بنیادیں نئے سرے سے کھڑی کر رہے تھے تو کمال عاجزی اور انکسار سے یہی دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! ہماری اس قربانی کو قبول فرما جو ہم تیرے حکم کے مطابق کر رہے ہیں۔ یہ بھی کمال عاجزی ہے کہ ایک کام جس کے بارہ میں تو ان کو خود نہیں پتہ تھا۔ خانہ کعبہ کی بنیادوں کا علم تو اللہ تعالیٰ کی نشاندہی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا تھا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا کہ یہ سب سے قدیم گھر ہے اور یہ وہ گھر ہے جس نے اب رہتی دنیا تک وحدانیت کا نشان اور symbol بن کر قائم رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کو اپنی توحید کا نشان بنانا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہم جو تیرے حکم سے اس کی تعمیر کر رہے ہیں تو اس تعمیر کے ساتھ ہماری قربانیوں کو بھی وابستہ کر دے..... ہم دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری دعاؤں کو قبول کر کے جن فضلوں کا تو وارث بنائے گا ان کے مقابلے پر یہ قربانی بالکل حقیر قربانی ہے اور پھر یہ بھی کہ قربانی کا قبول کرنا بھی تیرے فضل پر ہی منحصر ہے۔ ہم اگر سمجھ بھی رہے ہیں کہ ہم قربانی کر رہے ہیں تو ہمیں کیا پتہ کہ حقیقت کیا ہے؟ یہ قربانی ہے بھی کہ نہیں۔ پس تُو جو دعاؤں کا سننے والا ہے، تیرے سے ہم عاجزانہ طور پر یہ دعا کرتے ہیں کہ تیرا گھر جو تیرے حکم سے تعمیر ہو رہا ہے اس کی تعمیر میں جو کچھ بھی ہم نے پیش کیا ہے تُو محض اور محض اپنے فضل سے قبول فرما لے اور قبول فرمانے کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہو کہ ہمارا نام بھی اس سے وابستہ ہو جائے..... ہم یہ دعا کرتے تھے کہ اس گھر میں آ کر دعائیں کرنے والے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور جو جو بھی ان سے وابستہ ہیں وہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان باپ بیٹے نے وہ قربانیاں دی تھیں کہ آج تک ہم یاد رکھتے ہیں۔ مسلمان جب ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں اور ہر نفل کی آخری رکعت میں جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اور آپؑ کی آل پر بھی اس حوالہ سے درود بھیجتے ہیں۔ یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی وفا اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے

لئے تیار ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم: 38) اور ابراہیم جس نے وفا کی اور عہد پورا کیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 ستمبر 2010ء از الفضل آن لائن 25 مئی 2022ء)

دوم۔ اولاد کو وافر رزق دینے کی التجاء اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر کی کہ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراھیم :38) کہ خدایا! وہ تیرا شکر کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اپنے ایک خطبہ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بھی اپنی اولاد کے لئے رزق کی دعا کی تو ساتھ ہی یہ عرض کی کہ وہ تیرے شکر گزار رہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراھیم: 38) یعنی انہیں پھلوں میں سے رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرے شکر گزار بنیں۔ پس کاروبار میں برکت، تجارتوں میں برکت، زراعت میں برکت، یہ سب پھل ہیں جو رزق میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور مومن جب ان فضلوں کو دیکھتا ہے تو شکر گزاری میں بڑھتا ہے اور یہ بات اس کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اس کے تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے اور بننی چاہئے۔ جب ایک مومن ایمان اور تقویٰ اور شکر گزاری میں بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس کے پھلوں میں مزید برکت پڑتی ہے۔ اس کے رزق کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید بڑھاتا ہے۔ یہ سلوک اللہ تعالیٰ انہی سے فرماتا ہے جو ایمان میں بڑھے ہوئے ہیں یا بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ رزق کا اضافہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں کہ کسی نے لکھا کہ میرے رزق میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہو گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراھیم: 8) یعنی اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ ایک غیر مومن کے لئے تو کہا جا سکتا ہے کہ قانون قدرت کے تحت اس کی محنت کو اللہ تعالیٰ نے پھل لگایا لیکن ایک مومن کے لئے اس سے زائد چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور ایمان اور تقویٰ میں

بڑھنے کے ساتھ جب محنت ہو تو کئی گنا زیادہ پھل لگتا ہے اور پھر صرف محنت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پھر مومن کو اگر اس کی محنت میں کوئی کمی رہ بھی گئی ہو تو اپنے فضل سے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے زائد بھی عطا فرماتا ہے یا اس کمی کو پورا فرماتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر اُس کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو خدائے تعالیٰ رزّاق ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کا ذمہ وار مَیں ہوں۔ پس یہ ہے اس خدا کا اپنے بندوں سے سلوک جو رزّاق ہے کہ تھوڑی محنت میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جون 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت ابراہیمؑ کو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اس قدر عزیز تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو امام بنانے کا وعدہ فرمایا تو آپؑ نے وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (البقرہ: 125) کہہ کر اپنی اولاد سے بھی امام بنانے کی التجاء اللہ تعالیٰ کو کر دی۔ سورۃ البقرہ کی انہی آیات کی تفصیل میں "مقام ابراہیم" کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا کر اللہ کے گھر کو صاف ستھرا رکھنے کی ذمہ داری بھی حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیل علیہما السلام کو سونپ دی۔ پھر خانہ کعبہ کی تعمیر اور اس کے لئے دعاؤں کا ذکر ہے۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت محمدؐ کے مبعوث کرنے کی دعا ہے۔ ایسے نبی کی جو آیات کی تلاوت کرے۔ کتاب کی تعلیم دے۔ حکمت سکھلائے اور تزکیہ کرے۔ اس نبی جو حضرت ابراہیمؑ کی ذریّت سے ہی ہے کی اقتداء میں یہ چاروں کام ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔ جہاں تک مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کا تعلق ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے نیت نماز اور التحیات میں درود ابراہیمی لاکر ہمیں توجہ دلائی کہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں بھولنا بلکہ ابراہیمی نسل میں اپنے آپ کو شامل رکھنے کے لئے درود ابراہیمی کا ورد کرتے رہنا ہے۔

بیٹے کو ذبح کرنے سے متعلق رؤیا اور اس کی تعمیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو ابراہیم بننے کی جو تلقین فرمائی اس میں یہ بھی مد نظر تھا (جس کا ذکر آپؑ نے متعدد جگہوں پر کیا) کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے

اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ماتھے کے بل لٹا کر اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی کوشش کی۔ (الصافات :104-106)اس طرح ہم میں سے ہر ایک کو ابراہیم بن کر اپنے اپنے اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور دعوت الی اللہ و تبلیغ کا جو جذبہ باپ بیٹا میں موجود تھا وہی جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے۔

ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ ہم نہ صرف خود ابراہیم بنیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ابراہیم بنانے کی سعی کریں۔ جس کے لئے ہمیں حضرت ابراہیمؑ کی سیرت کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم بنیں تو پھر آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے اوصاف اور ذریت سے پیدا ہونے والے ذبح عظیم حضرت محمد ﷺ کی سیرت کو اپنے اندر اتارنے کی کوشش کرتے رہیں کیونکہ حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر میں اپنے ابا کا ہاتھ بٹایا اور پھر آپؑ کی ہی ذریّت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے وقت میں خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ جن کی قربانیوں کو بعد میں آنے والی اقوام یاد رکھتی ہیں اور ہر سال کروڑوں لوگ مکہ اور مدینہ حاضر ہو کر اس تاریخ کو نہ صرف دہراتے ہیں بلکہ ان کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔ جو مکہ مدینہ حاضر نہیں ہو سکتے وہ دنیا بھر میں لاکھوں مینڈھے حضرت ابراہیم و اسماعیل عیلھما السلام کی یاد میں ذبح کرتے ہیں۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن انبیاء کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے آپ کی جسمانی اور روحانی ذریت میں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل ذکر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر طوالت سے ملتا ہے جس کو اللہ نے اس رنگ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ صحیفوں کی ہر بہترین تعلیم کو اپنے (یعنی قرآن کریم) اندر جمع کر لیا ہے۔ صحف ابراہیمؑ میں سے بھی بہترین تعلیم اس میں موجود ہے اور صحف موسیٰ میں سے بھی۔“

(تفسیری فٹ نوٹ از ترجمۃ القرآن خلیفہ رابع صفحہ 1160 سورۃ الاعلیٰ آیات 19-20)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”اس وقت خدا تعالیٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اس پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا۔ وہ کیا؟ سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری۔ اس کو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ اس کے فضلوں کے وارث تم بنو گے۔“ (خطبات نور صفحہ 189 ایڈیشن چہارم، دسمبر 2003ء)

ابراہیم وفادار تھا

ہاں ایک اہم بات اور سیرت حضرت ابراہیمؑ کے حُسن کا ذکر ہونا ضروری ہے جسے اپنا کر ہم اپنے اندر حضرت ابراہیمؑ کی خوبیوں کو جمع کرسکتے ہیں اور وہ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى (النجم :38) کہ ابراہیم وہ ہے جس نے وفاداری دکھلائی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

”خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى (النجم:38)

ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے۔ اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو۔ یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی۔ بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی اور اس پر مقدم ہوتی ہے۔ وہ بُت ہے اور اس قدر بت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں۔ پس جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہو جاتا اور اس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے

تیار نہیں ہوتا۔ صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ خطاب ملا۔ یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم:38) آواز اس وقت آئی جبکہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے۔ اور عمل دکھ سے آتا ہے۔ لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔" (ملفوظات جلد2 صفحہ703 ایڈیشن1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"یہ دعا کرتے تھے کہ اس گھر میں آکر دعائیں کرنے والے بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور جو جو بھی ان سے وابستہ ہیں وہ بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان باپ بیٹے نے وہ قربانیاں دی تھیں کہ آج تک ہم یاد رکھتے ہیں۔ مسلمان جب ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں اور ہر نفل کی آخری رکعت میں جب ہم آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی اور آپؑ کی آل پر بھی اس حوالہ سے درود بھیجتے ہیں۔ یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو آپ کی وفا اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے ملا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (النجم:38) اور ابراہیم جس نے وفا کی اور عہد پورا کیا۔"

(خطبات مسرور جلد8 صفحہ488 خطبہ جمعہ 17 ستمبر 2010ء)

حضرت ابراہیمؑ کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا

آپؑ کو مخالفین نے آگ میں ڈالنے کی بھی کوشش کی جو اللہ تعالیٰ نی ٹھنڈی کر دی۔ اس کا ذکر سورۃ انبیاء آیات 69-70 میں فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان آیات کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

یہاں آگ سے مراد مخالفت کی آگ بھی ہے اور حقیقی آگ بھی مراد ہو سکتی ہے چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ الہام ہوا کہ "مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" (اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 429)

اس ناطے جماعت پر آنے والے مصائب فطری ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ٹھنڈا کرتا رہے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں

ابراہیم بننے کے لئے آپؑ کی دعاؤں کا جاننا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مولیٰ کے حضور سب کچھ پیش کرنے کی دُعا ان الفاظ میں کی

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (الممتحنه: 5)

اے ہمارے ربّ! تجھ پر ہی ہم توکّل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت شہر کے پُر امن رہنے اور باشندوں کو رزق ملنے کے بارہ میں یہ دُعا کی

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرہ: 127)

اے میرے ربّ! اس کو ایک پُر امن اور امن دینے والا شہر بنا دے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان دُعا کی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ: 130)

اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور اُن کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

تعمیر بیت اللہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور جامع دُعا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرہ:129)

اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کر دے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تعمیر بیت اللہ کے وقت عبادات اور دُعاؤں کی قبولیت کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے یہ دُعا کی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ :128)

اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے یہ دُعا کی

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ

(ابراھیم:38)

اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے ربّ! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کر تاکہ وہ شکر کریں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور صالح اولاد کے حصول کی دُعا ان الفاظ میں کی

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ (الصّٰفّٰت:101)

اے میرے ربّ! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کی دینی و دُنیوی ترقیات کے لئے یہ دُعا کی

رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ (ابراھیم:36)

اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اور اولاد کے قیامِ عبادت اور والدین نیز تمام مردوں و عورتوں کے حق میں بخشش کی دُعایوں کی

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۲﴾ (ابراھیم:41-42)

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہو گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی قوت فیصلہ، صالحیت، نیک شہرت اور جنت کے حصول کی دُعا

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۵﴾
وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ (الشعرآء:84-86)

اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کر دے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

حضرت ابراہیمؑ نے آگ میں ڈالتے وقت خدا تعالیٰ کی کفایت کے نصیب ہونے کی یہ دُعا کی:

وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (ال عمران:174)

اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(احکام خداوندی از حنیف احمد محمود، صفحہ 540-700542)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جولائی 2022ء)

﴿117﴾

سچا اور دیانتدار تاجر کون ہوتا ہے؟

آج کے اداریہ کا عنوان حدیث النبویؐ کے مبارک الفاظ ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

(جامع ترمذی۔کتاب البیوع)

ترجمہ: سچا اور دیانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار ہے۔

• ایک اور روایت میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

التَّاجِرُ الْاَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات)

ترجمہ: دیانت دار اور سچا مسلمان تاجر بروز قیامت شہداء میں شامل سمجھا جائے گا۔

پہلی حدیث پر نظر پڑتے ہی سورۃ النساء کی آیت 71-70 ذہن میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

اب اس حدیث کو سورۃ النساء کی آیت کے ساتھ ملا کر دوبارہ غور سے پڑھیں تو ایک بہت ہی لطیف مضمون ابھر کر سامنے آتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی

اطاعت کرتے ہوئے ایک سچے مسلمان اور دیانتدار شخص کی طرح تجارت کرے گا۔ اس کا شمار انبیاء، صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہو گا۔ یہ حدیث جماعت احمدیہ کے موقف بابت ختم نبوت کی تائید کر رہی ہے۔ نیز اس سلسلہ میں ہمارے عقیدہ کے حق میں ایک بیّن دلیل بھی ہے۔

یہاں عنوان بالا میں مادی تجارت تو مراد ہے ہی مگر روحانی اور دینی تجارت بھی مراد ہے جو ہر مومن، مسلمان اپنے اللہ سے کرتا ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں یوں فرمایا

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (الصف:11-12)

یہ روحانی و دینی تجارت وہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات پر پورا پورا ایمان لا کر اللہ کے راستے میں اپنے اموال و نفوس کے ذریعہ مجاہدہ کرنا ہے۔ ہمارا اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ سودا کرنا بہت منافع میں ہو گا اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ تجارت ہمیں عذاب الیم سے بھی نجات دلائے گی۔

پھر انہی آیات کے بعد فرمایا۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے اَنصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف راہ نمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔ (الصف:15)

گویا کہ انبیاء، صدیقوں اور شہداء میں سے ہوں گے جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کئے رکھیں گے۔ اور یہ گروہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے دشمنوں پر فتح پائیں گے۔

سورۃ الصف سے اگلی سورۃ الجمعہ کی آخری آیت میں دینی تجارت کے مقابل پر مادی تجارت کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ جو گھاٹے اور خسارے کا سودا ہے۔ اگر رزق حلال کے متمنی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے ملاپ اور تعلق والی تجارت کرنی ہو گی جو سود مند تجارت ہے۔ جبکہ مادی تجارت اگر اسلامی اصولوں پر نہ کی جائے تو وہ لَھْوٌ یعنی محض کھیل اور دل کا بہلاوہ ہے۔

آنحضور ﷺ نے بنفس نفیس بھی اور آپؐ کے صحابہؓ نے بھی اپنے اپنے ادوار میں تجارتیں کیں۔ جہاں تک مادی تجارت کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو پہلے سے ہی الامین، الصدوق کے نام سے مشہور تھے۔ آپؐ نہایت دیانتداری اور بہت کامیابی سے تجارت کرتے تھے۔ آپؐ نے صاف ستھری تجارت کو بہترین ذریعہ معاش قرار دیا۔ ترازو اور ناپ تول کو جھکتا ہوا رہنے کی تلقین فرمائی۔ بازار میں آنے سے قبل مال پر قبضہ کرنے اور سودا کرنے سے منع فرمایا۔ ذخیرہ اندوزی، جھوٹ اور دھوکہ دہی سے منع فرمایا۔ قیمتوں میں اعتدال رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ایک قیلہ نامی خاتون تجارت کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تجارت کے اصول یوں بیان کئے کہ مال خریدتے وقت کم قیمت بتا کر آہستہ آہستہ اوپر آتی ہوں اور مال فروخت کرتے وقت مال کی اصل قیمت سے زیادہ بتا کر آہستہ آہستہ کم کرتی جاتی ہوں۔ جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے ایک ہی قیمت پر سودا کرنے یا فروخت کرنے کی ہدایت فرمائی۔ (ابن ماجہ ابواب التجارت)

جس کو آج کل Fixed price بولتے ہیں۔ ساڑھے چودہ سو سال پہلے پیارے آقا ﷺ کے اس سنہری اصول کی جو آج پیروی کرتا ہے وہ اپنی تجارت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے بازار سے گزرتے ہوئے ایک مسلمان تاجر کے غلّہ میں نیچے تک ہاتھ ڈالا تو کچھ نمی محسوس کی اور فرمایا مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا کہ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ ابواب التجارت)

لہٰذا تجارت کرتے وقت غلّہ یا اپنی کسی بھی چیز میں عیب کو چھپانے یا ہیرا پھیری کرنے سے سودے میں برکت نہیں رہتی، اور مسلمان آنحضور ﷺ کی صف میں سے بھی باہر نکل جاتا ہے۔ بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی دینے کو بھی ناپسند فرمایا۔ کوئی سودا کر رہا ہے اس کے سودے پر سودا کرنے کی ممانعت فرمائی۔ الغرض آنحضور ﷺ نے خود بھی دیانت داری سے تجارت کی اور صحابہ کرامؓ کو بھی دیانتداری سے تجارت کرنے کی تلقین فرمائی۔

ہماری جماعت میں بھی خلفائے کرام بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ کے تاجروں کو اسلامی اصولوں کے مطابق تجارت کرنے اور حلال پیسہ کمانے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ارشادات تجارت کے شعبہ میں کامیابی کے گر سمجھے جاتے ہیں اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمایا کرتے تھے کہ معمولی منافع کے ساتھ اپنی چیزوں کو فروخت کیا کرو۔ اگر کم قیمت پر فروخت کرو گے تو اشیاء کی فروخت کثرت کے ساتھ ہونے کی وجہ سے منافع اتنا ہی ہو گا۔ جتنا آپ مہنگے نرخ پر اشیاء فروخت کر کے حاصل کرو گے۔

مجھے بچپن میں یاد ہے کہ ربوہ میں ایک خواجہ صاحب ہوا کرتے تھے جو ساتھ کے شہر سے فروٹ لا کر منافع کے معمولی مارجن کے ساتھ اپنا سامان فروخت کر کے دوپہر سے قبل ہی فارغ ہو کر گھر چلے جایا کرتے تھے۔ جبکہ دوسرے فروٹ فروش شام تک گاہکوں کی راہ تکا کرتے تھے۔ ایسے دیندار اور ایماندار کاروباری حضرات کے لئے آنحضور ﷺ نے کیا ہی عمدہ خوشخبری سنائی کہ ایسے تجار کا شمار انبیاء، صدیق اور شہداء میں سے ہو گا۔ اور تجارت بہت سود مند چیز ہے۔ انبیاء نے بھی کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی۔

لیکن آج کے مادی اور خود غرضی پر مبنی دور میں مسلمانوں میں ایسے تاجر کثرت سے پائے جاتے ہیں جو تجارت میں جھوٹ، دھوکہ دہی، ہیرا پھیری کا سہارا لیتے ہیں۔ بالا نرخوں پر اشیاء فروخت کرتے ہیں گندے اور داغی فروٹ یا اناج کو اچھے طریق پر Show کر کے فروخت کر دیتے

ہیں۔ حج صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اپنے نام کے ساتھ الحاج یا حاجی لکھ کر ان کا کاروبار چمکے گا۔ بعض نام نہاد اللہ اور رسول کا نام لینے والے حج پر جانے سے پہلے ہی اپنی نیم پلیٹ (Name Plate) پر حاجی لکھوا کر جاتے ہیں۔ تا کہ لوگ ان کے واپس آنے تک ان کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ حالانکہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سب دکھاوا ہے جو اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں ہے۔ دوران تجارت دکانیں بند کر کے نمازیں با جماعت ادا کرتے ہیں اور گاہکوں کو دھوکہ دینا عبادت سے زیادہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آج کل تو بہت سے تاجروں نے دکانوں میں قرآن کریم رکھے ہوئے ہیں۔ وقت ملنے پر شور شرابے میں ہی گاہکوں کو دکھلانے کی خاطر تلاوت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کی دعا سے محروم رہتے ہیں۔ میں نے پاکستان میں ایک ٹی وی شو میں اینکر اور مہمان کو منڈی بہاؤالدین میں ایک احمدی دوست کی شاہ تاج شوگر ملز کے حوالہ سے گفتگو کرتے سنا کہ وہ احمدی کی ہے لیکن ان کا تول اور بیوپاریوں سے ڈیلنگ مثالی ہے۔ کبھی کسی کا غبن نہیں کرتے اور نہ کسی کا پیسہ مارتے ہیں۔ جبکہ عام طور پر دوسری جگہوں میں اس کے برعکس ہے۔

* مجبور لوگوں کو مہنگے داموں غلہ فروخت نہ کرنے کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ

میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہم سب بھائی (یعنی خاکسار و برادران میاں جمال الدین مرحوم و میاں امام الدین صاحب) مسائل فقہی کی بناء پر گاہے بگاہے بدین طریق تجارت کرتے تھے کہ غلّہ خرید کر ضرورت کے موقع پر غرباء کو کسی قدر گراں نرخ پر بطور قرض دے دیتے اور فصل آئندہ پر وصولی قرضہ کر لیتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کا دعویٰ ظاہر ہو گیا تو اس وقت بھی ایک دفعہ غلّہ خرید کیا گیا کہ غرباء کو دستور سابق دیا جائے۔ جب قادیان گیا تو مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کر لوں۔ چنانچہ حضورؑ کی خدمت میں سوال مفصل طور پر پیش کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

”تمہیں ایسے کاموں کی کیا ضرورت ہے؟“ جس لہجہ سے حضورؑ نے جواب دیا وہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے کام بہت ناپسند ہیں۔ پس واپس آکر ہم نے ارادہ ترک کر دیا اور بعد ازاں پھر کبھی یہ کام نہ کیا۔

(سیرت المہدی جلد2 صفحہ249-250)

ان کے مقابل پر مغربی دنیا میں تجارت میں دیانتداری اور شفافیت نظر آتی ہے جو اصول آج سے 1400 سال قبل اللہ تعالیٰ نے وضع کئے ان کو غیروں نے اپنالیا اور مسلمانوں نے ان رہنما اور مفید اصولوں کو خیر باد کہہ ڈالا۔ اسی لئے آج مغرب کی مارکیٹ، دنیا کی تجارت پر حکومت کر رہی ہے۔ یہاں Overdate کے قریب آنے پر اشیاء گاہک کو آگاہ کر کے سستے داموں فروخت کر دی جاتی ہیں اور ہمارے ہاں overdate کے لیبل پر نیا لیبل لگا کر اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض اشیاء مضر صحت اور زہریلی ہو جاتی ہیں اور اس طرح انسانی زندگیوں سے کھیلا جاتا ہے۔ یہاں بڑے بڑے اسٹورز میں Till پر بیٹھے بندے یا بندی کو غلط چیز نظر آئے تو وہ خریدنے والے کو متنبہ کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ مسلمان کی ہیئت اور شکل دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ آپ کے لئے حلال نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں اس چیز کو الٹا پلٹا کر دھوکہ کے ساتھ اشیاء میں رکھ دیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

دیانت داری سے کام کرنا اور مالک کا حق ادا کرنا بھی ایک تجارت ہے جس کا درست اور دیانت داری سے حق ادا کرنا بھی ہمیں یورپ میں نظر آتا ہے۔

کسی نے سچ کہا تھا کہ اگر مسلمان دیکھنے ہوں تو اسلامی ریاستوں میں دیکھ لیں اور اگر اسلام اور اس کی عملی تصویر کو دیکھنا ہے تو مغربی دنیا کا رُخ کرو۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ اسلامی ملکوں میں مسلمان تو نظر آتے ہیں لیکن اسلام نظر نہیں آتا، اور غیر مسلم ممالک میں مسلمان نظر نہیں آتے مگر اسلام نظر آتا ہے۔

اب آخری حصہ میں التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِینُ کو روحانی معنوں میں لاگو کر کے اسلامی تعلیم کو اجاگر کر کے دیکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں بانیٔ اسلام سیّدنا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بطور اسوہ دیکھنا ہو گا۔ آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلا حصہ عوام الناس کے لئے دوسرا حصہ اہلِ خانہ کے لئے اور تیسرا حصہ اپنے خالق حقیقی کے لئے۔ گو ان تینوں کے حقوق کی ادائیگی روحانی تجارت میں آتی ہے۔ جس میں آپؐ اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے کی تجارت میں بھی آپؐ دیانت دار تھے۔ اور مثالی رنگ رکھتے تھے۔ لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت، لمبا قیام، لمبے لمبے رکوع و سجود کہ پاؤں سوج جائیں اور اپنے اللہ کے حضور اس رنگ میں گڑگڑانا کہ جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز آرہی ہو۔ نمازیں وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ ہمارے پاس موجود ہوتے جونہی اذان کی آواز سنتے تو ایسے نماز کی ادائیگی کے لئے جاتے جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعے ایسی تجارت کی کہ آپؐ کی خوبصورت تلاوت سے صحابہؓ عش عش کر اٹھتے۔ الغرض حقوق اللہ و حقوق العباد ہر دو میدان میں آپؐ نے بہت عمدہ تجارت کی۔ ایسی تجارت جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ جسے آج رواج دینے کی ضرورت ہے نہ کہ ایسی نمازوں اور عبادت کی جو دکھاوے کی ہوں۔

آج اس میدان میں ہم جماعت احمدیہ کو من حیث الجماعت اور انفرادی طور پر ہر فرد جماعت کو نمایاں حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ اور آج غیر بھی اس کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ آدمی تو بہت اچھا ہے، نمازی ہے، روزے دار ہے، ایماندار ہے اور رشوت نہیں لیتا مگر ہے قادیانی۔

تو آج اس روحانی و دینی تجارت میں بھی احمدی صف اول میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر دو معانی میں التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِینُ بن کر دنیا بھر میں

بالخصوص مسلم دنیا میں دیانت داری کا لوہا منوائیں تا ہمارا شمار انبیاء، صدیق اور شہداء میں ہو سکے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جولائی 2022ء)

﴿118﴾

جِتّنی گوڈی، اُتّی ڈوڈی

میں نے اس سے قبل ایک آرٹیکل میں اس امر کا اظہار کیا تھا کہ ہمیں قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا کے مادی نظام کا روحانی نظام کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ جیسے مادی پانی اور روحانی پانی، مادی ستارے اور روحانی ستارے، مادی چاند اور روحانی چاند اور مادی سورج اور روحانی سورج وغیرہ وغیرہ۔ اسی نظام کو اگر ہم مندرجہ بالا عنوان ’’جتنی گوڈی، اُتّی ڈوڈی‘‘ کے حوالہ سے دیکھیں تو اللہ کو پانے کے لئے، حضرت محمد مصطفیٰؐ سے مثالی محبت کرنے کے لئے، قرآن کریم سے حقیقی پیار کرنے کے لئے اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء سے عقیدت رکھنے اور اس کے اظہار کے لئے اسی طرح محنت کرنی پڑے گی جتنی محنت ایک کسان فصل اور ایک مالی یا باغبان پھل حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ مالی، باغبان یا کسان زمین کو اچھی طرح گوڈتا ہے یا ہل چلاتا ہے۔ مٹی کو اوپر تلے کرتا ہے۔ کسان ہل کے ساتھ گہرائی میں جاکر مٹی کو الٹتا پلٹتا ہے۔ بسا اوقات ایک دفعہ ہل چلانے کے بعد کھیت کو پانی دے دیتا ہے اور وَتر آنے یا زمین نم ہونے پر دوبارہ ہل چلاتا ہے تا اچھی فصل یا زیادہ اور عمدہ پھل حاصل کر سکے کیونکہ وہ جانتا ہے ’’جِتّا ہل اُتا پھل‘‘

اسی طرح ہر مومن روحانی دنیا میں اپنی کھیتی کا کسان ہے، باغبان ہے، مالی ہے۔ جس حد تک وہ اپنی روحانی کھیتی کو اپنے نیک اور صالح اعمال سے نرم رکھے گا۔ نمازوں سے، نماز تہجد و نوافل سے، فرض اور نفلی روزوں سے، تلاوت قرآن پاک سے، اللہ اس کے رسول سے محبت رکھنے سے، حضور ایدہ اللہ سے پیار اور عقیدت کا اظہار کر کے اور آپ کی تمام نصائح و ہدایات کو حرز جان بنا کر نیز اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کر کے اپنی روحانی کھیتی میں ہل چلائے گا۔ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ

کر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں، رحمتوں کی بارش نازل کرے گا۔ اگر مادی دنیا میں ایک بالی میں 700 یا اس سے بڑھ کر دانے ہو سکتے ہیں تو روحانی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ بے حساب انعامات اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ اور ہم سے ہر ایک اس امر پر گواہ ہے اور ہمارے بزرگوں اور آباء و اجداد نے حضرت مسیح موعودؑ کے مشکل دور میں اپنے اعمال سے روحانی کھیتی میں بیج بوئے ہم تمام آج ان کے پھل کھا رہے ہیں۔ ہمارے کسی بزرگ نے اپنے آباء و اجداد کی قربانیوں کے ذکر میں کہا تھا کہ ہم دراصل اپنے بزرگوں کا ''کٹھا'' ہوا کھا رہے ہیں اور اگر ہم اپنی روحانی کھیتی میں مسلسل محنت سے ہل چلا کر بیج بوتے رہے۔ نئے نئے پھولوں کی نرسری لگاتے رہے تو ہماری اولادیں اور نسلیں ہمارا ''کٹھا'' ہوا کھائیں گی۔ مجھے وہ کہاوت یاد آ رہی ہے کہ ایک بزرگ اپنی عمر کے آخری حصہ میں پھل دار پودا لگا رہے تھے۔ کسی نے بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ تو عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ اس پودے سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا؟ بزرگ نے جواباً کہا کہ ہمارے بزرگوں نے پھل دار درخت لگائے اور ہم ان درختوں کے پھل کھا رہے ہیں۔ میں لگاؤں گا تو ہماری اولادیں اور نسلیں ان پھلوں سے مستفید ہوں گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

الفضل کے پیارے قارئین! اوپر بیان کردہ مثال سے ایک اور سبق بھی اُجاگر ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ جس طرح مادی پھل صرف باغبان کے لئے ہی تقویت اور فائدہ کا باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور ارد گرد کے ماحول میں بسنے والے ہی صرف فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ جہاں جہاں بھی یہ پھل جائے گا۔ اُس جگہ کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور ان کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے بعینہ روحانی دنیا میں ایک مومن جو کھیتی تیار کرتا ہے۔ اس سے اس کے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور دیگر بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ 1400 سال گزرنے کے بعد ابو قحافہ، ابو قحافہ ہی نہیں رہے بلکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بن گئے۔ عمر صرف عمر ہی نہیں بلکہ آج بھی

حضرت عمر فاروقؓ کا نام ہمارے دلوں میں زندہ ہے اور اپنے نیک کاموں اور نیک نمونہ کی وجہ سے تا قیامت ہماری نسلوں میں زندہ رہے گا۔ اسلام بھی ایک باغ کی طرح ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ میں ایک باغیچہ لگا رہا ہوں۔ اور اس باغیچہ کے ایک درخت کے حوالہ سے ہر احمدی کو مخاطب ہو کر فرمایا ''اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!'' پس آج اس اسلامی باغ اور جماعتی باغیچہ اور سبزہ زاروں کا ہم میں سے ہر ایک کسان بھی ہے۔ مالی بھی ہے۔ باغبان بھی ہے اور Care taker بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے نیک عمل اور عمدہ مثالی نمونہ سے اس باغ اور اس باغیچہ کو سرسبز و شاداب رکھنا ہے۔ اس میں زائد اُگنے والی گھاس اور جڑی بوٹیوں کو (مراد رسومات و بدعات ہیں) تلف کرنا ہے۔ ضائع کرنا ہے تا زیادہ سے زیادہ صحت مند عمدہ پھل پھول لگے۔ اور اپنے ساتھ سست اور کمزور احمدیوں کو بھی اس باغ کا محافظ بنانا ہے۔ ان کا مالی بنانا ہے۔ تاہم سب مل کر ایک باغ اور باغیچہ کی گوڈی کریں اور زیادہ سے زیادہ پھل حاصل کریں گے۔ جنّی کھاد پاواں گے اُنّاہی مفاد حاصل کراں گے۔ ''جنا گڑ پاواں گے اُنا مٹھا کھاواں گے''۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

حق نے کر ڈالی ہیں دُہری خدمتیں تیرے سپرد
خود کو تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: اے خدا! جس طرح مقناطیس، لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح ہم تیری محبت اور تیرے بندوں کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں اور ہم وہ نقطہ مرکزی ہو جائیں جس پر خدا اور بندہ آپس میں مل جاتا ہے اور ہمارا دل وہ گھر بن جائے۔ جس میں خدا اور انسان کی محبت جاگزین ہو جاتی ہے۔ (الفضل 18 نومبر 1937ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جولائی 2022ء)

﴿119﴾

The More You Press, More Will Rise

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا ہونے والے لقب سلطان القلم کے عین مطابق آپؑ نے قلم کے ہتھیار سے قوموں کے دل جیتے اور ان کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی۔ حضرت اقدسؑ کی ہر تحریر اور اس میں جڑے ہوئے ہر لفظ پُر معارف اور پُر اثر ہیں۔ ہم جب آپ کے علم کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو کرتے چلے جاتے ہیں، چھوڑنے کو دل ہی نہیں کرتا۔ گزشتہ دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے ایک فقرہ ''مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے'' پر قلم آزمائی کا اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو موقع دیا۔ اس کے لئے جب خاکسار نے ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کیا تو روحانی جماعتوں کی مخالفت، اس کے للّٰھی جماعتوں کے لئے اچھے نتائج اور ترقیات کے حوالہ سے بہت سے اور ارشادات بھی نظروں سے گزرے۔ ان میں سے بعض ارشادات تو دو اور دو، چار کی طرح پاکستان میں مخالفین کی طرف سے احمدیت کی ہونے والی مخالفت اور اٹھنے والی فتنہ پرور ہواؤں اور ان کے مقابل پر جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضال و انعامات کی بارشیں برستی اور ان کے نتیجہ میں جماعت کی عالمی ترقیات پر لاگو ہوتے نظر آئے۔ گو اس سے قبل بھی اس موضوع پر خاکسار کئی دفعہ قلم آزمائی کر چکا ہے۔ تاہم اس دفعہ نئے زاویہ سے اپنے بیان کو سجانے کی کوشش ہوگی۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:3)

ترجمہ: کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں، یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

مادی اور روحانی دنیا میں انسان کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر اس مخالفت کو دونوں میدانوں میں وہ برداشت کر لیتا ہے، اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتا تو وہ کامیابی حاصل کرتا ہے۔

* ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ سونے کے بکھرے ہوئے ذرات کو جب تیز آتش میں ڈالا جاتا ہے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے ورنہ ریت کے ذرات کے ساتھ سونے کے یہ ذرات اپنی اصلیت کی پہچان بھی نہیں کرواسکتے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ سُنار جب سونے کو بھٹی میں ڈالتا ہے تو ایسے زیورات تیار ہوتے ہیں جو نسوانی گلے، کلائیوں اور ہاتھوں کی زینت بن کر خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

* ہیرا، دیگر پتھروں میں مدغم، اپنے وجود کی پہچان بھی نہیں کرا سکتا مگر جب اس پتھر کو ہیرے سے بنے تیز دھار آلہ (کہتے ہیں کہ ہیرا ہی ہیرے کو کاٹتا ہے) سے کاٹا اور تراشا جاتا ہے تو اس میں ایسی چمک و دمک آجاتی ہے کہ جب اس پر روشنی پڑتی ہے تو مختلف لہروں میں کئی رنگوں کی شعائیں پھیلتی نظر آتی ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کرتی ہیں اور یہی ہیرے جب زیورات میں جڑے جاتے ہیں تو انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

* انگلش کا ایک محاورہ خاکسار اپنے آرٹیکلز میں کثرت سے استعمال کرتا ہے وہ بھی ان معنوں پر ایک نئی شان سے اطلاق پاتا ہے۔ آیئے پڑھتے ہیں اور وہ یہ ہے

The More You Press, More Will Rise

کہ کسی چیز کو اگر آپ جبراً دبائیں تو وہ پہلے سے بڑھ کر اوپر کو نکلتی ہے۔ آپ اس پر نگ کی مثال دے سکتے ہیں۔ میں عموماً سات ربڑی گیند (Tennis Ball) کی مثال دیا کرتا ہوں کہ جتنی طاقت اور زور سے نیچے زمین پر اسے مارو گے وہ زمین سے ٹکرا کر اس سے کہیں زیادہ طاقت اور زور سے آسمان کی طرف جائے گا۔ عام زمین کی نسبت پکے فرش پر زیادہ زور سے ضرب لگتی ہے تو اس کی اچھال بھی زیادہ ہوتی ہے۔

٭ پرانے وقتوں میں ہم دھوبی کو دیکھا کرتے تھے کہ وہ گندے اور میلے کچیلے کپڑوں کو پتھر کی سِل پر زور زور سے مارتا تھا تو میل و دنس اندر سے نکل جاتی تھی اور کپڑے نکھر کر اصل رنگ میں آجاتے تھے۔ آج کل واشنگ مشینیں یہی کام کرتی ہیں۔

٭ اس سلسلہ میں بہت مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن طوالت سے بچتے ہوئے ایک ایسی مثال اس مضمون کی مطابقت سے دینا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی۔ اس کا میرے الفاظ میں مفہوم کچھ یوں ہے کہ

ایک لیمپ میں پانی ملا تیل جل رہا تھا۔ تیل پانی کے اوپر تھا۔ ان دونوں میں ہلکا سا جھگڑا اس بات پر ہو گیا کہ پانی تیل سے بولا کہ میں تم سے پاک صاف ہوں۔ وضو کے کام آتا ہوں۔ لوگ نہا دھو کر اپنے آپ کو صاف کرتے ہیں۔ میں تم سے نیچے کیوں ہوں۔ میرا مقام تو تم سے بالا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تیل کو زبان دی اور وہ یوں گویا ہوا کہ اے پانی! میں چھوٹا سا سرسوں کا بیج تھا مجھے زمین میں بکھیر دیا گیا۔ میرے کچھ ساتھیوں کو پرندے چُگ گئے۔ کچھ کو کیڑے مکوڑے کھا گئے اور میں کچھ ساتھیوں کے ساتھ چلچلاتی دھوپ میں پڑا رہا اور میں بچا رہا۔ ہواؤں کے زور دار تھپیڑوں اور تیز شعاعوں میں پلا اور بڑا ہوا۔ پھر ایک مدت کے بعد پکنے پر مجھے کاٹ کر دھوپ میں سکھانے کے لئے بچھا دیا گیا۔ پھر مجھے کولہو میں ڈالا گیا اور رگڑا دیا گیا۔ اس پر بھی مشکلات بس نہیں ہوئیں بلکہ مجھے آگ لگا دی گئی تیل نے پانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اور اب میں تمہارے سامنے جل رہا ہوں۔ کیا اب بھی میرا حق نہیں کہ میں تمہارے اوپر آسکوں؟

مندرجہ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اندرونی و بیرونی طور پر صاف رکھنے اور دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالنا ضروری ہے یا لوگوں کی طرف سے دی گئی تکالیف اور مشکلات کو بشاشت سے سہنا درست ہے۔ کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کی مخالفت کیوں ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اس پر رہتا ہے تو پھر اسے اس کے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ وہ اس کے خلاف نہیں سُن سکتا بلکہ خلاف سُننے پر وہ خون تک کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں جو کچھ کہتا ہوں اس کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جمے ہوئے خیال کو یہ لوگ چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 293 ایڈیشن 1984ء)

مخالفت روحانی جماعتوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار مخالفت کو کھاد سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے لئے روڑی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ہمارا اکثر روڑی، کھاد کے قریب سے گزر ہوتا ہے بلکہ آج کل جو کیمیکل کھادیں بھی تیار کی جاتی ہیں ان سب میں بدبو ہوتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں سڑکوں پر پھیلی گندگی یا روڑی کے قریب سے گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہم اپنی ناک پر کپڑا یا رومال رکھ کر گزرتے ہیں کیونکہ یہ ناپاک، گندی اور بدبودار ہوتی ہیں لیکن اسی کھاد یا روڑی کو جب پھولوں اور پھلدار پودوں کو دیتے ہیں تو اس سے پودے، درخت اور پھل پھول بڑھتے، پھیلتے پھولتے اور پھول پھل اور سبزیاں دیتے ہیں۔

اسی طرح روحانی جماعتوں کی مخالفت کو بھی بدبودار روڑی سے تشبیہ دے کر یہ بتایا گیا کہ مخالفین کی طرف سے جب یہ روحانی باغ میں لگے پھولوں، درختوں اور پودوں کو ملتی ہے تو وہ روحانی پھول، پودے بھی بڑھتے ہیں اور خوش ذائقہ، رسیلے پھل اور خوشنما، خوشبودار پھول لاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دیکھو! کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے۔ بیج ہے۔ مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے۔ پس اسی طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 370 ایڈیشن 1984ء)

مخالفت مفید ہوتی ہے

آپؑ فرماتے ہیں:

”مخالفت سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہی قدیم سے سُنت چلی آتی ہے۔ جب کبھی کوئی نبی پیدا ہوتا ہے لوگ اس کی مخالفت شروع کرتے ہیں۔ سبّ و شتم سے کام لیتے ہیں۔ اسی ضمن میں کتابوں کے دیکھنے اور صحیح حالات کے سننے اور معلوم کرنے کا بھی ان کو موقعہ مل جاتا ہے۔ دنیا کے کیڑے جو اپنے دنیاوی کاموں میں مستغرق ہوتے ہیں ان کو فرصت ہی کہاں ہے کہ دینی امور کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن مخالفت کے سبب ان کو بھی غور و فکر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور ان کے شور و غل کے سبب دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ اصل میں بات کیا ہے۔ کئی لوگوں کے ہمارے پاس خطوط آئے کہ مولوی محمد حسین یا مولوی ثناء اللہ وغیرہ کا انہوں نے نام لیا کہ ان کی مخالفانہ تحریریں اور کتب پڑھ کر ہمیں اس طرف خیال ہوا کہ آخر مرزا صاحب کی تحریر بھی منگوا کر دیکھنی چاہیئے اور جب آپ کی کتاب پڑھی تو اس کو رُوحانیت سے پُر پایا اور حق ہم پر کھل گیا۔

جب انسان توجہ کرتا ہے تو اس کا دلی انصاف خود اُسے ملزم کرتا ہے جہاں مخالفت کی آگ بھڑکتی ہے اور شور اٹھتا ہے اس جگہ ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے۔ انبیاء سے پہلے تمام لوگ نیک و بد بھائی بھائی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ نبی کے آنے سے ان کے درمیان ایک تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ سعید لوگ الگ ہو جاتے ہیں اور شقی الگ ہو جاتے ہیں۔ اگر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مخالفین کو یہ کلمہ نہ سناتے کہ

اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ (الانبیاء:99)

تم اور تمہارے معبود جہنم کے لائق ہیں تو کفّار ایسی مخالفت نہ کرتے مگر اپنے معبودوں کے حق میں ایسے کلمات سن کر وہ جوش میں آ گئے۔ پنجاب میں سب سے زیادہ مخالفت ہوئی اور اسی جگہ خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ جماعت بھی بنائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے لوگ امتِ واحدہ ہوتے ہیں پھر نبی کے آنے سے ان میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ابو جہل نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو مباہلہ کیا تھا۔ اور آخری دُعا کی تھی کہ اے خدا جس نے ملک میں فساد پیدا کر رکھا ہے اور قطع رحم کرتا ہے آج اس کو ہلاک کر دے جس کے نتیجہ میں وہ خود ہلاک ہوا۔ اس کی دعا سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ملک کی کیا حالت ہو گئی تھی اور باہمی فساد کو کفار کس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جب شور اٹھتا ہے تو ایسے آدمی بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو انصاف کی پابندی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ مخالفین انبیاء کی عادت ہے کہ رسم وعادت کی پیروی کرتے ہوئے ایک بات پر اَڑ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے امید منقطع کر کے اسی پر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم اسی پر مَر جائیں گے خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر خدا تعالیٰ انہی لوگوں میں سے سعید الفطرت انسان بھی پیدا کر دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 2-3 ایڈیشن 1984)

روحانی جماعتوں کی مخالفت، خدا کی مخالفت ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"ہمارے مخالف جو ہمارے ساتھ لڑائی کرتے ہیں دراصل ہمارے ساتھ لڑائی نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی میں کامیاب ہو۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 280 ایڈیشن 1984)

پھر فرمایا:

"یاد رکھو جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اگر ادنیٰ چپڑاسی کی ہتک کی جائے اور اس کی بات نہ مانی جائے تو گورنمنٹ سے ہتک

کرنے والے یا نہ ماننے والے کو سزا ملتی ہے اور باز پُرس ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کی بے عزّتی کرنا اس کی بات کی پروانہ کرنا کیونکر خالی جا سکتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں تو یونہی بگڑ جائے گا خواہ کوئی اس کی مخالفت کرے یا نہ کرے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی (طٰہٰ:62) اور فرمایا مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (الانعام:22) اور وہ شخص جو رات کو ایک بات بناتا اور دن کو لوگوں کو بتاتا اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے ایسا کہا ہے وہ کیونکر بامراد اور بابرگ وبار ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو فرماتا ہے وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿۳۵﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۳۶﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۳۷﴾ (الحاقہ:45-47) جب ایک ایسے عظیم الشان انسان کے واسطے ایسا فرمان ہے تو پھر ادنیٰ انسان کے واسطے تو چھوٹی سی چھری کی ضرورت تھی اور کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔“

(ملفوظات جلد10 صفحہ 425-426 ایڈیشن 1984)

اس مضمون کی تفصیل میں بہت سے ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کے ملتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ فرماتے ہیں۔

”یہ بیہودہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ جاری ہوا ہے یہی قانون چلا آیا ہے۔ قبل از وقت ابتلاء ضرور آتے ہیں تا کچوں اور پکوں میں امتیاز ہو اور مومنوں اور منافقوں میں بیّن فرق نمودار ہو اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:3) یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر نجات پا جائیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کا کوئی امتحان نہ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی امتحان اور آزمائش کا سلسلہ موجود ہے جب دنیاوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو؟ بغیر امتحان اور آزمائش کے حقیقت نہیں کھلتی آزمائش کے لفظ سے یہ کبھی دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو جو عالم الغیب اور یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ الۡخَفِیَّ ہے امتحان یا آزمائش کی ضرورت ہے اور بدوں امتحان اور آزمائش کے اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا ایسا خیال کرنا نہ صرف غلطی بلکہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے کیونکہ اللہ

تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کا انکار ہے۔ امتحان یا آزمائش سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقتِ ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق، اخلاص اور وفا رکھتا ہے اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کو اس کی خوبیوں پر اطلاع ملے۔

پس یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کرے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اس کو علم نہیں اس کو تو ذرّہ ذرّہ کا علم ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لئے اس پر ابتلاء آویں اور وہ امتحان کی چکی میں پیسا جاوے کسی نے کیا اچھا کہا ہے

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

(یعنی ہر آزمائش جو خدا نے اس قوم کے لئے مقدر کی ہے اس کے نیچے رحمتوں کا خزانہ چھپا رکھا ہے۔ناقل)

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کے لئے یہ ابتلا جو مسیح کی آمد کا ابتلا تھا بہت ہی بڑا تھا اور جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے ضرور ہے کہ ابتلاؤں کو لے کر آوے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی توریت میں مثیلِ موسیٰ والی موجود ہے لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے پورا نام لے کر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دے دیا کہ وہ عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہو گا اور اسماعیلی سلسلہ میں ہو گا تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہہ دیا؟ اصل بات یہ کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان، ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھ کر بتا دے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھ کر کہہ دے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے تو کیا لوگ اس پر ہنسیں گے نہیں؟ یہی حال خدا تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں اور اوّل المؤمنین ٹھہرتے ہیں ان کے مدارج اور مراتب

بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن جب ان کا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور ان کی ترقی کا دریا بہہ نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 255-256 ایڈیشن 2016ء)

* ایک بار پھر اپنے مضمون کے ابتدائیہ حصہ کی طرف لوٹتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک طویل ارشاد کا خلاصہ پیش ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دنیا کی وضع ہی ایسی بنی ہے اس میں مصائب کا آنا ضروری ہے......دنیا میں جسقدر آدمی گزرے ہیں ان میں سے کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس پر کبھی کوئی مصیبت وارد نہیں ہوئی......دین کی راہ میں دو قسم کی تکلیفیں ہیں۔ ایک تکالیف شرعیہ جیسا کہ نماز ہے روزہ ہے حج ہے اور زکوٰۃ ہے......یہ سب تکالیف شرعیہ ہیں۔ اور انسان کے واسطے موجب ثواب ہیں اس کا قدم خدا کی طرف بڑھاتی ہیں۔ لیکن ان سب میں انسان کو ایک وسعت دی گئی ہے اور وہ اپنے آرام کی راہ تلاش کر لیتا ہے۔۔۔ لیکن تکالیف سماوی جو آسمان سے اترتی ہیں اُن میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔ اور بہر حال برداشت کرنی پڑتی ہیں......ہر دو قسم کی تکلیف شرعی اور سماوی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ الٓمّٓ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳﴾ (البقرۃ:2-3) یعنی مومن وہ ہے جو خدا تعالیٰ پر غیب سے ایمان لاتے ہیں۔ اپنی نماز کو کھڑا کرتے ہیں......خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تکالیف شرعیہ ہیں مگر ان پر پورے طور سے بھروسہ حصول ثواب کا نہیں ہو سکتا کیونکہ بہت سی باتوں میں انسان غفلت کرتا ہے......اس واسطے انسانی مدارج کی ترقی کے واسطے سماوی تکالیف بھی رکھی گئی ہیں۔ ان کا ذکر بھی خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ جہاں فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (البقرۃ :156-158) یہ وہ مصائب ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہے۔ یہ ایک آزمائش ہے جس میں کبھی تو انسان پر ایک بھارے درجہ کا

ڈر لاحق ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اس خوف میں ہوتا ہے کہ شائد اب معاملہ بالکل بگڑ جائے...... لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ جب کسی پر صدمہ سخت ہو اور وہ صبر کرے تو جتنا صدمہ ہو اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم غفور اور ستار ہے۔ وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر دین سے الگ ہو جائے بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہیں کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔ صوفیا کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے...... انبیاء اور رُسل کو جو بڑے بڑے مقام ملتے ہیں وہ ایسی معمولی باتوں سے نہیں مل جاتے جو نرمی سے اور آسانی سے پُوری ہو جائیں بلکہ ان پر بھاری ابتلاء اور امتحان وارد ہوئے جن میں وہ صبر اور استقلال کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بڑے بڑے درجات نصیب ہوئے۔۔۔ درحقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح نری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے۔

؎ عشق اول سرکش وخونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اول حملہ عشق کا شیر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جس قدر انبیاء اور رسُول اور صدیق گزرے ہیں اُن میں سے کسی نے معمولی امور سے ترقی نہیں پائی بلکہ ان کے مدارج کا راز اس بات میں تھا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت تامہ کی۔ مومن کی ساری اولاد ذبح کر دی جائے اور اس کے سوائے بھی اس پر تکالیف پڑیں تب بھی وہ بہر حال قدم آگے بڑھاتا ہے...... مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے ہیں۔ کوئی ان سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنے والے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اپنے رسول کو خطاب کیا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے وہ جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ ہمارا

کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس کی امانت ہیں اور اسی کے پاس جانا ہے۔ ایسے لوگوں کے واسطے بشارت ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خاص بشارت ملتی ہے وہ نماز روزہ زکوٰۃ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ نماز کماحقہ ادا ہو جاوے تو بہت عمدہ شئے ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشانہ لگتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے اور اسی سے ہدایت اور رستگاری حاصل ہوتی ہے...... مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ صرف صبر کرنے والا نہ ہو بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ مصیبت پر راضی ہو۔ خدا کی رضا کے ساتھ اپنی رضا ملا لے۔ یہی مقام اعلیٰ ہے۔ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا چاہئے۔ مُنعم کو نعمتوں پر مقدم رکھو۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ شکوہ شروع کر تے ہیں گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہیں...... یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہو تو اُسے ڈرنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر اس پر کوئی مصیبت گرے۔ کیونکہ دنیا دارالمصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ اکثر مصائب متنبّہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 82-88 ایڈیشن 1984ء)

پس جماعت احمدیہ اپنی محدود تعداد، محدود وسائل کے باوجود اسلام کے نام سے دنیا بھر جو پہچانی جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یورپ اور افریقہ میں اسلام کی نمائندہ جماعت، جماعت احمدیہ سمجھی اور پہچانی جاتی ہے۔ دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں اللہ کے گھر کا قیام، 80 سے زائد قرآن کریم کے تراجم، اسلامی لٹریچر کے ذریعہ اسلام کا پیغام، مبلغین اور داعیان الی اللہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانا نیز ایم ٹی اے کے ذریعہ گھر گھر آسمان سے روحانی مائدہ کی صورت میں اپنوں کی تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغام حق پہنچانا، یہ ایسی کامیابیاں ہیں جو منہ بولتی تصویریں ہیں کہ جماعت احمدیہ باوجود انٹرنیشنل مخالفت کے بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"میں نے کل سوچا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ جب کوئی صادق خدا کی طرف سے آتا ہے تو اس کو لوگ کتوں کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اس کی جان، اس کا مال، اس کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مقدمات میں اس کو کھینچتے ہیں۔ گورنمنٹ کو اس سے بدظن کرتے ہیں غرض ہر طرح سے جس طرح ان سے بن پڑتا ہے اور تکلیف پہنچا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔ ہر پہلو سے اس کے استیصال کرنے پر آمادہ اور ہر ایک کمان سے اس پر تیر مارنے کو کمربستہ ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ذبح کر دیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ کر دیں۔ ادھر تو یہ جوش اٹھتا ہے مگر دوسری طرف اس کے پاس ہزار در ہزار لوگ آتے ہیں۔ شرک و بدعت میں مبتلا ہوتے اور حق اللہ انسان کو دیا جاتا ہے مگر ان میں مولویوں کو اس امر کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں کنجر اور لنگوٹی پوش فقیر بنتے اور خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو قتل اور کفر کا فتویٰ کوئی نہیں دیتا ان کی ہر حرکت بدعت اور شرک سے پُر ہوتی ہے۔ ان کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جو سراسر اسلام کے خلاف نہ ہو۔ مگر ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ ان کے لئے کسی دل میں جوش نہیں اٹھتا غرض اس میں مَیں سوچتا تھا کہ کیا حکمت ہے تو میری سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ صادق کا ایک معجزہ ظاہر کرے کہ باوجود اس قسم کی ممانعت کے اور دشمن کے تیر و تبر چلانے کے صادق بچایا جاتا اور اس کی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے خدا کا ہاتھ اسے بچاتا اور اس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔ خدا کی غیرت نہیں چاہتی کہ کاذب کو بھی اس معجزہ میں شریک کرے۔ اسی واسطے اس کی طرف سے دنیا کے دلوں کو بے پرواہ کر دیتا ہے۔ گویا اس جھوٹے کی کسی کو یہ پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کا وجود دلوں کو تحریک نہیں دے سکتا۔ مگر برخلاف اس کے صادق کا وجود تباہ ہونے والے دلوں کو بے قرار اور بے چین کر کے ایک رنگ میں ایک طرح سے بے خبر کر دیتا ہے اور ان کے دل بے قرار ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا کاروبار تباہ کرنے آیا ہے۔ اس واسطے نہایت اضطراب کی وجہ سے اس کے ہلاک کرنے کو اپنے تمام ہتھیاروں سے دوڑتے ہیں مگر اس کا خدا خود

محافظ ہوتا ہے۔ خدا خود اس کے واسطے طاعون کی طرح واعظ بھیجتا اور اس کے دشمنوں کے واعظوں پر اسے غلبہ دیتا ہے۔ وہ خدا کے واعظ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیے کہ اتنے لوگ جو ہر جمعہ کو جن کی نوبت اکثر پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتی ہے ان کو کون بیعت کے لئے لاتا ہے؟ یہی طاعون کا ڈنڈا ہے جو ان کو ڈرا کر ہماری طرف لے آتا ہے ورنہ کب جاگنے والے تھے اسی فرشتہ نے ان کو جگایا ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 245-246 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم کو ہر دم اپنے فضل وکرم کے نظارے دکھاتا چلا جائے اور اللہ کی بے شمار فتوحات ہم کو نصیب ہوں کہ مخالفوں کے لئے اس کے جواب میں ناخن چبانے کے علاوہ کچھ کام نہ بچے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جولائی 2022ء)

﴿120﴾

”اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سیدنا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے دو نام بیان فرمائے ہیں۔ ایک محمدؐ اور دوسرا احمدؐ۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے ”احمد“ نام کی نسبت سے اپنے فرقہ کا نام ”احمدیہ“ رکھا اور جو آپؑ پر ایمان لائے وہ ”احمدی“ کہلائے۔ بعض لوگ لفظ احمدی کو حضرت مسیح موعودؑ کے نام غلام احمدؐ کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود لفظ احمد یا لفظ احمدی کی نسبت قرآن کریم میں بیان حضرت محمدؐ کے نام احمدؐ سے جوڑی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ محمدؐ جلالی نام ہے اور وہ دور بھی جلالی تھا جبکہ احمد جمالی نام ہے اور آپؑ کا یہ دور جمالی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”لوگوں نے جو اپنے نام حنفی شافعی وغیرہ رکھے ہیں۔ یہ سب بدعت ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ محمد اور احمد ﷺ۔ آنحضرت کا اسم اعظم محمدؐ ہے ﷺ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حیّ، قیّوم، رحمٰن، رحیم وغیرہ کا موصُوف ہے۔ حضرت رسول کریمؐ کا نام احمدؐ وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیحؑ نے کیا۔ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ (الصف: 7) مِنْۢ بَعْدِی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہو گا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ الفاظ نہیں کہے۔ بلکہ انہوں نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ (الفتح: 30) میں حضرت رسول کریم ﷺ کی مدنی زندگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب بہت سے مومنین کی معیت ہوئی جنہوں نے کفار کے ساتھ جنگ کئے۔ حضرت موسیٰؑ نے آنحضرت کا نام محمد بتلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ خود

بھی جلالی رنگ میں تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے آپ کا نام احمدؐ بتلایا۔ کیونکہ وہ خود بھی ہمیشہ جمالی رنگ میں تھے۔ اب چونکہ ہمارا سلسلہ بھی جمالی رنگ میں ہے اس واسطے اس کا نام احمدیؐ ہوا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 208 ایڈیشن 1984ء)

• پھر اسی مضمون کے تسلسل میں یوں بیان فرمایا۔

"جمعہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پیدا ہونے کا دن تھا۔ اور یہی متبرک دن تھا۔ مگر پہلی اُمّتوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے شنبہ کے دن کو اختیار کیا۔ کسی نے یکشنبہ کے دن کو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل دن کو اختیار کیا۔ ایسا ہی اسلامی فرقوں نے غلطی کھائی۔ کسی نے اپنے آپ کو حنفی کہا۔ اور کسی نے مالکی اور کسی نے شیعہ اور کسی نے سُنّی۔ مگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو ہی نام تھے۔ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دو ہی فرقے ہو سکتے ہیں۔ محمدیؐ یا احمدیؐ۔ محمدیؐ اس وقت جب جلال کا اظہار ہو۔ احمدیؐ اس وقت جب جمال کا اظہار ہو۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 209 ایڈیشن 1984ء)

• ایک اور مقام پر جماعت پر اعتراض کہ اپنی جماعت کو الگ سے نام کیوں دیا؟ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"یہ نام تو صرف شناخت کے واسطے ہے جیسا کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ کوئی اپنے آپ کو حنفی کہتا ہے کوئی شافعی کوئی اہلحدیث وغیرہ۔ چونکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمد کا ظہور ہو رہا ہے اس واسطے اس جماعت کا نام احمدی ہوا۔ اور یہ نام اسی زمانہ اور اسی جماعت کے واسطے مقدر تھا۔ اس سے پہلے اگرچہ بعض ایسے آدمی ہوئے جو کسی جماعت کے امام بنے اور ان کے نام میں احمد کا لفظ تھا مگر کبھی خدا تعالیٰ نے کسی جماعت کا نام احمدی نہ ہونے دیا۔ مثلاً امام احمد بن حنبل تھے۔ ان کی جماعت حنبلی کہلائی۔ سیّد احمد بریلوی تھے تو ان کی جماعت مجاہدین کہلائی۔ سیّد احمد علیگڑھ کے تھے تو ان کے ہم خیال نیچری کہلائے۔ علیٰ ھٰذا القیاس اور کسی کا نام کبھی احمدی نہیں ہوا۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 3 ایڈیشن 1984ء)

• ایک اور جگہ احمدیہ فرقہ کے قیام کی غرض یوں بیان فرماتے ہیں

”اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے۔ اگر مُلّانوں کے پاس جائیں تو وہ اپنے ذاتی اور نفسانی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مسجدوں کو دکانوں کا قائمقام سمجھتے ہیں۔ اگر چار روز روٹیاں بند ہو جائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ نماز پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔ اس دین کے دو ہی بڑے حصے تھے ایک تقویٰ دوسرے تائیدات سماویہ۔ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ باتیں نہیں رہیں۔ عام طور پر تقویٰ نہیں رہا اور تائیدات سماویہ کا یہ حال ہے کہ خود تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ مدت ہوئی ان میں نہ کوئی نشانات ہیں نہ معجزات اور نہ تائیدات سماویہ کا کوئی سلسلہ ہے۔ جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ تقویٰ نہیں رہا کیونکہ نشانات تو متقی کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی تائید اور نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات اور معجزات اس لئے عظیم الشان قوت اور زندگی کے نشانات ہیں کہ آپ سیّد المتقین تھے۔ آپؐ کی عظمت اور جلال کا خیال کر کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کا جلال دوبارہ ظاہر ہو اور آپ کے اسم اعظم کی تجلّی دنیا میں پھیلے اور اسی لئے اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کا جلال ظاہر کرنا ہے اس لئے کوئی مخالف اس کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

• اس آرٹیکل میں اگر حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ اغراض و مقاصد بیان ہو جائیں تو سلسلہ احمدیہ کے قیام کا مقصد واضح ہو جائے گا اور ہمیں ان اغراض کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو سنوارنے کا موقع بھی ملے گا۔

* سلسلہ احمدیہ کے قیام کی ضرورت بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں”: یقیناً یاد رکھو۔ یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں نصرانیت پھیل جاتی اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید قائم نہ رہتی۔ یا یہ مسلمان ہوتے جو اپنے

ناپاک اور جھوٹے عقیدوں کے ساتھ نصرانیت کو مدد دیتے ہیں۔ اور اُن کے معبود اور خدا بنائے ہوئے مسیح کے لئے میدان خالی کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابُود نہ ہو گا۔ یہ ضرور بڑھے گا اور پھُولے گا اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔ جب ہمیں خدا کے زندہ اور مبارک وعدہ ہر روز ملتے ہیں اور وہ تسلی دیتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری دعوت زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ پھر ہم کسی تحقیر اور گالی گلوچ پر کیوں مضطرب ہوں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 284 ایڈیشن 1984ء)

اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے

بعض غیر لوگوں نے جب حضرت مسیح موعودؑ سے اعتراض کیا کہ آپ نے احمدیہ فرقہ کا نام مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے رکھا ہے۔

چنانچہ ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج :79) کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا:

اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے اسلام کے تہتّر (73) فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سبّ و شتم کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرّہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلفِ صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آجکل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو جنت، دوزخ، وحی، ملائک سب باتوں کا منکر ہے۔ یہانتک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا

کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے اور عیسائیوں سے سُن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لیے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

حضرت یہ تقریر کر رہے تھے کہ اس مولوی نے پھر سوال کیا کہ قرآن شریف میں تو حکم ہے کہ لَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران :104) اور آپ نے تو تفرقہ ڈال دیا۔

حضرت نے فرمایا: ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے تو پھر شافعی حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے، مگر یہ نام ان اکابر کے رکھے ہوئے ہیں جن کو آپ بھی صلحا مانتے ہیں۔ وہ شخص بدبخت ہو گا جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے اور اُن کو برا کہے۔ صرف امتیاز کے لیے ان لوگوں نے اپنے یہ نام رکھے تھے۔ ہمارا کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔

اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔ امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔ اب بھی ایسا زمانہ آگیا ہے کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ ہم کو مسلمان ہونے سے انکار نہیں، مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا گیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت والوں سے اختلاف کیا اور عام نظروں میں ایک تفرقہ ڈالنے والے بنے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ تفرقہ خود خدا ڈالتا ہے۔ جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ ایک تمیز ہو جائے۔

مولوی صاحب نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا نے تو کہا ہے کہ **هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ**

(الحج:79)

فرمایا: کیا اس میں رافضی اور بدعتی اور آجکل کے مسلمان شامل ہیں؟ کیا اس میں آجکل کے وہ لوگ شامل ہیں جو اباحتی ہو رہے ہیں؟ اور شراب اور زنا کو بھی اسلام میں جائز جانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے مخاطب تو صحابہؓ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد فیج اعوج کا زمانہ ہو گا جس میں جھوٹ اور کذب کا افشا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے لَیْسُوْا مِنِّی وَلَسْتُ مِنْھُمْ۔ نہ اُن کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ میرا اُن سے کوئی تعلق ہے۔ وہ لوگ مسلمان کہلائیں گے مگر میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہو گا۔

جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں۔ ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا۔ جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے بلکہ احمد کے نام میں اسلام کے بانی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِتّصال ہے۔ اور یہ اِتّصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے۔ حدیث شریف میں محمدی رکھا گیا ہے۔ بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ احمدی نام ایک امتیازی نشان ہے۔ آجکل اس قدر طوفان زمانہ میں ہے کہ اوّل آخر کبھی نہیں ہوا اس واسطے کوئی نام ضروری تھا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 180-182 ایڈیشن 1984ء)

احمدیہ سلسلہ کے قیام کے مقاصد

اس آرٹیکل کے آخر میں قارئین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبان مبارک سے بیان جماعت اور سلسلہ کے قیام کے مقاصد رکھے جاتے ہیں تا ان مبارک الفاظ کو سامنے رکھ کر ہم اپنے اندر روحانی، اخلاقی تبدیلی پیدا کر سکیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت آسمان باتیں کر رہا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جس طرح سے ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اُس کا جلال ظاہر ہو۔ اسی طرح منشاء الٰہی یُونہی ہو رہا ہے۔ کہ اس کی عظمت و جبروت کا اہلِ دنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھائے۔ اس لیے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تا کہ دنیا کا جذام جاتا رہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آکر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دنیا کو خود معلوم ہو جاوے گا۔ کہ کیا بنایا۔ ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آکر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اُن میں انکسار، فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رذائل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے۔ اس سلسلہ سے باہر کوئی شئے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہوگی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے اُس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اُسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اُس پر کوئی داغ نہ رہے۔ اسی واسطے اُس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 278-279 ایڈیشن 1984ء)

• پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہر گز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر

تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

• پھر فرمایا:

''خدا تعالیٰ خود ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جو قرآن شریف کی ماننے والی ہوگی۔ ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائے گی اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا اور وہ یہی جماعت ہے۔ اس لئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام کے پورے پابند ہو جاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرامؓ نے کی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تمہیں دیکھ کر ٹھوکر کھاوے۔ ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افتراء اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہو جاوے۔ پس تم دیکھو اور منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو دیکھو۔ یہ میں جانتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں مفید اور نفع رساں بُوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی زہریلی بُوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کا کلام اتر رہا ہے اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ چونکہ ایک سلسلہ حقہ قائم ہوا ہے۔ ضروری تھا کہ اس کے ساتھ جھوٹے مدعی اور مفتری بھی ہوتے جو اکثروں کو گمراہ کرتے۔ پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ سے کشود کار کے لئے دعا کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے۔ پھر اس سلسلہ کی تائید اور تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ نے آیات ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتم ہم کو دی ہے۔ یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دی جاتی ہے اور وہ مہر محمدی مہر ہے جس کو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجھا۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 142-143 ایڈیشن 1984ء)

انسان اور موت

اپنی جماعت کے دوستوں کو موت قریب ہونے اور زندگی کے دن تھوڑے رہنے کی طرف توجہ دلا کر نیکیوں کی طرف یوں بلاتے ہیں۔

”موت کا کوئی وقت نہیں۔ آئے دن طاعون، ہیضہ، زلازل، وبائیں قحط اور اور طرح کے امراض انسان پر حملہ کر رہے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہوں تب بھی بعض اوقات خدا تعالیٰ کی ناگہانی گرفت اس طور سے انسان کو آدباتی ہے کہ پھر کچھ بَن نہیں پڑتا۔ پس ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کا عمدہ نمونہ پیش کرو۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو ہر سال میں کئی دوست ہم سے جدا ہو جاتے ہیں اور کئی دشمن بھی چل بستے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بعض خوفناک خبریں دی ہیں اور وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ ان سے اور بھی خوف آتا ہے۔ وہ بھی بہت ہی خطرناک ہیں۔ رنگا رنگ کے خوف احاطہ کئے ہوئے ہے۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 335 ایڈیشن 1984ء)

”* ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں۔ کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جاری ہے۔ غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 413 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے قیام کی اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر جماعت کو جو نصائح فرمائیں، جن میں جماعت کے قیام کی غرض کے بارہ میں بھی بتایا اور افراد جماعت کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور پھر ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے اور اس غرض کے حصول کی کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے جو فضل ہوں گے جن کا اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے وعدہ کیا ہے اور من حیث الجماعت بھی اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کہاں تک پہنچانا ہے اس بارہ میں بھی آپ نے بتایا۔ سلسلہ

کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

آپؑ فرماتے ہیں: ”مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس سلسلہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم میں سے بعض کو ان کے بزرگوں کی نیکیوں کی وجہ سے اس سلسلہ کو شناخت کرنے کی توفیق عطا ہوئی اور ہم احمدی خاندانوں میں پیدا ہوئے اور بعض کو خود اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ وہ بیعت کر کے سلسلے میں داخل ہوئے اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا تاکہ ہم اس گروہ خاص میں شامل ہو جائیں جس نے شیطان کے خلاف اسلام کی آخری جنگ لڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بننا ہے۔ اس وجہ سے ہم میں سے بعض کو بعض ممالک میں سختیوں اور ابتلاؤں سے بھی گزرنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اس زمانہ کے امام کو مانا ہے۔ لیکن ایک عظیم مقصد اور غرض کے حصول کے لئے ہماری قربانیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بے شمار تحریرات میں ہمیں ہمیشہ ان امتحانوں اور ابتلاؤں سے آگاہ فرماتے رہے جو آج بھی موجود ہیں کہ ابتلاء آئیں گے، تمہیں آزمایا جائے گا اور پھر اس کے نتیجہ میں خوشخبریاں بھی دیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”اس وقت میرے قبول کرنے والے کو بظاہر ایک عظیم الشان جنگ اپنے نفس سے کرنی پڑتی ہے۔ وہ دیکھے گا کہ بعض اوقات اس کو برادری سے الگ ہونا پڑے گا۔ اس کے دنیاوی کاروبار میں روک ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کو گالیاں سننی پڑیں گی۔ لعنتیں سنے گا۔ مگر ان ساری باتوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ملے گا۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 16)

آج اس زمانہ میں بھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ کو جو آپؑ نے فرمائے بعض ملکوں میں بعینہٖ اسی طرح پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور آج بھی جو احمدی قربانیاں کر رہے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا اجر پانے والے ہیں۔ ان دنوں میں پاکستان میں اور پاکستان کے بعد ہندوستان میں بھی خاص طور پر غیر احمدیوں نے نومبائعین کے ساتھ انتہائی ظلم کا سلوک روا رکھا ہوا ہے۔ پاکستان میں بھی نئی حکومت کے بعد احمدیوں پر ہر قسم کی ظلم و زیادتی کو کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ مولویوں کو حکومت نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور ان لوگوں کے عزائم اور منصوبے انتہائی خوفناک اور خطرناک ہیں۔ ایک تو ملک میں ویسے بھی قانون نہیں ہے۔ آج کل لاقانونیت کا دَور دَورہ ہے اور پھر احمدیوں کے لئے تو رہا سہا قانون بھی کسی قسم کی مدد کرنے کے قابل نہیں ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جب بھی یہ لوگ جماعت کے خلاف کوئی بڑا منصوبہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے مکر ان پر الٹا دیتا ہے اور ان کو اپنی پڑ جاتی ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ہم یہی دیکھ رہے ہیں اور ان دنوں میں بھی بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ ایک منصوبہ جماعت کے خلاف بنانے کی کوشش کی جاری ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ملک میں ایسی افراتفری پیدا کر دی کہ ان کو اپنی پڑ گئی۔

پس جہاں جہاں بھی احمدی ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپ اس فوج میں داخل ہوئے ہیں جو اس زمانے کے امام نے بنائی۔ اس لئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم اور استقامت مانگتے ہوئے ہمیشہ اور ہر وقت صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکیں۔ آخری فتح ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ ان شیطانی اور طاغوتی قوتوں کو شکست دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ لیکن ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہماری فتح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ساتھ جڑنے کی وجہ سے ظاہری اسباب سے نہیں ہوتی بلکہ دعاؤں سے ہوتی ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والا بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے نفس کا جہاد بھی بہت ضروری ہے۔"

(جماعت احمدیہ کے قیام کی اغراض و مقاصد اور احمدیوں کی ذمہ داریاں خطبہ جمعہ 6/ مارچ 2009ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو احمدیہ فرقہ کے قیام کے مقاصد کو سمجھنے اور پر عمل کر کے اپنی زندگیوں میں اتارنے کی توفیق دے اور ہم سب کو جمالی نام کے پیش نظر اپنے اند جمالی صفت پیدا کرتے ہوتے اپنے عزیزوں اپنے دوستوں سے ہمدردی، پیار اور محبت سے پیش آنے والا بنادے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جولائی 2022ء)

﴿121﴾

ماہ جون میں موصول ہونے والی قارئین الفضل کی آراء و تبصرے

قسط 7

ترقی کی منازل پر رواں دواں

الفضل اخبار اللہ کے فضل سے روز افزوں ترقی کی منازل پر رواں دواں ہے اور قارئین کے لئے ایک عمدہ علمی اور روحانی مائدہ ہے۔ سب لکھنے والے علم اور دلائل سے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں اور ''روحانی بگھار'' سے اپنی تحریر میں ایک نیا رنگ بھرتے ہیں تو کہیں روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارے بچپن اور زمانہ طالب علمی کی حسین یادوں کو ظرافت کے تڑکے سے خوب لبھاتے ہیں۔ جس سے سب حظ اٹھاتے ہیں۔ جہاں یہ تحریریں ہمارے دل و دماغ کو سرور بخشتی ہیں وہاں ہمیں ہمارے ماضی سے بھی جوڑے رکھتی ہیں مثلاً امتہ الباری صاحبہ کا مضمون ''نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں'' واقعاتی طور پر کچھ نہ کچھ ہماری کہانی بھی ہے۔ (رضیہ بیگم۔ نیویارک)

الفضل نے ہمیں ایک خاندان بنا دیا

مورخہ 6/ مئی 2022 کے شمارہ میں ''نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں'' مضمون پڑھا۔ ہلکی پھلکی کہانی کی طرز پر بہت دلچسپ انداز میں اہم بات سمجھائی ہے۔ الفضل نے ہمیں ایک خاندان بنا دیا ہے۔ نئی ٹیکنالوجی سے سہولتیں میسر آگئی ہیں۔ میں تہہ دل سے آپ کی ٹیم کی شکر گزار ہوں جو انتھک محنت کے بعد ایک روحانی مائدہ ہم تک پہنچاتے ہیں۔ (مبشرہ شکور۔ لندن)

شاندار مضامین

قلم سے دوبارہ دوستی کروانے کا سارا کریڈٹ آپ کو جاتا ہے۔ مورخہ 6 مئی کی اشاعت میں مضمون ''نایاب ہوتے پانی کی قدر کریں'' جہاں پانی کے ضیاع پر پند و نصائح لیے ہوئے تھا وہیں

امۃ الباری صاحبہ نے اپنے ساتھ مجھے بھی صحنِ ماضی میں لا کھڑا کیا۔ مورخہ 26 مئی کی اشاعت میں ’’اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل اور اُخروی زندگی کو دارالجزاء قرار دیا‘‘ قبرستان اور قبروں کی بناوٹ و سجاوٹ سے متعلق عمیق مشاہدہ پر مبنی بہت معلوماتی مضمون تھا۔ رمضان المبارک کے حوالے سے تمام مضامین بہت معلوماتی اور معیاری تھے۔ (ثمرہ خالد۔ جرمنی)

عمدہ شمارہ جات

مورخہ 25 تا 28 مئی کے الفضل آن لائن کے تمام تر شمارہ جات انتہائی عمدہ تھے۔ خاص کر ان دنوں کی اشاعتوں میں شائع ہونے والے اداریے انتہائی جاندار اور سوچ کو جھنجھوڑنے والے تھے۔ کاش ہم میں سے ہر ایک ان باتوں کا لطف ہی نہ لے بلکہ انہیں اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بھی بنانے والا ہو۔ آمین۔ (درثمین احمد۔ جرمنی)

اعلیٰ مضمون

مورخہ 7 مئی 2022ء کے شمارہ الفضل میں، نئے انداز تحریر میں حضرت خدیجہ کی بابت بہت عمدہ مضمون شائع ہوا ہے۔ (مبشر احمد عابد مربی سلسلہ)

الگ رنگ لئے ہوئے مضامین و اداریے

جب تک الفضل پڑھ نہ لوں سکون نہیں آتا۔ 25 مئی 2022ء کا اداریہ پڑھا بہت ہی خوبصورت مضمون باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شجرِ خلافت کے ساتھ ہمیشہ ہمیش وابستہ رکھے آمین۔ الفضل کے شمارہ میں اداریہ بابت ’’میرا مضمون کب شائع ہوگا‘‘ پڑھ کر دل چاہ رہا ہے کہ سب خدمت کرنے والوں کے لیے روزانہ دو نفل ادا کروں جن کی انتھک اور مسلسل محنت سے یہ اخبار اپنے روحانی مائدے سے بھرپور مضامین کے ساتھ ہمیں فیض پہنچا رہا ہے۔ (مغفورہ درانی۔ جرمنی)

تربیتی لحاظ سے موثر اخبار

میں روزانہ صبح الفضل آن لائن اخبار دیکھتا ہوں اور تفصیلی مطالعہ آفس سے واپسی پر کرتا ہوں۔ اہم اور تربیتی حوالے سے بعض مضامین مثلاً فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح موعودؑ

کے اقتباسات، پیارے امام و آقا کے اس حوالے سے ارشادات ایمان کو مضبوط بنانے اور تربیتی لحاظ سے ہم اہل خانہ کے علاوہ دوستوں کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ (آر آر قریشی)

اعلیٰ مضامین

آپ کے مورخہ 27 مئی 2022ء کے اداریہ میں خلافت کی روحانی بجلی سے دی گئی مشابہت بہت ہی اعلیٰ ہے۔ جس مضمون کا عنوان پرکشش ہو اسے فوراً پڑھنے کو دل چاہتا ہے ماشاءاللہ۔ 14 مئی کے اداریہ ”پھول یوں ہی نہیں کھلا کرتے بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے عنوان اور مضمون دونوں بہترین ہیں۔ انڈیا سے جناب عمر تماپوری کا مضمون بعنوان ”اردو صحافت کے 200 سال اور احمدیہ جماعت کی صحافتی خدمات“ ماشاء اللہ ایک ہی نشست میں پڑھنے والا مضمون ہے۔ مورخہ 20 مئی 2022ء کے پرچے میں بہت سے علمی مضامین ہیں۔ 26 مئی 2022ء کے اداریے نے بہت کچھ سکھایا اور سمجھا دیا ہے۔ اللہ کرے ہم انسانوں کو عبادت کا درست مطلب سمجھ بھی آجائے اور ایسی عبادت کرنے کی توفیق بھی مل جائے۔ بہت اعلیٰ شمارہ ہے۔ (نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے)

معلوماتی اخبار

اتنا معلوماتی اخبار ہے کہ ایک بار پڑھنا شروع کردیں تو چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔

(غزالہ مبشر۔ جرمنی)

چھوٹی بات میں گہرے مضامین کا بیان

مورخہ 24 مئی کی الفضل میں محترمہ امۃ الباری ناصر کا مضمون ”پردہ تعلیم میں رکاوٹ نہیں ہے“ پڑھا۔ بہت ہی متاثر کن تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یوم خلافت کے سلسلے میں سب مضامین اور نظموں سے خلافت سے محبت چھلک رہی تھی۔ آپ کے سبھی اداریے لاجواب اور قابل ستائش ہوتے ہیں مگر 14 مئی کی الفضل میں شائع ہونے والا اداریہ ”پھول یونہی کھلا نہیں کرتے بیج کو دفن ہونا پڑتا ہے“ بہت ہی اچھا تھا اور “help us help you” چھوٹی سی بات سے اتنے گہرے مضمون نکالنا بلاشبہ آپ کا ہی خاصا ہے۔ (خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

فائدہ مند اخبار

مورخہ 18 مئی 2022ء کی اشاعت میں ڈاکٹر نصیر احمد طاہر صاحب کا مضمون ''انسانیت کی مدد، دنوں یا ہندسوں کی محتاج نہیں'' بہت پسند آیا۔ احباب جماعت الفضل اخبار سے بخوبی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اخبار کی معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر دے، آمین۔

(قاضی عثمان پاشاہ صوبہ کرناٹک۔ انڈیا)

گرانقدر خدمات سرانجام دینے والا اخبار

گزشتہ دنوں الفضل آن لائن میں ''یومِ مسیح موعود'' پر خصوصی مضامین پڑھنے کو ملے۔ اس کے بعد ماہِ صیام میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور مضامین بابت رمضان کے مسائل، برکت، رحمت، مغفرت پر الفضل آن لائن کی زینت بنتے رہے۔ جس سے روحانیت سے پُر ماحول رہا۔ اس قدر کم عرصہ میں الفضل آن لائن نے حقیقی اسلامی تعلیمات کو عام فہم رنگ میں بیان کرتے ہوئے اُردو ادب کی جو گراں قدر خدمت جاری رکھی ہوئی ہے وہ نہ صرف قابلِ رشک ہے بلکہ قابل فخر بھی۔ اس طرح کے معیاری اخبار کا لانچ ہونا وقت کا اہم ترین تقاضا تھا ان مضامین اور معلومات کے ذریعہ اردو زبان نے دنیا کو اپنی مُٹھی میں سمیٹ لیا ہے۔ اُردو زبان کے تحفظ، بقا، فروغ اس کی ترقی اور ترویج کے فریضہ کو آن لائن لندن کمال خوبی سے نبھا رہا ہے۔ الحمدللہ۔

(علامہ محمد عمر تماپوری۔ علی گڑھ انڈیا)

نئی جہت کا اخبار

الفضل کو آپ نے نئی جہت دے دی ہے۔ تربیتی نقطۂ نظر سے آپ کے اداریے بہت عمدہ، دلچسپی کا باعث اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ مورخہ 21 مئی کے شمارے میں ماشاء اللہ حقوق وفرائض اور انکی ادائیگی کی طرف جس طرح سادہ مگر سحر انگیز الفاظ سے توجہ دلائی دل کو بھا گئی۔

(چوہدری منیر مسعود۔ لاہور)

قلمی جہاد میں مصروف عمل

ہمارا روزنامہ الفضل آن لائن خدا کے فضل سے دنیا کے دوسرے اخبارات سے منفرد ہے۔ کیونکہ یہ صرف دینی پیاس بجھانے میں مصروف ہے۔ میں الفضل کے حوالے سے صرف اتنا کہوں گا کہ تمام مضامین بہت عمدہ اور معلوماتی ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بڑی محنت اور جانفشانی سے کارکنان اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ ہم تو بنی بنائی الفضل پڑھ لیتے ہیں اور جو اسے اخبار بناتے ہیں انہیں اللہ پاک اس کا اجر دے آمین۔ اس کی بدولت دنیا میں جماعت کی ترقی کے بارے میں آگاہی ملتی ہے۔ (اے آر بھٹی۔ برسبن آسٹریلیا)

تاریخی واقعات سے مزین

مورخہ 8 جون 2022ء کے شمارے میں محمد صدیق شاکر صاحب پر مکرم منور علی شاہد کا تاریخی مضمون پڑھ کر انجینئرنگ یونیورسٹی کا زمانہ یاد آ گیا۔ (انجینئر محمود مجیب اصغر)

عمدہ شمارہ

جَزَاکُمُ اللّٰہُ آج 24 مئی کا شمارہ اتنا عمدہ تھا کہ ایک بار میں پورا پڑھ کر ہی چھوڑا ہے۔

(نمود سحر)

موٴرخہ 9 مئی 2022ء کے شمارہ میں آپ نے الفضل کی تیاری کے جو مراحل بیان کیے ہیں وہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپکی محنت خلوص میں مزید اضافہ کرے اور اس اخبار کو مزید ترقیات سے نوازے۔ (سید طاہر شاہ)

الفضل کی بدولت سب کام سنور جاتے ہیں

مورخہ 26 مئی 2022ء کا بہت ہی خوبصورت اور بہترین اداریہ ہے۔ مورخہ 27 مئی 2022ء کے اداریہ کے جواب میں صرف یہی لکھوں گی کہ ہمارے لیے ترقی واقعتاً خلافت سے جڑے بغیر ممکن نہیں کیونکہ خلافت ہی تو ہمارے لئے قرب الٰہی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو ہمیں اس راہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ مورخہ 18 جون 2022ء کے شمارے میں محترمہ درثمین

احمد، جرمنی کا مضمون بعنوان ”روزنامہ الفضل سے میری وابستگی“ پڑھا اور دل کے بہت قریب لگا۔ میرا ذاتی تجربہ ہے ”الفضل“ کی ٹیم ممبر ہونے کی حیثیت سے سب کام سنور جاتے ہیں۔
(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

حسین یادوں سے مزین

مورخہ 27 مئی 2022ء یوم خلافت کی الفضل آن لائن کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ، الفضل کی تمام ٹیم اور قارئین و لکھاریوں کو مبارک ہو۔ مضمون ”کچھ یادیں کچھ باتیں“ پڑھا اور بڑا لطف آیا جماعت میں بشیر احمد صاحب سیالکوٹی اور نذیر احمد صاحب سیالکوٹی کے نام کافی معروف ہیں۔ 14 مئی 2022ء کے شمارے میں مکرم محمد عمر تماپوری انڈیا کا مضمون ”اردو صحافت کے 200 سال اور احمدیہ جماعت کی صحافتی خدمات“ بہت پسند آیا۔ بہت معلوماتی اور جامع (comprehensive) ایمان افروز مضمون ہے۔ مؤرخہ 23 مئی 2022ء کے الفضل آن لائن میں بیگم حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ کا مضمون جو ان کی پوتی امۃ الحکیم عائشہ صاحبہ نے لندن سے ”میری دادی جان کی قیمتی یادیں“ کے عنوان سے شائع کروایا ہے بہت پسند آیا۔ (ابن ایف آر بسمل)

اعلیٰ اداریہ

مورخہ 27 مئی 2022ء کے اداریہ میں بیان مضمون میں بیشک اللہ تعالیٰ مین سوئچ ہے اور اس کے نبی اور خلفاء بجلی اور ہم ان کی تاریں اگر ان تاروں میں سے بجلی کی رو ختم ہو جائے تو ہر کوئی ان تاروں کو توڑ سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس بجلی کو ہمارے اندر سے نکلنے نہ دے اور ہم مضبوطی سے متحد ہو کر ہمیشہ اپنی پیاری جماعت کو قائم رکھیں۔ آمین۔ (عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

عمدہ تشبیہات

مؤرخہ 10 مئی کے شمارہ میں مکرمہ منزہ ولی کے مضمون ”بچوں میں نماز باجماعت کی عادت قائم کرنے میں ماؤں کا کردار“ میں بہت مؤثر پیرائے میں ماں کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ۔ آپ کے مورخہ 27 مئی 2022ء کے اداریہ میں خلافت کی روحانی بجلی سے دی

گئی مشابہت بہت ہی اعلیٰ ہے۔ آپ کے اداریے بعنوان ”ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے“ میں ہمیشہ کی طرح منفرد انداز میں آپ نے اللہ کے حقوق کی ادائیگی اور زندگی کا دبے پاؤں تیزی سے گزرنے کا احساس دیا گیا۔ (سعدیہ طارق۔ملتان)

بہترین اخبار

مورخہ 9 مئی کی اخبار میں اداریہ لفظ لفظ پڑھا جس سے اس محنت اور مشقت اور جذبہ کا علم ہوا جو اخبار کے شائع ہونے تک کام کرتا ہے۔ (نعمان احمد رحیم)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 جولائی 2022ء)

﴿122﴾

محرم الحرام اور چند دعائیں

نیا ہجری قمری سال مبارک ہو

ویسے تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے تمام دن، ہفتے، مہینے اور سال مبارک ہیں۔ لیکن بعض دنوں، مہینوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوسرے دنوں اور مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو سورۃ التوبہ آیت 36 میں بیان فرمایا ہے کہ مہینے تو سال میں 12 ہی ہیں لیکن چار مہینے ایسے ہیں جو حرمت والے مہینے ہیں۔ ان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور نہ ہی کسی قسم کا لڑائی جھگڑا۔ ان چار مہینوں میں سے ایک ”محرّم“ کا مہینہ ہے جس سے اسلامی (قمری) سال (ہجری قمری) کا آغاز ہوتا ہے۔

اس لئے اس ماہ کے احترام کو مد نظر رکھتے ہوئے دعائیں اور درود پڑھ کر گزارنا چاہئے۔ جس طرح یکم جنوری کو تہجد پڑھ کر دعائیں کرتے اور اپنی زندگی کو حسین تر بنانے کے لئے مختلف عہد باندھتے ہیں اسی طرح یکم محرم کو تہجد کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے، نئے نئے عہد باندھتے ہوئے سال کا آغاز کرنا چاہئے۔ بالخصوص اس عظیم قربانی کو مد نظر رکھتے ہوئے جو حضرت امام حسینؓ نے کلمہ باطل کے مقابل پر اعلائے کلمۃ الاسلام کی خاطر اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ افسوس کہ مسلمان اسلامی سال کی اہمیت اور فضیلت کو مد نظر نہیں رکھتے اور بہت سوں کو تو یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ ماہ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اور یکم محرّم سے نئے ہجری قمری سال کا آغاز ہو رہا ہے۔ اور پھر افسوس اس بات پر بھی ہے کہ محرم کی فضیلت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنی جان پر ظلم کرنے اور لڑائی جھگڑے سے روکا ہے۔ یہی دو برائیاں ہمارے ایشیائی معاشرے میں بالخصوص ایشیائی مسلمان ممالک میں ماہ محرم میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ شیعہ سنی فسادات اور قتل وغارت عروج پر

ہوتا ہے۔ نفرتیں بڑھتی ہیں۔ امن و سلامتی کی قلت ہوتی ہے۔ یہی سارے غیر اسلامی افعال اپنے نفوس پر ظلم کرنے کے مترادف ہوتے ہیں۔ اور جب کہ ہمارے امام حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا احمدی مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ دنیا میں امن کا قیام ایک احمدی کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ امن کے قیام کے لئے دعائیں کرنا بھی ہماری اوّلین ذمہ داری ہے۔ اس لئے آئیں اس اسلامی سال کا غاز ایسی رقت بھری دعاؤں سے کریں کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں اور ہماری دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ایسا امن قائم کر دے جو آج سے 1400 سال قبل آنحضور ﷺ کے دور میں دیکھنے کو ملتا تھا۔

محرم کی فضیلت، حضرت امام حسینؑ اور اہلِ بیت کا مقام اور درود شریف پڑھنے کے حوالے سے آپ قارئین کو دو دن پر پھیلے محرم نمبر (29-30 جولائی) میں بہت کچھ ملے گا جس سے آپ کے ایمان کو گرمائش ملے گی اور اہل بیت اور حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام سے محبت بڑھے گی۔ اور آنحضور ﷺ، اہل بیت اور روحانی آل پر کثرت سے درود پڑھنے کے مواقع میسر آئیں گے۔

خاکسار اس آرٹیکل میں صرف بعض دعاؤں پر اکتفا کرے گا۔ اس امید کے ساتھ ہم ماہ محرّم میں اور اس اسلامی سال میں ان دعاؤں کے ورد کے ساتھ داخل ہوں گے اور اپنے اللہ کے دربار میں بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ ہماری تمام التجائیں اور دعائیں قبول فرمائے گا اور اس اسلامی سال کو ہمارے لئے، جماعت احمدیہ کے لئے، اسلام اور امت کے لئے رحمت و برکت کا موجب بنائے گا۔

نئے دور میں داخل ہونے کی دعا

اللہ تعالیٰ نے کسی نئی جگہ اور نئے دور میں داخل ہونے پر مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس دعا کو آغاز و انجام کے نیک ہونے اور خاص نصرت الٰہی کی دعا کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا (بنی اسرائیل:81)

اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

برکتوں والی جگہ پر داخل کر

رَبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ (المومنون:30)

اے میرے ربّ! تُو مجھے ایک مبارک اُترنے کی جگہ پر اتار اور تُو اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ہم و غم دور کرنے کے لئے صبح و شام پڑھنے کی دعا

حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ (التوبہ:129)

میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِیۡمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالۡاِسۡلَامِ رَبِّیۡ وَرَبُّکَ اللّٰہُ، ھِلَالُ خَیۡرٍ وَّ رُشۡدٍ، ھِلَالُ خَیۡرٍ وَّرُشۡدٍ، ھِلَالُ خَیۡرٍ وَّرُشۡدٍ، اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَکَ

(ترمذی الدعوات و حاکم الدعاء)

ترجمہ:- اے اللہ! اس (چاند) کو ہم پر امن و سلامتی اور ایمان و اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ یہ چاند خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند، خیر و بھلائی کا چاند، مَیں اُس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

نئی جگہ اور نئے دَور میں داخل ہونے کی ایک اور دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ خَیرَ المَولِجِ، وَخَیرَ المَخرَجِ بِسمِ اللّٰہِ وَلَجنَا وَبِسمِ اللّٰہِ خَرَجنَا، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلنَا (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں تجھ سے نئی جگہ و دور میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم (نئی جگہ و دور) میں داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم (پرانی جگہ سے) نکلے اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے ہم نے توکل کیا۔

سال کے بابرکت ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔ اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا جَنَاھَا وَحَبِّبنَا اِلٰی اَھلِھَا وَحَبِّب صَالِحِیْ اَھلِھَا اِلَینَا (مستدرك حاکم)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے اس سال میں برکت رکھ دے۔ اے اللہ! ہمیں اس سال میں برکت بخش۔ اے اللہ! ہمارے لئے اس سال میں برکت کے سامان مہیا کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس بستی کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

نئے دن میں داخل ہونے کی دعا

رَبِّ اَساَلُكَ خَیرَ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَخَیرَ مَا بَعدَہٗ، وَاَعُوذُبِكَ مِن شَرِّ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَ شَرِّ مَا بَعدَہٗ، رَبِّ اَعُوذُبِكَ مِنَ الکَسَلِ وَسُوءِ الکِبَرِ، رَبِّ اَعُوذُبِكَ مِن عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی القَبرِ (مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مَیں تجھ سے اِس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی اور مَیں تجھ سے اس دن کے شرّ کی پناہ مانگتا ہوں اور اِس کے بعد کی برائی سے بھی۔ اے میرے ربّ! مَیں سُستی اور تکبّر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میرے پروردگار! مَیں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

آنحضور ﷺ نے اس دعا میں الیوم کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ الیوم کی جگہ ھذہٖ السنۃ یعنی اس سال کا بھی کہہ کر دعا ہو سکتی ہے۔

صبح و شام کی دعائیں

• آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کو صبح و شام پڑھنے اور اپنے ان اوقات کو بابرکت بنانے کے لئے بہت سی دعائیں سکھلائیں ان میں سے دو دعائیں تحریر ہیں۔

• حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ روزانہ صبح اور شام کچھ دُعائیہ کلمات ضرور پڑھتے تھے۔ اُن میں سے ایک دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسألُکَ العَافِیَۃَ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسألُکَ العَفوَ وَالعَافِیَۃَ فِی دِینِی وَدُنیَایَ، وَاَھلِی وَمَالِی، اَللّٰھُمَّ استُر عَورَاتِی، وَآمِن رَوعَاتِی، اَللّٰھُمَّ احفَظنِی مِن بَینِ یَدَیَّ وَمِن خَلفِی وَعَن یَمِینِی وَعَن شِمَالِی وَمِن فَوقِی، وَاَعُوذُ بِعَظمَتِکَ اَن اُغتَالَ مِن تَحتِی (ابوداؤد)

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے دین و دنیا، مال و گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔ اے اللہ! میرے آگے پیچھے اور میرے دائیں بائیں اور میرے اوپر سے خود میری حفاظت فرما اور مَیں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ مَیں اپنے ماتحتوں سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہوں۔

• حضرت ابو بکرؓ روزانہ صبح و شام تین مرتبہ یہ دُعائیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے کہ مَیں نے رسول کریم ﷺ کو یہ دُعائیں پڑھتے سُنا۔ اس لئے مجھے پسند ہے کہ یہ دُعائیں پڑھ کر آپ کی سنّت قائم کروں۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

(i) اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَدَنِی اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی سَمعِی، اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَصَرِی، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ

ترجمہ:- اے اللہ! میرے جسم کو عافیت دے۔ اے اللہ! میری سماعت کی حفاظت فرما۔ مولیٰ! میری آنکھ کی بھی خود حفاظت فرما، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(ii) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الکُفرِ وَالفَقرِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن عَذَابِ القَبرِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں کفر اور افلاس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! مَیں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

بُرے وقت سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن یَومِ السُّوءِ وَمِن لَیلَۃِ السُّوءِ وَمِن سَاعَۃِ السُّوءِ، وَمِن صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِن جَارِ السُّوءِ، فِی دَارِ المُقَامَۃِ (طبرانی جلد 17 صفحہ 294 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں تجھ سے برے دن اور بری رات اور برے وقت سے پناہ مانگتا ہوں اور برے ساتھی اور اپنی رہائش کی جگہ میں برے ہمسائے سے بھی۔

اہلِ بیت اور امت کی روزی میں برکت کے لئے دُعا

اَللّٰھُمَّ اجعَل رِزقَ آلِ مُحَمَّدٍ فِی الدُّنیَا قُوتًا (مسلم کتاب الزکوۃ باب فی الکفف)

ترجمہ:- اے اللہ! آل محمدؐ کو دنیا میں قُوت لایموت (زندہ رہنے کے لئے کم از کم روزی) سے محروم نہ کرنا۔

* حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسے موقع پر دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا
"ہر مہینہ اپنے اندر خیر اور شر کے لوازم رکھتا ہے اس لئے دعا کرنی چاہئے۔"
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 323)

سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، تینوں قل اور درود شریف کا ورد

ایسے مواقع پر فاتحہ، آیۃ الکرسی تینوں قل اور درود شریف کثرت سے پڑھنا بھی مفید اور کار آمد ثابت ہوسکتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ (البقرہ:128)

اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو نیا اسلامی سال 1444 ہجری قمری مبارک کرے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 جولائی 2022ء)

﴾123﴿

جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں اور نظام جماعت میں ان کا انمٹ کردار

لجنہ اماء اللہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر خراج تحسین

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں کا لگا ہوا جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعت احمدیہ کے تمام طبقوں اور ذیلی تنظیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام ذیلی تنظیموں کے اپنے اپنے رسائل اور ذرائع ابلاغ موجود ہیں جو اپنے دائرہ کار میں تعلیم و تربیت کا بھرپور کام کرتے ہیں۔ لیکن روزنامہ الفضل تو انصار بھائیوں، اپنی لجنہ اماء اللہ میں شامل بہنوں، خدام اور بچے بچیوں (اطفال و ناصرات) اور اب واقفین / واقفات نو کے ساتھ ساتھ واقفین زندگی کے لئے بھی حصہ رسدی کے طور پر ضروری، مفید اور اہم مواد مہیا کرتا چلا آرہا ہے۔

پاکستان میں کچھ عرصہ سے بعض شرپسند عناصر کی شہہ پر حکومتی جبری پابندیوں کی وجہ سے ذیلی تنظیموں کے آرگنز شائع نہیں ہو رہے۔ اور اُدھر لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے دنیا بھر میں پھیلی لجنہ اماء اللہ کو اپنی ذیلی تنظیم کے صد سالہ جوبلی کے موقع پر ’’مبارک صد مبارک‘‘ پیش ہے۔

اندریں حالات خاکسار نے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر جلسہ کے تینوں روز ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے روزنامہ الفضل آن لائن کی طرف سے خصوصی نمبرز شائع کرنے کی اجازت چاہی۔ جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ چنانچہ ادارہ الفضل آن لائن نے ان نمبرز کے شیڈیول کو اس طرح ترتیب دیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

- 1-2/اگست: لجنہ اماء اللہ کا خصوصی نمبر
- 3/اگست: لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 4/اگست: مجلس خدام الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 5/اگست: مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 6 اور 8/اگست: مجلس انصار اللہ کا خصوصی نمبر

نظام جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کی اہمیت و افادیت مسلّمہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مضبوط و مربوط بنیاد بہم پہنچانے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا۔ سب سے قبل احمدی خواتین کے لئے لجنہ اماء اللہ کے نام سے تنظیم بنائی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت احسن رنگ میں ہو جائے تو آگے جماعت کی نئی پود اور نسل کی اصلاح کے انتظامات احسن رنگ میں طے ہو جائیں گے۔ بعد ازاں بالترتیب خدام اور انصار کی ذیلی تنظیمیں تشکیل دینے کے بعد جب اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد حضورؓ نے رکھی تو آپؓ نے فرمایا۔

”میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو میں مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ ہیں اور تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں اور چوتھی لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔“ (الفضل 30 جولائی 1945ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے اس ارشاد میں نہایت حکمت کے ساتھ جماعت کو یہ درس دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک عمارت ہے اور یہ چاروں تنظیمیں اس کی چار مضبوط دیواریں ہیں۔ ہم بالعموم مشاہدہ کرتے ہیں کہ عمارت یا کوئی چھت چار دیواروں پر ہی کھڑی ہوتی ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دیواروں کی تعمیر کا کام بنیاد سے شروع ہوتا ہے۔ بلند و بالا عمارت تعمیر کرتے وقت بنیاد کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ کنکریٹ اور لوہے کے سریے سے ان کو مضبوط بنایا جاتا ہے اور پھر اس پر پہلی اینٹ سیدھی کر کے رکھی جاتی ہے۔ اسے پوری محنت کے ساتھ معمار سوتر اور سیدھا کرنے کا

پیمانہ لگا کر سیدھا کر رہا ہوتا ہے حالانکہ اس اینٹ نے مٹی کے اندر چھپ جانا ہوتا ہے۔ اور damp proof کے اوپر جا کر وہی معمار بڑی تیزی سے اینٹوں پر اینٹیں جڑتا چلا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسے سوتر سے سیدھا بھی نہیں کرنا پڑتا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی پہلی اینٹ جب معمار ٹیڑھی لگا دے تو اگر دیوار ثریا تک بھی چلی جائے ٹیڑھی ہی ہو گی۔

خاکسار کے اصل مدعا کو اسی شعر میں بیان کر دیا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ معمار دیوار تعمیر کرتے وقت کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ نہیں جڑتا بلکہ دو اینٹوں کے درمیانی حصے پر اگلے در کی اینٹ رکھتا ہے تا دیوار مضبوط ہوتی جائے۔ پھر ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک دیوار کے آخری حصے کو دوسری دیوار کے داڑھے (خلا) کے ساتھ پیوست کرتا جاتا ہے۔ تا ایک دیوار دوسری دیوار کے ساتھ اپنا تعلق مضبوطی سے جوڑ لے۔ پرانے وقتوں میں جب پورا گھر تعمیر کرنے کے لیے مالک مکان کے پاس رقم دستیاب نہ ہوتی تھی اور وہ وقفوں وقفوں میں گھر تعمیر کرتا تھا تو وہ دیوار کے آخری حصے میں مستقبل میں بنائی جانے والی دیوار کے لیے اینٹیں نکلی ہوئی چھوڑ دیتا تھا جسے ہم داڑھے بولتے تھے اور ان کے ذریعہ سیڑھی کا کام لے کر ہم چھتوں پر بھی چڑھ جایا کرتے تھے۔ یہ دراصل آئندہ عمارت کو مکمل کرنے کے لئے چھوڑے جاتے تھے۔ کہ تعمیر کے وقت اگلی دیوار اس کے خلا میں مضبوطی کے ساتھ پیوست ہو جائے۔

پھر ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ سال دو سال یا چند سالوں کے بعد حسب توفیق دیواروں کی مرمتیں بھی ضرور کروائی جاتی ہیں اور ڈسٹیمپر اور قلعی وغیرہ بھی کراوئی جاتی ہے۔ یہ سب عمل دیواروں کی مضبوطی کے لئے کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ اگر دیواریں مضبوط رہیں گی تو چھت بھی مضبوط ہو گی اور بالائی منزل بھی اس پر قائم ہو سکے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اطفال الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج میں جماعت کی چاروں دیواریں مکمل کر رہا ہوں۔ اس مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو من حیث الجماعت عمارت اور ذیلی تنظیموں کو دیواریں قرار دے کر ذیلی تنظیموں کے ممبران و ممبرات کو سمجھایا ہے کہ آپ جماعت کے ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ تنظیموں کے ممبرز بھی ہیں اور ذیلی تنظیموں کے ممبرز ہونے کے ناطے جماعت احمدیہ کی مضبوط اور بلند و بالا عمارت سے پہلے دیواروں کو مضبوط کرنا ہے اور مسلسل کرتے چلے جانا ہے۔ تا اس کے ذریعہ جماعت کی عمارت اور چھت مضبوط ہو جو آپ کا روحانی مسکن ہے۔

خاکسار نے مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہونے کے ناطے یہ محسوس کیا ہے کہ جن جماعتوں میں ذیلی تنظیمیں فعال اور active ہیں وہاں کی جماعتیں بھی مضبوط ہیں اور ترقی کر رہی ہیں۔ اس کا ایک دوسرا اینگل (زاویہ) بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ میرے مشاہدہ کے مطابق جہاں جہاں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ فعال ہیں اور وضع کردہ تمام اصولوں کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو فعال رکھے ہوئے ہیں اور ان بچوں کی تعلیم و تربیت جماعتی اصولوں اور قواعد کے مطابق ہو رہی ہے تو وہ بچے یا بچیاں جب بڑے ہو کر لجنہ کی ممبرز اور خدام الاحمدیہ اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انصار اللہ کے ممبرز بنتے ہیں تو بچپن کی اصلاح اور حاصل کی گئی تعلیم بڑے ہونے تک کام آتی ہے۔ اور وہ جماعتی خدمات کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں۔ بچے معمار بن کر جماعتی عمارت تعمیر کرتے ہیں اور ان کی بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت عمارت کو مضبوط کرنے کے لیے سیمنٹ اور سریے کا کام کر رہی ہوتی ہے اور جہاں تک بچیوں یعنی ناصرات کا تعلق ہے تو وہ مستقبل کی مائیں بن کر بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت کو اپنی اولاد اور نسل پر لاگو کر کے اور ان قیمتی پتھروں کو تراش خراش کر اور ہیرے بنا کر جماعت کی انگشتری کا حصہ بناتی ہیں۔ ایسی بچیاں اور ایسے بچے بڑے

ہو کر دنیا کے جس کونے میں بھی چلے جائیں وہاں جا کر اپنے خوبصورت اور حسین اعمال سے وہاں کی فضاؤں کو معطر کر دیتے ہیں اور ان کے ذریعہ ایک نئی زندگی جماعتوں کو ملتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میرے دارالذکر لاہور میں قیام کے دوران ایک مذہبی جماعت کے کچھ لوگ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات اور تعارف لینے کے لیے دار الذکر آئے تو خاکسار کی طرف سے گفتگو مکمل ہونے پر مہمان جماعت کے لاہور ونگ کے جنرل سیکرٹری نے جماعت احمدیہ کے بارے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر بولے کہ آپ کی جماعت میں کچھ وادھے (اضافے اور خوبیاں) بھی ہیں۔ ایک تو سرکاری دفاتر میں احمدی اپنے اخلاق و اطوار اور کردار کی وجہ سے نمایاں نظر آتا ہے وہ وقت پر نماز پڑھتا ہے، جھوٹ نہیں بولتا، رشوت نہیں لیتا اور اپنے کام سے دیانت دار ہے۔ اور دوم یہ کہ آپ کا ننھا بچہ جب معمولی چلنے اور باہر دروازہ کی دہلیز تک آنے کے قابل ہوتا ہے تو باہر آپ کی تنظیم کے لوگ اس کو سینے سے لگانے اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے موجود ہوتے ہیں گویا گھر کے اندر افراد خانہ تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور باہر افراد جماعت۔

لجنہ کو خراج تحسین

چونکہ 2022ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو 100 سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے اپنی تحریر کا رُخ لجنہ اماء اللہ تنظیم کی طرف موڑتے ہوئے اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرنا ہوگا کہ یہ تنظیم اپنے عظیم بانیؓ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آغاز سے ہی فعال رہی ہے اور دنیا بھر میں تمام مقامات پر کارہائے نمایاں سر انجام دے کر جماعت کو ایسے سپوت مہیا کئے ہیں اور آج بھی مسلسل کر رہی ہے جو جماعت احمدیہ کے لئے نیک نامی کا باعث ہیں اور جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے روحانی نظام ''خلافت احمدیہ'' کی حفاظت اور مضبوطی کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔

میں نے پاکستان میں لاہور، پشاور، اسلام آباد، بدّوملہی اور پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خدمات بجا لانے کے علاوہ ربوہ میں قیام کے دوران اور بیرون پاکستان سیرالیون، برطانیہ میں لجنہ

تنظیم کو دوسری تنظیموں سے زیادہ فعال پایا۔ اور آج کل الفضل آن لائن کی ترتیب و آرائش، تشہیر، اس کی پروف ریڈنگ کرنے اور مضامین کو اخبار کا حصہ بنانے کے لئے مرد خدمت گزاروں کے شانہ بشانہ خواتین خدمت گزار جو کام کر رہی ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان خدمت کرنے والی خواتین کی تعلیم و تربیت بچپن میں ایسی ناصرات کی تنظیم میں ہوئی جو بہت فعال تھیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآء۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھُمْ وَاَیَّدَھُمْ وَبَارِکْ فِیْ سَعْیِھِمْ

* جناب عبد الحمید قریشی (نامور صحافی) "احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ نسل سے زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی" کے عنوان کے تحت لجنہ اماء اللہ کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں اور اس طرح پر ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرور زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔"

(اخبار تنظیم۔ امر تسر 28 دسمبر 1926ء بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے (اغیار کی نظر میں) از حنیف احمد محمود صفحہ 90-100)

• حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن، چھوٹے بڑے، بزرگ اور نوجوانوں کی مختلف تنظیمیں بنا کے جب آپس میں باندھ دیا اور اس کے شیریں ثمرات نظر آنے لگے تو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بد نامی کی حد تک مشہور مجلس احرار کے ترجمان اخبار "زمزم" نے جماعت کی اس قابل رشک تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بے حد

حسرت و یاس سے لکھا۔ درج ذیل تحریر سے ان کی بے چارگی تو ظاہر ہوتی ہی ہے لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے یہ الفاظ جماعت احمدیہ کے نظام کی کامیابی اور پختگی کو تسلیم کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ لامحالہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے لیے تائید و نصرت کا ایک اور نشان ہیں۔

”ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم اور تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں آوارہ، منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ، محدود و محصور اور مضبوط اور منظّم ہیں ایک حلقہ احمدیت ہے۔ اس میں چھوٹا، بڑا، زن و مرد، بچہ بوڑھا، ہر احمدی مرکز ”نبوت“ پر مرکوز مجتمع ہے۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں۔ اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر اس کا جداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کا جدا نظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں۔ میں ان واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اُٹھنے اور منظّم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے متعدد مورچوں کے مقابلہ میں کوئی ایک مورچہ لگایا۔ حریف نے عورتوں کو میدان جہاد میں لا کھڑا کیا۔ میرے نزدیک ہماری ذلت اور رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔“

(زمزم لاہور 23 جنوری 1945ء بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے (اغیار کی نظر میں) از حنیف احمد محمود صفحہ 100-101)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تمام ممالک کی تنظیموں کو آزاد کر کے اپنے ماتحت لینے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر تین تنظیموں کے نظام کو مزید مضبوط و مربوط کرنے کے لئے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے لجنہ، برائے خدام اور برائے انصار مقرر فرمایا تو کام میں جہاں جدّت پیدا ہوئی وہاں کام میں بہتری بھی آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ

اللہ تعالیٰ ہمیں نظام سلسلہ کا فعال کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 اگست 2022ء)

﴿124﴾

حسن اور حسین جوانانِ جنت کے سردار اور دنیا کے میرے دو پھول ہیں (حضرت محمدؐ)

قسط اول

یوں تو سارے سال، مہینے اور ایام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن بعض ایام ایسے ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ ”ایام اللہ“ کہلاتے ہیں۔ انہی دنوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ ابراہیم میں فرماتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کے ایام یاد دلایا کرو۔

محرم کے ایام بھی ان ایام اللہ میں شامل ہیں جن سے بعض خاص الٰہی نشان اور خاص یادیں وابستہ ہیں اور آخری زمانہ میں رونما ہونے والے واقعات پر مشتمل پیشگوئیاں اس ماہ سے خاص تعلق رکھتی ہے۔

محرم جس کے معنی حرمت والا، تعظیم کیا گیا کے ہیں۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ تاریخ کے اعتبار سے جو دو تکلیف دہ واقعات اس مہینہ میں رونما ہوئے وہ دو عظیم شہادتیں ہیں۔ یکم محرم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور 10 محرم 61ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی جس کا منظر آنحضور ﷺ کو ان کی زندگی میں رویا میں دکھلا دیا گیا تھا۔ روایت میں ہے کہ ایک خاتون حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس آئیں تو ان کو روتے ہوئے پاکر وجہ پوچھی تو حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رویا میں دیکھا کہ آپؐ کا سر اور داڑھی خاک آلود تھی۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! یہ کیفیت کیوں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی حسینؓ کی شہادت کا منظر دیکھا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین)

حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ شہید کیا جائے گا۔ (تہذیب التہذیب جلد2، صفحہ 315، بیروت)

اسی طرح کے الفاظ "الامام الحسین" مؤلفہ عبدالواحد الخیاری الجزائری صفحہ 314، 315 میں بھی درج ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ نے آپ کی شہادت کا منصوبہ بنایا تو گورنر کوفہ عبداللہ بن زیاد کو اس کام پر مامور کیا۔ اس نے مفتی وقت، چیف جسٹس قاضی القضاۃ شریح کو طلب کر کے حضرت حسینؓ کے واجب القتل ہونے کے فتویٰ کے لئے کہا۔ قاضی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب گورنر کوفہ ابن زیاد نے اسی رات سونے کی چند تھیلیاں اس کے گھر بھجوادیں۔ صبح ہوتے ہی قاضی شریح نے کہا کہ میں نے رات اس پر بہت غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ "حسین بن علی دین رسولؐ سے خارج ہو گیا ہے لہٰذا وہ واجب القتل ہے" چنانچہ اس نے قلم اٹھایا اور آپؓ کے قتل کا فتویٰ تحریر کر دیا اور اس پر ایک سو قاضیوں اور مفتیوں نے مہریں لگائیں اور سر فہرست قاضی شریح کا نام تھا۔

(جواہر الکلام از حاجی مرزا حسن، صفحہ 88 مطبع علمی تبریز ایران)

حضرت امام حسینؓ کا عالی مقام

ایک دن حضرت رسول اکرم ﷺ حالت سجدہ میں تھے کہ حسینؓ آپؐ کی پشت پر سوار ہو گئے۔ جب تک حسینؓ اتر نہ گئے آپؐ نے سجدے سے اپنا سر نہ اٹھایا۔ حضرت امام حسینؓ سے حضورؐ کی محبت اور قلبی تعلق کا اندازہ ان الفاظ سے کیا جا سکتا ہے کہ

"حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں"

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد2 زیر لفظ حسین بن علی ناشر داراحیاء بیروت)

پھر فرمایا اے اللہ! میں ان دونوں (حسنؓ اور حسینؓ) کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اے اللہ! انہیں محبوب رکھ اور جو انہیں محبوب رکھے تو انہیں بھی محبوب رکھ۔ (اسد الغابہ جلد2 زیر لفظ حسین)

پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا یہ میرے دونوں فرزند دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

(اسد الغابہ جلد 2 زیر لفظ حسین)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑہ اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے... مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 544-546)

آل محمدؐ اور اہل بیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ترجمہ: میری جان و دل حضرت محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 97)

پھر فرمایا:

"اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الھدیٰ تھے وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت ﷺ کے آل تھے۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 364-365 حاشیہ)

پھر فرمایا:

"حضرت امام حسین سید المظلومین تھے۔"

(ترجمہ عربی عبارت۔ سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 353)

عقیدت بھری کہانی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول پاک ﷺ کے ساتھ عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو آپ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا "آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں" پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو

رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

”یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔“

اس وقت آپؓ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور آنحضرت ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔“ (سیرۃ طیبہ صفحہ 36)

خدا نے امام حسینؓ کا بدلہ لے لیا

ایک دوست جو شیعہ تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

”آپ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ امام حسین سے جو کچھ ہوا خدا تعالیٰ نے اس کا کیسے بدلہ لیا۔ یزید کے مرنے پر اس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا گیا۔ اس نے پہلا کام یہ کیا کہ لوگوں کو جمع کیا اور کہا اے لوگو تم نے مجھے بادشاہ تو بنایا ہے۔ مگر میں اس کا حقدار نہیں۔ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ تم ان کو بادشاہ بنالو اور اگر ان کو نہیں بناتے تو یہ خلافت پڑی ہے۔ انہوں نے اس کو بہت مجبور کیا۔ لیکن یزید کے بیٹے نے جو ایک نہایت نیک انسان تھا کہا کہ میں اس کا حقدار نہیں ہوں۔ جب گھر آیا تو گھر والوں نے کہا کہ تم نے تو خاندان کی ناک کاٹ دی ہے۔

اس نے کہا میں نے ناک کاٹی نہیں بلکہ ناک لگا دی ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے امام حسین کا بدلہ لے لیا۔“ (روزنامہ الفضل ربوہ، 5 جولائی 1960ء)

ایران کے نامور مؤلف علامہ السید صدر الدین صدر نے (بحوالہ تفسیر نیشاپوری، صفحہ 440) اہلبیت نبوی ﷺ کی نسبت حسب ذیل آنحضرت ﷺ کی قدیم الہامی پیشگوئی کتاب المہدی میں درج فرمائی ہے:

وہ لکھتے ہیں:

"پیغمبر اکرم ﷺ نے خیبر کے دن پرچم علیؓ بن ابی طالب کے سپرد کیا اور خدا تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے ہاتھ سے فتح اور کامیابی کے سامان پیدا کئے۔ بعد ازاں رسولؐ خدا نے غدیر خم کے دن لوگوں میں اعلان کیا، علی ابن ابی طالب ہر مومن و مومنہ مرد وزن کے آقا (سردار) ہیں اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے بعض فضائل بیان فرمائے۔ حتیٰ کہ فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ علی، فاطمہ اور حسنین میرے بعد مظلوم ہو جائیں گے۔

یہ مظلومیت کی حالت باقی رہے گی یہاں تک کہ ان کا قائم کھڑا ہو۔ اس (بعثت قائم) کے بعد ان کی بات ہر بات پر فائق ہو جائے گی۔ امت ان کی محبت اور دوستی پر متفق ہو جائے گی۔ ان کی ملامت کرنے والے قلیل اور ان کے دشمن ذلیل ہو جائیں گے ان کی مدح کرنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت ہو گا جب شہروں میں تغیر و تبدل رونما ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے مومن بندے ضعیف ہو جائیں گے اور آنحضرت (امام قائم) کے ظہور سے ناامید ہو جائیں گے اس وقت مہدی قائم جو میرے فرزندوں میں سے ہیں، ایک جماعت کے ساتھ ظہور فرمائیں گے۔ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ حق کو ظاہر کرے گا اور ان کی شمشیروں کے ذریعہ باطل کو مٹا دے گا۔

بعد ازاں فرمایا اے لوگو! تمہیں (مہدی) کے آشکار ہونے (یعنی ظہور) کی خوشخبری ہو کیونکہ خدا کا وعدہ برحق ثابت ہو گا۔ قضا و قدر کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ خدا تعالیٰ حکم کرنے والا اور باخبر ہے۔ خدا تعالیٰ کی (طرف سے) فتح اور غلبہ قریب ہے۔"

(کتاب المہدی، مؤلفہ علامہ السید صدر الدین صدر، ناشر مکتبہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران 1966ء صفحہ 18)

اوصاف و فضائل حضرت حسینؓ

سید الشہداء حضرت امام حسینؓ، آنحضور ﷺ کے نواسے، شیر خدا حضرت علیؓ اور خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کے بیٹے تھے جو مدینہ منورہ میں 5 شعبان 4ھ بمطابق 20 جنوری 626ء کو پیدا ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کے کان میں اذان دی اور حسین نام رکھا۔ یہ نام زمانہ جاہلیت میں کسی کا نہ تھا۔ (سر اعلان النبلاء، از علامہ ذہبی، صفحہ 188 اور اسد الغابہ جلد،2 زیر لفظ حسین)

سیدنا حضرت امام حسینؓ عابد شب بیدار تھے۔ کثرت سے روزہ رکھنا آپ کا معمول تھا۔

(العقد الفرید جلد 15 صفحہ 133 از علامہ احمد بن محمد)

آپ فرمایا کرتے تھے ”سچائی عزت، جھوٹ عجز، رازامانت، ہمسائیگی قرابت، معونت دوستی، عمل تجربہ، حسن خلق عبادت، خاموشی زینت، بخل فقر، سخاوت غنا اور نرمی فرزانگی ہے۔“

(تاریخ الیعقوبی جلد2، صفحہ 246)

آپؓ عالم و فاضل، بہت روزہ رکھنے والے بہت نمازیں پڑھنے والے، حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اور تمام اعمال حسنہ کثرت سے بجالانے والے تھے۔ انہوں نے 25 حج پیدل جا کر کئے۔ (اسد الغابہ جلد2، صفحہ 20، ابن اثیر جزری)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اگست 2022ء)

﴿125﴾

حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار
اور دنیا کے میرے دو پھول ہیں (حضرت محمدؐ)
قسط دوم

محرم کے مہینہ میں بکثرت درود شریف پڑھنے کی ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24/اکتوبر 1982ء کو ایک مجلس عرفان میں جماعت احمدیہ کو خاص توجہ سے ان دنوں درود پڑھنے کی تاکید یوں فرمائی:

"آجکل محرم کے دن ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بڑی ضروری بات میں جماعت کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ ہر عاشق کو ایک روحانی تعلق ہونا چاہئے۔ یہ جو اختلافی مسائل ہیں یہ بالکل اور بات ہے۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے اہل بیت سے عشق، یہ بالکل اور معاملہ ہے۔ یہ ایک لافانی مسئلہ ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس طرف خاص توجہ کرے اور ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے اہل بیت پر بکثرت درود بھیجے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی یہ جسمانی اولاد آپؐ کی روحانی اولاد بھی تھی، صرف جسمانی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے نورٌ علیٰ نور کا منظر نظر آتا ہے۔ حضرت امام حسنؓ کیا حضرت امام حسینؓ کیا اور باقی بہت سے ائمہ جو آپؐ کی نسل سے بعد میں پیدا ہوئے بہت بڑے بزرگ تھے اور عظیم الشان روحانی مصالح کو سمجھنے والے، صاحب کشف والہام تھے"

(روزنامہ الفضل ربوہ، 25 مئی 1983ء)

فرعون کی ہلاکت

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے 1400 سال قبل خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”محرم کا مہینہ ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور میری امت کے خلاف بھی ایک فرعون کو خدا ہلاک کرے گا۔“

درمنثور کی روایت میں تو یہاں تک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو بدھ کے روز ہلاک کیا۔ دوسرا فرعون بھی محرم میں بدھ کے روز ہلاک ہوگا اور آخرین کو اس کے مظالم سے نجات ملے گی۔ (درمنثور جلد 6، صفحہ 135)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد کسی مہینے میں روزے رکھنے ہوں تو محرم میں رکھو کیونکہ یہ شھر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں اللہ نے ایک قوم پر رحمت نازل کی تھی اور ایک اور قوم پر بھی اس ماہ میں رحمت نازل فرمائے گا۔

(جامع ترمذی، کتاب الصوم، باب صوم المحرم)

یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے 3 محرم 1409ھ بروز بدھ کو ایک معاند حق سے نجات عطا فرمائی اور اب بھی ترقیات و فتوحات کے دروازے کھولتا چلا جارہا ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس وقت بھی جماعت احمدیہ کا مرکز ایک دریا یعنی دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔ رویا میں حضرت مسیح موعود کو دریائے نیل دکھلایا گیا۔ جس کا منبع چاند کی پہاڑیاں نامی جگہ ہے ویسے ہی چناب دراصل چن آب ہے۔

صلح اور بھائی چارے کا پیغام

محرم الحرام سے جو مناسبت حضرت حسینؓ کی ہے اس میں ایک اور لطیف مضمون مضمر ہے اور وہ صلح، امن، آشتی اور بھائی چارے کا مضمون ہے اور یہ مضمون حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام اور آپ کے کردار میں پنہاں ہے۔

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حسینؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے ہم نے کہا حرب۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسین ہو گا۔ (اسد الغابہ جلد2 صفحہ 18 ابن اثیر جزری)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کردار تو ظاہر و باہر ہے کہ آپ نے قیام امن اور صلح و آشتی کے علم کو بلند رکھا۔

2005ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت سے جن نیکیوں کے اپنانے کی توقع ظاہر فرمائی، ان میں صلح، صفائی اور پیار و محبت کی فضا پیدا کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”میاں بیوی کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والے، صلح کی کوشش کرنے والے اور بھائیوں کو معاف کرنے والے بن جائیں گے“ (روزنامہ الفضل ربوہ 3 جنوری 2006ء)

ایک عظیم سبق

جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ محرم اسلامی کیلنڈر ہجری تقویم کا پہلا مہینہ ہے گویا کہ نئے سال کا آغاز اس ماہ سے ہوتا ہے اور ہجری تقویم کا نیا سال 1444ھ ہمارا استقبال کر رہا ہے۔ ویسے تو تمام دن، تمام دور ایک جیسے ہوتے ہیں اور خدا کے بنائے ہوئے ہیں مگر بعض دنوں کو یا بعض ادوار کو تاریخی واقعات کے لحاظ سے اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔

اس لئے نئے سال یعنی محرم کی یکم نئے عزم اور ولولہ کی تجدید کا وقت ہے۔ بچے نئی کلاسوں میں جاتے وقت خوشی اور نئے عزم کے ساتھ نئے عہد باندھ رہے ہوتے ہیں اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کو خیر باد کہہ رہے ہوتے ہیں اور ایک نئی ہمت، نئے ولولہ اور نئے جوش کے ساتھ نیک تمناؤں کے ساتھ زندگی کی نئی سیڑھی پر قدم رکھ دیتے ہیں۔ بعینہٖ اس نئے سال کے آغاز پر اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ ان کو اپنے سے جدا کرنا ہے اور دعاؤں

کے ساتھ نیکیوں کے نئے عزم کے ساتھ شکر کے جذبات کے ساتھ اس نئے سال میں داخل ہونا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2005ء کے اخیر میں 30 دسمبر کو قادیان دارالامان سے خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ نئے سال کا آغاز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے کریں تا مزید انعامات نازل ہوں۔

نیز فرمایا تھا کہ ہر احمدی کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا چلا جائے کیونکہ شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مزید نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس لئے شکر گذاری کرتے ہوئے نیکیوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں بکثرت آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر اور درود کو ہمیشہ کیلئے زندگی کا حصہ بنالیں۔ پس آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے جھولیاں بھرنے کیلئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، 3 جنوری 2006ء)

اگر ہم ہر اسلامی سال اور عیسوی سال اور رمضان کے آغاز پر اگلی سیڑھی پر چڑھنے سے قبل اپنی بدیوں کو اور کم از کم ایک کمزوری کو خیر باد کہیں اور ایک نیکی کو اپنائیں تو اللہ کی طرف ہجرت بھی نیک اور دیرپا سامان پیدا کرے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے راستے میں جہاد کرنے والے، میری خاطر قربانیاں کرنے والے اور میری خاطر ہجرت کرنے والے، یہ بھی ایسے لوگ ہیں جو میرے قریبیوں میں سے ہیں جو میری رحمت سے وافر حصہ پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَجٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (البقرہ: 219) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ایمان کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کی شرط رکھی ہے اور یہ چیز پھر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلاتی ہے۔ یہاں ہجرت سے مراد صرف ایک جگہ کو چھوڑنا ہی نہیں ہے کہ ہمیں اس لئے اسے چھوڑنا پڑا کیونکہ ان نیکیوں کو بجالانے میں کسی خاص جگہ پر یا کسی شہر میں یا ملکوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ نفس کی خواہشوں کو چھوڑنے والے لوگ بھی اس زمرہ میں شامل ہیں جو اپنے نفس کو قربان کرنے والے ہیں، اپنی برائیوں کو ختم کر کے نیکیوں پر قائم ہونے والے ہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 5، صفحہ 67-68)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 336)

پھر فرمایا:

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 69)

پس محرم کے دنوں میں امن و آشتی کی تعلیم کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درج ذیل پیغام کو لے کر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

"آج جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے اسلام کی امن اور آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ پیش کریں۔ اور دنیا کے سامنے کھولیں کہ اسلام تو انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے۔" (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 131)

اس ناطہ سے ہم صلح و امن کا ماحول اپنے نفوس کے اندر بھی پیدا کریں، اپنے خاندانوں میں بھی، افراد جماعت میں بھی اور جماعت سے باہر بھی اور ہر احمدی امن کا پیغامبر بن کر ساری دنیا کو یہ پیغام دے رہا ہو۔

Love for all hatred for none

آج دنیا بھر میں دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ، خون خرابہ اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ خاندان کے اندر بھی نفرتیں پنپ رہی ہیں اور خاندان کے باہر بھی امن و سکون میسر نظر نہیں آتا۔ جماعت احمدیہ ان خوش نصیبوں میں شامل ہے۔ جو امن و سکون کے ماحول میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ اندرون جماعت افراد خانہ سے پیار و محبت سے رہنے کی تلقین و یاددہانی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے ہوتی رہی ہے اور جماعت احمدیہ کی تعلیم کہ کسی توڑ پھوڑ اور Agitation میں حصہ نہیں لینا اور ہمیشہ ملک و قوم کے خیر خواہ رہنا ہے کے مطابق بیرون جماعت بھی امن ہی محسوس کرتے ہیں کیونکہ امن، صلح، آشتی دراصل خلافت ہی کی شاخ سے پھوٹنے والے شگوفے ہیں اور خلافت کی یہ ایک بہت بڑی برکت ہے کہ اس کے ذریعہ امن قائم ہوتا ہے۔ اس برکت کو وسیع تر کرنے کے لئے آئندہ آنے والے سال میں خلافت سے وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر کر کے امن و صلح کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو ہم سب کے لئے، پوری جماعت کے لئے اور ساری دنیا کے لئے خیر و برکت کا موجب بنادے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اگست 2022ء)

﴾126﴿

بزہد وورع کوش وصدق وصفا ولیکن میفزائے بر مصطفٰی

یہ شعر شیخ سعدی کا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

ترک دنیا، پرہیز گاری اور صدق و صفا کے لئے ضرور کوشش کرتا رہ لیکن مصطفٰیؐ کے بتائے ہوئے طریقوں سے تجاوز نہ کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ سعدی کے اس شعر کو اپنی گفتگو میں بہت دفعہ استعمال فرمایا ہے۔ جیسے ایک موقع پر احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ کی کماحقہ' پیروی کرنے کی تلقین میں فرمایا کہ صدق و صفا اور پرہیز گاری کے طریقے ضرور اپنائے جائیں مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں سے آگے ہر گز نہ بڑھیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”میں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اَوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے۔ جن پر نبوّت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا، خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو۔ میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آسکتا، چنانچہ سعدی بھی آنحضرت ﷺ کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفٰی

آنحضرت ﷺ کی راہ کو تو نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور ارّہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت ﷺ کو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ فرمایا لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:22) آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلو ایک ذرّہ بھی ادھر یااُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔

غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ (الفاتحہ:7) میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے، کیونکہ **اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت ﷺ نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔"** (ملفوظات جلد اول صفحہ 323-324 ایڈیشن 2016ء)

اہلِ دنیا اپنی زبان میں اس عمل کو "حدّ ادب" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ دنیا میں جب اکثر جگہوں پر بادشاہت قائم تھی تو گستاخی کرنے والے کو "حدّ ادب" کہہ کر اس کی توجہ گستاخی کی طرف دلا کر اسے احتیاط کرنے کو کہا جاتا تھا کہ بادشاہ کے مقام و مرتبہ کے کچھ آداب ہیں۔ ان سے آگے نہ گزرو۔ گو یہ الفاظ روحانی دنیا میں سننے کو کم ملتے ہیں تاہم پیری فقیری، مریدی اور اولیاء،

اصفیاء وانبیاء میں ان کے بلند مقام و مرتبہ کو مدِ نظر رکھ کر ان کی عزت واحترام کرنے کا حکم ملتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے نبی کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔

آج ایشیائی ممالک بالخصوص پاکستان میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محبت اور فدائیت کے ایسے انوکھے طریق نظر آتے ہیں جن کا اسلام، اس کی تعلیمات اور حضرت محمد ﷺ کے معمولات زندگی سے دُور دُور تک کوئی مناسبت نہیں۔ ان طریقوں کے لئے بعض نام نہاد مولویوں، فقیروں نے دنیا میں سب سے پیاری جگہیں مساجد کا سہارا لے لیا ہے۔ اللہ کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والی بعض مساجد، درس گاہیں شرک کی آماجگاہ بن چکی ہیں۔ جہاں کسی نام نہاد بزرگ کو کرسی پر یا گدّی پر بٹھا کر یا مجمع میں کھڑا کر کے اس کے ارد گرد ناچا جاتا ہے۔ لڈیاں ڈالی جاتی ہیں۔ سجدے ہوتے ہیں اور غیر انسانی و غیر فطرتی حرکات کے ساتھ لوٹ پوٹ ہو کر یا سر کے بالوں کو بکھیر کر اس کے نزدیک جا کر اس نام نہاد بزرگ کو چوما جاتا ہے۔ بعض محفلوں میں تو عورتیں بھی پردہ کی رعایت نہ رکھتے ہوئے مردوں کے ساتھ گھل مل کر ایسی غیر اسلامی حرکات میں شامل ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت کا اظہار کر سکیں گے۔

ان جیسی محفلوں کے متعلق تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان میں نام نہاد بزرگوں کی بناوٹی تعظیم کی جاتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت وغیرہ کا عنصر شامل نہیں۔ لیکن میلاد النبیؐ کے مواقع پر جو جلوس نکالے جاتے ہیں۔ بچے گھروں کے باہر زمین پر کچھ مناظر بناتے ہیں۔ بعض فرقوں میں لوگ چند لمحوں کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ اب رسول پاکؐ کی آمد ہو رہی ہے۔ ان امور سے تو بظاہر حضرت محمدؐ کی کوئی تعظیم نہیں۔ اصل تعظیم و تکریم تو یہ ہے کہ ہم اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اس فعل، عمل اور حرکت کو حرز جان بنائیں جو ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے کی۔ یہی طریق ہمارے پیارے رسولؐ کے صحابہؓ کا تھا وہ آنحضور ﷺ کے ظاہری قدموں کی بھی پیروی کرتے تھے اور روحانی معنوں میں وہی افعال

کرتے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھتے۔ مثلاً آنحضور ﷺ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر کرتے، بات کو دہراتے، تو بے شمار صحابہؓ نے اس طریق کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیا تھا۔ آپؐ کی عبادت کے طریق کو صحابہؓ نے اپنایا۔ حضرت ابن عمرؓ تو ایک سفر کے دوران عین اس درخت کے قریب پہنچ کر قافلے سے الگ ہو کر اس درخت کے نیچے قضائے حاجت کے طریق پر بیٹھ گئے جہاں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کو آپؓ نے بیٹھے دیکھا تھا۔ حالانکہ آپؓ کو اس وقت قضائے حاجت کی ضرورت بھی محسوس نہ ہو رہی تھی۔

اور ہمیں بھی ایسے طُرق سے منع فرمایا جن کا اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ایک عورت جس نے اپنی چٹیوں کو چھت کے ساتھ ایک رسی سے باندھ لیا کہ نیند کے وقت کھچاؤ سے آنکھ کھل جائے گی اور میں عبادت کر لوں گی تو آنحضورؐ نے علم ہونے پر یہ کہتے ہوئے منع فرمادیا کہ اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور خود آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰی ﷺ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

پہلا حصہ عوام الناس، دوسرا حصہ اہل خانہ اور تیسرا حصہ خدائے عزوجل کے لئے۔

الغرض یہ تمام راستے اپنے آقا سے آگے بڑھنے کے لئے ہیں جو مناسب نہیں۔ آج توہین رسالت، توہین قرآن، توہین مذہب کی آڑ میں قتل وغارت روا رکھا جاتا ہے۔ گستاخیٔ رسول کے نام پر مر مٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس نبیؐ کی بیان فرمودہ تعلیمات کے برعکس عمل کرتے ہوئے جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ کذب بیانی بھی کرتے ہیں، دھوکہ دہی بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ توہین رسالت اور گستاخیٔ رسول نہیں مگر کسی اور کو گستاخی رسول کا نشانہ بنا کر توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگا کر حضرت محمد ﷺ کی خاطر کسی کو قتل بھی کر دیں گے جبکہ آنحضورؐ نے خود فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو اس حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو! ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نِرا زبان سے کہہ دینا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے۔ کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے **مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے**۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا۔ بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے، تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو۔ اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ **یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشّان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔**"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اگست 2022ء)

﴾127﴿

ایک تصحیح

Inverted Commas کا بلاوجہ استعمال

بعض دوست اپنے مضامین میں قرآنی آیات اور احادیث کے تراجم پر commas لگا دیتے ہیں۔ جو درست نہیں۔ کمپوزنگ اور پروف کرنے والے حضرات و خواتین بھی اس امر کو مدنظر نہیں رکھتے۔

نیز آیت یا حدیث کا حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کے معاً بعد لکھا کریں نہ کہ ترجمہ کے بعد۔ یہ حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کا ہے نہ کہ ترجمہ کا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اگست 2022ء)

﴿128﴾

ایک تصحیح

بعض دوست مضامین کمپوز کرتے وقت ”اور“ سے قبل Comma یا dash لگا دیتے ہیں جو غلط ہے۔ ”اور“ کا لفظ سابقہ فقرہ کو اگلے فقرہ سے ملا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے تسلسل ضروری ہے نہ کہ ، یا۔ سے فقرہ کو منقطع کرکے دوسرے فقرہ سے جوڑنا۔ بعض دوست Punctuations کا بلادریغ استعمال کرتے ہیں۔ تحریر کو سادہ رکھنا چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اگست 2022ء)

﴿129﴾

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے

الفضل آن لائن میں کچھ مضامین بالاقساط شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں ایک ’’ربط ہے جانِ محمد سے میری جان کو مدام‘‘ ہے۔ جس کے تحت امریکہ سے ہماری ایک مستقل قاری مسز امتہ الباری ناصر کسی ایک موضوع کو لے کر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے حقیقی خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات کو اکٹھا کر رہی ہیں۔ جو بہت مقبولیت پا رہے ہیں۔ ماہِ جون کی ایک قسط کو فائنل کرتے وقت حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر پر نظر پڑی اور اداریہ کے لئے ایک وسیع موضوع مل گیا۔

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریفِ نا مدار

اس شعر سے قبل کے بھی چند اشعار قابل ذکر ہیں۔

جنگِ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یاربّ ! سخت ہے یہ کارزار
ہر نبیٔ وقت نے اس جنگ کی دی تھی خبر
کر گئے وہ سب دعائیں باد و چشم اشکبار
اے خدا! شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

اور بعد کے اشعار میں اس جنگِ روحانی میں فتح پانے کے لئے اپنے جذبات کا ذکر ہے نیز فتح حاصل کرنے کے لئے اپنی تمناؤں کا اظہار اور اس کے لئے دعائیں ہیں۔

گو یہ نظم اس وقت کی ہے جب جاپان اور روس کی جنگ عروج پر تھی اور دنیا آگ کے انگاروں کی لپیٹ میں تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کو اس مادی جنگ کی تباہ کاریوں کی اتنی فکر نہ تھی جتنی زیادہ فکر روحانی جنگ سے تھی جو دشمن نامدار کی طرف سے اسلام پر حملوں کی صورت میں تھی۔ دشمن، اسلام پر بھرپور حملہ آور تھا اور مسلمانوں میں اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ایک شیر کی طرح مسلمانوں کی طرف سے ان عیسائیوں کے حملوں کا جواب دینے کے لئے للکار رہا تھا اور خود اپنے ارد گرد اپنے پیاروں کو اسلامی تعلیم سے آراستہ کر رہا تھا تا اس روحانی جنگ میں غیروں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ جو کیفیت اور اسلام کی ناگفتہ بہ حالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کی تھی۔ اس کا ذکر تو بعض شعراء نے یوں کیا ہے۔ جیسے الطاف حسین حالی نے مرثیہ یوں پڑھا۔

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتّی نہ دیا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضا ہے
فریاد ہے اَے کشتیِ اُمّت ! کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

مشہور اہل قلم عالم دین منشی سید شکیل احمد نے بارگاہ ایزدی میں یہ استغاثہ کیا ہے۔

دین احمدؐ کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے
قہر ہے اے میرے اللہ! یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدیٔ برحق نہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسیٰؑ کے اوترنے میں خدایا کیا ہے

رات دن فتنوں کی بوچھاڑ ہے بارش کی طرح
گر نہو تیری صیانت تو ٹھکانا کیا ہے

جو جذبہ دعوت الی اللہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر تھا وہ دیدنی تھا ایک دفعہ سید آل محمد صاحب امروہی نے آپؑ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکھٹا کر کہا۔ حضور! میں ایک خوشخبری لایا ہوں۔ حضورؑ نے حضرت مفتی محمد صادقؓ کو خوشخبری سننے کے لئے بھجوایا۔ جو ایک مباحثہ میں جیت کے متعلق تھی۔ حضورؑ نے جلالی انداز میں فرمایا کہ ان کے اسقدر زور سے دروازہ کھٹکھٹانے سے میں تو سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہو گیا ہے۔

- اسی طرح جب ایک دفعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلبہ کے درمیان کرکٹ کا میچ تھا اور والدین بھی حوصلہ افزائی کے لئے گراؤنڈ میں موجود تھے۔ آپؑ کے ایک صاحبزادے نے سادگی میں حضورؑ سے پوچھا کہ ابا! آپ کرکٹ پر نہیں گئے؟ اِن دنوں آپؑ سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے میں مصروف تھے۔ آپؑ نے جواب دیا کہ بیٹا! یہ لوگ تو کرکٹ کھیل کر واپس آ جائیں گے لیکن میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتب، لیکچرز اور تبلیغ کے ذریعہ اس روحانی جنگ میں حصہ لیا اور قریباً ہر میدان میں فتح پائی۔ آپؑ نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق یَضَعُ الْحَرب (بخاری) کرتے ہوئے تلوار کے جہاد کا التواء فرما کر قلم کے جہاد پر پوری توجہ دی۔ ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں اسلام پر ہونے والے حملوں کے مدلل جواب دئے۔ یہ حملے دراصل اسلام پر تبر کا کام کر رہے تھے۔ آپؑ اسلام کے بطل جلیل کے طور پر سامنے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کا بول بالا ہونے لگا اور اسلام کی فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ جس کا غیروں کو بھی اعتراف تھا۔

آپؑ کی وفات کے بعد اس روحانی جنگ کو آگے لے کر جانے کا بیڑہ خلفائے کرام نے اُٹھایا اور اپنے منصوبوں کے ذریعہ اس میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ اور آج خلافت احمدیہ کے

پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں گزشتہ 19 سالوں سے یہ مہم نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ سر ہو رہی ہے آپ کے دور میں اسلام، قرآن، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دنیا بھر میں پرنٹ و الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذریعہ جو حملے ہو رہے ہیں اور آپ خود بھی نہایت بہادری و جوانمردی سے اور اپنے سپہ سالاروں کے ذریعہ اس محاذ میں نہایت کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ کے دور میں سوشل میڈیا چونکہ بہت فعال ہو چکا ہے اور اس کے ذریعہ اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہمہ تن خلیفۃ المسیح کا ساتھ دیتے ہوئے اس روحانی جنگ میں حصہ لینے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ ہمیں راتوں کو اُٹھ کر اسلام کی فتح کے لئے دعائیں کرنی چاہئے۔ ہمیں اسلام کے خلاف حملوں کا جواب دینے کے لئے اپنے آپ کو اسلامی اسلحے (اسلامی تعلیمات) سے لیس کرنا ہو گا۔ ہمیں قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے دلائل سیکھنے ہوں گے۔ فوجی زبان میں کہا جاتا ہے جتنا بڑا اور وسیع محاذ ہو، تیاری بھی اتنی بڑی کی جاتی ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی روحانی فوج کے اہلکار ہیں جس کو خلیفۃ المسیح Lead کر رہے ہیں۔ شیطنیت کا بہت بڑے محاذ کا جماعت احمدیہ کو سامنا ہے۔ جس کی تیاری بھی وسیع بنیادوں پر کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار کے مطابق یہ جنگ روس اور جاپانی جنگ سے بڑھ کر ہے اور اتفاق سے آج بھی روس کی جنگ جاری ہے۔ اور ہم غریب ہیں اور مقابلے کے لئے ہمارے پاس وہ طاقت بھی نہیں لیکن اللہ کی مدد و نصرت شامل حال ہے۔ اور بقول حضرت مسیح موعودؑ یہ جنگ خادم اسلام اور شیطان کے درمیان ہے۔ جس کے لئے بہت سے محاذ جماعت میں قائم ہیں۔ جن میں سے ایک محاذ الفضل آن لائن کا محاذ بھی ہے۔ جس میں اسلام کے حق میں مضامین لکھ کر دشمنوں کو دندان شکن جواب دیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام تلوار سے لیا جائے اور تحریری مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے…. اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنسی اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 59-60)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اگست 2022ء)

﴾130﴿

ایک اہم درستی

بعض احباب وخواتین کے نام میں خدائی صفات ہوتی ہیں جیسے عبدالباری، عبدالقدوس یا امتہ الباری یا امتہ القدوس وغیرہ وغیرہ۔

اور ہم ان دوستوں یا خواتین کو باری صاحب، قدوس صاحب یا باری آنٹی یا قدوس باجی کہہ کر پکارتے ہیں۔ جو مناسب نہیں۔ ایسے ناموں کو پورے نام کے ساتھ پکارنا مناسب ہو گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اگست 2022ء)

﴾131﴿

عہد کے درد کو بھی کر محسوس

ادارہ الفضل کی ترقی وترویج کے لئے جو ممبران حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمار کھے ہیں اُن میں ایک مکرم میر انجم پرویز مربی سلسلہ بھی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈیوٹی الفضل آن لائن میں اشاعت کی غرض سے موصول ہونے والے منظوم کلام کی اصلاح، درستی اور نوک پلک درست کرنے کے لئے لگا رکھی ہے۔ آپ نے اپنا ایک کلام بعنوان "ہے گلِ سر سبد رخ انور" مورخہ 22 جولائی 2022ء کو شامل اشاعت کیا ہے۔ میں نے جب اس کو پڑھا تو بہت محظوظ ہوا اور دو اشعار پر اداریے لکھنے کی آنجناب سے اجازت چاہی۔ ایک اُن میں سے نظم کا آخری شعر ہے جو یوں ہے۔

اپنے ہی خواب میں نہ رہ انجم!
عہد کے درد کو بھی کر محسوس

اس شعر کے دوسرے مصرع کو آج موضوع تحریر بنارہا ہوں۔ یہاں عہد سے مراد وہ دور ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر معاشرہ خواہ وہ کسی دور کا ہو سُکھ اور چین لیے نہیں ہوتا بلکہ دکھ، درد اور مشکلات سے بھی بھرا ہوتا ہے۔ اس معاشرہ کا حصہ انسان کا اپنا خاندان، محلہ، علاقہ، ملک، پھر احمدیت اور امت مسلمہ ہے۔ اب ایک احمدی مسلمان، پاکستان سے باہر چاہے کسی جگہ بھی مقیم ہو، پاکستان کے حالات کو سامنے رکھ کر اس درد کو محسوس کرتا ہے اور کرتا رہے گا جس کا منبع آج کل کی قتل وغارت گری، دھوکہ دہی، جھوٹ کا معاشرہ نظر آنے کے علاوہ فرقہ واریت کو دی جانے والی ہوا اور جماعت احمدیہ کے امن کو چھیننے کی کوشش ہے اور دنیا بھر میں امت مسلمہ کے اندر اور باہر سے پیدا کی جانے والی بے چینی ہے اور یہ درد ایک سچا احمدی

مسلمان ضرور محسوس کرے گا۔ یہی اسلامی تعلیم ہے جس کی طرف ہمارے خلفاء توجہ دلاتے آرہے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے سے شفقت کے ساتھ پیش آنے میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے جس کے ایک عضو کو اگر تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ اس کی نیند اڑ جاتی ہے اور سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہ دنیا مختلف اقسام کے دردوں سے بھری پڑی ہے۔ ان تمام دردوں کو سینے میں لے کر ان کی دوری کے لیے دعائیں کرنا ایک مومن کا خاصہ ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ آئیں! اس مختصر سے آرٹیکل میں اس عہد (دنیا) کے چند درد گنے جائیں جنہیں ہر احمدی کو اپنے سینے پر لے کر ان کی دوری، ان کی درستی اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

• دنیا میں بڑھتی ہوئی دہریت اور اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان کی کمی اس عہد کا ایک ایسا درد اور غم ہے جو آج کے دور کا سب سے بڑا غم ہے۔ اس درد کو محسوس کر کے جہاں اللہ کی وحدانیت کے قیام کے لئے دعا کرنی چاہیے وہاں مضبوط دلائل کے ساتھ ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے

اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

• دوسرے نمبر پر مسلمانوں کے اندر جو شرک بڑھ رہا ہے۔ اللہ پر یقین میں کمی۔ مادیت کی وجہ سے توکل علی اللہ پر عدم یقین۔ قبر پرستی، رسومات کی طرف بڑھتے ہوئے خیالات وغیرہ وغیرہ کو دیکھ کر ایک سچے اور حقیقی مسلمان کے دل میں ابال اٹھتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسلام کی تعلیم کیا تھی اور مسلمانوں نے کیا اپنا لیا ہے؟

• تیسرا بڑا غم اور درد اس عہد کا یہ ہے کہ اسلام کو اندر سے تو خطرہ ہے ہی، غیر مسلم بھی پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور ہیں۔ بڑی بڑی طاقتیں مل کر اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ کہیں بانی اسلام حضرت محمد ﷺ پر حملے ہیں تو کہیں قرآن کی بے حرمتی اور کارٹون بنانے کا سلسلہ ہے اور مسلمان خود بھی بڑی طاقتوں کے ساتھ مل کر اسلام ہی کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ بیت المقدس بھی ان لوگوں سے محفوظ نہیں۔

• ایک غم مسلمان حکمرانوں کے غیر اسلامی افعال ہیں۔ یہی اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ اپنے عہدوں سے انصاف نہیں برت رہے۔

• مسلمان ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ شام، عراق، افغانستان اور دنیا کے کئی اسلامی ممالک میں مسلمان بہت تباہی کا شکار ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مارے گئے ہیں۔ اب بعض اسلامی ممالک کی کیفیت یہ ہے کہ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہیں۔

• بعض مسلمان ممالک میں بھوک اور افلاس بہت زیادہ ہے۔ بھوک سے سینکڑوں لوگ مر جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس کا درد ہمارے دلوں میں محسوس ہوتے رہنا چاہتے اور اس کے لئے جہاں مادی لحاظ سے کوششیں ہوں وہاں دعا کے ذریعہ مدد کرنی چاہیے۔

• ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی نمائندگی میں جن علماء کو "کانبیاء بنی اسرائیل "ہونا چاہیے تھا۔ ان میں بعض کا اپنا کردار اسلامی نہیں ہے۔ فتنہ و فساد، لڑائی جھگڑا کروانے اور معاشرہ میں بدامنی پھیلانے میں نہ صرف مصروف بلکہ پیش پیش ہیں۔ گویا "علماء ھم شرٌ من تحت ادیم السماء" کے مصداق بن گئے ہیں۔ یہ بھی آج کے عہد کا درد ہے۔

• ہمارے بعض اسکولز، مدرسے اور کالجز و یونیورسٹیز جو تعلیم کی آماجگاہ ہونے چاہیے تھے وہ دہشت گردی اور منشیات کے اڈے بن گئے ہیں۔

• ہماری مساجد جو عبادت کے لیے تھیں، امن کے پیغامات یہاں سے پھوٹتے تھے اور آنحضور ﷺ کے دور میں جہاں جہاد کے منصوبے بنتے تھے۔ علم و عرفان کے سوتے پھوٹتے تھے۔ آج فتاویٰ کفر کے کارخانے اور دعوت فساد فی الارض کے مسکن ہیں۔ اگر کسی جلوس والوں سے پوچھیں کہ بتاؤ کہ آئے کہاں سے ہو تو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم فلاں مسجد سے آئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

• عدالتیں جہاں انصاف کا علم بلند ہونا چاہیے تھا۔ وہاں ناانصافی، بددیانتی اور تعصب پر مبنی فیصلے ہوتے ہیں۔

• عہد کا ایک درد جنگ عظیم کی طرف بڑھتے ہوئے عوامل ہیں جو بڑی طاقتوں اور ان کے سربراہان کو باوجود دکھنے کے ان کو اس ہولناک جنگ سے دوری کی طرف مائل نہیں کرتے۔ جبکہ جنگ عظیم اول اور دوم کی ہولناک تصویر ابھی دور کی بات نہیں۔

جماعت کے درد

ابھی تک تو ایسے دردوں کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے باہر کے فتنوں اور اسلام کے خلاف منصوبوں سے ہے۔ جماعت احمدیہ کے حوالے سے جو درد اور غم ایک احمدی کو بے چین کرنے والے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ کی تکلیف کا باعث ہیں۔ ان میں اسیران راہ مولیٰ کی اسیری، شہداء احمدیت کی شہادتیں۔

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

• دیگر درد کا باعث میاں بیوی کے جھگڑے، بچیوں کے رشتے بر وقت نہ ہونا، احباب جماعت کے بعض مقامات پر اپنے اختلافات وغیرہ وغیرہ۔

ان دردوں کو اپنے اپنے دلوں میں اُتاریں، جماعت کی ترقی، اجتماعیت اور فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کریں اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اہل وعیال، بچگان اور خاندان کے درد

ہمارے معاشرے میں اپنے نفس، اہل عیال، بچگان اور خاندان کے درد، غم کو ترجیح دے کر دعاؤں کا زیادہ تر حصہ ان ہی کے لئے وقف ہو جاتا ہے۔ خاکسار نے اس کو آخر میں اس لیے جگہ دی ہے کہ جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان ہے۔

اس لیے یہ درد روحانی درد ہیں۔ جن کی دوری کے لیے اپنی کاوشوں کو تیز کرنا اور انہیں کھاد دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے خاندان کے درد میں کسی کا بیمار ہونا، کسی کا مشکل میں پھنس جانا، کسی مقدمے میں ملوث ہونا یا کیے جانا، یا کسی قسم کی تکلیف دہ آفات میں الجھا دیا جانا، رشتوں کے پرابلم، اپنے عزیز بچوں میں اختلافات، شادی بیاہ کی مشکلات، شادیوں میں عدم کامیابی، یورپ اور مغرب میں بچوں کا غیر اسلامی ماحول میں الجھ کر احمدیت یا خلافت سے دور ہو جانا، والدین کی نافرمانی

یہ سب وہ درد ہیں جن سے گھروں کا امن برباد ہو جاتا ہے اور عہد کے ان دردوں اور غموں کو سامنے رکھ کر اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور تہجد اپنا شعار بنا کر دعائیں اور درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

نفس کی اصلاح کا درد

مضمون کے آخر میں ایک درد ایسا بیان کرنے جا رہا ہوں۔ جس کو لوگ درد نہیں سمجھے اور وہ نفس کے شر سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانے کی سعی کرنی بلکہ اپنے نفس کے شر سے معاشرے میں بسنے والے دوسروں کی حفاظت کے لیے سعی، کوشش اور دعائیں کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں بالخصوص ہم لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں اور سعی بھی کرتے ہیں مگر اپنے نفس کے شر سے دوسروں کی حفاظت کے لیے نہ سعی کرتے ہیں اور نہ کوشش اور نہ دعا۔ جبکہ ہمارے پیارے آنحضور ﷺ کی یہ دعا مشعل راہ ہونی چاہیے۔ آپ ﷺ اپنے لیے دعا کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّانَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْنَضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْنُظْلَمَ اَوْنَجْهَلَ اَوْيُجْهَلَ عَلَيْنَا (ترمذی، کتاب الدعوات)

اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت یا طاقت حاصل نہیں۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم کوئی لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا (کسی پر) ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت یا نافرمانی کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف جہالت کیا جائے۔ (خزینۃ الدعا، مناجات رسول ﷺ از ایچ ایم طارق صفحہ 51-52)

ایک روایت میں یہ دعا واحد کے صیغے میں بھی ملتی ہے۔ جو یوں ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں۔ یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ یا میں جہالت کروں یا کوئی مجھ سے جہالت سے پیش آئے۔

اللہ تعالیٰ یہ تمام درد ہماری زندگیوں سے جلد دور کر کے امن و امان کے سامان مہیا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 اگست 2022ء)

﴾132﴿

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کا آنکھوں دیکھا حال

خاکسار کو پاکستان سے ایک لمبا عرصہ قریباً ہر سال اپنی اہلیہ کے ہمراہ جلسہ سالانہ یو کے میں شمولیت کی توفیق ملتی رہی ہے۔ 2018ء کا جلسہ پاکستان سے میرا آخری جلسہ تھا۔ 2019ء اور 2020ء کا جلسہ Covid19 کی وبا کے نذر ہو گیا اور 2021ء کے محدود جلسہ میں برطانیہ میں ہوتے ہوئے بھی Covid-19 کی وجہ سے جسمانی اعتبار سے شرکت نہ کر سکا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ میں شمولیت کی۔

اب کی بار ایک جذبہ بھی جواں تھا اور جلسہ کی برکات وفیوض سے وافر حصہ لینے کا پختہ عزم بھی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری لاج رکھی اور ہمیں جلسہ کے تمام پروگرامز میں حاضر ہو کر استفادہ کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

یہ ایک حقیقت ہے کہ جلسہ میں فزیکلی شمولیت کا تو ایک الگ سے مزہ ہے لیکن MTA پر گھر بیٹھ کر جلسہ گاہ کی ایسی جگہوں کی بھی زیارت ہو جاتی ہے جہاں ایک شامل جلسہ نہیں پہنچ پاتا۔ آج خاکسار اس آرٹیکل میں کوشش کرے گا کہ جو خاکسار کی کمزور آنکھوں نے اس جلسہ میں دیکھا وہ اپنے پیارے قارئین کے سامنے رکھ دے۔ وما توفیقی الا باللہ

مقام جلسہ

برطانیہ کا جلسہ سالانہ گزشتہ کئی سالوں سے حدیقۃ المہدی میں منعقد ہو رہا ہے۔ یہ وسیع وعریض جگہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی اور خلیفۃ المسیح نے اس کا نام ”حدیقۃ المہدی“ یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کا باغیچہ رکھا۔ یہ ایک زرعی فارم ہے جو کہ East Worldham, Alton میں واقع ہے۔

ایک شہر

سال میں صرف ایک بار اس زرعی فارم میں چند دنوں کے لئے ایک شہر بسا دیا جاتا ہے۔ جس میں زندگی بسر کرنے کی ہر ضروری سہولت مہیا کر دی جاتی ہے۔ میں بسا اوقات سوچتا ہوں کہ صرف ان تین دنوں کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نگاہ کی وجہ سے جلسہ کے شاملین کے لئے ایسی چھوٹی سے چھوٹی سہولت بھی میسر ہو جاتی ہے جو ہمارے ایشیائی معاشرے میں مستقل بنیادوں پر تعمیر ہونے والے شہروں اور قصبوں میں بھی نہیں ہوتی۔

تین دن کے لئے یہ ایک ایسا شہر بس جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں شاملین کی ریل پیل نظر آ رہی ہوتی ہے۔ مگر ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور ایثار عام نظر آتا ہے۔ بھائی چارہ کی فضا ہوتی ہے۔ کوئی لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ نہیں۔ تسبیح و تحمید اور درود شریف سے فضائیں مہکتی نظر آتی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فرشتوں نے بسیرا کر رکھا ہے۔ نمازیں ادا ہو رہی ہیں، تلاوت کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں۔ تہجد کی ادائیگی اس شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کر رہی ہوتی ہے۔ درس و تدریس، تقاریر اور اس زمانے کے موعود مہدی و مسیح کے نمائندے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح کے خطابات سے فضا جن میں نعرہ ہائے تکبیر اور لا الہ الا اللہ، محمد ﷺ، اسلام احمدیت زندہ باد اور انی معک یا مسرور جیسے دسیوں سلوگن سے معطر ہو جاتی ہے۔

جلسہ سالانہ مارکی

سب سے پہلے ہم اپنے قارئین کو جلسہ سالانہ مارکی جس کو عرف عام میں پنڈال کہا جاتا ہے کی سیر کرواتے ہیں۔ اس طرح کی بے شمار Huge قسم کی مارکیز اس مبارک شہر میں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم اور لوگوں کی نگاہوں کا مرکز مردوں کے لیے مردانہ اور مستورات کے لیے زنانہ مارکیز ہوتی ہیں۔ جنہیں لوہے اور اسٹیل کے ستونوں سے اور چھت پر لوہے کے راڈوں کے ساتھ تعمیر کیا جاتا ہے جس کے ارد گرد مضبوط کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے اور چند خوبصورت گیٹ دخول و خروج کے لیے بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان کے نیچے لکڑی کے تختے لگا کر زمین

سے اونچا کیا جاتا ہے تا زمین کی نمی بیٹھنے والوں کو تنگ نہ کرے اور بارش کی صورت میں پانی اندر آ کر حاضرین کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ لکڑی کے تختوں پر مختلف رنگوں کے کارپٹ بچھا دیے جاتے ہیں جو مختلف قسموں کی تقسیم کی نشاندہی کا کام بھی کرتے ہیں۔ جیسے مین اسٹیج کے سامنے والے حصے پر گرین کارپٹ ہوتا ہے اور اس کو گرین ایریا کہا جاتا ہے اور گرین ایریا کے ہی نام سے پاسز جاری ہوتے ہیں۔ جلسہ کے تیسرے دن ہونے والی عالمی بیعت کے انتظامات اسی گرین ایریا میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نیلے رنگ وغیرہ کے کارپٹس سے مختلف جگہوں کی تمیز ہو رہی ہوتی ہے۔ جیسے Reserve ایریا کے نیچے اس دفعہ نیلے رنگ کا کارپٹ تھا۔

اے سی (ایر کنڈیشن)

دنیا بھر میں موسم کی تبدیلیوں کی وجہ سے حدّت بڑھ رہی ہے اور برطانیہ بھی گرمی کی لپیٹ میں رہتا ہے۔ چنانچہ کچھ سالوں سے کسی فرم کے ذریعہ پنڈال میں AC کا انتظام کروایا جاتا ہے۔ اس دفعہ چونکہ موسم گرم تھا اس لئے AC کے ذریعہ زنانہ و مردانہ مارکیز میں خوشگوار ماحول پیدا کیا گیا تھا۔

اسٹیج کی خوبصورتی

ہمارے قارئین نے ایم ٹی اے کے ذریعہ اسٹیج کی خوبصورتی کو دیکھ لیا ہو گا۔ ایک وسیع و عریض اسٹیج ہر دو مارکیوں کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جس کے کناروں پر اس دفعہ ٹیوب لائٹس لگا کر ایک خوبصورت بارڈر بنایا گیا تھا جس سے اسٹیج کو خوبصورتی ملی یوں کہ اسٹیج جگ مگ ہوتا دکھائی دیتا رہا۔ اور پھر اس کے اندر گملوں میں پھول نظر آ رہے تھے۔ روسٹرم پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء لکھا ہوا تھا۔

اسٹیج کی ایک اہم خوبصورتی اس کی Back Screen ہوتی ہے جو بہت محنت سے تیار کی جاتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ اسے ہاتھوں سے تیار کیا جاتا تھا۔ جس میں بہت سے ڈیزائنرز اور مکینک حصہ لے رہے ہوتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ نماز کے دوران جب سامنے لکھے ہوئے الفاظ

سے توجہ ہٹنے کا مسئلہ پیدا ہوا تھا تو پہلے پہل لکڑی کے تختوں کے ساتھ مین اسکرین کے نچلے حصے کو Cover کر دیا جاتا تھا تا امام اور مقتدیوں کی نظر اسکرین پر نہ پڑے۔ پھر جھالر نما پردوں کے ذریعہ مین اسکرین کو Cover کیا جاتا رہا۔ مگر امسال یہ اسکرین ڈیجیٹل تھی۔ جس کے دونوں اطراف میں دو عدد بغلی اسکرینیں مین اسکرین کی معاونت کر رہی تھیں۔ ان کی بہت سی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ ہر پانچ اسکرینوں پر وقفے وقفے سے مٹیریل بدل جاتا تھا جو ایک حسن بھی پیدا کر رہا تھا اور ناظرین کی توجہ بھی اپنی طرف مبذول رکھتا تھا اور دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ الیکٹرانک ہونے کی وجہ سے نمازوں کے اوقات میں اسکرین بالکل صاف ہو جاتی تھی صرف گولڈن پٹی کے حاشیہ اسکرین پر نظر آتے تھے تا نمازی کامل خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کر سکیں۔

ان ڈیجیٹل اسکرینز کی مزید تفصیل یہ ہے کہ مین درمیانی اسکرین پر سب سے اوپر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور نیچے سورۃ الفتح کی آیت نمبر 11 یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ لکھا ہوا تھا۔ اس کے نیچے دنیا کا نقشہ تھا جس میں Dots تھے جو تین مراکز مکہ، مدینہ اور قادیان کی عکاسی کر رہے تھے اور بار بار اس نقشہ کی جگہ خانہ کعبہ، مسجد نبویؐ اور منارۃ المسیح قادیان کے مناظر نظر آنے لگتے تھے۔ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کا نام بہت عمدہ کیلی گرافی میں لکھا ہوا اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو بار بار appear ہوتی رہی۔ جس کے نیچے الہام لکھا ہوتا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ نیز اس کی تھیم میں چھ براعظموں میں جہاں جہاں جماعتی مشن قائم ہیں وہاں dots سے نشاندہی کی گئی تھی۔ دونوں بغلی اسکرینوں پر بہت خوبصورتی سے اللہ لکھا ہوا تھا جس کے نیچے دنیا بھر کی زبانوں میں وقفے وقفے سے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کا ترجمہ ظاہر ہوتا رہا۔ باہر والی اسکرین پر کلمہ طیبہ آویزاں تھا اور جلسہ سالانہ 2022ء لکھا ہوا تھا۔

یہاں اس حوالہ سے اس اہم امر کا اظہار ازدیاد ایمان کا باعث ہو گا کہ پاکستان میں احمدیوں کے سینوں سے کلمہ طیبہ کے بیجز نوچے گئے۔ احمدیہ مساجد پر لکھے کلمہ طیبہ کو ہتھوڑوں سے

توڑا گیا اور ایم ٹی اے و دیگر احمدیہ اخبارات ورسائل پر جب خانہ کعبہ کی تصاویر شائع ہوتی تھیں تو نام نہاد علماء کو یہ بھی اعتراض رہا کہ قادیانیوں کا کیا حق ہے کہ وہ ہمارے شعار کو استعمال کریں۔ مگر آج جلسہ سالانہ کی ان اسکرینز کے ذریعہ کروڑوں تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تشہیر ہوئی اور خانہ کعبہ کی تصویر کو جماعت احمدیہ نے اپنے اس عالمی پلیٹ فارم کے ذریعہ نشر کیا اور شعار اسلامی سے ہماری عیاں محبت کے اظہار کا ذریعہ ہوا۔ کسی دوست نے کیا خوب ترتیب دیا اس ساری تھیم کو کہ خانہ کعبہ کی مناسبت سے اس کی تصویر آتے ہی آیت کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ لکھا نظر آتا۔ اور حضور ﷺ کا نام مبارک ظاہر ہوتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر نظروں کی زینت بنتا رہا کہ

اس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پنڈال کے ذکر میں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اس کی دونوں اطراف میں مختلف تربیتی و تبلیغی عبارتوں کے بینرز مزین تھے۔ جبکہ اسٹیج کے سامنے دیوار پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بہت بڑے بینر پر لکھا ہال کی زینت و خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا نیز چھت کے ذریعہ لمبے رُخ کے بینرز بھی ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔

ٹی وی اسکرینیں

مین مارکی مردانہ اور زنانہ کی ایک خوبصورتی یہ تھی کہ اسٹیج کے ساتھ دائیں طرف ایک بہت بڑی اسکرین پر پروگرامز نشر ہو رہے تھے۔ مین مارکی کے پچھلے حصہ میں بیٹھنے والوں کے لئے دائیں بائیں ہر دو اطراف میں پھر دو بڑی اسکرینز تھیں جس سے سامعین محظوظ ہوئے۔ ان کے علاوہ بڑی اسکرین والے ٹی وی تو جگہ جگہ پنڈال میں نظر آئے۔ ایک بہت بڑی اسکرین کا انتظام پنڈال سے باہر گراؤنڈ میں بھی تھا۔ تا جلسہ گاہ سے باہر بیٹھنے والے دوست اور خواتین استفادہ کر سکیں نیز ایسے دفاتر میں ٹی وی رکھوائے گئے تھے جہاں 24 گھنٹے ڈیوٹی والے افراد موجود ہوتے تھے۔

ان ٹی وی اسکرینز پر جو چیز اس دفعہ نمایاں طور پر دیکھنے کو ملی۔ وہ مقرر کو تقریر کرتے اور سامعین کو گاہے بگاہے دکھلاتا تو تھا ہی، مقرر کی تقریر میں اہم اقتباسات کو جلی الفاظ میں اسکرین پر دکھلایا جاتا رہا نیز جس شخصیت یا مقام کے بارے بات ہو رہی ہوتی اس کی فوٹو فوری طور پر اسکرینز پر Appear ہو جاتی تھیں۔ جس سے ایک سامع کی تقریر کے content کی طرف مکمل توجہ رہتی۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اسیری کا ذکر مقرر نے کیا تو حضور انور کی اسیری کی فوٹوز ٹی وی اسکرین پر نمایاں طور پر نظر آنے لگیں۔ جس سے خلافت کے ساتھ ایک احمدی کی محبت کا اضافہ ہوا۔

شُو ریکس

مارکی کے اندر ایک نئی چیز جو دیکھنے کو ملی وہ جوتے رکھنے کے لئے اسٹیل کے خوبصورت شو ریکس تھے۔ جن کے اندر چمڑے کی تہیں جوتے رکھنے کے لئے تھیں۔ ان کا فائدہ یہ ہوا کہ جوتوں کی وجہ سے ایک تو کارپٹ نمازوں کی ادائیگی کے لئے صاف رہے اور دوم نمازوں کے دوران جوتے سامنے نظر نہ آئے۔

مین مارکیز کے ساتھ بغلی مارکیز

ہر دو مارکیز زنانہ و مردانہ کے ساتھ باہر چھوٹی مارکیز کا انتظام تھا جن میں کارپٹ بچھے ہوئے تھے۔ جہاں صحت کے حوالے سے معذور افراد یا چھوٹے بچوں کے ساتھ احباب نے جلسہ کی کاروائی سنی۔

Zip Line Camera

یہ بھی ایک جدت تھی جو جلسہ سالانہ کے دوران دیکھنے کو ملی۔ اس سے قبل کرین کے ذریعہ Vast view کو capture کیا جاتا تھا۔ لیکن اس دفعہ ایسے کیمرے کا انتظام تھا جو لفٹ یا کیبن کی طرح تاروں پر بسا اوقات دوڑتا ہوا اور بسا اوقات چلتا ہوا تمام views کو capture کر کے انتظامیہ کو مہیا کرتا رہا۔

جلسہ سالانہ میں احباب و خواتین کی جوق در جوق شمولیت

امسال جلسہ سالانہ میں ہر اس شخص کو جس کو covid-19 کی ویکسین کی دو ڈوز لگ چکی ہوں شمولیت کی اجازت تھی۔ ایک وقفے کے بعد یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس لیے برطانیہ سے دوست احباب نے جوق در جوق شمولیت کی۔ حدیقۃ المہدی آنے والی تمام Roads پر کاروں کی لمبی لمبی قطاریں نظر آئیں۔ مجھے بتایا گیا کہ بعض کاروں کو منزل مقصود تک پہنچنے میں ڈیڑھ سے دو گھنٹے کا انتظار کرنا پڑا۔

جہاں تک جلسہ گاہ کا تعلق ہے۔ پنڈال کی طرف قریباً ہر وقت ہی بالخصوص کوئی سیشن شروع ہونے سے قبل جوق در جوق لوگوں کو آتے دیکھا۔ مجھے پاکستان میں فیکٹری میں صبح کام پر جانے والے ورکرز کی طرح احباب تیز قدموں کے ساتھ پنڈال کی طرف بڑھتے نظر آئے۔

ماسک کی بستی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی تعمیل میں ہر شامل جلسہ خواہ وہ مرد تھا، عورت تھی، بچہ تھا، بچی تھی، نے چہرے پر ایک ماسک پہن کر رکھا۔ ہر طرف ماسک ہی ماسک نظر آتے تھے۔ کسی دوست نے کیا خوب تبصرہ کیا کہ ماسک کی بستی معلوم ہوتی ہے۔ بعض کو ناک کور کرنے سے الجھن بھی ہوتی تھی۔ سانس کا بھی مسئلہ ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے حتیٰ الوسع حضور انور کی ہدایت کی تعمیل کی۔ جلسہ گاہ کے اندر بچے اور بڑے یہ بینر اٹھائے نظر آئے۔

Please wear your face Mask

جہاں یہ ماسک کی بستی نظر آئی وہاں ڈیوٹی پر متعین خدام، لجنہ و ناصرات کے کندھوں کے قریب بیجز (جس کو ہم اپنی زبان میں بلے بولتے ہیں) لگے نظر آتے۔

اسکیننگ اور سیکیورٹی کا انتظام

سیکیورٹی اور اسکیننگ کا بہت اعلیٰ نظام دیکھنے کو ملا۔ جلسہ گاہ کے تمام اطراف سے داخلی راستوں پر مردانہ اور زنانہ الگ الگ انتظام تھا۔ جس میں نوجوان خدام اور بچیاں ہمہ وقت ڈیوٹی پر

مستعد نظر آئیں۔ طریق کار یہ تھا کہ داخلی راستے سے پہلے ہر فرد کو یہ یقین کرانا ہوتا تھا کہ وہ گھر سے کرونا ٹیسٹ کر کے آیا ہے۔ تب اس کے AIM Card یا انتظامیہ کی طرف سے جاری ٹکٹ پر کرونا فری کی Chip لگادی جاتی تھی۔ جو تین دن تک قابل عمل رہی۔ اور اگر کوئی مرد یا خاتون گھر سے ٹیسٹ نہیں کر کے آیا تو اس کا ٹیسٹ کر کے chip لگادی جاتی۔ اس Chip کے ساتھ ہر ایک کو مین انٹرینس سے داخلے کی اجازت ہوتی۔ اگر اس کے پاس کوئی بیگ، پرس، یا موبائل فون ہوتا تو اس کو الگ سے اسکیننگ مشین سے گزارا جاتا۔ یوں ایئر پورٹ کی چیکنگ جیسا نظارہ دیکھنے کو ملتا۔ مین مارکی میں داخلے سے قبل ٹمپریچر چیک کرنے کے لئے آٹو میٹک مشینیں آویزاں تھیں جن کے سامنے کھڑے ہو کر ٹمپریچر چیک کر کے اندر گزارا جاتا تھا یہاں بھی واک تھرو گیٹس کا انتظام تھا۔

جلسہ گاہ اور اس کے اطراف میں بھی سیکیورٹی پر مامور نوجوان اور بچیاں ہمہ تن، ہمہ وقت نظر آئیں۔ جہاں تک پنڈال کا تعلق تھا تو پنڈال کی ہر سیشن سے قبل سیکیورٹی چیک ہوتا۔ بالخصوص اسٹیج اور اس کا قریبی حصہ۔ حتیٰ کہ Hire کی گئی ایک فرم کے ذریعہ Sniff کتوں سے بھی کام لیا گیا اور اور جراثیم کے خاتمہ کے لئے Spray بھی بار بار ہوتا دیکھا گیا۔

ہومیو پیتھی ادویات کا استعمال

کرونا سے بچاؤ کی حضرت صاحب کی تجویز کردہ ہومیو پیتھی ادویات جلسہ گاہ داخلے کے وقت ہر شامل جلسہ کو دی گئیں۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔ تین ایمان افروز واقعات

خاکسار کو Reseve کرسیوں کا پاس جاری ہوا تھا۔ جس کا انکلیو اسٹیج کے بالکل قریب بائیں طرف تھا۔ اس کے ارد گرد نوجوان خدام چاک وچوبند ڈیوٹی دے رہے ہوتے تھے۔ انکلیو سے کسی دوست نے ڈیوٹی پر کھڑے خادم سے قریب سے گزرنے والے دوست کو بلوانے کو کہا۔ ڈیوٹی پر متعین نوجوان نے کہا کہ

I can’t move from here, I am on duty

تاہم اس نوجوان نے کسی اور کو کہہ کر مطلوبہ شخص کو بلوا دیا۔

•اسی طرح انکلیو سے ایک دوست نے ڈیوٹی پر مامور نوجوان کو اپنے موبائل سے Snape لینے کی درخواست کی۔ اس نوجوان نے یوں جواب دیا۔

I can't do that right now. I am on duty

•اس سے ملتا جلتا واقعہ جلسہ گاہ سے اگلے روز مسجد مبارک اسلام آباد میں اس وقت دیکھنے کو ملا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ظہر و عصر کی نمازوں کی امامت کے لئے تشریف لانے والے تھے اور نمازوں کے بعد حضور انور نے نکاحوں کا اعلان فرمانا تھا۔ محراب کے پاس روسٹرم ذرا ٹیڑھا تھا۔ کسی عہدیدار نے سیکیورٹی پر مامور عملہ حفاظت کے ایک دوست سے اسے سیدھا کرنے کو کہا۔ عملہ حفاظت کے اس دوست نے دو خدام کو اشارہ کر کے بلوایا تا وہ اسے سیدھا کر دیں اور خود اپنی ڈیوٹی پر کھڑا رہ کر نگرانی کرتا رہا۔

اللہ اکبر! یہ وہ واقعات ہیں جن سے ملتے جلتے واقعات آج سے 1500 سال قبل آنحضور ﷺ کے دور میں ملتے ہیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک پیش گوئی کو بار بار پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

آنحضورؐ کے دور میں اس سے ملتے جلتے واقعات

•حضرت طلحہؓ احد کے دن حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپؐ سے موت پر بیعت کی۔ مالک بن زُھَیر نے رسول اللہ ﷺ کو تیر مارا تو حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ تیر ان کی چھوٹی انگلی میں لگا جس سے وہ بے کار ہو گئی۔ جس وقت انہیں تیر لگا، جو پہلا تیر لگا تو تکلیف سے ان کی 'سی' کی آواز نکلی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔ بہر حال اس روز، تاریخ کی ایک کتاب میں

آگے لکھا ہے کہ جنگِ احد کے اس روز حضرت طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو دفعہ چوٹ پہنچائی۔ ایک مرتبہ جبکہ وہ اس کی طرف آ رہے تھے۔ دوسری دفعہ جبکہ وہ اس سے رخ پھیر رہے تھے۔ اس سے کافی خون بہا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء3 صفحہ 162-163 طلحہ بن عبید اللہ قریشی دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء بحوالہ خطبہ جمعہ 13/مارچ 2020ء)

• حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب احد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی کریم ﷺ سے جدا ہو گئے اور حضرت ابو طلحہؓ نبی ﷺ کے سامنے آپؐ کو اپنی ڈھال سے آڑ میں لیے کھڑے رہے اور حضرت ابو طلحہؓ ایسے تیر انداز تھے کہ زور سے کمان کھینچا کرتے تھے۔ انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں۔ یعنی اتنی زور سے کھینچتے تھے کہ کمان ٹوٹ جاتی تھی اور جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لیے گزرتا تو آنحضرت ﷺ اسے فرماتے کہ ابو طلحہؓ کے لیے پھینک دو یعنی کہ دوسروں کو بھی نصیحت کرتے کہ یہ بہت تیر انداز ہیں۔ اپنے تیر بھی انہی کو دے دو۔ یہ اس وقت آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ نبی ﷺ سر اٹھا کر لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابو طلحہؓ کہتے بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَا يُصِيْبُكَ سَهْمٌ، نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! سر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے۔ میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب المغازی باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ... الخ حدیث 4064)

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 384-385 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1990ء)

غزوۂ احد میں حضرت ابو طلحہؓ کے اس شعر کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے کہ

وَجْهِيْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ

وَنَفْسِيْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ

میرا چہرا آپؐ کے چہرے کو بچانے کے لیے ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد4 مسند انس بن مالک حدیث: 13781 عالم الکتب بیروت لبنان1998ء، بحوالہ خطبہ جمعہ 31 جنوری2020ء)

•جب غارِ ثور تک پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ ابھی یہاں ٹھہریں پہلے مجھے اندر جانے دیں تا کہ میں اچھی طرح غار کو صاف کر لوں اور کوئی خطرے کی چیز ہو تو میرا اس سے سامنا ہو۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا، جو بھی سوراخ اور بل وغیرہ تھے ان کو اپنے کپڑے سے بند کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور ایک سوراخ جس کے لیے کپڑا نہ تھا یا شاید اس وقت نظر نہ آیا ہو اس پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔

روایت میں ہے کہ اسی سوراخ سے کوئی بچھو یا سانپ وغیرہ ڈستا رہا لیکن حضرت ابو بکرؓ اس ڈر سے کہ اگر کوئی حرکت کی تو نبی اکرم ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو گا جنبش نہ فرماتے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے جب آنکھ کھولی تو حضرت ابو بکرؓ کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے تو انہوں نے ساری بات بتائی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا لعاب مبارک وہاں لگایا اور اس کے بعد پاؤں ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(شرح الزرقانی جلد2 صفحہ 121 باب ھجرۃ المصطفیٰ و اصحابہ الی المدینۃ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء، بحوالہ خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2021ء)

•براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے، تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مڈ بھیڑ کفار سے ہوئی تو

ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جارہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہما کے (تیر انداز ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔

(بخاری کِتَاب الْمَغَازِی. بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عالمی بیعت

جیسا کہ خاکسار اوپر لکھ آیا ہے کہ یہ اہم Event گرین ایریا میں تیسرے روز ظہر و عصر کی نمازوں سے قبل ہوتا ہے۔ اس دفعہ مورخہ 7 اگست 2022ء کو سوا ایک بجے حضور انور کی مارکی میں آمد اور گرین ایریا میں رونق افروز ہونے کے بعد شروع ہوا۔

Covid-19 کی وجہ سے اس دفعہ بیعت کرنے والوں کی ترتیب مختلف تھی۔ حضرت صاحب کے دست مبارک پر چھ براعظموں کے نمائندوں کی بجائے پاکستان سے آئے مرکزی مہمان مکرم ملک خالد مسعود صاحب نے ہاتھ رکھ کر ساری دنیا کی طرف سے نمائندگی کی۔ آپ کی پشت پر مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب اور مکرم نواب منصور احمد خان صاحب نے اپنے ہاتھ رکھ کر خلیفۃ المسیح سے اپنا جسمانی تعلق جوڑا۔

اس کے پیچھے 22 سطور تھیں جس پر وکالت تبشیر کے جاری کردہ کارڈز کے مطابق احباب بیٹھے تھے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انگریزی اور پھر اردو زبان میں بیعت لی۔ امسال کسی اور زبان میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔

امسال بیعت کرنے والوں میں ایک لاکھ 76 ہزار 836 سعید روحیں شامل تھیں جن کا تعلق 109 ممالک کی 160 سے زائد قوموں سے تھا۔اس دفعہ بیعت کے اختتام پر سجدہ شکر کی جگہ اجتماعی دعا ہوئی۔

حضور انور کے خطابات اور تقاریر

ہمارے جلسوں اور اجلاسات کی اصل رونق اور مرکز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور خطبات ہوتے ہیں۔ جنہیں احباب جماعت بہت دور دور سے آکر سنتے اور روحانی لذت محسوس کرتے ہیں اور ان میں ملی ہدایات کو اپنے دلوں میں اتارتے ہیں۔ اس کا نظارہ کرنا ہو تو جلسہ سالانہ کے دوسرے دن لجنہ سیشن اور تیسرے دن کا آخری خطاب حضور انور کو دیکھیں جب حدیقۃ المہدی کی طرف آنے والے تمام راستوں پر گاڑیوں کی قطاریں نظر آتی ہیں۔ جلسہ گاہ کی رونقیں بڑھ جاتی ہیں اور پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔

حضور کے تمام خطاب سوشل میڈیا پر فوراً جگہ پاتے ہیں اور بار بار نشر ہونے اور شئیر ہونے لگتے ہیں۔ ان کے خلاصہ جات تیار ہو کر سوشل میڈیا پر پھیل جاتے ہیں۔

امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل خطاب تھے۔

1۔ خطبہ جمعہ

2۔ افتتاحی خطاب

3۔ لجنہ سیشن سے خطاب

4۔ دوسرے دن کا خطاب

5۔ اختتامی خطاب

اس کے علاوہ درج ذیل چار دوستوں نے اردو اور تین دوستوں نے انگریزی میں تقاریر کیں۔

1۔ مکرم فرید احمد نوید پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا (اردو)

2۔ مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز (اردو)

3۔ مکرم فضل الرحمٰن ناصر استاد جامعہ احمدیہ یوکے (اردو)

4۔ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن (اردو)

5۔ مکرم محمد ابراہیم اخلف سیکریٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یوکے (انگریزی)

6۔ مکرم ایاز محمود خان مربی سلسلہ (انگریزی)

7۔ مکرم رفیق احمد حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ (انگریزی)

مقررین نے اپنی تقاریر کو نہایت محنت سے تیار کیا تھا۔ انگلش مقررین کی انگریزی بھی بہت سہل و آسان اور عام فہم تھی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

نظمیں

مردانہ مارکی میں 5 سیشن میں 9 نظمیں خوش الحانی سے پڑھی گئیں۔ حضور انور کے افتتاحی خطاب سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام اور اختتامی خطاب سے قبل عربی کلام پڑھا گیا۔

جلسہ گاہ مستورات

جلسہ سالانہ کے درمیانے دن 6 اگست 2022ء کو لجنہ کا الگ سیشن ہوا۔ جس کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مستورات سے خطاب فرمایا۔

اس سیشن میں درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

1۔ مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ منصور معاونہ صدر واقفات نو (انگریزی)

2۔ مکرمہ میلیسیا احمدی (نومبائعہ) (انگریزی)

3۔ مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ (اردو)

تعلیمی اعزازات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دور میں اعلیٰ نمبروں سے کوئی ڈگری لینے والوں میں سونے کے تمغے دینے کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ ایک توقف کے بعد یہ سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی جاری فرمایا اور خلافت خامسہ میں بھی یہ تسلسل جاری ہے۔ خلیفہ وقت اپنے مبارک ہاتھوں سے یہ تمغے طلبہ و طالبات میں تقسیم فرماتے ہیں جلسہ کے درمیانے دن لجنہ سیشن میں طالبات کو تمغہ حضرت امتہ السبوح بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ گلے میں پہناتی ہیں جبکہ حضور انور سند اور قرآن کریم کا تحفہ طالبات کو عطا فرماتے ہیں۔ مردوں میں جلسہ سالانہ کے آخری سیشن سے قبل حضور انور طلبہ میں تمغات و انعامات تقسیم فرماتے ہیں۔

امسال یہ تمغات بوجوہ تقسیم نہیں ہوئے مگر نام اور کامیابی کا اعلان ہر دو اطراف میں ضرور ہوئے۔ لجنہ میں 194 اور طلبہ میں 162 خوش نصیب طلبہ و طالبات کے ناموں کا اعلان ہوا۔ یہ فہرست کسی وقت الفضل آن لائن میں شائع کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے۔

دوران سال وفات پا جانے والے مرحومین کا ذکر خیر

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کے جو مقاصد بیان فرمائے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دوران سال جو مخلصین اس دنیا سے کوچ کر جائیں انکا ذکر خیر کر کے دعا کی درخواست کر دی جائے۔ اس دفعہ دوران سال وفات پانے والے مرحومین کی فہرست مکرم محمود احمد ملک نے پڑھ کر سنائی۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ان مرحومین کی فہرست الگ سے آئندہ دنوں میں شائع کر دی جائے گی۔

الفضل آن لائن کا خطاب میں ذکر

پیارے حضور نے جلسہ سالانہ کے دوسرے دن جہاں جماعتی ترقیات اور اداروں کی کارگزاری کا ذکر فرمایا تو وہاں روزنامہ الفضل آن لائن کی ترقیات اور کارگزاری کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا

”روزنامہ الفضل آن لائن شائع ہو رہا ہے یہاں سے۔ انسٹاگرام اور ٹوئیٹر اور فیس بک کے ذریعہ سے۔ اس کی بھی کہتے ہیں فیس بک اسٹیٹس اور پی ڈی ایف کے ذریعے چار لاکھ سے زائد تک پہنچ چکی ہے قارئین کی تعداد“

اس کے علاوہ 2000 کی تعداد میں بروشرز بھی مردانہ حصہ میں تقسیم کروائے گئے۔

پارکنگ

گزشتہ سالوں تک کاریں حدیقۃ المہدی کے قریب واقع کنٹری پارکنگ میں پارک کروائی جاتی رہیں اور وہاں سے ڈبل ڈیکر بسوں کے ذریعہ سواریاں جلسہ گاہ تک پہنچائی جاتی تھیں۔ اس دفعہ یہ سہولت میسر نہ تھی بلکہ تمام کاروں اور گاڑیوں کو حدیقۃ المہدی تک acess دیا گیا تھا اور یوں جہاں انسانوں کا ایک شہر بسا نظر آتا تھا۔ وہاں کاروں کی لمبی لمبی قطاریں نظر آئیں۔ ہر انکلیو میں قطاروں میں لگی کاریں ایک خوش نما منظر پیش کر رہی تھیں۔ ہمارے نوجوان خدام گاڑیوں کو پارک کروانے کے لئے ہمہ تن مستعد نظر آئے اور شاملین جلسہ سے دعائیں لیں کیونکہ شدید دھوپ میں مستقل کھڑے وہ خدمات بجالا رہے تھے۔ **فجزاھم اللہ تعالیٰ**

گزشتہ سالوں میں شاملین جلسہ کو جو ایک تنگی کا سامنا کرنا پڑتا تھا وہ یہ تھی کہ جب کبھی بھی جلسہ کے ایام میں بارش برستی تو حدیقۃ المہدی کی کار پارک چونکہ کچی زمین پر ہے اس وجہ سے وہاں کیچڑ بن جاتا تھا اور اس کیچڑ میں پھر گاڑیاں پھنس جاتی اور ان کو وہاں سے نکالنا انتظامیہ کے لئے ایک چیلنج بنا رہتا۔

امسال حضور انور کی ہدایت پر جلسہ سالانہ کی انتظامیہ نے مستقل بنیادوں پر اس مسئلہ کا حل کرتے ہوئے پورے جلسہ گاہ کے احاطہ میں زمین کے نیچے تقریباً ڈیڑھ میٹر کی گہرائی پر PVC Pipes بچھائے ہیں۔ اس پراجیکٹ میں کام کرنے والے ایک انجینئر مکرم نیر احمد صاحب نے بتایا کہ یہ پائپس دس دس میٹر کے فاصلہ پر پورے جلسہ گاہ میں بچھائے گئے ہیں تا کہ بارش کا پانی اکٹھا ہو کر شاملین جلسہ کیلئے کسی قسم کی تنگی کا باعث نہ بنے۔ موصوف نے بتایا کہ یہ پائپس چوڑائی میں 112 میلی میٹر ہیں اور ان کے اوپر بجری ڈالی گئی ہے تا کہ بارش کا پانی فوری بجری سے گزرتا ہوا ان پائپس میں چلا جائے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جلسہ گاہ کے تحت پائپس کے اس وسیع و عریض نیٹ ورک کا ایک مفصل نقشہ بھی تیار کیا گیا ہے تا کہ آئندہ اگر کسی ایک خاص حصہ پر کام کرنا پڑے تو کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

مین اسٹریم کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی

دور ثانی کے حوالہ سے پیشگوئیوں میں سے ایک یہ پیشگوئی تھی کہ امام مہدی بہت دور بیٹھے اپنے حواریوں کو دیکھ سکے گا اور حواری امام مہدی کی آواز سن سکیں گے اور امام مہدی کا دیدار بھی کر سکیں گے۔ اس پیشگوئی کی تکمیل ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہو رہی تھی۔ ایم ٹی اے کے آغاز پر تو صرف خلیفۃ المسیح اور ان کے سامنے بیٹھے لوگوں کا دنیا بھر میں پھیلے افراد جماعت دیدار کر رہے تھے۔ پھر قادیان کے جلسہ سالانہ پر جلسہ سالانہ قادیان کے نظارے بیک وقت ساری دنیا میں دیکھے جانے لگے۔ ایک طرف جلسہ سالانہ قادیان کی کارروائی اور دوسری طرف خلیفۃ المسیح کی صدارت میں لندن سے جلسہ سالانہ کی کارروائی بیک وقت دیکھنے کو ملتی رہی۔ اس کے بعد خلافت جوبلی کی مرکزی تقریب اور کئی ایک مواقع پر مین اسٹریم کے ذریعہ مختلف ممالک میں اپنے اپنے مرکز یا مساجد میں بیٹھ کر لندن میں جاری کاروائی میں شامل ہوتے رہے۔ سو سالہ شوریٰ کے انعقاد پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا۔ یہ صورت This week with Hazoor میں بھی دیکھنے کو ملی۔

اس دفعہ الحمدللہ جہاں دنیا بھر میں انفرادی طور پر احباب نے اپنے گھروں میں جلسہ کی کارروائی سے استفادہ کیا وہاں 53 ممالک میں جماعتی سطح پر اپنے مراکز اور مساجد میں بیٹھ کر جلسہ سالانہ برطانیہ کی کارروائی میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث ٹھہرے۔ ان ایمان افروز نظاروں کو ہم جلسہ گاہ میں لگی اسکرینوں پر دیکھتے اور محظوظ ہوتے رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے درج ذیل دعا کی:

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دور فرمادے۔ اور ان کی ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد و العطاء اور رحیم اور مشکل کُشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔“

(اشتہار 7 دسمبر 1882ء، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 342)

ایک وقت تھا کہ یہ دعا صرف اور صرف مرکز پہنچ کر جلسہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں قبول ہوتی تھی۔ ممکن ہے کہ ارادہ باندھ کر شامل نہ ہونے والوں کے حق میں بھی قبول ہو جاتی ہو لیکن ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ دائرہ وسیع ہو کر ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جو شخص بھی اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر کرے گا خواہ وہ سفر مرکزی طور پر مراکز یا مساجد میں پہنچ کر اجتماعی طور پر جلسہ کی کارروائی سننے سے تعلق رکھے یا اپنے اپنے گھروں میں اپنے بیڈ رومز سے پارلرز (جہاں ٹی وی پڑا ہے) تک پہنچنے کے لئے چند قدم کا سفر کیوں نہ ہو۔ ان کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔

عالمی السلام علیکم

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اسٹیج سے بے شمار دفعہ السلام علیکم کا تحفہ دنیا بھر کو جاتا رہا۔ جس پر وہ وعلیکم السلام کی دعا دیتے ہوں گے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نماز جمعہ، خطابات اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے جب بھی پنڈال میں تشریف لاتے رہے تو آتے اور جاتے اور روسٹرم پر نمودار ہوتے بلند آواز سے ''السلام علیکم ''کا تحفہ حاضرین کو پیش کرتے رہے تو حاضرین بلند آواز میں وعلیکم السلام کہہ کر اپنے آقا کی نہ صرف سلامتی والی دعا کو قبول کرتے رہے بلکہ اپنی طرف سے بھی سلامتی کا تحفہ پیش کرتے رہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہم میں سے بہت سے دوست وقت سے قبل پنڈال میں صرف اس لئے تشریف فرما ہوتے کہ اپنے پیارے آقا سے سلامتی کی دعائیں لیں۔

لوائے احمدیت اور مختلف ممالک کے جھنڈوں کا لہرانا

مردانہ مارکی کے سامنے حسب سابق ان ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے جن میں احمدیت داخل ہو کر مضبوطی سے اپنے پاؤں گاڑ چکی ہے۔

مورخہ 5 اگست کو پہلے سیشن کے آغاز پر شام 4:25 پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس چبوترے پر قدم رنجہ فرمایا۔ جس پر لوائے احمدیت اور برطانیہ کا جھنڈا تھا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ اس دوران فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔

Dignitaries اور معروف سماجی و ملکی شخصیات کا اظہار خیال

جلسہ سالانہ کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ ملک کے مشہور و معروف سماجی شخصیات، مئیرز، دیگر وزراء و حکومتی نمائندے جلسہ سالانہ پر آکر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ امسال Covid-19 کی وجہ سے ان dignitaries کو فزیکلی تو نہ بلوایا گیا لیکن انہوں نے اپنے آڈیو اور وڈیو پیغامات ریکارڈ کروا کر بھجوائے جن میں جماعت احمدیہ کی ترقیات، خدمات، امن و آشتی کی

تعلیمات کو اور احمدیوں کے اخلاق کو سراہا گیا۔ یہ پیغامات دوسرے اور تیسرے دن مکرم رفیق احمد حیات امیر جماعت یو کے کی صدارت میں سنائے اور دکھائے گئے۔ ان پیغامات میں وزیر اعظم برطانیہ، وزیر خارجہ نے حکومت برطانیہ کی طرف سے جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اس پروگرام کا ایک حسن یہ تھا کہ ان سماجی شخصیات میں بعض خواتین بھی تھیں جن میں بعض پاکستانی لباس میں ملبوس، پردہ کئے ہوئے تھیں اور پیغام کا آغاز السلام علیکم کہہ کر کرتی رہیں۔ ان میں سے اکثر نے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت جماعت کی خدمات کو سراہا۔

جلسہ گاہ کی تشہیر

ہمیں پاکستان میں حکومتی سطح پر جلسہ سالانہ کرنے کی اجازت نہیں۔ تاہم بیرون پاکستان قریباً تمام ممالک میں نہ صرف جلسے کرنے کی اجازت ہوتی ہے بلکہ نجی و سرکاری میڈیا کے پلیٹ فارم پر جلسوں کی تشہیر کے مواقع بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ میں اپنے ایک آرٹیکل میں لکھ آیا ہوں کہ 2019ء میں مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ سیرالیون میں شمولیت کا موقع ملا تو لنگے ائیرپورٹ پر Land کرنے کے بعد فیری کے ذریعہ سمندر پار کر کے مشن ہاؤس فری ٹاؤن پہنچنا تھا۔ تو فیری میں خاکسار کو جلسہ سالانہ بو کے اعلانات سننے کو ملے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے پاکستان میں کسی پارٹی کو اپنے کسی اجلاس کی تشہیر کرنی ہو تو جگہ جگہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ یوں ہی اعلان کرنے والا کہہ رہا تھا کہ چلو چلو Bo چلو۔ الحمد للہ

مجھے اس دفعہ جلسہ گاہ برطانیہ تک پہنچنے کے لئے مختلف اطراف کے راستے دیکھنے کا موقع ملا۔ کیونکہ ٹُم ٹُم یا waze راستے سے لے کر جاتا ہے جس پر رش نہ ہو تو تمام راستوں پر قریباً چار پانچ میل تک ہر چوراہے، گول چکر اور اہم جگہوں پر پیلے رنگ کے بورڈ نظر آتے رہے تھے جن پر جلسہ گاہ کی direction واضح طور پر درج تھیں اور وہ سائن بورڈ رہنما بورڈ تھے جو حکومت کے تعاون سے آویزاں کئے گئے تھے۔

جلسہ ریڈیو

جلسہ سالانہ کا ایک اہم امر ریڈیو جلسہ ہوتا ہے۔ جو ایک Instrument کے ذریعہ قریباً 5 میل تک سنا جا سکتا ہے۔ جو دوست late ہو جاتے ہیں یا ان کی گاڑیاں رش میں پھنس جاتی ہیں تو FM ریڈیو کے ذریعہ وہ جلسہ کی کارروائی سے حظ اٹھاتے ہیں۔

ایم ٹی اے

اگر ایم ٹی اے کی خدمات کا ذکر نہ کریں تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا، ایم ٹی اے کا دفتر جو ایک وسیع و عریض مارکی میں بنایا جاتا ہے۔ جلسہ گاہ کی خوبصورتی کا باعث بنتا ہے۔ جلسہ گاہ کے اندر، باہر اور دنیا بھر میں ہر احمدی ایم ٹی اے کا ممنون احسان ہوتا ہے جس کے ذریعہ جلسہ گاہ سے پروگرام کی صوتی لہروں اور تصویری نظروں سے محظوظ ہوتے ہیں اور دنیا بھر سے الفضل آن لائن کو مبارکبادی کے جو پیغامات موصول ہوتے ہیں، ان میں جہاں حضور اقدس کو سلام اور مبارکباد پہنچانے کے پیغامات ہوتے ہیں وہاں ایم ٹی اے والوں کو بھی مبارکباد اور حسین مناظر پیش کرنے پر شکریہ کے پیغامات موجود ہوتے ہیں۔

موسم

امسال تینوں دن موسم خوشگوار رہا۔ گو گرمی تھی مگر ایک مومن کے اندر جو روحانی گرمائش نے جگہ بنا رکھی تھی اس کے مقابل پر ظاہری گرمی ہیچ تھی۔ پنڈال کے اندر تو اے سی کی وجہ سے موسم بہت خوشگوار تھا اور پنڈال کے باہر بارش نہ ہونے کی وجہ سے حاضرین کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ نہ تھیں۔ الحمد للہ

Paves راستے

جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں راستوں کی بہتری کا ذکر فرمایا تھا۔ ہم تمام نے محسوس بھی کیا۔ اس دفعہ راستوں کا انتظام بہت بہتر تھا۔ اس دفعہ بعض جگہوں پر جہاں بارش ہونے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے وہاں کے Pave پر لوہے کی سلائیڈز کا سائز چوڑائی کے

اعتبار سے زیادہ تھا۔ بعض راستے تو تار کول سے مستقل بنا دیئے گئے اور بعض پر کیری وغیرہ ڈال رکھی تھی۔ ٹینکرز کے ذریعہ سڑکوں پر گرد بٹھانے کے لئے پانی کا چھڑکاؤ بھی جاری رہا۔

حضور انور کا قافلہ

جیسا کہ آغاز پر تحریر کیا جا چکا ہے کہ حدیقۃ المہدی کئی سو کنال پر پھیلا رقبہ ہے۔ حضور انور کی رہائش جلسہ گاہ سے کافی دور ہے۔ اس لئے حضور انور کی آمد کار کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جو قافلہ کی صورت میں آتی تھیں۔ اس دفعہ قافلہ میں Land Crusers کا استعمال کیا گیا جو قدرے اونچی ہوتی ہیں اور رف جگہوں سے بھی باآسانی سہولت سے گزر جاتی تھیں۔

قافلے کو چار بائیک Lead کرتے تھے جو چار نوجوانوں نے اپنی ذاتی بائیک حضور انور کے قافلہ کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔

باتھ رومز و ٹائلٹس

کہتے ہیں کہ اگر کسی جگہ کی خوبصورتی کو دیکھنا ہو تو اس کا کچن اور باتھ روم دیکھ کر ان کے رہن سہن کا اندازہ لگا لو۔ اس لئے جب لڑکی کو دیکھنے جاتے ہیں تو لڑکے والے کچن اور ٹائلٹس پر نگاہ ضرور ڈالتے ہیں۔

جلسہ گاہ میں ٹائلٹس کا انتظام اس دفعہ بہت اچھا تھا۔ ان کی صفائی پر خدام اور مستورات کی طرف بچیاں مامور تھیں جو اپنا نفس مار کر باتھ رومز اور ٹائلٹس کی صفائی کرتی تھیں۔ ٹائلٹس دو طرح کی تھیں۔ ایک تو Self made تھیں۔ مارکی کے اندر چھوٹے چھوٹے لکڑی کے کیبن بنائے گئے تھے۔ جبکہ دوسرے وہ کیبن یا ڈبے تھے جن کے اندر مستقل طور پر ٹائلٹس موجود ہوتی ہیں۔ ان کو جماعت Hire کرتی ہے اور ان کو مختلف جگہوں پر place کیا گیا تھا تا ہر ایک کی approach آسان ہو سکے۔

ٹائلٹس کا فضلہ اور گند ساتھ کے ساتھ جلسہ گاہ کے ایک طرف کھڑے دو ٹینکرز میں جا رہا تھا جو بھر جانے کے بعد دور کسی جگہ پھینک آتے تھے۔

اس کے علاوہ جگہ جگہ ڈسٹ بن رکھے گئے تھے۔ جس کو شاملین جلسہ نے استعمال کیا اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ صاف ہو جاتے تھے۔ اس لئے کوئی کچرا، ڈبہ یا بوتل کسی جگہ پڑی نظر نہیں آئی۔

لنگر خانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لنگر خانہ کی بنیاد رکھی۔ آغاز میں مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے رقم بھی نہ ہوتی۔ ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ نے اپنا زیور فروخت کیا۔ اب یہ لنگر خانہ 100 سے زائد ممالک میں قائم ہے۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر روٹی پکانے والی مشین مستقل بنیادوں پر نصب ہے جہاں ایک گھنٹہ میں 8000 کے قریب روٹی تیار ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ والے ہال میں دیگوں میں سالن وغیرہ تیار ہو رہا ہوتا ہے۔ معذوروں کے لئے پرہیزی کھانے کی تیاری ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ سارا کام رضاکارانہ ہوتا ہے۔ میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ اتنا لذیذ کھانا کہاں سے پکانا سیکھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے لنگر خانہ میں پیاز وغیرہ کاٹنے سے کام شروع کیا تھا اور cooks کو کھانا تیار کرتے دیکھتا رہا اور اب میں خود کھانا تیار کرتا ہوں۔

کھانے کی مارکیز

لنگر خانہ سے کھانا تیار ہو کر گاڑیوں کے ذریعہ جلسہ گاہ میں لگی کھانے کی مارکیز اور دیگر رہائش گاہوں پر پہنچایا جاتا ہے۔ جلسہ گاہ میں مردانہ وزنانہ ہر دو اطراف پر بہت بڑی بڑی مارکیز لگا کر Dinning Tables لگا رکھے تھے۔ جہاں ایک جم غفیر کھانا کھاتا رہا۔ معذوروں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں کے لئے ایک الگ مارکی میں میزوں کے ساتھ کرسیاں بھی رکھی گئی تھیں تا وہ بیٹھ کر آسانی سے کھانا کھا سکیں۔ پرہیزی کھانے والے لوگوں کی الگ مارکی تھی جبکہ تبشیر کے مہمانوں کے لئے بھی الگ سے مارکی موجود تھی۔ ان تمام مارکیز میں 25 ہزار لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ ا لسلام کے لنگر خانہ سے فائدہ اٹھایا۔

ان تین دنوں کے علاوہ اسلام آباد اور بیت الفتوح میں بھی لنگر جاری رہا۔ جہاں سے تمام بوڑھوں، خدام، بچوں اور لجنہ کی طرف سے ممبرات اور ناصرات نے رضاکارانہ طور حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت جاری رکھی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

چائے، کافی کا انتظام

جماعتی سطح پر الگ سے بوتھ دیکھنے کو ملے۔ جس میں چائے اور کافی موجود تھی۔ بلکہ یہ دیکھ کر حیرانگی ہوئی کہ میٹھے شربت جیسے روح افزاء اور شربت سندل کا الگ سے بوتھ تھا۔

نمائش

کچھ مارکیز الگ سے نمائش کے لئے مختص تھیں۔ جن میں آئی ٹی، ہیومینٹی فرسٹ اور مخزن تصاویر کی نمائش کے علاوہ ایک بک اسٹال بھی موجود تھا۔ مکرم عامر محمود ملک نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن شیفیلڈ نے ان نمائش کو دیکھ کر مجھے بتایا کہ بہت اچھی، علمی اور ایمان افروز نمائشیں تھیں۔ خلاصۃً میں یہ کہوں کہ ان نمائشوں میں سے خصوصاً آئی ٹی کی نمائش سے خدا کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا کہ کس طرح نامساعد حالات میں جماعت دن بدن ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ دشمنی اور مخالفت کے باوجود جماعت کا قدم آگے ہی بڑھ رہا ہے۔

امسال Review of Religions اور Ahmadiyya Archive & Research Centre اور الحکم نے بھی اپنی اپنی انگریزی زبان میں نمائشیں لگائی تھیں۔ ہر سال کی طرح ریویو آف ریلجنز کی نمائش اس دفعہ بھی خوبصورت اور دلکش تھی۔ اس نمائش میں انتظامیہ نے خوبصورت انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جاری شدہ میگزین کی مفصل تاریخ آویزاں کی ہوئی تھی۔ جن میں چند ابتدائی ایڈیٹروں کا بھی ذکر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ چند ابتدائی شماروں کے سرورق کے بھی عکس نمایاں طور پر لگے ہوئے تھے۔

نمائش کے ایک کونے میں کچھ pop-up معلوماتی banners بھی تھے جو احمدی احباب اور غیر از جماعت احباب دونوں کی دلچسپی کا باعث تھے۔ ان میں سے ایک بینر پر حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف آسمانی فیصلہ کے اختتام پر جو مختلف ہندسے لکھے ہوئے ہیں ان کا عکس تھا۔ اس عکس کے نیچے انگریزی میں قارئین کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ ان ہندسوں کے بارے میں تحقیق کریں اور اس بات کا حل نکالیں کہ کیا ان ہندسوں سے مراد کوئی خاص پیغام ہے؟ یا پھر کسی ریاضی یا سائنسی دریافت کی طرف اشارہ کرتے ہیں؟

نمائش کے عین وسط میں شیشے کے بکس میں سجے ہوئے ریویو آف ریلجنز کے چند ابتدائی شمارے پڑے ہوئے تھے جو نمائش کی زینت کو بڑھا رہے تھے۔

ہیومینٹی فرسٹ کی نمائش میں بھی اسی قسم کے بڑے بڑے معلوماتی بینرز تھے۔ ان پر ہیومینٹی فرسٹ کے انواع اقسام کے پراجیکٹس کے بارے میں معلومات تھیں۔ تصاویر کی مدد سے یہ معلومات پرکشش انداز میں زائرین کے لئے آویزاں تھیں۔

الحکم اور Ahmadiyya Archive & Research Centre کی نمائش ایک ہی مارکی میں تھی۔ الحکم کی نمائش میں بینرز پر احمدیہ خلافت اور سلطنتِ عثمانیہ کا تقابلی جائزہ لکھا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ اسکرینز پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے برطانیہ دورہ کے حوالہ سے معلوماتی ویڈیوز چل رہی تھیں۔ حضورؓ کے اسی دورہ کے بارے میں مختلف اخباروں سے تراشے لگے ہوئے تھے۔

ایک بورڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیوں کے بارے میں تھا۔ یہ وہی تین انگوٹھیاں ہیں جنہیں حضور علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں تیار کروائی تھیں اور پھر آپؑ کے بعد آپؑ کی مبشر اولاد میں تقسیم ہوئیں۔

ٹی وی و اخبارات کے نمائندگان

آخری روز نیشنل اخبارات و نجی ٹی وی کے نمائندگان جلسہ گاہ پر آئے اور حضور انور کے اختتامی خطاب کے دوران مختلف مناظر Capture کیے۔

ایمر جنسی کے انتظامات

جلسہ گاہ میں یہ انتظام دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آگ لگنے کی صورت میں آگ بجھانے کا مناسب انتظام تھا نیز کسی ایمر جنسی کی صورت میں ایمبولینس کا ہمہ وقت انتظام موجود تھا۔

حاضری

جلسہ کی مکمل حاضری جس کا حضور انور نے آخری روز اعلان فرمایا وہ 26649 رہی جن میں مستورات 10687 تھیں۔

دفاتر

روزانہ کے جماعتی کام اسی طرح ساتھ کے ساتھ جاری رہے۔ لہذا جلسہ گاہ میں تبشیر کا دفتر دیکھنے کو ملا۔ امارت جماعت احمدیہ برطانیہ اور PS کا دفتر بھی فعال نظر آیا۔

من لا یشکر الناس لا یشکر اللّٰہ

ان تمام انتظامات میں مکرم چوہدری ناصر احمد افسر جلسہ سالانہ اور مکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان افسر جلسہ گاہ نے اپنے اپنے نائبین اور معاونین سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکمل رہنمائی میں خدمات سر انجام دیں اور یہ روحانی اور علمی و تربیتی مائدہ ہمیں دستیاب فرمایا۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیراً

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی نے جلسہ کے بعد حسب سابق مؤرخہ 12 اگست 2022ء کو خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دوران جلسہ اللہ تعالی کی تائیدات اور برستے فضلوں کا ذکر کیا۔ اس کا خلاصہ ہمارے قارئین کے لئے جرمنی میں الفضل آن لائن کے نمائندہ مکرم قمر احمد ظفر نے تیار کیا ہے جسے مؤرخہ 25 اگست کی اشاعت میں شامل کیا گیا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں PDF میں تقسیم ہوا۔ ایک بار پھر شکر الٰہی کا حق ادا کرنے کی کوشش میں مکرر اشاعت کی جا رہی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بغیر ہماری رپورٹ مکمل نہیں ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا!

الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جلسہ ٔسالانہ برطانیہ منعقد کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، ہم نے تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو برستے دیکھا۔ جلسہ کا بڑا اور سارا سال انتظار رہتا ہے، بڑی تیاریاں بھی انتظامیہ کو کرنی پڑتی ہیں لیکن پھر جب جلسہ شروع ہوتا ہے تو پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ تین دن کس طرح پلک جھپکتے میں گزر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام تحفظات اور خوفوں کو امن میں بدل دیا

اِس سال لوگوں اور مجھے بھی مختلف حوالوں سے بعض تحفظات تھے، بعض نے خط لکھے اور فکر کا اظہار کیا۔ لوگ خود، مَیں اور افراد جماعت بھی دعائیں کر رہے تھے، بہر حال اللہ تعالیٰ نے تمام تحفظات اور خوفوں کو امن میں بدل دیا۔ پچھلی وباء Covid بھی ایک وجہ تھی، بہر حال اِس کا کچھ اثر تو بعض شاملین پر ہو لیکن عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے۔

بندوں کی شکر گزاری ہی اللہ شکر گزاری کی طرف لے کر جاتی ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ کے اگلے خطبہ کی مناسبت سے کارکنان کے شکریہ، شاملین کے تاثرات نیز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بابت ارشاد فرمایا! پہلے تو مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تیاری جلسہ سے لے کر وائنڈ اَپ تک بے لوث ہو کر کام کیا اور اب تک کسی نہ کسی صورت میں جاری وائنڈ اَپ کا کام کر رہے ہیں۔ پھر دورانِ جلسہ مختلف شعبہ جات میں کارکنان اور کارکنات نے عموماً اپنی صلاحیتوں کے مطابق اچھا کام کیا جس کے لئے تمام شاملین کو شکر گزار ہونا چاہیئے۔

بعض خامیاں اور کمزوریاں بھی سامنے آئی ہیں

اتنے بڑے نظام میں یہ کمزوریاں ہو جاتی ہیں لیکن انتظامیہ کا کام ہے کہ اِن کمزوریوں اور خامیوں کو دُور کرے، مثلاً لجنہ کے کھانا کھلانے کے شعبہ کی بعض شکایات یا بعض اور باتیں ہیں۔ لوگوں کے خطوط جو اِس بارہ میں آئے ہیں وہ مَیں ساتھ ساتھ انتظامیہ کو بھجوا رہا ہوں، اِس کے

مطابق جائزہ لے کر اپنی لال کتاب میں یہ کمیاں درج کر کے اگلے سال ہر شعبہ میں بہتر انتظام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایم ٹی اے نے بھی بہت اچھی کوریج دی ہے

اِس دفعہ اسٹوڈیو بھی تمام کا تمام اِنہوں نے خود تیار کیا اور اِس سے کئی ہزار پاؤنڈز کی بچت بھی ہوئی۔ اِس سال یہ بھی تھا کہ بہت سے ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں کو جلسہ کی کاروائی کے دوران ملا دیا، جس سے یہاں بیٹھے ہوئے لوگ بھی دوسرے ملکوں میں بسنے والے اپنے بھائیوں کو دیکھ رہے تھے، ایک وحدت تھی جس کا نظارہ ہم نے ایم ٹی اے کے کیمرہ کی آنکھ کے ذریعہ کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے، ایم ٹی اے کے کارکنان اِس بات پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے جماعت احمدیہ کی اکائی کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا کو دکھا کر اُن کے منہ بند کئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تفصیلی تذکرہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے بعض اپنوں، غیروں، نومبائعین اور صحافیوں کے متفرق تاثرات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بذریعہ جلسہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پیغام اسلام پہنچایا۔

لوگوں کا خلیفۂ وقت سے پیار اور محبت کا تعلق

نائیجر کے غیر احمدی عالم ونیامے شہر کی ایک مسجد کے امام ابو بکر صاحب کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ جس بات نے متاثر کیا وہ لوگوں کا خلیفۂ وقت سے پیار اور محبت کا تعلق ہے اور کس طرح لوگ خلیفۂ وقت کے ایک اشارے پر کامل اطاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے (تقریروں کے دوران مکمل خاموشی اور سکوت طاری تھا) یوں گمان ہوتا ہے کہ یہ محبت خود خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالی ہے کیونکہ اِس میں بناوٹ کا کوئی شائبہ نہیں۔

کوئی مانے یا نہ مانے آج حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے

برکینا فاسو کے ایک غیر از جماعت دوست اسحٰق صاحب کہتے ہیں۔ آپ کا جلسہ سالانہ بہت شاندار تھا اِس کی مثال نہیں ملتی، اتنے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا کسی معجزہ سے کم نہیں اور ایک امام کی پیروی، یہ جلسہ اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے آج حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے اور وہ دن دُور نہیں جب لوگ اِس حقیقت کو پہچان لیں گے اور اِس میں داخل ہو جائیں گے۔

مَیں احمدیہ خلیفہ کا خطاب سن کر بہت متاثر ہوا ہوں

لائبیریا کے ایک غیر مسلم مہمان کہتے ہیں۔ مَیں احمدیہ خلیفہ کے خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوا ہوں......اِس سے پہلے مَیں نے سن رکھا تھا کہ احمدیہ جماعت بڑی منظم جماعت ہے، آج اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا ہے کہ کس طرح احمدیہ جماعت ایک لیڈر کے ہاتھ پر متحد اور دنیا میں امن کی کوشش میں مصروف ہے۔

آج خلیفۂ وقت کا خطاب سن کر میرا نظریہ بدل گیا

زیمبیا کے ایک عیسائی پادری صاحب جلسہ کے آخری روز حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب سن کر بہت متاثر ہوئے نیز اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ آپ کے خلیفہ کا خطاب بہت حیرت انگیز تھا۔۔۔ مَیں یہی سمجھتا تھا کہ اسلام نے عورت کے حقوق ضبط کئے ہیں اور عورت کو کسی قسم کی آزادی نہیں دی مگر آج یہ خطاب سن کر میرا نظریہ بدل گیا ہے اور مَیں اِس بات کو کرتے ہوئے قطعاً نہیں شرماؤں گا کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ عیسائیت نے نہیں دیئے۔

آج خلیفہ کے ہاتھ پر لوگوں کو بیعت کرتا دیکھ کر دل پر گہرا اثر ہوا

آئیوری کوسٹ کے ایک زیر تبلیغ دوست کہتے ہیں کہ اُنہوں نے پہلی مرتبہ کوئی جلسہ بذریعہ ٹی وی براہ راست دیکھا اور انتظامات جلسہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے، اتنی بڑی تعداد کا منظم اور باسلیقہ طریق پر ایک پروگرام میں شرکت کرنا بتاتا ہے کہ خلافت کی تربیت کا اُن پر گہرا اثر ہے۔

اُنہیں معلوم تو نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لوگ کیسے بیعت کرتے ہیں لیکن آج خلیفہ کے ہاتھ پر لوگوں کو بیعت کرتا دیکھ جو گہرا اَثر دل پر ہوا اَور جو کیفیت ہے وہ نا قابل بیان ہے۔

ہماری خوش قسمتی کہ ہمارے پاس ایم ٹی اے ہے

جلسہ کے تینوں دنوں سے استفادہ کرنے والی کیمرون کی مقامی جماعت کی ایک خاتون نے اختتام جلسہ پر لوگوں کو نصیحت کی! ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس ایم ٹی اے ہے، یہ ایک ٹی وی چینل نہیں بلکہ ایک اسکول اور یونیورسٹی ہے جہاں انسان روزانہ علم سیکھتا ہے، ہم نے بھی اِن تین دنوں میں بہت علم پایا ہے...... ہر ایک کو اِس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور باقاعدگی سے گھروں میں اِسے دیکھنا نیز بچوں کو بھی دکھانا چاہئے تاکہ سب کا اسلامی علم بڑھے، خاص طور پر خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات ضرور سنیں تاکہ ہمارا ایمان بڑھے۔

جلسۂ سالانہ یُوکے سے مجھے تحریک ہوئی

ایک البانین زیر تبلیغ مسلم لڑکی کہنے لگیں کہ جلسۂ سالانہ یُوکے ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس میں شاملین کی تعداد غیر معمولی تھی، مَیں ابھی تک جماعت میں شامل تو نہیں ہوئی لیکن اِس جلسہ سے مجھے تحریک ہوئی کہ مَیں اِس کی اہمیت اور سچائی کے متعلق سنجیدگی سے غور کروں۔

کاروائی جلسہ دیکھ کر لوگوں میں مضبوطی ایمان بھی پیدا ہوتی ہے

آسٹریلیا کے ایک نو مبائع کہتے ہیں کہ عالمی بیعت میرے لئے ایک حیرت انگیز تجربہ تھا، اِس وقت مَیں جس روحانی کیفیت سے گزرا اِس سے قبل مَیں نے وہ کیفیت کبھی محسوس نہیں کی، ایک ایسا روحانی ماحول تھا جس نے مجھے اطمنان قلب اور سکون عطاء کیا۔

جلسہ کی کاروائی دیکھی ایسا لگتا تھا کہ ہم جنت میں ہیں

یمن سے شیما قاسم صاحبہ کہتی ہیں کہ ہم نے جلسہ کی کاروائی دیکھی ایسا لگتا تھا کہ ہم جنت میں ہیں، اسلام کا سورج ہم پر دوبارہ طلوع ہوا ہے اور ہمارے دلوں اور روح کو تازگی بخشی ہے۔ ہم میں حقیقی ایمان، محبت و وحدت اور اخلاق کی روح پھونکی گئی ہے، ہم اپنے آپ سے دُور تھے لیکن

ہمارے دل آپ کے ساتھ تھے، ہم ایک ہی گھر میں موجود تھے، ایک احمدی کے سواء کوئی اور اِس تعلق کو محسوس نہیں کر سکتا...... مولیٰ کریم خلافت کو دَوام بخشے اِس کے بغیر نہ ہمارا کوئی وجود ہے نہ مقصد۔

مجھے لگ رہا تھا کہ اِس قدر احساس خوشی سے میرا دل پھٹ جائے گا

کبابیر کی ایک عرب خاتون دعا صاحبہ کہتی ہیں کہ بیعت کے وقت مجھے احساس تھا کہ ہم حقیقت میں خلیفۂ وقت کے ساتھ ہیں اور ہمارے درمیان نہ کوئی ملک اور نہ کوئی سمندر ہے۔

آئندہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ کام کروں گا

نمائندہ جرنلسٹ بی بی سی ساؤتھ ایڈورڈ سالٹ نے کہا کہ مَیں نے جلسہ میں بہت اچھا وقت گزارا، مہمان نوازی بہت عمدہ تھی۔ مختلف تقاریر سن کر بھی بہت اچھا لگا، آئندہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ کام کروں گا۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اگست 2022ء)

﴿133﴾

گُلیاں(Money Box)

بچوں اور بڑوں میں مالی قربانی کا شوق اور عادت ڈالنے کا ذریعہ

گزشتہ دنوں قادیان سے مکرمہ امتہ الشافی رومی، جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت نے روزنامہ الفضل آن لائن کے جلسہ سالانہ نمبر کے لئے ”ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت کی قربانیاں اور خلافت سے وابستگی“ کے عنوان پر اپنا ایک مضمون بھجوایا۔ جو انہوں نے ادارہ الفضل کی درخواست پر تحریر کیا ہے اور یہ مضمون 2 اگست 2022ء کے شمارہ کی زینت بنا ہے۔

موصوفہ نے اپنے اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مالی تحریک بابت ”یورپ میں دو نئے مراکز“ کے تحت حضور رحمہ اللہ کا ایک اقتباس درج کیا ہے جو جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے لجنہ اماء اللہ مستورات سے خطاب سے لیا گیا ہے۔ جس میں قادیان کی مستورات اور ناصرات کی مالی قربانیوں کے اشتیاق کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضورؒ فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی لجنات میں سے سب کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن قادیان کی لجنہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ مالی قربانی میں یہ بے مثل نمونے دکھانے والی ہے۔ قادیان کی جماعت ایک بہت غریب جماعت ہے۔ لیکن میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک کی جائے یہاں کی خواتین اور بچیاں ایسے ولولے اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہیں کہ بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ بس کرو۔ تم میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور واقعۃً مجھے خوشی کے ساتھ ان کا فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ جس کی خاطر انہوں نے قربانیاں کی ہیں وہ جانے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح ان کو بڑھ چڑھ کر عطا کرنا ہے۔ وہی اللہ اپنے فضل کے ساتھ ان کے مستقبل کو دین اور دنیا کی دولتوں سے بھر دے گا۔ ایک

موقع پر جب میں نے مراکز کیلئے تحریک کی تو احمدی بچیوں نے جو چھوٹی چھوٹی کُجیاں بنا رکھی تھیں۔ عجیب نظارہ تھا کہ گھر گھر میں وہ کجیاں ٹوٹنے لگیں اور دیواروں سے مار مار کے کجیاں توڑ دیں۔ چند پیسے، چند ٹکے جو انہوں نے اپنے لئے بچائے تھے وہ دین کی خاطر پیش کر دیئے۔ ہمارا رب بھی کتنا محسن ہے، کتنا عظیم الشان ہے ! بعض دفعہ بغیر محبت اور ولولے کے کروڑوں بھی اسکے قدموں میں ڈالے جائیں تو وہ رد کر دیتا ہے، ٹھوکر بھی نہیں مارتا ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر ایک مخلص ایک غریب پیار و محبت کے ساتھ اپنی جمع شدہ پونجی چند کوڑیاں بھی پیش کرے تو اسے بڑھ کر پیار اور محبت سے قبول کرتا ہے۔ جیسے آپ اپنے محبت کرنے والے اور محبوبوں کے تحفوں کو لیتی اور چومتی ہیں۔ خدا کے بھی چومنے کے کچھ رنگ ہوا کرتے ہیں اور میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان معنوں میں خدا نے ان چند کوڑیوں کو ضرور چوما ہو گا“

(خطاب جلسہ سالانہ مستورات قادیان فرمودہ 27 دسمبر 1991ء الفضل آن لائن 2/ اگست 2022ء)

موصوفہ نے مجھے خوشی اور فخریہ انداز سے یہ بھی بتایا (اور بتانے کا ان کا حق بھی بنتا ہے) کہ میں بھی ان خوش نصیب ناصرات میں شامل تھی جنہوں نے ان دو مراکز کی خرید کے لئے اپنی اپنی کُجیاں توڑ کر ان میں موجود رقم کو خلافت احمدیہ کے دربار میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

الفضل آن لائن کے قارئین یہ بخوبی جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں جب روپے کی کوئی زیادہ ریل پیل نہ ہوتی تھی، گھڑے، صراحی نما کُجیاں ملا کرتی تھیں۔ جسے گلّہ یا گلک بولتے تھے۔ جس میں چھوٹے اور بڑے بالخصوص بچے اپنی بچت یا جو رقم والدین سے جیب خرچ کے طور پر ملتی تھی یا سال بہ سال ملنے والی عیدی اس میں ڈالتے جاتے تھے۔ اور کسی اہم موقع پر جب کسی بڑی ضرورت کی چیز خریدنی ہوتی تو اسے توڑ کر رقم کو استعمال کیا جاتا اور وہ جشن کا سا سماں ہوتا تھا۔ اور گھر میں موجود بچوں (بہن بھائیوں) میں مقابلہ ہوتا تھا کہ دیکھتے ہیں کس کی رقم زیادہ جمع ہوئی ہے۔

اس دوڑ میں گھر کے بچے ہی نہیں بلکہ بڑے بالخصوص خواتین نے بھی اپنی اپنی کُجیاں رکھی ہوتیں اور کسی تہوار جیسے عید وغیرہ پر توڑ کر اپنی زیب و زینت کے لئے خریداری کیا کرتیں۔

پھر زمانہ ذرا ترقی کی طرف بڑھنے لگا تو کمیٹی ڈالنے کا رواج زور پکڑ گیا۔ جس میں ہفتہ وار یا ماہوار اقساط کی صورت میں معینہ رقم اپنی طرف سے یا اپنے بچوں کی طرف سے نام بنام جمع کروانے لگیں۔ جس سے بعض سگھڑ اور تجربہ کار خواتین نے اپنی بچیوں کے جہیز اور گھر کی بڑی بڑی چیزیں بھی بنائیں۔

جہاں تک ان گُجیوں میں موجود رقم کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تبلیغ کے لئے خرچ کرنے کا تعلق ہے تو اس سے جماعت احمدیہ کی تاریخ بھری پڑی ہے اور یہ تاریخ بہت روشن اور تابناک ہے۔ جب بھی کسی خلیفہ وقت نے مالی تحریک کی تو احمدی مستورات نے بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالا اور اپنا ہر دلعزیز اور قیمتی زیور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا وہاں احمدی بچوں اور بچیوں نے اپنی اپنی گُجیاں توڑ ڈالیں اور اس تحریک میں دے کر تاریخ احمدیت میں اپنے نام روشن کئے۔

کراچی کے ایک دوست نے ایک لمبا عرصہ قبل مجھے بتایا تھا کہ میں ایک معمولی تنخواہ کا ملازم ہوں اور عیال دار بھی ہوں۔ جلسہ سالانہ ربوہ پر شمولیت میرا شوق ہے۔ میں جنوری کے آغاز سے ہی اپنی تنخواہ میں سے رقم بچا کر اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر کچھ رقم ماہ بماہ گلّہ میں ڈالتا جاتا ہوں اور دسمبر میں اسے توڑ کر ٹکٹ خرید کر جلسہ میں شامل ہوتا ہوں۔

قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب میری بڑی بیٹی عزیزہ قرۃ العین سلمہا اللہ 10 سال قبل ہجرت کر کے برطانیہ آئیں تو آخری دنوں میں ایک گلّہ میرے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ اس میں جس موجود رقم صدقہ کر دیں اور جب اسے توڑا گیا تو پانچ ہزار روپے کے لگ بھگ رقم نکلی جو صدقہ کر دی گئی۔

زمانہ جوں جوں جدید ہوتا گیا ان گُجیوں کی شکلیں اور نام بھی بدلتے گئے۔ مٹی کے برتنوں کے غلّوں کو خوبصورت پالش اور بیل بوٹوں سے سجایا جانے لگا۔ بچوں کو راغب کرنے کے لئے مختلف پرندوں اور جانوروں کی شکلوں کے خوبصورت گلے متعارف ہوئے۔ اس کے بعد اس کو لکڑی اور ٹن کے باکس میں بدل دیا گیا جس پر ایک جندری (Lock) لگی نظر آتی تھی۔ بعد ازاں خوبصورت پلاسٹک، پھول بوٹوں والے ٹن یا کانچ کے مہنگے مہنگے غلّے بھی دیکھے بلکہ کسی کے گھر میں

صدقہ کے لئے ایک ایسے Box کو دیکھنے کا موقع ملا جس کے اوپر ایسی کمپیوٹرائزڈ مشین لگی تھی جو اس باکس میں موجود رقم کو جمع کر کے Balance بھی بتاتی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ریز گاری اور سکّے جمع کرنے والے باکس کو درج ذیل ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

Money Box, Cash Box, CoinBank, Penny Bank وغیرہ۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ شعبہ وقف جدید برطانیہ نے مالی قربانی کو عام کرنے اور اس کا ذوق و شوق پیدا کرنے کے لیے مضبوط گتّے کے ایسے Box متعارف کروا رکھے ہیں جس پر Waqfe Jadeed Penny Bank لکھا ہوا ہے اور احمدی بچے، بچیاں اور واقفین نو، واقفات نو اس میں وقف جدید کے لئے رقم ڈالتے جاتے ہیں۔ جسے وقف جدید سال کے آخری مہینہ یعنی دسمبر میں کھول کر چندہ میں دے دیا جاتا ہے۔ اور یوں بچوں کو سارا سال چندہ دینے کی عادت بھی رہتی ہے اور بوجھ بنے بغیر چندہ بھی ادا ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت گھروں میں صدقہ باکس یا چندہ باکس کی ہوتی ہے۔

خاکسار کو بطور مربی سلسلہ پاکستان کے بڑے شہروں میں خدمت دین کا موقع ملا ہے اور اس دوران بے شمار احمدی ڈاکٹروں سے واسطہ رہا ان سے سلام دعا رہی۔ ان کے اخلاص کو قریب سے دیکھنے اور پڑھنے کا موقع ملا۔ ان میں بعض ڈاکٹرز کا یہ طریق رہا کہ وہ رات کو کلینک بند کرتے وقت اپنی انکم کا سولہواں حصہ اور موصی ہونے کی صورت میں دسواں حصہ کلینک میں موجود ”چندہ باکس“ میں ڈال کر گھر کو لوٹتے اور یوں خدا کا حق روز کے روز ادا ہوتا رہتا۔ **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ**

بس آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنے گھروں میں صدقہ باکس، چندہ باکس، وقف جدید، تحریک جدید باکسز کو رواج دیں اور وقت آنے پر چندہ دے کر خدا کے حضور سرخرو ہوں۔ کان اللّٰہ معنا و ایدنا بنصرہٖ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اگست 2022ء)

﴿132﴾

رشتہ داریوں کا تقدس و احترام

چھ دن گزرے کہ کسی دوست نے ایک پوسٹ شیئر کی جس میں رشتہ داریوں کے تقدس، تکریم اور مضبوطی کے لئے بہت اہم پیغام تھا اور اس میں رشتہ داریوں کو زمانے میں بدلتے برتنوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ ایک وقت تھا جب پیتل کے برتن ہوتے تھے۔ زیر استعمال برتنوں کو روزانہ تو دھویا ہی جاتا تھا لیکن سال میں ایک بار ان کی گَس اور مَیل کو دور کرنے کے لئے قلعی وغیرہ کروائی جاتی تھی۔ پھر اسٹیل کے برتن آئے جو نہ ٹوٹتے تھے، نہ خراب ہوتے تھے لیکن کچھ عرصہ استعمال کے بعد ان سے اکتا کر ان کو پھینک دیا جاتا تھا۔ ساتھ کانچ کے برتن آگئے جو ٹوٹ گئے تو ختم۔ پلاسٹک کے برتن متعارف ہوئے تو وہ زمانہ بھی زیادہ نہ چلا اور اب کاغذ کے برتن آگئے جن کو disposable برتن کہا جاتا ہے۔ زیر استعمال لائے اور dust bin کی نذر ہوگئے۔

یہی کیفیت گزرتے زمانے کے ساتھ ساتھ رشتہ داریوں سے ہوتی گئی۔ ایک وقت تھا کہ رشتے بہت مضبوط اور مربوط ہوتے تھے۔ اگر رشتوں میں کسی وجہ سے دراڑ آجاتی تو فوراً مختلف رشتہ داروں کی وجہ سے دوبارہ جوڑ دیئے جاتے اور پہلے ہی کی طرح زندگی بسر کرتے جیسے پیتل کے برتنوں کو قلعی کرادی ہو۔ پھر جب دوریاں پیدا ہونے لگیں تو رشتوں کو بھی اسٹیل کے برتنوں کی طرح کچھ عرصہ کے بعد اپنے سے الگ کر دیا جانے لگا۔ پھر کانچ کے برتنوں کی طرح جب ٹوٹ گئے تو کوئی جوڑنے والی چیز بھی کام نہ آئی۔ کسی مصنوعی چیز سے بھی جوڑا گیا تو شیشہ میں آنے والا بال نہ گیا۔ رشتہ داریاں مختلف مراحل سے گزرتی اب بعض جگہوں پر تو disposable کے طور پر رہ گئی ہیں۔ جب ضرورت پڑی مل لیا پھر رستے جُدا جُدا۔

اس میں کسی حد تک حقیقت تو ہے۔ ممکن ہے بعض خاندانوں میں ابھی بھی یہ رشتے مضبوط ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو بالخصوص جہاں جہاں مشترکہ خاندانی نظام ہے وہاں تو رشتوں میں مضبوطی بھی ہو گی۔ لیکن جوں جوں سوشل میڈیا ہماری زندگیوں پر حاوی ہوتا گیا یا ہم نے خود اسے اپنے اوپر حاوی کر لیا تب سے رشتہ داروں میں دوریاں پیدا ہونے لگیں۔ اب تو ایک ہی کمرہ اور ایک ہی محفل میں بیٹھے بہن بھائی اور ماں باپ آپس میں باتیں اور خوش گپیاں لگانے کی بجائے اپنے اپنے موبائل میں مصروف نظر آتے ہیں اور اگر بڑے چھوٹوں کو کوئی کام کہہ دیں تو بعض اوقات بے توجہی، بے رخی یا بدتمیزی کے مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں اور یوں آپسی محبت و مودت کا پودا مرجھا رہا ہے۔

ایک وقت تھا جو گھروں میں، داروں میں اکٹھا بیٹھا جاتا تھا۔ گاؤں میں ایک حقہ کے ارد گرد تمام گاؤں والے باری باری جمع ہو کر کش لگاتے اور محبت کی باتیں کرتے۔ چوپالوں میں جمع ہو کر ریڈیو کی خبریں سنی جاتیں اور تبصرے ہوتے۔ آج بھی سوشل میڈیا یا وی لاگ کے ذریعہ گاؤں کے پرانے مناظر بھلے لگتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ بچے اسکولز کی چھٹیوں کا انتظار کرتے اور پروگرامز بنتے تھے کہ اتنے دن پھوپھو، اتنے دن فلاں خالہ اور اتنے دن فلاں ماموں کی طرف چھٹیاں گزاریں گے۔ ایک دوسرے کے گھروں میں آنا جانا رہتا تھا۔ اگر شادی ہوتی تو پہلے سے ہی طے پا جاتا کہ گھر کے کام کاج، مہمانوں کی تواضع اور دلہن کے کپڑوں کو گوٹا کناری لگانے کے لئے ہم اتنے اتنے دن پہلے آ جائیں گے۔ مل بیٹھیں گے۔ پرانی یادیں تازہ کریں گے اور شادی پر آنے والے مہمانوں کی فہرستیں گھروں میں بنتیں۔ ارد گرد محلہ میں، پڑوسیوں اور شادی والے گھر کے قریب دیگر رشتہ داروں سے مہمانوں کے لئے کمرے مستعار لئے جاتے۔ گھروں میں ہر فرد کے ذہن میں مہمانوں کے لئے قربانی کا جذبہ ہوتا۔ اپنے کمرے مہمانوں کے لئے وقف ہو جاتے۔ اڑوس پڑوس سے چارپائیاں، بستر، لحاف، کھیس اور تکیے اکٹھے کئے جاتے اور ان پر لئی (آٹے سے بنائے جانے والی گوند) سے کاغذ پر نام لکھ کر چیپیاں لگائی جاتیں یا کسی کونے کو ڈھونڈ کر اس کا نام لکھا جاتا جس سے یہ

بستر عاریۃً لئے گئے۔ ایک رونق ہوتی اور روٹھے ہوئے عزیزوں کو منانے کے لئے وفد بنائے جاتے۔ اگر کوئی نہ مانتا تو بسا اوقات شادی ملتوی کر دی جاتی۔ بلکہ میں نے تو ایک جگہ ایک روٹھے ہوئے رشتہ دار کو جو شادی میں شامل ہونے کے لئے آمادہ نہ تھا، کاندھوں پر اٹھا کر لاتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ "خاندان دی لڑی نوں ٹوٹن نہیں دینا۔ ترے بغیر وی ساڈی شادی ہو سکدی اے؟" روٹھے ہوئے کو منانے، راضی رکھنے اور خوش کرنے کے لئے اچھا مقام دینا۔ اس کی عزت افزائی کرنا۔ الغرض رشتہ داریوں کو ایک حصار میں رکھنے کے لئے بہت جتن ہوتے اور بابا دادا کی تمام اولاد کا ایک سائبان ہوتا۔ ایک دوسرے کی طرف آنا جانا ہوتا، دعوتیں ہوتیں، مل بیٹھنے کی محفلیں منعقد کرنے کے بہانے تراشے جاتے۔

اب شادی بیاہ کے مواقع پر بظاہر رونق نظر آ رہی ہوتی ہے۔ شادی ہالز، میرج سینٹرز پر بُلوا کر، تحائف کا ادل بدل کر کے، میل ملاقات کر کے، مبارکبادیں Exchange کر کے ایک دو گھنٹے اکٹھے مل بیٹھ کر واپسی شروع ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات سوچتا ہوں کہ ایک مہمان نے شادی میں شمولیت کے لئے جو سفر کیا ہے وہی سفر چار سے پانچ گھنٹے کا ہے اور اتنا ہی وقت خرچ کر کے اس نے واپس بھی جانا ہے۔ 10 گھنٹے کے تکلیف دہ سفر کے بعد شادی میں شمولیت کا وقت صرف ڈیڑھ گھنٹہ سے دو گھنٹہ اور اگر سفر کٹھن، تکلیف دہ ہو تو شادی ہال ہی کے ایک کمرے کو دور سے آنے والے مہمان کے لئے بُک کروا دیا جاتا ہے۔ جہاں آ کر نہا دھو کر تیاری کر لیں، خواتین بناؤ سنگھار کر لیں۔ گھروں میں بُلانے سے احتراز برتا جاتا ہے۔ گھروں کے بچے، ان ہی کی بہن، بھائی کی شادی پر آنے والے عزیز و اقارب کے لئے قربانی کر کے اپنے کمرے وقف کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کسی کو منوا کر شادی پر لائے بھی تو کام نکل آنے پر "تُو کون اور مَیں کون"

شاعر نے کہا تھا:

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

کچھ اسی قسم کی کیفیت کا شکار ہم اور ہمارا معاشرہ ہوتا جارہا ہے۔ شادی بیاہ تو الگ رہا۔ اب تو عزیزوں میں میل ملاقات بہت دیر بعد ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی طرف آنا جانا بہت کم ہوگیا ہے۔ مہمان نوازی میں کمی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اگر کسی کی دعوت بھی کرنی ہے تو باہر کسی ہوٹل میں بُلا کر کر دی جاتی ہے۔ یہ سب سوشل میڈیا اور موبائل فونز کا کمال ہے۔ اس فراوانی کی بدولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے گھروں میں عطا کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس فراوانی کی بدولت قربتیں بڑھتیں۔ مہمانوں اور عزیزوں کے لئے وقت، جان کی قربانی کا جذبہ کم ہوا۔ اب تو اگر کوئی ملنے کی خواہش کرے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ میں فلاں جگہ جارہا ہوں۔ وہاں آجائیں ملاقات ہوجائے گی۔ تعزیت اور عیادت اب واٹس ایپ میسج کی مرہونِ منت رہ گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی خدمت کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى (النحل:91)

کہ اللہ تعالیٰ نے عدل، دوسرے نمبر پر احسان اور پھر ایتاء ذی القربیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں ان تین مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اسی واسطے اس نقص اور کمی کی تلافی کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احسان سے بھی آگے بڑھو اور ترقی کرکے ایسی نیکی کرو کہ وہ ایتاء ذی القربیٰ کے رنگ میں رنگین ہو یعنی جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے نیکی کرتی ہے۔ ماں کی اپنے بچے سے محبت ایک طبعی اور فطری تقاضا پر مبنی ہے نہ کہ کسی طمع پر“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 663)

سنن ابن ماجہ کتاب الادب میں درجہ بدرجہ رشتہ داروں کے بعد تعلق داروں سے حسن سلوک کا ذکر ملتا ہے۔

پیارے آقا ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

جو شخص رزق میں فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر اور ذکر خیر زیادہ ہو اسے صلہ رحمی کا خلق اختیار کرنا چاہیے یعنی اپنے رشتہ داروں سے بنا کر رکھنی چاہیے۔

(صحیح مسلم کتاب البرو الصلہ)

رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کی اہمیت کے ضمن میں احمدی خواتین سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"پھر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر بعض رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک نیکی جو ہے جس کا اللہ تعالیٰ ثواب دے رہا ہوتا ہے اُس سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ رشتے داروں سے حسنِ سلوک کی نیکی رہے تو عموماً میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں جو رشتے برباد ہوتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، خاوند اور بیوی کی آپس میں جو لڑائیاں ہوتی ہیں وہ نندوں اور بھابھیوں کی لڑائیاں ہیں، ساس اور بہو کی لڑائیاں ہیں۔ اگر ایک دوسرے سے حسنِ سلوک کر رہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں پیدا ہوں، برائیاں پیدا ہوں۔ پس یہ بھی نیکیوں میں آگے بڑھنے والی مومنات کا کام ہے کہ اپنے رشتوں کا بھی پاس اور خیال رکھیں" (خطاب فرمودہ 17 ستمبر 2011ء بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی)

مختلف رشتہ داروں کا خیال رکھنے کے اسلامی حکم پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے نیز اس کی پاسداری نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے عائلی مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی احسان کا سلوک کرو۔ یہ حسن سلوک ہے جس سے تمہارے معاشرے میں صلح اور سلامتی کا قیام ہو گا۔

قریبی رشتہ داروں میں تمام رحمی رشتہ دار ہیں، تمہارے والد کی طرف سے بھی اور تمہاری والدہ کی طرف سے بھی۔ پھر بیوی کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر خاوند کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہو گئی کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، ان کی

عزت کرو، ان کا احترام کرو، ان کے لئے نیک جذبات اپنے دل میں پیدا کرو۔ غرض کہ وہ تمام حقوق جو تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو، ان قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو جن سے تمہارے اچھے تعلقات ہیں، کیونکہ قریبی رشتہ داروں میں بھی تعلقات میں کمی بیشی ہوتی ہے بعض دفعہ قریبی رشتہ داروں میں بھی دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو۔ صرف ان سے نہیں جن سے اچھے تعلقات ہیں، جنہیں تم پسند کرتے ہو بلکہ جنہیں تم نہیں پسند کرتے، جن سے مزاج نہیں بھی ملتے ان سے بھی اچھا سلوک کرو۔ پس یہ حسن سلوک ہر قریبی رشتہ دار سے کرنا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف ان سے نہیں جن سے مزاج ملتے ہیں بلکہ ہر ایک سے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ نہ صرف اپنے قریبی رشتہ داروں سے بلکہ مرد کے لئے اپنی بیوی اور عورت کے لئے اپنے خاوند کے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ یہ سلوک ہے جو اللہ کی سلامتی کے پیغام کے ساتھ سلامتی پھیلانے والا ہوگا'' (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 2007ء خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 225-226)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں۔

''شعبہ تربیت کو ہر جگہ، ہر لیول (Level) پر جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں فعال ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات کو قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لئے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ ایسے لوگوں پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں، دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ اسلامی نکاح کی یا اس بندھن کے اعلان کی یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میاں اور بیوی کے رشتے میں پروئے جارہے ہوتے ہیں، نکاح کے وقت یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان ارشادات الٰہی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے سامنے پڑھے گئے ہیں۔ ان آیات قرآنی پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو ہمارے نکاح

کے وقت اس لئے تلاوت کی گئیں تا کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اور ان میں سے سب سے پہلی نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ پر قدم مارو، تقویٰ اختیار کرو۔ تو نکاح کے وقت اس نصیحت کے تحت ایجاب و قبول کر رہے ہوتے ہیں، نکاح کی منظوری دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان پر عمل کریں گے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں تمہارے اندر تمہارے اس رب کا، اس پیارے رب کا پیار اور خوف رہے گا جس نے پیدائش کے وقت سے لے کر بلکہ اس سے بھی پہلے تمہاری تمام ضرورتوں کا خیال رکھا ہے، تمام ضرورتوں کو پورا کیا ہے تو تم ہمیشہ وہ کام کرو گے جو اس کی رضا کے کام ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر ان انعامات کے وارث ٹھہرو گے۔ میاں بیوی جب ایک عہد کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا عہد کیا تو پھر یہ دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ان رشتوں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے پھر ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھیں۔ یاد رکھیں کہ جب خود ایک دوسرے کا خیال رکھ رہے ہوں گے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھ رہے ہوں گے، عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھ رہے ہوں گے، ان کی عزت کر رہے ہوں گے، ان کو عزت دے رہے ہوں گے تو رشتوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کے حملے ہمیشہ ناکام رہیں گے کیونکہ باہر سے ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے۔ آپ کی بنیاد کیونکہ تقویٰ پر ہو گی اور تقویٰ پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ شیطانی وساوس کے حملوں سے بچاتا رہتا ہے۔ جب تقویٰ پر چلتے ہوئے میاں بیوی میں اعتماد کا رشتہ ہو گا تو پھر بھڑکانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو یا اس کا بہت زیادہ اثر ہی کیوں نہ ہو اس کو پھر یہی جواب ملے گا کہ میں اپنی بیوی کو یا بیوی کہے گی میں اپنے خاوند کو جانتا ہوں یا جانتی ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، ابھی معاملہ صاف کر لیتے ہیں۔ اور ایسا شخص جو کسی بھی فریق کو دوسرے فریق کے متعلق بات پہنچانے والا ہے اگر وہ سچا ہے تو یہ کبھی نہیں کہے گا کہ اپنے خاوند سے یا بیوی سے میرا نام لے کر نہ پوچھنا، میں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ تم پوچھنے لگ جاؤ۔ بات کر کے پھر اس کو آگے نہ کرنے کا کہنے والا جو بھی ہو تو سمجھ لیں کہ وہ رشتے میں دراڑیں ڈالنے والا ہے، اس میں فاصلے پیدا کرنے والا

ہے اور جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ اگر کسی کو ہمدردی ہے اور اصلاح مطلوب ہے، اصلاح چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسی بات کرے گا جس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہو۔

پس مردوں، عورتوں دونوں کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ تقویٰ سے کام لینا ہے، رشتوں میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے دعا کرنی ہے، ایک دوسرے کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا ہے، ان کو عزت دینی ہے اور جب بھی کوئی بات سنی جائے، چاہے وہ کہنے والا کتنا ہی قریبی ہو میاں بیوی آپس میں بیٹھ کر پیار محبت سے اس بات کو صاف کریں تاکہ غلط بیانی کرنے والے کا پول کھل جائے۔ اگر دلوں میں جمع کرتے جائیں گے تو پھر سوائے نفرتوں کے اور دوریاں پیدا ہونے کے اور گھروں کے ٹوٹنے کے کچھ حاصل نہیں ہو گا“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10نومبر 2006ء از خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 565-566)

یہ چند حروف صرف اپنے سے پیار محبت کرنے والوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے تحریر کئے ہیں تاکہ ہم پہلے دور میں لوٹ جائیں اور اسلام کی حسین تعلیم کے نقوش جن پر مرور زمانہ کی وجہ سے گرد آجمی ہے اسے صافیوں اور اپنے مونہوں کی پھونکوں سے صاف کرکے اسلامی تعلیم کا وہ نقشہ قائم کریں جو آنحضور ﷺ اور آپ کے محبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابہ میں نظر آتا تھا تاکہ ہم سب کے مل بیٹھنے سے وہ الاؤ روشن ہو جس کی روشنی سے اپنوں کی آنکھیں خیرہ ہوں اور غیر بھی رشک سے دیکھیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25اگست 2022ء)

﴿133﴾

تبصرہ کتب

رجل رشید

(سوانح حیات مکرم چوہدری رشید احمد سابق سیکرٹری پریس اینڈ پبلیکیشنز انٹرنیشنل)

گزشتہ دنوں مکرمہ ناصرہ رشید آف لندن نے اپنے ہم سفر مکرم چوہدری رشید احمد مرحوم کی سوانح عمری (Biography) بھجوائی۔ خاکسار سمجھا کہ انہوں نے چوہدری صاحب مرحوم سے ایک تعلق کی بناء پر پڑھنے کے لئے بھجوائی ہے۔ مگر کھولنے پر یہ نوٹ بھی پڑھنے کو ملا کہ امید ہے آپ الفضل میں تبصرہ ضرور شائع کریں گے۔

کتاب پڑھنے کا قرض اتار کر اب تبصرہ کرنے کا قرض اتارنے کے لئے حاضر ہوں۔ قرض کا لفظ خاکسار نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اس ”رجل رشید“ کے خاکسار پر کسی تعلق اور جان پہچان کے بغیر بہت احسانات ہیں۔ مجھے نہیں یاد کہ میرا اس محسن انسان کے ساتھ تعلق کیسے، کب، کدھر بڑھا۔ خاکسار کو قریباً ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں پاکستان سے شامل ہونے کی توفیق ملتی رہی۔ غالباً مسجد فضل میں کتب کی Exchange پر رابطہ ہوا۔ خاکسار نے اپنی ایک دو کتب اس ناطے سے آپ کو بطور تحفہ دیں کہ آپ جماعت احمدیہ برطانیہ کے سیکرٹری پریس اینڈ پبلیکیشنز ہیں۔ آپ نے مجھے اپنی کتب دیں۔ جن میں بچوں کی کتب شامل تھیں۔ اس کے بعد آپ نے ہر سال مجھے کتب دینی شروع کر دیں۔ مجھے اور کیا چاہیے تھا۔ میں تو پہلے ہی کتب کا بھوکا تھا اور اس وقت کتب لے جانے پر پابندی کا سامنا بھی نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ آپ نے ڈیئر پارک سے کتب لے کر دینی شروع کر دیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپ مجھے اپنی چھوٹی کار Smart (جو آپ نے اسی سال خریدی تھی) پر بٹھا کر ڈیئر پارک لے گئے اور وئیر ہاؤس (گودام) میں لے جا کر کہنے لگے کہ جو جو کتاب چاہیئے لے

لیں۔ اور بعد میں اپنی جیب سے ان کتب کی ادائیگی بھی کر دی۔ آپ نے الفضل انٹر نیشنل خاکسار کے نام اعزازی طور پر جاری بھی کروایا۔ دیگر اہم نیشنل اخبار جن میں جماعت کے متعلق کوئی خبر شائع ہوئی ہوتی مجھے ڈھونڈ کر دیتے۔ بہت شفیق، ہمدرد اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین

کتاب بعنوان رجل رشید کا خوبصورت اور دیدہ زیب سرورق دیکھتے ہی دو باتیں فوراً ذہن میں ابھرتی ہیں۔ اوّل ہنستے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر یہ تاثر ملتا ہے کہ آپ سامنے کھڑے ہیں (آپ کی وفات نہیں ہوئی) اور آپ کی اہلیہ محترمہ ناصرہ رشید نے آپ کی سوانح حیات لکھ کر آپ کو زندہ کر دیا ہے۔ اور دوم کتاب کا نام ”رجل رشید“ اپنی طرف قاری کو مائل کرتا ہے۔ سرورق پلٹتے ہی جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے آپ کے متعلق ایسے جذبات کہ ”یہ رجل رشید ہیں“۔ پر نظر پڑتی ہے تو آنکھیں رشک سے چھلکتی ہیں کہ کسی انسان کی زندگی میں ایک خلیفۃ المسیح کے ریمارکس بہت معنی رکھتے ہیں۔

”رجل رشید“ کا ٹائٹل اپنے اندر بہت معنی رکھتا ہے گویا کہ خلیفۃ المسیح آپ کو سمجھدار اور عقل مند ہونے کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ پورے الفاظ یوں ہیں۔

”رشید صاحب ماشاء اللہ قابل رشک خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ بلاشبہ یہ رجل رشید ہیں۔“

اور آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا

”مکرم چوہدری صاحب نہایت مخلص، بے نفس اور فدائی احمدی تھے۔“

مصنفہ مکرمہ ناصرہ رشید آف لندن نے اس کتاب کو امرتسر انڈیا سے 500 کی تعداد میں طبع کروا کر مہیا کیا ہے اور یہ کتاب درج ذیل ایڈریس سے منگوائی جاسکتی ہے۔

82Girdwood Road

SW18 5QT London.Uk

Mail:nasira.ahmad@yahoo.com

Tel:+44 7737 949161

یہ کتاب 440 صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ بہت نفیس ہے؛ اور رنگین فوٹوز (تصاویر) جو کتاب کے مختلف حصوں میں ہیں اور جنہوں نے کتاب کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رکھے ہیں کل صفحات 440 میں شامل نہیں۔ یہ ضخیم کتاب 15 بواب پر مشتمل ہے جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

1۔ آباؤ اجداد

2۔ عائلی زندگی کا آغاز

3۔ زندگی کے پہلے دور میں دوستوں کے تاثرات

4۔ انگلستان کی طرف ہجرت

5۔ ایک شفیق باپ، بچوں کے مضامین

6۔ علمی و قلمی خدمات

7۔ داغ ہجرت

8۔ سفر

9۔ وصال

10۔ خلفائے کرام کی شفقتیں

11۔ خطوط

12۔ تاثرات مربیان وعہدیداران جماعت

13۔ اقرباء کے تاثرات

14۔ میرے والدین اور خاندان کے بزرگان

15۔ مضامین اور شاعری

محترمہ ناصرہ رشید کی تحریر بہت سہل، آسان اور اس میں روانی ہے۔ جو دل میں اترتی جاتی ہے۔ تاہم مصنفہ ماں ہوتے ہوئے اپنے چھوٹے بیٹے کے نام سے کنفیوز نظر آئیں۔ کسی جگہ قمر احمد مشہود، کسی جگہ مشہود احمد قمر اور کسی جگہ مشہود قمر احمد نام لکھ رہی ہیں اور کتاب کا نام ”رجل ٌرشید ٌ“ ہوتا تو زیادہ مناسب تھا۔ حضورؒ نے رجل رشید نام دیتے وقت کوئی اعراب نہیں لگائے تھے مگر کتاب کا نام رَجُلِ رشید نام تجویز کیا۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ پروف کی غلطیوں سے مبرّا ہے۔ پیش لفظ مکرم منیر الدین شمس ایڈیشنل وکیل التصنیف، ابتدائیہ مکرم احمد طاہر مرزا مبلغ و نمائندہ الفضل آن لائن گھانا جبکہ عرض حال و حرف آخر مصنفہ کے ہاتھوں کا تحریر شدہ ہے۔

مرحوم رجل رشید ایک منجھے ہوئے ادیب، شاعر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جس کا بخوبی اندازہ تو کتاب پڑھ کر ہی ہو گا۔ یہ کتاب جہاں تاریخ خاندان اور احمدیت ہے وہاں تعلیم و تربیت کے لئے بہترین مشعل راہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تصنیف میں کسی نہ کسی طرح حصہ ڈالنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بہت سوں کے لئے یہ کتاب فائدہ کا باعث ہو۔ آمین

حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نے آنمحترمہ کے لئے اس خط میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ

”آپ ان (چوہدری صاحب) کی حقیقی معنوں میں ناصرہ ثابت ہو رہی ہیں۔“

یہ تو حضورؒ کے مرحوم کی زندگی میں آپ کی اہلیہ کے متعلق جذبات تھے۔ آپ واقعتاً مرحوم کی سیرت و سوانح پر کتاب لکھ کر حقیقی معنوں میں ان کی وفات کے بعد بھی ناصرہ ثابت ہوئی ہیں۔

کان اللہ معھا و ایدھا بنصرہٖ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 اگست 2022ء)

﴿134﴾

موبائل فونز اور آداب مساجد

آج کے سائنسی دور میں نت نئی ایجادات کی وجہ سے جو سہولتیں انسان کو مل رہی ہیں اُن میں سے ایک موبائل فونز کا کثرت سے استعمال بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انسان کی ضرورت بن چکا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر کے بھی تو بعض آداب ہیں۔ مجھے چونکہ بڑے شہروں میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجالانے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ جہاں سرکاری اور نجی قسم کے مختلف کمپنیوں کے دفاتر ہوتے ہیں اور میں نے بارہا دیکھا ہے کہ ماتحت اپنے افسر کے دفتر میں جانے سے قبل اپنے موبائل فونز بند کر لیتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے اپنے ایک دوست سے ضروری کام تھا۔ میں اُن سے اُن کے موبائل پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اُن کے موبائل سے عارضی طور پر بند ہے کے الفاظ سنائی دیتے تھے۔ کچھ دیر بعد رابطہ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دوست اپنے افسر کے پاس گئے ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنا موبائل بند کیا ہوا تھا۔

تو خدا تعالیٰ تو تمام افسروں کا افسر بلکہ احکم الحاکمین ہے۔ اس کے دفتر میں آتے وقت۔ اس کے گھر میں آتے وقت اپنے موبائلز بند کر لینے چاہئیں۔ ورنہ دیکھا گیا ہے کہ نماز کے دوران یا خطبات، تقاریر کے دوران اور درسوں کے دوران مختلف نغموں کے سازوں پر مشتمل گھنٹیاں سنائی دیتی ہیں۔ ایک طرف نماز باجماعت ہو رہی ہو اور انسان اپنے آپ کو اس دنیا سے منقطع کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا ہے اچانک کسی نغمے کے الفاظ کان میں پڑیں یا کسی فلمی نغمے کا ساز سنائی دے تو بہت پریشانی ہوتی ہے۔

اب تو اس کا استعمال اس کثرت سے ہے کہ قریباً ہر بیت الذکر سے باہر مین گیٹ پر اور اندر بھی جگہ جگہ نوٹس آویزاں نظر آتے ہیں کہ ”براہ کرم اپنے موبائلز بند کر لیں“

نسیان چونکہ انسان کی طبیعت کا حصہ ہے۔ وہ بھولن ہار ہے۔ اگر وہ کسی وقت بند کرنا بھول گیا اور نماز کے دوران گھنٹی ہو گئی تو وہ اب شرمانے کے باعث فوراً بند بھی نہیں کرتا۔ اُسے چاہئے کہ وہ فوری طور پر فون نکال کر بند کر لے۔ یوں فون نکال کر بند کرنے سے اس کے ارد گرد دو تین نمازیوں کی نماز خراب ہو گی بجایہ کہ بند نہ کر کے بیت الذکر میں موجود تمام نمازیوں کی نماز میں خلل کا باعث ہو۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ فوری طور پر کال منقطع کرنے کا بٹن دباتا ہے اور چند لمحوں کے بعد پھر گھنٹی بجنی شروع ہو جاتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ آن کا بٹن دبائے تا کہ فون کرنے والا اللہ اکبر یا نماز میں کسی حصہ کی تلاوت سُن کر سمجھ جائے کہ میرا مطلوبہ شخص اس وقت نماز میں مصروف ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل تک جب آنے والی کال کے بھی چارجز ہوتے تھے یہ مشورہ نہیں دیا جاسکتا تھا۔ مگر اب تو وہ فری ہے صرف بیٹری استعمال ہوتی ہے۔ کوئی نقصان نہیں ہو گا۔

اسی طرح یہ بات بھی نوٹ کی گئی ہے کہ بعض لوگ دوران درس، تقریر یا خطبہ ہم کسی کے موبائل پر گھنٹی کی آواز سنتے ہیں اور دوسرے اس کی طرف خفگی کی نگاہ سے دیکھ کر اُسے یہ تاثر بھی دیتے ہیں کہ تم نے اچھا نہیں کیا لیکن اپنے موبائل کو چیک نہیں کرتے کہ کہیں وہ آن تو نہیں رہ گیا۔ کہیں چند لمحوں تک اس کے موبائل پر گھنٹی بجنے والی ہے۔ اس لئے چاہیے تو یہ کہ کسی کے موبائل پر گھنٹی کی آواز سُن کر فوراً ہر شخص اپنا اپنا موبائل چیک کر لے۔ دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی نشست میں یا ایک ہی نماز میں مختلف جہت سے تین چار دفعہ فون کی آوازیں آجاتی ہیں۔ جن سے بار بار نمازی کی توجہ بٹتی ہے۔

ہاں اس سلسلہ میں ایک اور اہم بات جس کی بعض پڑھے لکھے اور سمجھدار بھی خطا کر جاتے ہیں۔ مد نظر رکھنی ضروری ہے۔ آج کل برق رفتاری کے ساتھ ایجادات کے ماڈل بدل رہے ہوتے ہیں اور نیا ماڈل یا ڈیزائن پہلے کی نسبت بہت زیادہ سہولیات کو مد نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہوتا ہے اور طبعاً ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ میں زیادہ سہولیات والا ماڈل یا ڈیزائن والا لوں۔ آج کل

فون کو وائبریشن پر کر دیا جاتا ہے۔ معمولی سی حرکت سے انسان کو احساس دلا دیتا ہے کہ فون آیا ہے۔ بالخصوص التحیات کے آخری لمحات میں جب آتا ہے تو بعض لوگ امام کے التحیات سے فارغ ہونے کے فوراً بعد کاندھے پھلانگتے ہوئے پیچھے کو بھاگتے ہیں کہ فون سن سکیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایک روحانی رابطہ امام کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے بھی ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بھی تار ملی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ سے بھی فون پر باتیں ہو رہی ہیں۔ امام نے تو ابھی آپ کو پوری طرح فارغ نہیں کیا۔ آپ تو دوسرا آدھا سلام چھوڑ کر ہی بھاگ نکلے۔ ابھی تسبیحات باقی ہیں۔ جو نماز کا تتمہ ہے۔ کجا یہ کہ آپ اپنی تسبیحات مکمل کریں بلکہ پچھلی صفوں پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فون پر باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ وہ نماز کے بعد تسبیحات میں مصروف ہیں۔ وہ نوافل اور سنتوں میں مصروف ہیں اور یہ دوست مساجد میں اپنے کاروبار کے بارے میں ہدایات دے رہے ہیں۔ جبکہ احادیث کے مطابق مساجد میں نہ تو کاروبار ہو سکتا ہے اور نہ ہی مساجد سے باہر گُم ہونے والی چیز کا اعلان ہو سکتا ہے۔

بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات یہ کال ضائع ہو گئی ہوتی ہے۔ اب وہ ضائع ہونے والی کال دو منٹ کے لئے بھی ضائع اور چار منٹ یا زیادہ وقت کے لئے بھی ضائع ہے تو پھر نماز کو ادھوری چھوڑ کر اس کو سننے کا فلسفہ سمجھ سے بالا ہے۔

بعض دفاتر میں دو دو تین تین مختلف نوعیت کے فونز ہیں۔ کوئی عام نمبر ہے۔ کوئی انٹر کام ہے۔ موبائل بھی ساتھ ساتھ ہیں اور بعض دوستوں نے تو مختلف کمپنیوں کے موبائل نمبرز اپنی سہولت کی خاطر رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے مشاہدہ میں یہ بات روزانہ ہی آتی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو یا تین فونز پر اکٹھے ہی گھنٹی بج جاتی ہے یا ایک فون سن رہے ہوتے ہیں تو دوسرے فون پر گھنٹی سنائی دیتی ہے۔ تو اُسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ میں ابھی ٹھہر کے بات کرتا ہوں یا آپریٹر کی آواز آتی ہے کہ صاحب دوسرے نمبر پر مصروف ہیں اور اگر کوئی ماتحت بڑے کو فون کرے تو افسر یا اس کا آپریٹر کہہ دیتا ہے کہ دوسری لائن پر مصروف ہیں۔ ٹھہر کے بات کریں۔ تو پھر خدا تعالیٰ جو خالق کائنات

ہے۔ اس سے انسان رابطہ میں ہو۔ راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہوں۔ انسان کے دل کی تار اس خدائے عزوجل سمیع و علیم اور مجیب الدعوات سے ملی ہوئی ہو تو پھر وہ دنیاوی افسر کی طرح نماز کے دوران فون آنے پر کیوں نہیں انتظار کرواتا یا کیوں اس امر کا عندیہ نہیں دیتا کہ میں ٹھہر کے بات کروں گا یا ٹھہر کے بات کر لیں۔ وہ اپنی نماز میں اس طرف توجہ رکھتا ہے اور ختم ہوتے ہی روحانی دنیا سے نکل کر مادی دنیا میں چلا جاتا ہے۔ جبکہ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ کی دعا بھی ابھی پڑھی نہیں ہوتی۔

بلکہ اب تو حیرانگی اس وقت انتہاء کو پہنچ جاتی ہے جب رمضان کے مبارک مہینہ کے آخری دس مبارک دنوں میں جب انسان دنیا سے مکمل انقطاع کی خاطر اپنے خالق حقیقی سے دل کی باتیں کرنے اور لقائے باری تعالیٰ کی خاطر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے مساجد میں اعتکاف کرتا ہے۔ اس دوران بھی بعض لوگ اپنے موبائلز اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور خود تو دنیا سے رابطہ میں رہتے ہیں اور اپنے ساتھی معتکفین کی عبادت میں بھی خلل کا باعث بنتے ہیں۔ یہ دن تو کلیتاً اس دنیا کو چھوڑ کر دربار الٰہی میں بیٹھ رہنے اور اُس خدا کے ہو کر رہ جانے کے دن ہوتے ہیں۔

اکثر جگہوں پر ہماری مساجد چونکہ کمیونٹی سنٹرز کا بھی درجہ رکھتی ہیں۔ جہاں مختلف نوعیت کی تربیتی میٹنگز منعقد ہوتی ہیں۔ کہیں جماعت کی مجلس عاملہ کی میٹنگ ہو رہی ہے، کہیں مشاورتی کمیٹی کی، کہیں ذیلی تنظیموں کی میٹنگز ہیں۔ ان میں بھی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ ہم اپنے موبائلز کو سائلنٹ موڈ پر کر لیں۔ مگر بعض ہمارے نوجوان فون آنے پر میٹنگ کے دوران ہی سر نیچے کر کے فون سُن لیتے ہیں یا فوراً بغیر اجازت صدر اجلاس کے فون سننے کے لئے اُٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں اور اپنے کاروبار اور تجارت بارے باتیں شروع ہو جاتی ہیں جبکہ امیر یا اس کے نمائندہ کی اجازت کے بغیر اُٹھ کر جانے کی تو دینی آداب اجازت نہیں دیتے اور کاروبار و تجارت کی باتیں تو ویسے ہی مساجد میں منع ہیں اور یوں میٹنگ کی خاموشی تار تار ہو کر رہ جاتی ہے۔

بالعموم دوست یہ سمجھتے ہیں کہ خرید و فروخت تو لین دین کا نام ہے۔ اس لئے منع کیا گیا ہے اگر تجارت اور خرید و فروخت کی ممانعت پر باریکی سے غور کریں تو دکان یا فیکٹری یا کمپنی میں بیٹھے اپنے ورکرز کو کاروبار خرید و فروخت کے بارے ہدایات دینا بھی تجارت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس سے بھی پرہیز چاہئے۔

مساجد کے آداب کے تعلق میں موبائلز کے بارے میں چند باتیں تحریر میں لے آیا ہوں۔ اس نیت سے کہ

؎شائد کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

کیونکہ مساجد کی ظاہری و باطنی صفائی رکھنے کا حکم ہے۔ اللہ کے گھر میں جب فلمی نغموں کے سازوں پر مشتمل گھنٹیاں بجتی ہیں تو لازماً اللہ تعالیٰ کے گھروں کی روحانی صفائی متاثر ہوتی ہے اور وہ فضا جو نور اور روحانیت سے پُر ہوتی ہے۔ لازماً متعفن ہوتی ہے اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ ایسی ساری گھنٹیوں سے لازماً اور لازماً فرشتے جو اپنے مومن بندوں کی دعاؤں کے پیغامات کو بارگاہ الٰہی میں لے جانے کے لئے حاضر ہوئے ہوتے ہیں۔ کراہت کرتے ہوں گے۔

اس لئے اول تو مساجد کے حوالہ سے آداب جن کا تعلق خاموشی اختیار کرنے، شور شرابا نہ کرنے، اونچی آواز میں باتیں کرنے سے ہے، کو مد نظر رکھتے ہوئے مساجد میں داخلہ کے وقت ہی اپنے موبائلز بند کر لینے چاہیئے اور اگر فلمی نغموں یا اس کے سازوں کی جگہ قرآن کریم کی تلاوت، نداء یا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانیت سے پُر، اللہ تعالیٰ سے تعلق میں پُر معارف منظوم کلام بطور رنگ ٹون کے بھرا ہو تو اگر نسیان یا بھولن ہار ہونے کی وجہ سے فون بند کرنا بھی رہ جائے تو اچھی آواز، دعاؤں پر مشتمل کلمات ہی کانوں میں پڑیں گے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اگست 2022ء)

﴿135﴾

ایک قابل توجہ امر

1۔ قرآنی آیت میں ”الخ“ اور محمدؐ کے ساتھ ”صلعم“ نہ لکھا کریں۔ پرانے طریق کے مطابق بعض کمپوزر حضرات آیت قرآنیہ کا کچھ حصہ لکھ کر طوالت سے بچنے کے لئے ”الخ“ لکھ دیتے ہیں جبکہ مکمل آیت لکھنا اور پڑھنا باعثِ برکت ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور پھر فرمایا الٓمّٓ میں تینوں الگ الگ حروف ہیں۔

لہذا ادارہ الفضل آن لائن خوشی محسوس کرے گا کہ قرآن کریم کی آیات مکمل دی جائیں تا قاری درج بالا حدیث کے مطابق زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرے۔

2۔ بعض دوست اپنے مضمون یا میسج میں محمدؐ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے ”صلعم“ لکھ دیتے ہیں۔ یہ عمل اپنے اس ثواب کو کم کرنے کے مترادف ہے جس کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا جس نے میرا نام آنے پر درود پڑھا اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی گئیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔

اس حوالہ سے بھی ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لئے حصول ثواب کا ذریعہ بنتے ہوئے مکمل صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے کو ترجیح دے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اگست 2022ء)

﴿136﴾

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں

چند روز قبل خاکسار کو اپنی بڑی بیٹی کے گھر چند دن قیام کرنے کا موقع ملا۔ ان کی بڑی بیٹی اور خاکسار کی نواسی پیاری ناجیہ محمود سلمہا اللہ بعمر 7 سال (جو بیٹی کی شادی کے 12 سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی دعاؤں، خاص توجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ الحمدللہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم بار بار ترنم سے پڑھتی دکھائی دی۔ خاکسار بھی محظوظ ہوا اور دوران سماعت مجھے ہر شعر بلکہ ہر مصرعہ نے اپنی طرف متوجہ کر کے اداریہ لکھنے کی طرف بلایا۔ وہ نظم یوں ہے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(ضمیمہ تریاق القلوب نمبر 5، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 507)

خاکسار نے جب اس نظم کا سیاق وسباق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند پایہ تصنیف تریاق القلوب سے دیکھا تو بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز امور نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ تریاق القلوب نمبر 5 کے آغاز پر یہ تین اشعار تحریر فرما کر اللہ تعالیٰ کے اپنے ساتھ پیار کے نظاروں کا ذکر فرما کر لکھا ہے کہ اے اللہ! تو نے مجھے کہا ہے کہ تو میری نظر میں منظور ہے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ اور بہت سے القابات

سے نواز کر اپنی طرف لوگوں کو بلانے کا فریضہ میرے سپرد کیا ہے۔ مگر اس کے مقابل پر لوگوں نے مجھے گالیوں سے نوازا ہے۔ میرا نام کافر، کذاب اور دجال رکھا ہے۔ بس مجھے کوئی نشان دکھلا جس سے سلیم الفطرت لوگ مجھے (تیرا) مقبول بندہ سمجھنے لگے۔ اور حضورؑ نے جنوری 1900ء سے دسمبر 1902ء تک تین سالوں میں آسمانی نشان دکھلانے کی التجا اپنے اللہ سے کر دی۔ اور لکھا کہ دیکھ! میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں۔ اور اس اشتہار کے آخر پر تحریر فرماتے ہیں کہ ”تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔“ (روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 512)

یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ان تین اشعار میں بیان فرمایا ہے جو اوپر درج ہو چکے ہیں کہ نصرت ہمیشہ نیک بندوں کو ملتی ہے اور دشمن ہمیشہ خائب و خاسر ٹھہرتا ہے۔ گو یہ اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کو مخاطب ہو کر لکھے مگر ہر فرد جماعت کے لئے بھی اس کے اندر عظیم سبق موجود ہے۔

جیسا کہ خاکسار تحریر کر آیا ہے کہ اس نظم کے قریباً ہر شعر بلکہ ہر مصرعہ میں ایک سبق ہے، ایک نصیحت ہے۔ مگر مجھے آج درج ذیل اس شعر میں بیان نصیحت اور سبق پر اپنی توجہ مرکوز رکھ کر اپنے پیارے قارئین کو اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے۔

وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو

اس شعر میں آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک آسان ذریعہ بیان فرمایا ہے اور وہ عاجزی، انکساری اور تواضع ہے۔ دوسرے معنوں میں اپنے نفس کو، اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں مٹانا ہے اور وہ لوگ جو خود پسند ہوتے ہیں اور بات بات میں اپنی تعریف چاہتے ہیں وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ پاتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انداز میں مومنوں کو تواضع اور منکسر المزاج رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جہاں ”عباد الرحمٰن“ کی صفات کا ذکر فرمایا ہے وہاں سب سے پہلی صفت کا ذکر یوں فرمایا ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

(الفرقان:64)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو جو نصائح فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نخوت سے انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھرا کرو۔

گویا اللہ کا مقرب بندہ بننے کے لئے فروتنی، انکساری ضروری ہے اور وہ جھگڑتے بھی نہیں بلکہ سلام کہتے ہوئے راستہ بدل کر چلے جاتے ہیں اور لقمانؑ کے بیٹے کی طرح اکڑتے بھی نہیں۔

اگر اس اہم موضوع کو احادیث کے دربار میں جا کر دیکھیں تو وہاں بھی بہت اعلیٰ درس ملتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 758)

آنحضور ﷺ کی عضباء نامی ایک اونٹنی دوڑ میں کسی کو آگے نہیں گزرنے دیتی تھی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان کی اونٹنی نے عضباء کو مات دے دی جس پر ہر مسلمان کو بہت افسوس ہوا۔ حضورؐ نے اس کو بھانپ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 759)

الغرض عاجزی، انکساری اور فروتنی ہی ایک ایسی عادت ہے جو انسان کو اپنے مقام سے بلند سے بلند تر کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مختلف مقامات پر اس درس کو اُجاگر کرنے کی کوشش فرمائی ہے جیسے ”جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا“

خود اللہ تعالیٰ نے آپؑ کا نام سلامتی کا شہزادہ رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموں میں سے ایک نام خدا تعالیٰ نے سلامتی کا شہزادہ رکھا ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 677)

آنحضور ﷺ کے دو نام تھے۔ محمدؐ جو جلالی نام تھا اور احمدؐ جو کہ جمالی نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی نام احمدؐ کی صفت پر ہے اور یہ دَور بھی جمالی یعنی محبت و پیار کا دَور ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فرقہ کا نام ”مسلمان فرقہ احمدیہ“ رکھ کر اس کی توجیہ یہ فرمائی کہ ”اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ اور اسم محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی آنحضرت ﷺ اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو اور ہر ایک جو امن

اور صلح کا طالب ہو یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلی اُن کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا اُن کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 528-527)

میں نے یہاں لندن میں ایک جگہ جہاں انڈوں کی پیکنگ ہو رہی تھی دیکھا کہ وہ ہر انڈے کو پیک کرنے سے قبل ایک تیز نوکیلے کیل نما اوزار کو ہر انڈہ میں چبھوتے تھے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ جس انڈے کے چھلکے میں اس نوک دار کیل سے سوراخ کر دیا جائے تو وہ ابالتے وقت ٹوٹتا نہیں۔ میرے ذہن کو فوراً یہ سبق ملا کہ یہ اس کی اکڑ مارنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر انسان کو مختلف ضربیں لگی ہوں اور وہ مشکلات میں گھرا ہو تو اس کی اکڑ ختم ہو جاتی ہے اور وہ نرمی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس سے اس میں خوبصورتی آتی ہے اور خوبصورتی خدا کو بہت پسند ہے اور اس طرح وہ اس کا مقرب بندہ بنتا چلا جاتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اگست 2022ء)

﴿137﴾

سو سال قبل کا الفضل

ایک نئے سلسلہ کا آغاز

قارئینِ کرام! سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے روزنامہ الفضل کے اجراء کو سو سال ہونے پر فرمایا تھا کہ ”الفضل تاریخِ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے۔ اب تو بہت سے ممالک سے جماعت کے رسائل و جرائد شائع ہوتے ہیں لیکن ماضی میں الفضل ہی تھا جس نے جماعتی ریکارڈ اور تاریخ جمع کرنے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا ہے۔“

(صد سالہ سووینئر کے لیے خصوصی پیغام، روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی نمبر 2013ء)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا ارشاد کے مطابق جہاں الفضل سلسلہ کی تاریخ کو محفوظ کرنے کے فریضہ کو انجام دینے کی توفیق پا رہا ہے وہیں دنیا کے جملہ اخبارات سے اس کی یوں بھی انفرادیت ہے کہ یہ وہ واحد اخبار ہے جو کبھی بھی پرانا نہیں ہوتا۔ الفضل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں لگایا وہ پودا ہے جس کی آبیاری آپ کے بعد منصبِ خلافت پر متمکن ہونے والے خلفائے کرام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی۔ اس پودے میں کھلے پھول آج بھی اور آئندہ بھی ہمیشہ ترو تازہ رہیں گے اور سدا ان کی خوشبو مہکاتی رہے گی۔

چنانچہ تاریخِ سلسلہ سے متعارف کروانے اور ماضی کے ان گل ہائے الفضل سے قارئین کو معطر کرنے کے لیے آج سے ایک نئے سلسلہ کا آغاز کیا جا رہا ہے جو ”سو سال قبل“ کے عنوان سے شائع ہوا کرے گا۔ اس عنوان کے تحت قارئین کو سو سال قبل کے الفضل کا مختصراً تعارف کروایا جائے گا۔ آج اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ مختصر سے تعارف کے بعد آخر پر link دیا گیا ہے تا اگر

کوئی قاری پوری اخبار کا مطالعہ کرنا چاہے تو کر سکے۔ 1922ء میں ان دنوں الفضل سوموار اور جمعرات کو شائع ہوتا تھا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اگست 2022ء)

《138》

الفضل کے حوالے سے

ماہ جولائی میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط 8

• دلچسپ مضامین سے مزین اخبار

روزنامہ الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر خصوصی نمبر بہت دلچسپ مضامین لئے ہوئے تھا۔ عثمان مسعود صاحب کی تحریر میں درج جملہ ''وہ قلمی جہاد جو ہم الفضل میں کریں گے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی'' یقیناً تحریک دلانے والا تھا۔ ''خدا ہو مہربان تم پر کہ میرے مہربان تم ہو''، تصنع سے پاک دل کو چھو لینے والی تحریر جس میں عجز وانکسار کا غالب پہلو اس کو مزید خوبصورت بنا گیا۔ مضمون ''روزنامہ الفضل سے میری وابستگی'' خوبصورت الفاظ سے مرصّع، احساسات کا ترجمان، الفضل کی خوبیوں اور اس سے وابستگی کی صورت میں ملنے والے افضال وفوائد کا احاطہ کیے ہوئے تھا۔ مورخہ 16 جون 2022ء کی اشاعت میں شائع کردہ آرٹیکل ''ہمارا ٹیگ ہماری پہچان احمدیت'' ہمیشہ کی طرح معلومات سے بھرپور اور تربیتی اعتبار سے ایک نئی جہت اور نیا رنگ لیے ہوئے تھا۔ مورخہ 30 جون 2022ء کی اشاعت میں اداریہ ''اللہ کا رنگ پکڑو'' میں صفاتِ باری تعالیٰ کو مختصر مگر نہایت موثر اور عام فہم طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ (ثمرہ خالد۔ جرمنی)

• یوم تاسیس مبارک

اللہ تعالیٰ الفضل اخبار کو ہمیشہ ہر دور میں زبردست ترقی اور کامیابی عطا کرے اور آپ کی پوری ٹیم کو کسی بھی لمحہ کام میں کوئی مشکل نہ آئے۔ آمین۔ الفضل کی سالگرہ کے موقع پر آپ کا تہہ

دل سے شکریہ کہ آپ نے مضامین لکھنے کا موقع اور حوصلہ دیا۔ جزاك الله احسن الجزاء۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے خاکسار کو بھی الفضل پڑھنے اور اس میں لکھنے کا راستہ بتایا اور ہر کام میں میری مدد کی۔ (سید عمار احمد۔ جرمنی)

روزنامہ الفضل کو جاری ہوئے 109 سال مکمل ہونے پر اس عاجز کی طرف سے تہہ دل سے مبارکباد قبول فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کا اور اس ادارہ کو چلانے والوں کا جو خلافت احمدیہ کے زیرِ سایہ بہت عظیم الشان خدمت کی توفیق پا رہے ہیں، خاص حامی و نگہبان ہو اور اس ادارہ کو ساری دنیا میں پیاسی روحوں کو سیر اب کرنے والا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا مشن پورا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرنے والا بنادے، آمین ثم آمین۔ (عدنان ہاشمی۔ کینیا)

• نئے تقاضوں سے ہم آہنگ اخبار

18 جون 2022ء خصوصی نمبر الفضل آن لائن کے شمارے میں زیر عنوان ”اخبار اسم با مسمی“ آرا اور تبصرے پڑھنے کو ملے اور الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر قارئین کو مبارکباد پیش کی گئی۔ نئے قلمکاروں کی مستقبل قریب میں قلمی جہاد کرنے والوں کی ایک نئی فوج تیار ہو رہی ہے۔ نئی ٹیکنالوجی اور نیا زمانہ اس بات کا متقاضی تھا کہ ان کی انہی خطوط پر رہنمائی ہو۔ مورخہ 18 جون 2022ء کی اشاعت میں ”الفضل سے میری وابستگی“ خوب سے خوب تر ہے۔ مضمون بہت عمدہ، عبارت بہت اچھی، توازن برقرار، تسلسل قائم ساری خوبیاں جمع ہیں، ماشاء اللہ۔ مورخہ 18 جون 2022ء ہی کی اشاعت میں ہماری قابل احترام، ہر دلعزیز بزرگ خاتون محترمہ صفیہ بشیر سامی کا مضمون تو دل کو چھو گیا۔ (محمد عمر تماپوری کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا)

• ایک نایاب تحفہ

مورخہ 20 جون 2022ء کے اداریہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب دعا آپ نے تحریر کی ہے وہ ہر قاری کے لئے اک تحفہ ہے۔ (نصرت قدسیہ۔ فرانس)

• بہترین روحانی مائدہ

الفضل ہمارے لئے بہت خوبصورت روحانی مائدہ ہے۔ اس میں ہماری دینی و دنیاوی تعلیم، دونوں کا سامان ہوتا ہے۔ روزانہ کا الفضل پڑھ کر مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ کوئی میرے دل کو پڑھ کر اسکے مطابق ''الفضل'' بنا دیتا ہے۔ یعنی جو چیز پڑھنے کی خواہش یا طلب ہوتی ہے ''الفضل'' کھولو تو اکثر مواد اسکے حوالے سے ہوتا ہے،

الحمدللہ، نئے لکھنے والے اور لکھنے والیاں اتنا خوبصورت لکھتی ہیں کہ انکی تحریرات پڑھ کر رشک آتا ہے۔ (مبارکہ شاہین۔ جرمنی)

• بہترین اداریے

مورخہ 30 جون 2022ء کی اشاعت میں ''اللہ کا رنگ پکڑو'' میں نے بہت شوق اور سبق سمجھ کر پڑھا ہے۔ بہت اچھا لگا۔ میرے لئے الفضل ایک بہت بڑی روشنی ہے جو مجھے آپ کی وساطت سے ملی ہے۔ جزاکم اللہ۔ ویسے تو آپ کے تمام اداریے ہی بہت زبردست ہوتے ہیں۔ مجھے سیکھنے کو بہت کچھ مل جاتا ہے۔ (صفیہ بشیر سامی۔ برطانیہ)

• اہم معلومات فراہم کرنے والا

مورخہ 25 جون 2022ء کے شمارے میں ''ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ'' موصول ہوئیں۔ یہ ہدایات نہ صرف کمپوزنگ کرنے والے حضرات کے لئے بلکہ مضمون نگاروں کے لئے بھی نہایت اہم اور مفید ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو اجر عظیم عطا فرمائے جو نہایت احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ (فرحان احمد حمزہ قریشی۔ کینیڈا)

• الفضل کے حوالے سے دو مبشر رویاء

میرا گلشن حیات ''میں خوابوں کا باب دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھا تو خاکسار بھی آج آپ سے الفضل کے حوالے سے اپنی دو خوابیں بیان کرنا چاہے گی۔ آج سے چند سال قبل غالباً 2013ء یا 2014ء کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پرانی بیرکس یا دارالضافیت کے پرانے کمرے

ہیں اور میں کمروں میں جا رہی ہوں کیونکہ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور میں جب جا کر دیکھتی ہوں تو وہ الفضل اخبار کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ میں نے چہرہ تو نہیں دیکھا مگر میں نے دیکھا کہ وہ نیم دراز ہیں اور اخبار الفضل کھولا ہوا ہے۔ جیسے انسان لیٹ کر پڑھ رہا ہو۔ میں آہستہ سے سلام کر کے واپس آجاتی ہوں۔ دوسرا خواب کچھ عرصہ قبل دیکھا۔ خواب میں دیکھا کہ ربوہ میں الفضل کا پرانا دفتر ہے۔ جس میں جیسے پانی نکالنے کے لیے بور کرتے ہیں ہم بور کر رہے ہیں اور دلچسپ بات یہ کہ جہاں جہاں سے بور کرتے ہیں وہاں پانی کی بجائے تیل نکلتا آرہا ہے۔ میں خوشی سے کہتی ہوں کہ ماشاء اللہ اب تو اخبار بہت امیر ہو جائے گا کیونکہ جماعت کا اپنا ذاتی تیل نکل رہا ہے۔ اور پھر جیسے پانی کی موٹر کے ذریعے سے پانی کھینچتے ہیں ہم تیل نکال رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ (در ثمین احمد۔ جرمنی)

• شاندار تحقیقی مضامین

مورخہ 11 جولائی 2022ء کے شمارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی عمر پر اعتراض کے حوالے سے بہت ہی اعلیٰ تحقیقی مضمون پڑھنے کو ملا ہے۔ (ڈاکٹر ملک مدثر احمد۔ نائیجیریا)

• پر حکمت اداریے

مورخہ 7 جولائی 2022ء باغ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ پر، اداریہ، پڑھ کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھلتی چلی گئیں۔ ایسے لگا یہ سب کچھ تو ایسے میٹھے اور لذیذ پھل کی طرح ہے جو پہلے کبھی نہیں کھایا۔ ابھی ابھی میں ایسی جنتوں میں پہنچ گئی جہاں دلی راحت اور سکون تھا۔ کوئی پاک وجود مجھے اعلیٰ ذات رحمن و رحیم کے دیار میں لے آیا تھا۔ اللہ سلامت رکھے ایسے نفوس کو ایسے دیار کے دیدار سے دوسروں کا بھلا کرتے ہیں۔ جینے کا مقصد واضح کرتے ہیں۔

(صادقہ احمد۔ کینیڈا)

• سراسر فضل اخبار

جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ کی اجازت سے 18 جون 1913ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا، اور آپؓ ہی نے اس پرچہ کا نام ''الفضل'' رکھا۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی دعاؤں کا

ثمرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ الفضل کے یہ 109 سال پیارے ہر دل عزیز آقا و امام اور جماعت احمدیہ کے لئے بہت بہت مبارک کرے۔ آمین۔ (آر آر قریشی)

•جدت پسند اخبار

روزنامہ الفضل جدید دور کی ٹیکنالوجی سے بخوبی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ دنیا کے پرنٹ میڈیا اور اخبارات کو دیکھیں تو وہ بھی خود کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ روزنامہ ان سب اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اگر نہیں تو ان شاءاللہ بہت جلد ان دنیاوی اخبارات کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا۔ کیونکہ یہ واحد اخبار ہے جو پوری دنیا کو روحانی راہنمائی دیتا ہے اور جدت پسند بھی ہے۔ روزنامہ الفضل آن لائن اخبار کی سہولت ہمارے جیسے لوگوں کے لئے روحانی تسکین کا موجب بنتی ہے جس کے ذریعے جماعت کی دینی ترقی اور دیگر اہم معلومات مہیا ہوتی ہیں۔ مدیر صاحب اور ان کے ساتھی ہمہ وقت اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ اس روزنامہ کو جدید سے جدید تر بنایا جائے تاکہ اس سے احباب جماعت اور پوری دنیا کے قارئین احسن رنگ میں مستفیض ہو سکیں۔ (اے آر بھٹی۔ آسٹریلیا)

•مرغوب ترین اخبار

میرے مرغوب اخبار الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر دلی مبارکباد قبول کریں۔ روزنامہ الفضل آن لائن کے اداریے اور موضوعات میرے دل کی امنگوں کے عین مطابق ہونے پر ممنون ہوں۔ (محمد انور شہزاد)

•عمدہ سلسلے

مورخہ 18 جولائی کے شمارے میں عابد خان صاحب کی ڈائری کا صفحہ ”اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز“ بہت عمدہ سلسلہ ہے۔ اس سلسلے میں، میں الفضل کی بے حد شکر گزار ہوں کہ جہاں اچھے اچھے مضامین اور اداریے پڑھنے کو ملتے ہیں وہیں مکرم عابد خان صاحب کی ڈائری

کو شیئر کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ اس ڈائری کو پڑھ کر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو رہی ہو اور پیارے حضور ہمارے سامنے تشریف فرما ہوں۔

(منصورہ فضل من۔ قادیان)

• عمدہ مضامین

ماشاء اللہ! الفضل کو اپنے عروج پر دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے، الحمدللہ۔ 7 جولائی کے الفضل میں صدف علیم صدیقی صاحبہ کا مضمون ”خاوندوں کی فرمانبر دار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے وعدے“ اور 5 جولائی کو ان ہی کا مضمون ”جلسے اجتماعات سے دینی علم اور تقوی کے پارسل لے کر آئیں“ محترمہ نے دونوں مضامین ہی اچھے انداز میں سمجھائے ہیں۔ (خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

• لطف آگیا

مورخہ 15 جولائی 2022ء کے شمارہ میں آنسہ محمود بقاپوری صاحبہ کا مضمون ”مسجد میرا میکہ“ پڑھا لطف آ گیا۔ مضمون کی ہر عبارت سے ایمان و تقویٰ کی برسات ہو رہی تھی۔

(ونگ کمانڈر رز کریا داؤد۔ کینیڈا)

• اچھوتے موضوعات

مورخہ 16 جولائی کے شمارے میں آپ کا اداریہ بعنوان ”جنی گوڈی انی ڈوڈی“ پڑھا۔ یہ موضوع میرے لیے نیا تھا لیکن مضمون پڑھ کر اس کا معنی و مطلب بخوبی واضح ہو گیا۔ بہت ہی خوبصورت مثالوں سے مزین کیا گیا۔ (صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

• روحانی خزائن بانٹنے والا

مورخہ 16 جولائی کی اشاعت میں شائع کردہ مضمون ”سلطان القلم کی تحریر کا طریق“ پڑھنے کی توفیق ملی۔ جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محنت، کوشش

اور دین اسلام کے لیے آپؐ کے جذبہ کا ذکر کیا گیا اور یہ حقیقت ہے کہ یہ روحانی خزائن روح کو زندگی بخشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خزائن سے ہمیشہ جڑا رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(نعمان احمد)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 ستمبر 2022ء)

﴿139﴾

واقفین نو کو اپنے اندر اسماعیلی صفات پیدا کرنی ہوں گی

(حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10 جولائی 2022ء کو عید الاضحی کے روز مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد اسی خطبہ کے آخر پر واقفین نو کو اور ان کے والدین کو مخاطب ہو کر چند نصائح فرمائیں۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”واقفین نو جو اس وقت جماعتی خدمات میں آ گئے ہیں انہیں اپنے اندر اسماعیلی صفات پیدا کرنی ہوں گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہمیشہ بھلائی اور بہتری کے راستے کھولتا رہے گا۔“

بہت سی اسماعیلی صفات کا تذکرہ حضور نے اپنے اس خطبہ میں ہی فرما دیا تھا جنہیں آگے چل کر قلمبند کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن یہاں یہ بتاتا جاؤں کہ حضور کی زبان مبارک سے جب خاکسار نے اسماعیلی صفات کے الفاظ سنے تو فوراً بعض صفات ذہن کی تہہ سے باہر آ کر خاکسار کو مخاطب کرنے لگے کہ تم بھی تو واقف زندگی ہو یہ صفات تمہارے لئے بھی ہیں۔ چنانچہ خیال آیا کہ کیوں نہ واقفین زندگی اور واقفین / واقفات نو کے لئے وہ تمام اسماعیلی صفات قرآن کریم، احادیث، ارشادات مسیح موعودؑ و خلفاء کرام کے اقتباسات سے ایک جگہ پر جمع کر دی جائیں تا واقفین کے لئے مفید ثابت ہوں۔

قرآن میں مذکور اسماعیلی صفات

سب سے اول قرآن پاک کو دیکھتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کا ذکر گیارہ آیات میں ملتا ہے۔ جن میں درج ذیل صفات کا ذکر ہے۔

1۔ اسماعیلؑ حلیم تھے۔ حلیم بمعنی بردبار۔ (الصافات:102)

2۔ اسماعیلؑ صبر کرنے والے تھے۔ (الانبیاء :86)(الصافات:103)

3۔ اسماعیلؑ محسن تھے۔ (الصافات:106)

4۔ اسماعیلؑ صادق الوعد یعنی وعدہ پورے کرنے والے تھے۔ (مریم:55)

5۔ اسماعیلؑ الاخیار یعنی بہترین خوبیوں والے اور چنیدہ لوگوں میں سے تھے۔(ص:49)

6۔ اسماعیلؑ اپنے اہل کو نماز اور زکواۃ کی ادائیگی کا حکم دینے والے تھے۔ (مریم:56)

7۔ اسماعیلؑ اللہ کے حضور مرضیّا (پسندیدہ شخصیت) تھے۔ (مریم:56)

8۔اللہ کے گھر کی تعمیر میں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ شرکت اور اللہ کا گھر تعمیر کرتے وقت رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی دعا کرنا۔ (البقرۃ:128)

9۔ ہم نے اسماعیلؑ پر وحی نازل کی۔ (النساء:164)

10۔ اسماعیلؑ کو تمام جہانوں پر فضیلت عنایت کی۔ (الانعام:87)

11۔اسماعیلؑ کا قول افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یعنی اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔یعنی کامل تسلیم رضا اور اطاعت۔ (الصافات:103)

12۔ آپؑ ذبح عظیم تھے۔ (الصافات:108)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ترجمہ قرآن کے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے کہ ذبح عظیم سے مراد خدا کی راہ میں قربان ہونے والے سب انبیاء کرام سے بڑھ کر عظیم وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جن کا آنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچ جانے پر موقوف تھا۔

13۔ صاحب علم تھے۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (الحجر:54)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس پیشگوئی میں اگرچہ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ وغیرہ کا بھی ذکر ہے لیکن اول طور پر یہ پیشگوئی حضرت

اسماعیلؑ پر چسپاں ہوتی ہے جن کی جسمانی اور روحانی ذرّیت میں سے حضرت رسول اللہ ﷺ نے پیدا ہونا تھا۔ (تعارف سورۃ الحجر از ترجمہ قرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 424)

احادیث کی رو سے اسماعیلی صفات (مناقب)

- آنحضور ﷺ، حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام کے لئے ان ہی دعائیہ الفاظ میں دم کرتے تھے جن الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ اپنے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق علیہما السلام کے لئے دم کرتے تھے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

(بخاری کتاب الانبیاء)

کہ میں اللہ کے کامل و مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں موذی شیطان اور جانور (بلا) اور ہر نظر بد سے۔

- المستدرك للحاكم میں حضرت کعبؓ سے ایک روایت مروی ہے۔ جس میں حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی درج ذیل صفات کا ذکر ہے۔

1۔ وہ ایسے نبی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے صادق الوعد کا نام دیا۔

2۔ ایسے شخص تھے جن میں حق کے معاملہ میں سختی پائی جاتی تھی۔

3۔ آپؑ اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے اور اللہ آپؑ کو فتح و نصرت عطا کرتا۔

4۔ آپؑ کفار کے خلاف بہت زیادہ لڑائی کرنے والے تھے۔

5۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

6۔ آپؑ بہت زیادہ طاقتور اور کفار پر بہت زیادہ سخت تھے۔

7۔ آپؑ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

8۔ آپؑ اپنے رب کے ہاں محبوب تھے۔

9۔ آپؑ کی زکوٰۃ اپنے اہل کے اموال میں سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تھی۔

10۔ آپؑ کسی شخص سے کسی چیز کا وعدہ نہیں فرماتے تھے مگر یہ کہ آپؑ اس وعدہ کو ضرور پورا کرتے۔

11۔ آپؑ اللہ کے سچے رسول اور نبی تھے۔ (الحاکم فی المستدرک 603/2 ارقم 4033)

آپؑ کا حلیہ

آپؑ متناسب سر، بھاری گردن، لمبے ہاتھوں اور لمبی ٹانگوں والے تھے۔ آپ اپنے ہاتھ حالت قیام میں اپنے گھٹنوں پر مار سکتے تھے۔ چھوٹی آنکھوں، لمبی ناک، چوڑے شانوں، لمبی انگلیوں والے اور لوگوں میں سب سے نمایاں دکھائی دیتے تھے۔ (الحاکم فی المستدرک 603/2 ارقم 4033)

اسماعیلی صفات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر پانی روکا نہ جاتا تو تمام دنیا میں بہہ نکلتا۔ اس قصہ کے بیان سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ ایسی جگہ ہو جہاں دانہ پانی نہ ہو۔ جبھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے کرشمہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ پہلا کرشمہ یہ پانی تھا۔ اور اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ وہ پانی جو رسول اللہ ﷺ نے پھیلایا۔ اس کی شان یہ ہے کہ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا (الحدید: 18)۔ اس پانی سے تو اسماعیل زندہ ہوا تھا اور اس سے دنیا زندہ ہوئی۔ مدعا یہ ہے کہ جہاں ظاہری تجویز نہ تھی وہاں اللہ تعالیٰ نے بچاؤ کی ایک راہ نکال دی۔ اور اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ اس کے امر سے زمین و آسمان رہ سکتے ہیں۔ وہ دیکھو وہ جنگل جہاں اسقدر گرمی پڑتی ہے اور ایک انسان نہ تھا اس کو خدا نے کیسا بنا دیا کہ کروڑہا مخلوق وہاں جاتی ہے اور ہر ایک جگہ سے لوگ جاتے ہیں۔ وہ میدان جہاں حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہی ہے جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 241 ایڈیشن 2016ء)

”• چونکہ اسحاقؑ اور اسماعیلؑ دونوں بھائی تھے اور دونوں میں برکات کی تقسیم مساوی تھیں۔ تصفیہ تقسیم تب ہی ہوتا کہ دونوں سلسلوں میں باہم مطابقت اور عین موافقت ہوتی۔ اسماعیلؑ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا۔ جس کی امت کو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ

اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ(آل عمران:111) کہا کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو۔ کیونکہ وہ لوگ جن کو شریعت قصہ کے رنگ میں ملی تھی وہ دماغی علوم کی کتاب و شریعت کے ماننے والوں کے کب برابر ہو سکتے ہیں۔ پہلے صرف قصص پر راضی ہو گئے۔ اور ان کے دماغ اس قابل نہ تھے کہ حقائق و معارف کو سمجھ سکتے۔ مگر اس امت کے دماغ اعلیٰ درجہ کے تھے اس لئے شریعت اور کتاب علوم کا خزانہ ہے جو علوم قرآن مجید لے کر آیا ہے وہ دنیا کی کسی کتاب میں پائے نہیں جاتے۔ اور جیسے شریعت کے نزول کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف سے لبریز تھی ویسے ہی ضروری تھا کہ ترقی علوم و فنون اسی زمانہ میں ہوتا۔ بلکہ کمال انسانیت بھی اسی میں پورا ہوا۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ42 ایڈیشن2016ء)

اسماعیلی صفات از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

فرمایا:

"سو برس کے قریب کا بڈھا، ایک ہی بیٹا، اپنی ساری عزت، ناموری، مال، جاہ و جلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو! متقی کا کیا کام ہے۔ اس اچھے چلتے پھرتے جوان لڑکے سے کہا۔ میں خواب دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں۔ بیٹا بھی کیسا فرمانبردار بیٹا ہے۔

قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (الصافات :103)

ابا جی! وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جناب الٰہی سے ہوا ہے۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب ناموں، امیدوں، ناموریوں کی قربانی آ گئی۔" (خطبات نور صفحہ 274)

پھر فرمایا:

"پھر بیٹا بھی ایسا بیٹا تھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا! اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ (الصافات:103) تو وہ خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار ہو گیا۔ غرض باپ بیٹے نے

ایسی فرمان برداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام، کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کانمونہ ہیں۔" (خطبات نور صفحہ 26)

اسماعیلی صفات از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔

"حضرت اسماعیلؑ اور حضرت حاجرہ نے ساری دنیا کو خدا تعالیٰ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ساری دنیا اسماعیل کی نسلوں کے قدموں میں ڈال دی۔" (خطبات محمود جلد 2 صفحہ 192)

اسماعیلی صفات از حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ عید الاضحیہ 2 اپریل 1966ء میں فرمایا:

"ہمارے بچے اور نوجوان خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نظر رکھیں۔ جس نے چودہ سال کی عمر میں بشاشت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی رضا کی خاطر ایسے بیابان میں زندگی گزارنے کو قبول کر لیا تھا۔ جہاں بظاہر حالات زندہ رہنا ممکن نہیں تھا۔ جب تک یہ روح ہمارے بڑوں میں ہماری عورتوں میں اور ہمارے نوجوانوں میں پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک غلبہ اسلام کے دن نزدیک تر نہیں آسکتے۔" (خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 123)

پھر فرمایا:

"ایک لمبے عرصہ تک حضرت حاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تکلیف برداشت کی۔ ایسے حال میں والدہ کا ہر وقت موت کو اپنے سامنے دیکھنا اور بچے کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا کہ کوئی اس کا وارث ہے یا نہیں اور یہ بھی کہ اسے اس تکلیف سے کوئی بچانے والا ہے یا نہیں۔ یہ ایک ایسی قربانی ہے جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ ایسی حالت میں ان کا توکل صرف اللہ تعالیٰ پر تھا اور خدا تعالیٰ کا سلوک ان پر یہ ظاہر کرتا تھا کہ انسانوں سے زیادہ پیار کرنے والا ہمارا پیدا کرنے والا رب ہے وہ تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری ان تکالیف کو دور کر کے ایک قوم یہاں بنادے گا اور سب دنیا کی نعمتیں یہاں اکٹھی کر دے گا۔"

(خطبہ عید الاضحیہ 12 نومبر 1978ء از خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 207-208)

اسماعیلی صفات از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

”اس نے بہت پہلے ایک رؤیا میں دیکھا تھا کہ وہ اس بیٹے کو خدا کی خاطر ذبح کر رہا ہے۔ جب یہ بات حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے سے بیان فرمائی تو دو آیات ظاہر ہوئیں۔ ایک ابراہیمؑ کا خدا کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہونا اور تیار رہنا دوسرا اس کے بیٹے کا خدا کی محبت میں اسی طرح ابراہیمؑ، اپنے پیارے باپ کے قدم پر قدم مارنا۔ یہ ایک حیرت انگیز نشان ہے جس کی مثال دنیا کے پردے پر کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔ دنیا کے کسی مذہب کی تاریخ میں آپ کو ایسی اور ادائیں پیار اور محبت اور عشق کی دکھائی نہیں دیں گی کہ باپ بھی خدا کا عاشق و صادق اور بیٹا بھی خدا کا عاشق و صادق اور دونوں کی اداؤں میں سر مو فرق دکھائی نہیں دیتا۔“

(خطبات عیدین، عیدالاضحیہ 12 جون 1992ء)

آپؒ مزید فرماتے ہیں

”جب بعد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تُو تو ہر پہلو سے اس رؤیا کو پورا کر گیا ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب تو نے ہجرت کی اس وقت بھی تو نے رؤیا کو پورا کر دیا اور ایک اب وقت ہے جب ظاہری طور پر تُو بھی تیار ہوا اور تیرا بیٹا بھی اس قربانی کے لئے تیار ہوا۔ تو کامل شان کے ساتھ اپنے ہر پہلو کے ساتھ تو نے اس رؤیا کو پورا کر دیا لیکن یہ تو محض ایک آزمائش تھی۔ میں تیرے بچے کو بھی اس آزمائش میں شامل کرنا چاہتا تھا تاکہ ہمیشہ کے لئے زمین و آسمان گواہ رہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں ہی تسلیم و رضا میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔“ (خطبات عیدین، عیدالاضحیہ یکم جون 1993ء)

اسماعیلی صفات از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور فرماتے ہیں:

”ہر نوجوان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نمونے اپنانے کے لیے تیار ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہو گی۔ پھر حقیقی قربانی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا

ادراک اور تجربہ بھی ہو گا۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس غلام صادق کو ہم نے مانا ہے تا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حصہ دار بن سکیں اسے بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ چنانچہ کئی مواقع پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً ابراہیم کہہ کر مخاطب فرمایا۔(تذکرہ صفحہ 82 ایڈیشن چہارم)

(خطبہ عید الاضحیہ 31 جولائی 2020ء الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر 2020ء)

• حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ خطبہ عید الاضحی مورخہ 10/ جولائی 2022ء میں اسماعیلی صفات کا یوں فرمایا۔

”حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانیاں بھی پھل لائی تھیں لیکن اُنہوں نے صبر اور دعا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے آنے والے عظیم رسول اور اُن کے صحابہ کی قربانیاں بھی اپنے وقت پر رنگ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے پورے فرمائے۔ پس کیا آج وہ سچے وعدوں والا خدا ہمیں چھوڑ دے گا؟ یقیناً نہیں!“

پھر اسی خطبہ میں آگے چل کر حضور فرماتے ہیں:

”انہیں (واقفین نو کو) یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وقف ایک قربانی چاہتا ہے اور اس قربانی کا معیار کیا ہے؟ یہ وہ معیار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پیش کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے تجھے خواب میں گلے پر چھری پھیرتے دیکھا ہے تو اس نے بیٹے سے پوچھا کہ اے اسماعیل! بتا تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو بیٹے نے جس کی تربیت بزرگ اور تقویٰ میں بڑھے ہوئے ماں باپ نے کی تھی فوراً جواب دیا کہ اے میرے باپ! تو اپنی رؤیا پوری کر تو مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں اور قربانی کرنے والوں میں سے پائے گا۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 ستمبر 2022ء)

﴿140﴾

اردو زبان کے رموزِ اوقاف

نوٹ از ایڈیٹر:

ہمارے بعض مضمون نویس جب مضمون کمپوز کر کے بھجواتے ہیں یا ہمارے کمپوزر حضرات و خواتین کمپوزنگ کرتے وقت بلاوجہ بعض علامات اور رموز لگا دیتے ہیں۔ جو غیر ضروری تو ہوتے ہی ہیں مضمون دیکھنے میں آنکھوں کو بوجھل بوجھل سا لگنے لگتا ہے۔ خاکسار کی درخواست پر مکرم محمد انور شہزاد صاحب نے رموز و علامات کی کئی مستند کتب کے مطالعہ کے بعد یہ مضمون الفضل کے لئے کمپوزنگ کرنے والے دوست و خواتین کے لئے تیار کیا ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔ امید ہے احباب و خواتین کمپوزنگ کرتے وقت ان علامات اور رموز کا درست اور برموقع استعمال کریں گے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 ستمبر 2022ء)

﴾141﴿

سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو

مورخہ 13 اگست 2022ء کی شام کو مسجد بیت الفتوح لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ برطانیہ پر آئے ہوئے مرکزی مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ تھا اور اس سے قبل ایک مشاعرہ بھی ہوا۔(جس کی رپورٹ علیحدہ سے الفضل آن لائن کی زینت بن رہی ہے) جو جناب مبارک صدیقی نے Conduct کروایا۔ جناب مبارک صدیقی نے مشاعرہ کے دوران اپنا حق میزبانی سمجھتے ہوئے اپنے بعض قطعات بھی پڑھے۔ ان میں سے ایک قطعہ کا آخری شعر یوں تھا۔

ہزار بھیڑیئے پھرتے ہیں کاٹ کھانے کو
سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو

جب اس شعر کے مضمون نے میرے کانوں کو مَس کیا تو ایک عجیب سا ارتعاش میرے جسم میں پیدا ہوا اور دل و روح نے سجدہ کرنے کو دل کیا کہ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ رب العالمین ہم ایک ایسے قافلے میں ہیں۔ جس کی سربراہی ایک نمائندہ رسول خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کر رہے ہیں۔ جس کے توسط سے آج ہم اللہ کے حصار میں ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اگر ہم قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سفر قافلوں کی صورت میں کیا کرتے تھے۔ خواہ وہ سفر نجی یا خاندانی ہوں یا قومی سفر ہوں۔ ایک ان کا نگران ہوا

کرتا ہے جو اسلامی دنیا میں امیر کہلایا۔ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہوتا تھا کہ خونخوار جانوروں اور دشمنوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور قافلے کی صورت میں دشمن پر بھی رعب طاری ہو جاتا ہے جو دیکھ کر اور سوچ سمجھ کر حملہ کرتا ہے۔

قافلے بنا کر چلنے کا طریق ہم جنگلوں میں جانوروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ جب تک جانور جھنڈ یا ریوڑ میں ہوتا ہے خونخوار جانور بھی حملہ کرنے سے ڈرتا ہے۔ ہم روزانہ ہی Animal TV پر جانوروں کی تاریخ پر بنی فلموں کو دیکھتے ہیں۔ خونخوار جانور شیر، چیتا اور جنگلی کتوں نے اپنی بھوک مٹانے کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا ہوتا ہے تو وہ مختلف طریقوں اور ترکیبوں سے اپنے شکار کو جھنڈ سے الگ کرتے ہیں۔ ورنہ خونخوار جانور خواہ وہ بھی قافلے میں ہو دوسرے جانوروں کے قافلے پر حملہ کرنے سے گھبراتے ہیں۔

مؤرخہ 25/اگست 2022ء کو خاکسار کے اداریہ بعنوان ”رشتہ داریوں کا تقدس واحترام“ سے متاثر ہوکر مکرمہ امتہ الباری ناصر نے امریکہ سے اپنی ایک نظم کا یہ قطعہ بھجوایا۔

دوریاں پھر بڑھتے بڑھتے دشمنی ہوجائیں گی
خاندانی گھر کے آنگن میں اگر دیوار کی
کھوج میں سجنوں کی تنہا اڑتے اڑتے تھک گئی
کونج نے اب جان لی ہے قدروقیمت ڈار کی

اس میں آخری مصرعہ ”کونج نے اب جان لی ہے قدروقیمت ڈار کی“ اسی مضمون کو اجاگر کرتا ہے۔ موصوفہ (شاعر) نے اس مصرعہ میں پنجابی محاورہ ”کونج وچھڑ گئی ڈاروں تے لبدی سجناں نوں“ کو کمال عمدگی سے ادا کیا ہے۔

ہم نے بچپن میں درسی کتب میں ایک کہاوت پڑھ رکھی ہے کہ ایک بوڑھے والد نے اپنے بچوں میں اتحاد قائم رکھنے کے لئے لکڑیوں کا گٹھہ منگوا کر بچوں کو توڑنے کا کہا۔ مگر وہ نہ توڑ سکے

کیونکہ وہ ایک Bunch میں تھے۔ مگر جب اس Bunch کو کھول کر لکڑیوں کو الگ الگ کر دیا گیا تو ہر بچہ اس کو توڑنے کے قابل تھا جب کہ وہ تمام اکٹھے بھی Bunch کو توڑنے کے قابل نہ تھے۔ یہی کیفیت ہم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ ہوتا دیکھتے ہیں۔ اگر ہمارے ہاتھ کی اکیلی انگلی کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے توڑ مروڑ سکتا ہے اور اگر پانچوں انگلیاں آپس میں اتحاد کر لیں تو ایک ایسا Bunch بنتا ہے جو نہ صرف اپنا دفاع کر سکتا ہے بلکہ اگلے پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔

ہم نے 1947ء میں پارٹیشن کے وقت دیکھا جن لوگوں نے قافلوں کی صورت میں انڈیا کو خیر باد کہہ کر پاکستان میں پناہ لی یا پاکستان سے ہندو اور سکھ قافلوں کی صورت میں نکلے وہ محفوظ رہے مگر جن لوگوں نے اکادکا نکلنے کی کوشش کی وہ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے بھی یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے جب بھی جنگ یا سریہ پر صحابہ کو بھجوایا قافلوں کی صورت میں امیر مقرر فرما کر بھجوایا۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں 1965ء اور 1971ء کی جنگ دیکھی۔ آج قافلہ کو رجمنٹ کا نام دیا گیا ہے۔ جو تازہ دم ہو کر دشمن پر یکجائی صورت میں حملہ آور ہوتی ہے۔

ہم اور ہمارے آباواجداد اس بات کے گواہ ہیں اور یہ بات تاریخ اسلام میں روز روشن کی طرح درج ہے کہ جب تک مسلمانوں نے خلافت کے دامن کو پکڑے رکھا وہ خود بھی محفوظ رہے اور بطور مسلمان انہوں نے فتوحات بھی حاصل کیں اور اسلام کا نام روشن رکھا مگر جب سے خلافت کو خیر باد کہا تب سے قافلہ تو نہ کہلائے، بھیڑ، اژدہام اور ہجوم کے ناموں سے ان کو پکارا گیا اور شکست و بدنامی ہی ان کے حصہ میں آئی۔ آج اسلامی ممالک میں مسلمانوں کو دیکھ لیں وہ امن میں نہیں اور حکومتوں کی سطح پر بڑی طاقتور قوتوں کے ہاتھوں میں کھیلے جا رہے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ قبل تک ہم تو محض بھیڑ، ہجوم اور ازدہام کے الفاظ خال خال سنتے تھے آج تو ہر ٹی وی چینل پر قریباً ہر ٹاک شو میں اور وی لاگرز اپنے وی لاگز میں اس طرح کے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور

خلافت کے قیام کے لیے کوشاں بھی رہتے ہیں۔ مختلف مذہبی تنظیمیں خلافت کے قیام کے لیے اجلاسات، جلسے جلوس بھی نکالتی ہیں۔

ہفت روزہ ''المنبر'' میں تسکین جاوید صاحب لکھتے ہیں۔

''ہم زندہ قوم ہیں کا ایماندارانہ جائزہ لیتے ہیں تو سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اس میں زندہ قوم والی کوئی علامت نظر نہیں آتی بلکہ اس میں موجود سب علامتیں ایک ہجوم کا سا منظر پیش کرتی ہیں۔ وہ ہجوم جس میں انسانوں کا جمگھٹا تو ہو مگر ان کے ہاں کوئی واضح مقصد نہ ہو۔ جو گنتی میں تو افراد ہوں مگر تول میں روئی کے گالے۔ جو چل تو رہے ہوں مگر منزل سے بیگانہ۔ یہ ہجوم بازار میں اکٹھے ہو جانے والے رش سے زیادہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا۔ خود ہی سوچیے کہ کیا ایسے ہجوم کو قوم بلکہ زندہ قوم کہا جا سکتا ہے؟ جو لوگ اپنے مقاصد سے بے خبر ہوں۔ جو اپنے مستقبل سے بے فکر ہوں۔ جو اپنے نصب العین سے محروم ہوں۔ جن کا دامن سنجیدہ جذبوں سے تہی ہو۔ جن کی فکری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو کہ بھیڑ بکریوں کی طرح دور سے ہر سبز چیز کو چارہ سمجھ کر دوڑتے چلے آئیں۔ بے رائے افراد کی، افراد میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی تو بے رائے قوم کی، قوموں کی صف میں بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ (خلافت۔ وقت کی ضرورت از حنیف احمد محمود صفحہ 71-72)

دوسری طرف یہ تمام مذہبی جماعتیں، جماعت احمدیہ کے نظام سے مرعوب بھی نظر آتی ہیں۔ اور اس امر کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں کہ خلافت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

جناب ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت ''سرراہے'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''اس وقت عالم اسلام کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور مسلمان ممالک کے اکثر حکمران امریکہ کے پٹھو بنے ہوئے ہیں۔ اس صورت حال میں اللہ ہی سے دعا کی جا سکتی ہے کہ وہ عالم اسلام کو مخلص قیادت عطا فرمائے جو صرف مسلمانوں کے مفاد کو سامنے رکھے اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہ کرے۔ جس طرح مسلمان بارش نہ ہونے پر نماز استسقاء ادا کرتے ہیں اسی طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کو کسی

ایک روز ”نماز قیادت“ ادا کرنی چاہئے اور اللہ سے رو رو کر دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں مخلص لیڈر شپ عطا فرمائے۔ آمین۔“ (خلافت۔وقت کی ضرورت از حنیف احمد محمود صفحہ 62)

آج مسلمان کی نجات خلافت ہی میں پوشیدہ ہے۔جماعت احمدیہ کی قوت، خلافت کا نظام ہے اور بعض عالمی قوتیں بھی اس وقت جماعت احمدیہ کی قوت وطاقت سے مرعوب نظر آتی ہیں۔یہ نام نہاد مسلمان گھات میں بیٹھ کر نقصان پہنچا سکیں تو الگ بات ہے یا اکیلے اکیلے کسی احمدی کو پا کر اپنے ناپاک عزائم سے وہ کسی احمدی کو شہید کر دیں تو اور بات ہے۔ ورنہ تو بقول جناب مبارک صدیقی
”ہزار بھیڑیئے پھرتے ہیں کاٹ کھانے کو“

آج اس سالار قافلہ احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہدایات و نصائح نے ہی ہم احمدیوں کو عافیت میں رکھا ہوا ہے کہ کسی ہنگامہ، توڑ پھوڑ اور جلسے جلوس میں حصہ نہیں لینا۔ ورنہ تو ہم بھی بدنام ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف سالار قافلہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ دراز عمر عطا کرے بلکہ ہم دعا گو ہیں کہ خلافت کا سایہ تا تاقیامت ہمارے سروں پر فگن رکھے۔ ہم قافلے کے ساتھ ہوں اور قافلے کی برکات ہمارے ساتھ۔

چلو دنیا کی خاطر کام کو آسان کرتے ہیں
وفا گر جرم ہے تو جرم کا اعلان کرتے ہیں
خلافت ہے ہماری زندگی اور جانتے ہو تم
حفاظت جان کی تو ہر طرح انسان کرتے ہیں
در مسرور کا خادم ظفر تنہا نہیں ہر گز!!!
یہ وہ اعزاز ہے جس پر کروڑوں مان کرتے ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 ستمبر 2022ء)

﴿142﴾

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر دوسرے روز مستورات کے سیشن میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی موجودگی میں عزیزہ رضوانہ احمد نے حضرت مصلح موعودؓ کا کلام ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' جس الحاح، سوز اور اللہ کے حضور جس فروتنی وعاجزی سے پڑھا وہ ہر سامع کے دل میں اتر کر اپنے خالق حقیقی کے حضور دعا بن کر التجاء کرنے لگا۔

اس منظوم کلام کا طبیعت پر اس قدر اثر ہے کہ سوچا اپنے پیارے اور معزز قارئین کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلوں سو یہ منظوم کلام پیش ہے۔ اس دعائیہ کلام کو روزانہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے یہ تمام دعائیں ہم میں سے ہر ایک کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین

بڑھتی رہے خدا کی محبت خداکرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خداکرے
توحید کی ہو لب پہ شہادت خداکرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خداکرے
پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خداکرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خداکرے
حاکم رہے دلوں پہ شریعت خداکرے
حاصل ہو مصطفیٰؐ کی رفاقت خداکرے

مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خداکرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خداکرے
مل جائیں تم کو زہد و امانت خداکرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خداکرے
بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خداکرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خداکرے
مل جائے تم کو دین کی دولت خداکرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خداکرے
ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خداکرے
پہنچے نہ تم کوکوئی اذیت خداکرے
منظور ہو تمہاری اطاعت خداکرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خداکرے
سن لے ندائے حق کو یہ اُمت خداکرے
پکڑے بزور دامنِ ملت خداکرے
چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خداکرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے
راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خداکرے
احسان و لطف عام رہے سب جہان پر
کرتے رہو ہر اک سے مروت خداکرے

گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خداکرے

بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام
تقویٰ کی راہیں طے ہوں بعُجلت خداکرے

سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق و شوق
دنیا کے دل سے دور ہو نفرت خداکرے

اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک
بڑھتی رہے تمہاری ارادت خداکرے

پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو
حاصل ہو شرق و غرب میں سَطوَت خداکرے

پایاب ہو تمہارے لیے بحرِ معرفت
کھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خداکرے

اُٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر
شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے

زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں
پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے

سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اُس کی شان
تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے

دجال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
حاصل ہو تم کو ایسی ذِہانت خدا کرے

پرواز ہو تمہاری نُہ افلاک سے بلند
پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوت خدا کرے

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان پر
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رُخصت خدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(کلام محمود صفحہ 252-253)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 ستمبر 2022ء)

﴿143﴾

الفضل آن لائن کی تو لاکھوں افراد تک رسائی ہوتی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت ہاتھوں سے لگا ہوا پودا روزنامہ الفضل اور انہی کی ہدایات کے مطابق پروان چڑھا ہوا جب اپنے ایک صدی کے کامیاب سفر کو طے کرتے ہوئے خلافت کی آواز کو جماعت کے کونے کونے تک پہنچا کر ترقی پر ترقی کرتا چلا جا رہا تھا تو غیروں کو اس کی یہ کامیابی ایک آنکھ نہ بھائی اور روزنامہ الفضل ربوہ 2016ء کو بعض جبری پابندیوں کا شکار ہو گیا۔ دشمن کو کیا معلوم تھا کہ ان کی طرف سے لگائی جانے والی یہ قدغن الفضل کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل ثابت ہو گی اور یہ زمین سے نکل کر آسمان کی وسعتوں پہ چھا جائے گا۔ چنانچہ خلافت خامسہ میں الفضل کی تاریخی ترقی کا نیا دور شروع ہوا۔ اسے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 دسمبر 2019ء کو اس کی ویب سائٹ کا اپنے دست مبارک سے افتتاح کر کے آن لائن جاری فرمایا۔ جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر کی فضاؤں کو اپنے پھولوں کی خوشبو سے مہکا رہا ہے اور اس کے گلدستہ میں لگے مختلف رنگا رنگ اور خوشبوؤں سے لبریز پھولوں کی بھینی بھینی اور دلآویز خوشبو سے دنیا کا چہار سو معطر ہو رہا ہے۔

خاکسار کو بحیثیت ایڈیٹر الفضل آن لائن، اس کی اشاعت، تشہیر اور پروموشن کی جو رپورٹس دنیا بھر سے موصول ہوتی ہیں۔ ان میں مجھے دنیا کا کوئی خطہ ایسا نظر نہیں آتا جہاں الفضل آن لائن اپنی خوشبو نہ بکھیر رہا ہو۔ حتیٰ کہ دنیا کا کنارہ فجی ہی کیوں نہ ہو، وہاں درس میں الفضل کے پہلے صفحہ سے مسجد میں موجود احمدی احباب محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں، اور اسپیکر کے ذریعہ اسلام احمدیت کی تبلیغ الفضل کے پہلے صفحہ سے ہو رہی ہوتی ہے۔ رشیا کی وہ سابقہ ریاستیں جن کی اپنی اپنی

بولی اور زبانیں ہیں وہاں کے مبلغین کرام اور نمائندگان الفضل اس کے پہلے صفحہ یا کسی اہم حصہ کو اپنی لوکل زبانوں میں ترجمہ کر کے جماعتی اور ذاتی ویب پر لگاتے ہیں جن سے ہزاروں افراد مستفید ہوتے ہیں۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے دنیا بھر کے تمام ممالک میں مقرر کردہ نمائندگان اپنی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر ہزاروں کی تعداد میں الفضل کی تیار کردہ پوسٹ اور لنک کو اپنے حلقہ احباب میں شیئر کرتے، اپنے موبائیل کے اسٹیٹس پر لگاتے، فیس بک، انسٹاگرام اور ٹویٹر کے اکاؤنٹس سے الفضل کی تشہیر کرتے ہیں۔ جن سے لاکھوں لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور مرکزی ویب سائٹ پر رابطہ کر کے اپنے جذبات کو ریکارڈ کرواتے ہیں۔

چونکہ COVID 19 کے دوران بہت سے گھروں میں فیملی کلاسز میں الفضل درس کے طور پر پڑھا جاتا رہا۔ گھروں میں جمعہ کے روز خطبہ کے طور پر کچھ حصہ اس اخبار کا پڑھا جاتا رہا۔ اس طرح ایک دفعہ ایک گھر میں والد نے الفضل آن لائن سے کوئی ایمان افروز واقعہ پڑھ کر سنایا اور اپنے بچوں کو اس میں موجود سبق جیسا بننے کی تلقین کی۔ اگلے روز اس گھرانہ کے 7 سالہ بچے نے اپنے اسکول کی اسمبلی میں میڈم سے یہ کہہ کر وہ واقعہ سنایا کہ ہمارے اخبار الفضل میں ایک دلچسپ واقعہ آیا ہے وہ میں سنانا چاہتا ہوں، الغرض اس جیسے بے شمار واقعات اور بھی ہیں جو اگر جمع کیے جائیں تو ایک کتاب بن جائے گی۔ قارئین کے جذبات کی ایک جھلک ہر ماہ مجموعی طور پر الفضل کا حصہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاسکے۔

یہ تمام تمہید خاکسار نے آپ کے لیے اس لیے باندھی ہے تا کہ اپنے خدا کا شکر ادا کیا جاسکے۔ پاکستان میں نام نہاد مولویوں کے اکسانے پر حکومت نے 9300 کی تعداد میں طبع ہونے والے الفضل پر پابندی لگادی۔ اور آج اڑھائی سال کے قلیل عرصہ میں جو قوموں کی تاریخ میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ ہاف ملین تک یہ اخبار دنیا بھر میں پڑھا، سنا جاتا ہے، اور اپنوں اور غیروں میں جہاں اسلام احمدیت اور خلافت کا پیغام پہنچا رہا ہے وہاں تعلیم و تربیت کا بھی باعث بن رہا ہے۔ ایک ہی گھر کے ہر موبائل فون اور دیگر Gadgets پر موجود ہوتا ہے اور واٹس ایپ،

اسٹیٹس، فیس بک، انسٹا گرام اور ٹویٹر وغیرہ کی زینت بنا نظر آتا ہے۔ جتنی تعداد میں حکومت پاکستان نے اس اخبار کی اشاعت پر پابندی لگائی اور ملاؤں نے اپنے زعم میں سمجھا کہ بس اب ان کی جیت ہوگئی ہے۔ اللہ کی شان دیکھیں آج اس تعداد سے کہیں زیادہ غیر از جماعت دوستوں کے جماعت احمدیہ کے اس آرگنز کو پڑھنے اور مستفیض ہونے کی ہمیں رپورٹس مل رہی ہیں۔ اور جہاں تک مداحوں کا تعلق ہے تو وہ تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ بعض اس کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں جو روزانہ الفضل کی صورت میں ان کے گھروں میں آتا ہے۔ بعض اسے دینی غذا سمجھ کر اپنے اندر اتار کر روحانی تقویت کا موجب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس غذا کے بغیر زندہ نہیں رہا جا سکتا۔

ہمارے لیے تو سب سے مبارک اور قابل التفات الفاظ اپنے آقا و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہیں۔ اس سے بڑھ کر قابل قبول اور مبارک سند کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے آقا کی ایک پیار کی نظر ہی ہمارے لیے کافی سے زیادہ ہے اور ہماری محنت کا شیریں پھل ہے لیکن جو مبارک اور تاریخی الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الفضل آن لائن کو عطا ہوئے ہیں وہ خوش قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم اپنے قارئین کے صبر کا زیادہ امتحان نہیں لیتے اس کی کسی قدر تفصیل بتا دیتے ہیں۔

ایک دوست نے حضور انور سے اپنے ایک تحقیقی مضمون کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر کتابی صورت میں شائع کروانے کی درخواست کی تو حضور نے ان کو یہ تحریری پیغام بھجوایا۔

”یہ مضمون الفضل میں دے دیں۔ الفضل آن لائن کی تو لاکھوں افراد تک رسائی ہوتی ہے، جبکہ اگر کتاب چھپوائی بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ دو یا تین ہزار افراد تک پہنچ سکتی ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے روز اپنے خطاب میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”روزنامہ الفضل آن لائن شائع ہو رہا ہے یہاں سے۔ انسٹاگرام اور ٹویٹر اور فیس بک کے ذریعہ سے۔ اس کی بھی کہتے ہیں فیس بک اسٹیٹس اور پی ڈی ایف کے ذریعے چار لاکھ سے زائد تک کی پہنچ چکی ہے قارئین کی تعداد“

الحمد للہ علی ذلك۔ اس لیے ہمارے دل شکر کے جذبات سے لبریز ہیں۔ جس نے ہماری حقیر سی کاوشوں کو قبول فرماتے ہوئے۔ الفضل کے آن لائن ہونے کے بعد اس قلیل عرصہ میں الفضل کی تعداد لاکھوں تک پہنچائی۔ ہمارا ٹارگٹ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد ہے۔ جس کے لیے سعی کی بھی ضرورت ہے اور دعاؤں کی بھی۔ اللہ تعالیٰ اس ہدف کو بھی ہمارے لیے آسان کردے۔ تا بانی الفضلؓ کی روح خوش ہو۔ آمین

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

اے میرے مولا......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔

(الفضل 19 جون 1913ء صفحہ 3)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 ستمبر 2022ء)

﴿144﴾

قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا اُدھار

”یہ اسلام نہیں ہے، یہ بدبختیاں تمہاری شامت اعمال ہیں“

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

مورخہ 12/اگست 2022ء کو جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ کے بس اڈہ پر دل دہلا دینے والا ایسا وحشتناک واقعہ پیش آیا ہے کہ جس کسی محب وطن نے سنا اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا اسی بے امنی اور عدم تحفظ کو پھیلانے کے مقصد کے لیے پاکستان اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا؟

واقعہ یوں ہے کہ ایک مذہبی جنونی نے جو اپنا تعلق کالعدم تحریک لبیک پاکستان (TLP) سے بتاتا رہا۔ ربوہ کے لاری اڈہ پر 62 سالہ ایک بزرگ اور معصوم شخص کو صرف اس وجہ سے چھریوں کے پے در پے وار کر کے قتل کر دیا کہ اس نے خادم رضوی اور لبیک یا رسول اللہ پر زندہ باد کا نعرہ بلند نہیں کیا۔ اور جب اس مذہبی جنونی اور دہشت گرد کو گرفتار کیا گیا تو وہ ایک کمزور اور بے تعلق حدیث ”مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ “ بلند آواز سے پڑھتا رہا اور غرور اور تکبر کی وجہ سے اس طرح بن رہا تھا جیسے ابھی افغانستان فتح کر لیا ہو۔

وہ بدبخت اللہ تعالیٰ کی یہ آیت بھول گیا، جس کی روشنی میں وہ جہنم کا وارث، اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا مورد بن گیا۔ بلکہ اس کے کسی نام نہاد استاد تک کو بھی یہ معلوم نہیں ہو گی۔ اے کاش! یہ ملاں، اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کو غور سے پڑھیں، اس پر عمل کریں اور کروائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:94)

ترجمہ: اور جو (شخص) کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی۔ وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا۔ اور اللہ اس سے ناراض ہو گا اور اسے (اپنی جناب سے) دور کر دے گا اور اس کے لیے (بہت) بڑا عذاب تیار کرے گا۔

انہی دنوں ایک وڈیو وائرل ہوئی جس میں عارف والا ساہیوال کے قریب ایک گاؤں میں جرمنی سے آئے ہوئے ایک احمدی کو اس لیے زدو کوب کیا گیا کہ اس کے والد نے 1971ء کی پاک وہند جنگ میں پاکستان کی طرف سے لڑتے ہوئے شہادت کا درجہ پایا تھا جس پر اس جرمن احمدی نے اپنے مکان کے باہر والد کے نام کے ساتھ لفظ ''شہید'' لکھ کر نیم پلیٹ لگائی تھی۔ جس پر ایک ہجوم نے نہ صرف اس احمدی کو گالم گلوچ کی اور اس کے مرحوم والد شہید کو گالیاں بکیں اور کہا کہ جو مسلمان نہیں وہ شہید کیسے ہوا۔

اس سے قبل پشاور میں کئی دہائیاں قبل مدفون احمدی کی ہڈیاں باہر نکال پھینکی گئیں کہ یہ مسلمانوں کا قبرستان ہے اس میں احمدی دفن نہیں ہو سکتا۔ احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی تو آئے دن پاکستان میں ہوتی ہی رہتی ہے۔ ایسے کتبے جن پر کلمہ لکھا ہو یا آیات قرآنیہ لکھی ہوں بے دردی سے مسمار کئے جا رہے ہیں۔ مساجد کے مینار اور محراب توڑنا بھی آئے روز کا کام ہے جس میں نام نہاد مولوی تو شامل تھے ہی اب تو انتظامیہ بھی شامل ہو رہی ہے۔ منصوبے کے تحت رات کو پورے گاؤں کی بجلی Off کر کے اندھیرے میں مساجد کے مینار گرانے کا کام حکومتی سطح پر دیکھنے کو ملتا ہے تا وڈیو اور فوٹو گرافی نہ ہو سکے۔ مساجد پر لکھے کلمے کو ہتھوڑوں سے توڑا جاتا ہے اور بعض جگہوں پر احمدی مساجد میں موجود قرآن کی بے حرمتی بھی ہوئی اور تو اور احمدیوں نے جب عدالتوں کا دروازہ

کھٹکھٹایا تو چھوٹی عدالتوں سے لے کر بڑی عدالت تک انصاف صرف اس لیے نہیں ملا کہ جج مولویوں کی دھمکیوں کی وجہ سے ڈرتے دکھائی دیے۔

ساہیوال کے واقعہ پر جلوس یعنی Mob کے ایک غنڈے کو وڈیو میں یہ کہتے سنا جا سکتا ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا ہے۔ اس کے لیے قربانیاں دی گئی ہیں اس لیے کسی غیر مسلم کو اسلامی نام یا اصطلاحیں استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

اس مشتعل شخص کے ان الفاظ پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

1. آپ کے نام نہاد لیڈروں، آج کے ملاؤں نے تو پاکستان بننے کی سخت ترین مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم پاکستان کی "پ" تک نہیں بننے دیں گے اور بعضوں نے اسے پلیدستان تک بھی کہہ دیا تھا۔

2. دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسلام کے نام پر یہ ملک لیا ہے تو اسلام کی پیاری تعلیم تو اس قسم کی ہنگامہ آرائی اور ظلم و بربریت کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ تو امن و آشتی کی تعلیم ہے۔ ایک مسلمان معاشرہ میں دیگر مذاہب کے لوگ بھی اسی طرح آسانی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں جس طرح غیر مسلم معاشرہ میں وہ بسر کرتے ہیں۔ اسلام کے معنی ہی سلامتی کے ہیں اور مسلمان کی تعریف آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہاں یہ مولوی یا مشتعل ہجوم کہہ سکتا ہے کہ ہم تو آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے یہاں تو مسلمان کی حفاظت کا مسلمان کے ہاتھوں کرنے کا ذکر ہے۔ آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس مسئلہ کو بھی حل فرما دیا۔ مومن جو مسلم سے اگلا درجہ ہے کی تعریف میں فرمایا المُؤمِنُ مَن يأمِنَه النَاسُ کہ مومن وہ ہے جس سے معاشرہ کے دوسرے لوگ امن میں

رہیں۔ مگر ان مسلمانوں سے ملک میں بسنے والے ہم احمدی تو کیا دیگر سرکاری مسلمان بھی محفوظ نہیں۔ قتل وغارت، چور بازاری، عزتوں سے کھیلنے کا بازار تو روزانہ ہی بلکہ ہر لمحہ جاری رہتا ہے۔

اب جہاں تک ربوہ اڈا پر ہونے والی بھیانک واردات کا تعلق ہے اس میں نامراد قاتل بلند آواز سے ایک کمزور اور ضعیف حدیث مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ کا مسلسل ورد کرتا جارہا ہے۔ یہ حدیث مدرسہ کے طلبہ کو آج کل نہ صرف پڑھائی جارہی ہے بلکہ حفظ کروا کر احمدیوں کے قتل پر اکسایا جاتا ہے۔ جہاں تک اس حدیث جس کا ترجمہ ہے کہ جس کسی نے نبی کو گالی دی اُسے قتل کر دو، کا تعلق ہے نبی کا لفظ کسی نبی کے لیے خاص نہیں ہے۔ نبی کی اس وسیع تعریف میں آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانہ میں آنے والا وہ نبی بھی ہے جس کو آنحضور ﷺ نے صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق چار دفعہ نبی اللہ، نبی اللہ، نبی اللہ، نبی اللہ کے الفاظ سے پکارا ہے۔ یہاں یہ نام نہاد ملّاں اس نبی کے قتل کے بھی درپے ہو جاتے ہیں کجا یہ کہ اس کو گالی دینے والے۔ جب کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ کسی گروہ کے مذہبی لیڈر کو برا بھلا نہ کہو۔ اگر وہ ہستی ہمارے لیے محترم اور مبارک ہے تو اس کو برا بھلا کہنے والوں کے ساتھ ہمیں بھی یہی سلوک کرنا چاہئے لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری تعلیم عین اسلامی تعلیم سے آشکار ہے جو ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آج سے 15 سو سال قبل دی تھی۔

اس کمزور اور ضعیف حدیث کے مضمون کو دیکھیں تو یہ خلاف تعلیم قرآن اور خلاف احکام اسلام ہے۔ یہ احادیث میں بیان ہونے والی تعلیمات کے منافی ہے اور سنت رسول ؐ بھی اس پر صاد نہیں کرتی اگر تاریخ اسلام اور تاریخ حدیث کا مطالعہ کریں تو اسلام کی پہلی تین صدیوں میں اس حدیث کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ روایت و حدیث وضعی ہے، یعنی خود بنائی گئی ہے۔ جسے حضرت علیؓ کے اڑھائی سو سال کے بعد المعجم الصغیر طبرانی میں بیان کیا گیا۔ صحاح ستہ میں اس کا نام ونشان تک نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ اس حصہ کو بھی شامل کروایا گیا کہ جو میرے صحابی کو گالی دے اسے مارو۔ جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کا سلسلہ

جاری رہتا تھا مگر آنحضور ﷺ نے کسی کو سزا دینے کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو کوڑے مارے۔ کسی صحابی کو برا بھلا کہنے پر صرف یہ فرمایا کہ ”میرے صحابی کو گالی نہ دو کیونکہ اگر کوئی اُحد کے پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرلے تو کوئی ان میں سے کسی ایک کے ایک مدّ کے برابر تو کجا اس کے آدھے کے برابر بھی نہ پہنچے گا۔“ (مدّ، غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہوا کرتا تھا)

اس حدیث کو اگر ہم مستند مان کر عمل جائز قرار دے رہے ہیں تو پھر سب سے پہلے تو شیعہ زد میں آتے ہیں اور یہ ایک ایسا دروازہ کھولنے کے مترادف ہو گا جس سے سوائے تباہی اور ندامت کے کچھ حصہ میں نہ آئے گا۔ 1973ء کی قومی اسمبلی پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ اس وقت آوازیں اٹھیں تھیں کہ ایسا نہ کریں ورنہ ایک غیر محدود کفر کی فیکٹریوں کا دروازہ کھل جائے گا مگر ان حقیقت پسند لوگوں کی آوازوں پر کان نہ دھرے گئے اور 90 سالہ مسئلہ حل کرنے کا سہرا اپنے سر لینے کا بھوت سروں پر سوار تھا اس لیے قومی اسمبلی سے بِل پاس کروالیا گیا اور آج 50 سالہ اس کالے دور میں بات یہاں تک آن پہنچی ہے کہ کسی فرقہ کے نزدیک دوسرا فرقہ، مسلمان نہیں ہے۔ یہ لڑائی شہر شہر، گاؤں گاؤں بلکہ گلی گلی اور گھر گھر پہنچ چکی ہے۔ اگر ایک ہی گھر میں سُنّی بھی ہے، شیعہ بھی ہے تو دلی نفرتوں کے ساتھ وہ گھروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے خاکسار نے 90ء کی دہائی میں لاہور قیام کے دوران ایک مضمون لکھا تھا جو نیشنل اخبارات میں شائع بھی ہوا تھا۔ کہ اگر کفر یا توہین کے مسئلہ کو نہ روکا گیا تو ایک وقت آئے گا کہ توہین مولوی کا قانون بنانا پڑے گا۔ ان تیس سالوں میں قانون تو نہیں بن سکا تاہم یہ آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئی ہیں کہ مولویوں کے خلاف آواز بلند نہ کریں۔ وہ خواہ جھوٹ بولیں، وہ خواہ معاشرہ میں نفرتیں پھیلائیں، وہ خواہ معاشرہ کے امن کو تار تار کریں، قتل وغارت گری کروائیں مگر ان کے خلاف آواز بلند کرنا توہین کے مترادف ہو گا۔

اس مضمون کو اگر آنحضور ﷺ کے ان الفاظ کی روشنی میں دیکھیں پھر تو کوئی بھی مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہُ کے تحت نہیں بچتا، سب اس کے شکنجے میں آ جاتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِی فَقَدْ سَبَّنِی، وَمَنْ سَبَّنِی فَقَدْ سَبَّ اللّٰہ

(الصارم المسلول جلد 2 صفحہ 1082)

کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔

اب اس ''سبّ'' سے تو بڑے بڑے صحابہ کو بھی حصہ ملا۔ یوں معاشرہ کے ایک بڑے حصے کے اس کی لپیٹ میں آنے کے امکانات ہیں اور کثرت کے ساتھ قتل وغارت گری معاشرہ میں دیکھنے کو ملے گی۔

پس مجرم کے اس غیر اسلامی فعل سے جہاں اسلام بدنام ہوا ہے وہاں انسانیت بھی مجروح ہوئی ہے۔ مجروح ہونے کا لفظ تو چھوٹا ہے۔ یہ کہنا درست ہو گا کہ انسانیت کا قتل ہوا ہے کیونکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک شخص کو قتل کیا اس نے گویا انسانیت کا قتل کیا۔

تم بزعم خود ایک احمدی کو قتل کر کے سمجھتے ہو کہ ہم نے احمدیت کو ختم کر دیا اور قاتل اس فعل سے جنت کا وارث ٹھہرا۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ جنت تو دُور کی بات، تم جنت کی راہ کو بھی نہ چھوؤ گے۔ تمہارے اس دنیا کے تمام غیر اسلامی اعمال گلے کا طوق بن کر تمہیں جہنم کی راہ دکھلا رہے ہوں گے، بلکہ اس کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکیں گے۔

ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ دینے والے، وفا کرنے والے صحابہؓ 15 سو سال گزر جانے کے بعد آج بھی زندہ ہیں۔ ان کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگتا ہے اور حضرت لگا کر ان کے مقام کو بلند کیا جاتا ہے۔ بچوں کو ان کے نام دینا فخر سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ

ان صحابہ کی مخالفت کرنے والوں، ان میں سے بعضوں کو شہید کرنے والوں جیسے ابوجہل کا کوئی نام لیوا نہیں اور نہ ہی اس کا نام بچوں کو دینا پسند کیا جاتا ہے۔

سن لو اے دشمن بدنوا! یہ قرض ہے جو آخری روز بطور ادھار تم کو واپس ملے گا۔ یاد رکھو! احمدیت قائم ہے اور نہ صرف قائم رہے گی بلکہ بڑھے گی، پھلے پھولے گی۔ اسلام اور حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا حقیقی نام اور تعلیم کو قیامت تک دنیا میں پھیلانے کی توفیق پاتی رہے گی۔ اور تم اسلام، محمدؐ، قرآن کا نام اور اس کی محبت احمدیوں کے دلوں سے نہ نکال سکتے ہو اور نہ ہی کم کر سکتے ہو۔

14 اپریل 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”ہمارا تو Birth Mark آنحضرتؐ اور خدا کی محبت ہے اسے کس طرح مٹاؤ گے۔ ہمارے گھروں کو جلا دو، ہمارے جسموں کو جلا دو، ہمارے اموال لوٹ لو، ہماری عورتوں، بچوں اور مردوں کو فنا کر دو مگر خدا کی قسم! محمد مصطفٰےؐ کے خدا کی قسم!! اور کائنات کے خدا کی قسم!!! کہ احمدیت کے دل میں محمد مصطفٰےؐ اور اللہ کی محبت کا جو Birth Mark ہے اس کو تم نہیں مٹا سکتے۔ تمہیں طاقت کیا، استطاعت کیا ہے کہ ان دلوں تک پہنچ سکو؟ تمہاری آگیں جسموں تک جا کر ختم ہو جائیں گی۔ ہاں دلوں تک پہنچنے والی ایک آگ ہے جو خدا جلاتا ہے اور جب وہ فیصلہ کرے گا تمہارے دل پر بھڑکائی جائے گی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس آگ کے اثرات سے بچا نہیں سکتی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ اپریل 1989ء)

27 ستمبر 1991ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اس زمانہ میں عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں اتنی سوچ بھی باقی نہیں رہی کہ وہ باتوں کے آپس میں رشتے تو ملا کر دیکھیں کب سے پاکستان مصیبت میں مبتلا ہوا ہے؟ جب سے احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا ہے۔ اسلام کے اندر اسلام کی برکت کی یہی ایک ضمانت تھی، یہی ایک تعویذ تھا جس کے نام پر اسلام کا تقدّس جاری تھا اور اس تعویذ کو تو آپ نے

نکال کر باہر پھینک دیا، پیچھے پھر اسلام کی برکتیں کیا، سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور مسلسل اس کے بعد سے سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی جا رہی ہے، بکتی جا رہی ہے۔ Horse Trading کا محاورہ ایسے کھلے کھلے استعمال ہوتا ہے جیسے روز مرّہ کی کوئی بات ہے۔ کوئی شرم و حیا کی بات ہی نہیں رہی۔ کرپشن سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں بددیانتی کے بغیر کام چل سکے اور بے حیائی ایسی کہ دیکھیں سب کہتے ہیں الحمدللہ اسلام آ رہا ہے، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم اسلام کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہاں اسلام کے قریب ہو رہے ہیں؟ کسی نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر یہ ساری بدبختیاں اسلام ہیں تو نَعُوذُبِاللّٰہِ مِن ذٰلِكَ اس اسلام سے تو دُوری بہتر ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ بدبختیاں تمہاری شامت اعمال ہیں۔ تم نے احمدیوں پر مظالم کر کے اسلام سے جو دُوری اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے ورنہ اسلام سے قرب کی تو خدا سزا نہیں دیا کرتا۔ اسلام سے قرب کی تو جزا ہوتی ہے۔ پس یہ ساری مصیبتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں تمہیں کون سمجھائے اور کیسے سمجھائے کہ اسلام سے قرب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے دُوری کے نتیجہ میں ہیں۔ اسلام کے بنیادی حسین منصفانہ قوانین کو تم نے بالائے طاق رکھ دیا بلکہ بھاڑ میں جھونک دیا اور کبھی تم نے ضمیر کی ادنیٰ سی کسک بھی اپنے دل میں محسوس نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ مقدّس اسلام کو کیسے استعمال کر رہے ہیں؟ اور مَکرٌ فِی آیَاتِنَا ہے کہ وہ جاری ہے اور مسلسل چلتا چلا جا رہا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 1991ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 ستمبر 2022ء)

《145》

ایڈیٹر کے ڈیسک سے الفضل آن لائن کے مستقل فیچرز

قارئین الفضل کی سہولت اور آسانی کے لیے ذیل میں مستقل فیچرز بغرض آگاہی درج کیے جارہے ہیں تا اپنی پسند اور ذوق کے مطابق روزانہ مطالعہ کر لیں۔ اداریہ کے لئے گو جمعرات اور ہفتہ کا دن مخصوص ہے لیکن ان دو دنوں کے علاوہ بھی شامل اشاعت ہو جاتا ہے۔

روزانہ کے فیچرز

- ارشاد باری تعالیٰ
- فرمان رسولؐ
- رشحات (فرمودات) حضرت مسیح موعودؑ
- فرمان خلیفہ وقت

(یہ چاروں فیچرز ایک ہی عنوان کے تحت ایک ہی صفحہ پر ہوتے ہیں)

- دربار خلافت خلیفہ وقت کا ایک ارشاد
- منظوم کلام
- دعا کا تحفہ از عائشہ چوہدری۔ جرمنی
- فقہی کارنر از داؤد احمد عابد۔ لندن
- ایک سبق آموز بات

نوٹ: اطفال کارنر، بزم ناصرات، رپورٹس و خطوط و تبصرے نیز اعلانات کا کوئی دن مقرر نہیں جس دن جہاں جگہ خالی ملے لگائے جاتے ہیں۔

ہفتہ وار فیچرز

سوموار

- خلاصہ خطبہ جمعہ
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز،
- ڈائری عابد خان صاحب سے ایک ورق از ابو سلطان
- This Week with Hazoor
- سو سال قبل کا الفضل از م م محمود

منگل

- قرآنی انبیاء از مرزا خلیل احمد۔ فرید احمد نوید۔ گھانا
- حیات نور الدین از مریم رحمان
- حدیقۃ النساء از صدف احمد صدیقی۔ کینیڈا

بدھ

- احکام خداوندی از صبیحہ محمود۔ جرمنی
- دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے از حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔ از سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً از مختار احمد
- جامع المناھج والاسلوب از خواجہ عبد العظیم

جمعرات

• اداریہ

• تعارف صحابہ از غلام مصطفی بلوچ۔ کینیڈا

• آؤ! اردو سیکھیں از عاطف وقاص۔ کینیڈا

• سو سال قبل کا الفضل از م م محمود

جمعہ

• ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام۔ از امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

• بنیادی مسائل کے جوابات از ظہیر احمد خان۔ لندن

• یاد رفتگان

ہفتہ

• اداریہ

• جماعت احمدیہ کا نظام خلافت از ابو ہشام بن ولی

• اپنے جائزے لیں۔ بر مشتمل ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ از نیاز احمد نائک۔ قادیان

• بیانات مصلح موعودؓ از محمد انور شہزاد

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 ستمبر 2022ء)

﴿146﴾

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے
جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مرکزی نمائندگان
کے اعزاز میں عشائیہ اور ایک مشاعرہ کا انعقاد

مکرم رفیق احمد حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے جماعت برطانیہ کی طرف سے مورخہ 13 اگست 2022ء کی شام کو طاہر ہال بیت الفتوح مارڈن میں جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنے والے مہمانوں کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ ہال کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ دعوت سے قبل مہمانوں کے اعزاز میں ایک مشاعرہ کا بھی انعقاد ہوا۔ اس مبارک تقریب کے مہمان خصوصی مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان تھے جبکہ میزبانی کے فرائض مشہور زمانہ شاعر جناب مبارک صدیقی صاحب نے ادا کیے۔ وقت کی مناسبت سے درج ذیل تین شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔ ہر تین شعراء نے ایک ایک نظم اور ایک ایک غزل پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

1۔ جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ (لندن)

2۔ جناب میر انجم پرویز (یوکے)

3۔ جناب مبارک احمد عابد (امریکہ) شامل تھے

ہر تین شعراء کے کلام کے دوران جناب مبارک صدیقی اپنے مزاج کے طریق کو جاری رکھتے ہوئے ساتھ ساتھ اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کرتے رہے: جیسے آپ نے شعراء میں اپنے یہ شعر پڑھ کر سنائے:

ستارہ بن کے رہو یا کسی دیئے میں رہو
کسی بھی رنگ میں جگمگ سے سلسلے میں رہو
ہر ایک عزت و رفعت ہے خاکساری میں
سو چاند چھو کے بھی مٹی سے رابطے میں رہو
ہزار بھیڑیے پھرتے ہیں کاٹ کھانے کو
سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلے میں رہو

پھر آپ نے ایک وقفہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے آپریشن کے دوران کہی ہوئی نظم سے چند اشعار پڑھ کر جہاں سامعین سے داد سمیٹی وہاں خلیفۃ المسیح کے لیے دعاؤں کے سامان مہیا فرمائے۔ وہ قطعہ یوں تھا۔

اے مرے خدا مرے چارہ گر اسے کچھ نہ ہو
مجھے جاں سے ہے وہ عزیز تر اسے کچھ نہ ہو
اے مرے خدا بڑی دھوپ ہے مَری عرض سُن
مِرے سر پہ ہے وہی اک شجر اسے کچھ نہ ہو
جو نگہ پڑی تھی مِری حرم کی حُدود پر
تو کہا تھا خالق بحر و بر اسے کچھ نہ ہو
اے غنیمِ جاں چلو آج تجھ سے یہ طے ہوا
مجھے زخم دے بھلے عمر بھر اسے کچھ نہ ہو

قارئین کو ساتھ رکھنے کے لیے یہاں تینوں شعراء کے کلام سے چیدہ چیدہ چند حصے پیش ہیں۔

کلام جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ

غزل

مطمئن دل ہوا سا لگتا ہے
اُس کا کچھ تذکرہ سا لگتا ہے
آئی اس کی گلی سے ہو کے صبا
گھر معطّر ہوا سا لگتا ہے
کیسی طاری غنودگی ہے یہ
خواب کا تجربہ سا لگتا ہے
اس نے سپنوں میں آنا ہو شاید
در کا پردہ ہِلا سا لگتا ہے
ہے یدُاللہ، ان کے ہاتھوں پر
ہاتھ اس کا، خدا سا لگتا ہے
دیکھ کر اس کو ہم ہوئے مدہوش
نشّہ ایسا چڑھا سا لگتا ہے
اُس کو دیکھا ہے ساری دنیا نے
سب کا وہ رہنما سا لگتا ہے
ہم تو قائل تھے پہلے ہی طارق
اب عدو بھی جھکا سا لگتا ہے

غزل

آپ آئیں گے اگر دل میں تو راحت ہو گی
اس سے کیا اور بڑی پھر کوئی جنّت ہو گی

لفظ محتاج اگر ہوں بھی زباں دانی کے
وہ سمجھ لے گا اشارے، جو محبّت ہو گی

وہ مجھے خود سے جُدا کر کے تو پچھتائے گا
اُس کو بھی میری طرح اپنی ضرورت ہو گی

میں نے یہ سوچ کے جذبات پہ قابو رکھا
ایک آنسو بھی گرے گا تو ندامت ہو گی

ہم تو مل جل کے کبھی روتے کبھی ہنستے تھے
ہم پہ رونے کی، کسے دہر میں فرصت ہو گی

پوچھنے آتے رہے لوگ تو بیماری میں
ہاں مگر اس کے بنا کیسے عیادت ہو گی

کبھی بن جا تا ہے مجبوری یہ چپ رہنا بھی
کھول دی ہم نے زباں گر تو شکایت ہو گی

حشر کے روز بھلا کون کہے گا مجھ سے
تم کو معلوم تھا طارق کہ، قیامت ہو گی

کلام جناب میر انجم پرویز

غزل

تجھ سے کچھ اِس طرح ہوں وابستہ
روح جیسے بدن میں پیوستہ
پیار کی اک نظر مری قیمت دیکھ!
میں کس قدر ہوا سَستا
دام پھیلا رکھے ہیں کیوں اتنے
طائرِ دل تو آپ ہے پھنستا
زیست کی ڈور ٹوٹ بھی جائے
عشق سے پر نہ ہوں گے وارستہ
مقتلِ حسن کو چلا ہوں میَں
جاں بکف، مستعد، کمر بستہ
میں نے حق بات کی سرِ محفل
بر محل، بے دریغ، برجستہ
تم ہو رہبر تو پھر مجھے کیا غم
کتنا مشکل ہے عشق کا رستہ!
اِس کو سودائے دشتِ دامن ہے
اشک دل کے نگر نہیں بستا
ہے نشاطِ غمِ وفا بھی عجیب
دل کبھی روتا ہے، کبھی ہنستا
چشمِ گلباز زخم زخم ہوئی

جب سجا اشک اشک گلدستہ
کتنی راتوں کو پائمال کیا
تب کھلا رازِ عشق سربستہ

تلاش

اکیلے بیٹھ کر جب بھی
دریچہ فکر کا کھولوں
میں اپنے آپ سے بولوں
صبا خوشبو گلابوں کی
چُرا لاتی ہے گلشن سے
شعاعیں نور کی
باطن کے آئینے پہ
آپڑتی ہیں روزن سے
تو اس عالم میں اک چہرہ
حجابوں سے نکل کر
دل کے آنگن میں اُترتا ہے
ہزاروں قافلے یادوں کے
اُس کے ساتھ آتے ہیں
ولے باایں ہمہ
کتنے ہی اندیشوں کو
اپنے ساتھ لاتے ہیں

وہ اک چہرہ
کبھی جو چاند بن کر مسکراتا ہے
مری راتوں کی تاریکی مٹاتا ہے
کبھی صدہا ستاروں کی طرح وہ ٹمٹماتا ہے
سرِ نوکِ مژہ یوں جھلملاتا ہے

وہ اک چہرہ

کبھی بادل، کبھی باراں
کبھی وصلش، کبھی ہجراں
کبھی مشکل، کبھی آساں
وہ ہر اک رنگ میں، ہر آں
یہاں بھی وہ، وہاں بھی وہ
اور ان کے درمیاں بھی وہ
میں جاتا ہوں جہاں بھی، وہ
نہاں بھی وہ، عیاں بھی وہ
وہی شاعر کے آوارہ خیالوں میں
وہی صحرا کے بے رہرو غزالوں میں
حسینوں کے حسیں شب رنگ بالوں میں
شفق میں، سرخیٔ رخسار و لب میں
برف کے ژالوں میں، لعلوں میں
کنول نینوں، چراغوں کی لَوؤں میں

خوش گلو آوازمیں، پُر درد نالوں میں
سُروں میں اور تالوں میں
وہ اک چہرہ، وہی چہرہ
اندھیروں اور اُجالوں میں
وہ اس دنیا سے بے بہرہ نہالوں میں
وہ مظلوموں کے بے آواز نالوں میں
وہ محروموں کے لب بستہ سوالوں میں
وہ مسکینوں کی آہوں میں
مسافر کی دعاؤں میں
وہ مضطر کی کراہوں میں
وہ شاہوں میں نہ میروں میں
نہ پیروں اور فقیروں میں
نہ وہ دنیا کے کیڑوں میں
نہ خواہش کے اسیروں میں
وہ عاشق کے دلِ صادق میں
وہ زندہ ضمیروں میں
وہ یعنی سُچے ہیروں میں

میں!؟

میں ہر دم اپنے خوابوں میں
کبھی کھویا ہوا رہتا ہوں

منطق کی کتابوں میں
سوالوں اور جوابوں میں
کبھی میں فلسفے میں گم
حقیقت یا سرابوں میں!؟
کبھی دریا کی موجوں سے میں لڑتا ہوں
کبھی صحرا کے ذرّوں سے جھگڑتا ہوں
کبھی سورج کی کرنوں کو پکڑتا ہوں
کبھی پھولوں کی خوشبو سے بگڑتا ہوں
سنورتا یا اُجڑتا ہوں!؟
کبھی اپنا گریباں چاک
کبھی تسخیرِ ہفت افلاک
میں کس کس در کی چھانوں خاک
میں کیا ہوں جُز خس وخاشاک
میں کس کس وہم میں غلطاں
کبھی بر بینش و دانش
کبھی عملوں کی گوں نازاں
گہے دل کی طرح غمگیں
تو گاہے آنکھ سُوں حیراں
کبھی در دشت بھی آباد
کبھی شہروں میں بھی ویراں
یہ میرے دل کی بے تابی

یہ میری آتشِ سوزاں
نہ جانے کس کی ہے جویاں!؟

کلام جناب مبارک احمد عابد

آؤ! میرے چاند کی تم بھی پذیرائی کرو
رنگ بادل تو دھنک بکھرا کے رخصت ہو گیا
تم یہی کہتے رہو ساون ابھی آیا نہیں
اس شکستہ ناؤ کے بندے بچانے کے لئے
ہم تو گھبرائے ہیں لیکن وہ تو گھبرایا نہیں
وہ جو رویا ساتھ اس کے آسماں بھی رو پڑا
وہ ہنسا تو کیا زمیں پر بھول رت لایا نہیں
ہر کسی منڈیر پر اس نے تو دیپک رکھ دیا
تم نے آنکھیں موندھ لیں تم کو نظر آیا نہیں
کیا خدا نے اس کی خاطر اک معین وقت پر
آسماں پر چاند اور سورج کو گہنایا نہیں
اس کی رخشندہ صداقت کے نشاں کے ظہور پر
معجزوں پر معجزہ کیا اس نے دکھلایا نہیں
اس نے صحرا کو چمن زادوں جوبن دے دیا
تم نے جس کے سامنے دامن ہی پھیلایا نہیں
تم نے خود چہروں پہ غفلت کی ردائیں اوڑھ لیں
ورنہ سورج پر تو بادل کا کوئی سایا نہیں

کتنی حیرت ہے کہ تم نے اس کی دستک پہ
کون ہے جس کو کہ اس نے فیض پہنچایا نہیں
آؤ! میرے چاند کی تم بھی پذیرائی کرو
تم نے اڑتے جگنوؤں سے نور تو پایا نہیں
ہر مسافت کے لئے عابدؔ وہ منزل کا سراغ
اور ہر ظلمت کدے میں ہے وہی روشن چراغ

غزل

اک اداسی لئے یہ روح پیاسی لئے لٹ گئی زندگی اور میں چپ رہا
عالم یاس میں غم کے احساس میں ہر مصیبت سہی اور میں چپ رہا
شہر کی چیختی زندگی نے تجھے نام لاکھوں دیئے اک تمہارے لئے
کوئی دیوانہ ہے ایک پروانہ ہے میں نے سب کی سنی اور میں چپ رہا
گم سدا میں رہا درد کے شہر میں ڈوبتا ہی گیا سوز کی لہر میں
سانس گھٹتا رہا دل تڑپتا رہا روح جلتی رہی اور میں چپ رہا
میرے چاروں طرف غم کی تاریکیاں مجھ کو ڈستی رہیں مجھ پہ ہنستی رہیں
سوچتا رہ گیا میں کہوں بھی تو کیا قصۂ بے رخی اور میں چپ رہا
اف میرے ساقیا کیا کروں میں بیاں اپنی محرومیاں اپنی ناکامیاں
تیری محفل میں بھی کچھ نے آنکھوں سے پی کچھ نے ساغر سے پی اور میں چپ رہا
اک گہوارہ رنج و غم بن گئی تیرے بن یہ خدائی الم بن گئی
پوچھتے رہ گئے لوگ عابدؔ تجھے کیوں ہے چپ سی لگی اور میں چپ رہا

مشاعرہ کے اختتام پر صدر مجلس نے دعا کروائی اور عشائیہ پیش ہوا۔ حاضرین نے نمازیں مغرب وعشاء 9 بجے بیت الفتوح میں مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ امام مسجد کی اقتداء میں ادا کیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 ستمبر 2022ء)

﴿147﴾

ایضاً کا استعمال

پرانے وقتوں میں جب کاتب، کسی مضمون کی کتابت کرتا تھا یا مضمون نگار اپنا وقت بچانے کی خاطر کسی اقتباس کا حوالہ دیتے وقت ایک حوالہ لکھ دیتا اور اگر اس کے بعد اسی متعلقہ کتاب کے حوالے دینے مقصود ہوتے تو وہ پورا حوالہ لکھنے کی بجائے ’’ایضاً‘‘ لکھ دیتا کہ وہی حوالہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے۔ اگر ایک حوالہ کمپوز ہو گیا ہے تو اسے بآسانی کاپی کر کے نیچے لکھا جا سکتا ہے مگر ہمارے بعض کرم فرما مضمون نویس بھی ’’ایضاً‘‘ کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی قاری یا مضمون نویس نے پورے ارشاد کو کاپی کر کے اپنی کسی تحریر میں Adjust کرنا ہے تو وہ حوالہ کی بجائے ایضاً بھی لکھا آ جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں کسی مضمون میں ایضاً لکھا دیکھ کر خاکسار نے مضمون نویس کو فون کر کے حوالہ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس ارشاد کو کسی جگہ سے Pick کیا تھا وہاں حوالہ میں ایسے ہی لکھا ہوا تھا۔ مجھے تو اب اصل حوالہ کا علم نہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں نقل کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

لہٰذا میں تمام مضمون نویسوں اور کمپوزر حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ الفضل آن لائن کے لیے ہر اقتباس کے ساتھ پورا حوالہ دیا کریں۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 ستمبر 2022ء)

﴿148﴾

مساجد نمبر

الفضل آن لائن حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت و دُعا سے جماعت احمدیہ میں تعمیر ہونے والی مساجد پر جلسہ سالانہ بھارت کے موقع پر خصوصی نمبر کی اشاعت کر رہا ہے۔ ان شاء اللہ

خاکسار نے جب دربار خلافت سے اس نیک کام کی اجازت چاہی تو حضور نے اپنے قلم مبارک سے **”اجازت ہے“** تحریر فرما کر اجازت مرحمت فرمائی۔

پہلے فیز پر تمام ممالک اور جزائر میں جماعت احمدیہ کی جو پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس کی مختصر تاریخ مع تصویر طبع کی جائے گی۔ لہٰذا آپ نمائندگان اپنے ہاں کی پہلی مسجد کی تصویر مع مختصر تعارف مورخہ 29 اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ تک Info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرماویں۔ مسجد کی تصویر صاف اور Pixel واضح ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 ستمبر 2022ء)

﴿149﴾

پلیز! کرونا کے مریض معانقہ یا مصافحہ نہ کریں
COVID-19 کی بیماری ابھی مکمل ختم نہیں ہوئی

مؤرخہ 13 اگست علی الصبح نماز تہجد کے بعد جب موبائل فون پر ڈاک کے میسجز دیکھے تو ان میں کینیڈا سسکاٹون سے مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب کا ایک میسج تھا جس میں یہ لکھا تھا میں نے کل ایک چھوٹا سا مضمون بعنوان ”کووڈ 19 میں ایک بے وقتی ملاقات کی سزا“ بھجوایا ہے۔ یہ مضمون اب الفضل آن لائن میں شائع ہو چکا ہے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا پر ماسک نہ پہننے کے نتیجہ میں یہاں سسکاٹون میں گھروں کے گھر کرونا کی وجہ سے بیمار پڑے ہیں۔ ہمارے بھی ایک فیملی ممبر نے دوسروں کی دیکھا دیکھی ماسک اتار دیا تھا اور اس کا خوف ناک نتیجہ اب ہم سب بھگت رہے ہیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ خاکسار نے اداریے لکھنے کے لیے جو موضوعات کے لیے ذہن سازی کر رکھی ہوئی ہے اس میں بھی کووڈ-19 کے حوالہ سے احتیاطی تدابیر کا موضوع سر فہرست ہے۔ کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ دوست احباب کووڈ 19 کو ابھی تک سنجیدگی سے (seriously) نہیں لے رہے اور احتیاطی تدابیر کو خیر باد کہتے جا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ اب اس متعدی بیماری نے ہمارے ساتھ ہی رہنا ہے جو اس سے محفوظ رہنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے رہیں گے وہ ہی اس سے بچتے رہیں گے۔

مجھے یاد ہے کہ خاکسار ایک شادی میں باصرار شمولیت اور پوری SOPs اختیار کرنے کے باوجود کرونا میں مبتلا ہو چکا تھا۔ کیونکہ ہمارے ایشائی معاشرہ میں نستعلیق طریقے سے جپھی ڈالنا، معانقہ کرنا اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا شامل ہے۔ اس لیے جب ایک اور فیملی شادی کے فنکشن پر مجھے مدعو کیا گیا تو جب خاکسار نے عمر کے اعتبار سے معذرت کی تو کہا گیا کہ آپ نے ہی

صدارت کے فرائض ادا کرنے ہیں اور دعا کروانی ہے۔ تو مجھے مجبوراً اس فنکشن میں بھی شامل ہونا پڑا۔ مجھے احساس تھا کہ اس خوشی کے موقع پر بہت سے ایسے عزیز و اقارب سے بھی ملنا ہو گا جن سے Covid-19 کے دوران ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ تو خاکسار نے ایک بہت ہی کلر فل بیج تیار کروا کر اپنی ویسٹ کوٹ (waistcoat) کے اوپر چسپاں کر لیا۔ (اس پر کیا رقم تھا یہ ابھی مخفی ہی رہنے دیں) چنانچہ دعوت میں اس کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ مدعووین اس سے محظوظ بھی ہوئے اور ممکن ہے بعضوں نے در پردہ مذاق بھی سمجھا ہو لیکن لوگ کیا کہیں گے؟ کے الزام لگنے کے احساس کو اپنے اوپر طاری ہونے نہیں دیا اور اس کے ذہن میں آنے کے باوجود خاکسار کو جرأت دکھلانی پڑی۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ دوستوں نے دور رہ کر صرف سلام دعا ہی پر اکتفا کیا۔ یاد رہے کہ یہ مشورہ خاکسار نے امریکہ اور کینیڈا کے ٹرپ پر جاتے ہوئے ایک دوست کو بھی دیا تھا۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر اس مشورہ کو ٹال دیا کہ یہ تو بہت دل گردہ اور حوصلہ والی بات ہے اس پر عمل کرنے پر لوگ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ مذاق بھی اڑائیں گے اور سُوئے اتفاق کہ وہ وہاں پہنچ کر کرونا بیماری کی لپیٹ میں آکر اس کا شکار ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور صاحب فراش ہو گئے اس طرح وقت اور پیسہ کے نقصان کے ساتھ ساتھ ان کا سارا Trip بھی خراب ہو گیا۔

دراصل ہمارے دوست اس کو غیر اہم سمجھتے ہوئے بہت نارمل لیتے ہیں۔ اوّل تو خود بیمار ہو کر اس بیماری سے نبرد آزما ہونا کوئی آسان نہیں لیکن اس بیماری کی بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ متعدی بیماری ہے جو اپنے ساتھ بہت سے دیگر ساتھیوں کو بھی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ یہ اتنا غیر محسوس طریقے سے ہوتا ہے کہ جس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے بہت سے مہذب اور پڑھے لکھے احباب نے اس کی تکلیف کو سمجھا اور خود بھی احتیاط کی اور بنی نوع کے لیے بھی احتیاط کا باعث بنے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے چند مثالیں پیش ہیں۔

- ایک دوست کا اپنی بیٹی کی شادی سے قبل کرونا پازیٹو آگیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو گھر میں محصور کر لیا اور دوسروں کی بھلائی کے لیے قربانی کرتے ہوئے فنکشن پر نہیں گئے۔
- ایک دوست کی والدہ وفات پا گئیں اور وہ ان دنوں کرونا میں مبتلا تھے۔ انہوں نے جنازہ پر جانے اور تدفین سے معذرت کر لی کہ میرا جانا دوسروں کے لیے خطرے سے خالی نہیں۔
- ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آئے روز مبلغین کرام کی ماؤں یا باپوں کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کرونا کی وجہ سے ان کا بیٹا جنازہ میں شامل نہیں ہو سکا۔

لیکن اس کے بالمقابل بعض ایسے دوست اور خواتین بھی ہیں جنہوں نے کرونا پازیٹو ہونے کے باوجود ہر فنکشن میں شرکت کی اور دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ثابت ہوئے۔

ایک دوست نے تو حد ہی کر دی، اپنے دوست ڈاکٹر کے پاس گئے پہلے تسلی سے معانقہ کیا اور پھر فرمانے لگے کہ مجھے یہ مشورہ کرنا ہے کہ کرونا کی بیماری سے نجات کیسے حاصل کروں اور کس قسم کا سرٹیفیکیٹ بنواؤں کہ ائرپورٹ والے زیادہ تنگ نہ کریں۔ اپنے اس دوست کی بات سے وہ ڈاکٹر صاحب دنگ رہ گئے اور اس سوچ میں چلے گئے کہ میں اپنے آپ کو کرونا سے اب کیسے بچاؤں گا؟

- مجھے علم ہے کہ کسی کی والدہ محترمہ کرونا سے وفات پا گئیں جس کی وجہ سے گھر کے تمام افراد کرونا میں مبتلا تھے مگر نہ صرف جنازہ پر رشتہ داروں، عزیزوں کو مدعو کیا گیا بلکہ تدفین کے بعد تعزیت کرنے والوں کے لیے گھر کے دروازے بھی کھلے رکھے۔

- اپنی بیٹی اور عزیزوں کی شادیوں میں کرونا پازیٹو کے باوجود یہ کہتے ہوئے شرکت کی کہ یہ مواقع بعد میں میسر نہیں آتے یا زندگی میں ایک دفعہ ہی آتے ہیں۔ لوگوں کے مزاج کی سادگی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے!!!
- ان محفلوں میں دلہن کے والد نے نہ صرف شمولیت کی بلکہ آنے والے مہمانوں کا معانقوں کے ساتھ استقبال کیا۔ جپھی ڈالنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو کرونا میں مبتلا تھے۔ اور یہ خیال خام لیے پھرتے تھے کہ ان کی کرونا سے دوستی ہوگئی ہے۔ حالانکہ وہ جنت الحمقاء میں رہتے ہیں۔
- اسی پر بس نہیں بلکہ غیر ممالک میں شادی attend کرنے کی صورت میں کرونا پازیٹو کی اطلاع کے باوجود عزیز و اقارب سے ان کے گھروں کا visit کرنا، کرونا میں مبتلا ہونے کے باوجود ملاقات کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔
- مجھے ایک میاں بیوی نے بڑے فخر سے بتلایا کہ ہم تو آج مارکیٹ میں خرید و فروخت کے لیے گئے تھے۔

جبکہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جس علاقہ میں متعدی وباء ہو تو وہاں سے کوئی شخص دوسری جگہ نہ جائے اور نہ ہی اس جگہ کا کوئی visit کرے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ بہت بڑے قافلہ کے ساتھ شام کا سفر اختیار کیا۔ جب آپؓ سرغ نامی مقام پر پہنچے تو آپؓ کو بتایا گیا کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت عمرؓ نے مہاجر صحابہ، انصار صحابہ اور قریش کے سرداروں سے الگ الگ مشورہ کیا کہ کیا اس وبائی صورت حال میں ہمیں شام جانا چاہیے یا یہیں سے واپس چلے جانا چاہیے؟۔ تینوں گروہوں کی اکثریت نے یہ رائے دی کہ آپ کے ساتھ چنیدہ لوگ اور آنحضرت ﷺ کے مقربین ہیں۔ ان کو ساتھ لے کر وباء کے علاقہ میں جانا مناسب نہیں۔ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے واپس جانے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہؓ اور بعض دیگر صحابہ نے اس کی مخالفت کی تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ! ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ دیکھو! اگر تمہارے اونٹ ایک ایسی وادی میں جائیں جس کی دو گھاٹیاں ہوں۔ ایک سر سبز و شاداب اور دوسری خشک چٹیل ویران۔ تو تم لازماً اپنے جانوروں کو سرسبز و شاداب وادی میں چراؤ گے۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اس موقعہ پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ تشریف لے آئے جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنائی کہ اگر کسی علاقہ میں وباء پھیلی ہوئی ہو تو وہاں نہ جاؤ اور وباء والے علاقہ سے کسی اور جگہ بھی نہ جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور مدینہ واپس جانے کا فیصلہ فرمایا۔

(مسلم کتاب السلام باب الطاعون)

جو دوست یا خواتین اس وبائی کیفیت میں مبتلاء ہونے کے باوجود اپنی بیماری کو اخفاء میں رکھتے ہیں یا یہ کہ کر اس کی مہلک کیفیت کو غیر اہم بنانے کے لیے کہتے ہیں کہ اب تو یہ نزلہ زکام اور فلو ہی کی طرح ہے یہ مناسب نہیں۔ مخلوق جو اللہ کی عیال ہے سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس بیماری سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ تب حقوق العباد کا صحیح حق ادا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی امان میں رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 ستمبر 2022ء)

﴿150﴾

نیکی کے مختلف راستے

کسی حدیث کی تلاش میں استاذی المحترم حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم کی کتاب ”حدیقۃ الصالحین“ میرے ہاتھوں میں ہے۔ جس میں حضرت ملک صاحب نے ”نیکی کے مختلف راستے اور سبقت الیٰ خیر العمل“ عنوان باندھ کر اس کے نیچے بہت سی اہم، کارآمد احادیث اکٹھی کی ہیں۔ چونکہ الفضل آن لائن کے قارئین مجھے بہت پیارے ہیں اس لئے دل نے چاہا کہ اس عنوان کے پہلے حصے ”نیکی کے مختلف راستے“ کے تحت درج نیکیوں کے ان راستوں اور ان ابواب کی راہنمائی اپنے قارئین کے لئے کروں تا وہ ان راستوں اور دروازوں سے باآسانی گزر کر جنت کی سیر کریں، وہاں استراحت محسوس کریں۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں، اپنے پیارے رسولؐ کا دیدار کریں اور مسیح دوران کے لئے راحت و سکون کا باعث بنیں۔

نیکیوں کے راستے

• ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے نیکیوں کے کچھ راستے بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز باجماعت پڑھو، زکوٰۃ دو اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 650 حدیث نمبر 689)

• ایک اور روایت کے مطابق حضرت معاذؓ نے آنحضور ﷺ سے اس سے ملتا جلتا جب سوال کیا تو آپؐ نے اوپر بیان پانچ نیکیوں کو دہرا کر درج ذیل مزید نیکیوں کا اضافہ فرمایا۔

رمضان کے روزے رکھو، زاد راہ ہو تو حج کرو۔ پھر فرمایا کیا میں بھلائی اور نیکی کے دروازوں کے متعلق تجھے نہ بتاؤں؟ (جن سے گزر کر جنت کی راہ دیکھی جا سکتی ہے) سنو! روزہ

گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ صدقہ گناہ کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھنا اجر عظیم کا موجب ہے۔ دین کی جڑ اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ اور سارے دین کا خلاصہ یہ کہ اپنی زبان کو روک رکھو۔ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے بُرے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 651-650)

مسلمان کے پانچ حقوق

• آنحضور ﷺ نے ایک موقع پر ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر یوں پانچ حق گنوائے جو نیکیوں کے راستے ہی تو ہیں۔

سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، وفات یافتہ کے جنازے میں شامل ہونا، کسی کی دعوت قبول کرنا اور کوئی چھینک مارے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا۔ اور اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہنا۔ ایک روایت میں پانچ کی بجائے چھ حقوق درج ہیں اور چھٹا حق یہ ہے جب تو کسی سے ملے تو السلام علیکم کہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی تجھ سے خیر خواہانہ مشورہ مانگے تو خیر خواہی اور بھلائی سے مشورہ دے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 654 حدیث:692)

سات باتوں کا حکم اور سات باتوں کی مناہی

• حضرت براء بن عازبؓ نے بتایا کہ آنحضور ﷺ نے ہمیں سات باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا اور سات ہی باتوں سے بچنے کا حکم دیا۔ سات کرنے والی باتیں یہ ہیں۔ بیمار کی عیادت، جنازوں میں شمولیت، چھینک کا جواب، قسم کھانے والے کو قسم پوری کرنے کی امداد دینا، مظلوم کی مدد، دعوت قبول کرنا، اور سلام کو رواج دینا۔ اور جن باتوں سے روکا ان میں سونے کی انگوٹھی پہننا (مردوں کو)، چاندی کے برتن میں پانی پینا، سرخ رنگ کے ریشمی گدوں پر بیٹھنا (یعنی زرّیں مرصّع پالان اور کاٹھیاں بنانے ریشمی فرش بچھانے سے) قسی نامی کپڑا (ریشم اور سوت سے ملا ہوا) پہننا، اطلس اور دیباج یعنی خالص ریشم پہننا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 655 حدیث نمبر 693)

ایک وصیت

• حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی کہ مجھے کوئی وصیت کریں۔ آپؐ نے فرمایا۔

نمبر 1۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔

نمبر 2۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔

نمبر 3۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لیے نور ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 656 حدیث 694)

صدقہ کی تعریف

• ایک شخص کے سوال پر کہ ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ جواب میں آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تُو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تُو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کرو مبادا جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا۔ (یعنی مرنے والے کے اختیار سے نکل چکا ہے) (حدیقۃ الصالحین صفحہ 656-657 حدیث:695)

آرٹیکل کے حصہ اول میں ”نیکی کے مختلف راستے“ کے تحت احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ اب اس کے دوسرے حصّہ ”سبقت الیٰ خیر العمل “کے حوالہ سے بعض احادیث قارئین کے لیے ذیل میں درج ہیں۔

جہاں تک نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا تعلق ہے تو یہ ایک ایسا ترقی کا گر ہے جس سے قوم، قوم بنتی ہے اور اسلامی دنیا میں ایک مسلمان نکھر کر ایک نومولود بچے کی طرح اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کا نیک نمونہ

• آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دور میں صحابہ میں مسابقت الی الخیر کی دوڑ لگی رہتی تھی۔ آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اشاعت وترویج اسلام کے لئے جب ایک دفعہ رقم کی ضرورت تھی تو حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا اثاثہ لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اس زُعم کے ساتھ حاضر ہوئے کہ آج ابو بکرؓ میرے سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا سارا اثاثہ گٹھڑی میں باندھے سر پر اٹھائے حاضر ہو گئے۔ آنحضورؐ کے پوچھنے پر فرمایا کہ میں گھر میں اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سارا نظارہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے ایک ہُوک بھری اور کہا کہ یہ بڈھا مجھے نیکی میں آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

• پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فجر کی نماز پر صحابہ سے دریافت فرمایا کہ آج کس کس نے روزہ رکھا ہے؟ تمام خاموش تھے مگر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضور! میں نے آج روزہ کی نیت کر لی تھی۔ پھر آنحضورؐ نے دریافت فرمایا کہ آج کسی نے کسی غریب کو کچھ دیا؟ تو تمام صحابہ نے کہا کہ حضورؐ! ابھی تو صبح ہے کیسے اس نیکی پر عمل ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی حضورؐ! میں کچھ دے آیا ہوں۔ پوچھا کیسے؟ عرض کی۔ میرے اس بیٹے نے نماز پر آتے کچھ کھانے کی ضد کی۔ میں نے روٹی کا ایک ٹکڑا اسے دے دیا جو اس کے پاس تھا میں نے اس سے لے کر مسجد کے باہر کھڑے ایک فقیر کو دے دیا تھا۔ پھر آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کہ آج کسی نے تیمار داری کی ہے؟ تمام صحابہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ صبح سویرے کیسے ممکن ہے؟ حضرت ابو بکرؓ فوراً بولے یا رسول اللہؐ! مجھے رات کو علم ہوا کہ فلاں صحابی بیمار ہیں۔ میں مسجد آتے ہوئے ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر حال پوچھ آیا ہوں۔

تو یہ تھا صحابہ میں ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کا شوق۔ وہ شوق ہی تھا کہ صحابہ پہلی صف میں بیٹھنے کا ثواب لینے کے لئے سب سے پہلے مسجد میں آنے لگے تو آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے صحابہ کا یہ اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ خدشہ ہے مجھے پہلی صف میں بیٹھنے کے لئے قرعہ اندازی کرانی پڑے۔

نیکی کے تمام راستوں سے داخلہ

• آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جو شخص جس نیکی میں ممتاز ہو گا اسے اس نیکی کے دروازے سے گزرنے کو کہا جائے گا تا وہ جنت میں داخل ہو سکے۔ اسے آواز آئے گی کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس سے اندر آجاؤ۔ بعض لوگ نماز کے دروازے سے، بعض جہاد کے دروازے سے، بعض روزے کے دروازے سے یعنی سیر ابی کے دروازے سے اور جو صدقہ میں ممتاز ہوئے انہیں صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔

آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا۔ کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جس کو ان سب دروازوں سے آواز آئے گی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

نَعَمْ! وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ (بخاری کتاب الصوم) کہ ہاں مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گے۔

ایک اور مسابقت الی الخیر کی مثال

• ایک دفعہ کچھ لوگوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! دولت مند لوگ سارا ثواب لے جاتے ہیں۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزے بھی ہماری طرح رکھتے ہیں۔ مگر وہ صاحب مال ہونے کی وجہ سے ہم سے صدقہ و خیرات میں سبقت لے جاتے ہیں جس کا ہمیں بہت دکھ اور قلق رہتا ہے کیونکہ ہم صدقہ نہیں دے پاتے۔

آنحضور ﷺ نے ایسے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

سنو! ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے بلکہ وظیفہ زوجیت ادا کرنا بھی صدقہ ہے (تم یہ بجالاتے ہو) (حدیقۃ الصالحین صفحہ 656-657 حدیث:696)

• ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم ہر فرض نماز کے بعد 33 دفعہ سُبْحَان اللہ، 33 دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور 34 دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو تو تمہیں صدقہ وخیرات کرنے والے صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔

اس عمل کا جب مالدار صحابہ کو علم ہوا تو انہوں نے بھی اس نیکی کے عمل کو دہرانا شروع کر دیا۔ وہ مفلس اور غریب صحابہؓ پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس نیکی کا ان صحابہ کو بھی علم ہو گیا ہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد)

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو اپنوں میں اُجاگر کریں اور صحابہؓ کی تقلید میں مسابقت الیٰ الخیر کی عادت اپنے اندر اور اپنی نسل کے اندر راسخ کرنے کی کوشش کریں۔ نیکیاں تو اور بھی بہت ہیں ان سب کی فہرست بنا کر نہ صرف خود عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ مسابقت کی رو سے دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 ستمبر 2022ء)

﴿151﴾

ایک ضروری تصحیح

بعض دوست و خواتین خلفاء کے ٹائٹل لکھتے وقت خلیفۃ المسیح اول، خلیفۃ المسیح ثانی تحریر کرتے ہیں جو غلط ہے۔ خلیفۃ المسیح الاول، الثانی، الثالث، الرابع اور الخامس لکھنا چاہیئے۔ یہ آپس میں صفت موصوف ہیں اگر ''المسیح'' پر الف لام آئے گا تو ''الاول'' پر بھی لازماً الف لام آئے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 ستمبر 2022ء)

﴾152﴿

ماہ اگست میں موصول ہونے والے قارئین الفضل کی آراء و تبصرے

قسط 9

پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے روز کے خطاب میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”روزنامہ الفضل آن لائن شائع ہو رہا ہے یہاں سے۔ انسٹاگرام اور ٹوئیٹر اور فیس بک کے ذریعہ سے۔ اس کی بھی کہتے ہیں فیس بک اسٹیٹس اور پی ڈی ایف کے ذریعے چار لاکھ سے زائد تک پہنچ چکی ہے قارئین کی تعداد“

نئی روح پھونک دی گئی ہو

ماشاء اللہ! مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ پڑھ کر ایسا لگا جیسے اس اخبار کی خدمت کے لیے ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ایڈیٹر صاحب اور ان کی ٹیم کو خلیفہ وقت کا حقیقی سلطان نصیر بنائے آمین۔ (وقار بھٹی)

انتہائی معلوماتی اور یاد رکھنے کے قابل مضمون

مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ انتہائی معلوماتی اور یاد رکھنے کے قابل مضمون ہیں۔

مضامین بہت عمدہ اور سبق آموز

محرم کے سلسلے میں شائع ہونے والے مضامین بہت عمدہ اور سبق آموز تھے۔ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے حوالے سے بہت اچھے مضامین لکھے گئے۔ اللہ کرے ہم ان خوش نصیب

صحابیات کے نقشِ قدم پر چلنے والی بن سکیں اور اپنے پیارے آقا کے ہر حکم پر عمل کرنے والی ہوں۔ آمین۔ (خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

منفرد تاریخ اور سیر حاصل

جلسہ سالانہ نمبر زبابت ذیلی تنظیمیں شاندار، منفرد، تاریخی اور سیر حاصل تھے۔

(امتہ الباری ناصر۔ امریکہ)

غم بانٹ لیا ہو

حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ یادوں پر مشتمل اداریے نے پڑھنے کا مزہ بھی دیا اور درد بھی۔ ہر سال یہ المناک تاریخ دہرانا تکلیف دہ تو ہوتا ہے مگر جماعتی اخبارات میں تحریرات پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ بیٹھ کر یہ غم بانٹ لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ لکھنے والوں کو جزا دے۔ آمین۔ (نبیلہ رفیق۔ ناروے)

اداریوں نے رلا دیا

مورخہ 4 اگست و 6 اگست کی اشاعت میں ”حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار اور دنیا کے میرے دو پھول ہیں“ ان اداریوں نے آج پھر رلا دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جو ہمیں پڑھنے کے لیے اتنا قیمتی مواد دیتے ہیں۔

2۔ ہر اداریہ ہی سبق آموز

الفضل نے نئے ہجری سال کی مبارک باد دی۔ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بھی دل کی گہرائیوں سے بہت بہت مبارک۔ محرم الحرام کی مناسبت سے جو دعائیں شائع ہوئیں انہوں نے بہت فائدہ دیا۔ میں بہت کچھ سیکھتی ہوں۔ ہر اداریہ ہی میرے لیے سبق آموز ہوتا ہے جس سے میں سیکھتی رہتی ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔ (صفیہ بشیر سامی۔ لندن)

قابلِ قدر تحریرات

ماشاءاللہ! تنظیمی سطح پر اہمیت و ذمہ داریوں کے عناوین کے تحت انتہائی قابلِ قدر تحریرات شائع ہو رہی ہیں۔ (رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی)

عربی ام الالسنہ

مورخہ 29 جولائی کے شمارے میں ”محرم الحرام اور چند دعائیں“ کے زیر عنوان کچھ دعائیں درج ہیں۔ ان میں کبر کا ترجمہ بڑھاپے کے عوارض ہونا چاہیے۔ ایڈیٹر صاحب نے اس کے جواب میں کہا ”عربی ام الالسنہ ہے اور اس کے کئی بطن ہیں۔ تکبر ترجمہ کرنا بھی غلط نہیں ہے“

(رانا منظور احمد۔ کینیڈا)

نئی جہت کا اخبار اور بہترین روحانی مائدہ

الفضل آن لائن آپ کی ادارت میں ایک نئی جہت کا اخبار اور بہترین روحانی مائدہ بن گیا ہے۔ اس میں ضرور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں اور راہنمائی شامل حال ہوگی۔ الفضل نے تنظیمی عہد کے بیان کا سلسلہ شروع کر کے قارئین کو عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے مفید نتائج پیدا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ۔ (منیر مسعود)

قابل ستائش

13 اگست کے شمارے میں یوم آزادی پاکستان کے موقع پر تین مضامین اور جناب ثاقب زیروی کی نظم قابل ستائش اور آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ (ابن ایف آر بسمل)

قابل تحسین آئیڈیا

ذیل تنظیموں کے حوالہ سے خصوصی نمبرز کی اشاعت قابل تحسین آئیڈیا تھا جسے آپ کی ٹیم اور مصنفین کی محنت نے شاندار مقام پر پہنچایا۔ مضامین کے عقب میں تنظیمی جھنڈا کا عکس بہت بھلا دکھائی دیتا تھا۔ الغرض کہ ہر پہلو سے خصوصی نمبرز کو خاص بنایا گیا۔ (ثمرہ خالد۔ جرمنی)

الفضل کے مضامین علم و عرفان میں ڈوبے لیکن عام فہم

الفضل آن لائن اپنے مضامین کے لحاظ سے نہایت معلوماتی اور سبق آموز ہے۔ہر مضمون علم میں اضافے کا موجب ہے۔الفضل کی تصانیف علم و عرفان اور فصاحت میں ڈوبی ہوتی ہیں لیکن اتنی عام فہم ہوتی ہیں کہ قارئین کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔جس کے لیے ہم الفضل کے نہایت ممنون ہیں۔ (سیدہ ثریا صادق۔برطانیہ)

کمال مساعی

ماشاء اللہ کمال مساعی ہے ادارہ الفضل آن لائن کی۔ہر موقع کی مناسبت سے،ہر تاریخی دن کے حوالہ سے تمام قارئین کے لیے قیمتی مواد مہیا کرنا اور ساری توجہ الفضل کی طرف کھینچ لینے کے تعلق سے ہمارا پیارا اخبار روزنامہ الفضل خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

(امتہ الشافی رومی۔قادیان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2022ء)

﴿153﴾

مساجد نمبر

نمائندگان سے ایک درخواست

الفضل آن لائن حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت و دُعا سے جماعت احمدیہ میں تعمیر ہونے والی مساجد پر جلسہ سالانہ بھارت کے موقع پر خصوصی نمبر کی اشاعت کر رہا ہے۔ ان شاء اللہ

خاکسار نے جب دربار خلافت سے اس نیک کام کی اجازت چاہی تو حضور نے اپنے دست مبارک سے ”**اجازت ہے**“ تحریر فرما کر اجازت مرحمت فرمائی۔

پہلے فیز پر تمام ممالک اور جزائر میں جماعت احمدیہ کی جو پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس کی مختصر تاریخ مع تصویر طبع کی جائے گی۔ لہذا آپ نمائندگان اپنے ہاں پہلی مسجد کی تصویر مع مختصر تعارف مؤرخہ 29/ اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ تک Info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرماویں۔ مسجد کی تصویر صاف اور Pixel واضح ہوں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ وَاَیَّدَکُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2022ء)

﴿154﴾

انبیاء کا انکار اور اللہ کی آزمائشوں کی یلغار

کچھ تو آنکھیں کھولو۔ کچھ تو عبرت حاصل کرو!!!

حالات حاضرہ پر ایک خصوصی تحریر

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم اور غفور ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ رحیمیت، کریمیت اور بے شمار صفات حسنہ کو جلوہ گر کر کے اپنی مخلوق پر ہمہ وقت سایہ فگن رہتی ہے۔ اس کی تمام صفات کا اگر بہت گہرائی سے مشاہدہ کیا جائے تو صفات باری تعالیٰ میں سے اکثر کا تعلق ایسی محبت اور شفقت سے کئی گنا بڑھ کر ہے جو ماں باپ اپنی اولاد سے روا رکھتے ہیں مثلاً اس کی صفات اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْعَفُوُّ اور اَلرَّؤُوْفُ، ہر آن جلوہ کناں نظر آئیں گی۔ صرف چند ایک صفات کا تعلق بدلہ لینے، انتقام لینے، سزا دینے، قہّار اور جبّار یعنی سختی کرنے سے ہے۔ بلکہ اہل لغت نے تو اپنے بندوں سے اللہ کے پیار بھرے تعلق کو دیکھتے ہوئے صفت جبار کے مناسب معنی تلاش کر لیے ہیں یعنی جوڑنے والا۔

میں نے ایک احمدی آرتھوپیڈک ڈاکٹر کے کلینک پر ''ھُوَالْجَبَّارُ'' لکھا ہوا دیکھا۔ تحقیق پر یہ عقدہ کھلا کہ صفت اَلْجَبَّارُ کے معنی جوڑنے والے کے بھی ہیں اور ڈاکٹر صاحب موصوف علی الاعلان یہ کہہ رہے تھے کہ ہم تو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل جوڑنے والا تو جَبَّار خدا ہے۔ یہ تو فُٹ نوٹ کے طور پر بات درمیان میں آ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مضمون کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

"جب یہ لفظ) جَبَّار (اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو، اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس کا مطلب اصلاح کرنے والا ہوتا ہے...... وَاجْبُرْنِیْ اور میرے بگڑے کام سنوار

دے...... وَاجۡبُرۡنِیۡ کے حوالے سے میرے روحانی، جسمانی، مادی جتنے بھی معاملات ہیں ان کی اصلاح فرما اور میرے سب کام اس حوالے سے سنوار دے“ (خطبہ جمعہ 23؍ مئی 2008ء)

اصل بات تو خدا تعالیٰ کی رحیمیت، یعنی اس کی اپنے بندوں سے مشفقانہ سلوک کی ہو رہی تھی۔ ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر خدا کی ان صفات کے حوالے سے خدا تعالیٰ کے اپنے بندوں سے پیار بھرے سلوک کو دیکھتے رہتے ہیں۔ انفرادی طور پر ہم معاشرے میں بہت سے ایسے افراد کو جانتے ہیں جو ظالم ہوتے ہیں اور معاشرہ ان کے ہاتھوں بدامنی کا شکار ہو رہا ہوتا ہے۔ ہر طرف لڑائی، مار دھاڑ اور غنڈوں کا راج ہوتا ہے۔ مگر ان کا خالق اللہ تعالیٰ انہیں سزا دینے کی بجائے ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی کیفیت اجتماعی طور پر غلطیوں پر غلطیاں کرنے والی قوم کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں۔ خدا مسلسل ان کی خطاؤں پر پردہ ڈالتا، مہلت دیتا اور تباہی سے بچاتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم کو بنیاد بنا کر اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انبیاء اور اللہ کے فرستادوں کے انکار پر عذاب فوراً نہیں آیا کرتا بلکہ خدا اس قوم کو عذاب الٰہی کا مزہ اس وقت تک نہیں چکھاتا جب تک وہ اللہ کے فرستادوں اور ان کے ماننے والوں کا دنیا میں جینا حرام نہ کر دیں۔ پھر جب وہ ایسی قوموں کو ہلاک کرتا ہے تو ان حالات میں اپنے فرستادوں اور نیک بندوں کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) مؤاخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 179 ایڈیشن 1985ء)

اللہ کی ناراضگی کے آثار قوموں میں نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کبھی زلزلوں کی آفات، کبھی موسموں کی شدّت میں اضافہ، بارشوں کی بہتات اور اس کے ساتھ بپھرے ہوئے پانی کے ریلوں اور سیلابوں کا اتر آنا۔ گاؤں کے گاؤں ساتھ بہا کر لے جانا گویا۔ قیمتی جانیں، مویشی، گھر

بار، فصلوں کی تباہی، بیماریوں اور بھوک، غربت اور افلاس کی بہتات الغرض اس زمین کو ارضی و سماوی آفات کا گھیر لینا عذاب الٰہی کے نشان کو ظاہر کرتا ہے۔

اس وقت پاکستان میں خیبر پختونخواہ، سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب کی قوم کو جس سیلاب کا سامنا ہے اسے اُم الآفات کا نام دیا جارہا ہے۔ پانی کی بے رحم لہروں نے ملک کا 70 فیصد حصہ اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ سوا تین کروڑ انسان اپنے گھروں سے بے گھر ہو کر کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ کاروبار اجڑ گئے ہیں۔ پانی کی منہ زور لہریں مارکیٹوں کی مارکیٹیں اور گھروں کے گھر آناً فاناً بہا کر لے گئیں۔ ہزار سے اوپر لوگ دریا برد ہو گئے۔ لاکھوں جانور پانی بہا کر لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں بہت سی آفات آئیں مگر اتنی بڑی آفت اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملی۔

ملک کی یہ کیفیت ہے کہ وہ مملکت خداداد جو کلمہ طیبہ کے نام پر لاکھوں افراد کی قربانیوں کے عوض حاصل کی گئی تھی آج اسی دھرتی میں کلمہ طیبہ خود بے حرمتی کا شکار نظر آتا ہے۔ انسان کی انسان سے نفرت، فرقہ وارانہ دشمنیاں، ایک مذہبی گروپ کا دوسرے مذہبی گروپ اور ایک سیاسی جماعت کا دوسری سیاسی جماعت کے خلاف نعرے بازی، قتل و غارت، فساد، محبتوں اور دلوں کی دوریاں معاشرے کا ایک بڑا اجزو بن چکی ہیں۔ کفر کے فتوے بیچنے کی فیکٹریاں اور دکانیں لگ گئی ہیں۔ چند روپوں کے عوض اور مخصوص مفادات کے لیے فتوے فروخت کئے جاتے ہیں اور قتل و مار دھاڑ کے فتوؤں کے اڈے جابجا نظر آتے ہیں۔ نام کے مسلمان ہیں مگر ہر وہ برائی اور بدی جو قرآن کریم اور احادیث میں اخلاق سئیہ کے ابواب کے تحت مذکور ہے وہ قوم کی عادات کا حصہ بن چکی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب قوم کے اندر پیدا ہونے والی برائیوں کا اظہار منہ سے کرتے ہوئے یا نوک قلم پر لانے سے گھبراہٹ یا شرم محسوس کی جاتی تھی جیسے سابق صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم نے سنہ 2010ء کے زلزلے کی تباہی کو عذاب الٰہی کہہ کر اسے آزمائش کے نام میں بدل

دیا تھا۔ مگر اب درد مند افراد، ادارے، اینکر حضرات اور وی لاگرز کھلے عام اپنے پروگرامز میں ان غیر اسلامی تعلیمات اور برائیوں کے خلاف بولتے نظر آئیں گے جو قوم کے اکثر حصہ میں رواج پا گئی ہیں۔ لوگ آڈیو اور ویڈیو میسجز کے ذریعے اظہار کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے اپنے کرتوتوں اور معصوم لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔ ان واٹس ایپ میسجز میں سے ایک وائرل ویڈیو میسج کا ٹرانسکرائب یوں ہے کہ:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ سارے لوگ مسجدوں میں چلے جائیں گے اور نماز، روزے، حج، زکوٰۃ کے علاوہ ان کے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں ہوگا اور ایسے سارے نیک لوگوں کے لیے دودھ کی نہریں جاری ہوں گی اور من و سلویٰ اترے گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرنا ہے اور دنیا کو دکھانا ہے کہ اسلام یہ ہوتا ہے اور ایسے ہوتے ہیں مسلمان۔ لیکن اب جو ہمارا حال ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ دنیا بھر کی دو نمبری کوئی ہم سے سیکھے یعنی دو نمبری تو جیسے ہمارا قومی برانڈ بنتی جا رہی ہے۔ شہد میں شیرہ، دودھ میں پانی، گھی میں غیر معیاری کیمیکل اور مرغیوں کی انتڑیاں، ہلدی میں سستا مصنوعی رنگ، سرخ مرچوں میں اینٹوں کا بورا، کالی مرچ میں گھوڑے کا دانہ اور پپیتے کے بیج، جوس میں جعلی رنگ اور نقلی فلیورز، چائے کی پتی میں کالے چنے کے چھلکے، آٹے میں ریتی، چنے کے آٹے میں لکڑی کا برادہ، پھلوں کو سکرین ملے پانی کے انجکشن، سبزیوں پر رنگ، پٹرول میں گندا تیل اور پانی، بچوں کی ٹافیوں میں زہر آلود مٹیریل، بکرے کے گوشت کو پانی کے ٹیکے لگا کر اس کا وزن زیادہ کرنا، گائے کو یوریا کھاد کے زہریلے ٹیکے لگا کر دودھ زیادہ کرنا، شوارمے کے گوشت میں کتے گدھے اور مری ہوئی مرغیوں کا گوشت شامل کرنا، اب تو یہ خبریں بھی ہیں کہ شادیوں پر مری ہوئی مرغیوں کا گوشت شامل کرنا اور ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں بکرے کے گوشت میں گدھے کا گوشت شامل کرنے کا رواج بھی عام ہو گیا ہے، منرل واٹر میں نلکے کا پانی، جعلی سرف، جعلی صابن، جعلی شیمپو لیکن اصلی نام کے ٹیگز کے ساتھ، دو نمبر دوائیاں لیکن اصلی پیکنگ میں۔

ہسپتالوں میں مریضوں کے گردے نکال کر بیچتے ہیں۔ دل کے آپریشن میں جعلی اور سستے پلاسٹک کے اسٹنٹ ڈالتے ہیں۔ میاں بیوی میں جھگڑے، ماں باپ کی نافرمانی، رشتہ داروں سے قطع رحمی، پڑوسیوں سے بدسلوکی، اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی، آپس کی محبت میں دھوکہ، ایمان میں منافقت، ناپ تول میں کمی، ٹھیکوں میں رشوت اور اس وجہ سے بننے والی عمارتوں، پلوں اور سڑکوں کی ناقص تعمیر، نوکری میں سفارش، کاروبار میں ہیرا پھیری، امیری میں تکبر، غریبی میں ناشکرا پن، علم پر غرور اور بغیر عمل کے علم، عبادت میں ریاکاری اور امارت میں دکھاوا۔ یہ ہیں ہمارے قومی عادات و اطوار اور چاہتے ہم یہ ہیں کہ اللہ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں یا اس بات کا واویلہ مچایا جاتا ہے کہ اللہ ہمارے حالات کیوں نہیں بدلتا یا اللہ ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں کرتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔"

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا
اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اس دوست نے ان بدیوں اور برائیوں کی تعداد اس حد تک گنوادیں ہیں کہ قرآن کریم میں ذکر تمام بدیوں کا احاطہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی سیلاب میں فلڈ ریلیف کے سامان کو مستحقین تک پہنچانے کی بجائے بازاروں میں بکتا دکھائی دے رہا ہے۔ اسی سیلاب کے دنوں میں جب ٹماٹروں کو ایران سے امپورٹ کیا گیا تو بعض مذہبی انتہا پسندوں نے ان ٹماٹروں کو شیعہ قرار دے کر سڑکوں پر بکھیر دیا۔ اسی مصیبت کے دوران مسلمان تاجروں نے منہ مانگے دام مانگے اور بہت منافع کمایا۔ انہی بازاروں میں ایک ہندو مسلمانوں کے مقابل پر روٹین کے داموں جب دودھ بیچتے لوگوں نے دیکھا تو اس ہندو کو مسلمان ہونے کی آفر کر دی جسے ہندو نے یہ کہہ کر رد کر دیں کہ میں ہندو ہی ٹھیک ہوں۔

قرآن کے مفسرین اور مدبرین کہتے ہیں کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ ذکر کیا ہے کہ تم اس کائنات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے اور غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔ ستاروں کی گردش، دن اور رات کے آنے جانے پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے یعنی کائنات پر جتنا غور و فکر کا بار بار کہا گیا ہے اتنی ہی دفعہ اپنے دل و دماغ کے اندر جھانکنے کی بات کی گئی ہے انفسھم یعنی اپنے اندر بھی جھانکو کیونکہ تبدیلی اصل میں اندر سے آنی ہے جتنا مشکل اس کائنات کو تسخیر کرنا ہے اس سے زیادہ مشکل اپنے آپ کو تسخیر کرنا ہے جس نے اپنے آپ کو تسخیر کر لیا اس نے دنیا کو تسخیر کر لیا کسی کا شعر ہے کہ

اگر اپنے دل پر نہیں حکمراں
مسخر ہو کس طرح سارا جہاں

آپ اپنے پانچ سے چھ فٹ کے جسم پر اگر تبدیلی نہیں لا سکتے تو پھر آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ معاشرے میں تبدیلی کے خواب دیکھتے ہیں۔

ملکی حالات کی تباہیوں کو ایک شاعر نے نظم کی صورت یوں بیان کیا ہے۔

خدا ناراض کر بیٹھے یہ ہم سب کیا کر بیٹھے
بہت پرواز کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے
بہت مصروف رہتے تھے ہواؤں پر حکومت تھی
تکبر تھا کہ طاقت میں بلا کی بادشاہی تھی
سبھی مصروف تھے ایسے کہ اک ہستی بھلا بیٹھے
بہت پرواز کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے
مگن تھے اپنی دنیا میں سبھی بے خوف رہتے تھے
تیری ہستی بھلا کے ہم سبھی خاموش بیٹھے تھے
کوئی بے فکر تھا بیٹھا کوئی مصروف سازش تھا
کوئی تختوں پہ بیٹھا تھا کوئی دولت کا پیاسا تھا

کوئی خوابوں میں رہتا تھا کوئی ماضی میں بھٹکا تھا
کوئی تدبیر کرتا تھا کوئی تسخیر کرتا تھا
کہ ظلمت راج کرتی تھی خدا خاموش بیٹھا تھا
کوئی آنسو نہ چھلکا تھا کسی کا دل نہ تڑپا تھا
پھر اک ایسی وبا پھیلی فضاؤں اور ہواؤں میں
سبھی کچھ تھم گیا مالک تیری خلق خدائی میں
اب اس نے منہ جو پھیرا ہے فقط وحشت کا ڈیرہ ہے
کہ دنیا کی ہر بستی بھیانک موت چہرہ ہے
خدا منہ پھیر بیٹھا ہے اب اس کا گھر بھی خالی ہے
خدا ناراض بیٹھا ہے قہر دنیا پہ طاری ہے
ابھی بھی وقت ہے لوگو! خدا سے گڑگڑا کے تم
اسے راضی کرو لوگو! خودی اپنی مٹا کے تم
ابھی بھی وقت ہے لوگو! خدا راضی کرو لوگو!
ابھی توبہ کرو لوگو! نگاہیں نم کرو لوگو!
وہ جلدی مان جاتا ہے وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے
وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے
ستم ہم نے کیا خود پر رحم تم نے ہی کرنا ہے
یہ ہم اقرار کرتے ہیں یہ ہم فریاد کرتے ہیں
ہمیں بھی بخش دے یارب! تجھی سے آس رکھتے ہیں
ہمیں معلوم ہے یارب! تو اب بھی ہم کو چاہتا ہے

خدا ناراض کر بیٹھے یہ ہم سب کیا کر بیٹھے
خدا ناراض کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے

آج قوم میں یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ یہ آزمائشیں، مصیبتیں اور بعض کے نزدیک عذاب الٰہی ہماری ان غلطیوں اور غیر اسلامی اعمال کی وجہ سے ہے لیکن اس حقیقت کا اقرار کرنے کو کوئی تیار نہیں کہ ہم ایک خدائی فرستادہ کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مسلسل تکذیب کرتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ کے نبی حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت ذات کو مخالفت کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کی فوٹو کو روندا جاتا ہے۔ صرف برا بھلا ہی کہنے پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس مقدس وجود کو ناپاک الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ جہاں تک ان کے فرقہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی مساجد کو مسمار کیا جارہا ہے۔ محرابوں، گنبدوں اور میناروں کو شہید کیا جاتا ہے۔ ان مساجد کی پیشانیوں پر لکھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو ہتھوڑوں اور چھینیوں سے پولیس کی سرکاری وردیوں میں توڑا گیا یا کوچیاں پھیری گئیں اور اس پاک کلمہ کے یہ ٹکڑے نیچے غلاظت اور گندگی سے بھری نالیوں میں بہتے پانیوں کی نظر ہو گئے۔ اور بعض جگہوں پر لکڑی کے پھٹے یا لوہے کی چادروں سے کلمے کو چھپا دیا گیا۔ ان مساجد میں جماعت احمدیہ کے مطبوعہ قرآن پاک کی توہین کی جاتی ہے۔ فرقہ احمدیہ کے قبرستان میں مدفون فوت شدگان بھی ان کی دست برد سے محفوظ نہیں۔ ہر اینکر اور ہر وی لاگر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں گھٹیا جملے بازی کرتا جماعت کے افراد کے جذبات سے کھیلتا نظر آتا ہے۔ اس قرآنی اصول کو یاد ہی نہیں رکھا جاتا کہ ہم عذاب الٰہی کے مورد کیوں ہوئے؟ یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے مامور اور مرسل، مسیح موعودؑ کا انکار وجہ سبب ہے۔ وہ مرسل جو عین پیش گوئیوں کے مطابق اپنے وقت پر آیا جس کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کبھی ہلاک نہ ہوگی جس کے آغاز پر میں اور آخر پر مسیح ہوگا۔ اب اس پیش گوئی کے مطابق امت محمدیہ کا وہ حصہ جو مسیح دوراں پر نہ صرف ایمان لا چکا ہے بلکہ امت کے حصہ اوّل پر موجود برحق و بابرکت وجود حضرت نبی پاک ﷺ کا سلام امت کے آخری حصے کے دھارے پر موجود حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو عرض کر رہا

ہے۔ جب کہ فریق ثانی اپنی حرکات و سکنات کی وجہ سے مسلسل دلدل میں پھنستا اللہ کی طرف سے آزمائشوں میں گھرتا چلا جارہا ہے۔ اس کی ایک وجہ عدالتی نظام ہے جہاں احمدیت اور اس کے ماننے والوں کو انصاف نہ ملنا ہے۔ جج جماعت کے حق میں فیصلہ دیتے مولویوں سے ڈرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کر دے گا۔"

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ "دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو، بلکہ واضح فرمایا کہ میری پیشگوئیاں تمام دنیا کے لئے ہیں، نہ اس سے پنجاب مستثنیٰ ہے۔ اُس وقت پنجاب کی بات کرتے تھے کہ پنجاب میں زلزلے نہیں آئے تو آپ نے فرمایا اس سے پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ برصغیر کا کوئی اور شہر یا علاقہ مستثنیٰ ہے۔ آپ نے واضح طور پر فرمادیا کہ حق جو ہے وہ چھپانے سے چھپا نہیں کرتا۔ اس لئے تم لوگ فکر کرو۔"

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267-269)

جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی گاہے بگاہے اس قوم کو مسلسل تنبیہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنا ایک الہام بیان فرماتے ہیں کہ

17 یا 18 مارچ 1951ء کی شب کو مجھے یہ الہام ہوا کہ "سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا۔"

جس وقت یہ الہام ہو رہا تھا میرے دل میں ساتھ ہی ڈالا جاتا تھا کہ متوازی کا لفظ دونوں طرف کے ساتھ لگتا ہے اور دونوں طرف سے مراد یا تو دریائے سندھ کے دونوں طرف ہیں اور یا ریل یا سڑک کے دونوں طرف ہیں جو کراچی اور پاکستان کے مشرقی علاقوں کو ملاتی ہے۔

اسی طرح میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ نشان ہمارے لئے مبارک اور اچھے ہوں گے یہ ضروری نہیں کہ ہر مبارک چیز اپنی ساری شکل میں ہی خوش کن بھی ہو۔ بعض دفعہ انذاری نشان بھی خدائی سلسلوں کے لئے مبارک ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کی توجہ صداقت کے قبول کرنے کی طرف پھر جاتی ہے بہرحال اس الہام سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بڑا نشان یا ایسے کئی نشان ظاہر ہوں گے جو کہ دریائے سندھ کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں یا ریل کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں میں عمومیت کے ساتھ وسیع اثر ڈالیں گے جس کے یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ شمالی اور جنوبی سندھ یا بلوچستان تک ان کا اثر جائے گا اور ادھر دریائے سندھ کے اس پار بھی اور اس پار بھی یعنی ڈیرہ غازی خان، میانوالی، کیمل پور اور صوبہ سرحد کے علاقوں تک بھی اُس کا اثر جائے گا یا ان علاقوں میں سے اکثر حصوں پر ان کا اثر پڑے گا ”دونوں طرف“ سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ خدانخواستہ اس سے کسی طوفان کی طرف اشارہ نہ ہو کیونکہ بظاہر دونوں طرف ظاہر ہونے والا نشان دریا کی طغیانی معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی۔ ہمیں بھی اس انتظار میں رہنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ جس صورت میں چاہے نشان دکھائے ہاں یہ ضرور بتایا گیا ہے کہ یہ نشان ہمارے لئے کئی رنگ میں مبارک ہوگا۔“

(الفضل 29 ، مارچ 1951ء صفحہ 3، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 472-473 الہام نمبر 518)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

”یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں...... لیکن اس سے پہلے یہ واقع ہو دنیا ایک عالم گیر تباہی سے گزرے گی...... جو بنی نوع انسان کو جھنجوڑ کر رکھ دے گی... اگر انسان اپنے رب سے رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کرلے وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے...... بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کر لے... اور فسق و فجور سے باز آجائے۔ (امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ 12)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

”بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں پاکستان پر لیکن میں پاکستان کے عوام سے یہ اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ وہ شیعہ ہوں، کسی اور طبقہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں .... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے وطن سے اٹھتی ہے...... اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آجائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔ جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا۔“

(خطبہ جمعہ 7 دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 719-720)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”پاکستان میں جو گزشتہ سال سیلاب آیا جو مُلک کی تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، جس نے سرحد سے لے کر سندھ تک تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور تجزیہ کرنے والے یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ انڈونیشیا کے سونامی سے بھی زیادہ تباہ کُن تھا۔ ابھی تک وہاں لوگ شہروں میں کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ہی اُن کی آبادکاری کی طرف حکومت کو توجہ ہے اور نہ ہی اُس مُلّاں کو جو اِن کا ہمدرد بنتا ہے، جنہوں نے ہر وقت احمدیوں کے خلاف اِن کو اُکسایا ہوا ہے۔ ملک میں مکمل طور پر افراتفری ہے۔ پھر بھی عوام کو سمجھ نہیں آرہی کہ اُن کے ساتھ یہ ہو کیا رہا ہے۔ اور زمانے کے امام کا انکار کئے چلے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سیلاب جو آیا تھا اُس میں مولوی عوام کو یہ تسلی دلا دیتا تھا اور بحث ٹی وی پر چلتی جا رہی تھی کہ یہ کوئی عذاب نہیں تھا بلکہ ابتلا تھا اور ابتلا اللہ والوں کو آتا ہے اور پھر خود ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عذاب تو اُس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور نبی کا دعویٰ موجود ہو تو چونکہ نبی کوئی نہیں ہے اس لئے یہ عذاب نہیں کہلا سکتا۔ اور جو دعویٰ ہے اُس کی طرف دیکھنے اور سننے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر بھی رحم کرے۔ چند سال پہلے ایک بدترین

زلزلہ آیا تھا جس نے تباہی مچادی تھی پھر بھی اِن کو عقل نہیں آئی کیونکہ سوچتے نہیں ہیں کہ اِن آفات کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس کے فرستادے نے کی ہے جس کے یہ انکاری ہیں اور جیسا کہ مَیں نے اقتباس میں پڑھا ہے کہ آپ نے فرمایا ''کچھ حوادث اور آفتیں میرے بعد ظہور میں آئیں گی''۔ پس کچھ تو آنکھیں کھولو!۔ اے بصیرت اور بصارت کا دعویٰ کرنے والو! کچھ تو عبرت حاصل کرو۔'' (خطبہ جمعہ 18 مارچ 2011ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2022ء)

﴿155﴾

صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا۔ بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیر لب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب ہو گا۔

کان اللّٰہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2022ء)

﴿156﴾

ہماری زندگی کی علوم وفنون اور قیمتی خزائن پر مشتمل دیگر کجیاں

مورخہ 21اگست2022ء کو روزنامہ الفضل آن لائن میں خاکسار کا اداریہ بعنوان کُجیاں (Money Box) شائع ہوا جس پر دنیا بھر سے قارئین کرام کے تبصرے اور تاثرات موصول ہوئے ان میں ایک تبصرہ مکرمہ امۃ الباری ناصر کا امریکہ سے تھا، وہ لکھتی ہیں:

’’کُجیاں صرف پیسوں کی نہیں ہوتیں۔ خیالات بھی جمع اور جوڑ کے رکھے جاتے ہیں۔ پرانی ڈائریاں کچھ ادھورے مضامین، ان سے متعلق یادداشتیں، دو اڑھائی مصرعوں اور ان الفاظ پر اعراب لگا کر محفوظ رکھے ہوئے سرمائے کی طرح ہوتے ہیں ان ڈائریوں کو بھی کجیاں کہا جاسکتا ہے جو فرصت یا ضرورت کے انتظار میں رہتی ہیں۔ ان ڈائریوں میں پسندیدہ اشعار اور اہم اقتباسات بھی ہوتے ہیں جو کبھی کبھار کھول کر الفضل کی خدمت میں بھجوا کر کام آتے ہیں۔‘‘

یہ آئیڈیا گزشتہ اداریہ بعنوان کجیاں کو اگر سامنے رکھیں تو اس کے ہی تسلسل میں اور اُس موضوع کو مکمل کرنے والا ایک اہم آئیڈیا ہے جس نے اس لیے دماغ کو Hit کیا کہ یہ مذکورہ موضوع کی تکمیل کردے گا۔ اسی لیے میں محترمہ موصوفہ کی اجازت سے اس پر قلم آزمائی کے لیے قارئین کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ محترمہ موصوفہ کے اس آئیڈیا پر مزید سوچنے کے بعد خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ رقم اور علم وفنون کی کُجیوں کے ساتھ ساتھ بے شمار روحانی ومادی اشیاء کی کجیاں (Boxes) ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جن کو ’’زادراہ‘‘ کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ آج کی زبان میں اسے Bank Balance کہا جاتا ہے۔ یہ نیکی کی کُجیاں ہوسکتی ہیں، انہیں تقویٰ کی کُجیاں بھی کہا جاسکتا ہے اور بہت سی نیکیوں کی، جسے سرمایہ حیات کہہ سکتے ہیں جو اس دنیا میں ایک مومن کے کام آسکتی ہیں اور پرلی زندگی میں بھی بلکہ اگر یوں کہوں کہ مؤمن کے مرنے کے بعد اس کی

اولاد کے کام آئیں گی تو غلط نہ ہو گا۔ ان میں دعا کی کُجیاں بھی شامل ہیں جن کو ہم دعا کے ذخیرے اور خزانے بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے احمدی عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ اگر احمدی عورت نے اپنی تربیت سے اپنے بچوں کو نمازی بنایا ہو گا تو اس کے مرنے کے بعد جب اس کے بچے نماز پڑھیں گے تو فرشتے کہہ رہے ہوں گے کہ اس بی بی نے بھی نماز ادا کی۔

رقم سنبھالنے کے ساتھ علم کے علاوہ اور بہت سی نیکیوں کے Boxes اور کُجیاں ہیں۔ مجھے اس بات کا تجربہ ہے اور ایڈیٹر الفضل کے طور پر اس تجربہ میں پختگی آگئی ہے کہ دنیا بھر میں صاحب علم اور باذوق احمدی احباب وخواتین اپنے من پسند مضامین، آرٹیکلز اور تراشوں کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ پھر گاہے بگاہے اس مجموعہ کو اس طرح الٹاتے پلٹاتے ہیں جس طرح جگالی کرنے والے جانور کھانا ہضم کرنے کے لیے جگالی کرتے اور پیٹ یعنی کُجی میں جمع کی ہوئی غذا کو نکال کر منہ میں لا کر چباتے ہیں۔ اس الٹانے پلٹانے کو اردو لغت میں جگالی کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو ڈائریاں لکھتے اور اپنی یادداشتوں کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ گو ڈائری لکھنے کا رواج بہت کم رہ گیا ہے۔

خاکسار اپنا طریق بطور تحدیث نعمت لکھنا چاہتا ہے۔ جو بطور جمع پونجی میری کُجی میں محفوظ ہیں۔ خاکسار نے 45 سال قبل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ بنتے ہی مختلف box یا لفافے بنا رکھے تھے جس میں کئی عناوین پر مواد جمع ہوتا رہا اور بے شمار کاغذ کی چٹوں پر نوٹس لکھ کر ان لفافوں میں محفوظ ہوتی رہیں بلکہ 45 سال قبل اپنے فیلڈ ورک کے پہلے سینٹر بدوملہی میں دیئے گئے خطبات جمعہ کے نوٹس ان لفافوں میں پا کر محظوظ ہوتا رہتا ہوں بعض باعلم لوگوں نے اپنے ذوق کے مطابق کتب، اپنی لائبریری کے الگ حصّہ پر بطور کُجی محفوظ کر رکھی ہیں۔ یہی کیفیت شعراء کی ہے جنہوں نے اپنے پرانے سے پرانے کلام ڈائریوں میں لکھ رکھے ہیں اور اب تو اپنے موبائلز میں بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ جو اشعار پڑھنے اور سنانے کا ذوق وشوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے نظموں کی نظمیں اور غزلیں اپنے موبائل کی کُجی میں جمع کر رکھی ہیں۔ بہت سے سبق آموز اشعار اپنے خیالات

کی کُجی میں محفوظ رکھتے ہیں جو گاہے بگاہے وہ اپنے قریبیوں میں شئیر کرتے رہتے ہیں خاکسار کے پاس بھی اس طرح کی تین سے چار ڈائریاں (نوٹ بکس) ہوا کرتی تھیں جن میں ایسے اشعار درج تھے جو خاکسار اپنی تقاریر اور خطبات میں استعمال کرتا رہا ہے۔ میرے ابا جان مرحوم مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی نے وفات سے قبل امی جان مرحومہ کو اپنی ڈائریاں تھماتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ انہیں حنیف کو دے دیں۔ اس کے کام آئیں گی۔ خاکسار نے اس میں سوز اور درد سے بھرے ہوئے دعائیہ اشعار اور دعائیں نیز ارشادات موجود پائے جو اُن کی کُجی تھی جس سے خاکسار نے بعد میں فائدہ اٹھایا۔

اس مضمون کی تائید میں خاکسار اپنے بعض قارئین کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہے جو ہمارے ادارہ کو روزنامہ الفضل میں ہی شائع شدہ پرانے مضامین یا نظمیں بھجوا کر یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی آج کے دور میں بھی ضرورت ہے اسے مکرّر شائع کر دیں۔ جیسے ابو سدید اور جیسا کہ مکرم م م محمود نے ''100 سال قبل کا الفضل'' کے نام سے ایک نئے فیچر کا آغاز کیا ہے۔ وہ بھی ان کی علمی کُجی ہے۔

اس ضمن میں مجھے اس امر کا اظہار کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ آج کے دور میں شائد کُجی کا پنجابی لفظ پُرانا ہو کر متروک ہو چکا ہے اور نوجوان نسل کو لفظ کُجی کے معنی بھی نہ آتے ہوں۔ خاکسار کے آرٹیکل ''کُجیاں'' جس نے کمپوز کیا تھا انہوں نے بھی کمپوز کرنے کے بعد مجھے فون پر بتایا تھا کہ میرے لیے یہ لفظ بالکل نیا ہے۔

آج دنیا بھر کی ویب سائیٹس بھی کُجیاں ہیں اور سوشل میڈیا کی تمام ایپلی کیشنز جیسے واٹس ایپ، فیس بک، ٹوئیٹر، انسٹا گرام وغیرہ وغیرہ آج کے جدید دور کی ماڈرن کُجیاں ہیں۔ جہاں علمی مواد تو محفوظ کیا ہی جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کا غلط استعمال بھی ہوتا ہے اور بعض غلط قسم کے لوگ اپنے مخالفین کے خلاف مواد بھی ان میں اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز نے اسی قسم کے انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو منع فرمایا ہے اور اسے لغویات میں شامل فرمایا ہے۔

کُجیوں کی بات چلی ہے تو مجھے اپنے دوست احباب یاد آ رہے ہیں کیونکہ ہر شخص کا ایک حلقہ احباب ہوتا ہے۔ جن کی عادات اور طریقوں سے وہ خوب واقف ہوتے ہیں۔ میں نے اپنے دوستوں میں سے بعض کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے اور اپنے پیارے عزیزوں کے نام خلفاء کرام کے خطوط جمع کر رکھے ہیں بلکہ ایک دوست کے پاس حضرت حافظ خلیفہ رشید الدینؓ کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے نادر خطوط میں نے دیکھے جنہیں بعد میں خاکسار نے اپنی تصنیف سیرت و سوانح حضرت حافظ خلیفہ رشید الدینؓ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار افادہ عام کے لیے شائع کر دیئے۔ بعض دوستوں کو اپنے ذخیرہ میں پرانی نادر تاریخی فوٹوز رکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے بزرگ مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نہ صرف اچھے فوٹو گرافر ہیں بلکہ نادر و نایاب تصاویر جمع کرنے کے شوقین بھی ہیں۔ ان کی تصاویر کی کجیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

یہ جو لفظ My Hobby یعنی میرا مشغلہ کا لفظ بولا جاتا ہے یہ بھی دراصل کُجیاں ہی تو ہیں۔ جن میں بعض نے دنیا بھر کے ممالک کی Stamps اکٹھی کر رکھی ہیں۔ ہمارے ایک مرحوم دوست مکرم سید نادر سیدین سے میرا جب پہلی بار رابطہ ہوا تو وہ اپنے گھر میں ایک ایسے حصے میں لے گئے جہاں ایک Huge Library موجود تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نایاب کتب، سکے (coins)، میڈلز، بیجز، metal کے نایاب key chains استعمال شدہ ٹکٹ Stamps، غیر استعمال شدہ یعنی mint stamps اور ان ٹکٹوں پر مشتمل سینکڑوں البم بھی ان کے ذخیرے میں شامل تھیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس طرح کی نایاب اشیاء اکٹھی کرنا میرا مشغلہ ہے۔ جن کو اگر الماریوں میں رکھا جائے تو اس کے لیے لا محالہ دس مرلہ پر تعمیر شدہ ہال کمرہ مشکل سے کفایت کرے گا۔ ان کا یہ پروگرام بھی تھا کہ وہ اپنی ان کجیوں کو ایک میوزیم کی شکل دیں گے لیکن ان کی

زندگی نے وفا نہ کی اور ان کا یہ پلان ادھورا رہ گیا۔ ہمارے ایک مرحوم بزرگ اور مورخ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مجھے ایک دفعہ اپنے ساتھ اپنی لائبریری دکھانے اپنے گھر لے گئے۔ جہاں کتب کا ذخیرہ اور قدیم ترین اخبارات ورسائل کے تراشہ جات کی فائلز کی متعدد الماریاں دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا۔ کیونکہ میں نے مولانا مرحوم کو لاہور اپنے قیام کے دوران انارکلی میں تھڑوں اور زمین پر فروخت ہونے والی بڑی پرانی کتب کو الٹاتے پلٹاتے دیکھ کر اور ورق گردانی کے بعد خریدتے اور اپنے سرمایہ میں اضافہ کرتے دیکھا تھا۔ مولانا مرحوم نے مجھے اپنی لائبریری میں بعض ایسی کتب بھی بڑے شوق سے دکھائیں جو صرف اور صرف مولانا کے پاس تھیں اور مجھے بتایا کہ پاکستان کی بڑی بڑی لائبریریوں (بعض لائبریریوں کے نام مولانا نے لیے) میں بھی یہ کتب کا ذخیرہ موجود نہیں۔ انہوں نے بتایا بے شمار کتب ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک ایک کتاب کو خریدنے اور حاصل کرنے کے لیے انہوں نے سینکڑوں میل کا سفر کیا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ سب اپنے شوق کی خاطر نہیں کیا تھا بلکہ جماعت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے جو کتاب یا تراشہ انہیں اہم لگتا تھا اس کو اپنی کجی میں شامل فرما لیتے تھے۔ ملتان سے مکرم غلام نبی صاحب بھی اسی طرح کی کجیاں رکھنے میں ممتاز تھے۔

الفضل آن لائن کی ہماری ٹیم میں ایک دوست مکرم ایم اے شہزاد ہیں جن کی کجی ان کی لیپ ٹاپ ہے جس میں پانچ لاکھ سے زائد کتب بطور ای لائبریری موجود ہیں۔ یہ ان کا مشغلہ ہے اور وہ روزانہ کی بنیاد پر دنیا بھر کی کتب کو اپنی لائبریری کی کُجی میں شامل کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

پرانے وقتوں میں سینکڑوں احباب نے الفضل کو جلدیں کروا کے اپنے گھروں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ جن کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ الفضل کا ایک ایک شمارہ ایک ایک ہزار روپے میں فروخت ہو گا۔ ہمارے ایک مربّی بھائی

مکرم احمد طاہر مرزا نے گھانا سے مجھے بتایا کہ الفضل کے پرانے اخبار سکین کر کے محفوظ کرنا میرا مشغلہ ہے۔

مضمون طوالت پکڑتا جا رہا ہے۔ اسی پر بس کرتے ہوئے صرف اتنا تحریر کر دیتا ہوں کہ لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق دنیا بھر میں پائے جانے والے رنگا رنگ کے پھول، موروں کے پر اور خوبصورت تتلیاں اپنی کُجیوں میں جمع کر رکھی ہیں جن سے اللہ کی وحدانیت، اس کی یکتائی اور قدرت کے جلوے یاد آتے ہیں۔

الغرض کُجی ذخیرہ کرنے کی وہ عمدہ چیز ہے جو انسان کے اپنے کام تو آتی ہی ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اس کی اولاد اور عزیز و اقارب کے بھی کام آ جاتی ہے۔ اسی لئے علم کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔

خاکسار کے اداریہ ''کُجیاں'' پر جو بہت سی آراء موصول ہوئیں ان میں سے دو آراء اپنے اس مضمون میں حُسن پیدا کرنے کے لیے یہاں دی جا رہی ہیں۔

• مکرم چوہدری صفدر نذیر گولیکی نے خاکسار کے کُجیاں نامی مضمون پر لکھا کہ ''آپ کا مضمون کُجیاں پڑھ کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ خاکسار کی ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی خاکسار نے انہیں چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جو 25 ہزار روپے تھا۔ انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو 20 ہزار نکلے اور باقی کی ادائیگی کا سوچنے لگے۔ فوراً خیال آیا کہ میں نے ایک مٹی کا گلہ رکھا ہوا ہے اس کی طرف چلتے ہیں۔ جب اس کو توڑا تو 25 ہزار روپے کے لگ بھگ رقم نکل آئی اور وہ اپنے ذمہ چندہ سے زائد ادا کر کے سرخرو ہوئے۔''

• مکرمہ امۃ الشافی رومی جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت نے لکھا کہ ''کُجیاں نام سے موسوم اداریہ صرف بچوں کے لیے نہیں بلکہ تمام جماعتی افراد کے لیے بہت اچھا سبق ہے۔ زندگی کو آسان کرنے اور خدا تعالیٰ کے افضال کا وارث بننے کا عمدہ طریق بھی ہے۔ یہ محض الفضل کی برکت ہے کہ ہر روز ہماری تربیت کے سامان ہوتے رہتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہر آن ہمارے ساتھ ہو اور ہماری کُجیوں کی رقوم اور علوم و فنون کو اپنی اور اپنی نسل کی فلاح و بہبود اور جماعت احمدیہ کی ترقیات کے لیے استعمال کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 اکتوبر 2022ء)

﴿157﴾

تفسیر سورۃ النور آیت 3
بیان فرمودہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ

نوٹ از ایڈیٹر:

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 23؍ستمبر 2022ء کے خطبہ میں فرمایا:

”حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! یہ تورات ہے۔ آپؐ اُن کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ مگر حضرت عمرؓ نے تورات کھول کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات دیکھی تو وہ حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا۔ کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُرا منا رہے ہیں؟ اُن کی بات سن کر حضرت عمرؓ کو بھی توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے رسول کریم ﷺ کے چہرہ کو دیکھا اور جب انہیں بھی آپ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے تو انہوں نے معذرت کی اور رسول کریم ﷺ سے معافی طلب کی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ ایک آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کی ناراضگی جو حضرت عمرؓ کی تورات کی اس آیت پڑھنے پر تھی جو اسلامی تعلیم سے مختلف ہے اس کی وجہ سے تھی، نہ کہ یہ کہ تورات کیوں پڑھی۔ **اور اگر کسی کو اس کی تفسیر پڑھنے میں دلچسپی ہے تو تفسیر کبیر جلد 6 میں سورہ نور کی آیت 3 کے ضمن میں اس کی باقی تفصیل بھی لکھی ہوئی ہے** وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس آیت کی تفسیر کا ذکر کیا وہ قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

(مندرجہ بالا نوٹ کے ساتھ مکرم **محمد انور شہزاد** کا مرسلہ **مکمل مضمون بابت تفسیر** سورۃ النور آیت 3 بیان فرمودہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ روزنامہ الفضل آن لائن کی 3 اکتوبر 2022ء کی اشاعت کی زینت بنا)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 اکتوبر 2022ء)

﴿158﴾

مساجد نمبر

قارئین سے درخواست

الفضل آن لائن حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت و دُعا سے جماعت احمدیہ میں تعمیر ہونے والی مساجد پر جلسہ سالانہ بھارت کے موقع پر خصوصی نمبر کی اشاعت کر رہا ہے۔ ان شاء اللہ

خاکسار نے جب دربار خلافت سے اس نیک کام کی اجازت چاہی تو حضور نے اپنے دست مبارک سے **''اجازت ہے''** تحریر فرما کر اجازت مرحمت فرمائی۔

پہلے فیز پر تمام ممالک اور جزائر میں جماعت احمدیہ کی جو پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس کی مختصر تاریخ مع تصویر طبع کی جائے گی۔ لہذا آپ قارئین اپنے ہاں پہلی مسجد کی تصویر مع مختصر تعارف مؤرخہ 29/ اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ تک Info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرماویں۔ مسجد کی تصویر صاف اور Pixel واضح ہوں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ وَاَیَّدَکُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 اکتوبر 2022ء)

﴾159﴿

کسی حوالے سے قبل بعض الفاظ لکھنا

بعض دوست و خواتین اپنے مضامین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات سے مزین کرتے وقت ارشاد سے قبل اس کے تسلسل میں، اور، پھر، پس، مگر، لیکن، کیونکہ وغیرہ کے الفاظ سے ارشاد کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ الفاظ تو بطور لاحقہ کے استعمال ہوتے ہیں سابقہ مضمون کے تسلسل میں۔ چونکہ آپ ایک ایسا ارشاد پیش کرنے جارہے ہیں جس کا تعلق آپ کی اپنی تحریر سے ہے اور سابقہ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے ان زائد الفاظ کو حذف کر دیا کریں۔ نیز بمعہ لکھنا غلط العام ہے۔ مع کافی ہے با کے معنی بھی مع کے ہی ہوتے ہیں۔ کان اللہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اکتوبر 2022ء)

﴿160﴾

روحانی پروف ریڈنگ

گزشتہ دنوں اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ میں ایک تقریب میں مجھے مکرم مجید احمد سیالکوٹی مربی سلسلہ لندن کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔ اس سے قبل خاکسار ایک آرٹیکل میں یہ لکھ آیا ہے کہ ہماری محفلیں دینی محفلیں ہوتی ہیں چاہے ولیمہ کی دعوت ہو یا رخصتی۔ جب چند احمدی اکٹھے مل بیٹھتے ہیں تو جماعتی موضوعات ہی زیر بحث آتے ہیں۔ مکرم مجید احمد سیالکوٹی (جو اب ایک بزرگ 80 برس سے اوپر ہیں) سے بھی دینی اور جماعتی باتیں ہی ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے درد بھرے خطبات و خطابات کا ذکر ہو گیا کہ بعض خطبات میں یہ درد اور دلی خواہش اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ کی کیفیت حضور انور میں نظر آنے لگتی ہے۔ اس پر مکرم مربی صاحب موصوف اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگے کہ حضور تو ہماری پروف ریڈنگ کرتے رہتے ہیں۔

مجھے آپ کے یہ الفاظ اصلاح احوال اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے بہت پسند آئے۔ چونکہ پروف پڑھنا میرا مشغلہ بھی ہے۔ اس لئے یہ الفاظ میرے دل کو لگے۔

خاکسار نے ابھی ایک تازہ آرٹیکل میں (جو شاید آٹھ دس دن تک منظر عام پر آجائے) یہ لکھا تھا کہ انسان اپنی کتاب زندگی اپنے اعمال سے لکھتا خود ہے جسے اس کی وفات کے بعد پڑھتے اس کے لواحقین ہیں، سو انسان جب اپنی سوانح عمری خود تحریر کر رہا ہوتا ہے تو المسلم مراۃ المسلم کے تحت اس کے قریبی ساتھی، دوست اور عزیز و اقارب اس کی غلط حرکات، غلط سوچ اور الٹے کاموں کی طرف اسے توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اُن کی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہی وہ پروف

ریڈنگ ہے جو ہمارے والدین، ہمارے باب دادا یا بزرگ ہماری زندگیوں میں کرتے ہیں جس میں زندگی بہتر ہوتی، نکھرتی اور اس میں ٹھہراؤ آتا ہے۔

جماعت احمدیہ میں گھروں سے باہر جماعتی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر ہماری زندگی کے مسودہ پر پروف ریڈنگ کا کام ہوتا رہتا ہے۔ ان میں سب سے بڑھ کر ہمارے خلیفہ، ہمارے امام، ہمارے مرشد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات و خطابات اور تقاریر و دینی محفلوں میں جو لاجواب نکات بیان کر رہے ہوتے ہیں وہ دراصل ہماری ان نیکیوں کی طرف توجہ مبذول کروائی جارہی ہوتی ہے۔

This Week with Huzoor اور ورچوئیل ملاقاتوں میں معارف کے نکات بیان ہوتے ہیں وہ حقیقت میں ہماری اصلاح اور تربیت کے لئے اور ہماری زندگیوں کے مسوّدوں کی چھانٹ پھٹک ہورہی ہوتی ہے۔ نوک پلک ٹھیک ہورہی ہوتی ہے Punctuation کی درستی ہورہی ہوتی ہے۔ پروف دیکھے جارہے ہوتے ہیں۔ غلطیاں لگ رہی ہوتی ہیں۔

ہم شعبہ پروف میں روزانہ یہ دیکھتے ہیں کہ مضمون نویس یا مراسلہ نگار تحریر اپنے ہاتھوں سے لکھتا یا کمپوز کرتا ہے اور جب پروف کرنے والے اس میں غلطیاں لگاتے ہیں تو پھر ان غلطیوں کی تصحیح کمپوز کرنے والا خود لگاتا ہے بعینہٖ جب خلیفۃ المسیح یا کوئی جماعتی عہدیدار اور گھروں میں ہمارے بڑے ہماری زندگیوں کے مسوّدے میں تصحیح فرماتے ہیں تو ان نشان شدہ غلطیوں کی تصحیحات ہم نے خود لگانی ہوتی ہے۔ اس کا بہترین طریق دعا، پختہ عزم اور توکل علی اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلفاء کے تمام ارشادات پر کماحقہ عمل کرکے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اکتوبر 2022ء)

﴿161﴾

مسیح موعود اپنی جماعت کو طور پر لے جائے گا

صحیح مسلم کی کتاب الفتن و اشراط السّاعۃ کی روایت جو حضرت نواس بن سمعانؓ سے مروی مشہور و معروف طویل حدیث ہے جس میں آنے والے مسیح و مہدی کو چار دفعہ نبی اللہ، نبی اللہ کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس مکمل روایت میں یاجوج و ماجوج اور دجال کی آمد، اس کی علامات کے ساتھ ساتھ آنے والے مہدی و مسیح کی آمد اور اس کی وجہ سے دنیا و زمین جن برکات سے نہلائے گی کا ذکر بہت تفصیل سے ہے۔ یہ مضمون قدرے معمولی تبدیلیوں کے ساتھ مختلف روایات میں مذکور ہے۔ جن میں یاجوج و ماجوج اور دجال کی تباہ کاریوں کا ذکر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ مسیح و مہدی کو وحی کرے گا کہ فَحَرِّزْ عِبادِیْ اِلی الطُّوْرِ کہ اپنے نیک بندوں کو طور کی طرف لے جا تا وہ محفوظ رہیں۔

اس کے بعد مسیحؑ کے طور سے اترنے اور دجالی قوتوں کا قلع قمع ہونے کا ذکر ہے۔ اس طویل حدیث کے تمام سیاق و سباق سے الگ رہتے ہوئے آج صرف اپنے ماننے والوں کو کوہ طور پر لے جانے پر ہی بحث ہو گی۔

جغرافیائی لحاظ سے کوہ طور مصر کے صحرائے سینا میں ان بلند پہاڑوں میں سے ایک ہے جو مصر سے مدین جاتے یا مدین سے مصر آتے راستہ میں پڑتا ہے۔ اسے طور سیناء، جبل طور یا جبل موسیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی بلندی 2,285 میٹر ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں وادی کا نام ”طویٰ“ ہے۔ جسے وادی مقدس اور البقعۃ المبارکہ بھی کہا گیا ہے۔ اسی مقام پر زیتون کے درخت کا ذکر ہے اور اسی مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مسلم کی اس طویل حدیث کے اس حصہ کو بطور خاص اپنی صداقت میں متعدد بار اپنی کتب اور ملفوظات و گفتگو میں پیش فرمایا ہے۔ جیسے مورخہ 18/اکتوبر 1902ء کو دوران سیر مسیح موعود کے اپنی جماعت کو طور پر لے جانے کے ذکر پر فرمایا جسے اخبار الحکم نے یوں نقل کیا کہ

"اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کو طہارت اور تقویٰ کی بلند چٹان پر کھڑا کرے گا کیونکہ طور تجلی گاہ کا حق ہے اس لیے مسیح اپنی جماعت کو قرب اور ہیبت کے مقام پر لے جائے گا ...... خدا کا خوف اور ہیبت گناہوں سے بچائے گی اور اس کے تقویٰ اور طہارت میں ترقی ہو گی جو قرب حق کا ذریعہ ٹھہرے گی۔ ہیبت حق کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے طاعون (کو) ایک ذریعہ اور سامان ٹھہرا دیا ہے۔ بڑا ہی بد قسمت ہے وہ انسان جو اس بلا اور طوفان میں بھی خدا سے نہیں ڈرتا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 271-272 حاشیہ ایڈیشن 2016ء)

• اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی معرکۃ الآراء تصنیف چشمہ معرفت میں دو دفعہ بیان فرماتے ہیں۔

1۔ "احادیث صحیحہ صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہیں کہ یاجوج ماجوج کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ جب قوم یاجوج ماجوج اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ تمام قوموں پر غالب آجائے گی اور ان کے ساتھ کسی کو تاب مقابلہ نہیں رہے گی۔ تب مسیح موعود کو حکم ہو گا کہ اپنی جماعت کو کوہِ طور کی پناہ میں لے آوے یعنی آسمانی نشانوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے اور خدا کی زبردست اور ہیبت ناک عجائبات سے مدد لے ان نشانوں کی مانند جو بنی اسرائیل کی سرکش قوم کے ڈرانے کے لیے کوہ طور میں دکھلائے گئے تھے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (البقرۃ:64) یعنی کوہ طور میں نشان کے طریق پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور خدا نے طور کے پہاڑ کو یہود کے سروں پر اس طرح لرزاں کر کے دکھلایا کہ گویا اب وہ ان کے

سروں پر پڑتا ہے تب وہ اس ہیبت ناک نشان کو دیکھ کر بہت ڈر گئے۔ اسی طرح مسیح موعود کے زمانہ میں بھی ہو گا۔“ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 88-89)

2۔ ”ایسا ہی ایک اور حدیث صحیح مسلم میں ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں اَخۡرَجۡتُ عِبَادًا لِّیۡ لَا یَدَانِ لِقِتَالِھِمۡ لِاَحَدٍ فَاَحۡرِزۡ عِبَادِیۡ اِلَی الطُّوۡرِ یعنی اے آخری مسیح! میں نے اپنے ایک بندے ایسی طاقتور زمین پر ظاہر کیے ہیں (یعنی یورپ کی قومیں) کہ کسی کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہو گی۔ پس تو ان سے جنگ نہ کر بلکہ میرے بندوں کو طور کی پناہ میں لے آ یعنی تجلیات آسمانی اور روحانی نشانوں کے ذریعہ سے ان بندوں کو ہدایت دے۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ یہی حکم مجھے ہوا ہے۔

اب واضح ہو کہ ان بندوں سے مراد یورپ کی طاقتیں ہیں جو تمام دنیا میں پھیلتی جاتی ہیں جس اور طور سے مراد تجلیات حقہ کا مقام ہے جس میں انوار و برکات اور عظیم الشان معجزات اور ہیبت ناک آیات صادر ہوتی ہیں اور خلاصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو وہ ان زبردست طاقتوں سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ دینِ اسلام کو زمین پر پھیلانے کے لئے وہی چمکتے ہوئے نور اس پر ظاہر ہوں گے جو موسیٰ نبی پر کوہ طور میں ظاہر ہوئے تھے پس طور سے مراد چمکدار تجلیات الٰہیہ ہیں جو معجزات اور کرامات اور خرق عادت کے طور پر ظہور میں آ رہے ہیں اور آئیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ وہ چمک کس طرح سطح دنیا پر محیط ہو جائے گی خدا بہت پوشیدہ اور مخفی در مخفی ہے مگر جس طرح موسیٰ کے زمانہ میں ایک خوفناک تجلی اس نے ظاہر کی تھی یہاں تک کہ اس تجلی کی موسیٰ بھی برداشت نہ کر سکا غش کھا کر گر گیا اس زمانہ میں بھی وہ فوق العادت الٰہی چمک اپنا چہرہ دکھائے گی جس سے طالب حق تسلی پائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے مجھے مخاطب کر کے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی ہے جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا ”دنیا میں ایک نذیر

آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 397-398)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی اور مقامات جیسے براہین احمدیہ جلد پنجم اور حقیقۃ الوحی میں اس حدیث کے حوالہ سے کوہ طور کے پاش پاش اور ریزہ ریزہ ہونے کا ذکر کر کے اپنے دور میں زلزلے آنے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن اس مضمون پر اللہ نے توفیق دی تو پھر کسی وقت قلم آزمائی ہو گی۔ زیر نظر مضمون میں مسیح موعود کے اپنی جماعت کو کوہ طور پر لے جانے کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ حضورؑ نے اوپر ملفوظات کے حوالہ میں کوہ طور پر جماعت کو لے جانے کے ضمن میں فرمایا کہ ہیبت حق کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے طاعون کو ایک ذریعہ اور سامان ٹھہرایا ہے۔ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اس بلا اور طوفان میں بھی خدا سے نہیں ڈرتا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔

آج بھی 120 سال گزرنے کے بعد ہمارا معاشرہ ایک طاعون سے نبرد آزما ہے۔ یہ طاعون بھی کروڑوں کی تعداد میں زندگیاں نگل گئی ہے اور دنیا بھر میں ایک زلزلہ کی سی کیفیت رہی ہے۔ معاشرہ کی اقدار تک ملیامیٹ ہو گئی ہیں۔ ایسی آفات لازماً ایک سبق، ایک نصیحت معاشرہ پر چھوڑ جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں خوف خدا بھی بڑھتا ہے۔ عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ صدقہ و خیرات میں زیادتی ہوتی ہے۔ استغفار، تسبیح و درود کثرت سے کیے جاتے ہیں اور آنکھیں بھی تر رہنے لگتی ہیں اور یہ کیفیت ہم نے اس دور میں اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ ہمارے ایمان میں اضافہ ہوا۔ ہمارا تقویٰ بڑھا۔ خلیفۃ المسیح اور نظام کی اطاعت میں بڑھوتری ہوئی۔ اخوت و بھائی چارہ مضبوط ہوا۔ یہ آفت ابھی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ کسی نہ کسی طرح اپنا زور دکھلاتی رہتی ہے تا اس ہیبت خدا سے ڈرتے ہوئے زندگیوں میں بہتری لانے کی توفیق پاتے رہیں۔

اب میں اختصار کے ساتھ اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے مسیح موعود کے اپنی جماعت کو کوہ طور پر لے جانے کا ذکر کرتا ہوں۔ طور ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے تجلی پائی تھی۔ خدا کو دیکھا تھا۔ طور روحانی معنوں میں اس بلندی کو بھی کہتے ہیں جہاں انسان کو خدا مل جاتا ہے اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ میں مسیح موعودؑ کو آنحضور ﷺ کا سلام پہنچا کر خلیفۃ المسیح کی اطاعت کا جوُا اپنی گردنوں میں پہن کر حقیقی معنوں میں خدا تک رسائی ہوتی ہے۔ روزنامہ الفضل آن لائن میں ہر پیر کو مکرم عابد خان کی ڈائری سے ایک ورق شائع ہوتا ہے جو اس لحاظ سے ایمانوں میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ جس میں آئے روز کسی ایسے واقعہ کا ذکر ملتا ہے کہ میں خدا کی تلاش میں تھا یا تھی مجھے کسی جگہ خدا نہیں مل رہا تھا۔ مجھے اب جماعت احمدیہ میں خدا نظر آیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطابات و خطبات میں ایسے واقعات کا ذکر فرماتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص یا عورت نے خدا کی تلاش میں احمدیت قبول کرلی۔

• جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ان میں ہزاروں ایسے ہیں جن کا اپنے خالق حقیقی کے ساتھ زندہ تعلق ہے۔ خدا ان سے بولتا، باتیں کرتا ہے۔ سچی خوابیں ان کو آتی ہیں۔ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ جن کا ذکر خاکسار روزانہ ہی الفضل کی ڈاک میں یادرفتگان کی صورت میں مشاہدہ کرتا ہے۔ چونکہ ہماری جماعت میں اس امر کا اظہار معیوب جانا جاتا ہے اس لیے ایسے لوگ سامنے نہیں آتے۔ وہ طور کے درخت زیتون سے تقویت بھی حاصل کرتے ہیں۔ یہ درخت اللہ تعالیٰ کی معیت، معاونت اور محبت کا درخت ہے۔

• زندہ خدا کی بات چلی ہے۔ جماعت احمدیہ کی ترقیات زندہ خدا کی تائید کی مرہون منت ہیں۔ بعض ممالک میں ہر طرف سے احمدیت پر مخالفت کی تلوار لٹک رہی ہے۔ مار دو، کچل دو اور ان کی جائیدادیں لوٹ لو کی آوازیں ہر سمت سے سنائی دے رہی ہیں۔ ان حالات میں احمدیوں کا جوانمردی سے survive کرنا جہاں ایک معجزہ سے کم نہیں وہاں زندہ خدا کی موجودگی بھی نظر آتی ہے۔

• طور پر لے جانے سے ایک مراد یہ ہے کہ ہر احمدی اپنے اندر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اتارے۔ آپؐ کے حسین اعمال کو اپنے اندر جگہ دے تا ہر احمدی، ایک چھوٹا محمدؐ بن کر دنیا میں چمکے۔ کسی نے ہمارے لئے ہی تو کہا ہے کہ ہم زمین زاد نہ ہوتے تو ستارے ہوتے۔

• طور پر لے جانے سے ایک مراد جہاں خدا کی معرفت سے آشنائی ہے وہاں اسلامی افعال و اعمال سے دوسرے مسلمانوں سے ممتاز حیثیت رکھنا ہے۔ احمدیوں کے نیک اعمال صحابہؓ سے ملا دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ لاکھوں احمدیوں پر پورا اترتے ہیں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

• ایک اور رنگ جو طور پر لے جانے کے مترادف ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے ہر کونے پر افراتفری اور انتشار کا ماحول ہے۔ کہیں ہڑتال ہے تو کہیں ہنگامہ آرائی، کہیں اسٹرائیک ہے تو کہیں توڑ پھوڑ حتٰی کہ مساجد سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جلوس نکلتے ہیں جو معاشرہ کے سکون کو برباد کرتے رہتے ہیں۔ مگر روئے زمین پر ایک جماعت احمدیہ ہے جو ان جھمیلوں سے پاک ہے۔ نہ سٹرائیک، نہ جلوس نہ سڑکوں پر ہنگامہ آرائی۔ خلافت تلے ہم ایک ہیں اور پر امن۔ کوئی جلوس نہیں۔ ابھی حال ہی میں جلسہ سالانہ برطانیہ ہوا۔ پھر جلسہ جرمنی کے نظارے ہم نے ایم ٹی اے پر دیکھے۔ پنڈال میں خاموشی، 25ہزار سے زائد مجمع پر کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کوئی ہنگامہ آرائی نہیں۔ ہر طرف ہر شعبہ میں اطاعت کے نمونے اور روحانی ماحول یوں لگتا ہے جیسے خدا حلول کر آیا ہو، یہی وہ طور ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔

• قرآن کریم کی ان تمام آیات جن میں حضرت موسیٰؑ اور طور سینا کا ذکر ہے کو حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر کبیر میں دیکھا تو طور کے روحانی مقام کے جو معانی سامنے آئے

انہیں بھی قارئین سے شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ سورۃ البقرہ میں طور کے ذکر کے ساتھ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ آتے ہیں یعنی تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔ یہ طور مقام کی بلند ترین چوٹی ہے۔ بائبل خروج باب 20 آیت 20 میں بھی خوف خدا کا ذکر ہے۔ ایک جگہ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ(النمل:8) کے الفاظ آئے ہیں کہ آسمانی کلام کے پڑھنے سے گرمائش پیدا کرنے کے لئے آگ سینکو۔

اور زیتون، من و سلوی کے ذکر میں یہ سبق پنہاں ہے کہ طور مقام پر جو روحانی پھل تمہیں ملیں گے وہ تمہیں گلنے سڑنے سے بچائیں گے۔ کیونکہ زیتون کی بھی یہ تاثیر ہے۔

اور ہاں میثاقکم کے الفاظ سے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی سبق لیا ہے کہ جو عہد بلند مقام (چبوترے) پر لیا جائے وہ دوسرے عہدوں سے نمایاں فوقیت رکھتا ہے اس لئے طور کے روحانی مقام پر براجماں ہونے پر جو عہد و پیمان کریں گے وہ نمایاں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس بلند و ارفع مقام کو سمجھنے اور اسے برقرار رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 اکتوبر 2022ء)

﴾162﴿

اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں

(مکرم سید میر محمود احمد ناصر)

احباب جماعت کے ہر دلعزیز اور پیارے اخبار الفضل آن لائن کا ایک مستقل فیچر ”ایک سبق آموز بات“ کے عنوان سے جاری ہے۔ جس میں پیارے قارئین اپنے تجربہ کی بناء پر نصیحت و سبق آموز باتیں لکھ کر بھجواتے ہیں۔ یہ فیچر الفضل کے دیگر فیچرز کی طرح احباب جماعت میں مقبولیت کی سند پا چکا ہے۔ قارئین ان سبق آموز باتوں کو اپنے اسٹیٹس پر لگاتے، ٹوئیٹر، فیس بک اور انسٹا گرام کے لیے عام کرتے ہیں۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیراً۔

گزشتہ دنوں مؤرخہ 14 ستمبر 2022ء کو ”سبق آموز بات“ میں مکرم ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ روکوپر سیرالیون نے مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کی ایک تحریر درج کی ہے جو آپ نے جامعہ احمدیہ کے نوٹس بورڈ پر طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھی کہ

”اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔“

جب خاکسار نے حسب عادت اس پوسٹ کی الفضل کے دیگر مضامین کی طرح سوشل میڈیا پر اشاعت کی تو اکثر قارئین نے اس کو حقیقت پر مبنی یا Very true لکھ کر اس بات کی تصدیق کی اور ان میں سے بعضوں نے خاکسار کو اداریہ لکھنے یا آرٹیکل لکھنے کو کہا کہ اس طرح بھی الفضل آن لائن کو مزید Promotion ملے گی۔ سو خاکسار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بانی الفضل کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھ کر کچھ گزارشات لکھنے بیٹھ گیا کہ

"اے میرے مولیٰ !لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی اسے مفید بنا۔اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو" (الفضل19جون1913ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اس دعا میں لاکھوں اور کروڑوں کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم و کرم کے ساتھ الفضل آن لائن نے پونے تین سالہ مختصر دور میں لاکھوں کے دلوں میں جگہ بنالی ہے اور ہاف ملین کا مبارک لیبل اپنی پیشانی پر چسپاں کر کے ملین (کروڑوں) کی طرف اپنے سفر پر رواں دواں ہے۔

الفضل آن لائن

•زیر بحث عنوان میں دو الفاظ الفضل اور مربی غور طلب ہیں۔

"الفضل" وہ اخبار ہے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کی زیر ادارت حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت سے 18جون 1913ء کو قادیان سے جاری ہوا۔اس کا نام "الفضل" بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تجویز فرمایا۔اس کے 106 سال جاری رہنے کے بعد جب حکومت پنجاب پاکستان نے اس کی اشاعت پر پابندی عائد کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے 13 دسمبر 2019ء کو لندن سے آن لائن جاری فرمایا جس نے پونے تین سال کے عرصہ میں لاکھوں افراد تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔اسی الفضل کے متعلق مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب بات کر رہے ہیں۔

مربی کے معانی

جہاں تک مربی لفظ کا تعلق ہے۔یہ رب سے نکلا ہے۔جس کے معنی پالنے والا، تربیت کرنے والے کے ہیں۔رب کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اس وقت بھی اپنی مخلوق کو پالتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے اور پیدائش کے بعد اس وقت بھی جب وہ کوئی کام کرنے

سے عاجز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ بڑھاپے تک جاری رہتا ہے۔ یہی سلسلہ چرند پرند اور جانوروں میں بھی جاری ہے، ان معنوں میں الفضل آن لائن جماعت احمدیہ میں ہر کس و ناکس، چھوٹے بڑے، مرد و عورت، بچہ و ناصرہ کی روحانی پرورش کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اس میں احمدی خواتین کے لیے ''حدیقۃ النساء'' کا کالم بھی موجود ہے۔ اس میں ناصرات کے لیے ''بزم ناصرات'' اور اطفال کے لیے ''اطفال کارنر'' کے فیچرز شائع ہوتے ہیں۔

جہاں تک رب کا تربیت کے معنوں میں تعلق ہے۔ ان معنوں میں بھی الفضل جماعت احمدیہ کے مردوں اور خواتین کے تمام Stages کے لیے برابری کی سطح پر تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرتا ہے۔

جس میں قرآن جیسی عظیم کتاب کی تعلیمات اور احکام خداوندی متعارف کروانے سے لے کر ان کی تشریح و تفسیر پر مشتمل احادیث، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی جاتی ہے اور پھر آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات اور خلفائے احمدیت کی بروقت رہنمائی، تربیت اور غذائیت کا کام کرتی ہے۔ اس کے جتنے آرٹیکلز اور ہفت روزہ فیچرز ہیں وہ تمام کے تمام روحانی غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں جو ایک مومن کی روحانی سیری کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام فیچرز اور مضامین پر الگ الگ سے بات ہو سکتی ہے کہ یہ تمام مربی بھی ہیں اور تربیت و اصلاح کی آماجگاہ اور تربیت گاہ بھی ہیں۔ تاہم یہاں قارئین کی آراء و خیالات کو شامل کیا جارہا ہے کہ وہ کیسے اخبار الفضل کو مربی کے طور پر دیکھتے اور تربیت کا ذریعہ پاتے ہیں۔

• مکرم عبدالسمیع خاں۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال گھانا

مکرم میر محمود احمد کا یہ جملہ درست ہے اور میں اس کا عینی گواہ ہوں۔ میں الفضل کا ایڈیٹر تھا میں جامعہ میں میر صاحب سے ملنے گیا میں نے دیکھا کہ نوٹس بورڈ پہ یہ جملہ لکھا ہوا ہے کہ ایک سال تک کوئی الفضل پڑھ لے تو اچھا مبلغ بن سکتا ہے۔ الفضل کی الگ اپنی تو کوئی حیثیت نہیں۔ یہ قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام ہم تک پہنچاتا ہے اور ان کی روشنی میں

خلفاء جو ارشادات فرماتے ہیں وہ ہم تک پوری تفصیل کے ساتھ پہنچاتا ہے اس لیے در حقیقت یہ قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ وقت کی آواز ہے اس لیے میں نے جوبلی کے شمارہ محترم میر صاحب کا یہ جملہ محفوظ کر دیا تھا اور یقیناً جب تک جماعت احمدیہ اور الفضل زندہ ہے یہ فقرہ بھی زندہ رہے گا۔ اب الفضل کیا کرتا ہے۔ قرآنی تعلیمات رسول اللہ ﷺ کی سنت اور مسیح موعود علیہ السلام کے تربیتی ارشادات ہم تک پہنچاتا ہے اسی کی روشنی میں علمائے سلسلہ اور افراد جماعت احمدیہ ہر قسم کے مضامین لکھتے ہیں۔ اخلاقی، تربیتی، قرآن کی تفسیر کلام کے، موازنہ کے مضامین، دشمنوں پر اسلام کی صداقت اور احمدیت کی صداقت ثابت کرنے کے لیے مضامین لکھتے ہیں۔ اب اگر کوئی ایک شخص سال تک انہیں پڑھتا رہے توجہ کے ساتھ تو وہ یقیناً اچھا مبلغ بنے گا اس میں تو کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے الفضل، جو جماعت احمدیہ پر ہر روز طلوع ہوتا ہے اور ایک نیا مائدہ لے کر حاضر ہوتا ہے اور ایک اچھا مبلغ بنانے کیلئے ساری صفات اس کے اندر موجود ہیں۔

• مکرم ڈاکٹر ابن شاہد عجمی

اخبار الفضل کسی فرد کو کامیاب مربی ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب شخص بننے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں شامل مواد ہر قسم کے موضوع پر متنوع معلومات فراہم کرتا ہے۔ دینی، مذہبی، اخلاقی، روحانی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، سائنسی جغرافیائی، تاریخی (علم تصوف، طلبہ کے مسائل) فقہی غرض کہ کوئی بھی عنوان ہو، یہ واحد اخبار اس کا احاطہ کرتا ہے۔ میں تو اسے انسائیکلوپیڈیا قرار دیتا ہوں۔ اللّٰھم زدفزد۔

• مکرم انصر رضا۔ مبلغ سلسلہ کینیڈا

کامیاب مربی بننے کے لئے اہم ترین ضرورت وسیع مطالعہ ہے۔ پچھلے ادوار میں نشرواشاعت کے ذرائع نہایت محدود ہونے کے باعث یہ ضرورت کما حقہ‘ پوری نہیں ہوتی تھی۔ علم کا شوق رکھنے والے لوگ لمبے لمبے سفر اختیار کر کے اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ لیکن اب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ میں قرآن مجید کی پیشگوئی ”وَ إِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ “بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے بلکہ اس میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ رسائل و اخبارات طباعت کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کے ذریعہ بآسانی دستیاب ہیں۔ الفضل آن لائن اس کی بہترین مثال ہے اور ہمارے لئے وہ روحانی مائدہ ہے جو گھر بیٹھے ہم پر روزانہ نازل ہوتا اور ہماری تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ مربیان کرام بفضلہ تعالیٰ ان علمی و روحانی سرچشموں سے استفادہ کر کے اپنا علم بڑھاتے اور احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمارے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے یہ آسانیاں پیدا فرمائیں۔

• مکرم ایم ایم طاہر

الفضل ایک روحانی نہر ہے۔ الفضل آپ کی روحانی، علمی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے کردار کی مضبوطی کے لئے الفضل کا روزانہ مطالعہ کیجئے۔

• مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

الفضل کے سارے مندرجات نیک اثر چھوڑتے ہیں۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبوں میں مرحومین کے ذکر خیر والا حصہ اور یاد رفتگاں والے مضامین بہت اثر کرتے ہیں۔ جانے والوں کی قربانیوں اور خدمات کا پڑھ کر رشک آتا ہے۔ الفضل کے حوالے سے اپنا منظوم کلام بھی پیش ہے۔

بہت تھیں پھیکی سی میری صبحیں نظر نہ آتا تھا جب یہ پرچہ
میں اس کی بندش سے مضطرب تھی بہت تھا حزن و ملال دیکھو
چھڑا دیے ہیں فضول دنیا کے جھوٹے اخبار اور رسالے
ہر ایک دل میں ہے اس کی چاہت یہی ہے اس کا کمال دیکھو
یہ دور کہف و رقیم جیسا ہمیں فلک پر اڑا رہا ہے
جہاں میں ہرگز نہیں ملے گی کوئی بھی ایسی مثال دیکھو

ہمارا مولا بہت توانا قدیر و قادر ہے مقتدر ہے
ہمیں بچاتا ہے دشمنوں سے بنا ہوا ہے وہ ڈھال دیکھو
شرارے شر کے پڑے پلٹ کر انہی پہ جو ہیں ہمارے بدخواہ
نہیں مناسب تکبر اتنا اب اس کا قہرو جلال دیکھو
ہوئے ہیں ظلمت کے ایسے رسیا کہ آنکھیں اپنی ہی پھوڑ لی ہیں
خود اپنی پستی سے بے خبر ہیں ہوا ہے کیسا زوال دیکھو
دلوں کے ایماں پہ فیصلے اب ہوا کریں گے زمین پر ہی
خدا کے بندے خدا بنے ہیں یہ ان کی جرأت مجال دیکھو
وطن سے لگتا تھا خط ہے آیا مرے پیاروں کی خیر لے کر
بہت مبارک ہو اس کی آمد ہوئے ہیں سب ہی نہال دیکھو

• مکرم م م محمود

خاکسار کی نظر میں ایک کامیاب مبلغ کے لیے باخبر ہونا ضروری ہے اور اس بابت حضرت مصلح موعودؓ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجود ہیں۔ آج الفضل کی افادیت سے انکار نہیں۔ یہ ایک ایسا اخبار ہے جو نہ صرف حالیہ جماعتی و دنیاوی حالات سے باخبر رکھتا ہے بلکہ ماضی کے حالات و واقعات بابت بھی آگاہی دیتا ہے۔ جس کی ایک مثال الفضل آن لائن کا سلسلہ مضامین ”سو سال قبل کا الفضل“ ہے۔

• مکرمہ فوزیہ گل۔ صدر لجنہ اماء اللہ، جے پور انڈیا

مکرم سید میر صاحب کا یہ جملہ بچوں کو اپنی تربیت کرنے کا سب سے آسان اور کارگر نسخہ ہے۔ جو آج بھی صد فی صد کارآمد ہے اور اس بات کی سچائی ہمیں ایڈیٹر صاحب کو لکھے ہوئے لوگوں کے خطوط کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے جب وہ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ الفضل کو پڑھنے سے ان کی معلومات میں نہ صرف اعلیٰ درجہ کا اضافہ ہوا ہے بلکہ یہ اخبار ان کی زندگیوں کا حصہ بن گیا

ہے۔ الفضل اخبار کو میں خود تقریباً سوا سال سے لگاتار پڑھ رہی ہوں اور میری معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اخبار میری ہر ضرورت کے وقت ایک حقیقی دوست کی طرح میری مدد کرتا ہے۔ جب کبھی کسی مضمون کی ضرورت ہوتی ہے فوراً الفضل سے مدد مل جاتی ہے۔ ہفتہ قرآن مجید کے دوران قرآن کے تعلق سے مضامین۔ سالانہ اجتماع کے دوران جب مجھے ذیلی تنظیموں کے تعلق سے مضامین چاہیے تھے اور بھی نہ جانے کتنے مواقع پر الفضل اخبار کی مدد سے لوگوں کو بھی مضامین ڈھونڈ کر دیئے ہیں۔

•مکرم ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

الفضل کا پودا ایک تن آور درخت بن چکا ہے۔ الفضل ایک صدی سے زائد عرصہ سے دنیا بالخصوص احمدیوں کی تربیت کا کام کر رہا ہے۔ خلفائے احمدیت سے بالواسطہ فیضیاب ہونے والا یہ جریدہ اپنے پانچویں دور میں جماعت احمدیہ کے آفیشل آرگن کے طور پر خدمات بجا لا رہا ہے۔ قادیان، لاہور، ربوہ اور لندن اسلام آباد کے بابرکت مراکز سے خلیفۃ المسیح کی آواز کو گھر گھر پہنچانے جیسی عظیم الشان ذمہ داری نہایت احسن رنگ میں پوری کرتے ہوئے الفضل نے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت میں مرکزی کردار ادا کیا ہے اور کرتا چلا جا رہا ہے۔ نیز بتیس دانتوں میں پھنسی زبان کی مانند الفضل نے مافی الضمیر اور حق صحافت خوب ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔

•مکرمہ وسیمہ اوپل۔ آسٹریلیا

یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے بہت چھوٹی عمر سے اپنے گھر میں الفضل سے شناسائی حاصل کی اور میرے والدین نے اس کے پہلے صفحہ پر تحریر کردہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس اور خطبات خلیفۃ المسیح سے محبت کا جذبہ اجاگر کیا۔ میں نے علماء کے مضامین اور خاص طور پر الفضل کے سالانہ نمبر سے اپنے علم میں اضافہ کیا اور آج بفضلِ خدا میں واقفِ زندگی

ہوں۔ الفضل کی پابندی سے مجھے غم ہوا تھا۔ لیکن آج میں بہت خوش ہوں کہ مکرم حنیف محمود صاحب کی کاوش سے آن لائن الفضل تک مجھے رسائی حاصل ہے۔

•مکرم نفیس احمد عتیق۔ جرمنی

الفضل مضمون کی ترتیب بنانا سکھاتا ہے۔ ہمہ جہتی تحقیق اور گفتگو میں وسعت عطا فرماتا ہے۔

الفضل پڑھنے والا ہر طبقہ ہائے فکر سے متعلق بنیادی معلومات کا حامل ہوتا ہے۔ اس کو پڑھنے والا انسانی فطرت اور اس سے جڑے مسائل کو فیلڈ میں بہتر سمجھ پاتا ہے۔ دینی علوم کیساتھ دنیاوی ضروری معاملات کی آگاہی الفضل سے حاصل ہوتی ہے۔ الفضل پڑھنے سے ہم دوسروں کے حاصلِ مطالعہ سے بھی بہتر فائدہ اٹھالیتے ہیں۔

•مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن

مجھے تو ایسے لگتا ہے ہر پیاسے کو پیاس بجھانے کے لئے پانی مل جاتا ہے۔ یہ ہم سب کو سیراب کرتا ہے۔ پیارے حضور کی پیاری باتیں، ورچوئل ملاقاتوں کا حال، بزرگوں کے حالات، تمام علمی، دینی مائدہ موجود ہے۔ بہترین اداریے، دنیا جہان کی رپورٹ جماعت میں کہاں کیا ہو رہا ہے۔ فقہی کارنر، اردو کے سبق، بیماریوں کے علاج، نظمیں، غزلیں۔ میں ذاتی طور پر سب سے پہلے پہلا صفحہ پڑھتی ہوں کہ ارشاد باری تعالیٰ، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سلطان القلم کے رشحات قلم، باقی ہر کوئی اپنے روح اور دل کو سکون پہنچا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب اپنی زندگیوں میں اچھے اچھے رنگ بھر سکیں جس سے صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہمارے آس پاس سب کو ہماری وجہ سے سُکھ اور سکون مل سکے ہمارے گھروں میں رحمتیں برکتیں نازل ہوں۔ آمین۔

•مکرم نیاز احمد نائک۔ استاد جامعہ احمدیہ قادیان

الفضل ایک بہترین مربی ہے۔ یہ مربیان کی بھی تربیت کرتا ہے جو کہ تربیت پر مامور ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ استادوں کا استاد ہے۔ الفضل اپنے اندر

ایسا تذکیری مواد رکھتا ہے جس سے انسان کا اندرونی مربی بیدار ہوتا ہے۔ میدان تبلیغ میں متعین مربیان کے لئے تربیتی لحاظ سے کافی بہترین اور مؤثر مواد فراہم کرتا ہے۔ پیارے استاد مکرم میر محمود احمد ناصر کا طلباء کو یہ فرمانا ''اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔'' بالکل صد فی صد درست ہے۔ اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ الفضل اپنے اندر ان تمام امور کا احاطہ کررہاہے جو ایک مربی کے لئے میدان تبلیغ میں کارگر ہوسکتے ہیں۔ الفضل ایک ایسے مائدے کی طرح ہے جس میں انواع و اقسام کے پھل موجود ہیں اور ان پھلوں کو بڑے سلیقے اور طریقے سے سجایا گیا ہو (یعنی مضامین اور کالمز وغیرہ کی ڈیزائنگ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے) ان کی ترتیب، آرائش وزیبائش میں قارئین کے لئے ایک قوت جذب اور کشش ہے۔ پھر جب ان پھلوں کو کھاتے ہیں یعنی الفضل کے مضامین، خطاب وخطابات امام کو پڑھتے ہیں تو روح سیر ہو جاتی ہے۔ ایک اچھا مربی بننے کے لئے خلیفۃ المسیح کی منشاء سے آگاہ رہنا بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں الفضل قابل ستائش کام کررہاہے۔ الفضل افراد جماعت کو خلیفۃ المسیح کے خطبات و خطابات اور دیگر مصروفیات سے فی الفور متعارف کرانے میں کلیدی کردار ادا کررہاہے۔ الفضل علمی، تربیتی اور روحانی مضامین سے لبریز ہوتا ہے۔ علی الصبح ہی الفضل سے کلام خداوندی کو پڑھ کر دن حکم خداوندی کے مطابق گزارنے کی تحریک و تحریص ہوتی ہے۔ ایک مربی کو معاشرے کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہر ایک کے لئے الفضل میں اس کے ذوق اور ذائقہ کے مطابق مواد ہوتا ہے۔ حال ہی میں خدام الاحمدیہ کے تعارف پر مبنی ایک سیریز الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے۔ لجنہ اماء اللہ جو امسال صد سالہ جوبلی منا رہی ہے ان کے لئے بھی آئے دن مضامین شامل ہورہے ہوتے ہیں۔ تمام ذیلی تنظیموں اور جماعتی عہدیداروں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز ارشادات پر مشتمل ایک نیا فیچر ''اپنے جائزے لیں'' کے نام سے شائع ہورہاہے۔ حضور پرنور کے بیان فرمودہ اس لائحہ عمل کو ایک جگہ جمع کرنا ایک قابل قدر امر ہے۔ یہ سعادت بھی الفضل کے حصے میں آرہی ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ الفضل کے مضامین

بروقت، برمحل اور برجستہ ہوتے ہیں۔ ہماری جستجو یہ ہو کہ ہم بغور اسکا مطالعہ کریں۔ ہماری فکر و تدبر میں بھی اسکے مطالعہ سے بے پناہ اضافہ ہو گا۔ان شاء اللہ۔

•مکرمہ سعدیہ طارق

خاکسار کافی سالوں سے الفضل کے روحانی مائدہ سے محروم تھی۔ ایک سال پہلے اللہ کے فضل سے ایڈیٹر مکرم حنیف محمود صاحب سے کسی مضمون کے سلسلہ میں بات ہوئی جب آپ کو علم ہوا کے ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے الفضل پڑھنے سے محروم ہیں تو آپ نے باقاعدگی سے الفضل بھجوانا شروع کر دیا۔

بچپن سے الفضل پڑھنے کی عادت تھی جب دوبارہ الفضل پڑھنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ الفضل نہ صرف ایک دینی تعلیم کا انسٹیٹوٹ ہے بلکہ انسائیکلو پیڈیا بھی ہے۔ ابھی دو دن قبل جب الفضل پڑھا تو آخر میں ایک سبق آموز بات میں مکرم سید محمود احمد ناصر کا جملہ پڑھا کہ اگر ایک سال الفضل کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک اچھا مربی بنا جاسکتا ہے۔ اس بات نے میرے خیالات اور جذبات کی تصدیق کر دی اور الفضل انسٹیٹوٹ، انسائیکلو پیڈیا کے علاوہ اب مجھے ایک مربی کی بیٹی سے مربی میں بھی بدل رہا ہے یہ بات مجھے آج محسوس ہوئی کیونکہ بہت ساری باتیں بیان کرنی اور سمجھانی الفضل کے ذریعہ آسان ہو گئی ہیں اللہ اس نعمت کو ہمیشہ جاری رکھے۔

•مکرمہ نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے

مکرم ذیشان محمود کی وساطت سے سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی سبق آموز بات پڑھنے کو ملی جو کہنے میں ہلکی مگر وزن میں بہت بھاری ہے۔ ظاہر ہے اخبار کو شروع کرنے کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اور بچی کے سونے کے کڑے پونے پانچ سو میں بیچ کر اس کام کا آغاز کیا تھا وہ کیونکر ہلکا ہو سکتا ہے۔ کبھی وہ بھی وقت تھا جب پاکستان میں پابندی لگی تو ہمارے لئے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان نہیں تھا۔ کئی برس اس کی جدائی سہنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور کمپیوٹر کی ایجاد کر کے ہمارے لئے آن لائن اخبار کا موقعہ دے کر

اسے مزید آسان بنا دیا۔ ہر قسم کا علمی مضمون ایک کلک کی دوری پر ہے۔ یہ نعمتِ خداوندی ہے جسے ہم نے اپنے اندر سمونا ہے۔ خصوصاً لجنہ اماء اللہ عالمگیر جو آج کل اپنے وجود کی صد سالہ جوبلی منا رہی ہے اسے یاد رکھنا ہو گا کہ وہ ابتدائی وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور باقی جماعت پر بھی بہت بھاری تھا مالی حالات بہت تنگ تھے۔ حضرت اُمِ ناصر کی اس قربانی کو ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے، اگر وہ اپنا اور اپنی بچی (والدہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ) کا زیور نہ دیتیں تو شاید یہ اخبار التوا میں پڑ جاتا۔ لجنہ کو اپنی پہلی صدر لجنہ (حضرت اُمِ ناصر) کے اس احسان کو یاد رکھنا ہے۔ اس لئے کہ اخبار ہر قسم کے علمی مضامین سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو ہمارے ذہن کو جلا بخشتا ہے۔

• **مکرمہ ناصرہ احمد۔ کینیڈا**

مربی کا کام تربیت کرنا ہے اور سب سے پہلے اپنے نفس کی تربیت کا کام، جو کہ زندگی کے ہر نئے دن میں نئے تقاضوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ہر انسان اپنی ذات میں اپنے اور دوسروں کے لیے مربی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جہاں سے بھی حکمت کی بات ملے اسے لے لینا اور عمل کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچانا ایک مومن کا کام ہے۔ اصلاح نفس ایک تدریجی عمل ہے جس کے نتائج صرف اخلاق کی کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ اس کے لیے عمل کے ساتھ مسلسل ایک گائیڈ، ایک رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ الفضل اخبار ایک ایسا گائیڈ اور رہنما ہے جو اپنے قارئین کے لیے اخلاقی، روحانی اور تعلیمی ترقی کی تربیت گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنے نام کی طرح الفضل اللہ کے افضال کی برستی ہوئی بارش ہے۔ اس میں چھپنے والے مضامین اپنی نوعیت میں منفرد ایک اعلیٰ دینی اور اخلاقی معیار پیش کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی موسلا دھار بارش ہے جس کا ہر قطرہ ہر روز آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء، صحابہ اور دیگر بزرگان سلف زندگی کی روشنی میں اپنی غلطیوں کو سدھارنے اور تقویٰ کی راہ پر چلنے کے لیے آبِ بقا کا کام دیتا ہے۔ ایک مربی ان سب فوائد کو حاصل کرنے کے ساتھ الفضل کے مطالعہ سے طرح طرح کے ملکی اور غیر ملکی حالات

اور جماعتی سرگرمیوں سے باخبر رہتا ہے۔ اسی طرح مختلف طبقہ ہائے فکر کے مفکرین اور لکھاریوں کی تحریریں اور دنیا بھر کی جماعتوں کی رپورٹس جہاں اسے معلوماتی مواد مہیا کرتی ہیں وہیں ایک بہترین ادب پڑھنے کا مواد مہیا ہونے کے ساتھ اسے لکھنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ پیغام حق پہنچانے کے موثر طریقے سیکھنے کا اہم ذریعہ ہے کیوں کہ اس پلیٹ فارم پر جماعت احمدیہ کے افراد اور مربیان میدان عمل کے تجربات شئیر کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے گائیڈ کا کام بھی دیتے ہیں۔ اس لیے الفضل اخبار کا بغور اور مسلسل مطالعہ ایک مربی کے لیے روحانیت کی ایک ایسی ڈرپ ہے جو رگ وپے میں نئی جان ڈال دیتے۔ اسی لیے یہ کہا گیا تھا کہ اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں۔

• مکرمہ محمودہ احمد۔ جرمنی

اخبار الفضل دراصل ایک گلدستے کی طرح ہے۔ اس میں روزانہ ارشاد باری تعالیٰ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات ملتے ہیں جو کہ ہماری تربیت کے لئے بہت اہم ہیں۔ ان سے ہمارے دینی علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر دینی مضامین بھی ہوتے ہیں اور معلومات عامہ کے حوالے سے بھی مضامین ہوتے ہیں اور ایک مربی کے لئے صرف دینی علم ہی نہیں بلکہ معلومات عامہ بھی بہت ضروری ہیں۔ لہٰذا جب ان چیزوں کا روز مطالعہ کیا جائے گا تو یقیناً علم میں اضافہ ہو گا۔ ان شاءاللہ۔

• مکرمہ منصورہ فضل من۔ قادیان

روزنامہ الفضل میں ایک سبق آموز بات کہ ”اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو ایک اچھے مربی بن سکتے ہیں“ پڑھتے ہی اس کی حقیقت پر غور کرنے لگی کہ واقعی ایسا ہی ہے پہلے جب اجتماع ہوتے تھے تو بچے بچیاں اپنی تقریر لکھوانے کے لیے مربیان کو عنوان دے کر تقریر لکھواتے تھے لیکن آج الفضل آن لائن کی وجہ سے یہ کام بس ایک کلک کی دوری پر ہے. مجھے جب بھی کسی مضمون میں مدد چاہیے ہوتی ہے تو بس الفضل کا ہی خیال آتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے

مایوس ہونا پڑا ہو یہاں تک کہ اگر کسی مضمون کے لیے اشعار کی ضرورت پڑے تو اس کا خزانہ بھی یہاں موجود ہے۔

اخبار الفضل اپنے نام کی طرح فضل کی بارشیں ہم پر روز برساتا ہے۔ کلام اللہ ہو یا ارشادِ نبویؐ، کلام الامام ہو یا ارشادات خلفاء کرام یہ وہ بارش ہے جس سے ہماری تشنہ روحیں سیر اب ہو رہی ہیں۔ اس اخبار کی سب سے اہم خصوصیت خلیفہ وقت کے تازہ خطبات اور خطابات ہیں جو ہم تک پہنچا کر ہمیں شاد کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وقت موقع کی مناسبت سے ہمیشہ روح پرور مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو معلومات میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں جیسے پچھلے دنوں ماہ محرم کی مناسبت سے بہت ہی معلوماتی مضامین اور کلام شائع ہوتے رہے پھر لجنہ کی جوبلی کے موقع پر جو تاریخی مضامین شائع ہو رہے ہیں اس سے ہمارے علم میں بہت اضافہ ہو رہا ہے۔ دعا کا تحفہ، فقہی کارنر، کتاب تعلیم کی تیاری، کس کس کا ذکر کروں یہ سب ہماری تعلیم و تربیت کا بہترین ذریعہ بن گئے ہیں۔ لیکن جس چیز کا میں خاص طور یہاں ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں وہ الفضل کا اداریہ ہے جسے پڑھ کر میں ہمیشہ حیران ہوتی ہوں کہ کتنے عام سے جملے یا محاورے پر کیا ہی بہترین اداریہ پیش کیا جاتا ہے جس سے ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

آخر میں پیارے حضور کی بہت شکر گزار ہوں کہ الفضل آن لائن کا اجراء فرما کر آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے جو ہر گھر میں مربی کو جنم دے رہا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك۔

یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بڑا احسان ہے
تشنہ روحوں کے لئے اک چشمہ عرفان ہے
فیض گر حاصل کریں ہونگے یقیناً شادکام
تربیت فہم و فراست کا یہاں سامان ہے
نعمتیں چن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دسترخوان ہے

•مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات کے ضمن میں شامل ہونے والا یہ جملہ اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں نا صرف مربیانِ کرام بلکہ ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ کہ الفضل کا ہر پرچہ صفحہِ اول سے آخر تک روحانی، تربیتی اور ذہنی انقلاب کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ قاری کو ہر روز ایک آیتِ قرآنی پر غور کرتے ہوئے احادیثِ مبارکہ، فرموداتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں اُس کا مفہوم سمجھنے اور اس سے جُڑے مزید اہم اور تفسیر طلب نکات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ کہیں خدا تعالیٰ کے پیاروں کے وہ ارشادات کہ خدا ہم سے کیا چاہتا ہے اور کہیں ان ارشادات پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کے انعامات پانے والوں کے ذاتی تجربات آتشِ عشق الٰہی کو ہوا دیتے ہوئے سلوک کی راہوں پر قدم مارنے کی تحریک دلاتے ہیں۔ روزنامہ الفضل کا ہر مضمون، ہر سلسلہ کسی نا کسی رنگ میں تربیتی نکتہ لئے ہوتا ہے جو اضافۂ علم و ایمان کے لیے سنگِ میل ثابت ہوتا ہے۔ عاجزہ کو بھی روزنامہ الفضل کے مطالعہ سے بہت سے نکات سمجھنے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔

•مکرم آر آر قریشی

الفضل کا ہر شمارہ میرے علم میں بہت سی نئی ایمان افروز باتوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ دینی اور دنیاوی بہت سارے علوم کی واقفیت ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔

•مکرم اے آر بھٹی

الفضل کا پہلا صفحہ ہی ایسی تربیت گاہ ہے جس سے ہمارا سارا خاندان مستفید ہوتا ہے۔

•مکرمہ منزہ سلیم۔ جرمنی

الفضل آن لائن کا روزانہ شمارہ پڑھ کر بہت دلی سکون ملتا ہے۔ جب تک پورا الفضل پڑھ نہ لوں اور افادہ عام کے لئے اسے ٹویٹر اور انسٹا گرام کے اسٹیٹس پر نہ لگا لوں سکون نہیں ملتا۔

•مکرم تیمور احمد خان

خاکسار روزانہ الفضل کا مطالعہ کرتا ہے خاص کر پہلے صفحے کا اور آخری صفحے کا۔ فقہی کارنر، ایک سبق آموز بات اور دعا کا تحفہ بہت اچھے مضامین ہوتے ہیں۔

•مکرمہ نصرت قدسیہ وسیم۔ فرانس

سارا الفضل ہمیشہ ہی علم وحکمت سے بھرا ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ الفضل کو ایک استاد کی حیثیت حاصل ہے۔

•مکرمہ کوثر ضیاء

الفضل آن لائن ہمیشہ کی طرح پر اثر، معیاری، معلوماتی اور روحانی بالیدگی کے سامانوں سے لیس احباب جماعت کے لئے ایک زبردست جریدہ ہے۔ مستقل سلسلے تو سارے ہی زبردست ہیں۔ پیارے امام کی طرف سے بنیادی مسائل کے جوابات ذہن کی گرہیں کھولنے والے تھے۔ مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا تو مقصد زندگی ہونا ہی چاہئے۔ سو سال قبل کا الفضل دلچسپ سلسلہ ہے۔ دیوسائی اور کسارا جھیل کی سیر کی۔ اسیران راہ مولا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں نے تو دل موم کر دیے تھے ہر پڑھنے والے کے جذبات سوا تر تھے۔ خدا تعالیٰ یہ ساری دعائیں اس وقت کے سارے پیاروں کے حق میں بھی قبول فرمائے جو اسیری کے شب و روز گزار رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف منعقد کیے گئے مشاعرے کی روداد ایڈیٹر صاحب کے قلم سے لکھی گئی تھی، اس نے بہت مزا دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو وہیں حاضر پایا۔ ’’اپنے جائزے لیں‘‘ اور ’’جماعت احمدیہ کا نظام خلافت‘‘ سوچوں کو نئی جہت دینے والے مضامین تھے۔ یقیناً اس کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں اور آپ کے زیر نگرانی ساری ٹیم کی کاوشیں ہیں۔

• مکرمہ منزہ خالد۔ جرمنی

"آن لائن الفضل" کے علمی مضامین سے ذہن کو ایسی جلا ملتی ہے کہ اب اللہ کے فضل سے الفضل میں مضامین لکھ کر اس قلمی جہاد میں حصہ لینے کے توفیق پا رہی ہوں۔ یہ اخبار مختلف، خوبصورت اور خوشنما رنگوں پر مشتمل اخبار ہے۔ جو دینی علم کے اعتبار سے، خلیفۂ وقت سے لازوال محبت اور اطاعت کے جذبات کا اظہار، معلوماتی مضامین اور زبان و ادب کی خوش ذائقہ چاشنی کے ساتھ ہمیں گھر بیٹھے مختصر، منتخب اور مستند حالات حاضرہ سے باخبر اور یک جہتی کا ماحول میسر کر رہا ہے۔

• مکرمہ درثمین خان۔ جرمنی

میں نے اپنے لیپ ٹاپ میں الفضل اخبار کے نام کا ایک فولڈر بنایا ہوا ہے۔ پیارا الفضل بہت ساری مفید اچھی مختلف انفارمیشن کا مجموعہ ہے۔ as a chief librarian اپنے users کو مختلف موضوعات پر انفارمیشن دینے کے لیے میرا پیارا الفضل میرے لیے assistant لائبریرین کا کام کرتا ہے۔

• مکرمہ سدرۃ المنتہیٰ۔ کینیڈا

اس رسالہ میں علمی مضامین کو پڑھنے اور ان پر تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور مسیحِ دوراں اور خلیفۂ وقت سے جڑے تمام روحانی مائدہ کی اشاعت کا بھی ایک خوبصورت سلسلہ پڑھنے کو ملتا ہے۔

• مکرم خالد ملک

الفضل کا احمدیوں کی تعلیم و تربیت میں بہت حصہ رہا ہے۔ جس کو الفضل آن لائن خوب نبھا رہا ہے۔

•مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

روزنامہ الفضل آن لائن کی ہمارے گھروں میں آمد کی برکت سے ہر روز ہم قرآنِ کریم کی ایک آیت اور ایک حدیث یاد کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسی احادیث مبارکہ الفضل کی زینت بنتی ہیں جو پہلی دفعہ الفضل کی وساطت سے پڑھنے کو ملتی ہیں۔

•مکرم بشارت احمد شاہد۔ مبلغ سلسلہ، لٹویا

الفضل کا معیار بہت اچھا اور معیاری ہے۔ معلومات سے بھرپور۔ ربوہ کی کمی دور ہو گئی ہے۔ اسے دیکھ کر ربوہ کا سابقہ دور یاد آجاتا ہے جب ہر روز اخبار گھر میں آتا تھا۔ میں روزانہ ہی تقریباً الفضل کے کسی ایک آرٹیکل کا قرغیز اور ازبک زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب (web) پر ڈال دیتا ہوں۔ جو لوگوں کے علم و ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا رہتا ہے۔

•مکرم رانا عبد الرزاق خاں۔ ایڈیٹر قندیل، لندن

تمام مضامین ہی دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں جنہیں پڑھ کر خوشی ہوتی ہے اور بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ الفضل نے ماشاء اللہ بہت ترقی کر لی ہے اور کافی وسعت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا بھر کے اردو قارئین کے پاس الفضل کے سوا ہے ہی کیا، پڑھنے کو۔ جس میں خبریں، اطلاعات ملتی ہے۔ اور حضرت خلیفہ وقت کا خطبہ جلد پڑھنے کو مل جاتا ہے۔

•مکرمہ بشری ارشد والدہ مکرم کامران ارشد شہید۔ کینیڈا

جس طرح کسی دعوت پر کھانے سے قبل مزیدار Appetiser مل جائے تو وہ اتنا کھا لیا جاتا ہے کہ بعد میں مزید کھانے کی ضرورت کم ہی رہتی ہے یہی کیفیت الفضل کی ہے۔ الفضل کے مطالعہ سے طبیعت سیر ہو جاتی ہے۔

•مکرمہ شمیم اختر۔ مسی ساگا۔ کینیڈا

الفضل اخبار میں اردو کے اسباق کا سلسلہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔ ہم اردو بولنے والے بھی جو اردو کے قواعد و ضوابط سے نا آشنا تھے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

• مکرم مبشر احمد

الفضل آن لائن شاندار اور لاجواب مضامین سے پر ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے حصول میں لاجواب ہے۔

• مکرمہ لبنیٰ بشارت۔ جرمنی

آن لائن الفضل پڑھنے کا ایک الگ سے مزا ہے۔ ہر روز ایک موضوع پر مختلف پیرائے میں لکھے گئے بہترین مضامین تربیت اور اصلاح کے ساتھ ساتھ ذہنی ترو تازگی کا باعث بنتے ہیں۔

• مکرم سید عمار احمد۔ جرمنی

ماشاء اللہ بہت ہی زبردست اخبار ہے۔ مجھے اپنی بہت سی کمزوریاں اس کو پڑھتے ہی سمجھ آجاتی ہیں۔

• مکرم زاہد محمود

الفضل کا اجراء حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی دعاؤں اور خاص توجہ کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود بیٹے اور موعود خلیفہ کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ خلافت احمدیہ کے اب تک کے تمام دور میں الفضل نہ صرف خلفاء کی توجہ سے فیض اٹھاتا رہا ہے بلکہ جماعت کا آرگن ہونے کے باعث احباب جماعت کی روحانی، علمی، قلمی، لسانی اور قلبی تسکین کے سامان بھی بہم پہنچاتا رہا ہے۔ خلفاء کی تحریکات دراصل خدائی تحریکات کا ظل ہوتی ہیں اور روح القدس سے خدا ان میں مدد کر رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کے نتائج بھی غیر معمولی اور خارق عادت ہوتے ہیں۔ الفضل کا آغاز ایک خلیفہ کے منشاء اور پسندیدگی کی سند لے کر ہونا اور جاری کرنے والا آئندہ ہونے والا موعود خلیفہ، معاملہ نور علیٰ نور، اس لئے نتائج بھی نور علی نور۔

•مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا

مربی کا مطلب عموماً پالنے پوسنے والا، پرورش کرنے والا، تربیت کرنے والا، سرپرست، پشت پناہ، دست گیر، حامی کے زمرے میں آتا ہے۔ ہماری جماعت میں مربی سلسلہ سے مراد جماعت کی تربیت کرنے والا، ایک ایسا شخص جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نہ صرف علم رکھتا ہو بلکہ خود اس کا بہترین نمونہ ہو اور احباب جماعت کو ان پر کاربند کروانے والا ہو۔ الفضل آن لائن ایک مکمل پیکج پر مبنی اخبار ہے جس میں روزانہ ایک منتخب موضوع پر قرآنی آیات، احادیث، حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقوال، خلفاء کے ارشادات، تربیتی، علمی، معاشرتی مضامین کا ملا جلا سلسلہ جو نہ صرف ازدیاد علم کا باعث ہوتا ہے بلکہ ایک طرح سے یاد دہانی کا کام بھی کرتا رہتا ہے۔ جو باتیں ذہن سے محو ہونے کا اندیشہ ہو ان کی بھی یاد دہانی ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح خطبات اور مختلف جلسہ جات کے لیے تقاریر کے لیے حوالہ جات کی فراہمی بھی الفضل نہایت سہل بنا دیتا ہے۔ غرض کہ ایک سال تک بغور اس کا مطالعہ مربی کو اچھا مربی اور ایک بظاہر معمولی تعلیم رکھنے والے کو مربی بنا دیتا ہے اور وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی عمدہ طریق پر تربیت کر سکتا ہے۔

•ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ویلز یوکے

الفضل مائدہ عظیم ہے۔ یہ ایک منی گوگل ہے، جس سے ہم ہر مطلوبہ دینی مواد جلد تر پا لیتے ہیں۔ الفضل ہم سب کیلئے مناسب حال مضامین کے ساتھ ہماری تربیت (جو ہماری ہو گی تو بچوں کی کر پائیں گے) کا منظم بندوبست کرتا ہے، لائق صد تحسین ہے۔ تمام الفضل کی ٹیم اور لکھاری قابل تحسین ہیں۔ سب کیلئے دعائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (حم السجدة 34:) اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ الفضل اس مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ قارئین کو بھی چاہیے کہ ممکن حد تک بہتی نہر سے فائدہ اٹھائیں، ناشتہ سے قبل سرورق بچوں کے سامنے بلکہ بچوں سے پڑھوایا جائے، کیونکہ یہ

اقتباسات قرآن کریم کی آیت اور احادیث سے موزوں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اداریہ تو بہت سے مضامین کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

•مکرمہ امتہ الشافی رومی۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جاری کردہ اخبار الفضل ایثار و قربانی کے زیور سے آراستہ، خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار، مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو پانے کا عزم لے کر الفضل آن لائن کی صورت میں ہمیں ہر روز میسر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسول ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و ارشادات اور بالخصوص فرمان وارشادات خلیفہ وقت سے مزین ہر روز ہماری تربیت کے سامان کر رہا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ خلیفہ وقت اور افراد جماعت کے بیچ تعلق اور خلافت سے وابستگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ پیارے آقا کی صحبت ہمیں ہر وقت میسر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ خدا کے فضل سے اس کے تربیتی فیچرز میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اور ہر فیچر تربیت کا ایک نیا رنگ لئے ہوئے ہے۔ ذیلی تنظیموں کیلئے تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ الفضل کے ذریعہ سے ہر تاریخی دن اور ہر موقع کی مناسبت سے قیمتی مواد کا میسر ہو جانا اور صبح ہی واٹس ایپ گروپ کی زینت بن جانا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ الفضل کے ہر مضمون کا الگ آن لائن لنک بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ یوکے 2022ء کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی صد سالہ جوبلی کی مناسبت سے ذیلی تنظیموں کے قیام، اغراض و مقاصد پر خصوصی شماروں کی اشاعت ہمارے لئے ایک قیمتی خزانہ مل جانے کے مترادف ہے اور تمام ذیلی تنظیموں کیلئے ادارہ کی یہ کاوش قابل ستائش ہے۔ الفضل صحبت صالحین کا بہترین ذریعہ ہے۔ جہاں الفضل خدا کے برگزیدہ اور پیارے بندوں کی سیرت و کارناموں کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہاں افراد جماعت کی زندگیوں پر مضامین اور ان کے بے مثال نمونے پیش کر کے ہمیں اپنے جائزے لینے اور نیکیوں میں بڑھنے کی ترغیب دلاتا ہے۔

• مکرمہ عطیۃ العلیم۔ہالینڈ

الفضل کے ذریعہ ہمیں ایسی معلومات ملتی ہیں جو شاید ہم جیسے عام قاری کی نظر سے ہمیشہ او جھل ہی رہیں اگر وہ الفضل میں شائع نہ ہوں۔ الفضل نے ہمیشہ علمی پیاس بجھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

• مکرم محمد عمر تماپوری۔ کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا

الفضل سے ہر طبقہ فکر فیض حاصل کر رہا ہے۔ نئے قلمکاروں کی مستقبل قریب میں قلمی جہاد کرنے والوں کی ایک نئی فوج تیار ہو رہی ہے جو کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں مصروف رہے گی۔ ان شاءاللہ۔ نئی ٹیکنالوجی اور نیا زمانہ اس بات کا متقاضی تھا کہ ان کی انہی خطوط پر رہنمائی ہو۔ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بہت ضروری ہے۔ اس سے ان کی ہمت بندھی رہے گی اور آگے سے آگے بڑھنے کا جذبہ بنا رہے گا اور الفضل سے رشتہ ٹوٹنے نہیں پاتا۔ ان گنت لوگوں کا اخبار سے جڑ جانا اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ میرے جیسے کم علم اور کم فہم انسان کے لیے آپ کے اداریوں پر تبصرہ کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے۔ اسی بنا پر بعض دفعہ آپ کے اداریوں پر خاموشی رہتی ہوں کہ میرے الفاظ اس کا حق ادا نہیں کرپاتے۔

میں پہلے بھی لکھ چکی ہوں عالمی سطح پر حالات حاضرہ کے مطابق روزانہ باقاعدگی سے اداریے تحریر کرنا جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں بہت بڑا کام ہے جو آپ کو نصیب سے ملا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

• مکرمہ فائقہ بشریٰ۔ بحرین

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ثم اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ خاکسار کو ابتدا سے ہی اس پیارے اخبار الفضل آن لائن کو پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا ہی احسان ہے کہ دنیا کہ ان ممالک میں جہاں یہ اخبار کسی بھی وجہ سے کاغذی صورت میں نہیں پہنچ سکتا تھا اب آن لائن ہونے کی وجہ سے ہوا کے دوش پر سفر کر کے ہر روز روحانی مائدہ فراہم کرتا ہے۔ علم میں اضافہ کا باعث اور عملی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا

ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر مختلف انداز میں پر اثر نصائح کرتا ہے۔ الفضل آن لائن تو ہر گھر میں مربی ہے اور تربیت کا بہترین ذریعہ ہے۔

•مکرم عامر احمد طارق

ہمارے ہاں انتہائی مکروہ اور ظالمانہ قوانین کے بعد جہاں خلافت اور افراد جماعت کی بیرون ملک ہجرت ہوئی وہاں روزنامہ الفضل انہیں سختیوں کے بعد پاکستان سے ہجرت کر گیا۔ بعد اس ہجرت کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور آپ کی ہدایت ور ہنمائی میں اعلیٰ سے اعلیٰ علمی معیار کو قائم کرتا ہوا ہجرت کے انعامات حاصل کر رہا ہے۔ جہاں چند سال پہلے یہ روزنامہ الفضل چند ہزار لوگوں تک محدود تھا آج اس کے قارئین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ جو دشمنان کی مخالفت اور ان کے حسد پر ایک کاری ضرب ہے۔ ایڈیٹر صاحب الفضل اور ان کی ٹیم خاص مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

•مکرمہ صادقہ مرزا۔ آٹوا کینیڈا

اخبار الفضل آن لائن آج کے دور میں ایک رحمت خداوندی ہے۔ اس میں کہیں خدا کا فرستادہ یہ کہتا سنائی دیتا ہے میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ کہیں قرآن مجید کی سورتیں کرنوں کی صورت دل و دماغ کو روشن کر رہی ہیں۔ کہیں حدیث دل میں اجالا کر رہی ہے۔ کہیں ذکر حبیب ہے جس میں حکمت کی باتیں خوبصورت موتیوں کی طرح بکھری ہوی ہیں۔ امن کے راستے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے طریق ہیں۔ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے ہیں۔ چندہ کی اہمیت کی وضاحت ہے۔ غرض زندگی کی تمام اغراض و مقاصد کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ کرے ہم اس سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

•مکرمہ قدسیہ محمود سردار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ’’الفضل اخبار‘‘ 1913ء میں جاری ہوا۔ پھر وقت بدلا، حالات بدلے، زندگی کے قاعدہ و قانون کے

تحت بہت کچھ بدل گیا۔ نہیں بدلا تو ’’روزنامہ الفضل‘‘کا عظیم الشان مقام جو آج بھی بے شمار جماعتی اخبارات و رسائل میں نمایاں ہے۔ جماعت احمدیہ کے علم وادب کے آسمان پر ’’روزنامہ الفضل‘‘ ایک جھومر کی سی حیثیت رکھتا ہے جس کا ہر شمارہ روحانی ترقی کا زینہ، جس کا ہر صفحہ ضیائے خلافت کے حسین رنگ لئے ہوئے، جس کی ہر سطر دعا ہی دعا اور ہر لفظ روشن روشن۔ ’’روزنامہ الفضل آن لائن‘‘ کے سنگ ہم اللہ تعالیٰ اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ، کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات، پیغامات، ارشادات، ہدایات، دروس، کلاسز کے روحانی مائدہ سے مستفید ہوتے ہیں بلکہ یہ ہر احمدی کے لئے درس گاہ ہے جس میں وہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے۔

ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ہم بھی اب اپنے بچوں کو ’’روزنامہ الفضل آن لائن‘‘ کے طلسم کی اسی ڈور سے باندھ دیں جس میں ہمیں ہمارے بڑوں نے باندھا تھا کہ آج بھی ہم ’’الفضل‘‘ کے اس سحر کے حصار میں ہیں۔ تاکہ ہمارے بچے بھی اس علمی، اخلاقی، تربیتی نہر سے مستفید ہو کر روحانی پاکیزگی حاصل کریں اور اس اخبار کے توسط سے نئی نسل کا نظام خلافت کے ساتھ تعلق مزید مضبوط ہو۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘تو نئی نسل کو نظام خلافت سے جوڑنے کا اہم ترین وسیلہ ہے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زریں اور قیمتی ارشادات مبارکہ پڑھ کر ہم خود بھی ان پر صدق دل سے عمل کریں بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ ہمارے بچے بھی اس کو پڑھیں اور ان کو حرزِ جان بنا کر آپ کی کامل اطاعت کریں۔ تبھی ہم برکات خلافت حاصل کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مخزن العلوم اور عرفان و حکمت کے چشمہ کو ہمیشہ کامیابیوں سے نوازتا رہے اور یہ ہر گھر، آنگن میں روشنی پھیلاتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 اکتوبر 2022ء)

﴾163﴿

صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ

احباب و خواتین کے علم میں ہے کہ امسال 25 دسمبر 2022ء کو لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے قیام کو 100 سال بیت رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

ادارہ الفضل آن لائن اس موقع پر شکرانہ کے طور پر خصوصی نمبر کی اشاعت کرنے جارہاہے۔لہذا

1. شعراء سے اس موقع کی مناسبت سے منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔
2. اگر مختلف ممالک میں لجنہ کی مساعی پر لجنہ کی عہدیدار کوئی نوٹ لکھ کر Info@alfazlonline.org پر مؤرخہ 29 اکتوبر بروز ہفتہ تک بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گا۔
3. لجنہ کی مالی قربانی سے بننے والی مساجد و دیگر عمارات کی مختصر تاریخ مع تصاویر یا کسی اور قسم کی اہم تاریخی مساعی ہو تو اس کی بھی رپورٹ بھیجی جاسکتی ہے۔

تعاون کی مکرر درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 اکتوبر 2022ء)

﴿164﴾

ذیلی تنظیمیں اور اصطلاحات کی اصلاح

آج کل ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ لہٰذا بعض اصطلاحات کی درستی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

- لجنہ اماءِاللہ بعض دوست اِسے لجنہ اماءُاللہ پڑھتے ہیں (ءُ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- ناصراتُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے ناصراتَ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (تَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- انصارُاللہ بعض دوست اسے انصارَاللہ پڑھتے ہیں (رَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَنصارُاللہ بعض دوست اِسے اِنصار اللہ پڑھتے ہیں (اِ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خُدام الاحمدیہ بعض دوست اِسے خَدام الاحمدیہ پڑھتے ہیں (خَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خُدامُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے خدامَ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (مَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَطفالُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے اِطفال الاحمدیہ پڑھتے ہیں (اِ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- اَطفالُ الاحمدیہ بعض دوست اِسے اطفالَ الاحمدیہ پڑھتے ہیں (لَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- طِفل بعض دوست اِسے طَفل پڑھتے ہیں (طَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- خَادِم بعض دوست اِسے خَادَم پڑھتے ہیں (دَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔
- ناصِر بعض دوست اِسے ناصَر پڑھتے ہیں (صَ کے ساتھ) جو غلط ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اکتوبر 2022ء)

﴿165﴾

شخص نہیں، شخصیت بننے کی کوشش کرو کیونکہ یہ زندہ رہتی ہے
شخصیت اُجاگر کرنے والی خصوصیات کو اپنانے کی ضرورت

ہمارے ایک مستقل قاری کاشف احمد صاحب جو اپنی مختصر تحریروں اور نگارشات سے روزنامہ الفضل کے قارئین کو محظوظ کرتے رہتے ہیں انہوں نے ایک سبق آموز بات کے تحت قائداعظم رحمہ اللہ کی طرف منسوب درج ذیل کسی قدر غیر معروف مگر شاندار اور سبق آموز قول بھجوایا ہے۔

"شخص نہیں، شخصیت بننے کی کوشش کرو کیونکہ ایک شخص تو مر جاتا ہے مگر شخصیت زندہ رہتی ہے"

گو اس قسم کے موضوعات پر خاکسار اکثر صفحہ قرطاس پر قلم آزمائی کرتا رہا ہے کہ انسان تو فانی ہے جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی طبعی عمر پا کر اس دنیا سے کوچ کر جانا ہے، مگر اس کا کردار، اس کی شخصیت اور اس کے اعمال، اس کی وفات کے بعد بھی جاری و ساری رہتے ہیں اور اس کا اجر اسے ملتا رہتا ہے۔ یہی وہ شخصیت اور کردار ہوتا ہے جو زندہ رہتا ہے اور اسی سے انسان (شخص) پہچانا جاتا ہے۔ کسی نے پوچھا مرنے کے بعد کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ جواب ملا کہ ایک شخص نے اپنی زندگی میں جو اچھے کام کئے ہوں اور مرنے کے بعد لوگ ان کو یاد کریں تو یہ ہی مرنے کے بعد زندگی کہلاتی ہے۔

اس موضوع کی تفصیلات میں جانے سے قبل ہمیں شخص اور شخصیت کی تعریف اور لغوی معانی کو جاننا ضروری ہے۔ شخص سے مراد آدمی، انسان اور بشر ہوتا ہے۔ اس کی جمع اشخاص ہے۔ جبکہ شخصیت ان انسان کی جسمانی، شخصی، برتاؤ، رویوں، اوصاف، خوبیوں اور کردار کے مجموعہ

کا نام ہے۔ اگر آسان زبان میں شخصیت کی تعریف کی جائے تو یہ انسان کے ظاہری و باطنی صفات، نظریات اور اخلاقی اقدار، افعال احساسات اور جذبات سے منسوب ہے۔ جس سے ایک شخص جانا اور پہچانا جاتا ہے اور اس کا وجود ایک تشخص بن کر ابھرتا ہے یا انہی خصوصیات کو اس شخص کی عادات، صفات اور کردار کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ آج دو بڑی شخصیات نے ملاقات کی۔ شعراء نے انسان کی شخصیت کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ جیسے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

شخصیت ایسی کس کی تھی ختم رسل کے بعد

* جناب فضا ابن فیض نے لکھا ہے۔

شخصیت کا یہ توازن تیرا حصہ ہے فضا
جتنی سادہ ہے طبیعت اتنا ہی تیکھا ہنر

* پھر جناب بشیر بدر نے کہا۔

مخالفت سے مری شخصیت سنورتی ہے
میں دشمنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں

* پھر جناب تبسم اعظمی کا یہ شعر جو میرے اس مضمون کی عکاسی کرے گا ملاحظہ فرمائیں۔

زمیں بلندی کی ہوتی نہیں ہموار کبھی
یہاں یہ شخص نہیں شخصیت ٹھہرتی ہے

گویا شخصیت، انسان کے ٹیلہ کی طرح وہ بلند مقام ہے جو کبھی ہموار نہیں ہوتا لیکن ترقی پذیر رہتا ہے۔ انسان کے اندر انتظام و انصرام کی وہ تمام صلاحیتیں اجاگر ہو کر انسان کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں جو اس کی پہچان بن جاتی ہیں۔ انسان کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز، بات کرنے کا طریق، لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا منفرد مگر پائیدار و منظم روّیہ اور اس کے پیچھے انسان کے دماغ میں

کام کرنے والے خیالات، احساسات اور جذبات ہیں جو کبھی نہیں مرتے بلکہ زندہ اور زندہ تر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب بھی کسی مرحوم کا ذکر خیر اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں تو آخر میں یہ دعا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم / مرحومہ کی خوبیوں کو ان کی اولاد میں جاری رکھے۔ اولاد کو اپنے مرحوم والدین کی سیرت اور خوبیوں پر عمل کرنے والا بنائے یا اولاد کو اپنے اندر اپنے والدین کی خصوصیات کو اجاگر کرنے کی توفیق دے۔ انسان تو مرنے کے بعد خاک ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا جسم حتٰی کہ ہڈیاں بھی گل سڑ جاتی ہیں بلکہ یورپ اور مغربی ممالک میں چند برسوں کے بعد قبر کا نام ونشان مٹا دیا جاتا ہے۔ بعض مذاہب میں تو نعش کو جلا دیتے ہیں۔ اب تو اس کا جدید طریق آگیا ہے۔ جسے Electric Cremationیا Electric incineration کہتے ہیں۔ اس سسٹم کے بعد بعض مذاہب میں راکھ کو اپنے پاس یا کسی مخصوص جگہوں پر محفوظ کر لیا جاتا ہے اور ہندوؤں میں تو دریا (گنگا) میں بہا دینے کا رواج پایا جاتا ہے۔ ہمارے ایک بہت قریبی دوست برطانیہ میں ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو وصیت کر رکھی ہے کہ میرے مرنے پر میری نعش کو پاکستان لے جایا جائے کیونکہ یہاں تو چند سالوں کے بعد Dead Body اور قبر کے نشان کو مٹا دیا جاتا ہے۔ جس سے انسان کی قبر کا تشخص مٹ جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ایک دوست نے کچھ عرصہ قبل مجھ سے ایک ملاقات کے دوران خاکسار کی کتب کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب تک جماعت کا وجود ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تاقیامت یہ جماعت قائم و دائم ہے تب تک یہ کتب جماعتی لٹریچر کے طور پر احمدی گھرانوں اور لائبریریوں میں موجود رہیں گی اور آنے والی نسلیں اسے پڑھ کر مستفید ہوتی رہیں گی۔ جس سے شخصیت زندہ رہے گی۔

ہم اپنی زبان میں بالعموم یہ کہتے ہیں شخص کی اہمیت نہیں بلکہ تشخص قائم رہنا چاہیے۔ اس سے بظاہر شخصیت ہی مراد ہوتی ہے۔ جیسے ایک شخص قرآن حفظ کر لیتا ہے تو یہ اس کا تشخص ہے۔ جماعت احمدیہ میں حافظ محمد رمضان صاحب ہوا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر آپ ہمیشہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر و خطابات کے وقت ساتھ ہوتے تھے تا قرآنی آیت کا حوالہ بتایا جاسکے۔ کچھ اشخاص احادیث کے یا فقہ کے یا کسی اور علم و فن پر مہارت حاصل کر لیتے ہیں جو ان کی پہچان بن جاتی ہے وہ ان علوم کے ماسٹر کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اسی کو ان کا تشخص کہا جائے گا۔ کسی زمانہ میں مسجد مبارک ربوہ میں ماہ رمضان المبارک کے دوران مکرم حافظ شفیق احمد کی قرأت کی دھوم ہوتی تھی۔ احباب دور دور سے ان کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے آیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد مکرم قاری محمد عاشق صاحب کی قرات مشہور ہوگئی۔ جامعہ احمدیہ میں بعض ذہین اور قابل طلبہ کو بعض علوم و فنون پر تخصّص (specialization) کروایا جاتا ہے۔ جس میں وہ مہارت حاصل کر کے ڈگری لیتے ہیں۔ PhD یا ایم فل بھی ایک قسم کے تشخص کا ہی نام ہے۔ میں اپنے اساتذہ جامعہ احمدیہ کے بیشتر نام لے سکتا ہوں جو آج بھی مختلف علوم کے لحاظ سے اپنا منفرد تشخص رکھتے ہیں۔ جیسے محترم سید میر داؤد احمد صاحب جو انتظامی امور پر عبور رکھنے کے علاوہ حدیث کے ماسٹر کے طور پر اپنی مثال آپ تھے۔ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فقہی امور پر دسترس رکھنے کی وجہ سے اپنا ایک الگ تشخص رکھتے تھے۔ مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب اس تحقیق سے پہچانے جاتے ہیں کہ ایک ایٹم کو پھاڑنے کا سبق قرآن کریم سے حاصل کیا۔ اور وہ کائنات کی بنیادی طاقتوں کو یکجا کر کے ایک قوت ثابت کرنا چاہتے تھے۔ جس سے آخر کار اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل نکھر کر سامنے آجاتی۔ یہی آپ کی انتھک محنت اور تحقیقات کا تشخص چلا آرہا ہے۔ کائنات کی بنیادی چار قوتوں کو تین ثابت کرنے پر آپ کو نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ آپ کی آئندہ آنے والی تحقیقات میں تین قوتوں کو دو اور پھر ایک ثابت کرنا شامل تھا۔ آپ کی توحید کو ثابت کرنے کی یہ سائنسی تحقیق کو مستقبل میں آنے والے احمدی سائنسدان ثابت کر دیں گے اور اس طرح سائنس کی رو سے بھی توحید ثابت ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جس طرح مادی دنیا میں بعض اہم عہدے ایک انسان کی شخصیت بتا دیتے ہیں، جیسے ممالک کے صدور یا وزرائے اعظم۔ اسی طرح روحانی دنیا میں ولی، قطب و ابدال کا بھی تشخص یہی روحانی عہدے بن جاتے ہیں۔ ہماری جماعت میں خلفاء کا اسٹیٹس ان کی پہچان ہو جاتا ہے اور بجائے نام کے ہم خلیفۃ المسیح کے ٹائٹل سے ان کو پکارتے اور لکھتے ہیں۔ یہی خلفاء کی شخصیت ہے۔ یہی ان کی پہچان اور تشخص۔ پس ہر انسان کو اس دنیا میں ایسے کارہائے نمایاں کر جانے چاہئیں جو اس کے مرنے کے بعد بھی زندہ نظر آئیں اور ان سے وہ شخص پہچانا جائے۔ مگر آج المیہ یہ ہے کہ معاشرہ میں شخص کو زندگانی مل رہی ہے اسے مختلف self-given خصوصیات سے پہچان کروائی جاتی ہے۔ جبکہ شخصیت کا تشخص مرتا نظر آرہا ہے اور جن خصوصیات اور صفات سے شخصیت اور کردار بنتا ہے وہ معدوم ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم احمدیوں کو شخصیت اُجاگر کرنے والی خصوصیات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2022ء)

﴿166﴾

دوسروں میں عیب تلاش کرنے کی بجائے خوبصورت پہلو کو دیکھیں

Beauty Lies In The Eyes Of The Beholder

خوبصورتی، دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے

ضرب المثل یا محاورہ کا استعمال دنیا کی تمام زبانوں میں استعاری معنوں میں ہوتا رہا ہے اور دور جدید میں بھی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محاورہ ایک ایسا تخلیقی استعارہ اور موئثر ذریعہ ابلاغ ہوتا ہے جو اہل زبان کی لغت کا حصّہ ہوتا ہے جو جملوں میں زور اور انداز بیان میں حسن پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس کی تفہیم بعض اوقات آسان نہیں ہوتی۔ مگر یہ زبان کا حسن ہوتے ہیں۔ جیسے اردو زبان میں: مکہ میں رہتے ہیں مگر حج نہیں کیا۔ ایک انار سو بیمار۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ آسمان پر تھوکا منہ پر گرا۔ آ بیل مجھے مار وغیرہ وغیرہ۔

آزاد دائرۃ المعارف وکی پیڈیا میں لکھا ہے کہ کوئی فقرہ، جملہ، شعر یا مصرعہ جو زندگی کے بارے میں کسی خاص اصول، حقیقت یا رویے کو جامع اور بلیغ طور پر بیان کرے عوام و خواص اسے ترجمانی کے لیے استعمال کرنے لگیں اسے ضرب المثل (محاورہ) کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہوں کہ ایسی ضرب المثل ہر زبان میں موجود ہوتی ہے۔ آج مجھے انگریزی کی ایسی خوبصورت ضرب المثل (محاورہ) کی طرف اپنے قارئین کی توجہ دلانا ہے جو ایک ایسی حقیقت ہے جو دو اور دو چار کی طرح سچی اور اپنے آپ میں موئثر ہے اور وہ یہ ہے:

Beauty Lies In The Eyes Of The Beholder

یعنی خوبصورتی، دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

اس Proverb کے اصل مضمون کو آج کے آرٹیکل کا موضوع تحریر بنانا چاہتا ہوں۔ مگر اس سے قبل دنیا کی ظاہری خوبصورتی کے حوالے سے چند سطور تحریر کرنی ضروری سمجھتا ہوں۔ دنیا میں تمام نظر آنے والی خوبصورتیاں دراصل آنکھ کی وجہ سے خوبصورت لگ رہی ہوتی ہیں۔ پھولوں کی دنیا دیکھ لیں ان کے رنگارنگ نظارے آنکھ ہی کی وجہ سے ہی خوبصورت لگتے ہیں۔ جس طرح قوت شامہ ہی خوشبو اور بدبو میں فرق پیدا کرتی ہے۔ گلاب کے پھول کو گلاب کے نام سے پکارنے کا فیصلہ آنکھ ہی دماغ کو پیغام دے کر کرتی ہے۔ اسی طرح قوت بصارت مختلف وادیوں، پہاڑوں، صحراؤں، چٹیل میدانوں اور سبزہ زاروں کے حسن و قبح کا فیصلہ کرتی ہے۔ حتٰی کہ قدرت کے یہ حسین نظارے اور خوبصورتیاں بالآخر اس عظیم خوبصورتی کے خالق و مالک تک پہنچا دیتی ہیں جس کے متعلق کہا گیا ہے :اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالُ کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔

اب اس محاورے کو روحانی دنیا اور دینی تعلیمات کی روشنی میں اپنے پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں ہر کوئی ایک دوسرے کی خامیوں اور کمزوریوں کی تلاش میں نظر آتا ہے۔ جس میں تجسّس، عیب جوئی یا دوسروں کو تحقیر آمیز الفاظ میں یاد کرنا شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس انسان میں خامیاں دیکھی جا رہی ہیں اس انسان کے اندر خوبیاں بھی تو تھیں جنہیں ان ہی آنکھوں نے نہ دیکھا۔ یہاں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ کسی کی کمزوری اور غلطی کو دیکھنے والی آنکھ ہی قصوروار ہوتی ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ اپنی بیبیوں کے اندر ہر وقت عیبوں کی تلاش میں نہ لگے رہو۔ ان کے اندر بے شمار خوبیاں بھی تو ہیں ان کو تلاش کرنے کی کوشش کرو یہی اسلامی تعلیم ہے۔ ہم کسی کی وفات پر اس کی تمام برائیاں اور خامیاں بھلا کر اس کی نیکیوں اور سیرت کے مثبت پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ اس اچھی عادت کو اپنی زندگیوں میں بھی جاری کریں تو معاشرہ حسین سے حسین تر بن سکتا ہے۔ اسی کو پردہ پوشی اور ستاری بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت واضح الفاظ میں تجسّس اور عیب جوئی کی ممانعت اپنی لازوال کتاب قرآن کریم میں کی ہے۔ فرماتا ہے :لَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:13) کہ تجسّس نہ کیا کرو۔ سورۃ القلم آیت 12 میں عیب جُو کی بات نہ ماننے کا حکم ملتا ہے جب کہ سورۃ الھمزہ آیت 2 میں عیب جُو کی ہلاکت کی دعا کی گئی ہے۔

احادیث میں بھی آنحضور ﷺ کے ایسے فرمان ملتے ہیں جن میں میلی آنکھ سے کسی کو دیکھنے اور اس کی آبرو سے کھیلنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ جیسے ایک موقع پر فرمایا لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا تَحَسَّسُوْا (مسلم باب التحریم الظن) کہ اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو اور دوسروں کے عیبوں کی تلاش نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر با آواز بلند فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے بظاہر بعض مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان ابھی راسخ نہیں ہوا انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کی کھوج لگاتے پھریں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 825)

بلکہ آنحضور ﷺ نے اپنے صحابہ اور امتیوں کو ایک بہت پیارے محاورے کا استعمال فرما کر دوسروں کے اندر برائی تلاش کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر بھول جاتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 825-826)

حضرت مسیح موعودؑ اس مضمون کو یوں شعر کے رنگ میں فرماتے ہیں:

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اس مضمون کا دوسرا پہلو پردہ پوشی کا ہے جس کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ)

پھر فرمایا جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور پردہ پوشی سے کام لیا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ درگور لڑکی کو نکالا اور اسے زندگی بخشی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ”پس غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے“۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”اگر وہ (اللہ تعالیٰ) مؤاخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 179 ایڈیشن 1985ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ”اگر اس بات کو ہم سمجھ لیں اور اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے سے واسطہ پڑنے والوں کے معاملات میں ہر وقت ٹوہ نہ لگاتے پھریں، تجسس نہ کریں، ان کی کمزوریوں کو تلاش نہ کرتے پھریں تو ایک پیار اور محبت کرنے والا اور پُر امن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو پردہ پوشی کی بجائے دوسروں کے عیب ظاہر کرنے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ اور جب ان کے اپنے متعلق کوئی بات کر دے یا کسی ذریعہ سے ان کو یہ پتا چل جائے کہ فلاں شخص نے میرے متعلق اس طرح بات کی تھی تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ انتہائی غصہ میں آ کر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خود کسی دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہوں تو اس وقت کہتے ہیں کہ یہ تو معمولی بات تھی ہم نے تو یونہی کہہ دی۔ ہمیں ہر وقت آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جو اپنے لئے چاہتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے چاہو۔“ (صحیح البخاری کتاب الایمان)

پس اگر اپنے لئے پردہ پوشی پسند ہے تو دوسروں کے لئے بھی وہی احساسات ہونے چاہئیں اور یہی وہ سنہری اصول ہے جو معاشرے کے امن کے لئے بھی ضروری ہے۔

پس عیب دیکھ کر بجائے اس عیب کو پھیلانے کے ہر ایک کو استغفار کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ہمارے اندر بھی جو بے شمار عیب ہیں وہ کہیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر نیک نیت سے انسان دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر خدا تعالیٰ مؤاخذہ پر آئے حساب کتاب لینے لگے تو سب کو تباہ کر دے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت استغفار کرتے رہنے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ کمزوریوں کے پیچھے پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جگہ جگہ بیان کرنا، تجسّس کر کے ان کی کمزوریوں کی تلاش کرنا۔ اگر انسان اس طرح کرے تو ان لوگوں کو بگاڑے گا اور معاشرے کے امن کو بھی خراب کرے گا اور پھر جب یہ باتیں جگہ جگہ لوگوں میں بیان کی جائیں تو پھر ایسے لوگ جن میں یہ برائیاں ہیں ان میں اصلاح کی بجائے ضد پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ضد میں آکر وہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے حلقے کو وسیع کرتے جاتے ہیں۔ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب حجاب ختم ہو جائے تو اصلاح کا پہلو بھی ختم ہو جاتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2017ء)

پس اس ضرب المثل کو بنیاد بنا کر اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اپنے قارئین سے درخواست کرنی مقصود ہے کہ اللہ کی طرف سے دیئے گئے تمام اعضاء انسانی کو بر محل استعمال کریں۔ اپنی روزمرہ زندگی میں ہر بات اور ہر انسان میں عیب تلاش کرنے کی بجائے ایک خوبصورت پہلو کو مدّ نظر رکھ کر اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک جنت نظیر معاشرے کی مثال پیش کرتے ہوئے اپنے رب کی خوشنودی اور رضا کے وارث ٹھہریں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 اکتوبر 2022ء)

﴾167﴿

ایک انگریزی محاورہ پر طبع آزمائی

کتابِ زندگی کے مسودہ میں بہتری لانے سے کبھی نہ گھبرائیں

کہا جاتا ہے کہ مطالعہ کتب روح کی غذا اور دماغ کو صیقل کرنے کا ذریعہ ہے۔ خواہ یہ مطالعہ دینی کتب کا ہو یا دنیوی۔ بسا اوقات دنیاوی علوم کی کتب کا مطالعہ بھی روح کی آسودگی کا باعث بن جاتا ہے اور انسانی سوچوں کی تعمیر و ترقی پر بہت گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

خاکسار بھی گزشتہ دنوں ایک دنیوی مضمون کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ میری نظروں کا گزر ایک انگریزی محاورہ سے ہوا تو اُس محاورہ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور آگے بڑھنے سے بزبان حال یہ کہتے ہوئے نہ صرف روکا بلکہ پُر زور اصرار کیا کہ کہاں جا رہے ہو بھئی؟ میں ہی تو وہ ضرب المثل ہوں جس نے تمہیں اس مضمون کو پڑھنے پر مجبور کیا تھا، لہٰذا پہلے سوچوں کے گھوڑے دوڑاؤ اور میرا حق ادا کرو۔ چنانچہ باوجود الفضل کے ڈھیروں لائن میں لگے اور فائلوں میں رکے ہوئے کاموں کے میں نے اس محاورہ پر غور کرنا شروع کیا اور سوچا کہ یہ تو اتنا گہرا سبق لیے ہوئے ہے کہ میں اس سبق سے الفضل کے اپنے پیارے قارئین بھائیوں اور بہنوں کو بھی محظوظ کرواؤں گا۔ وہ سبق یا محاورہ یہ ہے۔

You are the author of your life, don´t be afraid to edit or change the script

ترجمہ: اپنی زندگی کے آپ خود مصنف ہیں اس لیے اپنی زندگی کی کتاب کے لکھے مسودہ میں تبدیلی کرنے یا بہتری لانے کے لیے اضافہ کرنے سے کبھی نہ گھبرائیں۔

اس محاورہ پر سوچ و بچار کے بعد کئی نصیحت آموز باتیں اور اسباق اس میں نظر آئے۔ مگر آج ایک اہم اور بنیادی سبق کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے۔ وہ یہ ہے کہ زندگی کے روزمرہ کے کاموں سے ہٹ کر بھی کچھ کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ہم میں سے بعض نے اپنی روزمرہ زندگی کے پروگرام اور شیڈیول کو اپنے ذہن کے کمپیوٹر اور دل کے بلیک باکس میں محفوظ کر رکھا ہے اور وہ اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایسے لوگ سکھی، خوش اور مطمئن رہتے ہیں اور اپنی زندگی کو آسان بنا لیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ بات درست بھی ہو لیکن اپنے معمولات کے اندر تبدیلی لانا، روزانہ کی روٹین میں پھنس کر بیٹھ جانے کی بجائے اپنے جسم اور دماغ کو متنوع حرکات و سکنات سے آراستہ کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو مطالعہ کتب کے ذریعے علوم و فنون سے مالا مال کرنا زندگی میں چاشنی پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں سات رنگ بھر کر رہنے کے قابل بنا دیتا ہے اور اس طرح انسان کے اندر کا اور باہر کا موسم ایک جیسا خوشگوار بن جاتا ہے اور اپنے آس پاس کی ہر چیز اچھی لگنے لگتی ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ گڑھے کے ایک جگہ پر کھڑے پانی میں سڑاند اور گندگی پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ جب تک اس کے اندر تازہ پانی کی آمیزش نہ ہوتی رہے۔ یعنی پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے باہر نکل جائے۔

اسی مضمون اور مفہوم پر مشتمل ایک عربی محاورہ بھی ہے کہ ''البرکۃ فی الحرکۃ'' کہ حرکت میں ہی برکت ہے، بعض لوگ تو اس عربی محاورہ کے اردو ترجمہ کو بھی محاورہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ادھر خاکسار نے یہ محاورہ پڑھا اُدھر اُسی روز میرے واقف زندگی بیٹے کے افسر نے اُسے نصیحت کی کہ روزمرہ کے کاموں سے ہٹ کر مفید اور مثبت نتائج پر مبنی کام کرنے سے زندگی زیادہ حسین ہو جاتی ہے اور یہ میرا اپنا تجربہ بھی ہے۔ جسے خاکسار آئے روز الفضل آن لائن میں مضامین کے انتخاب اور ذہن میں آنے والے نت نئے آئیڈیاز پر چسپاں کرتا رہتا ہے،

اور قارئین روزانہ ہی اس بات کا مشاہدہ کرتے ہوں گے کہ روزنامہ الفضل میں شامل ہونے والے عام ڈگر سے ہٹ کر مضامین اور آرٹیکلز وغیرہ اخبار کی زینت کو بڑھا دیتے ہیں۔

انسان اپنی زندگی میں جو بھی کام کرتا ہے وہ دراصل اس کی زندگی کی کتاب میں لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ جو اس کے بعد کھولی جائے گی اور لوگ اس کی زندگی کے حسن و قبح کو اس کے مرنے کے بعد بیان کریں گے۔ بعض لوگ بالخصوص اس کے عزیز و اقارب تو اس کی سیرت و سوانح پر کتب اور مضامین بھی لکھیں گے۔ روزنامہ الفضل میں یادرفتگان کا جو سلسلہ جاری ہے۔ دراصل یہی وہ کتاب ہے جو وفات کے بعد مرحوم کے عزیز و اقارب کے ذریعے کھولی جاتی ہے اور لوگ اسے پڑھتے ہیں۔ محفلوں میں مرحوم کا ذکر خیر کرنا بھی اس کی اپنی اعمال و افعال سے لکھی کتاب سے پڑھنے کا دوسرا نام ہے۔ اس کو ''سوانح عمری'' کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر مرحوم نے اپنی زندگی میں اس کو قلمبند کر کے محفوظ کر لیا ہو تو اس کو خود نوشت سوانح کہا جاتا ہے۔

ہم نے شعبہ تصنیف میں دیکھا ہے کہ کوئی مصنف، مضمون نویس، مراسلہ نگار یا تبصرہ کرنے والا جب لکھنے بیٹھتا ہے تو اپنی تحریر کو وہ خود ہی بار بار مٹاتا، دوبارہ لکھتا اور تبدیل کرتا رہتا ہے۔ ہم اسے ترمیم کرنا یا تصحیح کرنا یا پنجابی میں کٹ وڈھ کرنا کہتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں اپنی تحریر کو لکھ کر ایک بار پڑھ لینا چاہیے۔ پروف کی غلطیوں کے ساتھ مضمون بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ایک مرحوم افسر تھے۔ ان کے پاس ان کی اپنی ہی تحریر کمپوز کر کے لے جاتے تو وہ اس میں اتنی اصلاح کر دیتے اور بار بار کرتے یوں یہ سلسلہ جاری رہتا۔ میرے ایک اور افسر تھے ان کے پاس انہی کا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحریر کردہ ہاتھ سے لکھا خط کمپوز کر کے لے جاتا تو وہ اس میں اتنی اصلاح کرتے کہ کاغذ سرخ ہو جاتا۔ اتنی دفعہ وہ اس میں ترمیم کر دیتے کہ انسان تھک جاتا، سوچتا اور دعا کرتا کہ اب کی بار وہ ترمیم نہ کریں۔ ہم اپنی جماعتی کتب میں اپنے بزرگوں کے مبارک ہاتھوں سے لکھے اصل خطوط کے امیج کو دیکھتے ہیں تو اس میں بعض الفاظ کو مٹا کر دوبارہ لکھا ہوا پاتے ہیں تو دراصل یہ اپنی تحریر کی اصلاح ہے۔ جو اس طرح مزید خوبصورت اور نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

یہی کیفیت ہمیں اپنی زندگی کی تحریر، اپنی زندگی کے خط، اپنی زندگی کی تصنیف یا کتاب میں نظر آتی ہے اور آنی بھی چاہیے۔ اس میں مزید ترمیم اور اصلاح کا مذکورہ بالا طریق ہمیں اپنی زندگی کی کتاب میں بھی کرتے رہنا چاہیے۔ روز مرہ کے کاموں پر روزانہ نظر دوڑاتے رہنا چاہیے، بزرگوں کے مطابق یہ عمل رات کو زیادہ بہتر طور پر کیا جاسکتا ہے جب سونے سے پہلے پورے دن کے کاموں پر نظر ڈال کر آئندہ کے لیے ترمیم کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اس طرح آپ کی زندگی کی کتاب یا تحریر کو مد مقابل پڑھنے والا پڑھ کر محظوظ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

ہم نے روز مرہ کی تحریر میں دیکھا ہے کہ اگر کسی مضمون میں پروف کی بہت غلطیاں ہوں تو ہم اس مضمون کو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر زندگی کی کتاب کے ورق میں غلطیاں ہوں تو لوگ اکتا جاتے ہیں۔ باتیں بناتے ہیں۔

پس یہی وہ سبق ہے جو قرآن میں وللاخرۃ خیرلك من الاولیٰ اور احادیث میں الاعمال بخواتیمھا کے الفاظ میں ملتا ہے کہ ایک انسان کا ایک مقام پر ٹھہراؤ نہ ہو۔ ہر دم اور ہر وقت وہ آگے بڑھے اور بڑھتا چلا جائے اور اس کا اٹھنے والا قدم یا گزرنے والے قدم یا کام سے بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زندگیوں کی ایسی کتاب اور دستاویزات لکھنے کی توفیق دے جو دوسروں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2022ء)

﴿168﴾

ایڈیٹر کے نام ایک ذاتی نوعیت کا خط

مطالعہ کتب کی درخواست اور نقشہ دیوار مسجد مبارک قادیان

مکرم قریشی طاہر احمد ناصر۔ملبورن آسٹریلیا سے لکھتے ہیں۔

الحمد للہ ان دنوں تاریخِ احمدیت کا مطالعہ کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ جلد اول پڑھ لی ہے اور جلد دوم میں جدی بھائیوں کی طرف سے آپ علیہ السلام کے گھر کے راستہ میں دیوار کھینچنے کا واقعہ پڑھا تو بڑی شدت سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس دل آزار دیوار کا نقشہ دیکھ سکوں۔ کیا الفضل اس سلسلہ میں میری مدد کر سکتا ہے کہ اس موقع کا نقشہ مل جائے اور میں تصوّر کی آنکھ سے اس جگہ اپنے آپ کو موجود محسوس کر سکوں۔

الحمد للہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری ہی کُتب کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے مگر اس طرح حضرت اقدسؑ کی مبارک زندگی کے مختلف ادوار کو سال وار پڑھنا ایک اور ہی طرح کا دِلی تاثر اور عقیدت کا سا سرور روح میں پیدا کرتا ہے مگر اس ضمن میں حضرت چوہدری سر ظفراللہ خاںؓ کا تبصرہ میرے اس تاثر کو مزید تقویت عطا کرتا ہے۔

آپؓ لکھتے ہیں:

”دوسری جلد کے ختم کرنے پر میری طبیعت اس قدر متاثر تھی اور میرے دل پر اس قدر شدید احساس تھا کہ گویا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اقدس میں کئی گھنٹے گزار کر اُٹھا ہوں“

چوہدری صاحب کے اس تبصرہ نے تو دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔اس سے مزید عقیدت اور انس کے اظہار کے لئے الفاظ ملنا مشکل ہیں۔

نوٹ از ایڈیٹر

مطالعہ کتب ایمانوں کو جلا بخشنے اور دینی علم کے اضافہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ بالخصوص کتب امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اگر وقت میسر نہ ہو تو الفضل آن لائن کے صفحہ نمبر ایک کا مطالعہ کرنے کی عادت خود بھی اپنائیں اور اپنے عزیز و اقارب اور بچوں سے بھی پڑھنے کی درخواست کریں جس میں ایک ہی صفحہ پر ایک ہی موضوع پر آیت قرآنی، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ موجود ہوتے ہیں۔ ہمارے موجودہ امام بھی اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔

یہاں نقشہ دیوار قارئین کے لئے استفادہ کے لئے پیش ہے

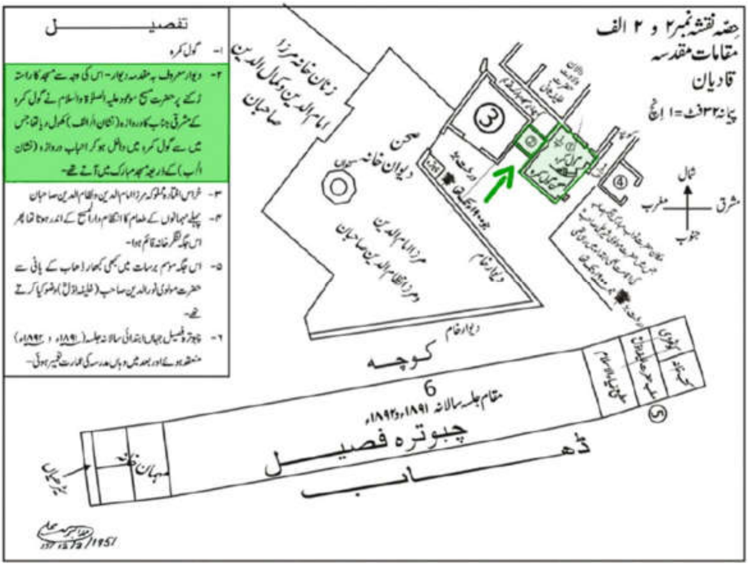

تفصیل بابت حصہ نقشہ نمبر ۲ (حصہ الدّار)

(۱) کمرہ ولادت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
(ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

(۲) ایک کمرہ زیرِ سقف بیت الفکر نمبر ۱۔

(۳) کوچہ جس پر مسجد مُبارک تعمیر شدہ ہے۔

(۴) گول کمرہ۔

(۵) دیوار جو مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین صاحبان نے بنائی اور اس سے مسجد مبارک میں آمد و رفت رُک گئی اور عدالت کے حُکم سے گرائی گئی۔

(دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۶ و صفحہ ۲۷۱)

(۶) یہاں مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین صاحبان کا افتادہ خراس ہوتا تھا۔ جو ۱۹۰۷ء میں اُن سے خرید کر دفتر تعمیر ہوا اور اوپر مسجد مُبارک کی توسیع اوّل کی گئی۔

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 269-270)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2022ء)

﴿169﴾

خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا

مکرم حمزہ ملک واقف زندگی نے چند روز قبل حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل مجموعہ بعنوان مرقاۃ الیقین سے ایک واقعہ بغرض اشاعت الفضل بھجوایا تا قارئین کرام بھی اس واقعہ سے مستفید ہو سکیں۔ واقعہ اپنی ذات میں اصلاح احوال اور انفرادی و اجتماعی تعلیم و تربیت کے لیے اس حد تک اہم ہے جس کو آج کے مادی دور میں انفرادی طور پر ہر ایک کو اپنے اوپر اور من حیث المجموعی معاشرہ اور سوسائٹی کی ہر تنظیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ اپنے اس واقعہ کو یوں تاریخ کا حصہ بناتے ہیں کہ:

”میں جب بھوپال سے رخصت ہونے لگا تو اپنے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ سینکڑوں آدمی بطریق مشایعت میرے ہمراہ تھے۔ جن میں اکثر علماء اور معزز طبقہ کے آدمی تھے۔ میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتائیں جس سے میں ہمیشہ خوش رہوں۔ فرمایا کہ:

”خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا“

میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور یہ بڑے بڑے عالم (میرے ساتھ) موجود ہیں۔ غالباً یہ بھی نہ سمجھے ہوں گے۔ سب نے کہا۔ ہاں! ہم بھی نہیں سمجھے۔

مولوی (قیوم) صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ میری زبان سے نکلا کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیدُ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

فرمایا کہ بس ہمارا مطلب اسی سے ہے۔ یعنی تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں! تم کوئی خدا ہو؟

رسول کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔ تمہارا فتویٰ اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقینی جہنمی تھوڑا ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم کو اس کا بھی رنج نہ ہونا چاہیئے۔

حضرت مولوی صاحب کے اس نکتہ نے اب تک مجھ کو بڑی راحت پہنچائی۔ وجزاھم اللہ تعالیٰ"
(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 106-107)

قارئین کے لیے اس حکایت میں دو سبق ہیں۔

1۔ خدا نہ بننا

2۔ رسول نہ بننا

دونوں کی تشریح کا جو لب لباب ہے اس حکایت میں درج ہے۔ یعنی خدا نہ بننا کہ یہ نصیحت فرمائی کہ تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں! تم کوئی خدا ہو جو اپنی ہر بات پر قادر ہے اور رسول نہ بننا کہہ کر یہ تلقین کی کہ رسول خدا کا ہوتا ہے۔ جس کی اطاعت ہر کس و ناکس پر لازم ہوتی ہے اور اطاعت سے باہر رہنے والے مورد عذاب ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے رسولوں کا دل اس قدر نرم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کوئی بھی عدم اطاعت نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میری عدم اطاعت کی وجہ سے سزاوار ٹھہرے۔ چونکہ حضرت مولوی نور الدینؓ ایک بہت بڑے عالم تھے، مفتی تھے اس لیے یہ سبق دیا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم کوئی فتویٰ صادر کرو اور کوئی ماننے سے انکار کر دے تو ناراض ہونے کی بجائے تمہارے اندر ہمدردی کا پہلو اجاگر ہونا چاہیئے۔

خلاصہ اس تمام واقعہ کا جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے یہاں تحریر فرمایا وہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور تمام افراد و خواتین جماعت بلکہ پوری امت کے لیے سبق آموز ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”حضرت مولوی (عبد القیوم) صاحب کے اس نکتہ نے اب تک مجھے بڑی راحت پہنچائی۔“

گو اوپر بیان شدہ واقعہ میں دونوں سبق بہت واضح ہیں اور حضرت مولوی صاحب نے بہت کھول کر بیان کر دیئے ہیں جن کی کسی حد تک تشریح خاکسار نے اوپر بیان کر دی ہے۔ لیکن دونوں نصائح کو اگر ملا کر پڑھیں تو صرف یہی سبق ملتا ہے کہ تکبر سے بچیں اور انکساری، عاجزی کو اپنائیں۔ جن کی آج کے معاشرہ میں حکومتی سطح پر بھی لیڈروں، معاشرہ میں مختلف سوسائٹیوں اور تنظیموں کے سربراہوں، جماعتی سطح پر عہدیداروں اور انفرادی طور پر ہر فرد جماعت پر یکساں طور پر چسپاں ہونے اور ان پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ معاشرہ میں عدم برداشت اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ لڑائی جھگڑوں کی بنیاد بن گیا ہے۔ عدم برداشت، تکبّر ہی کی ایک شاخ ہے جو کسی شخص کی بات پر کان نہیں دھرتا اور اپنی من مانی کرنے پر تُلا نظر آتا ہے۔ اس کو خدا بننا کہتے ہیں۔ یہ برائی بالخصوص اسلامی معاشرہ میں کثرت سے نظر آتی ہے۔ گھر گھر لڑائی، میاں بیوی میں جھگڑا، بیٹے سے باپ کا اختلاف، بہن بھائیوں میں ناچاقی، رشتہ داروں سے تو تکرار اور اونچ نیچ اور محلہ میں بسنے والوں کی آپس میں دوریاں یہ سب تکبّر ہی کی اقسام ہیں اور اپنے آپ کو خدا بنانے یا خدا ماننے کے مترادف ہیں۔ اپنی غلطی کو تسلیم کر کے انکساری و عاجزی دکھلانا ہی اسلامی تعلیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

تکبّر کے اہم موضوع پر خاکسار کے بہت سے آرٹیکلز الفضل آن لائن میں شائع ہو چکے ہیں۔ جہاں تک دوسری نصیحت ”رسول نہ بننا“ کا تعلق ہے۔ اس کا بھی تکبّر سے بہت گہرا تعلق ہے۔ رسول کے معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔ ہمارے معاشرہ میں ہر انسان روزانہ ہی کئی بار اپنے عزیزو اقارب کو، اپنے کولیگز کو اور عہدیدار افراد جماعت کو پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے، بڑا چھوٹے کو حکم بھی دے رہا ہوتا ہے، چھوٹا بڑے سے درخواست بھی کر رہا ہوتا ہے اور اگر کوئی کہا نہ مانے، انکار کر دے تو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہئے۔ رسول کی طرح دل نرم ہو تو اخفا، پردہ پوشی اور برداشت کرکے نیکیوں کو اپنے اندر جنم دینے کا موجب بننا چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مناقب عالیہ بیان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 9 ستمبر 2022ء کو حضرت ابو بکرؓ کے یہ الفاظ بیان فرمائے جو اس مضمون کی عکاسی کرتے ہیں۔ فرمایا:

”تم اپنے نفس کو درست رکھو۔ لوگ تمہارے لیے درست ہو جائیں گے۔“

خاکسار اپنے اس کالم کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو درخواست بنا کر ختم کرتا ہے کہ ”اس نکتہ نے اب تک مجھ کو بڑی راحت پہنچائی ہے۔“

آج بھی ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تقلید میں ان دونوں نصائح پر عمل کریں گے تو راحت و سکون اور چین ضرور ہمارے گھروں اور صحنوں میں ڈیرے لگائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اکتوبر 2022ء)

﴾170﴿

میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

روزنامہ الفضل آن لائن کی ایک مستقل قاری اور منجھی ہوئی شاعرہ مکرمہ منصورہ فضل من نے احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دار الامان سے اپنا منظوم کلام الفضل آن لائن میں اشاعت کے لیے بھجوایا۔ خاکسار نے جب اس کو بغور پڑھا تو اس کے ایک شعر نے مجھے آگے بڑھنے سے روک کر بار بار داد لی۔ وہ شعر یوں ہے:

نعمتیں چُن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

اس شعر میں بیان وسیع و عریض حسین مضمون کو الفضل پر لاگو کرنے سے قبل اس شعر میں بیان الفاظ کے لغوی معانی جاننا ضروری ہیں۔

• نعمتیں: نعمت کی جمع ہے یعنی ایسی ثروت، مال و دولت اور عطیہ جو غیر متوقع طور پر ملے۔ اسے نعمت مترقبہ بھی کہتے ہیں۔

• چُن دینا: ترتیب دینا اور سلیقہ سے رکھنا۔ دستر خوان چُننا محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے کہ تمام کھانوں کو ترتیب کے ساتھ مہمانوں کے لیے رکھنا یعنی کھانے کی چیزیں لگانا۔

• قرطاس: یعنی کاغذ

• میوہ ہائے دین: میوہ کا لفظ خشک اور تازہ پھلوں کے لیے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔ میوہ ہائے دین کے معانی ہوئے دینِ اسلام کے تمام میٹھے اور خوش ذائقہ پھل۔

• الفضل: 109 سالوں سے جاری جماعت احمدیہ کا اردو آرگن۔

• دستر خوان: رومال یا چادر جس پر کھانا چُنا جاتا ہے۔ پنجابی زبان میں اسے ”پونا“ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ جس میں ماضی کی خواتین روٹی، پراٹھا اور نان لپیٹ کر رکھا کرتی تھیں۔ چونکہ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا رواج تھا اس لیے ان پونوں کو سلائی مشین کے ذریعہ سی کر دستر خوان کے طور پر بھی استعمال کرتی رہیں۔ 1970ء کی دہائی میں خاکسار جب مربی بن کر فیلڈ میں گیا تو گاؤں میں تمام شادیوں اور فنکشنز میں زمین پر دستر خوان بچھا کر مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ انہی دنوں پہلی دفعہ سفید رنگ پر مشتمل چادروں کو بطور دستر خوان دیکھا گیا۔ جماعتی فنکشنز جیسے ضلعی و علاقائی اجتماعات اور میٹنگز میں بھی کھانا کھلانے کا یہی طریق رائج رہا۔ حتیٰ کہ آج پختونوں اور بلوچیوں نے اپنے اس آبائی طریق کو نہیں چھوڑا۔ یہاں لندن میں بعض ایسے ریسٹورنٹس ابھی بھی اس حوالہ سے مشہور ہیں جہاں زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ 2019ء میں خاکسار جب مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے سیرالیون مغربی افریقہ گیا تو وہاں پر بھی ایسے ہی دستر خوانوں پر زمین پر بیٹھ کر احباب جماعت کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔

آج ان دستر خوانوں کی جگہ ڈائننگ ٹیبلز نے لے لی ہے۔ جن پر گھریلو خواتین اسی طرز اور سلیقے سے مہمانوں کے لیے کھانا ترتیب سے چُنتی ہیں جس طرح دستر خوانوں پر چُنا کرتی تھیں۔ آج کل کی پڑھی لکھی بچیاں ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے پھولوں اور موم بتیوں سے بھی میز کو آراستہ کرتی ہیں اور ساتھ ہی اکثر سائڈ ٹیبل رکھ کر اس پر پانی یا سوئیٹ ڈش رکھ دیتی ہیں۔ میز پر سُوپ کی ڈشیں اور اپیٹائزر بھی رکھتی ہیں جن کو کھانا تناول کرنے سے پہلے زیر استعمال لایا جاتا ہے تاکہ بھوک کی اشتہا میں اضافہ ہو۔

اوپر بیان شدہ تناظر میں اب ہم الفضل آن لائن کے دستر خوان کا جائزہ لیتے ہیں جس کا ذکر موصوفہ نے اپنے منظوم کلام میں کیا ہے۔ جس طرح پرانے دور میں دستر خوان سجتا تھا اور آج کے دور میں ڈائننگ ٹیبل، بالکل اسی طرح پہلے الفضل اخبار کی صورت میں روزانہ چھپ کر گھر گھر

میں پہنچایا جاتا تھا اسی طرح آج کے جدید دور میں الفضل آن لائن آپ کے کمپیوٹر، موبائل فون یا ٹیبلیٹ وغیرہ پر روزانہ صبح صبح آپ کو ناشتہ کی میز پر پڑھنے کو ملتا ہے۔

ادارہ الفضل کی ٹیم اس رنگ میں یہ علمی، تربیتی، اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور معاشی دستر خوان سجاتی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے ہر مرد و خاتون کو اس دستر خوان پر ہر وہ چیز میسر آتی ہے جو قوت لا یموت کے لیے ایک انسان کو مادی ڈائننگ ٹیبل پر نہ صرف ملتی ہے بلکہ اس کے اپروچ میں ہوتی ہے۔ اگر اپیٹائزر یا قسما قسم کے سُوپس کا ذکر کیا جائے تو الفضل آن لائن کے صفحہ اوّل پر ایک ہی موضوع پر قرآنی آیت، ارشاد نبویؐ، ارشاد مسیح موعودؑ اور وقت کی آواز ارشاد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ موجود ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر انسان کی اشتہا میں اضافہ ہوتا ہے اور اگلے صفحات کو پڑھنے کی طلب ہوتی ہے۔ اپیٹائزر کا لفظ ان معنوں میں کینیڈا سے ہماری ایک قاری مسز بشریٰ ارشد نے سب سے پہلے استعمال کیا تھا۔ ہمارے ایک اور کرم فرما قاری نے الفضل کے صفحہ اوّل کو ڈیوڑھی کا نام دے رکھا ہے۔ جس طرح کسی گھر میں داخل ہوتے ہوئے ڈیوڑھی سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح الفضل میں داخل ہوتے وقت صفحہ نمبر 1 سے گزرنا پڑے گا۔ جس طرح دیہاتوں میں خواتین نے اپنے گھروں کی ڈیوڑھیوں کو نقش و نگار اور سینریز سے سجا رکھا ہوتا تھا تا گھر میں داخلے کا پہلا تاثر اچھا قائم ہو اور اندر سے گھر دیکھنے کا شوق بڑھے۔ اسی طرح الفضل کی ڈیوڑھی کو قرآنی آیت، حدیث، ارشاد مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح کے ارشاد سے خوب سجایا جاتا ہے تا ایک قاری کے لئے پہلا تاثر اچھا قائم ہو۔

آغاز ہی میں مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے۔ گویا کہ الفضل کا صفحہ نمبر 2 مشروب کا کام دیتا ہے ٹھنڈا اور میٹھا۔ جس میں دربار خلافت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا تربیتی ارشاد اور طبعیت کو سکون پہنچانے کے لیے ایک نظم کو بطور مشروب پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ادارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ مین ڈش کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، خطابات، تقاریر، محافل میں گفتگو، ورچوئل ملاقاتیں نیز This week

with Hazoor پیش کیا جائے۔ پھر اس میں خلفاء کے ارشادات، تحریکات اور فرمودات کا بگھار لگایا جاتا ہے۔ قارئین کی روحانیت کی تقویت کو بڑھانے اور جذبات کو ابھارنے کے لیے صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات اور تاریخ و سوانح پر مضامین موجود ہوتے ہیں۔ ایک اہم چیز احکام خداوندی کے نام سے موجود ہے۔ دیگر ڈشوں میں دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے، ربط ہے جان محمدؐ سے میری جان کو مدام، خلافت سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کی ڈشز کے علاوہ سلاد کے طور پر جو کہ آج کے دور میں کھانے کا ایک لازمی حصہ ہے فقہی کارنر، سبق آموز باتیں اس روحانی دستر خوان کا حصہ ہیں۔ ایک اور مین ڈش جس کو ہم ترکاری کا نام دے سکتے ہیں وہ قارئین اور محبین الفضل کے مضامین، آرٹیکلز اور تحریرات ہیں۔ جن کے بغیر کھانے کی میز نہیں سجتی۔ درمیانی مشروبات کے طور پر ہر شمارہ میں مختلف ممالک کی رپورٹس اور جائزے پیش کیے جاتے ہیں۔ سوئٹ ڈش کے طور پر اداریے ہیں جو کھانے کی رونق بڑھاتے ہیں اور دستر خوان کا تعارف بھی بنتے ہیں جیسے کہ زیر تحریر اداریہ ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح باربی کیو کا موسم ہوتا ہے بالکل اسی طرح الفضل میں شائع ہونے والے مختلف مواقعے کے الفضل نمبر ہیں جیسے کہ خلافت نمبر، جلسہ سالانہ نمبر، ربیع الاوّل نمبر، یوم مسیح موعود نمبر اور یوم مصلح موعود نمبر وغیرہ جن کا اس موقعے کے لحاظ سے اپنا ہی ایک لطف ہوتا ہے بطور باربی کیو پیش کئے جاتے ہیں۔ ہمارے مشرقی کھانوں میں بریانی اور پلاؤ کے ساتھ رائتے اور چٹنیوں کا بہت رواج ہے جس کے بنا کھانا ادھورا مانا جاتا ہے۔ الفضل نے اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے خواتین کے لیے ''حدیقۃ النساء'' کے نام سے ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس میں بہترین مضامین کے ساتھ ساتھ کوئی نا کوئی مشورہ بھی چھپا ہوتا ہے جیسے ''شکر گزاری کی عادت، بے سکونی اور ڈپریشن سے بچاؤ''، ''گرمی کی چھٹیاں کیسے گزاریں''، ''گھر بستے بستے بستے ہیں''، ''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تری عمر ہو دراز'' کے زیر عنوان عابد خان صاحب کی ڈائری سے جو ایک ورق شیئر کیا جاتا ہے وہ ایسے سنیکس کا کام کرتا ہے جسے ایک بار کھائیں تو بس پھر

چھوڑنے کو دل نہیں کرتا اور اسی طرح جب یہ ورق ختم ہوتا ہے تو دل چاہتا ہے ابھی اور ہوتا تو مزا دوبالا ہو جاتا ہے۔

الفضل آن لائن میں جو مضامین بالاقساط طبع ہوتے ہیں ادارہ ان سب کو یکجا کر کے کتابی صورت میں اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک کباب پلیٹر میں ہر قسم کے کباب موجود ہوں اور آپ کو دستر خوان پر ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت نا پڑے بلکہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے آپ اس سے لطف اندوز ہوں۔ لہٰذا ایک ہی pdf میں یہ سب اکٹھا مل جاتا ہے اور قارئین اس لطیف روحانی غذا کا مزہ برقرار رکھتے ہوئے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پھر آج کل کھانے کی میز پر میٹھی سونف، ٹافیاں یا چاکلیٹ وغیرہ رکھ دی جاتی ہیں وہ دعا کا تحفہ کی صورت میں قارئین کو پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ طریق بھی ہے اور بہت مبارک طریق ہے کہ دعوت کے بعد اجتماعی دعا کروائی جاتی ہے۔ اس روحانی دستر خوان سے فیضیاب ہونے کے بعد قارئین ان تمام کے لیے دعا کرتے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اسے تیار کرنے اور اس کی نشرواشاعت میں حصہ لیا ہے۔ یہ دعا ایسے ہی ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی دستر خوان کے میزبان کے لئے اس کے اموال میں برکت کے لئے یہ دُعا سکھائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِي مَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ (مسلم کتاب الاشربہ)

کہ اللہ برکت دے ان کی روزی میں، بخش دے ان کو اور رحم کر ان پر۔

یہ وہ میوہ ہائے دین ہیں جن کا ذکر شاعر نے اپنے شعر میں کیا ہے۔

نعمتیں چُن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

اس سارے مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 141-142 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی و علمی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اکتوبر 2022ء)

﴾171﴿

الفضل کے حوالے سے ماہ ستمبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط نمبر 10

• تاریخ رقم کرنے والا اخبار

آپ نے جلسہ سالانہ پر آنکھوں دیکھا حال لکھ کر ایک تاریخ محفوظ کر دی ہے۔ جزئیات کی اچھی تصویر کشی کی ہے جزاك الله۔ ہم دور افتادہ ناظرین نے ایم ٹی اے کی برکات سے فائدہ اٹھایا اور پل پل نظریں سکرین پر گاڑے رکھیں۔ جو جلسہ لندن میں ہو رہا تھا وہ دنیا کے نہ جانے کتنے گھروں میں دیکھا جا رہا تھا گویا گھر گھر میں جلسہ ہو رہا تھا۔ ناصر صاحب اور خاکسار عمر کے جس دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ سہولت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ سارے پروگرام، انتظامات بغیر کسی مداخلت کے توجہ سے دیکھے اور سنے۔ (امتہ الباری ناصر۔ امریکہ)

• جلسے کا آنکھوں دیکھا احوال

آج مؤرخہ 19/اگست کے شمارے کا پیغام موصول ہوا۔ فہرست میں مذکور ”جلسہ سالانہ یوکے کا آنکھوں دیکھا حال“ کے عنوان نے اپنی طرف جذب کر لیا۔ مضمون شروع کیا تو تحریر کی شائستگی، روانی اور سلاست نے آخری لفظ تک پڑھ کر ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔ پی ڈی ایف بھی موصول ہو چکی تھی۔ جو خوبصورت تصاویر سے مزین تھی۔ ہر دو کے لیے ادارے کو جزاکم اللہ کی دعا پیش ہے۔ کارکنان جلسہ کے ساتھ الفضل بھی شکریہ کا مستحق ہے کہ جلسے کے علمی مائدہ اور روحانی ماحول کو قارئین تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (ذیشان محمود۔ سیرالیون)

• جلسہ سالانہ لندن کی رپورٹ میں ہر پہلو اور ہر گوشہ اُجاگر ہوا

مذہبی طباعت واشاعت کی دنیا میں الفضل آن لائن لندن 19/اگست 2022ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کی آپ کی مرتب کردہ رپورٹ انٹرنیٹ پر پڑھنے کی توفیق ملی۔ میں اور میرے ساتھی جو پروفیسر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ غیر احمدی ہیں بہت متاثر ہوئے۔ بے حد خوبصورتی کے ساتھ آپ اس کو منظر عام پر لائے ہیں۔ جو لوگ مجبوری میں ایم ٹی اے پر اس پروگرام کو دیکھ نہ سکے ان کے لئے آپ کی یہ کاوش ممنون احسان رہے گی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ ہم جلسہ سالانہ یوکے 2022ء میں بنفس نفیس شامل ہیں۔ ہے تو یہ اخبار لیکن آنکھوں دیکھا حال کا سماں باندھ رہا تھا۔ ماشاءاللہ بیش بہا پیش رفت ہے۔ اس صورت حال اور اس کی قدر و منزلت کو بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ نے اس بابرکت جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات کا بہت خوبصورتی سے منظر کشی کر کے تعارف کرایا ہے۔ گویا آپ نے سمندر کو کوزہ میں قید کر دیا ہے۔

شاید آپ کے لئے یہ یقین کرنا مشکل اور مبالغہ ہو گا کہ ایک ہی نشست میں یہ رپورٹ بلکہ سارا اخبار پڑھ ڈالا۔ ایک تو تحریر میں چاشنی پھر جامع و مانع الفاظ کا ذخیرہ جو اردو ادب کی انتہاء کو چھو رہا تھا۔ دوسرا ایسا تسلسل کہ مکمل مطالعہ کئے بغیر ہٹنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اب اردو ادب کا معیار کہیں زیادہ بلند ہو چکا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا الفضل آن لائن لندن اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور آپ کا اداریہ ''عہد کے درد کو بھی کر محسوس'' اور ''گلیاں'' (money box) بچوں اور بڑوں کے لئے بھی سبق آموز ہے۔

الفضل آن لائن لندن مجریہ 8/ستمبر 2022ء میں آپ کا اداریہ ''سو عافیت ہے اسی میں کہ قافلہ میں رہو'' پڑھنے کو ملا۔ اس اداریہ میں آپ نے نہ صرف اپنی جماعت کو خلافت کی رسی مضبوطی سے تھامے رہنے اور حصار میں رہنے کی تلقین و ترغیب دلائی ہے وہیں پر ملت اسلامیہ کو بھی دعوت فکر دی ہے کہ وہ بھی اپنی زبوں حالی پر غور و خوض کریں۔

(محمد عمر تماپوری۔ کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ انڈیا)

•زخم ہرے ہوگئے

موٴرخہ 23/اگست میں شائع ہونے والے مکرم محمد عمر تماپوری کے مضمون ’’خطوط طاہر اور اسیر ان راہِ مولیٰ‘‘ نے تو دل کے سارے زخم کھول کرر کھ دیے ہیں۔

موٴرخہ 27/اگست کے شمارہ میں ’’سو سال قبل کا الفضل‘‘ اور اس کا عکس دیکھ کر بہت بھلا لگا۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو مزید ترقی دے۔

موٴرخہ 31/اگست 2022ء کو ’’ادارہ الفضل آن لائن‘‘ کی طرف سے لجنہ کی تنظیم کے سو سال پورا ہونے پر ’’لجنہ اماء اللہ‘‘ کے مقاصد پر جو کتاب تیار کروائی ہے اس کا ایک پرچہ خاکسار کو بھی تحفۃً دیا گیا ہے۔ جزاک اللہ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ٹیم کو اور اس کے بنانے میں جس جس نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے اسے اپنی جناب سے اجر عطا کرے۔ آمین۔

(نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے)

•روحانی لذت سے بھرپور اخبار

آپ کی ٹیم الفضل آن لائن کو اتنا معیاری، دلچسپ، ایمان افروز اور معلوماتی بنادیا ہے کہ میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ لاریب آپ کی ساری ٹیم کو آج کے ’’مرد خدا‘‘ کی دعا لگی ہے۔ بہت خوش نصیب ہیں آپ لوگ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دعاؤں کے وارث بن رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

موٴرخہ 23/اگست 2022ء کا سارا مواد ہی بہت اعلی ہے مگر دو مضامین نے جس روحانی لذت سے گزارا ہے اسے لفظوں میں ادا کرنا ممکن نہیں -1 حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے رویاء وکشوف -2 خطوط طاہر اور اسیر ان راہ مولا۔ ان دو مضامین نے اس روحانی لذت کو احیائے نو بخشا ہے۔

(شبیر احمد ثاقب)

• ایک اہم اداریہ

آج کل موبائل فون زندگی کا ایک جزو لاینفک بن گیا ہے بالخصوص نوجوان طبقہ کا کہ کسی بھی لمحہ حتی کہ نماز میں بھی وہ اسے جدا نہیں کرنا چاہتے۔ اس تناظر میں آپکا مضمون ’’موبائل فون اور آداب مساجد‘‘ بہت اہم ہے۔ اللہ کرے کہ فون کے ایسے شیدائی منش بننے کی بجائے ذکر الٰہی کے شیدائی بن جائیں اور آپ کا مضمون ان کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بن جائے۔ آمین۔ خاکسار کوشش کرے گا کہ یہ مضمون فرانس کے تمام نوجوانوں تک پہنچ جائے۔

(نصیر احمد شاہد۔ مبلغ انچارج فرانس)

• عمدہ مضمون

محترم خواجہ عبد العظیم صاحب نے 30/جولائی کے الفضل میں واقعہ کربلا کو تاریخی حوالوں کے ساتھ مبالغہ آمیزی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاریخ کے طالب علم کے لئے انتہائی دلچسپ مضمون اور معلومات ہیں۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو اور اچھے اچھے لکھاری عطا فرمائے اور آپ سب کی خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

(مبشر احمد عابد)

• ازدیاد ایمان کا موجب

مؤرخہ 23/اگست کے مضمون ’’خطوط طاہر اور اسیران راہ مولا‘‘ میں درج خطوط پڑھ کر اس بات پر ایمان بڑھا ہے کہ بہر حال خلیفۃ المسیح ہم خادمان سے بیان سے بڑھ کر دل و جان سے محبت کرتے ہیں۔

(رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی)

• قابل ستائش نظم

13/اگست 2022ء کے شمارے میں یوم آزادی پاکستان (platinum jubilee) کے موقع پر تین مضامین اور جناب ثاقب زیروی کی نظم قابل ستائش اور آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کا قائد اعظم محمد علی جناح کی اچانک اور المناک وفات پر 16؍ستمبر 1948ء کے الفضل میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جو کسی وقت دوبارہ شائع ہونا چاہیئے۔

مؤرخہ 10؍ستمبر 2022ء کے الفضل میں مضامین (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے تسلسل میں مبلغ انچارج پرتگال مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب کا مضمون پرتگال میں جماعت احمدیہ کا قیام بہت پسند آیا اور جذبات کو انگیخت کرنے کا باعث بنا۔ (ابن ایف آر بسمل)

• دلچسپ دیدہ زیب مضامین

مؤرخہ 29؍جولائی کے الفضل میں محرم الحرام کے سلسلہ میں بہت دلچسپ دیدہ زیب مضامین ہیں۔ خصوصاً ’’محرم الحرام اور چند دعائیں۔ ‘‘جزاکم اللّٰہ خیرا (نصرت قدسیہ وسیم۔ فرانس)

• اہم امر کی جانب توجہ

مؤرخہ 26؍اگست کے روزنامہ الفضل لندن میں ایک نہایت ہی اہم امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآنی آیت کو الخ.... لکھنے کی بجائے پوری آیت لکھنی چاہیے اسی طرح حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کیساتھ ’’صلعم‘‘ کی بجائے پورا دعائیہ کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیے۔ ادارہ الفضل کی یہ درخواست بہت ہی عمدہ اور مناسب ہے۔ (شمس الدین)

• خواہش کا اظہار

خاکسار روزانہ الفضل کا مطالعہ کرتا ہے خاص کر پہلے اور آخری صفحے کا۔ اس میں فقہی کارنر، سبق آموز بات اور دعا کا تحفہ بہت اچھے مضامین ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہو سکے تو حکایات شیریں یا واقعات بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء احمدیت پر ایک سلسلہ بھی شروع کیا جاسکتا ہے اور کچھ سائنسی و علمی یا ہنر سکھانے پر مشتمل معلوماتی مضامین بھی شامل کر دیا کریں۔ جزاك اللّٰہ تعالیٰ۔ (تیمور احمد خان)

• محرم الحرام کی دعائیں

آپ نے نئے ہجری سال کی سب کو مبارک دی ہے آپ کو بھی دل کی گہرائی سے بہت بہت مبارک ہو۔ جس محنت و لگن سے آپ کی ٹیم ہمارے لیے کام کرتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ مبارک باد کے ساتھ ہی آپ نے جو محرم الحرام کی دعائیں لکھ دی ہیں مجھے تو بہت فائدہ ہوا ہے۔ میں بہت کچھ سیکھتی ہوں آپ کا ہر اداریہ ہی میرے لئے ایک سبق ہوتا ہے جس سے میں سیکھتی رہتی ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔ (صفیہ بشیر سامی۔ برطانیہ)

• مرغوب ترین اخبار

الحمد للہ ! روزنامہ الفضل آن لائن کا باقاعدگی سے مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ روزانہ خاکسار کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ مضمون نگار بڑے اچھے مضامین لکھتے ہیں۔ عابد خان صاحب کی ڈائری پڑھ کر دل بہت محظوظ ہوتا ہے کیونکہ ہمارے پیارے آقا کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح بنیادی مسائل کے جوابات والے کالم پڑھ کر علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پوری ٹیم کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ (مظفر احمد ظفر)

• وقت کی ضرورت

مؤرخہ 25/ اگست 2022ء کے الفضل میں آپ کا اداریہ بعنوان ''رشتہ داریوں کا تقدس و احترام'' پڑھا۔ ایک ایک حرف سچ پر مبنی ہے۔ وہ زمانے اچھے تھے جب رشتے داریوں کا پاس رکھا جاتا تھا۔ اللہ کرے ہم قرآنی احکامات کے مطابق اپنے رحمی رشتوں سے حسن سلوک کرنے والے ہوں۔ وہ رحیم خدا ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کا مضمون بعنوان ''موبائل فون اور آداب مساجد'' پڑھا۔ اس موضوع پر مضمون کی واقعتاً بہت ضرورت تھی۔ (صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

• جزاک اللہ

مؤرخہ 29؍جولائی کے شمارے میں ”محرم الحرام اور چند دعائیں“ پڑھا۔ بہت سی دعائیں اور بہت سی باتیں جو اپنی اصلاح اور بقا کے لیے بنیادی حیثیت و حقیقت رکھتی ہیں وہ لاکھوں کروڑوں غفلت زدہ انسانوں تک پہنچانے کے لئے بہت جزاک اللہ تعالیٰ۔ **(صادقہ چوہدری۔ کینیڈا)**

• پیارا اخبار

مؤرخہ 28؍جولائی کے شمارے میں مضمون ”پاک ہونے کا ایک طریق“ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ کو پڑھا تو ایمان اور پختہ ارادے گویا نئے سرے سے تازہ ہوئے۔ الحمدللہ۔ روزانہ پیارا الفضل جب پڑھنا شروع کریں تو دل نہیں چاہتا کہ ختم ہو۔ ماشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام الفضل کی ٹیم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(امتہ القیوم صباخواجہ۔ جرمنی)

• ایمان افروز باتوں کے اضافے کا موجب اخبار

الفضل کا ہر شمارہ میرے علم میں بہت سی نئی ایمان افروز باتوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ دینی اور دنیاوی بہت سارے علوم کی واقفیت ہو رہی ہے۔ الحمدللہ۔ **(آر آر قریشی)**

• تسکین قلب کا موجب

الفضل آن لائن کا روزانہ شمارہ پڑھ کر بہت دلی سکون ملتا ہے۔ جب تک پورا الفضل پڑھ نہ لوں اور افادہ عام کے لئے اسے ٹویٹر اور انسٹاگرام کے اسٹیٹس پر نہ لگالوں، سکون نہیں ملتا۔ بلکہ بعض اوقات کسی مجبوری کی وجہ سے میں الفضل کا مطالعہ کرلوں اور اسٹیٹس پہ نہ لگا سکوں تو بعض غیر از جماعت اور کچھ احمدی توجہ دلاتے ہیں کہ آپ نیک باتیں لگاتی رہا کریں ہمیں اس طرح اچھی باتوں سے آگاہی رہتی ہے۔ ان کو خاکسار پی ڈی ایف میں بھی پورا الفضل بھیج دیتی ہے۔

آپ کے اداریے کمال کے ہوتے ہیں۔ ماشاءاللہ آپ جس طرح ہر موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں بات سیدھی دل پہ اثر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اتنا اچھا

روحانی مائدہ روزانہ بلاناغہ ہم تک بہم پہنچانے کے لئے آپ اور آپ کی تمام ٹیم کی انتھک محنت اور عرق ریزی صاف نظر آتی ہے۔ سو وہ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس لگاتار محنت کے لئے سب کی خود جزا بن جائے۔ آپ سب کی سعی کو قبول و مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(منزہ سلیم۔ جرمنی)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 اکتوبر 2022ء)

﴾172﴿

Another Allah Mian's Garden

خاکسار یو۔کے میں احمدیہ قبرستان گوڈالمنگ (Godalming) سے چند منٹوں کی واک پر رہائش پذیر ہے۔اس سے قبل ایک اداریہ میں خاکسار لکھ آیا ہے کہ یہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا قبرستان ہے جس کے ایک حصہ میں جماعت احمدیہ کے قبرستان کے دو حصے ہیں جن میں سے ایک قطعہ موصیان ہے۔ ہم میاں بیوی کبھی کبھار سیر کرتے اور کبھی نیت کے ساتھ اس قبرستان میں جاتے ہیں اور مرحومین اور ان کے لواحقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ہمارے ساتھ ہمارا پیارا پوتا عزیزم زوحان احمد سلمہ اللہ بعمر چار سال بھی ہوتا ہے اور وہ بھی دعا میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے سوالات جو قبرستان کے حوالے سے اس کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں کے جوابات دینے کا بھی موقع ملتا رہتا ہے۔

گزشتہ دنوں ہم کار میں سوار کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ ہمارے بائیں جانب ایک اور قبرستان گزرا جسے عزیزم زوحان احمد سلمہ اللہ دیکھتے ہی اپنے ابا سے مخاطب ہو کر بولا Abu! Another Allah Mian's Garden کہ ابو! یہ ایک اور اللہ تعالیٰ کا باغ ہے۔

میں نے یہ الفاظ سنتے ہی اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو! ایک چار سالہ بچہ ایک چھوٹے سے فقرہ میں ہمارے لئے بہت بڑا اسبق چھوڑ گیا ہے اور مجھے اداریہ کے لئے ایک عنوان بھی بہم پہنچا گیا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو ”اللہ میاں کے گارڈن“ کے الفاظ اپنے اندر بہت گہرے معانی رکھتے ہیں۔ اول تو اللہ کے ساتھ ”میاں“ کے الفاظ گارڈن سے پیار و محبت کو بڑھا رہے ہیں۔ مائیں اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کے لیے ”اللہ میاں“ کا لفظ استعمال کرتی ہیں۔ جب یہ گارڈن

اس پیار بھری ہستی کی طرف منسوب ہو رہا ہو تو اس کی عظمت، اس کی خوبصورتی اور اس کے مقام و مرتبہ کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گارڈن، اس باغیچہ اور باغ کو کہتے ہیں جو رنگ برنگے پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا ہو۔ گھنے درختوں کی چھاؤں لوگوں کو آرام و استراحت کی دعوت دے رہی ہو۔ پانی کے نلکے (Taps) جگہ جگہ لگے ہوں۔ جہاں لوگ چہل پہل بھی کر رہے ہوں اور سیر بھی ہو رہی ہو اور یہ سارا ماحول انسان کو آرام و سکون پہنچا رہا ہوتا ہے۔

قبرستان کو اگر گارڈن سے تشبیہ دی جائے تو یہ وہ جگہ ہوتی ہے جس میں امت کے بڑے بڑے درخت نما بزرگوں کو مٹی میں چھپا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے ایک بزرگ کی وفات پر کہا کہ:

"The Shadow of the tree is recognised when it is cut down."

درخت کے سایہ کی اہمیت اس وقت پتہ چلتی ہے جب وہ کاٹا جاتا ہے۔ پھر بہت پیارے اور خوبصورت پھولوں جیسے بچے اس میں دفن کر دیے جاتے ہیں جیسا کہ کسی بچے کی وفات پر شاعر شیخ ابراہیم ذوق نے کہا تھا اور یہ شعر بچوں کے مزاروں پر لکھا بھی ہوتا ہے۔

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

حضرت مصلح موعودؓ نے اس شعر کو تو ان نونہالوں پر بھی چسپاں کیا ہے جن کی مائیں تربیت نہیں کرتیں اور وہ بچے ضائع چلے جاتے ہیں۔

ویسے تو آج کل قبرستانوں میں ظاہری پھول بھی ہوتے ہیں، درخت بھی ہوتے ہیں، پانی کے Taps بھی ہوتے ہیں اور وہاں جا کر طبائع اس طرح طراوٹ اور تروتازگی محسوس کرتی ہیں جیسے کہ باغوں میں جا کر طبائع میں خوشگوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اللہ میاں کے گارڈن میں جانے کا ایک اضافہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر دلوں میں پیدا ہوتا اور اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور مزید بہتر کرنے کے راستے استوار ہوتے ہیں، انسان کو اس کے انجام کی نشاندہی ہوتی ہے۔ آنحضور

ﷺ نے قبرستانوں میں داخلے کے لئے جو دعا سکھلائی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے۔ وہ دعا یوں ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ (جامع ترمذی)

اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ ہماری اور آپ کی مغفرت کے سامان مہیا فرمائے۔ آپ ہم سے آگے گزر گئے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلے آنے والے ہیں اور ان شاء اللہ جلد آپ سے ملاقات ہوگی۔

احادیث میں یہ دعا مختلف الفاظ میں ملتی ہے۔ اس مغفرت کی دعا میں اپنے لئے مغفرت کا ذکر پہلے ہے اور مرحومین کی مغفرت بعد میں مانگی گئی ہے۔ قبرستانوں میں جاتے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کا جو ورد بار بار کیا جاتا ہے اس میں بھی اپنے خالق کو یاد کر کے اس کی طرف رجوع کرنے کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ آنحضور ﷺ تدفین کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر حاضرین کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو اور اس کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال و جواب شروع ہونے والے ہیں۔ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان مرحوم صفحہ 577)

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؐ نے جو دعا مانگی وہ میں نے یاد کر لی۔ آپؐ نے دعا کی: اے ہمارے خدا! تو اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر، اس کی جگہ عمدہ اور قابل عزت بنا، اس کی قبر وسیع کر، اس کو پانی اور برف اور اولوں سے غسل دے یعنی اسے ٹھنڈک پہنچا، اس کو گناہوں اور غلطیوں سے ایسا پاک کر جیسے میلا کپڑا دھونے کے بعد میل کچیل سے تو پاک صاف کر دیتا ہے اس کو اس دنیاوی گھر کے بدلے زیادہ بہتر گھر دے۔ اس دنیا کے اہل سے زیادہ بہتر اہل عطا فرما اور

دنیا کی بیوی سے بہتر بیوی بخش اور اس کو جنت میں داخل کر، اسے قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آپؐ کی یہ دعا اتنی پر اثر تھی کہ میں نے آرزو کی۔ اے کاش! یہ میرا جنازہ ہوتا!

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان مرحوم صفحہ 572-573)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبر اور قبر میں جزاء سزا پر اپنی معرکہ آراء کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک انسان کے مٹی میں دب جانے کے بعد قبر کے دائیں اور بائیں اطراف کی کھڑکیاں کھل جاتی ہیں۔ اگر وہ نیک اور جنتی ہو تو دائیں طرف سے ٹھنڈی اور خوشبودار ہوائیں آکر اس کو سکون و آرام پہنچاتی ہیں۔ اس کے لئے تو واقعتاً یہ باغ ہی ہوگا اور اگر اس مردے کے بد اعمال کا پلڑا بھاری ہے تو پھر بائیں طرف کی کھڑکی سے گرم ہوا کے جھونکے آنے شروع ہوتے ہیں۔ ہمیں جنازہ کی دعا جو آنحضور ﷺ نے سکھلائی ہے اس پر اگر غور کریں تو ایسی جامع و مانع دعا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے مردے کو رخصت کر کے ایمان پر مرنے کی دعا کرتے ہیں اور جو زندہ ہیں ان کے لئے اسلام پر رہنے کی دعا ہو رہی ہوتی ہے اور یہی وہ باغ ہیں جن میں ایک مومن کو داخل ہو کر چرنے اور سیر ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔
آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین عمل ختم نہیں ہوتے۔ اول صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، تیسرے ایسی نیک اولاد جو اس مرحوم کے لئے دعا کرے۔" (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان مرحوم صفحہ 577)

ہمارے بعض نام نہاد علماء نے اس مضمون کو ایسے بھیانک اور ڈراؤنے رنگ میں پیش کر کے اور پھر ان مضامین پر مشتمل کتب کے نام ایسے ڈراؤنے رکھ کر جیسے قبر کے خوفناک مناظر، مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے وغیرہ وغیرہ، لوگوں میں خوف ہی خوف پیدا کیا ہے۔ جبکہ اسلام سلامتی اور امن کا مذہب ہے اور جزاء و سزا کا جو فلسفہ بیان کیا گیا ہے وہ اتنا حکیمانہ ہے کہ جہنم کو

ہسپتال قرار دیا ہے جہاں علاج ہو کر بالآخر اس کی جگہ اسی سر سبز و شاداب گارڈن (جنت) کی ہے جس کے اندر چشمے اور نہریں بہتی ہوں گی اور ہر قسم کے پھل پھول میسر ہوں گے۔

گوڈالمنگ قبرستان میں مجھے ایک ادھیڑ عمر کی انگریز خاتون نے بتایا کہ اس قبرستان میں ہر دوسرا visitor اپنے ساتھ کتالایا کرتا تھا مگر جب سے احمدیہ قبرستان یہاں بنا ہے کتوں کو ساتھ لانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اب کوئی visitor اپنے ساتھ کتا نہیں لاتا۔ تو گویا یوں بھی جنت کا نظارہ پیش کرتا ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو حسین اعمال سے آراستہ کر کے اسلام احمدیت کے ایسے سر سبز درخت بن جائیں، ایسے خوشبودار پھول بن جائیں کہ ہمیں جب میت کے طور پر اس گارڈن کی طرف لے جایا جا رہا ہو تو ہماری میتوں سے اس گارڈن کو رونق ملے، مزید سر سبزی ملے نہ کہ سڑنے کا احساس ہو۔ ایک عرب شاعر کے مطابق کہ ایسے کام کر جا کہ تمہارے مرنے کے بعد تو ہنس رہا ہو اور تیرے پسماندگان رو رہے ہوں۔ اسی طرح جب تو پیدا ہوا تھا تو تُو رو رہا تھا اور تیرے ارد گرد لوگ ہنس رہے تھے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 نومبر 2022ء)

﴿173﴾

روحانی پیوندکاری

نیک بندے سے تعلق جوڑنے سے اس کے فیوض و انوار بیعت کنندہ کے اندر سرایت ہونے لگتے ہیں

پھلوں کے درختوں، پھولوں کے پودوں اور فصلوں کی پیوندکاری کا طریق پرانے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ ہم نے اپنے بچپن میں مالیوں کو بیری، آم کے درختوں اور بعض پھولوں کے پودوں کو پیوند لگاتے دیکھا اور پھر کچھ عرصہ بعد ان میں لگائی گئی پیوند پر نئے رس بھرے، خوش ذائقہ اور لذیذ پھل لگتے دیکھے اور بعض جگہوں پر انہیں چکھ کر اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار بھی بنے۔ ابھی دو سال قبل لندن آنے سے پہلے میرے ایک دوست مکرم ناصر رفیق مجھے کسی احمدی دوست کے باغیچہ میں لے گئے جہاں ایک بیری کو سیب کی پیوند لگائی گئی تھی اور جس پر سیب نما بیر لگے ہوئے تھے۔ ذائقہ و سائز بیر جیسا، شکل و شبیہات سیب جیسی اور اندر سے بیر کی گٹھلی کی جگہ سیب کے بیج تھے۔ بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد اور قائد تربیت مجلس انصار اللہ مجھے سندھ کے دوروں کے دوران بے شمار مرتبہ ایک احمدی کے فارم پر جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ وہاں کے سابق مینیجر مکرم جاوید علی کھوڑو پیوندکاری (Grafting) کا بہت شوق اور ملکہ رکھتے تھے اور مہمان کے آنے پر وہ اپنے فارم کا خود Visit کرواتے اور نت نئے پھلوں کو دکھاتے اگر ان کا موسم ہوتا۔ بعض ایسے پودے بھی دیکھنے کو ملتے جو پاکستان میں نایاب ہیں۔ مجھے نارنجی برابر خوش ذائقہ سیو بیر یاد ہیں۔ اس کے علاوہ سٹرس یعنی کینو، لیموں، گریپ فروٹ، کھجور، آم اور پھولوں میں گلاب کی پیوندکاری دیکھنے کو ملی۔ سندھ میں کئی احمدیوں کے فارمز پر آموں کے چھوٹے قد کے درخت بھی دیکھنے کو ملے۔ مکرم تنویر احمد چوہدری نے مجھے بتایا کہ اس قسم کے درخت نئی نسل کے ہیں اور پرانی نسل کے ایک

بڑے درخت کی جگہ یہ دو یا تین درخت لگ جاتے ہیں اور ان کا جھاڑ بڑے ایک درخت کے جھاڑ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ تو میں 4-5 سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ اب تو زمانہ بہت تیز (Fast) ہو گیا ہے، اکثر چیزیں نیٹ پر دستیاب ہیں۔ نباتات پر معلومات کے بارے میں ٹی وی چینلز کی بھرمار ہے۔ زمانہ اتنا ترقی کر گیا ہے کہ ایک ہی درخت یا پودے کو پانچ پانچ، چھ چھ پھلوں کی پیوند کاری کر رکھی ہے اور ایک ساتھ ایک ہی درخت پر اتنے زیادہ قسموں کے پھل دیکھ کر اللہ کے فضلوں پر شکرانے کے الفاظ سبحان اللہ، سبحان اللہ منہ سے نکلتے ہیں۔

میں نہ تو کاشتکار ہوں، نہ گرافٹر اور نہ ہی اس آرٹیکل میں مجھے پیوند کاری کے اصول اور فوائد بتانے ہیں۔ لیکن روحانی پیوند کاری سے جوڑ، تعلق اور مماثلت پیدا کرنے کے لیے اس مضمون کا بیان ہونا ضروری ہے۔ پودوں میں پیوند کاری کے درج ذیل تین بڑے فوائد ہیں۔

1۔ افزائش نسل

2۔ زیادہ اچھی نسل کے پھل، پھول حاصل کرنا

3۔ پہلے سے زیادہ اچھی پیداوار حاصل کرنا

پیوند کاری کرنے کے بعد ہم نے مالی کو یہ کرتے بھی دیکھا کہ وہ مٹی کے مرکب یا لکڑی کے برادہ سے گرافٹنگ والے حصہ کو Cover کرتا تھا اور کسی برتن یا پلاسٹک کی بوتل کے ذریعہ قطرہ قطرہ پانی گرانے سے اتنے حصہ کو گیلا رکھتا تھا یا ہاتھوں سے پانی کا چھڑکا دیا کرتا تھا۔ مالی جس شاخ سے (نہ کہ ٹہنی سے کیونکہ وہ خشک ہوتی ہے) گرافٹنگ کرتا تھا۔ اس شاخ کو ڈھونڈنے میں اور تلاش کرنے میں کچھ وقت لگتا تھا۔ کیونکہ وہ ایسی شاخ تلاش کرتا ہے جس کی آنکھیں (Buds) ہوں۔ اس سارے Process کے لیے بہار کا موسم موزوں ترین ہوتا ہے۔ گنے کی داب لگاتے وقت بھی آنکھوں (Buds) والی ڈکری تلاش کی جاتی ہے۔ پیوند کاری کے بعد آب و ہوا، مناسب پانی اور دیکھ بھال بھی خوب ہوتی ہے۔

جانوروں میں پیوند کاری

ایک پیوند کاری جانوروں میں بھی کی جاتی ہے۔ خچر اس کی ایک مثال ہے۔

اعضائے جسمانی کی پیوند کاری

زمانہ سائنسی اعتبار سے جوں جوں ترقی کرنے لگا اعضائے جسمانی کی پیوند کاری بھی سننے کو ملنے لگی۔ ان میں سب سے پہلے دل کے آپریشن اور شریانوں یعنی بائی پاس کا سنا گیا۔ پھر دل تبدیل کرنے کے تجربات ہوئے۔ اب تو گردے، جگر اور بہت سے اعضا کی Replacement دیکھی گئی۔ ان میں ایک Hair Plantation کا عمل بھی شامل ہے۔

روحانی پیوند کاری

اب میں اپنے اصل مدعا یعنی روحانی پیوند کاری کی طرف آتا ہوں اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کرتا ہوں جس نے مجھے اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لیے مجبور کیا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"جب وہ بیعت کرتا ہے اور ایسے کے ہاتھ پر جسے اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلی بخشی ہو۔ تو جیسے درخت میں پیوند لگانے سے خاصیّت بدل جاتی ہے۔ اسی طرح سے اس پیوند سے بھی اس میں فیوض اور انوار آنے لگتے ہیں (جو اس تبدیلی یافتہ انسان میں ہوتے ہیں) بشرطیکہ اس کے ساتھ سچا تعلق ہو، خشک شاخ کی طرح نہ ہو۔ اس کی شاخ ہو کر پیوند ہو جاوے۔ جس قدر یہ نسبت ہو گی۔ اسی قدر فائدہ ہو گا۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

یہ مبارک الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مجلس عرفان میں اس وقت کہے جب آپؑ نے ایڈیٹر البدر کے مطابق حضرت محمد نواب خاںؓ تحصیلدار کی بیعت لی اور بیعت کے بعد بیعت کی اہمیت اور توبہ و استغفار پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ بیعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال حکمت اور فراست سے پیوند کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور لکھا ہے۔ درخت میں پیوند

لگانے سے خاصیت بدل جاتی ہے اسی طرح بیعت کے ذریعہ پیوند کاری سے وہ فیوض و انوار اور برکات بیعت کرنے والے شخص کے اندر آنے لگتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کے صحابہؓ نے جب آپؐ سے روحانی تعلق قائم فرمایا تو تمام صحابہؓ آنحضور ﷺ کی تصویر بن گئے۔ وہی خاصیتیں، خوبیاں، نیکی و تقویٰ کی علامات جو آنحضور ﷺ کے اندر تھیں وہ صحابہؓ کے اندر بھی نظر آنے لگیں۔ وہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہلائے۔ آج کے دور میں آنحضور ﷺ کے سب سے بڑے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے آپؑ پر ایمان لانے والوں نے آنحضور ﷺ سے پیوند کا تعلق قائم کیا تو ہر صحابی، چھوٹا محمدؐ نظر آنے لگا۔ اس کے اندر حضرت محمدؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی خاصیتیں نظر آنے لگیں۔ روحانی پیوند کاری کا یہ تعلق خاندانوں میں آگے تقسیم ہوا اور ہر فرد جماعت نے حصہ رسدی وصول کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے امریکہ کے دورہ میں آج ان محبین اور مخلصین میں نمایاں طور پر نظر آتا رہا جنہوں نے اپنے پیارے امام کو پہلی دفعہ جسمانی تعلق کے قیام کے ساتھ روحانی تعلق کو بڑھوتری دی۔ اپنے ایمان افروز جذبات کا اظہار کیا جن کی اشاعت الفضل آن لائن میں مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد کی رپورٹس میں ہم دیکھتے رہے اور اپنے ایمان کو جِلا دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام جاری فرما کر مادی پیوند کاری کے ان تمام اصولوں اور قواعد کو روحانی پیوند کاری میں بدرجہ اولیٰ جاری فرمایا۔ جس طرح پیوند کاری پھلوں کی افزائش اور زیادہ اچھی نسل کے پھلوں کا موجب ہوتی ہے اسی طرح جماعت احمدیہ میں روحانی پیوند کاری ہماری نسلوں کی روحانی افزائش اور زیادہ اچھے اسلامی اعمال کے پھلوں کے ساتھ اپنی نسلوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس طرح ظاہری پیوند کاری کو مٹی یا لکڑی کے برادے کے ساتھ چھپا کر قطرہ قطرہ پانی گرا کر یا ہاتھ سے پانی کا چھٹہ دے کر اتنے حصہ کو تازہ رکھا جاتا ہے اسی طرح خلیفۃ المسیح، جماعت کے باغ کے مالی کے طور پر ہمارے زخموں، تکلیفوں پر دعاؤں اور شفقت کا پھایا

رکھ کر ہر جمعہ کو خطبہ کے ذریعہ روحانی پانی کا قطرہ قطرہ گرا کر ہماری روحانی پیوند کاری کو تازہ رکھتے اور جماعت کے درخت کے تنے سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہتے ہیں۔ خلافت کے فیوض و انوار ہر احمدی میں اس پیوند کاری کی وجہ سے سرایت کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے باغ میں بیعتوں کے ذریعہ روحانی نسل بڑھتی رہتی ہے اور موجودہ نسلیں بھی تقویت پاتی رہتی ہیں۔ اس کا ایک اہم موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر عالمی بیعت ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ بابرکت نظام جاری رکھے۔ خلافت کو دوام دے اور دنیا کے احمدیوں کے فیوض و انوار اور برکات میں ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 نومبر 2022ء)

﴾174﴿

روحانی سانچا

ہمارے بچپنے میں ڈائی (Dye) کا لفظ اتنا مستعمل نہ تھا۔ جتنا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس لفظ کا استعمال آج ہے۔ ہم بچپن میں اینٹوں کے بھٹوں پر اینٹیں بنتی دیکھا کرتے تھے۔ بالخصوص مٹی کے مرکب کو اکٹھا کر کے ایک تھوپا (مجموعہ) سا بنا کر لکڑی کے ڈبے میں ڈال کر اینٹ کی شکل دینے سے خوب محظوظ ہوا کرتے تھے اور جب بھَٹے سے اینٹ پک کر باہر آتی تو اس کے نچلے حصہ پر انگریزی حروف تہجی کے دو یا تین حروف نقش ہوئے دیکھتے۔ اس وقت نہ تو لکڑی کے ڈبے کو کس نام سے پکارتے تھے پتہ تھا اور ان انگریزی حروف کی حکمت سے بھی نابلد تھے۔

پھر 1965ء میں ابا جان مرحوم ہم سب بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے راولپنڈی سے ربوہ اپنے آبائی گھر میں آباد ہو گئے تو ربوہ گول بازار میں ٹوپیوں کی ایک مشہور دکان میں ٹوپیاں بنتی دیکھیں۔ ٹوپی کے کپڑے کو گیلا کر کے اور لئی لگا کر لکڑی کے فرما پر چڑھایا جاتا اور خشک ہو جانے پر ٹوپی کی شکل دی جاتی۔ (یہاں مجھے ایک ثانوی بات یاد آگئی کہ لاہور سے تین غیر از جماعت صحافی خاکسار کے ساتھ ربوہ دیکھنے آئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر ربوہ میں ٹوپیوں، برقعوں اور سائیکلوں کا کاروبار کیا جائے تو خوب سود مند ہو گا) پھر 1970ء میں ہم دو بھائیوں کو گرمی کی رخصتوں میں کراچی ابا جان کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ وہاں سیمنٹ کے بلاکس لوہے کے سانچے میں بنتے دیکھے۔ مگر ان سانچوں یا ڈائیوں کے ناموں سے واقفیت نہ تھی۔

ہم نے بچپن میں مٹی کے مرکب سے بنے مختلف جانور گلی بازاروں میں بکتے دیکھے۔ ہم ان کو گگو گھوڑے کہا کرتے تھے۔ گو وہ ہاتھ سے بنے ہوتے تھے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بھی ڈائیاں بن گئیں اور بڑے خوبصورت رنگ برنگے کھلونے مارکیٹ میں نظر آنے لگے۔ ان

میں بعض میں تو اصل اور نقل کی تمیز کرنا بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ ہم خود بھی کبھی کبھار چکنی مٹی ڈھونڈ کر پانی سے اس کا مرکب بنا کر اس کا گھوڑا بنا لیتے اور اس کو ختم کر کے بکری بنا لیتے یا کوئی اور صورت۔ یہی وہ مضمون ہے جو میں آگے روحانی سانچا میں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ لیکن اس مضمون کے بیان کرنے سے قبل سانچا اور ڈائی کے لغوی معنی جاننا ضروری ہے۔

• سانچا۔ لکڑی، لوہے یا پلاسٹک کے اس ڈھانچے کو کہتے ہیں جس میں کسی چیز کے قوام، مادہ اور خمیر کو ڈال کر ایک خاص وضع، شکل اور قالب دی جاتی ہے۔ آج کے دور میں اسے ڈائی (Dye) کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں جگہ جگہ خرادیے بیٹھے ہیں جو ہر قسم کی ڈائی بنا دیتے ہیں۔ یہ لفظ اب اتنا عام ہو گیا ہے کہ لوگ سانچا کے لفظ کو بھول گئے ہیں اور ڈائی کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ اب تو ہر چھوٹی بڑی فیکٹریاں پہلے ڈائیاں بناتی ہیں جیسے کوئی کار بنانے والی فرم پہلے کار کے دروازوں، بونٹ اور انجن کے ہر پُرزے کی ڈائیاں بناتی ہیں جن میں لوہے یا پلاسٹک کو پگھلا کر ان کے اندر ڈال کر خوشنما اور سڈول پُرزے بنائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مٹی کے برتن بنانے والوں نے بھی ڈائیاں بنا رکھی ہیں۔ اب تو ہر گھر کے کچن میں بچوں کو بہلانے کے لیے مختلف ڈائیاں موجود ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ مختلف شکلوں کی اشیاء تیار کر کے بچوں کو دی جاتی ہیں اور وہ بچے خوشی خوشی کھا لیتے ہیں۔

روحانی سانچا

یہ تمام تمہید صرف اور صرف قارئین کو اسی مضمون کو سمجھانے کے لیے بیان کی ہے۔
انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے گیلی مٹی سے پیدا کیا اور انسان کے اندر وہ تمام خاصیتیں اور صلاحیتیں موجود ہیں جو ایک مٹی کے مرکب سے بنائی ہوئی چیز میں ہوتی ہیں اور تھوڑی دیر میں اس بنی بنائی ہوئی چیز کو ختم کر کے اسی مٹی سے کوئی اور چیز بنالی جاتی ہے۔

انسان کی پیدائش گیلی مٹی سے

انسان کی پیدائش کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

• طِیۡنٍ یعنی گیلی مٹی سے پیدا کیا جیسے فرمایا:

خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ (السجدہ:8)

• طین سے پیدا کرنے کا ذکر سورۃ ص:72 میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔

اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ (ص:72)

• سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡن یعنی گیلی مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا جیسے فرماتا ہے:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡن (المؤمنون:13)

• طِیۡنٍ لَّازِبٍ چمٹ جانے والی مٹی سے پیدا کیا جیسے فرماتا ہے:

اِنَّا خَلَقۡنٰہُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ لَّازِبٍ (الصافات:12)

• صَلۡصَالٍ اور حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ یعنی گلے سڑے ہوئے کیچڑ اور خشک کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے پیدا کیا جیسے فرمایا:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ (الحجر:27)

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے تو اس کے اندر اسلامی سانچے میں Adjust ہونے کی صلاحیت بھی رکھی ہے۔ یہ گیلی مٹی ہمیشہ نئے سانچے میں بھی ڈھلنے کے لیے تیار رہتی ہے۔

اسلامی سانچے

آئیں! دیکھتے ہیں کہ اسلام نے مسلمانوں کو سانچے میں ڈھلنے کے لیے کون کون سے سانچے (ڈائیاں) متعارف کروائے ہیں۔

قرآن کریم

ان میں سب سے پہلے سانچے میں قرآن کریم کا نام آتا ہے۔ جس میں 700 سے زیادہ احکام خداوندی موجود ہیں۔ ہر حکم ہی قالب ہے جن میں مومن اپنے آپ کو صبح و مساء ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں بھی اور آج اخروی دَور میں بھی صحابہؓ نے قرآن کریم میں بیان احکام کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں ان پر عمل کرنے کے لیے تا کوئی حکم عمل کرنے سے رہ نہ جائے۔

جامع البیان فی تفسیر القرآن میں یہ دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مہاجر صحابیؓ نے ایسے ہی احکام قرآنی کی فہرست بنا رکھی تھی۔ تمام حکموں پر عمل کر بیٹھے تو قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل باقی رہ گئی۔ اس کے لیے انہوں نے مدینہ کی بستی کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا تو میں واپس آجاؤں اور اس قرآنی حکم کی تعمیل ہو۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ (700 احکام خداوندی از حنیف محمود صفحہ 37)

حضرت محمد ﷺ

اسلام میں ایک سانچا حضرت محمد ﷺ ہیں اور صحابہؓ نے اپنے آپ کو اس پیارے قالب میں ڈالا۔ صحابہؓ کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ہر اس فعل یا عمل کو اپنے اندر اتاریں جو وہ آنحضرت ﷺ کو کرتے دیکھتے تھے۔ صرف خود نہیں بلکہ اپنے دیگر صحابہؓ سے جہاں مقابلہ بھی رہتا وہاں اپنے عزیز و اقارب اور بچوں کو حضرت محمد ﷺ کے قالب میں اترنے کی تلقین کرتے۔

اس مضمون میں وہ تمام احادیث آجاتی ہیں جو آنحضور ﷺ نے بیان فرمائیں اور یوں ایک قالب سیرۃ رسول اپنانے کے لیے احادیث کے مجموعے ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا سانچا

آج کے دور میں ایک روحانی سانچا امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو آنحضور ﷺ کے عاشق صادق تھے اور آپؑ کا کوئی ایسا فعل نہ تھا جو آنحضور ﷺ کی سیرت کے

منافی ہو۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈالے تا آپؐ کے توسط سے آنحضور ﷺ کا دیدار ہو سکے۔

خلیفۃ المسیح کا قالب

ایک منہ بولتا قالب ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح ہیں جو مجسم سیرت ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی، جو مجسم سیرت ہیں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی، جو مجسم تصویر ہیں احکام قرآنی کی۔

ان کے علاوہ خاندان میں بزرگ حضرات و خواتین، اپنے ماں باپ اور بڑے بطور نمونہ کے موجود ہیں جن کی ڈائیوں میں اپنے آپ کو ڈھالا جا سکتا ہے۔ پس اپنے اوپر احکام قرآنی، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت مسیح موعودؑ و خلفاء کا لبادہ اوڑھ لیں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بننے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام اسلامی سانچوں میں اپنے آپ کو Adjust کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 نومبر 2022ء)

﴾175﴿

Historic Past and Dynamic Future

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ امریکہ کے تاریخ ساز اور بابرکت دورہ کے پہلے مرحلہ میں حضور نے زائن شہر کا دورہ فرمایا اور مسجد فتح عظیم میں افتتاحی خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے علاوہ مؤرخہ یکم اکتوبر 2022ء کو مسجد فتح عظیم کی ایک افتتاحی تقریب میں انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ اس اہم مبارک تقریب میں مختلف جماعتوں، مختلف ممالک کے نمائندگان اور عہدیداران کے علاوہ 161 غیر مسلم اور غیر از جماعت کے سرکردہ مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل بہت سے لوگوں نے استقبالیے پیش کیے۔ ان میں سے ایک زائن شہر کے میئر آنریبل بیلے میکینے (Billy Mckinney) تھے۔ آپ نے اپنے استقبالیہ میں کہا۔

"یہاں زائن میں ہمارا ماٹو Historic past and dynamic future ہے۔ ہمارے شہر کے قلب میں یہ خوبصورت مسجد اس ماٹو کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ میری خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمارے ماضی اور مستقبل کے درمیان ایک پل کا کام کرے۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ مسجد ایسی شاندار ایمان سے بھرپور کمیونٹی کے نمازیوں سے بھری ہوئی ہے، مجھے زائن شہر کے مستقبل کے لیے بھی امید دلاتی ہے اگر ہمیں ایک بہتر زائن، ایک بہتر شہر، ایک بہتر ریاست، ایک بہتر ملک اور ایک بہتر دنیا بنانی ہے تو ہمیں تمام نسلوں اور عقیدوں کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔ جب میں اس پیغام کو دیکھتا ہوں جو احمدیہ مسلم کمیونٹی ہمارے شہر میں لے کر آئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ یہ مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جس کا نصب العین "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" ہے۔ یہ ایک ایسی جماعت ہے جو اسلام کے پیغمبر محمد ﷺ کی تعظیم کرتی ہے جنہوں نے عیسائیوں

کے ساتھ عہد کیا تھا کہ ان کے پیروکار گرجاگھروں کی مرمت میں عیسائیوں کی مدد کریں گے اور گرجاگھروں کی ہر قسم کے خطرات سے حفاظت اور دفاع کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کریں گے۔ بس آج جماعت احمدیہ مسلمہ اس شہر ''زائن'' میں اسی مسلک اور عقیدہ کا اظہار کر رہی ہے۔ اس جماعت نے اپنے خلیفہ کی بابرکت قیادت میں امن، انصاف، عالمی انسانی حقوق اور انسانیت کی خدمت کے پیغام کے ساتھ تمام مذاہب کے لوگوں تک رسائی حاصل کی ہے، لہٰذا احمدیہ مسلم کمیونٹی کی طرف سے اس شہر میں جو شاندار خدمات انجام دی گئیں ہیں اور اس شہر کی ترقی اور اس کے لوگوں کی فلاح و بہبود کو بہتر بنانے کے لئے جو کام کیے گئے ہیں ان پر میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ہم اس شہر کی کلید عزت مآب خلیفہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔''

اس ایڈریس کے بعد موصوف نے حضور انور کی خدمت میں زائن شہر کی چابی پیش کی۔

(رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر مؤرخہ یکم اکتوبر2022ء)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے آخری حصہ میں شہر کی چابی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''مجھے یقین ہے کہ اب یہ چابی محفوظ ہاتھوں میں ہے۔''

(رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر مؤرخہ یکم اکتوبر2022ء)

آج مجھے نہایت اختصار کے ساتھ زائن شہر کے ماٹو

Historic past and dynamic future

پر قلم آزمائی کرنا ہے۔ جس کا بامحاورہ ترجمہ یوں گا۔ یادگار ماضی اور سرگرم مستقبل۔

اس ماٹو کے دو حصے ہیں۔ ایک Historic Past اور دوسرا Dynamic Future

HISTORIC PAST

ان دونوں کا تعلق جماعت احمدیہ کی روشن تاریخ اور روشن مستقبل سے ہے۔ جہاں تک اس ماٹو کے حصہ اول کا تعلق ہے زائن (Zion) شہر جس کو صیحون بھی کہا جاتا ہے امریکہ کی ریاست الینائے (Illinois) کا ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کو ایک صدی قبل ایک معروف شخصیت

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی نے بسایا تھا۔ اس شہر کے گلی کوچوں و مقامات کے نام بائبل میں بیان معروف شخصیات کے نام سے رکھے گئے۔ خود ایلیاء نبی کا دعویٰ کیا اور مسیحؑ کے آنے کی نوید بھی سنائی۔ اپنے ارد گرد اپنے ماننے والے اور جاننے والے اکٹھے کیے۔ زائن میں ایک چرچ بنایا۔ اس کی ایک لیس فیکٹری تھی۔ ہوٹل تھا۔ اپنا پریس تھا۔ Leaves of Healing کے نام سے اخبار نکالتا تھا۔ جب بام عروج پر شہرت پائی تو اسلام کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا اور بانیٔ اسلام (ﷺ) کو برا بھلا کہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اسلام کے خلاف اس کی زہر فشانی کا علم ہوا تو آپؑ نے اسے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی شہرت خاک میں ملنے لگی۔ جس زبان سے ہزاروں مداحوں کو خطاب کیا کرتا تھا وہ گنگ ہو گئی۔ فالج کے ساتھ حسرت سے مرا۔ اس کے عزیز و اقارب ساتھ چھوڑ گئے۔ آج مسجد فتح عظیم کے افتتاح پر جو رپورٹس ایم ٹی اے پر نشر ہو رہی ہیں اور مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر تحریر کر کے الفضل آن لائن میں بھجوا رہے ہیں ان کے مطابق شہر کی اکثریت ڈوئی کے نام سے ناواقف نظر آتی ہے۔ اس کا اپنا تعمیر کردہ چرچ عیسائیوں کے کسی اور فرقہ کے قبضہ میں ہے۔ ہوٹل نذر آتش کر دیا گیا تھا۔ اس کا آبائی گھر قریباً متروک ہے جہاں اس کی زیر استعمال اشیاء بطور نمائش کے موجود ہیں۔ گھوڑوں کا اصطبل نابود ہو چکا ہے۔ جبکہ اس شہر میں 1967ء میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ جلد ہی والیگن ایل اسٹیشن کے قریب ایک مکان خرید کر نمازیں باجماعت ادا کرنی شروع کیں۔ پھر مربی ہاؤس خریدا گیا اور اب 2022ء میں ایک خوبصورت مسجد شہر کے وسط میں بنا کر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ڈوئی کا عبرت ناک انجام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بلند ہونے لگا۔ یہ تو وہ Historic Past ہے اس تاریخی شہر زائن کا۔ جس کے بانی نے کہا تھا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والوں کو مکھی مچھر تصور کرتا ہوں۔ میں ان سے بات نہیں کر سکتا۔ میں تو ان کو پاؤں تلے روند دوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے زائن کے ماضی کا ذکر اپنے تاریخی خطاب میں یوں فرمایا:

”جہاں تک اس مسجد کا تعلق ہے تو آپ سوچتے ہوں گے کہ ہم نے زائن میں مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟ یقیناً اس کا بنیادی مقصد تو وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ دوسرا یہ کہ جو لوگ شہر کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں ان کو علم ہوگا کہ زائن شہر کی بنیاد ایک Evangelist عیسائی مسٹر الیگزینڈر ڈوئی نے رکھی، جس نے خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعوی کیا تھا۔ مسٹر ڈوئی اسلام کی سخت مخالفت اور مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتا تھا۔ یہ مخالفت بانیٔ جماعت احمدیہ کے علم میں آئی اور آپ علیہ السلام نے اس کو براہ راست جواب دیا۔

آپ میں سے بعض یہ سوال اٹھائیں گے کہ بانیٔ جماعت نے مسٹر ڈوئی کو مخاطب کرتے ہوئے سخت لہجہ کیوں اپنایا اور یہ کس طرح آپ کی پیار و محبت کی تعلیم سے مطابقت رکھتا ہے؟

دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پرامن تعلیمات اور ڈوئی کو جواب دینے میں باہمی کوئی تضاد نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی ایک موقع پر بھی فساد اور انتہا پسند ردعمل کی ہدایت نہیں کی۔ درحقیقت جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسٹر ڈوئی کی اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کا علم ہوا تو آپ علیہ السلام نے باہمی احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اسے دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ تحمل کا مظاہرہ کرے اور مسلمانوں کے جذبات کا خیال کرے۔ اس کے برخلاف مسٹر ڈوئی اسلام کے مقابل کھڑا ہو گیا اور کھل کر اسلام کے نابود کرنے کی خواہش کی۔ مثلاً لکھتا ہے کہ ”میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔“

پھر اپنی تحریرات میں مسٹر ڈوئی نے بڑے فخریہ انداز میں اس کو عیسائیت اور اسلام کے مابین عظیم جنگ قرار دیا۔ اس نے لکھا کہ اگر مسلمان عیسائیت قبول نہ کریں تو وہ ہلاکت و تباہی میں مبتلا ہوں گے۔

ان انتہائی بیانات اور ہرزہ سرائی کے جواب میں بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اس بات کو یقینی بنایا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں معصوم افراد اس تکلیف سے بچ جائیں جس میں وہ مسٹر ڈوئی کی عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین مذہبی جنگوں کی خواہش پوری ہونے کے نتیجہ میں پڑ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے مسٹر ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ہلاکت و تباہی کی دعا کرنے کی بجائے مسٹر ڈوئی یہ دعا کریں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ دوسرے کی زندگی میں مر جائے۔ یہ دراصل ایک ہمدردانہ فعل اور حالات کو بہتر کرنے کا ذریعہ تھا۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر زور دیا کہ آپ اور مسٹر ڈوئی دعا کا سہارا لیں اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔

اس چیلنج کے بعد مسٹر ڈوئی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انتہائی نازیبا طریق اختیار کیا۔ چنانچہ رپورٹ ہوا ہے کہ مسٹر ڈوئی نے کہا کہ ”ہندوستان میں ایک محمّدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے... تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔“

(رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر مؤرخہ یکم اکتوبر 2022ء)

DYNAMIC FUTURE

یہ تو اختصار سے Historic past لکھ دیا ہے۔ اب زائن شہر کے Dynamic future کو لیں تو میرے ذہن میں دو باتیں آ رہی ہیں جن کو اس Topic کا عنوان بنایا جا سکتا ہے۔

1۔ Great is Mirza Ghulam Ahmad –The Messiah

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطاب میں فرماتے ہیں:

”صحافی حضرات مسٹر ڈوئی کی طاقت اور اعلیٰ مقام کو کو بیان کرتے اور اس کا موازنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اس طرح کرتے کہ انڈیا کے ایک دور افتادہ گاؤں سے تعلق رکھنے والا شخص جس کی دولت اور دنیاوی رسوخ کا مسٹر ڈوئی سے کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

پھر جسمانی طور پر بھی مسٹر ڈوئی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عمر میں چھوٹا اور صحت میں بہتر تھا۔ اس تمام ظاہری فرق کے باوجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ نے کبھی بھی اپنا چیلنج واپس لینے کا نہیں سوچا اور اس حوالہ سے ذرا بھی ہچکچاہٹ کا اظہار نہیں کیا اور تمام دنیاوی بے سروسامانی کے باوجود جلد ہی نتائج آپ علیہ السلام کے حق میں پلٹ گئے۔ پے درپے ایسے واقعات ہوئے کہ ڈوئی کی حمایت جاتی رہی اور اس کی دولت، جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں ختم ہو گئیں۔ بالآخر وہ اپنے انجام کو پہنچا۔ جس کو یو ایس میڈیا نے افسوسناک انجام قرار دیا۔ یقیناً اس وقت کا یو ایس میڈیا خراج تحسین کے لائق ہے جس نے ایمانداری سے اس کی رپورٹنگ کی۔ مثلاً ایک مشہور Boston Herald اخبار نے یہ سرخی دی کہ

"Great is Mirza Ghulam Ahmad – the Messiah"

(رپورٹ: مکرم عبدالماجد طاہر مؤرخہ یکم اکتوبر 2022ء)

2۔ Historic Past میں عیسائی کے علاوہ کسی دوسرے مذہب والے کو زائن میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی اور اب مستقبل میں احمدیت کے ذریعہ ساری دنیا بالخصوص امریکہ میں اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچے گا۔ جس کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ اور افتتاحی تقریب کا خطاب کے ایم ٹی اے پر آنے سے ہو چکا ہے اور اب روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے ذریعہ زائن سے جاری پیغام کل عالم میں نشر ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معود کے پیروکار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم مسجد عظیم کا حقیقی مذہبی آزادی کے نشان کے طور پر افتتاح کر رہے ہیں۔ اس کے دروازے اس سنہرے پیغام کے ساتھ کھولے جا رہے ہیں کہ تمام افراد اور کمیونٹیز کے مذہبی حقوق اور پرامن عقائد کا ہمیشہ خیال رکھا جائے گا اور ان کا تحفظ کیا جائے گا۔ یہ جماعت احمدیہ مسلمہ کا اولین مقصد ہے کہ بنی نوع انسان کو روحانی نجات کی راہ پر چلایا

جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام افراد رنگ و نسل کی تفریق سے قطع نظر آپس میں پیار اور ہم آہنگی اور حقیقی امن اور تحفظ سے رہیں۔

میری دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں یہ مسجد ان شاء اللہ امن، تحمل اور تمام بنی نوع انسان سے محبت کا منبع ہوگی۔ میری دعا ہے کہ یہاں عبادت کرنے والے تمام تر عاجزی کے ساتھ اپنے خالق کو پہچانیں، اسی کے آگے جھکیں اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کریں۔ ہمارا یقین ہے کہ ہم اسی صورت کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے والے ہونگے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ آج شام اس پروگرام میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین (رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر مؤرخہ یکم اکتوبر 2022ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ستمبر 2022ء میں فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کا مشن بہت وسیع ہے، یہ تو ایک محاذ کی ایک جگہ کی فتح کا ذکر ہے، ہماری حقیقی خوشی تو اُس وقت ہوگی جب ہم دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے لائیں گے۔ اِس کے لئے اب ہمیں اِس مسجد کے بننے کے ساتھ تبلیغ کے نئے راستے تلاش کرنے ہوں گے، مسیح محمدیؑ کے دلائل کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا، پہلے سے بڑھ کر اپنی عملی و روحانی حالت کو بہتر بنانا ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ زائن شہر کو اسلام احمدیت کے لیے Dynamic Future بنادے۔ آمین

آسمان پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 نومبر 2022ء)

﴾176﴿

خلافت احمدیہ کی ہفتہ وار روحانی فلائٹ

خاکسار کو مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں اکثر نماز جمعہ ادا کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ مؤرخہ 21/اکتوبر 2022ء کو خاکسار نے ایک خاص نظارہ دیکھا اور وہ یہ تھا کہ حضرت صاحب کی مسجد میں تشریف لانے کی اطلاع پاکر اول مسجد میں موجود نمازیوں میں کھسر پھسر سنائی دی اور وہ اپنے آپ کو سیدھا کرنے لگے اور چاک و چوبند ہو کر بیٹھ گئے، تو اُدھر ڈیوٹی پر مامور خدام کو بڑی سرعت کے ساتھ جگہ تلاش کر کے بیٹھتے دیکھا۔ یہ سارا منظر دیکھ کر اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ روحانی فلائٹ اپنی پرواز بھرنے کو تیار ہے اور پائلٹ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہونے والے ہیں اور یہ سارا نظارہ اس بات کی عکاسی کر رہا تھا کہ جس طرح مادی فلائٹ سے قبل تمام سواریاں اپنی اپنی جگہوں پر سیٹ بیلٹ باندھ کر سیدھے رُخ ہو کر تیار ہو جاتی ہیں اور اس فلائٹ کا عملہ (Crew) بھی اپنی اپنی ڈیوٹی سنبھالنے کے بعد سیٹیں تلاش کر کے بیٹھ جاتا ہے اور پورے جہاز میں ایک سکون اور خاموشی کا سماں اور ماحول بن جاتا ہے۔ یہی کیفیت بار بار میرے ذہن اور دل و دماغ میں بڑے زور سے اپنے نقوش چھوڑنے لگی اور اہم بات یہ کہ یہ کیفیت پورے خطبہ کے دوران مجھ پر طاری رہی کہ میں بہت سے نمازیوں کے ہمراہ روحانی فلائٹ پر سوار روحانی بلندیوں سے محظوظ ہو رہا تھا اور خلیفۃ المسیح اپنے ارشادات اور پُر معرفت و پُر اثر ملفوظات کے ذریعہ اس فلائٹ کو روحانی بلندیوں پر لے گئے اور یہی اس فلائیٹ کی Entertainment تھی جو Serve ہو رہی تھی۔

خاکسار نے اپنا یہ خداداد آئیڈیا جمعہ کی نماز کے بعد تین مربیان کرام کے سامنے بغرض مشورہ رکھا انہوں نے میرے اس آئیڈیا کی بھرپور تائید کی۔ جس سے مجھے یہ اداریہ قلمبند کرنے کا حوصلہ ملا۔

یہ خطبہ جمعہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں مؤرخہ 21؍اکتوبر 2022ء کا تھا۔ جس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے امریکہ کے کامیاب اور انقلابی دورہ سے واپسی پر اپنوں اور بالخصوص غیروں کے تاثرات بہت تفصیل سے بیان فرمائے۔ مجھے یوں لگا جیسے حضور کی مسجد آمد پر اذان کے ساتھ یہ روحانی طیارہ ٹیکسی کرتا ایسے مقام پر جا پہنچا جہاں طیارہ کچھ لمحات کے لیے رُک کر بڑی تیزی کے ساتھ پرواز کر جاتا ہے۔ اس طرح اذان کے بعد کچھ وقفہ کے لیے حضور اس روحانی فلائٹ کو فضا کی بلندیوں پر لے گئے۔

اس روحانی فلائٹ کے کچھ حصے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھنے میں آئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اپنوں پر بھی اِس دورہ کا نیک اثر قائم ہوا اور غیروں پر بھی... لوگوں، بچوں، عورتوں اور مَردوں کی ملاقات کے بعد جو جذباتی تأثرات ہوتے تھے، اِن کی اپنی ایک لمبی فہرست ہے۔ پھر زائن، ڈیلس اور میری لینڈ میں بھی نمازوں پر عورتوں، بچوں، مَردوں کی کافی تعداد میں حاضری ہوتی تھی اور جس طرح وہ میرے آتے جاتے وقت اپنے جذبات کا اظہار کرتے، صاف نظر آرہا ہوتا تھا کہ اِن کے دلوں میں خلافت سے محبت و تعلق اور اخلاص و وَفا ہے۔ پڑھے لکھے، امیر اور دنیاوی لحاظ سے مصروف لوگ بھی نماز کے لئے کئی کئی گھنٹے لائن میں آکر لگ جاتے تھے تاکہ مسجد میں جگہ مِل جائے، یہ نہیں کہ فارغ لوگ ہیں جو آ گئے۔ یہ تبدیلی یا یہ رَویہ اِس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین اور جماعت کی محبت، خلافت سے تعلق اِن کے دلوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غیروں کے دلوں پر بھی غیر معمولی اثر ڈالا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیروں کے تاثرات بیان کرنے سے قبل ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے غیروں کے دلوں پر بھی غیر معمولی اثر ڈالا ہے، اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کے سینے مزید کھولے اور یہ لوگ سچائی کو پہچاننے والے بھی بن جائیں۔ زائن میں بننے والی مسجد فتح عظیم کے افتتاح کے موقع پر استقبالیہ تقریب میں 161 غیر مسلم اور غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی، اِن میں کانگریس مین، کانگریس وومن، میئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء، اسکیورٹی اداروں کے نمائندگان اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے تھے۔

تو یہ امید غیروں کو بھی ہم سے ہو رہی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں زائن شہر کی چابی پیش کرنے والے میئر آنریبل Billy McKinney کے تاثرات:

میرے لئے جماعت احمدیہ مسلمہ کے عالمی رہنما کو مسجد فتح عظیم کے موقع پر زائن شہر میں خوش آمدید کہنا اِنتہائی اعزاز کی بات ہے، یہاں زائن میں ہمارا نصب العین (Historic Past and Dynamic Future) ہے اور ہمارے شہر کے قلب میں یہ خوبصورت مسجد اِس ماٹو کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ خواہش اور دعا ہے کہ یہ عبادت گاہ ہمیشہ ہمارے ماضی اور مستقبل کے درمیان ایک پُل کا کام کرے۔ حضور انور ایدہ اللہ کو میئر شہر نے بڑے جذباتی انداز میں کہا! آج آپ نے مجھے speechless کر دیا اور آپ کی موجودگی کا احساس بہت عمدہ ہے۔

غیروں کو بھی اِس مقابلہ کا اچھی طرح پتا لگ گیا

حضور نے ممبر اِلینوئے جنرل اسمبلی آنریبل Joyce Mason کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

یہاں زائن میں مسجد فتح عظیم کے افتتاح کی اِس تاریخی تقریب کا حصہ بننا میرے لئے اعزاز کی بات ہے، زائن احمدیہ مسلم کمیونٹی کے لئے تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور آج اِس شہر کے

لئے ایک خاص دن ہے۔ زائن ایک ایسی جگہ تھی جس کی بنیاد پچھلی صدی کے آغاز میں الیگزینڈر ڈووی نے رکھی تھی جو اِسے ایک تھیوکریٹک شہر بنانا چاہتا تھا، جس کے دروازے اُس کے ماننے والوں کے علاوہ باقی ہر ایک کے لئے بند تھے لیکن آج زائن شہر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا گھر ہے اور یہ مسجد متعصبین کے بارہ میں مؤمنوں کی دعاؤں کی فتح کی علامت ہے۔ مَیں احمدیہ مسلم کمیونٹی کو اِس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ امام جماعت احمدیہ امن کے فروغ کے لئے ایک سرکردہ عالمی رہنماء ہیں۔

نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ انسانیت کی بھی فتح

Dr. Katrina Lantos Swett (صدر لینٹس فاؤنڈیشن برائے انسانی حقوق وانصاف) کے تاثرات بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جب بھی مَیں احباب جماعت کے ساتھ ملتی ہوں تو میری روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں زائن میں ہونے والے مباہلہ کے بارہ میں سُن کر بہت حیرت ہوئی کہ اُس زمانہ میں جبکہ موبائل فون، کمپیوٹر اور دیگر ذرائع مواصلات موجود نہیں تھے اُس وقت بھی اِس مقابلہ کو اتنی تشہیر ملی۔ ایک نظریہ ڈاکٹر جان ڈووی کا تھا جس کی بنیاد نفرت، باہمی تفریق اور تعصب پر تھی اور دوسرا نظریہ بانیٔ جماعت احمدیہ مرزاغلام احمد صاحب کا تھا جو کہ باہمی عزت اور بُردباری پر مشتمل تھااور ایک ایسی شخصیت کی طرف سے تھا جنہوں نے اِس کا نتیجہ کلیتاً اللہ کے ہاتھ میں چھوڑ رکھا تھا، پھر نتیجتاً ہم جانتے ہیں کہ اِس مباہلہ میں کس کی فتح ہوئی اور یقیناً یہ مسجد جس کا اَب افتتاح ہونے جارہاہے، جس کا نام فتح عظیم مسجد رکھا گیاہے، اِس کا مطلب ایک عظیم الشان فتح ہے جو اُس مباہلہ میں جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی۔

عالمگیر جماعت نے امریکہ دورہ کے دوران ان روحانی لمحات کو ایم ٹی اے کے ذریعے نہ صرف محسوس کیا بلکہ بجلی کی سی حرارت اپنے اندر پیدا کر کے اپنی روحانیت کو بھی بڑھایا۔ یہ

ایم ٹی اے بھی ہمیں روحانی بلندیوں کی طرف لے جانے کا موجب ہوا جو حقیقت میں ایک عظیم پیشگوئی کی تکمیل ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کی ایک پیشگوئی کے مطابق

”آواز اور تصویر کو منتقل کرنے کے آلات اس قدر عام ہو جائیں گے اور آپ یعنی مہدی کے پیروکاران وسائل کو اتنی آسانی سے حاصل کر سکیں گے کہ اس حکومت کے دور میں ڈاکخانہ کی ضرورت محسوس نہ ہو گی۔“

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

”امام قائم کے زمانہ میں مومن مشرق میں بیٹھے بیٹھے اپنے بھائی کو مغرب میں اور مغرب کا باشندہ مشرق میں رہنے والے اپنے بھائی کو دیکھے گا۔“ (منتخب الاثر صفحہ 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ ہر جمعہ کو نشر ہونے والا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں اور دیگر ایسے پروگرامز بھی دیکھیں جن میں میری شمولیت ہوتی ہے جیسا کہ غیر مسلموں سے خطابات ہیں، جلسہ پر کی جانے والی میری تقریریں ہیں یا دیگر مجالس وغیرہ۔ ان پروگرامز کو دیکھنا ان شاء اللہ آپ لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو گا اور اسی مقصد سے آپ لوگوں کو یہ پروگرامز دیکھنے چاہئیں۔“

(اردو ترجمہ از اختتامی خطاب مجلسِ شوریٰ یوکے 16/جون 2013ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خلافت کی اطاعت اور خلیفۂ وقت کی ہدایات کی تعمیل کا ایک بہت اہم ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم فضل و احسان کی صورت میں قائم کیا ہونے کا ذریعہ ہے اور وہ ایم ٹی اے ہے۔ اس لئے آپ جہاں کہیں ہوں آپ کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ میرا ہر خطبہ ضرور سنیں خواہ وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو۔ چاہے وہ ٹیلی وژن کے ذریعہ ہو، laptop کے ذریعہ ہو یا آپ کے موبائل فون

کے ذریعہ ہو۔ اِس دَور میں کوئی بھی یہ جائز عذر نہیں کر سکتا کہ وہ پیغام یا تعلیمات کو موصول کرنے سے قاصر رہا ہے۔ نشر و اشاعت کے جدید وسائل کی بدولت اب ہر چیز تک رسائی با آسانی اور فوراً ایک بٹن کے دبانے سے ممکن ہو چکی ہے۔ اس لئے جہاں تک میرے خطبات کا تعلق ہے ان تک بھی آپ کی رسائی اور دسترس مختلف ذرائع سے ہو سکتی ہے۔ آپ میرے خطبات ایم ٹی اے پر سن سکتے ہیں یا اس کے علاوہ آپ ایم ٹی اے کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اور ایم ٹی اے کی on demand سروس کے ذریعہ بھی میرے خطبات کو سن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایم ٹی اے کے کئی دوسرے پروگرامز بھی آپ کے لئے دیکھنا بہت ضروری ہیں۔ ان پروگراموں کے ذریعہ آپ کا دینی علم بڑھے گا اور اس طرح آپ کا خلافت سے بھی تعلق پختہ اور مضبوط ہو گا۔“

(نیشنل اجتماع واقفینِ نَو جماعت احمدیہ برطانیہ یکم مارچ 2015ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت احمدیہ کی اس روحانی فلائٹ کا حصہ بننے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 نومبر 2022ء)

﴿177﴾

Water for Life

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 8/ اکتوبر 2022ء کو مسجد بیت الاکرام ڈیلس کی افتتاحی تقریب میں جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کا ذکر کرتے ہوئے مہمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”ہم نے Water for Life جیسے پروگرام بھی شروع کیے ہیں جن کے تحت دنیا کے دور افتادہ علاقوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ گو صاف پانی کے ایک گلاس کو ہم معمولی سمجھتے ہیں لیکن ترقی پذیر دنیا کے لاکھوں لوگوں کے لیے یہ زندگی بدل دینے والا انقلابی تجربہ ہے۔“

(رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر مؤرخہ 8/ اکتوبر 2022ء قسط 13)

یہ کام جماعت احمدیہ کی ایک آرگنائزیشن ہیومینٹی فرسٹ کے تحت دنیا بھر بالخصوص افریقہ اور برصغیر کے Remote Areas میں جاری ہے۔ جہاں نلکے لگا کر شہریوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کیا جاتا ہے جس کو افریقہ سیرالیون کے 2019ء کے دورہ میں خاکسار اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا۔ وہاں کے بچے اور خواتین جو پانی بھرنے آتے وہ بہت خوش نظر آتے اور جماعت احمدیہ کی انسانیت کی اس خدمت کو سراہتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس اسکیم کا نام Water for Life ہے جس کے معنی ہیں پانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ انسانی زندگی اور روحانی زندگی کے لیے مادی پانی اور روحانی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر خاکسار اس سے قبل بھی دو ایک آرٹیکلز لکھ چکا ہے۔

انسان کی زندگی خواہ جسمانی ہو یا روحانی، پانی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ حتی کہ انسانی پیدائش بھی پانی کے ذریعے ہوئی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ (الانبیاء:21)

اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ (النور:46)

اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔

وَھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا (الفرقان:55)

اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انسانی زندگی کا پانی سے تعلق ہے کو سورۃ الرعد کے تعارفی نوٹ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

”ایک دوسرا اہم مضمون اس سورت میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شفاف پانی سے زمین کی ہر چیز کو زندگی عطا کی ہے۔ سمندر کا پانی تو انتہائی کھاری ہوتا ہے کہ اس سے خشکی پر بسنے والے جانور اور نباتات زندگی حاصل کرنے کی بجائے موت کا شکار ہو جاتے۔ اس میں سمندر کے پانی کو نتھار کر بلند پہاڑوں کی طرف لے جانے اور پھر وہاں سے اس کے برسنے اور سمندر کی طرف واپس پہنچتے پہنچتے ہر طرف زندگی بکھیرنے کے نظام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس نظام کا بہت گہرا تعلق آسمانی بجلیوں سے ہے جو سمندر سے بخارات اٹھنے کے نتیجہ ہی میں پیدا ہوتی ہیں اور پانی بھی بادلوں کے درمیان بجلی کے لپکوں کے بغیر قطروں کی صورت میں زمین پر نہیں برس سکتا۔ یہ بجلی کے کڑکے بعض دفعہ ایسے ہولناک ہوتے ہیں کہ بعضوں کے لئے وہ زندگی بخش ہونے کی بجائے ان کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔“

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 399)

* پانی کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کے پانی کو مخلوق کے فائدہ کے لیے لکھا ہے۔ جیسے سورۃ النحل آیت 15 میں اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں اور قیمتی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے تم زینت کی چیزیں نکالو جنہیں تم پہنتے ہو۔

* اسی طرح پانی میں کشتیاں چلنے اور اس کے ذریعہ سفر کرنے کا ذکر سورۃ الجاثیہ آیت 13 میں بھی ہے۔ گویا پانی کا استعمال یا فائدہ اس رنگ میں بھی استعمال کیا ہے۔ پرانے وقتوں میں مال برداری پانی ہی کے ذریعہ ہوتی تھی اور آج بھی مغربی دنیا میں نہروں کو مال برداری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

* ہاں اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل کرنے کا ذکر متعدد بار قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ بارشوں کے ذریعہ جو پانی اترتا ہے اس سے زمین زرخیز ہوتی ہے۔ پھول پھل لاتی ہے چاروں طرف سرسبزہ اور ہریالی ہوتی ہے۔ نباتات اُگتی ہیں۔ فصلیں ہری بھری ہوتی ہیں۔ بالخصوص بارانی علاقوں میں بارش وہاں کے مقیم حضرات کے لیے ایک خوشی کی نوید لے کر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو یوں بیان فرماتا ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرہ:23)

ترجمہ: جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو (تمہاری بقا کی) بنیاد بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا اور اس کے ذریعہ ہر طرح کے پھل تمہارے لئے بطور رزق نکالے۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (الانعام:100)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے ہر قسم کی روئید گی پیدا کی۔ پھر ہم نے اس میں سے ایک سبزہ نکالا جس میں سے ہم تہ بہ تہ بیج نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں میں سے بھی ان کے خوشوں سے بھرپور جھکے ہوئے تہ بہ تہ پھل اور اسی طرح انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار، ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی اور نہ ملتے جلتے بھی۔ ان کے پھلوں کی طرف غور سے دیکھو جب وہ پھل دیں اور ان کے پکنے کی طرف۔ یقیناً ان سب میں ایک ایمان لانے والی قوم کے لئے بڑے نشانات ہیں۔ (ترجمہ: از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ بارش سرد اور برفانی علاقوں میں Snow fall (برف) کی صورت میں نازل ہوتی ہے جو گلیشئرز بن جاتے ہیں اور موسم گرما میں پگھل کر نہروں، کھالوں، دریاؤں اور سمندروں میں پانی کے اضافہ کا موجب بنتے ہیں اور انسان کی زندگی کو رواں رکھنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ ان برفانی پہاڑوں اور گلیشئرز میں بھی انسانی زندگی کے آثار موجود ہوتے ہیں۔

روحانی پانی کی ضرورت

آئیں! دیکھتے ہیں کہ جس طرح انسان کی حیات کے لیے مادی پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور واٹر فار لائف اس کی زندگی پر صادق آتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کی روحانی زندگی کے لیے انبیاء، مرسلین، مجددین اور صلحاء کی صورت میں روحانی پانی کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ضرورت تا قیامت جب تک انسانی زندگی جاری و ساری ہے مسلّمہ رہے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ ہود کی آیت 8 كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کی تفسیر میں فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

"كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ سے یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی روح پانی پر تیر رہی تھی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس نے تمام زندگی کی بِنا (بنیاد) پانی سے ڈالی ہے اور روحانی زندگی بھی روحانی پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے انبیاء پر اتارا جاتا ہے۔"

(فٹ نوٹ: قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ 356)

گویا انبیاء اور رسول خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ روحانی پانی ہوتے ہیں اور ان پر وحی، الہامات، سچی خوابوں اور کشوف کے ذریعہ روحانی پانی نازل کیا جاتا ہے۔ اس روحانی پانی سے اسی طرح فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ یہ روحانی پانی انسان کی روحانی زندگی کے لیے اسی طرح ضروری ہے جیسے مادی پانی۔ یہ مادی پانی انسان کے اندر سے ختم ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کسی کا خدا کے فرستادے سے رابطہ منقطع ہو جائے تو وہ بھی بظاہر مردہ ہی ہوتا ہے۔ ہم بارہا سابقہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں جنہوں نے اس روحانی پانی سے استفادہ نہیں کیا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے۔ اسی مضمون کو خاکسار نے گزشتہ دنوں پاکستان کے ملاؤں پر چسپاں کیا تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صورت میں روحانی پانی سے فیض نہیں پایا بلکہ اس کی نمائندگی میں جاری روحانی پانی کو اپنے سے الگ کر دیا۔ جس کی وجہ سے مصائب اور مشکلات نے پاکستان میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور ان سے دُور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ کہیں سیلاب، کہیں زلزلے، کہیں قتل و غارت اور مہنگائی کا عذاب۔ جبکہ برطانیہ اور دنیا کے دیگر علاقے اس روحانی پانی سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس روحانی پانی سے سیراب کر رہے ہیں کہ ہم نے امریکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے دوران اپنوں اور غیروں میں یکساں طور پر اترتے اور سیراب کرتے دیکھا۔ جن کی جھلک مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر کی رپورٹس میں دیکھنے کو ملتی رہی۔

یہی روحانی پانی مومنوں کو اس حد تک سیراب کرتا ہے کہ یہ ان کی آنکھوں سے نمازوں میں اور خوف خدا کے تناظر میں آنسوؤں کی صورت میں نکلتا ہے جو اس کی نسلوں کو انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر جماعتوں کو سیراب کرتا ہے۔ یہی وہ چند قیمتی قطرے ہوتے ہیں جن کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

”اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور نشانات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ایک اللہ کے خوف سے بہنے والا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اللہ کے راستے میں بہنے والا خون کا قطرہ۔“ (ترمذی)

اس مضمون یعنی مادی پانی اور روحانی پانی کی قدر نہ کرنے کی صورت میں جو نقصان اٹھانے پڑتے ہیں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”اگرچہ زندگی کا پانی آسمان سے اُترتا ہے اور اس کے باربار آسمان سے نازل کرنے کا نظام موجود ہے لیکن اگر کسی بنا پر بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ سبق سکھانا چاہے تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ اس پانی کو لے جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ پانی بار بار آسمان کی بلندیوں سے واپس کرنے کا جو نظام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کوئی تبدیلی فرمادے جیسا کہ ابتدائے آفرینش میں زمین کا پانی مسلسل بخارات کی صورت میں آسمانوں کی طرف بلند ہوتا رہا اور جب برستا تھا تو درمیانی گرم فضا کے نتیجہ میں پھر واپس عروج کر جاتا تھا اور دوسری صورت وہ ہے جو عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ جب پانی زمین میں گہرا اُتر جائے تو پھر گہرے کنوؤں کہ تہ سے بھی نیچے غائب ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر پانی کے مضمون کو آگے بڑھا کر اُن کشتیوں کا ذکر ہے جو پانیوں پر چلتی ہیں اور اس نسبت سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کا ذکر بھی آیا ہے کہ پانی کی سطح پر بلند رہنے کی استطاعت کشتیوں کو تبھی نصیب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا اِذن ہو۔ بلند سے بلند طوفان میں بھی کشتیاں پانی کی سطح پر بلند ہوتی رہتی ہیں اور معمولی سے طوفان میں غرق بھی ہو جاتی ہیں۔ جب قومیں آسمانی پانی سے جو روحانی طور پر ان پر نازل کیا جاتا ہے ناشکری سے پیش آتی ہیں تو دنیاوی پانی کی طرح اس سے بھی اللہ انہیں محروم کر دیتا ہے اور یہ امر بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچاتا کہ موسلا دھار بارش کی طرح مسلسل رسول ان میں آتے رہے ہیں بلکہ سب کے انکار پر وہ مُصر رہتے ہیں۔“

(ترجمہ: قرآن کریم مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 577)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 نومبر 2022ء)

﴿178﴾

صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مفتی محمد صادقؓ (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) بیان کرتے ہیں کہ 1895ء میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ علیہ السلام کے کلمات طیبات کاغذ پر نوٹ کر کے لاہور لے آتا اور احمدیوں کو سنایا کرتا۔ ان کلمات طیبات میں سے جو چیزیں آپؑ نے بیان فرمائیں ان میں سے زیر عنوان یہ فقرہ ہے کہ **"صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے۔"**

مکرم ایڈیٹر صاحب البدر لکھتے ہیں کہ یہ نصیحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند لوگوں (جن میں محمد نواب خان صاحب تحصیل دار بھی شامل تھے) کی بیعت لینے کے بعد اپنے خطاب میں فرمائی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"نفس لمبی عمر کے وعدے دیتا ہے یہ دھوکہ ہے۔ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راست بازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہئے اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہئے"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 5 ایڈیشن 1984ء)

خود احتسابی پر خاکسار کے چند ایک آرٹیکلز اس سے قبل الفضل آن لائن کا حصہ بن چکے ہیں اور بے شمار آرٹیکلز اور اداریوں میں اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر سرسری طور پر یا ثانوی طور پر ذکر کر آیا ہوں۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلمہ طیبہ پر اس لیے طبع آزمائی کرنے جارہا ہوں کہ یہ نصیحت دراصل آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک فعل کی تصدیق و تائید کر رہی ہے کہ میں روزانہ سوتے وقت دن بھر کے اعمال کا جائزہ لیتا ہوں۔

ایک انسان کو اپنی زندگی میں اپنا جائزہ لینے اور محاسبہ کرنے کے بہت سے اوقات یا ادوار آتے ہیں جیسے ہر شمسی و قمری سال میں داخلے کے وقت، رمضان المبارک کا مبارک مہینہ، عیدین،

طلباء کے لئے نئے سال میں ترقی اور دیگر عہدوں پر ترقی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ اپنا جائزہ لینے کی ایک بہت ہی کارآمد گھڑی یا ساعت وہ ہے جب انسان رات کو عارضی طور پر اپنے اوپر موت وارد کرنے لگتا ہے یعنی سونے لگتا ہے اور یہی وہ گھڑی ہوتی ہے جب انسان بسا اوقات پرانی یادوں کے دریچوں میں کھو جاتا ہے اور مستقبل کے سہانے خوابوں کی دنیا میں آ آباد ہوتا ہے۔ یہی وہ اہم گھڑی ہے جب انسان اپنا خود ممتحن بن کر امتحان لیتا ہے اور خود ہی مارکنگ کرتا ہے اسے self-examine یا خود احتسابی بھی کہتے ہیں۔ خود احتسابی کیلئے یہ پیریڈ اس لیے اہم ہوتا ہے کہ انسان کو دن بھر اپنے کیے (کام) مستحضر بھی ہوتے ہیں اور محاسبہ کرنا آسان ہوتا ہے۔ ویسے تو انسان کی طبیعت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ جب بھی وہ قدم اُٹھاتا ہے یا کوئی غلط کام کر بیٹھتا ہے تو اسے اسی وقت احساس ندامت ہو جاتا ہے اور محاسبہ کا احساس ہونے لگتا ہے لیکن چونکہ اس وقت زندگی کا پہیہ چل رہا ہوتا ہے اور ایک کام کے بعد اگلا کام انتظار کر رہا ہوتا ہے اس لیے احتساب کا وقت اس طرح میسر نہیں ہوتا جتنا رات کو جب انسان خالی الذہن ہو کر سوچ وبچار کرتا اور اپنے غلط کیے پر نادم ہوتا ہوا اپنے اللہ سے معافی مانگتا ہے اور آئندہ نئے ارادوں اور جذبوں کے ساتھ بہتری کی طرف آگے بڑھنے کا عزم کرتا ہے۔

جہاں تک مجموعی طور پر خود احتسابی کے مضمون کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کو مخاطب ہو کر وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:19) کہ ہر جان نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے) کہتے ہوئے خود احتسابی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جبکہ سورۃ البقرہ آیت 285 میں یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ کہہ کر احتساب کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف لی ہے کہ اللہ تمہارے ہر کردنی اور ناکردنی کے بارے میں محاسبہ کرے گا۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دانا قرار دیا ہے جو اپنا محاسبہ ساتھ ساتھ کرتا چلا جاتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے نیک اعمال بجالاتا چلا جاتا ہے۔

(ترمذی کتاب صفة القیامته والرقائق)

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کا یہ قول تو ایک مومن کو ہر وقت بیدار رکھتے ہوئے محاسبہ نفس کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

(ترمذی کتاب صفة القیامة والرقائق)

اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ ایک اور مقام پر وَزِنُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا کے الفاظ ملتے ہیں جس کے معنی ہیں کہ اپنے نفس کو ماپ تول کر رکھو قبل اس کے کہ تمہارا ماپ تول کیا جائے۔

دوبارہ اپنے اصل مضمون کہ ہر شام کو محاسبہ کرلینا چاہئے کی طرف لوٹتے ہوئے حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک ارشاد تحریر میں لاتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

صوفیاء نے لکھا ہے آدمی کو چاہئے ہر شام کو سوتے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ میں نے جو کام کئے وہ لہو و لعب تو نہ تھے۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 345)

اپنے متعلق آپؓ فرماتے ہیں کہ

میری تو یہ حالت ہے کہ میں جمعہ کے لئے نہا رہا تھا۔ نفس کا محاسبہ کرنے لگا اور اس خیال میں ایسا محو ہوا کہ بہت وقت گزر گیا۔ آخر میری بیوی نے مجھے آواز دی کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ اگر میری بیوی مجھے یاد نہ دلاتی تو ممکن تھا اسی حالت میں شام ہو جاتی۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 438-439)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 نومبر 2022ء)

﴿1﴾

الفضل کے حوالے سے ماہ اکتوبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط 11

پُر مغز مطالعہ ایک صحت مند مشغلہ

الفضل پڑھنا اتنا دلچسپ کام ہے کہ اس کو صرف ورق گردانی کر کے چھوڑا نہیں جاسکتا۔ اس لئے بعض دفعہ کئی دوسری مصروفیات کی وجہ سے زیادہ شمارے جمع ہو جاتے ہیں اور پھر تاریخ کے حساب سے پڑھنا شروع کرتی ہوں۔ آج آپ کا مضمون انبیاء کا انکار اور اللہ کی آزمائشوں کی یلغار پڑھ کر دل کانپ اٹھا لیکن یہاں تو ابھی بھی آنکھیں، کان اور دلوں پر قفل ہی پڑے ہیں۔ کل سے ایک مولوی کی وڈیو وائرل ہے جس میں وہ حمل والی احمدی عورتوں کو مارنے یا بچہ ضائع کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو مخالفوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (سعدیہ طارق)

عمدہ افکار

ماشاءاللہ ! کجیوں کے نام سے عمدہ خیالات نے جنم لے کر مضامین کی شکل اختیار کی ہے۔ (ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

نئے زاویے سے بیان

ماشاء اللہ! میں نے ہر دو اداریے دوبارہ پڑھے اور بلاشک وشبہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ کجی کو بالکل ایک نئے زاویہ سے پیش کیا گیا ہے اور پھر اس لفظ کی توضیح وتوصیف کے بیان کو گویا ایک نئے محاورہ کے مطابق ’’دریا کو کجی‘‘ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اَللّٰھم زد فزد۔ (رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی)

الفضل ایک دھنک

الفضل آن لائن کا معیار بہت عمدہ ہے۔ اسے نت نئے رنگ میں دیکھنا ہمارے لئے باعث تحسین ہے۔ آپ کی حوصلہ افزائی نئے لکھنے والوں میں لکھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

(ذیشان محمود۔ سیرالیون)

پر اثر تحریرات

الفضل آن لائن کا روزانہ شمارہ پڑھ کر بہت دلی سکون ملتا ہے۔ جب تک پورا الفضل پڑھ نہ لوں اور افادہ عام کے لئے اسے ٹویٹر اور انسٹاگرام کے اسٹیٹس پر نہ لگالوں، سکون نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اتنا اچھا روحانی مائدہ روزانہ بلاناغہ ہم تک بہم پہنچانے کے لئے آپ اور آپ کی تمام ٹیم کی انتھک محنت اور عرق ریزی صاف نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی سعی کو قبول و مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین۔ (منزہ سلیم۔ جرمنی)

بہترین روحانی مائدہ

خاکسار کو الفضل آن لائن کا لنک ڈاکٹر نصیر احمد طاہر صاحب کے ذریعہ روزانہ فوراً مل جاتا ہے اور اسے پڑھ کر ہی سونے کے لئے جانا ہوتا ہے۔ الفضل کے ذریعہ روزانہ ہماری تربیت کے لئے، اسلام کی تعلیم پر مبنی قرآن و حدیث ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کے ارشادات اور پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ فرمان کے ذریعہ، روحانی خوراک باقاعدگی سے فراہم ہو جاتی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ الفضل کی وساطت سے دنیا بھر میں جماعت پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے احسانات سے آگہی بھی ملتی ہے جو ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی توفیق دیتا چلا جائے آمین۔ مؤرخہ 6/اکتوبر 2022ء کے الفضل میں ایک علمی مضمون بابت ریزونینس Resonance عزیزہ فرحت سلطانہ بھٹی کا شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے جدید سائنسی تحقیق سے انسان کی روحانی کیفیات پر دلیل قائم کی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ مضمون نگار نے حضرت خلیفۃ المسیح

الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے علم میں برکت ڈالے اور ترقیات سے نوازے۔ آمین (محمد کولمبس خان۔ جرمنی)

لذیذ دستر خوان

بے شک الفضل ایک دستر خوان ہے جس کے سبھی کھانے نہایت لذیذ، خوش رنگ اور خوشبو سے پُر ہیں اور تاثیر کے تو کیا ہی کہنے۔ ہر کوئی اپنے ذوق و توفیق کے مطابق اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ (نمود سحر)

تربیت کا نیا انداز

میں ان خوش نصیبوں میں شامل ہوں کہ جنہیں صبح صبح الفضل آن لائن جیسی اخبار مل جاتی ہے۔ جس میں زندگی کے ہر پہلو پر کچھ نہ کچھ ایسا لکھا مل جاتا ہے۔ جس پر اگر میں عمل کرنے لگوں تو کوئی وجہ نہیں کہ میں صحیح مومنہ نہ بن سکوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ اماء اللہ کے اجتماع پر دیا گیا خطاب اپنی ذات میں اتنا قیمت اور وزن رکھتا ہے کہ ہر لجنہ ممبر کو اسے دن میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس خطاب کے تمام نکات کو نمبر وار لکھ کر آپ کو بھیجوں۔ تاکہ جو لوگ لمبی تحریر نہیں پڑھ سکتے وہ کم از کم نکات ہی پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطاب سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین۔ مزید تحریر کرتی ہیں۔ مؤرخہ 13/ اکتوبر کی اشاعت میں یہ قول کہ ''شخص نہیں شخصیت بننے کی کوشش کرو'' جسے میں بارہا عمر کے مختلف حصوں میں پڑھ چکی ہوں انسان کی ذات نکھارنے کے لئے بہت عمدگی اور نفاست سے ہولے ہولے تربیت کرتا ہے۔ (نبیلہ رفیق۔ ناروے)

دل عش عش کر اٹھا

مؤرخہ 12/ اکتوبر کے اخبار میں مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر کی تحریر کردہ رپورٹ پڑھی جو کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ امریکہ کے حوالہ سے تھی۔ رپورٹ پڑھ

کر دل عش عش کر اٹھا کہ ایک عیسائی آدمی بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک ملاقات کرنے کے لئے اپنی رخصت منسوخ کر کے ائیر پورٹ پر ڈیوٹی کے لئے پہنچ گیا۔ (مظفر احمد ظفر)

مفید معلومات

جزاك الله! میں نے کتاب بعنوان "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" محفوظ کر لی ہے۔ الحمد للہ! بہت مفید معلومات جمع کر کے حضور علیہ السلام کے الہام کے حوالہ سے زمین کی وسعتوں اور کناروں تک کا احاطہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔ آمین۔

(ہادی علی چوہدری۔ کینیڈا)

ایمان میں تقویت کا باعث

الفضل کا ہر شمارہ میرے علم میں بہت سی نئی ایمان افروز باتوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ دینی اور دنیاوی بہت سارے علوم کی واقفیت ہو رہی ہے۔ چند ایک کا ذکر تحدیث نعمت کے طور پر تحریر کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقتباسات، پیارے امام امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں، توقعات اور بے شمار نصائح سر فہرست ہیں۔ تلخیص صحیح بخاری، تبلیغ میں پریس اور میڈیا کا کردار، مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام تنظیموں کی ملّی و دینی خدمات، جلسہ سالانہ یو کے 2022ء میں تقریر "عائلی زندگی میں میاں بیوی کو صبر اور برداشت کی عادت ڈالنے" بطور خاص ذکر کے لائق ہیں۔ خاکسار بعض تحریرات کا پرنٹ نکال کر اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو پڑھنے کے لیے پوسٹ کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ان اہم دستاویزات کی فوٹو اسٹیٹ کر کے جلد بنا کر محفوظ کر لیتا ہوں تا کہ تبلیغ اور کسی بھی موضوع کی گفتگو میں حوالہ کے طور پر کام آ سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

(آر آر قریشی)

تسکین قلب کا باعث

الحمدللہ! روزنامہ الفضل آن لائن اپنی مثال آپ ہے۔ تمام مضامین انتہائی دلچسپ ہوتے ہیں۔ جب تک کہ پورے اخبار کا بغور مطالعہ نہ کر لیا جائے تو ایسے ہی لگتا ہے کہ آج کوئی خاص

کام نہیں کیا۔ کچھ تشنگی سی محسوس ہوتی ہے اور مطالعہ کر لینے کے بعد ہی روح کو تسکین ملتی ہے۔ اس اخبار کی تعریف و توصیف میں جس قدر لکھا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو صحت و سلامتی والی فعال زندگی عطا فرمائے آمین۔ (عرفان احمد طاہر)

لطیف نکات سے مزین

گزشتہ دنوں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ کی ایمان افروز اور مفصّل روداد پڑھنے کو ملتی رہی۔ جس کے لئے مکرم عبد الماجد طاہر اور ادارہ الفضل خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ مضمون ''ایک انگریزی محاورہ پر طبع آزمائی'' کمال نکتہ لیے ہوئے ہے۔ اکثر و بیشتر مضامین منفرد، دلچسپ اور لطیف نکات سے مزّین ہوتے ہیں جنہیں عنوان کے مفہوم، جگ بیتیوں کے بیان اور اسلام احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں خوب کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ سلسلہ ''سو سال قبل کا الفضل'' کا آغاز کرنے پر خاکسار آپ کی بہت مشکور ہے۔ اس میں دیئے گئے لنک کے ذریعے بہت آسانی سے پرانے الفضل کو دیکھنے اور پڑھنے کی توفیق بھی مل جاتی ہے جو کہ کسی نعمت سے کم نہیں۔ (ثمرہ خالد۔ جرمنی)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 نومبر 2022ء)

﴿180﴾

ایک خوشخبری اور ہماری ذمہ داری

روزنامہ الفضل آن لائن مؤرخہ 13/دسمبر 2022ء اپنے تین سال مکمل کرنے جارہا ہے۔ ان شاء اللہ

اس قلیل عرصہ میں جو قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا الفضل آن لائن نے غیر معمولی ترقیات کی منازل طے کی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ و دعاؤں اور آپ تمام محبین الفضل کے خصوصی تعاون سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تیز بارش کی طرح نازل ہوا اور مسلسل ہو رہا ہے کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں الفضل آن لائن سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ (ہاف ملین) کو عبور کر چکی ہے اور یوں بانیٔ الفضل حضرت مصلح موعودؓ کے یہ دعائیہ الفاظ پورے ہونے کی طرف نوید کی خبر دے رہے ہیں کہ:

”اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔“

اس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ہمیں دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جانا چاہیے۔ الحمدللہ علیٰ ذالك

ادارہ الفضل آن لائن اس اہم تاریخی موقع پر خصوصی نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس مناسبت سے اگر آپ کوئی مضمون، تحریر، منظوم کلام، رائے، تاثرات یا کوئی مشورہ دینا چاہیں تو مؤرخہ 30/نومبر 2022ء بروز بدھ لندن وقت کے مطابق دوپہر 12 بجے تک

info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ الفضل آن لائن کو مزید بہتر کرنے، مزید علمی بنانے کے لیے آپ کے مفید مشوروں کا بھی انتظار رہے گا۔

کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 نومبر 2022ء)

﴿181﴾

ریگستان کا سفر

معاشرہ اس وقت تک نہیں چلتا جب تک معاشرے کے سب لوگ ہاتھ نہ ڈالیں اور آپس میں تعاون نہ کریں۔ ایک حرف کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک دوسرے حرف کے ساتھ مل کر اپنا مافی الضمیر بیان نہ کرے یہی کیفیت ایک اخبار کی ہے۔ جب تک انتظامیہ کے تمام کارکنان، قاری و مضمون نگار اپنا حصہ نہ ڈالیں اس وقت تک اخبار کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا۔ اسی طرح مضمون نگار کی سوچ اپنی ہوتی ہوگی۔ مواد بھی اکٹھا کر لیا ہوگا مگر اپنے کولیگ سے مدد ضرور لیتا ہے تب مضمون اشاعت کے قابل ہوتا ہے۔ اسی قسم کی کیفیت کا خاکسار کو اداریہ لکھتے وقت سامنا رہتا ہے۔ بسا اوقات سوچ بھی اپنی ہوتی ہے اور مواد بھی۔ بعض اوقات سوچ اپنی ہوتی ہے مگر مواد باہر سے آرہا ہوتا ہے۔ مگر بعض کرم فرما ایسے بھی ہوتے ہیں جو عنوان بھجوا دیتے ہیں کہ اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو بعض ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۃ المسیح کا کوئی اقتباس بغرض اشاعت بھجواتے ہیں یا کوئی سوشل میڈیا کا وائرل میسج۔ جن میں سے خاکسار کو اداریہ کا عنوان تلاش کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ حال ہی میں سیرالیون میں ہمارے مبلغ بھائی مکرم ذیشان محمود نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری کتاب پیغام صلح سے ایک ارشاد بھجوایا۔ خاکسار نے اِسے جب اصل کتاب پر سیاق و سباق سے پڑھا تو ایک ایسا مضمون ابھر کر سامنے آیا جس کی طرف توجہ دلانا وقت کی اشد ترین ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہوگئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقل مندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی

مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے۔ کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گذار راہ کے لیے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔"

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 443-444)

پیغام صلح یعنی امن و آشتی کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریر ہے جو آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں تحریر فرمائی جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو صلح صفائی کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی خالصتاً ہمدردی کے طور پر ہندوؤں کو مسلمانوں سے محبت اور آشتی سے رہنے کی تلقین فرمائی اور اہل اسلام کی طرف سے صلح کا ہاتھ بڑھایا۔

آپ علیہ السلام کا یہ پیغام (مضمون) 21/جون 1908ء کو پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ہال میں پڑھ کر سنایا گیا۔ گو جیسا کہ اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ اس پیغام میں خصوصاً ہندوؤں اور مسلمانوں کو مخاطب فرمایا ہے لیکن بعض جگہوں پر احباب جماعت کے درمیان ایک دوسرے سے نفرتیں دور کر کے ہمدردی، صلح اور محبت کی طرح ڈالنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ سے عیاں ہے۔

دوسری بات جو اہمیت کی حامل ہے یہ ہے کہ یہ حضور علیہ السلام کی آخری تحریر یا امت کے نام آخری پیغام ہے جو آپ نے اپنی وفات سے قبل دیا، ہم روز مرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ خاندان میں کسی بزرگ کی وفات پر بالعموم اس کی آخری نصیحت یا وصیت کو یاد رکھا جاتا ہے اور یہ آوازیں عام سنائی دیتی ہیں کہ "بابا جی اے کہہ گئے نیں"۔ اسی طرح روحانی دنیا میں بھی انبیاء، اولیاء، اصفیاء اور الٰہی نمائندوں کے آخری پیغامات کو مقام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس آخری پیغام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صلح، آشتی اور امن کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی ہے۔

تیسری اہم اور ضروری بات جو اصل موضوع تحریر ہے کی طرف آتے ہوئے یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کی مشکلات اور مصائب کو ریگستان کا سفر قرار دیا ہے جو دن کے وقت جب سورج عین سر پر ہو اور سورج کی گرمائش سے ریت بھی تپ رہی ہوتی ہے

اور فضا اور ہوا بھی لُو بن کر جسم میں آگ کی کیفیت پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ اس وقت ٹھنڈا پانی آگ کی گرمائش کو ختم کرتا بلکہ موت سے بھی بچاتا ہے۔ گویا ریگستان کا سفر کرنے والا اردگرد کے ماحول کو اپنا لیتا ہے۔ دوستی کر لیتا ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو بہت سی مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ انسان کے چاروں طرف بدیوں، برائیوں اور گناہوں کی آگ انسان کو بھسم کرنے کے لئے تیار ملتی ہے۔ جہاں دنیا کی مشکلات ریگستان کا ایک سفر ہے اسی طرح مذہب اور دین کی عزت اور حفاظت کی خاطر جو مشکلات ایک مومن کو برداشت کرنا پڑتی ہیں وہ بھی ریگستان کے سفر سے کم نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہونے والے کفار کے مظالم کو دیکھیں اور آج پاکستان میں احمدیوں پر اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب اور اسلام کی خاطر یا اسلام کا نام لے کر وہی مظالم دہرائے جاتے ہیں جو قرون اولیٰ میں مسلمانوں پر کفار کی طرف سے ڈھائے گئے اور اس میں کوئی دورائے نہیں کہ احمدی، صحابہ رسول ﷺ کی طرح استقامت کی تصویر بنے بیٹھے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ و کلمہ اسلام کی خاطر یہ مشکلات برداشت کر رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ کا یہ مبارک ارشاد ان پر پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ مشہور زمانہ شاعر لبید (بن ربیعہ عامری) نے کیا ہی سچی بات کہی ہے جو کسی اور شاعر نے نہیں اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہ بَاطِلُ (مسلم کتاب الشعر) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بے کار اور بے سود ہے ایک وہی سود و زیاں کا مالک ہے۔

اس مضمون کو آنحضور ﷺ نے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤمِنُ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمان صفحہ 753) کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے کہہ کر بیان فرمایا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوپر بیان فرمودہ ارشاد کے مطابق مادی اور روحانی دنیا میں جو آگ معاشرہ میں لگی نظر آتی ہے اس کو سرد کرنے کا ذریعہ آپس میں ہمدردی، پیار اور محبت کو ہوا دینا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کی گئی اس نصیحت کو حرزِ جاں بنائے رکھنا چاہیے کہ کُنْ فِی الدُّنْیَا
كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُسَبِيْلٍ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 752)

کہ تو دنیا میں ایسا بن گویا تو پردیسی ہے یا راہ گزر مسافر ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 نومبر 2022ء)

﴾182﴿

ایک ضروری اعلان

ادارہ الفضل آن لائن کو بعض رپورٹس انگریزی زبان میں موصول ہوتی ہیں جو اردو زبان میں ترجمہ کر کے الفضل کی زینت بنتی اور قارئین کے ایمانوں کو جلا اور دلوں کو گرمانے کا مؤجب بنتی ہیں۔

آپ تمام دوست و خواتین میں سے بعض ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کی صلاحیتوں اور استعدادوں سے نواز رکھا ہے۔ ایسے دوست وخواتین جو اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر الفضل آن لائین کے لئے خدمت بجالانے کی سعادت پانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مع واٹس ایپ فون اور ای میل ایڈریس editor@alfazlonline.org یا واٹس ایپ نمبر 00447376159966 پر آج ہی مطلع فرمائیں۔

اس ضمن میں یہ بھی عرض ہے کہ اگر آپ کے کوئی عزیز یا دوست یہ خدمت برضا و رغبت ادا کرنا چاہیں تو ان کے نام بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔ الفضل میں یہ رپورٹس مترجم کے نام کے ساتھ طبع ہوں گی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں یہ تمام نام بغرض دعا پیش کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 نومبر 2022ء)

﴿183﴾

مادی اور روحانی نسلوں کے تحفظ کو یقینی بنانا

ہم نے بار ہا مشاہدہ کیا ہے کہ انسان نے جب کبھی خدائے عزّ و جل کے نظام میں دخل اندازی کر کے اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی تو تباہی و بربادی اور نقصان ہی دیکھنے کو ملا جیسے کچھ عرصہ قبل چین کی حکومت نے اپنے ملک سے چڑیوں کی نسل کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو اگلے کئی سالوں تک فصلیں اور پھول پھل توقع سے بہت کم ہوئے کیونکہ چرند پرند کئی اعتبار سے انسانوں کی زندگیوں کے لئے سود مند ثابت ہوتے ہیں۔

یہ پرندے چونچ کے ذریعہ Polariazation کرتے ہیں۔ پودوں کے پھولوں کے بور کو مادہ پودوں پر لے کر جاتے ہیں اور فصل (Crop) کے بڑھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ نیز ایک جگہ کے بیج اپنی بیٹ کے ذریعہ دوسری جگہ لے جاتے ہیں اور یوں پھلوں، پھولوں اور فصلوں کی بڑھوتری کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر ان چرند پرند کی نسل کو ختم کرنے کا موجب بنیں گے تو اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کی غذا میں کمی واقع ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (ال عمران:132)

کہ اے ہمارے رب! تو نے اس دنیا میں کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی۔

حتّٰی کہ مالٹے اور کینو کے چھلکے اور جوس کی پھانکوں سے ملی سفیدی مائل تہہ جس کو ہم عموماً خصوصی طور پر کوشش کر کے اتار پھینکتے ہیں وہ بھی بے مقصد نہیں۔ آج کل ڈاکٹرز اسے بھی جسم کے لئے مفید جانتے ہیں۔ اس مضمون پر اللہ کی دی ہوئی توفیق سے الگ سے آرٹیکل لکھنے کی کوشش کروں گا۔

اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے جانوروں، چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں کی نسلوں کی طرف آتا ہوں کہ ان کو پڑھنے والوں اور ان پر تحقیق کرنے والوں نے ان کی موجودگی کو انسانی بقاء کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اس لئے جن جانوروں، چرند پرند یا کیڑے مکوڑوں کی نسل کے خاتمے کا خدشہ پیدا ہونے لگتا ہے تو وہ خطرناک حد تک کم ہونے والی نسل کو بچانے کی اسکیمیں بنانا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف جتن آزمائے جاتے ہیں تا ڈائنوسار کی طرح کسی اور جانور کی نسل دنیا سے ختم ہی نہ ہو جائے۔ جیسے آج کل دنیا بھر کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کے جانور، چرند پرند کی بقا کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ جن میں تتلیوں، شہد کی مکھیوں، پانڈا، مارخور، ہرن، تلور، بعض جگہوں پر ہاتھی، مور، چیتے اور سانپوں کی نسلیں مخدوش حد تک کم ہو رہی ہیں۔ جن کی باقی ماندہ نسل کو بچانے کے لئے ماحولیات و دیگر مختلف ایجنسیز سرگرم عمل نظر آتی ہیں اور ان نسلوں کو بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کرتی دکھلائی دیتی ہیں۔

اسلام نے تو جانوروں کی نسل افزائش کے لئے کچھ اصول وضع کر دیے ہیں۔ جیسے حاملہ اور Breeding کرنے والے جانوروں کو ذبح کرنے کی ممانعت کی ہے۔ جبکہ حیوانات و نباتات اور ماحولیات والے مل جل کر کچھ ایسے فیچرز متعارف کرواتے ہیں جن سے نسلیں بچائی جا سکیں۔ ان جانوروں اور چرند پرند کی بقا کے لئے سازگار ماحول، آب و ہوا اور خوراک مہیا کرتے ہیں۔ کیڑے مار ادویات (Pestside) کے استعمال کی حوصلہ شکنی اور Organic طریقوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے تا کیڑے مار ادویات سے شہد کی مکھیاں اور تتلیاں وغیرہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ اول تو ایسی نسل کے شکار پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مقامی لوگوں کو ان کے تحفظ کا کہا جاتا ہے۔ ٹرافی ہنٹنگ (Trophy Hunting) کا طریق متعارف کروایا جاتا ہے۔ مچھلی کے شکار کو ہی دیکھیں جب وہ Breed کر رہی ہوں، انڈے دے رہی ہوں تو ان کے شکار پر پابندی لگ جاتی ہے۔ پاکستان میں مشہور ہے کہ جن مہینوں کے ناموں میں ’’راء‘‘ نہ آئے ان مہینوں میں مچھلی نہ کھائی جائے۔ یہ وہ مہینے ہیں جب مچھلی اپنی نسل کی بڑھوتری کے لئے انڈے دے رہی ہوتی ہے۔ الغرض

ختم ہوتے جانوروں، چرند پرند کی کم ہوتی نسل کی بقا اور ان کے تحفظ کے لئے حکومتیں، یو این اے کے تحت ماحولیات کی ایجنسیاں بھرپور کام کرتی ہیں۔

اگر اسی نظام کو روحانی دنیا میں دیکھیں تو انسانوں کی نسل روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تباہی کے دھانے پر آکھڑی ہوئی ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ موتا موتی جاری ہے۔ قومیں بحیثیت قومیں ایک دوسرے کو بلاجواز ختم کرنے اور نیچا دکھانے کی مہم میں جُتی ہوئی ہیں۔ انفرادی طور پر دنیا بھر کا جائزہ لیا جائے تو دنیا بھر کے ہر خطہ میں آپا دھاپی کا ماحول ہے۔ بالخصوص ایسے علاقے اور ملکوں میں جن کے باسی حضرت محمدؐ کے نام لیوا ہیں انسانیت سوز حد تک اخلاقیات کی گراوٹ کی اتھا گہرائیوں میں جا چکے ہیں۔ وہ اسلام جو جانوروں جیسے اخلاق رکھنے والی قوم کو انسان کیا خدا نما انسان بنانے آیا تھا، آج وہ جانوروں سے بھی بدتر بلکہ بدترین ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ آج جانوروں کے مختلف ٹی وی چینلز اور Tic Tok نیز سوشل میڈیا پر مختلف جانوروں کی آپس میں کھیلتے ہوئے کی فوٹوز دکھلاتے ہیں۔ ابھی چند دن قبل ایک فوٹو یہ وائرل ہوئی کہ ایک بلی چھپتی چھپاتی شکار کرنے کے اپنے خاص انداز میں کبوتر کے شکار کو نکلی مگر کبوتر کے پاس جا کر اس کے چہرے کو چوم لیا۔ اسی طرح ایک شیر نے پانی میں ڈوبتے ہوئے ایک چوہے کو بچا کر خشکی پر چھوڑ دیا۔ وغیرہ وغیرہ

مگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا ویری (بیری) بنا بیٹھا ہے۔ انسانیت کی حِس نام تک کو باقی نہیں رہی۔ ابھی چند دن کی بات ہے پاکستان کے ایک شہر میں شادی ہال کے باہر باراتیوں نے معمولی جھگڑے پر پاپڑ بیچنے والے کو قتل کر دیا۔ اُدھر کھانا کھل گیا۔ اس کی نعش کے سرہانے اس کی موجودگی میں تمام باراتیوں نے کھانا کھایا اور کسی کو شرم تک نہ آئی کہ اس کو کسی چادر سے ہی ڈھانپ دیں۔ گندگی کے ڈھیروں پر بچوں سے ریپ کے بعد نعشیں پڑی ہونا تو روز کا معمول بن گیا ہے۔ ایسے انسانیت سوز واقعات آئے روز سننے کو ملتے ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کا نعرہ بلند کرنے والی قوم مُردوں کو توہین رسالت کے نام پر سڑکوں پر گھسیٹ لاتی ہے۔ ان کی بے حرمتی کرتی نظر آتی ہے جیسے ایک سری لنکن شہری کے ساتھ نبی

پاکؐ کے نام پر لوگوں نے کیا۔ وہ رسولؐ جو ایک یہودی کے جنازہ پر یہ کہتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو گئے تھے کہ آخر تو انسان تھا۔ آج اس عظیم نجات دہندہ نبیؐ کے نام لیوا اپنے مخالفین کی قبروں کو اکھیڑ کر مردوں کو باہر لا کر رکھنے میں اپنی تسکین پاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔ الغرض اس بے حس قوم کی وجہ سے اخلاقیات پر موت طاری ہے اور بعض مقامات پر اس کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔

ان حالات میں جب اخلاق اور نیکیاں ناپید ہوتی نظر آرہی ہیں تو کیا اعلیٰ اخلاق کو بچانے کے لئے دنیا بھر کی مذہبی وفلاحی و دیگر تنظیمیں اپنا اپنا کردار ادا کرتی دکھائی دیتی ہیں؟ ہر گز نہیں۔ ان روحانی، اخلاقی قدروں کو بچانے کے لئے کسی مہم کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں۔ جبکہ ان اخلاقیات کو اعلیٰ وارفع بنیادوں پر محفوظ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لئے اس آخری دَور میں ان مردہ جسموں میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جس کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ ثریا سے گمشدہ ایمان کو دوبارہ مومنوں کے دلوں میں قائم کرے گا۔ جس کے متعلق کہا گیا کہ وہ نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے آیا ہے۔ جس نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور دعاؤں کے ساتھ اس اہم مشکل کام کا آغاز کیا اور ایک صدی سے چند سال اوپر میں وہ ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے گیا کہ اس کے ماننے والوں نے صحابہؓ رسولؐ سے مماثلت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار و محبت میں، اللہ کی کتاب قرآن کریم سے عشق میں، انسانیت کے ساتھ دوانس رکھنے والی محبت میں۔ الغرض ہر میدان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جیسے ہو گئے۔ انہی فدائیوں کی قربانیوں کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا

؎ مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

آج اس جماعت کی باگ ڈور، سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے کمال حسن انتظامی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس پیاری جماعت کو لے کر بڑی تیزی سے آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، کہ دشمن اپنے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اور یہ مادی لحاظ سے دنیا کی تمام کثافتوں اور روحانی لحاظ سے تمام بیماریوں، کمزوریوں سے مبرا ہو کر تمام جماعت کو آگے سے آگے لے جا رہے ہیں کہ غیر بھی کسی احمدی کے متعلق علی الاعلان یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ "ہے قادیانی مگر ہم سے بہتر ہے۔" یا سننے کو ملتا ہے کہ "اگر قادیانی نہ ہوتا تو بندہ بہت کام کا تھا۔" میں بارہا ایک واقعہ اپنے کالم میں لکھتا آیا ہوں کہ لاہور میں ایک معروف مذہبی جماعت کے سیکرٹری جنرل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے ملنے دارالذکر تشریف لائے اور گفتگو کے دوران یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ سرکاری دفاتر میں رشوت نہ لینے والا احمدی، جھوٹ نہ بولنے والا احمدی، نمازوں کو وقت پر ادا کرنے والا احمدی ہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں نامرادی کے ساتھ ہر گز قبر میں نہیں اتروں گا کیونکہ خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔"

پس جس طرح دنیوی طور پر نسلوں کو Preserve کرنے کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں اسی طرح روحانی ماحول میں اخلاقیات کو مزید چمکدار کر کے انسانوں میں راسخ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روحانی نظام کو جماعت میں قائم و دائم رکھے

اور ہم سب کو اس عظیم منصب کی حفاظت کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے اور احکامات و ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 دسمبر 2022ء)

﴾184﴿

اللہ کی دی ہوئی سوچ کے آئینہ میں قلم، کاغذ اور فون کا استعمال

خاکسار کو روزانہ ہی سینکڑوں کی تعداد میں قارئین الفضل کی طرف سے میسجز اور فون آتے ہیں۔ یوں مختلف فونز کے ڈی پیز اور پروفائلز میں بہت عمدہ نصیحت و سبق آموز اقوال اور فقرے لکھے دکھلائی دیتے ہیں۔ انہیں پڑھ کر جہاں ان میں بیان مضمون سے حظ ملتا ہے وہاں ڈی پیز اور پروفائلز پر انہیں چسپاں کرنے والوں کے ذوق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ کئی بار ان میں سے بعض اقوال کو خاکسار اپنے اداریوں کا عنوان بھی بنا چکا ہے۔ چونکہ ڈی پیز، پروفائلز اور اسٹیٹس پر لگے فقرے اور اقوال زریں چسپاں کرنے والے کی نیت کی عکاسی کر رہے ہوتے ہیں اور انہیں ان کی ضمیر کی آواز بھی کہا جا سکتا ہے۔ جیسے:

- مَا اَنکَرَ قَلبُكَ فَدَعهُ
- اپنے اللہ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا
- ہم زمین زاد نہ ہوتے تو ستارے ہوتے
- يَالَيتَنِی کُنتُ تراباً
- اُفَوِّضُ اَمرِیْ اِلَی اللّٰہ
- اَلَیسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبدَہ
- Never underestimate the power of dua
- Waqf is complete obedience, despite opinion
- خدا داری چہ غم داری
- میں برا سہی مجھے بخش دے مولیٰ

- میں تجھ سے نہ مانگوں گا تو نہ مانگوں گا کسی سے
- خود میرے کام کرنا یارب نہ آزمانا
- وفا میری سرشت کا حصہ ہے
- اللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

یہ چند بطور نمونہ کے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ ورنہ تو ان کی تعداد ہزاروں میں ہو سکتی ہے۔ اپنے پیارے قارئین سے درخواست یہ کرنی ہے کہ دوست احباب و خواتین اپنے ڈی پیز، پروفائلز اور اسٹیٹس پر لگے ان قیمتی اقوال و نصائح پر الفضل کے لئے مختصر مضامین، آرٹیکلز یا نوٹس لکھ کر بھجوائیں۔ اگر آپ کو کسی عزیز، دوست کے ڈی پی، پروفائل پر لکھی عبارت بھی پسند ہے تو آپ اس پر بھی قلم آزمائی کر سکتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ آپ کی تحریر خالصتاً تربیتی، تبلیغی یا علمی ہونی چاہئے جس میں دوسروں کے لئے سبق ہو۔ ان کا فائدہ یہ ہو گا:

1. الفضل کے لیے عناوین کی ایک فہرست تیار ہو جائے گی۔ جو قلمکار عناوین کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کو یہ فہرست بھجوا کر مضمون لکھنے کی درخواست بھی کی جاسکے گی۔ گو اس سے قبل ادارہ الفضل نے 335 عناوین کی ایک فہرست شائع کر رکھی ہے۔
2. دوسرا بڑا فائدہ اس کا یہ ہو گا کہ ہمارے قارئین خلفاء کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت کی قلمی معاونت کرنے والے بن جائیں گے اور سلطان القلم کے معاون بن کر دعوت الی اللہ بھی کر سکیں گے۔
3. تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ بعض ایسے عناوین پر بھی جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں مواد اکٹھا ہو جائے گا۔ جن پر ابھی تک مواد موجود نہیں۔
4. آپ جماعت کے قلمکاروں کی فہرست میں آ کھڑے ہوں گے۔ ادارہ الفضل نے قسطوں میں شائع ہونے والے مضامین کو جو کتابی شکل دینی شروع کی ہے اور اب تک 16 کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان میں سے تین دوستوں نے لکھا کہ "ادارہ الفضل کے

شکر گزار ہیں جس نے ہمیں صاحب تصنیف بنا دیا۔" یوں آپ قلمکار یا صاحب قلم بن جائیں گے۔

5. اس عنوان کے تحت لکھے جانے والے مضامین کو الگ سے ایک کتابی شکل میں بطور گلدستہ قارئین الفضل کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شعراء کرام

ہمارے شعراء بھی اپنے شعر و شاعری کے مزاج کے مطابق بہت اچھے اشعار اور اقوال چسپاں کرتے ہیں۔ ایک شاعر جناب اطہر حفیظ فراز کے قول "اور جذبوں کو جگائیں شاعران سلسلہ" کے مطابق شعراء سے بھی اس حوالہ سے کلام لکھنے اور کہنے کی درخواست ہے۔

کان اللہ معکم وایدکم

نوٹ: آپ اپنا مضمون یا نظم اس میل پر بھجوائیں: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 دسمبر 2022ء)

﴿185﴾

ریاکاری ایک شرک خفی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کے حوالہ سے بہت جگہ پر مسلمانوں کے لئے تعلیم بیان فرمائی ہے۔ بلکہ اسے شرک اصغر، شرک السرائریعنی مخفی شرک قرار دیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! شرک خفی سے بچو۔ صحابہؓ نے شرک خفی کی تشریح چاہی تو آپؐ نے فرمایا ایک شخص سنوار کر نماز پڑھتا ہے اور اس کی خواہش و کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں اور بزرگ سمجھیں۔ یہی دکھاوے کی خواہش شرک خفی ہے۔ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 833)

• ایک موقع پر آپؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ شرک اصغر سے ڈرتا ہوں۔ صحابہؓ کے شرک اصغر کے بارے پوچھنے پر فرمایا: ”ریاکاری“

(مسند احمد الرسالہ روایت 23630)

• ایک اور روایت میں ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بارے میں شرک کا خوف ظاہر فرمایا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ کیا آپؐ کے بعد آپؐ کی امت شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا وہ لوگ چاند و سورج اور بتوں کی پرستش نہیں کریں گے مگر ریاکاری کریں گے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے کام کریں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب الریا و السمعہ)

گویا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو آخری زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا ہے جس کی اصلاح کے لئے مہدی و مسیح نے آنا تھا۔ آج ہم سرعام اس بیماری کو مسلمانوں کے بعض طبقات میں دیکھتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ایسے لوگوں کے حج کے فعل

کو پیش کرسکتے ہیں جو صرف دکھاوے کے لئے اس لئے حج کرتے ہیں کہ حاجی یا الحاج کہلوا کر ان کا کاروبار چمکے۔ لوگ ارد گرد کی دوسری دکانیں چھوڑ کر حاجی صاحب کی دکان پر اس لئے آئیں کہ یہ دیانت دار ہوں گے۔ خواہ یہ حاجی کے لیبل تلے بے ایمانی ہی کرتے ہوں۔

آج کل عمرہ پر گئے بعض لوگ واٹس ایپ پر میسجز کر کے دکھاوا کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ موقع دعاؤں کا موقع ہوتا ہے۔ ایک دوست نے عمرہ سے واپسی پر مجھے فوٹو گراف بھجوا کر بار بار لکھا۔ یہ میرا ساتواں عمرہ ہے۔ میں نے انہیں سمجھایا اپنا ثواب کیوں ضائع کر رہے ہو۔ اگر خدا نے آپ کو توفیق سے نوازا ہے تو دکھاوا تو نہ کرو۔ یہی کیفیت عید کے روز قربانی کے جانوروں کے دکھاوے میں ہوتی ہے حالانکہ اللہ نے واضح فرما دیا کہ خدا تک خون نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتا ہے۔

بعض لوگ اپنے ماتھے پر گرم دھات کے آلہ سے محراب بنواتے ہیں تا لوگ انہیں نمازی، پرہیز گار کہیں۔ بعض لوگ آستانے بنا لیتے ہیں، صوفی پن کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے بیڈ رومز میں جائے نماز یا مصلّہ بچھائے رکھ کر اپنی پرہیز گاری کا تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نمازوں کو لوگوں کی موجودگی میں لمبا کرنا، سجدے لمبے کرنا یہ عجب، ریاکاری کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ سورۃ الماعون میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝٥ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝٦ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۝٧

(الماعون:5-7)

ترجمہ: پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 183 ایڈیشن 1988ء)

پھر آپؑ نے فرمایا: ''جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو۔ خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 301)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہو گی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔''

(خطبات مسرور جلد 10 صفحہ 205)

شرک کی جب بات ہو تو یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام گناہ اور بدیاں معاف کر دیتا ہے ماسوائے شرک کے۔ شرک خفی ایک ایسا شرک ہے کہ جو انسان اس مخفی شرک میں مبتلاء ہوتا ہے وہ متکبر بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو خدا کے مقابل پر لا کھڑا کرے تو یہ شرک ناقابل معافی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض شہرت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس رنگ میں شہرت دے گا کہ آخر کار اس کے عیب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ان میں وہ رسوا اور بدنام ہو جائے گا اور جو شخص ریاکاری سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری سب پر ظاہر کر دے گا۔ (بخاری کتاب الرقاق باب الریاء و السمعہ)

اس ریاکاری میں تعریف، ستائش، عُجب پسندی، دکھاوا بھی آجاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑ چھوڑ کر تہبند باندھ کر دکھاوے کو ناپسند فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا ان اللہ جمیل یحب الجمال کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال یعنی خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اس ضمن میں صاف ستھرے کپڑے پہننا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا عُجب پسندی میں نہیں آتا۔ اس کو شکر خداوندی کے زمرے میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اصل میں تو نیّت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یا دولہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا

ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے...... پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ...... اسی طرح مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔" (خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریاکاری جیسی لعنت اور جنت سے دور کرنے والی بدی سے دور رہنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 دسمبر 2022ء)

﴾186﴿

دل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو (مسیح موعودؑ)

انسانی اعضاء کا آپس میں بڑا گہرا اور مربوط ربط ہوتا ہے جو ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے اور ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح روحانی معنوں میں بھی ایک مومن کے مادی اعضاء ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"دل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 164-165)

انسانی اعضاء میں دل اور دماغ کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہی دو بڑے ارگنز ہیں جو انسانی اعضاء کو کنٹرول کرتے ہیں۔ دل فیل ہو جائے تو تمام اعضاء کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ خاکسار کے مختلف اعضاء پر 6 مضامین بعنوان "انسانی اعضاء کا بر محل استعمال" روزنامہ الفضل ربوہ پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں دل اور آنکھ کے متعلق اسلامی تعلیم بیان کی گئی ہے۔ آج اس کے ایک پہلو پر روشنی ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں آنکھ کو دل پر روحانی پاکیزگی میں اولیت حاصل ہے۔ ویسے تو دل کی پاکیزگی بھی ضروری ہے لیکن آنکھ کی پاکیزگی، دل کو پاکیزہ کرنے اور رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اسی طرح آنکھ کو دیگر اعضاء میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک فطری کیمرہ ہے جو دماغ سے منسلک ہے اور روشنی حاصل کر کے دماغ تک پہنچا کر ایک تصویر بناتا ہے۔ اس تصویر کا عکس دل پر بھی ابھرتا ہے۔ اگر وہ تصویر صاف و پاک ہے تو دل پر پاک و صاف تصویر بنے گی۔ اگر تصویر گندی ہے تو دل پر بھی اس کا اثر ہو گا۔

سب سے اول اگر ہم آنکھ کو محبت کرنے کا پہلا زینہ سمجھیں جیسا کہ ہے کہ عشق کا آغاز ہوتا ہی آنکھ سے ہے جو دل پر اثر کر کے دو دل آپس میں ملتے ہیں۔ اس حوالہ سے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غض بصر کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب ہو کر غض بصر کی تلقین فرمائی ہے اور مردوں کو پہلے مخاطب ہو کر فرمایا:

قُل لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ (النور:31)

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اور عورتوں کو غض بصر سے کام لینے کی یوں نصیحت فرمائی:

وَقُل لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا‌ وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ‌ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ‌ وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ‌ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (النور:32)

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے

بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیر نگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

آنکھ کا لذت کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے خواہ وہ شہوانی لذت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ لذت پاک ہو تو دل پر نیک اثر کرے گی اور اگر یہ لذت بد ہے تو دل پر بدی کے آثار نمایاں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ (الزخرف:72) کہہ کر فرمایا کہ ان نعمتوں سے ان کی آنکھیں لذت پائیں گی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق جو یہ فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ یہاں ٹھنڈک سے مراد لذت ہی ہے جو دل پر اثر کرتی ہے۔

دل اور آنکھ کی مناسبت سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد نظری ابلیس یعنی شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص اسے میرے خوف کی وجہ سے ترک کر دے وہ ایک ایسی ایمانی قوت پائے گا جس کی لذت اور حلاوت دل میں محسوس ہو گی۔ (الترغیب والترھیب جلد 3 صفحہ 153)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ

نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 343-344)

غیر محل پر نگاہ ڈالنا ایک معاشرتی بدی ہے جس سے رکنے کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ان الفاظ میں دیا کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی مجبوری بیان فرمائی کہ ہمارے پاس گھروں میں بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر فرمایا راستے کا حق یہ ہے کہ نگاہ نیچے رکھو، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرو، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور بدی سے روکو۔ (مسلم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کا حکم دیا۔ (سنن ابوداؤد حدیث نمبر 720)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو ایک جگہ یوں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"غض بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لیے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہیے اس کی آگے حدیث

سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ غض بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(تفسیر الطبری جلد18 صفحہ116-117)

تو مردوں کے لیے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہیے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے۔ بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لیے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔“

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ102-103 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ444)

پھر مومن عورتوں کے لیے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لیے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔“ (خطبات مسرور جلد2 صفحہ86-88)

پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غضّ بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مَردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مِکس اَپ (mix up) ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بُک (facebook) پر یا کسی اور ذریعہ سے چَیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں۔ (خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء)

نیک لوگوں کی نگاہ کا نیک اثر

اس طرح ایک نگاہ ایسی ہے جو نیک لوگوں پر پڑتی ہے یا نیک لوگوں کی اپنے مریدوں پر پڑتی ہے۔ والدین کی شفقت بھری نگاہ اولاد کے لیے اور اولاد کی محبت بھری نگاہ اپنے والدین کے لیے بھی دل پر نیک اثر چھوڑتی ہے اور آپس میں محبت بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ دل آپس میں ملتے ہیں جو محبت بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ الغرض آنکھ جو کیمرہ کا کام کرتی ہے اسے بد نظری سے بچاتے ہوئے نیک نگاہ سے ایسی تصویر اپنے کیمرہ میں محفوظ کرنی چاہیے جو دل پر اچھا اثر منعکس کرے اور دل کو پاک بنادے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2022ء)

﴿187﴾

مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

مسلمان کی تعریف بہت وسیع امر ہے۔ 1953ء میں جسٹس منیر انکوائری پینل میں مسلمانوں کے فرقے کسی تعریف پر اکٹھے نہ ہو سکے تھے۔ جماعت احمدیہ نے جو تعریف پیش کی وہ یہ ہے:

”جماعت احمدیہ کے نزدیک مسلمان کی صرف وہی تعریف قابل قبول اور قابل عمل ہو سکتی ہے جو قرآن عظیم سے قطعی طور پر ثابت ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی طور پر مروی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں اُس پر عمل ثابت ہو۔ اس اصل سے ہٹ کر مسلمان کی تعریف کرنے کی جو بھی کوشش کی جائے گی وہ رخنوں اور خرابیوں سے مبرا نہیں ہو گی بالخصوص بعد کے زمانوں (جبکہ اسلام بٹتے بٹتے بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو گیا) میں کی جانے والی تمام تعریفیں اس لئے بھی ردّ کرنے کے قابل ہیں کہ اُن میں آپس میں تضاد پایا جاتا ہے اور بیک وقت اُن سب کو قبول کرنا ممکن نہیں اور کسی ایک کو اختیار کرنا اس لئے ممکن نہیں کہ اس طرح ایسا شخص دیگر تعریفوں کی رُو سے غیر مسلم قرار دیا جائے گا اور اس دلدل سے نکلنا کسی صورت میں ممکن نہیں رہے گا۔“ (محضر نامہ صفحہ 16)

آنحضرتؐ کے الفاظ میں مسلمان کی تعریف

(i)۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ:

وَاكْتُبُوْا لِيْ مَنْ يَّلْفَظُ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ (بخاری کتاب الجهاد)

کہ لوگوں میں سے جو شخص اپنی زبان سے اسلام کا اقرار کرتا ہے اس کا نام میرے لئے تیار ہونے والی فہرست میں لکھ لو۔

(ii)۔مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذَالِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تَخْفِرُوْا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف منہ کر کے مسلمانوں کی سی نماز پڑھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے جس کو خدا اور اس کے رسول کی ضمانت حاصل ہے۔ پس تم خدا اور رسولؐ کی ضمانت کو مت توڑو۔

(iii)۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک دشمن کو پکڑا تو اس نے کلمہ توحید پڑھ دیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ توحید پڑھ لینے کے باوجود قتل کر دیا؟ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا:

اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِہٖ حَتّٰی تَعْلَمَ اَقَالَھَا اَمْ لَا (بخاری کتاب المغازی باب اسامہ بن زید)

کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں؟ آپ بار بار یہ بات دہراتے جاتے تھے۔

اسلام کی جو تعریفیں مختلف جگہوں سے ملتی ہیں۔ اس کے مطابق اللہ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرنا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور قرآن کریم کو خاتم الکتاب ماننا، ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر یقین رکھنا۔ ویسے تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی مسلمان قرار دیا جو سابقہ انبیاء پر ایمان لائے۔ انہی تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر عنوان فقرہ کو اس آرٹیکل میں دیکھنا ہوگا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 295 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس فقرہ کو اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 9/ اپریل 2010ء میں بیان فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوتِ الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ مَیں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔“

(الفضل آن لائن لندن 3/ اکتوبر 2022ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس مختصر سے تربیتی فقرہ میں دعا کے الفاظ میں حقوق اللہ اور صدقات کے الفاظ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف احمدیوں کو متوجہ کرنا ہے اور یہی دو حقوق دین اسلام کا نچوڑ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حوالہ سے ایک جگہ فرمایا کہ ”حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اپنے فرائض منصبی نہایت دیانت داری سے بجالاؤ۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 265)

جہاں تک حقوق اللہ کی ادائیگی میں دعا کا تعلق ہے۔ گزشتہ 6 ماہ سے ہر بدھ وار کو الفضل آن لائن میں دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے کے عنوان پر امریکہ سے مکرمہ حسنیٰ

مقبول احمد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے ارشادات پیش کئے ہیں اور یہ ایک بہت عمدہ مائدہ تیار ہو گیا ہے۔ اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

دعا کی اہمیت، افادیت اور اس کے فضائل پر قرآن کریم اور احادیث میں بہت سبق ملتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجسم دعا تھے اور صحابہؓ نے آپؐ کی تقلید میں اپنے آپ کو دعاؤں سے مزین کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے اجازت دیتے ہوئے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: لا تنسنا یا أُخيَّ من دعائك (ترمذی کتاب الدعوات) کہ اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔

ایک موقع پر فرمایا الدّعاء مخّ العبادۃ کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔

یہ اس عبادت کا مغز ہے جس کی خاطر فرمایا گیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ اس سے با آسانی دعا کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دعا میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78) ایک انسان جو دعا نہیں کرتا۔ اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں۔ ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۳﴾ یعنی چارپائیوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔

پس تمہاری بیعت کا اقرار اگر زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی۔ چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس شخص پر وارد ہو جس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف ہو۔ خدا تعالیٰ اسے ذلیل نہیں کرتا جو اس کی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرے۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے... پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو۔ کوٹھری کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اپنا معاملہ صاف رکھو کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو تا خدا تعالیٰ کے حضور اجر پاؤ۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 357-359 ایڈیشن 1984ء)

انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ و خیرات

زیر نظر عنوان میں حقوق العباد میں صدقہ و خیرات کا ذکر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انفاق فی سبیل اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ نماز کے ذکر کے بعد انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر بہت زیادہ ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکایات کی روشنی میں اس مضمون کو سمجھایا ہے۔ ایک دفعہ یہ قصہ صحابہ کو سنایا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل سے گزر رہا تھا کہ گھنے بادل آئے جو برسنے لگے۔ اس آدمی نے ایک آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ اس نے دیکھا کہ پانی ایک نالے کی صورت میں پتھریلی زمین پر جانے لگا۔ وہ آدمی اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا تا اس نیک آدمی کو جان سکے۔ وہ آدمی کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالی ایک باغ میں جا کر رکی اور اس کا مالک اس پانی سے باغ کو سیراب کر رہا تھا۔ تب آدمی نے اس سے نیکی اور اس انعام کی وجہ پوچھی۔ اس نیک آدمی نے بتایا کہ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، ایک تہائی اپنے اہل و عیال کے لیے جبکہ باقی تہائی حصہ اگلی فصل کے لیے بیج خریدنے کے لیے رکھتا ہوں۔ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 706-707)

دیکھیں! اللہ تعالیٰ کو اس نیک آدمی کی صدقہ و خیرات کی خوبی پسند آئی اور اس کے صلہ میں انعام بھی کتنا بڑا دیا کہ بادلوں کو اس کی طرف موڑ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دعا، صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑ ہا صلحاء اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر پر گواہ ہیں۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 158-159 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر دعا و صدقات کے آپس کے تعلق کو یوں بیان فرمایا۔

”دعا بہت بڑی سپر کامیابی ہے۔ یُونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حُوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نُون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یُونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرار داد اور جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لیے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لیے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 238-237 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے میں دعاؤں کو، صدقات کو قبول کرتا ہوں لیکن ان بندوں کی جو اس کی طرف جھکتے ہیں، اپنی کمزوریوں اور اپنی نالائقیوں سے آئندہ بچنے کی کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو جو ایسی کوشش کر رہے ہوں، اس کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہوں، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کہ اگر ایک قدم چل کے آتا ہے تو اللہ میاں دو قدم چلتا ہے اور زیادہ تیز چلتا ہے تو دوڑ کر آتا ہے، تو بہر حال جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ بندہ اس کی طرف آرہا ہے تو اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ وہ تو جب بندہ خالص ہو کر اس کی طرف جھکتا ہے فوراً اپنے رحم کو جوش میں لے آتا ہے کیونکہ وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ دعا اور صدقات سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا، یہ ضروری نہیں

کہ خواہش کے مطابق کام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تو اگر فوری طور پر خواہش کے مطابق یعنی جو بندے کی خواہش ہے نتیجہ نہ بھی ظاہر فرمائے تو بھی بندے کی دعا اور صدقہ قبول کر لیتا ہے اور اَور ذرائع سے اَور وقتوں میں پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ میری دعا کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف رنگوں میں فضل ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ بغیر کسی شرط کے خالص ہو کر اس کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں اور جس طرح اس نے فرمایا ہے کہ صدقہ و خیرات اور توبہ کرتے رہیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا کام صرف یہ ہو کہ اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ صدقہ و خیرات اور چندے دینے کے بعد بھی کبھی بھی کسی قسم کا تکبر، غرور یا دکھاوا ہم میں ظاہر نہیں ہونا چاہئے بلکہ عاجزی سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیاوالا ہے۔ بڑا کریم ہے، سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (ابو داؤد ابواب الوتر باب الدعاء) جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور صدقہ و خیرات دیتا ہے، اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ کا قرب پائے، اس کی رضا حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں رنگین ہونے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام صفات میں کامل ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بندے کو اس کی خاطر کئے گئے کسی کام پر اجر نہ دے۔ اس کی دعاؤں کو قبول نہ کرے۔"

(خطبہ جمعہ 26/ نومبر 2004ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 دسمبر 2022ء)

﴾188﴿

اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

الفضل کی نعمت کو صدقہ وخیرات سمجھ کر لوگوں تک پھیلائیں

قرآن کریم کی سورۃ الضحیٰ آیت 12 کا ترجمہ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ:

”ہر ایک نعمت جو خدا سے تجھے پہنچے اس کا ذکر لوگوں کے پاس کر۔“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 365–366)

آپؑ ایک موقع پر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہیے اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنیٰ نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہیے۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 8 صفحہ 290-291 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اظہار تشکر کی تلقین و نصیحت قرآن واحادیث میں کثرت سے ملتی ہے جس کا ذکر خاکسار اپنے متعدد آرٹیکلز میں کرتا آیا ہے۔ لیکن زیر نظر عنوان آیت کریمہ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ میں جہاں اظہار تشکر کی نصیحت فرمائی گئی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، برکتوں کا ذکر زبان پر لا کر اپنے عمل سے اس کا اظہار بھی کرنا ہے جسے تحدیث نعمت کہتے یا بولتے ہیں۔

تحدیث نعمت کے ذکر سے محض اپنی بڑائی، اچھائی عیاں کرنا مقصود نہ ہو۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے اوپر ہونے والے افضال الٰہی کا ذکر اپنی خودنوشت میں کر رکھا ہے۔ جیسے حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ نے اپنے حالات زندگی ”مرقاۃ الیقین“ میں قلم بند کروائے، حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ نے ”حیات قدسی“ اور حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ نے ”تحدیث نعمت“ میں اپنے اوپر ہونے والے فضلوں، رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جنہیں پڑھ کر آج بھی روح وجد میں آجاتی ہے اور ان روح پرور ہستیوں کو اپنی جماعت کا حصہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرنے کو دل کرتا ہے اور جس طرح یہ ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کے مصداق ہوئے اور آپ تمام کی اسلام، احمدیت کی خاطر قربانیوں اور اطاعتِ رسولؐ کی اداؤں کو دیکھ کر دل عش عش کرتا ہے وہاں اس مبارک عشاق رسول کے گروہ میں اپنے آپ کو دیکھنے کے لئے دل مچلنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کے درجات بلند کرتا رہے۔ آمین

آج ان جیسی مبارک ہستیوں اور جماعت کے مرحومین کو زندگی دلانے والا اخبار روزنامہ الفضل آن لائن اور بہت سے عناوین کو اپنے اندر سماتے ہوئے 13/دسمبر 2022ء کو اپنے تین سال نہایت کامیابی کے ساتھ پورا کرتا ہوا اپنی سالگرہ منانے جارہا ہے۔ ابھی کل ہی کی بات معلوم ہوتی ہے جب ہمارے بہت ہی پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء میں ایک ملاقات کے دوران خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ اصل نام (یعنی الفضل) سے پرچہ جاری کر دیں۔ اس سے قبل پاکستان کے حالات کے پیش نظر الفضل کے متبادل کے طور پر ”گلدستہ علم وادب“ کے نام سے روزانہ پرچہ جاری تھا۔ چنانچہ ضروری و انتظامی امور طے پانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے مؤرخہ 13/دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ سرے

یوکے میں خطبہ جمعہ میں اخبار الفضل کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے نماز جمعہ کے بعد اس کی ویب سائیٹ کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ انہوں نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا...... الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18/جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13/دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ (اب تو سمارٹ ایپ بھی ہے) یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ

کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو ان شاء اللہ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔''

یہ اخبار اس سے قبل قادیان، لاہور اور ربوہ میں پرنٹ ہوتا ہوا اپنی 106 بہاریں دیکھتے ہوئے چار سالوں سے حکومتی پابندیوں کا سامنا کر رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پرنٹ میڈیا سے اسے آزادی دلوا کر آن لائن جاری فرمایا اور یوں پاکستان میں نام نہاد مولویوں کے ظالمانہ چنگل سے رہائی پا کر یہ پیارا اخبار آسمانی فضاؤں کے سپرد ہوا۔ 2016ء میں جب نام نہاد مولویوں کی شہ پر حکومت پنجاب نے اخبار کی اشاعت پر پابندی لگائی تو اس وقت 9300 کی تعداد میں پرنٹ ہو کر تقسیم ہوتا تھا اور پاکستان سے باہر مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بہت کم تھی مگر ان 3 سالوں کے قلیل عرصہ میں دنیا کے کونے کونے میں 5 لاکھ سے زائد لوگ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ 2016ء میں 9300 کی تعداد میں اشاعت کے برابر اب صرف غیر از جماعت اتنی تعداد میں اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہی وہ ایمان افروز مضمون ہے جس نے آج اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ کو عنوان بنا کر اللہ کے حضور ہدیہ شکر اور اس کے بندوں کا شکریہ ادا کرنے کا ارادہ باندھا ہے کیونکہ قولِ رسولؐ ہے مَنۡ لَّا يَشۡكُرُ النَّاسَ لَا يَشۡكُرُ اللّٰهَ کہ جس نے اللہ کے بندوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

ہر نئی چیز آہستہ آہستہ اپنی شناخت بناتی ہے اور اپنا مقام پاتی ہے۔ ہم اپنے باغیچوں میں پھولوں کی پنیریوں اور پھر ان کی نشو و نما دیکھتے رہتے ہیں۔ آغاز میں تو ایک ہی ڈنٹھل نظر آتا ہے (جسے پودوں اور درختوں میں ہم تنا بولتے ہیں) وہ زمین سے باہر آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور زمین کے اندر اس کی جڑ اپنی جگہیں بنا کر مضبوط بھی ہو رہی ہوتی ہے اور پھیلتی بھی ہے جبکہ زمین سے باہر اس

کا ننھا منا سر آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور کچھ وقت کے بعد شاخیں نکلتی ہیں پھر ان شاخوں پر آگے مزید شاخیں نکل آتی ہیں جن پر کونپلیں اور پھول لگنے شروع ہوتے ہیں۔ نشوونما پانے کا یہ Process پھولوں کے پودوں میں اچھا خاصا وقت لے رہا ہوتا ہے۔ حتی کہ کونپل بن کر کھلنے کا Process بھی خاصا طویل ہوتا ہے۔ یہی کیفیت دنیا میں بنائی جانے والی تنظیموں، پارٹیوں اور جماعتوں کی تشکیل میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتی اور عوام میں اپنی جگہ بناتی اور مقبولیت پاتی ہیں۔ مگر جو روحانی جماعتیں اللہ کی ایماء، اس کے اشارے اور اس کی مدد سے انبیاء یا اس کے فرستادے بناتے ہیں وہ باوجود مخالفتوں کے جلد جلد بڑھتی دنیا میں پھیل جاتی اور اپنا لوہا منواتی ہیں۔ آج کے دور میں جماعت احمدیہ اس کی ایک روشن مثال ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور سے ہی جماعت کو مخالفتوں کا سامنا رہا اور آہستہ آہستہ اس مخالفت میں ملکوں کی انٹری ہوئی اور اس جماعت کا نام ونشان مٹانے کے لیے سر توڑ کوششیں کی گئیں۔ فرعون اور ہامان نے پابندیوں کے جال بچھائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا یہ پودا 133 سال کے قلیل عرصہ میں 220 سے زائد ممالک میں اپنی تناور شاخیں قائم کر چکا ہے۔ اس کی تشہیر کا کام تو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں جبکہ رسل ورسائل اور ابلاغ عامہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ آپؑ کا پیغام برطانیہ، امریکہ اور افریقہ کے بعض ممالک میں نہ صرف پہنچ چکا تھا بلکہ وہاں کے باشندوں سے خط وکتابت کا بھی آغاز ہو گیا تھا اور ایک خاتون Miss Rose نے امریکہ سے آپؑ کو پھولوں کی پتیاں بھی بطور تحفہ بھجوائی تھیں۔

یہ تو جماعت کی من حیث الجماعت ترقی کا ایک مختصر نقشہ پیش کیا ہے۔ اگر اس کی ان فروعات کو دیکھا جائے جو حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری ہوتی رہیں تو وہ بھی چند سالوں اور دہائیوں میں آسمانوں کی بلندیوں کو چھونے لگیں۔ ان میں سے ایک مثال ہمارا ایم ٹی اے ہے جو تین دہائیوں میں دنیا بھر میں اپنا لوہا منوا چکا ہے جس کے غیر بھی معترف ہیں۔ ان میں سے ایک الفضل آن لائن ہے۔ جس کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے خاکسار

آج یہ اداریہ لکھ رہا ہے۔ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ 2016ء کے یہی دن تھے جب اسے پابندی کا سامنا کرنا پڑا اور سالانہ نمبر پرنٹ ہو کر دفتر میں ہی دھرے کا دھرا رہ گیا۔ نام نہاد مولویوں کا اس حد تک زور تھا کہ کوئی حکومتی کارندہ حتی کہ کوئی جج بھی اس کیس میں جماعت کی طرف سے دائر کردہ اپیل سننے کو تیار نہ تھا اور تاریخوں پر تاریخیں ڈال کر ٹال مٹول سے کام لیا جاتا رہا اور جب ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے آن لائن جاری فرمایا تو تین سال، جو صرف 36 ماہ، 156 ہفتے، 1095 دن، 26280 گھنٹے بنتے ہیں میں اس کو پڑھنے والے، اس سے محبت رکھنے والے، اس سے عشق کرنے والے اور محبین کی تعداد اپنے دامن میں ہاف ملین سے زائد سموئے بانی الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے درج ذیل دعائیہ الفاظ کی تکمیل کی طرف کوشاں ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”اے میرے مولیٰ! اس مُشتِ خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اسے مفید بنا۔“ آمین (الفضل 18/ جون 1913ء)

لاریب اس غیر معمولی ترقی میں اللہ تعالیٰ کا فضل تو شامل حال ہے ہی اور رہا بھی اور ان شاء اللہ رہے گا بھی۔ کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ سے متعلقہ ”پیشگوئی مصلح موعود“ کی علامات میں سے ایک یہ تھی کہ:

”اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا“

آج یہی فضل ”الفضل آن لائن“ کو دنیاوی حدود سے نکال کر آسمانی حدود میں لے گیا ہے۔ ہم الفضل کی اس تاریخ ساز ترقی پر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کا ورد کرتے ہیں۔

ii۔ دوسرے نمبر پر اس تعداد تک پہنچانے میں ہمارے پیارے خلیفہ کی دعائیں، خاص توجہ شامل حال ہے جن کی امی جان کی مالی قربانی اس کی اساس میں بنیاد مرصوص کی طرح موجود ہے۔ اس تاریخی موقع پر ہم درددل سے حضور انور کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا حضرت مرزا مسرور احمد بِرُوْحِ الْقُدُس وَبَارِكْ لَنَا فِيْ عُمُرِهٖ وَاَمْرِهٖ

iii۔ تیسرے نمبر پر الفضل کے لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر کے قارئین ہیں جن کی دعاؤں کو دربار الٰہی میں شرف قبولیت بخشا گیا اور ان قارئین کی طرف سے ہزاروں کی تعدار میں روزانہ جب یہ پیارا الفضل تقسیم ہوتا رہا اور اتنی کثرت سے دنیا بھر میں پھیلا کہ احمدی احباب و خواتین اور نوجوانوں کے Gadgets میں نظر آنے لگا تو مجھے وہ کہاوت یاد آگئی جب ایک بادشاہ نے ایک بوڑھے شخص کو پھلدار درخت لگاتے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس ادھیڑ عمر میں تم یہ درخت لگا رہے ہو کب اس کا پھل کھاؤ گے؟ بزرگ نے بادشاہ کو جواب دیا کہ بادشاہ سلامت! ہمارے بزرگوں نے پھلدار درخت لگائے اور ہم اسے کھا رہے ہیں۔ اب ہم لگائیں گے تو ہماری نسلیں ان سے فائدہ اٹھائیں گی۔ بادشاہ، بزرگ کی اس بات پر بہت خوش ہوا اس نے اپنے پاس کھڑے وزیر سے اشرفیوں سے بھری ایک تھیلی لے کر اس بزرگ کو بطور انعام کے دی۔ بزرگ فوراً بولا کہ بادشاہ سلامت! آپ تو ابھی کہہ رہے تھے کہ کب کھاؤ گے اس درخت کا پھل۔ میں نے تو ابھی پھل کھا لیا ہے۔ بادشاہ کو بزرگ کی یہ بات بھی پسند آئی۔ اس نے ایک اور تھیلی بطور انعام بزرگ کو تھما دی۔ بزرگ بولا۔ بادشاہ سلامت! عمومی طور پر پھل دار درخت سال میں ایک دفعہ ہی پھل لاتا ہے۔ اس درخت نے تو سال میں دو بار پھل دے دیا۔ بادشاہ نے جب بزرگ کی اس بات پر بھی خوش ہو کر تیسری تھیلی دی تو وزیر بادشاہ سے یوں گویا ہوا کہ بادشاہ سلامت! یہاں سے چلتے ہیں یہ بزرگ تو ہماری تمام تھیلیاں لے لے گا۔

مگر میرا خدا، ہاں الفضل کے تمام قارئین کا مشترکہ خدا جس کا ذاتی نام اللہ ہے اور 104 اس کے صفاتی نام ہیں جن میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کی دیالو صفت کو اُجاگر کرتے ہیں دنیوی بادشاہ کی

طرح ہرگز ہمیں نہیں کہے گا کہ چلیں! یہ تو سارا مال ومتاع لوٹ لے گا بلکہ وہ خدا رحمان صفت کے تحت خود بھی بغیر مانگے انعامات سے نوازتا ہے اور رحیم صفت کے تحت انسان کے مانگنے پر اس کو اس کے مانگنے سے بہت بڑھ کر بے انتہا دیتا ہے اور اپنے بندوں کی پیاری اداؤں کو دیکھتے ہوئے دیتا چلا جاتا ہے اور نہ وہ تھکتا ہے، نہ وہ اکتاتا ہے اور نہ اس کے لازوال خزانوں میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ ہم اپنے اس دیالو خدائے عظیم سے یہ تمنا بھی رکھتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں کہ وہ لازماً ہماری مساعی اور ہماری التجاؤں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ہمارے اس ہدف کو جو ایک بزرگ خلیفہ کی زبان سے نکلا ضرور پورا کرے گا۔ ان شاء اللہ

iv۔ میں اس اظہار تشکر میں اپنے پاکستانی بھائیوں کا ذکر نہ کروں تو شکریہ کا حق ادا نہیں ہوگا۔ جن کو اس روحانی نہر کی بندش کا سامنا رہا اور اب اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کے صلہ اس بند کو توڑا اور اتنی تیزی کے ساتھ یہ پانی دنیا میں پھیلا کہ اس نے دنیا بھر کی بنجر زمینوں کو بھی سیراب کر دیا اور اب ان مولویوں کی حد بست سے یہ باہر ہے کہ وہ پابندیاں لگوا سکیں۔

v۔ پانچویں نمبر پر وہ تمام قلمکار اور شعراء حضرات کے ہم ممنون ہیں جن کے زرخیز ذہنوں میں ایک تصویر ابھری اور قلم کے رنگ میں ڈھل کر اخبار الفضل آن لائن کی زینت بنی۔ جس کے عکس اور نقش و نگار قارئین کے دلوں اور دماغوں میں قائم ہو کر نہ صرف جگہ بنائی بلکہ ان تصاویر کو پھیلانے کا موجب بھی بنے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

vi اور آخر پر الفضل ٹیم کے ممبران میرے بازو، دنیا بھر میں پھیلے نمائندگان الفضل، پروف و کمپوز کرنے والی ممبرات و ممبران اور انگریزی زبان میں آنے والی رپورٹس کو اردو قارئین کے لیے ترجمہ کرنے والے احباب و خواتین نیز پس پردہ رہ کر تعاون کرنے والے اور بہتری کے لئے مشورے دینے والے تمام پیاروں کو دعاؤں کے ساتھ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ کے مبارک الفاظ میں ہدیہ تشکر ادا کرنا ہے جن کی چھوٹی سے چھوٹی نگاہ اور بڑی سے بڑی

خدمت الفضل کو ایک حسین و خوبصورت گلدستہ کی شکل دینے میں ممد و معاون ثابت ہوتی رہی ہے۔

بانی الفضل حضرت مصلح موعودؓ نے اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ کی جو تفسیر سورۃ الضحیٰ میں بیان فرمائی۔ اس میں چار دفعہ آپ نے تحدیث بالنعمت کے ذکر میں صرف خود شکر ادا کرنا مراد نہیں لیا بلکہ ان نعمتوں کا لوگوں کے سامنے اظہار کرنا بھی ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

”تحدیث نعمت دو طرح ہوتی ہے۔ ایک اس طرح کہ انسان علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرے اور اس کے پیہم فضلوں کو دیکھ کر سجدات تشکر بجالائے اور زبان کو اس کی حمد سے تر رکھے۔ دوسرا طریق تحدیث نعمت کا یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا فضل کیا۔ فرماتا ہے ہم نے جو نعمتیں تجھے عطا کی ہیں ان کا خود بھی شکر ادا کرو اور اپنے رب کی ان نعمتوں کا لوگوں میں بھی خوب چرچا کرو۔ یا خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں تجھے دی ہیں ان سے خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور اپنے جسم پر ان کے آثار کو ظاہر کرو اور کچھ حصہ صدقہ و خیرات کے طور پر لوگوں میں بھی تقسیم کرو۔“ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 109-110)

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

”ہم نے تجھ پر جو احسانات کئے ہیں ان کا تو شکر ادا کر۔ ہماری نعمتوں سے خود بھی فائدہ اٹھا اور لوگوں میں بھی ان نعماء کو تقسیم کر۔“ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 110)

صدقہ و خیرات کے طور پر تقسیم کرو

الفضل بھی ایک نعمت خداوندی ہے۔ بانی الفضل کے اس ارشاد کے مطابق اس نعمت کی تقسیم صدقہ و خیرات سے کم نہیں جو سراسر ثواب کا موجب ہے اور اس تحدیث نعمت کے اظہار کی تلقین سے قبل فرمایا کہ ہم نے تجھے کثیر العیال پایا تو غنی کر دیا۔ آج الفضل کا روحانی خاندان بھی

کثیر العیال ہو گیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذالك۔ پس لازم ہے ہم پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور اس نعمت کو زیادہ سے زیادہ دنیا میں پھیلائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”سو ڈھنڈورا دو اور خوب دو۔ تبلیغ کرو اور خوب کرو۔ خدا کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ اور خوب پہنچاؤ۔ سوتی دنیا کو جگاؤ اور خوب جگاؤ اور جو خزانے خدا نے تمہیں عطا کئے ہیں انہیں بلا دریغ لوگوں میں تقسیم کر دو کہ یہی مقصد ہے جس کے لئے تمہیں دنیا میں کھڑا کیا گیا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد9 صفحہ 111)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آیت اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ کی احادیث سے بکثرت پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احسانات اور دنیاوی فضل آپؐ پر نازل فرمائے تھے ان کو بنی نوع انسان سے چھپایا نہیں بلکہ کھل کر ظاہر کیا۔ جو روحانی فضل آپؐ پر نازل فرمائے گئے اگر اللہ کا آپ کو یہ حکم نہ ہوتا تو آپؐ اپنی ذات میں ہی پوشیدہ رکھتے۔ جو دنیاوی فضل آپ پر فرمائے گئے اس کا بیان اس لئے ضروری تھا کہ ضرورت منداس کے ذکر سے آپؐ کی طرف لپکیں اور ان کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور ان سے جو احسان کا معاملہ ہو گا وہ ایسا ہی ہے جیسے اپنے اہل وعیال سے کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسان کوئی شکریہ نہیں چاہتا۔“

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور مختصر تشریحی نوٹس صفحہ 1184)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 دسمبر 2022ء)

﴾189﴿

ایک دعا اور ایک عزم

بانیٔ الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے الفضل کو ایک دعا دیتے ہوئے اپنی خواہش اور عزم کا یوں اظہار فرمایا:

”اے میرے مولیٰ! لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“ (الفضل 18/جون 1913ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کی کسی خواہش اور عزم کو عملی جامہ پہنانا ہر فردِ جماعت کی اہم ذمہ داری ہے۔ الفضل آن لائن کے پہلے تین سالوں میں حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کا نصف یعنی پانچ لاکھ بفضلہ تعالیٰ حاصل ہو چکا ہے۔ الفضل آن لائن کے چوتھے سال کے آغاز پر یہ عزم صمیم باندھنے کی ضرورت ہے کہ اول 5 لاکھ (ہاف ملین) کی تعداد کو نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ اسے ایک کروڑ تک پہنچانے کے لیے کمر ہمت باندھنی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل ذرائع اختیار کیے جاسکتے ہیں:

1. ہم میں سے ہر ایک اسے دنیا بھر میں پھیلے اپنے عزیز و اقارب، حلقہ احباب اور لواحقین کو روزانہ کی بنیاد پر الفضل بھجوائے۔
2. اپنے واٹس ایپ اور دیگر Apps کے اسٹیٹس پر روزانہ کی بنیاد پر الفضل کو چسپاں کرے۔
3. اپنے انسٹاگرام، فیس بک اور ٹویٹرز پر الفضل کو ٹویٹ کرے۔

4. اپنی نجی محفلوں اور ملاقاتوں میں اپنے دوستوں و عزیزوں سے الفضل آن لائن کے حوالے سے گفتگو کرے۔
5. اس Hand Bill کو واٹس ایپ اور دیگر ذرائع سے کثرت سے بھجوائے۔
6. اس ٹارگٹ کے حصول کے لیے دعائیں بھی کثرت سے کرے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کی درخواست کی جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 دسمبر 2022ء)

﴾190﴿

اور جذبوں کو جگائیں شاعران سلسلہ

قوموں کو تر و تازہ رکھنے میں قوم کے خطیبوں، مقررین، لکھاریوں اور شعراء کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ عرب کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو عرب شعراء اپنی قوم کو اشعار کہہ کہہ کر اور انہیں خوش الحانی سے پڑھ کر ابھارا کرتے تھے۔ بالخصوص جنگوں میں اور عربوں میں سالہا سال جاری رہنے والی جنگوں میں دونوں اطراف کے شعراء اپنے اپنے فوجی نوجوانوں کو انگیخت رکھا کرتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد زمانہ جاہلیت کے شعراء اسلام قبول کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شعر و شاعری کیا کرتے تھے۔ اسلامی جنگوں میں ان شعراء نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حوالہ سے حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر تاریخ کا حصہ بن گیا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ (میرا تمام دیوان حسان بن ثابتؓ کا ہوتا اور) ”کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔“

(سیرت طیبہ صفحہ 28-27)

روایت ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والے البیت میں جو البیت المبارک کہلاتا ہے۔ اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْكَ النَّاظِرٗ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرٗ

(دیوان حسّان بن ثابت)

اے خدا کے پیارے رسول! تُو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح روتے دیکھا اور اُس وقت آپؑ البیت میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مَیں اِس وقت حسّان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ ”کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔“ (سیرت طیبہ صفحہ 28-27)

روحانی جماعتوں میں بھی شعراء، خطیب، مقررین اور محررین اپنے اقوال، تقاریر اور تحاریر سے مومنین کے جذبات ابھارتے رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں ہمارے خطیب اور شعراء صحابہ رسولؐ اور صحابہ مسیح موعودؑ کے ایمان افروز اور قربانی کے واقعات کو بیان کر کے ہمارے عزائم کو بلند رکھتے اور جذبات کو ابھارتے ہیں۔ ان خطیبوں میں سے بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات پڑھ کر ہماری روحوں کی تسکین کا باعث بنتے رہتے ہیں۔

ان میں سب سے اوّل اور اولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب، تقاریر، ورچوئیل ملاقاتیں اور This Week with Huzoor میں ایمان افروز گفتگو ہے۔ یہ وقت کی آواز بھی ہے۔ جس امر کی ضرورت خلیفۃ المسیح محسوس فرماتے ہیں یا اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرماتا ہے وہی امر آپ اپنے خطبات میں بیان فرما کر احباب جماعت کی اصلاح و تربیت فرماتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں امریکہ کے دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقع، ہر مرحلہ میں احباب جماعت کو ایمان افروز لمحات سے مستفید کروایا اور احباب نے بھی ان سے خوب

فائدہ اٹھایا اور اپنے ایمانوں کو جلا بخشی۔ اس پورے دورہ کو مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد یوکے نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر جس احسن انداز میں امریکہ کے دورہ کی رپورٹنگ کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ رپورٹس قارئین الفضل کے دلوں میں جگہ بناتی رہیں اور ایمان کو گرمانے کا موجب ہوئیں۔

پھر شعراء کرام دورۂ امریکہ بالخصوص فتح عظیم اور نمائش کے حوالہ سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے وہ بھی قابل التفات ہے۔ جن کو ادارہ نے الفضل آن لائن میں جگہ دی اور اب ایسے مبارک وجودوں کے تاثرات کو ”خصوصی نمبر مسجد فتح عظیم“ میں تین دن لگاتار جمع کر دیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے زائن جا کر بطور زندہ ثبوت پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ یہ تمام وہ خطیب، محرر، مقرر اور شعراء ہیں جن کے متعلق غالباً ایک احمدی شاعر جناب اطہر حفیظ فراز نے یوں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔

؎ روح کو گرما رہے ہیں احمدیت کے خطیب
اور جذبوں کو جگائیں شاعرانِ سلسلہ

(الفضل آن لائن 5/ اکتوبر 2022ء)

معاندین احمدیت کے واقعات کا ذکر کر کے موصوف نے اپنے اس منظوم کلام میں واقعتاً احمدیوں کے جذبات کو خوب ابھارا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

جس کا لنک یہ ہے:

https://www.alfazlonline.org/05/10/2022/69623/

پس آج اس بات کی ضرورت پہلے کی نسبت زیادہ محسوس ہو رہی ہے کہ ہمارے خطیب، مقررین، مضمون نویس اور شعراء اس سلسلہ میں خود اپنے آپ کو بھی بیدار کریں اور اپنے تاثرات اور جذبات سے الفضل آن لائن کا پلیٹ فارم استعمال کرتے ہوئے احباب جماعت میں بھی بیداری

پیدا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس حوالہ سے جماعت احمدیہ کی خدمت بجالانے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 دسمبر 2022ء)

﴿191﴾

مبارک صد مبارک
صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ عالمگیر مبارک ہو

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آج سے سو سال قبل 25/دسمبر 1922ء کو احمدی مستورات کے لیے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ جس کے سو سال مکمل ہونے پر دنیا بھر میں جشن تشکر منایا جارہاہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کے افراد کو عمر کے اعتبار سے جن پانچ تنظیموں میں تقسیم فرمایا ان میں سب سے اوّل مستورات کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

قارئین کے علم میں ہے کہ کچھ عرصہ سے جماعت مختلف حیثیتوں سے اپنے سو سالہ دور سے گزر رہی ہے۔ ذیلی تنظیموں کے اعتبار سے لجنہ اماء اللہ پہلی تنظیم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک تاریخ ساز دور میں اپنے سو سال کا سفر نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ پورا کرنے جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لجنہ اماء اللہ عالمگیر کے لیے، جماعت احمدیہ کے لیے بہت خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن اس تاریخی موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رہنمائی سے مؤرخہ 15/دسمبر تا 21/دسمبر 2022ء 6 دنوں میں 96 صفحات پر مشتمل خصوصی نمبر شائع کر رہاہے۔ اس سے قبل جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر مؤرخہ یکم اگست تا 3/اگست 2020ء تین دن لجنہ اماء اللہ کی تاریخ و مقصد پر خصوصی نمبر شائع کیا جاچکاہے۔ جن کے لنکس یہ ہیں:

https://www.alfazlonline.org/01/08/2022/63585/

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/63586/

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/63608/

اس تاریخ ساز موقع پر ادارہ الفضل اپنے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور دنیا بھر کی تمام ممبرات لجنہ کی خدمت میں الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں مبارک صد مبارک پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے سو سال کی بنیادی حیثیت کو آئندہ اس پر تعمیر ہونے والی سو سالہ عمارتوں کے لیے ترقی و فتوحات کا پیش خیمہ بنائے۔ اس سو سال میں وفات پا جانے والی مخلص اور وفا سے لبریز خواتین کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند ہوں اور موجودہ خواتین و آئندہ تا قیامت آنے والی خواتین کو لجنہ کی بنیاد کو سیسہ اور سیمنٹ جیسے مضبوط ایمان رکھنے والی خواتین کے اخلاص و وفا پر چلنے کی توفیق دیتا رہے۔

بارك اللہ لکم یا ممبرات لجنہ کان اللہ معکم و ایدکم بنصرہ العزیز

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 دسمبر 2022ء)

﴿192﴾

الفضل کی خدمت و معاونت میں احمدی خواتین کو خراج تحسین

صد سالہ جوبلی کے موقع پر ادارہ کی طرف سے ہدیہ تبریک

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے روزنامہ الفضل ربوہ کے صد سالہ جوبلی کے موقع پر جو معرکۃ الآراء تاریخی پیغام احباب جماعت کو بھجوایا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"الفضل کا کام احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، خلیفۂ وقت کی آواز اُن تک پہنچانا نیز جماعتی ترقی اور روزمرہ کے اہم جماعتی حالات و واقعات سے باخبر رکھنا ہے۔ چنانچہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور ارشادات شائع ہوتے ہیں۔ خلفائے احمدیت کے خطبات و خطابات اور تقاریر وغیرہ شائع ہوتی ہیں اور یہ خلیفۂ وقت اور احباب جماعت کے مابین رابطے اور تعلق کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف ممالک سے جماعتی مراکز کی رپورٹیں چھپتی ہیں۔ جن سے مبلغین اور سلسلہ کے مخلصین کی نیک مساعی کا علم ہوتا ہے اور جماعت کی ترقی اور وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ "الفضل" میں مختلف موضوعات پر اہم اور مفید معلوماتی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں جو احباب جماعت کی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ اور ان کی دینی، اخلاقی اور علمی تعلیم و تربیت کا سامان کرتے ہیں الفضل کا مطالعہ بہت سی بھٹکی روحوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔" (روزنامہ الفضل صد سالہ جوبلی نمبر 2013ء صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے الفاظ "الفضل میں مختلف موضوعات پر اہم اور مفید مضامین شائع ہوتے ہیں جو احباب جماعت کی روحانی پیاس بجھاتے ہیں اور ان کی دینی اور اخلاقی اور علمی تعلیم و تربیت کا سامان کرتے ہیں۔" میں جماعت کے تمام طبقے برابر کے شریک ہیں۔ جن میں

احمدی خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ حصّہ لیتی ہیں۔ الفضل آن لائن کے مختلف شعبہ ہائے اخبار میں مستورات کا حصہ مردوں سے کہیں کم نہیں رہا۔ میری نظر سے مضامین و آرٹیکلز لکھنے کے حوالے سے مرد قلمکاروں کے ساتھ لکھنے والی خواتین کے نام بھی گزرتے ہیں۔ شعراء کی اگر بات کی جائے تو خواتین کا پلڑا برابر ہی نظر آتا ہے۔ پروف کرنے، مواد تلاش کرنے، حوالہ ڈھونڈنے میں خواتین برابر کی شریک نظر آتی ہیں بلکہ مضامین پر تبصرہ کرنے، اپنی آراء دینے میں خواتین مردوں کی نسبت پیش پیش ہیں۔ انگلش سے اردو ترجمہ کرنے والے والنٹیرز (خدمت گزار) ہوں یا صوتی آواز میں نام مانگے جارہے ہوں تو خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ریڈرشپ کے حوالے سے اگر مردوں اور خواتین میں موازنہ کیا جائے تو خواتین کی تعداد زیادہ ہی محسوس ہوتی ہے۔ احمدی خواتین کے اس ذوق اور شوق کو دیکھتے ہوئے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں چلا جاتا ہوں جب ازواج مطہرات اور صحابیات نے مختلف جنگوں میں صحابہ کے شانہ بشانہ حصہ لیا اور اُس دور میں لوہے کی بنی ہوئی تلواروں سے لڑیں اور آج یہ احمدی خواتین حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی معاونات بنتے ہوئے لوہے کے قلم سے آج کے دور کی مناسبت سے قلمی جہاد کر رہی ہیں۔ یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر پورا اترتی رہتی ہیں۔

؎ مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

الفضل آن لائن کے ساتھ احمدی مستورات و خواتین کا رشتہ مثالی ہے۔ ان کی الفضل سے بے لوث محبت کو دیکھتے ہوئے مجھے خیال گزرا کہ ممبرات لجنہ اپنی سو سالہ تقریبات بڑی شان سے منا رہی ہیں۔ کیوں نہ اس تاریخی موقع پر ان احمدی خواتین کے نام تاریخ میں محفوظ کر لیے جائیں جو مسلسل گزشتہ کچھ عرصہ سے الفضل آن لائن میں لوہے کے قلم کو استعمال کرتے ہوئے

معاونت کر رہی ہیں۔ اس سے یوں جہاں لکھنے والی خواتین کی حوصلہ افزائی ہو گی اور پہلے سے بڑھ کر لکھیں گی وہاں نئی خواتین اور بچیوں کو قلم آزمائی کی طرف ترغیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر دے اور ان کے علم و عرفان میں برکت دے۔ آمین

ذیل میں دی گئی فہرست بہت احتیاط اور دعاؤں سے تیار کی گئی ہے۔ اگر کسی کا نام لکھنے سے رہ گیا ہو تو وہ ضرور اپنے نام سے مطلع کرے اور اس میدان میں نئے آنے والیاں نئے عزم کے ساتھ داخل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ آمین

جرمنی

مکرمہ درثمین احمد آصف جرمنی

مکرمہ عائشہ چوہدری جرمنی

مکرمہ منزہ سلیم جرمنی

مکرمہ ثمرہ خالد جرمنی

مکرمہ مبارکہ شاہین جرمنی

مکرمہ مظفرہ ثروت جرمنی

مکرمہ مریم رحمان جرمنی

مکرمہ ڈاکٹر نجم السحر جرمنی

مکرمہ سعدیہ طارق جرمنی

مکرمہ صبیحہ محمود جرمنی

مکرمہ آصفہ سمرن جرمنی

مکرمہ محمودہ احمد جرمنی

مکرمہ نادیہ حمید جرمنی

مکرمہ صفورہ ممتاز جرمنی

مکرمہ لبنیٰ بشارت جرمنی

مکرمہ نرگس ظفر جرمنی

مکرمہ امۃ الجمیل غزالہ جرمنی

مکرمہ سیّدہ شمیم جرمنی

مکرمہ شازیہ باسط خان جرمنی

مکرمہ احمدی بیگم جرمنی

مکرمہ مغفورہ درانی (نظم) جرمنی

مکرمہ ڈاکٹر سعدیہ تسنیم (نظم) جرمنی

مکرمہ فرحت ضیاء راٹھور (نظم) جرمنی

برطانیہ

مکرمہ صفیہ بشیر سامی لندن

مکرمہ امۃ القدوس لندن

مکرمہ ذکیہ فردوس برطانیہ

مکرمہ مدثرہ عباسی لندن

مکرمہ طیبہ طاہرہ لندن

مکرمہ امۃ الحکیم عائشہ لندن

مکرمہ ناصرہ رشید لندن

مکرمہ کوثر ضیاء لندن

مکرمہ سیّدہ ثریا صادق لندن

مکرمہ بشریٰ بختیار خان لندن

مکرمہ مبشرہ شکور لندن

مکرمہ نغمات نیر لندن

مکرمہ حافظہ ڈاکٹر فارعہ منصور لندن

مکرمہ طیبہ منصور چیمہ لندن

مکرمہ طیبہ شہناز کریم لندن

مکرمہ راشدہ مصطفٰے لندن

مکرمہ عائشہ صدیقہ (نظم) لندن

مکرمہ نسیم اختر بریڈ فورڈ لندن

مکرمہ خالدہ اقبال شیفیلڈ لندن

فرانس

نصرت قدسیہ وسیم فرانس

مکرمہ تسنیم انجم فرانس

ہالینڈ

مکرمہ عطیۃ العلیم ہالینڈ

مکرمہ در ثمین خان ہالینڈ

ناروے

مکرمہ نبیلہ فوزی رفیق ناروے

مکرمہ طاہرہ زرتشت ناروے

مکرمہ قدسیہ نوروالا ناروے

مکرمہ نبیلہ شاہین ناروے

مکرمہ طیبہ مبارکہ ناروے

مکرمہ کنیز بتول نجمہ ناروے

ڈنمارک

مکرمہ عفت وہاب بٹ ڈنمارک

مکرمہ عائشہ صدیقہ (نظم) ڈنمارک

آسٹریلیا

مکرمہ وسیمہ اُپل آسٹریلیا

مکرمہ عابدہ چوہدری آسٹریلیا

مکرمہ خالدہ نزہت آسٹریلیا

مکرمہ شازیہ افروز آسٹریلیا

امریکہ

مکرمہ امتہ الباری ناصر امریکہ

مکرمہ آنسہ محمود بقاپوری امریکہ

مکرمہ حسنیٰ مقبول احمد امریکہ

مکرمہ ادیبہ کفیل امریکہ

مکرمہ ثمینہ آرائیں امریکہ

مکرمہ عطیۃ الباری غنی امریکہ

مکرمہ فوزیہ منصور امریکہ

مکرمہ عطیۃ العزیز غنی امریکہ

مکرمہ رضیہ بیگم امریکہ

مکرمہ ڈاکٹر منصورہ شمیم (نظم) امریکہ

کینیڈا

مکرمہ صدف علیم صدیقی کینیڈا

مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب کینیڈا

مکرمہ منزہ ولی سنوری کینیڈا کینیڈا

مکرمہ ناصرہ احمد کینیڈا

مکرمہ امتہ القیوم انجم کینیڈا

مکرمہ طیبہ حبیب کینیڈا

مکرمہ زاہدہ یاسمین کینیڈا

مکرمہ بشریٰ ارشد کینیڈا

مکرمہ صادقہ چوہدری کینیڈا

مکرمہ زاہدہ باسط کینیڈا

مکرمہ سعیدہ خانم کینیڈا

مکرمہ شمیم اختر کینیڈا

مکرمہ سدرۃ المنتہیٰ کینیڈا

مکرمہ ناصرہ حفیظ کینیڈا

مکرمہ ریحانہ صدیقہ بھٹی کینیڈا

مکرمہ روبینہ چوہدری کینیڈا

بحرین

مکرمہ فائقہ بشریٰ بحرین

مکرمہ عنبرین احمد بحرین

مکرمہ فرحت سلطانہ بھٹی بحرین

انڈیا

مکرمہ امتہ الشافی رومی قادیان

مکرمہ فوزیہ گل انڈیا

مکرمہ منصورہ فضل من (نظم) قادیان

مکرمہ امتہ الحئی تحسین (نظم) قادیان

برکینافاسو

مکرمہ صائمہ ناصر برکینافاسو

مکرمہ راشدہ مصطفٰے برکینافاسو

تنزانیہ

مکرمہ رخسانہ مظفر تنزانیہ

مکرمہ عظمٰی ربانی تنزانیہ

مالٹا

مکرمہ بشریٰ سعید عاطف (نظم) مالٹا

مکرمہ عارفین اکبر (نظم) مالٹا

فجی

مکرمہ سعدیہ مبارکہ عرف دیا جیم (نظم) فجی

مکرمہ فہمیدہ بٹ (نظم) فجی

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ قلم کے استعمال کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عموماً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے

سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی۔‘‘

(سیف کا کام قلم سے دکھایا ہے ہم نے از الفضل ربوہ 26/ دسمبر 1958ء)

پھر اس مضمون کے آخر پر آپؓ احباب و خواتین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

’’پس اے عزیزو اور دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایانِ اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں راستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا۔ اسی طرح وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ اب خدا بھی انہی قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دنیا کو نئے علوم سے شناسا کرو۔ آؤ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوامِ عالم کو علم و عرفان کے وہ خزانے عطا کرو کہ حجاز اور بغداد اور قرطبہ اور قدس اور مصر کی یادگاریں زندہ ہو جائیں۔ تا دنیا تم پر فخر کرے اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے امنگ اور ولولہ حاصل کریں۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہو۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(روزنامہ الفضل ربوہ 26/ دسمبر 1958ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 دسمبر 2022ء)

﴿193﴾

رمضان کی آمد آمد ہے

رمضان المبارک ماہ مارچ 2023ء کے آخری عشرہ میں شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ اور امت مسلمہ کے لئے یہ رمضان بہت مبارک کرے۔ آمین

اس سلسلہ میں نثر نگاروں سے مضامین و آرٹیکلز اور شعرائے کرام سے منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔ مضمون مختصر ہوں۔ طویل مضمون اخبار میں جگہ پانے میں کافی دن لے لیتا ہے۔ امید ہے قارئین کرام اس طرف توجہ کریں گے اور اپنی تحریرات info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

جملہ نمائندگان الفضل سے بھی درخواست ہے کہ جہاں وہ خود قلم آزمائی کریں وہاں احباب جماعت کو بھی اس طرف راغب کریں اور رمضان کی اہمیت، افادیت اور برکات پر مضامین لکھوا کر بھجوائیں۔ کان اللہ معکم وایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جنوری 2022ء)

﴾194﴿

ناصرات الاحمدیہ کا سلوگن

Modesty is Part of Faith

خاکسار لجنہ اماء اللہ کے سو سالہ جشن تشکر پر الفضل آن لائن کی خصوصی اشاعت کے لیے اداریہ کے عنوان کی تلاش میں تھا اور قارئین کرام سے بھی مشورہ کر رہا تھا کہ ہمارے ایک نمائندہ الفضل یو کے مکرم عامر محمود ملک نے مؤرخہ 2/ جنوری 2021ء کی ورچوئیل ملاقات کا احوال لکھ کر درخواست کی کہ حضور انور نے ناصرات الاحمدیہ کو Modesty is Part of Faith کا سلوگن دیا ہے۔ اس پر لکھنے کی ضرورت ہے تا دوسری صدی میں داخلے سے قبل ہر ناصرہ اس کی اہمیت سے آگاہ ہو۔

سو عرض ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2/ جنوری 2021ء کو نیشنل عاملہ اماء اللہ برطانیہ کے ساتھ ایک ورچوئیل ملاقات میں ناصرات الاحمدیہ کو ایک Slogan سے نوازا۔ یہی سلوگن آج میرے اداریہ کا عنوان ہے۔ یعنی Modesty is part of Faith جو دراصل انگریزی ترجمہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا یعنی اَلْحَیَآءُ مِّنَ الْاِیْمَانِ کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ بعض روایات میں اَلْحَیَآءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے الفاظ بھی ملتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناصرات الاحمدیہ کو یہ سلوگن دیتے ہوئے فرمایا:

"یہ بہت سی چیزوں کا احاطہ کرلے گا جس سے آپ کو آپ کی ناصرات کی تربیت کرنے میں مدد فراہم ہوسکے گی۔

اس مبارک نعرے کی مدد سے ناصرات ان شاء اللہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک نئی دنیا دریافت کریں گی۔

ہم اپنے تجربات ایک دوسرے سے بانٹیں گی۔ اپنے سر فخر سے بلند رکھتے ہوئے اپنے اعمال، خیالات اور الفاظ کے ساتھ دنیا کی قیادت کریں گی۔"

حضورِ انور نے ایک موقع پر فرمایا۔

"ناصرات کے حوالے سے (اخلاقی تربیت) کا کام بہت ہی اہم ہے۔"

حیا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حیا کے مد مقابل لفظ بے حیائی کے لیے فحشاء اور فواحش کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جیسے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ (الاعراف:29)

یقیناً اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

- ایک موقع پر یَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ (النحل:91) کہ بے حیائی سے منع فرماتا ہے۔
- پھر ایک مقام پر بہت واضح الفاظ میں فرمایا:

اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف:34)

میرے ربّ نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔

غض بصر کا حکم

حیا کے ضمن میں ایک واضح حکم غض بصر کا قرآن کریم میں ملتا ہے۔ مومنوں کو مومنٰت سے قبل یہ حکم دیا گیا۔ مردوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

يَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (النور:31)

کہ مومن اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

جبکہ مومن عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ (النور:32)

کہ وہ مومن عورتیں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

شرم گاہوں کی حفاظت

قرآن کا یہ حکم بھی حیا ہی کا حصہ ہے۔ جیسا کہ مردوں کے لیے يَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ (النور:31) اور عورتوں کے لیے يَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ (النور:32) کے الفاظ میں اپنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم ہے۔

پردہ کا حکم

حیا کے ضمن میں ایک بڑا حکم مومن عورتوں کو چہرہ کے پردہ کا حکم ہے۔ اس حوالہ سے تفصیلی حکم سورۃ الاحزاب آیت 60 اور سورۃ النور آیت 32 میں ملتے ہیں۔ وہاں سے اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

حیا کا مفہوم احادیث میں

شرم و حیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کا خاص خلق قرار دیا ہے۔ اس کی اہمیت کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ کہہ کر مزید اجاگر کیا کہ ہر دین و مذہب کا ایک اپنا خاص خلق ہوا کرتا ہے۔ اسلام کا خاص خلق حیا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 767-768)

• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابقہ تمام انبیاء کے حکیمانہ اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ إذا لم تستحيِ فاصنَعْ ما شئتَ (بخاری کتاب الادب)

کہ جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔ فارسی میں اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے ”بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔“

پھر آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی ہر مرتکب کو بد نما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیادار کو حسن سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔ (ترمذی کتاب البر و الصلة فی الفحش)

• حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپؐ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم آپؐ کے چہرہ مبارک سے محسوس کرتے یعنی آپؐ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا کہ یہ بات آپؐ کو پسند نہیں آئی۔ بالعموم آپؐ اس کا اظہار زبان سے نہ فرماتے۔

(مسلم کتاب الفضائل ترجمہ از حدیقة الصالحین صفحہ 770)

حیا کے حوالہ سے مختصر اسلامی تعلیم دینے کے بعد اصل مضمون کی طرف آتے ہوئے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ساٹھ (60) یا ستّر (70) سے بھی کچھ زائد حصوں میں منقسم ہے۔ ان میں سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا اور عام و آسان حصہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا ہے۔ حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ سے اپنے خطابات، ورچوئیل ملاقاتوں میں احمدی ماؤں کو اپنی بچیوں کو حجاب پہننے اور حیا کے تمام پہلوؤں کو رکھنے کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ اُدھر احمدی بچیوں، ناصرات اور واقفات نو کو براہ راست حیا کے بارے اسلامی تعلیم اپنانے کی نصیحت فرما رہے ہیں اور اسکولز میں حجاب پہننے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ایڈیٹر الفضل آن لائن کے

ناطے احمدی مائیں اپنی بچیوں کے اسکولز میں حجاب کے حوالے سے بچیوں کے وفا پر خطوط لکھتی رہتی ہیں کہ کس طرح انہوں نے آزادی رائے وضمیر کا نام لے کر اسکولز میں حجاب کو منوایا اور وہ اب اسکولز میں حجاب پہن کر جاتی ہیں۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے فرمایا:

"اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو اسکول میں پڑھایا جاتا ہے پہلے سے بڑھ کر احمدی ماؤں کو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہوگا۔ حیا کی اہمیت کا احساس شروع سے ہی اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہوگا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس یہاں تو ان ملکوں میں چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اسی عمر میں حیا کا مادہ بچیوں کے دماغوں میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ بعض عورتوں کے اور لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں۔ کیا اسی سے اسلام پر عمل ہوگا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔"

(پردہ، احمدی ماؤں کی ذمہ داریاں، alislam.org جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات 8/ اکتوبر 2016ء)

• پھر فرمایا:

"جو مائیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لباس کا خیال نہیں رکھیں گی وہ بڑے ہو کر بھی ان کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ بعض بچیوں کی اُٹھان ایسی ہوتی ہے کہ دس گیارہ سال کی عمر کی بچی بھی چودہ پندرہ سال کی لگ رہی ہوتی ہے۔ ان کو اگر حیا اور لباس کا تقدّس نہیں سکھائیں گی تو پھر بڑے ہو کر بھی ان میں یہ تقدّس کبھی پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ چاہے بچی بڑی نہ بھی نظر آرہی ہو، چھوٹی عمر سے ہی اگر بچیوں میں حیا کا یہ مادہ پیدا نہیں کریں گی اور اس طرح نہیں سمجھائیں گی کہ دیکھو! تم احمدی ہو، تم یہاں کے لوگوں کے ننگے لباس کی طرف نہ جاؤ تم نے دنیا کی رہنمائی کرنی ہے، تم نے اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اس لئے تنگ جینز اور اس کے اوپر چھوٹے بلاؤز جو ہیں ایک احمدی بچی کو زیب نہیں دیتے۔ تو آہستہ آہستہ بچپن سے ذہنوں میں ڈالی ہوئی بات اثر کرتی

جائے گی اور بلوغت کو پہنچ کر حجاب یا سکارف اور لمبا کوٹ پہننے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ پھر ان کی یہی حالت ہو گی جس طرح بعض بچیوں کی ہوتی ہے۔ مجھے شکایتیں ملتی رہتی ہیں دنیا سے اور یہاں سے بھی کہ مسجد میں آتے ہوئے، جماعتی فنکشن پر آتے ہوئے تو سر ڈھکا ہوا ہوتا ہے، لباس بڑا اچھا پہنا ہوا ہوتا ہے اور باہر پھرتے ہوئے سر پر دوپٹہ بھی نہیں ہوتا بلکہ دوپٹہ سرے سے غائب ہوتا ہے، سکارف کا تو سوال ہی نہیں۔ پس مائیں اگر اپنے عمل سے بھی اور نصائح سے بھی بچیوں کو توجہ دلاتی رہیں گی، یہ احساس دلاتی رہیں گی کہ ہمارے لباس حیادار ہونے چاہئیں اور ہمارا ایک تقدّس ہے تو بہت سی قباحتوں سے وہ خود بھی بچ جائیں گی اور ان کی بچیاں بھی بچ جائیں گی۔ اگر ہم اپنے جذبات کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے تیار نہیں ہوں گے تو بڑی بڑی قربانیاں کس طرح دے سکتے ہیں۔" (خطاب مستورات جلسہ سالانہ 28/ جون 2008ء)

• اسکولز و کالجز میں حجاب لینے کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"اسکولوں اور کالجوں میں بھی لڑکیاں جاتی ہیں اگر کلاس روم میں پردہ، سکارف لینے کی اجازت نہیں بھی ہے تو کلاس روم سے باہر نکل کر فوراً لینا چاہئے۔ یہ دو عملی نہیں ہے اور نہ ہی یہ منافقت ہے۔ اس سے آپ کے ذہن میں یہ احساس رہے گا کہ مَیں نے پردہ کرنا ہے اور آئندہ زندگی میں پھر آپ کو یہ عادت ہو جائے گی اور اگر چھوڑ دیا تو پھر چھوٹ بڑھتی چلی جائے گی اور پھر کسی بھی وقت پابندی نہیں ہو گی۔ پھر وہ جو حیا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

پھر اپنے عزیز رشتہ داروں کے درمیان بھی جب کسی فنکشن میں یا شادی بیاہ وغیرہ میں آئیں تو ایسا لباس نہ ہو جس میں جسم اٹریکٹ (attract) کرتا ہو یا اچھا لگتا ہو یا جسم نظر آتا ہو۔ آپ کا تقدّس اسی میں ہے کہ اسلامی روایات کی پابندی کریں اور دنیا کی نظروں سے بچیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا۔ یعنی اِدھر اُدھر ہونے کی کوشش کی اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب بلوغت کی

عمر کو پہنچ جائے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کے منہ اور ہاتھ کے علاوہ کچھ نظر آئے اور آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے یہ بتایا۔" (ابوداؤد کتاب اللباس)

(خطاب از مستورات جلسہ سالانہ کینیڈا 3 جولائی 2004ء چہرے کا پردہ کیوں ضروری ہے Alislam.org)

• حیا ایمان کا حصہ ہے کے حوالہ سے احمدی بچیوں سے مخاطب ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"دین کو اوّلیت ہے۔ لباس چاہے کوئی بھی ہو۔ کسی بھی قسم کا ہو لیکن حیادار لباس ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں یہ نہیں لکھا کہ تم نے شلوار قمیض پہنی ہے یا لمبا چوغہ پہننا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمہارا حیادار لباس ہونا چاہیے۔ تمہاری زینت نظر نہیں آنی چاہیئے۔ تو یہ لڑکیوں میں تربیت کے شعبے کا کام ہے۔ ناصرات کے شعبے کا کام ہے اور ماں باپ کا بھی کام ہے کہ وہ بچپن سے ہی (یہ چیز) پیدا کریں۔ تربیت کا شعبہ یہ کام ماں باپ کے ذریعہ سے کرے۔ ناصرات کا شعبہ اپنی تنظیم کے لحاظ سے کام کرے۔ ماں باپ اپنے طور پر تربیت کریں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حیادار لباس پہنو۔ بعض مسلمان ہیں بلکہ بعض غیر احمدی عرب مسلمان بھی میں نے دیکھے ہیں جو Jeans اور Blouse پہن کر حجاب لے لیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم نے بڑا پردہ کر لیا ہے۔ تو اُس پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں جب کہ اس کا لباس ننگا ہے اور لباس سے ساری زینت ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ یا باہر جاتے ہوئے چوغہ پہن لیا اور گھر میں اپنے رشتہ داروں کے سامنے ایسا لباس ہوتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو وہ بھی غلط ہے۔ حدیث ہے "حیا ایمان کا حصہ ہے۔" اس لیے بچپن سے ہی بچیوں کے ذہنوں میں یہ ڈالنا ہو گا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنے نمونے بھی دکھانے چاہیے۔ ہماری دو عملی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہمارا لباس حیادار ہو گا تو ہماری حیا بھی قائم رہے گی اور پھر وہ بڑے ہو کر بھی اس حیادار لباس کے مطابق اپنے لباسوں کو ڈھالیں گی اور پھر پردہ بھی کریں گی، اور حجاب (سے) بھی نہیں شرمائیں گی، اور کمپلیکس بھی نہیں ہو گا۔ اپنے آپ میں یہ احساس پیدا کریں کہ ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے نا کہ ہم نے دنیا کے پیچھے چلنا ہے۔

جب یہ احساس اور confidence پیدا ہو جائے گا تو پھر (سب) ٹھیک ہو جائے گا اور اگر مائیں ہی بے حوصلہ ہو جائیں گی، ان میں اعتماد نہیں ہو گا، باہر نکلیں گی تو ان مغربی لوگوں کو دیکھ کے ڈر جائیں گی۔ جس نے انگریزی کے دو لفظ بول دیئے یا مقامی زبان کے لفظ بول دیئے تو ڈر کے چپ کر گئیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ان کو بتائیں کہ ہم باہر آئے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے ہم باہر نکلے ہیں ورنہ ہم نہیں نکل سکتے تھے۔ اللہ کے فضل کا اور شکر گزاری ادا کرنے کا ہی یہ ذریعہ ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ اور تعلیم کو لوگوں تک پہنچائیں اور اس کے لیے اپنے نمونے قائم کریں اور صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالیں۔ جب آپ لوگ شعبہ تربیت بھی، شعبہ ناصرات بھی، اور ماں باپ بھی مل کے یہ اعتماد پیدا کریں گے تو کوئی کمپلیکس نہیں ہو گا اور جو یہاں رہنے والی لڑکیاں ہیں، اگر ان کا جماعت سے باقاعدہ رابطہ ہو، تعلق ہو، اور باقاعدہ میرے خطبات بھی سنتی ہوں۔ یا میری لجنہ سے تقریریں بھی سنتی ہوں۔ یا آپ لوگوں سے ان کا رابطہ ہو تو ان میں کوئی کمپلیکس نہیں ہو گا۔ وہ لوگ جو جماعت سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں انہی میں کمپلیکس پیدا ہو جاتا ہے۔ یا پھر ایسے لوگ جن کے ماں باپ بالکل ہی ان پڑھ ہیں اور لڑکیوں کی باتوں کی طرف، ان کے جواب دینے میں توجہ نہیں دیتے تو پھر ایسی لڑکیاں جن کے ماں باپ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں، چاہیے کہ لجنہ میں سے پڑھی لکھی لڑکیاں ان سے دوستی پیدا کریں۔ 16 سے 20 سال کی نوجوان لجنہ بھی تو ہیں۔ ان کو احساس دلائیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ ہر ایک اپنے ساتھ ایک ایک لڑکی کو لگا لے تو کمپلیکس دور ہو جائے گا۔ تھوڑی سی تو (آپ کی) تعداد ہے۔"

(This Week with Huzoor 24 September 2021)

(مطبوعہ الفضل آن لائن مؤرخہ 23/ اکتوبر 2021ء)

آج جب ہماری بہنیں اور پیاری بچیاں صد سالہ جوبلی منا کر اپنی دوسری صدی میں قدم رکھ رہی ہیں اس موقع پر احمدی ماؤں، بہنوں اور بچیوں سے یہ التجاء یا درخواست کہہ لیں کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے آپ نے ایک صدی تک حیا کی اسلامی تعلیم کو ساری دنیا میں بلند رکھ کر دربار الٰہی اور خلافت احمدیہ کی چوکھٹ پر سرخرو ہوئی ہیں۔ وہاں آئندہ آنے والی نسلوں کی راہنمائی کے

لیے اس عملی نمونہ کو جاری و ساری رکھنے کا عہد کرتے ہوئے اپنے قدموں کو آگے بڑھائیں اور حضور انور ایدہ اللہ کے دیئے گئے سلوگن Modesty is part of Faith کو حرز جان بناتے ہوئے پوری جماعت میں عام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 دسمبر 2022ء)

﴿195﴾

ہے شکر رب عزو جل خارج از بیاں

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو دلی کے بالائی لڈو بہت پسند تھے۔ کوئی مرید دو لڈو تحفۃً دے گیا۔ آپؒ نے وہ دونوں لڈو سامنے بیٹھے ایک شاگرد غلام علی شاہ کو دے دیئے۔ جنہوں نے وہ دونوں لڈو ایک ہی دفعہ کھالئے۔ جسے حضرت مرزا مظہر رحمہ اللہ نے ناپسند فرمایا اور شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لڈو ایسے نہیں کھاتے۔ چند دنوں کے بعد جب لڈو دوبارہ آئے تو آپؒ نے ان میں ایک لڈو کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ بآواز بلند سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ واہ مظہر جان جاناں! تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا اور شاگرد سے پوچھنے لگے کہ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنے ہوں گے؟ جب جواب میں بالائی، میدہ اور کچھ میٹھا سنا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ میٹھا کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہنے لگے دیکھو! میاں غلام علی! زمیندار راتوں کو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، پانی دیا، ایک لمبے عرصے تک محنت و مشقت برداشت کی صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر تسبیح و تحمید کرنے کے بعد کہنے لگے کہ یہ زمیندار مسلسل چھ ماہ کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر گنے کو بیلا، بھٹی جلا کر کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں جھونکا۔ محض اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر میدہ اور بالائی کی تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی اور کہنے لگے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے اس لئے کروائے کہ مظہر جانا جاناں ایک لڈو کھالے اور پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا۔

اخبار الفضل کی تیاری میں اس حکایت کو سامنے رکھ کر جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی توفیق ملتی ہے وہاں دنیا بھر میں پھیلے الفضل کے لئے مدد گار اور کارکنان ہماری دعاؤں میں رہتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ دنیا بھر کے کونے کونے میں جہاں جہاں الفضل اپنا فیض لے کر دروازے کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے۔ اس گھر کے رہائشی حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ایک ایک لفظ، ایک ایک فقرہ پڑھ کر لطف اندوز ہوتے ہوئے یہ ضرور کہتے ہوں گے کہ واہ خدایا! یہ فقرہ جس طریق پر تیار ہو کر میرے سامنے ایستادہ ہے، کسی نے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی ہوگی، پھر خدا کی دی ہوئی سوچ نے جنم لیا ہوگا، پھر ایک قلم کے ذریعہ فقرے پر فقرہ کاغذ پر نمودار ہوا ہوگا پھر اور فقروں کے ساتھ جُڑ کر کمپیوٹر میں جگہ بنائی ہوگی اور پرنٹ نکلا ہوگا۔ اس سارے عمل میں بجلی یعنی Electricity بھی استعمال ہوئی ہوگی، پروف کرنے، سنوارنے اور مالا میں پرو کر الفضل کی زینت بنانے اور اس کو اپ لوڈ کرنے میں سینکڑوں لوگوں نے حصہ لیا ہوگا، لاکھوں لوگوں نے دنیا میں اس نور کو پھیلانے میں مدد کی ہوگی۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ حضرت مظہر جان جاناں کی طرح ایک ایک مرحلے کے متعلق رک کر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ کو عبور کرنے میں کون کون سے وسائل میرے لئے پیدا کئے اور پھر یہ نعماء جمع ہو کر اور متشکل ہو کر الفضل کے روپ میں میرے پاس پہنچیں۔

یہی کیفیت یا اس سے ملتی جلتی کیفیت لجنہ اماء اللہ کی جوبلی پر 6 روز لگاتار صد سالہ جوبلی نمبر کی تیاری کے دوران تھیں۔ جن کے 96 صفحات تھے۔ آغاز پر دو دن کے مواد کے مطابق دو دن جوبلی نمبر کے لئے فیصلہ ہوا۔ پھر قارئین کی طرف سے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے حکم کی تعمیل میں تعاون ملنا شروع ہوا تو چار دن کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی اثناء میں خاکسار نے مکرمہ رضوانہ نثار انچارج لجنہ سیکشن کو دنیا بھر سے معلومات اکٹھی کر کے بھجوانے کی درخواست کی تو آنمکرمہ نے مثالی تعاون فرمایا اور فَجَاءُوْا یُهْرَعُوْنَ کی طرح الفضل کی خدمت کے لئے بھاگتی ہوئی آئیں اور دنیا بھر کی لجنہ کی کارگزاری رپورٹس اور ایمان افروز معلومات اکٹھی کروادیں۔ آپ کے ساتھ لازماً آپ کی ٹیم ہوگی۔

دنیا بھر سے نیشنل صدرات، جنرل سیکرٹریان اور معاونات نے تعاون کیا ہو گا اور کٹھن اور مشکل مراحل سے گزر کر انہوں نے معلومات بھجوائی ہوں گی جو الفضل کی زینت بنیں اور بعد میں تاریخ احمدیت اور تاریخ لجنہ عالمگیر کا حصہ بنے گیں۔ ان میں سے بعض رپوٹس انگریزی زبان میں تھیں۔ الفضل کے قارئین کے لئے اردو میں ان رپورٹس کو ڈھالنے میں دسیوں رضاکار خواتین و احباب شامل ہوئے۔ بعض رپورٹس ٹوٹی پھوٹی گلابی اردو میں تھیں جن کو سنوارنے کے لئے، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، الفضل کے سانچے میں ڈھالنے میں الفضل کے جانثاروں اور میری ٹیم نے محنت شاقہ سے کام کیا۔ مضمون نگاروں، نثر نگاروں اور شعراء کرام کی بدولت پہلے مرحلہ میں 6 دن رنگ برنگے اور مختلف خوشبوؤں کے پھولوں سے سجا گلدستہ تیار ہو کر احمدی گھرانوں کی زینت بنا اور بہت سا مواد دوسرے مرحلہ کے نمبر میں جگہ پانے کے لئے انتظار میں ہے۔

حضرت مظہر جان جاناں کے قول کو مد نظر رکھ کر خاکسار ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے اور فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ خَیْراً کے الفاظ میں دعا دیتا ہے۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھُمْ وَاَیَّدَھُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 دسمبر 2022ء)

﴿196﴾

یہ پھول محفوظ رکھو (مسیح موعودؑ)

حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

(قریباً 1902ء) میں ایک لیڈی مس روز نام کی تھی جس کے مضامین اُس ملک (غالباً امریکہ کی طرف اشارہ ہے) کے اخباروں میں اکثر چھپا کرتے تھے۔ میں نے اس کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت شروع کی اور اس کے خط جب آتے تھے میں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ترجمہ کر کے سنایا کرتا تھا اور ہماری مجلسوں میں اسے ”مس گلابو“ (روز پھول کا اردو ترجمہ) کہا جاتا تھا۔ ایک دفعہ مس گلابو نے اپنے خط کے اندر پھولوں کی پتیاں رکھ دیں۔ حضرت صاحب نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

”یہ پھول محفوظ رکھو کیونکہ یہ بھی یَأْتِیْكَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں“ (ذکر حبیب صفحہ 99 از الفضل آن لائن 3/اکتوبر 2022ء صفحہ 16)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کو پڑھتے ہی خاکسار کا ذہن جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی طرف گیا۔ بالخصوص قادیان دارالامان کے 2022ء میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کی طرف ذہن منتقل ہوا۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو بہت سی خبریں دیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔

یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَأْتِیْكَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ صفحہ 465)

حقیقۃ الوحی میں اس الہام کا ترجمہ یوں درج ہے:

”اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 77)

جلسہ سالانہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے الہامات روزنامہ الفضل ربوہ اور بعد ازاں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی زینت بنتے رہتے ہیں اور ان شاءاللہ بنتے رہیں گے۔ زیر نظر عنوان کی تشریح میں خاکسار نے جو الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کیا ہے۔ اس الہام میں الفاظ ''یَاتُوْنَ'' میں ذی روح لوگ یعنی مرید، متبعین اور وفادار مراد ہیں جب کہ الفاظ ''یَاتِیْکَ'' میں وہ تحفے تحائف مراد ہیں جو یہ وفادار مرید لے کر آئیں گے یا آتے ہیں اور اوپر بیان شدہ ”مس گلابو“ کے واقعہ سے یہ بھی عیاں ہے کہ ان میں وہ تحفے بھی مراد ہو سکتے ہیں جو لوگ ساتھ تو نہیں لاتے مگر بجھوا دیتے ہیں۔ وہ اشیاء جو تحفتاً آتی ہیں وہ بھی آئیں گی اور ساری دنیا سے آئیں گی۔

؎ میں تھا غریب و بے کس و گم نام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

مس گلابو نے حضورؑ کو پھول کی پتیاں بھجوائیں حضور علیہ السلام نے ان پتیوں کو بھی محفوظ کرنے کی ہدایت جاری فرمائی۔

پھول، ادبی اور معاشرتی دنیا میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر کسی شخص کو اس کے قد کاٹھ کے مطابق قدر و منزلت اور عزت دینی ہو تو اس کی خدمت میں پھول پیش کیے جاتے ہیں۔ دین و دنیا کا کوئی اہم رہنما کسی جگہ کا دورہ کرے تو اس کا استقبال اُسے پھولوں کا گلدستہ پیش کر کے کیا جاتا ہے اور پھولوں کا گلدستہ بھی ایک پھول نما بچہ یا بچی پیش کرتی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ

المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں امریکہ کا دورہ فرمایا اور اس دوران بھی حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کیے گئے۔ یہ دراصل اس عظیم شخصیت سے پیار و محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اور ایک خاص تعلق کی عکاسی کرتا ہے۔

شادی بیاہ کے موقع پر میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو گلاب کا پھول پیش کرتے ہیں۔ عاشق معشوق بھی آپس میں پھولوں کے تبادلہ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

شادی بیاہ کے مواقع پر گاڑیوں اور شادی گھروں کی سجاوٹ پھولوں سے کی جاتی ہے۔ اسٹیج کو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ دلہا یا دلہن کی آمد پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتی ہیں۔ دولہا کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔

گھروں کی کیاریوں کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے۔ الغرض پھولوں کا آراستگی اور سجاوٹ میں بہت عمل دخل ہے۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر مس گلابو کی طرف سے پھولوں کی پتیوں کا جائزہ لیا جائے تو مس گلابو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس محبت میں پتیاں بجھوائی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر قائم ہوئی تھی۔ یہ دراصل ایک تحفہ تھا۔ جن کو یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کا نشان قرار دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محفوظ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

ایک اور اہم پہلو

پھول اور اس کی پتیوں کی بات چل رہی ہے تو اصلی خوشبودار اور رنگ برنگے پھولوں کے مقابل پر بے شمار نقلی اور بناوٹی پھول بھی مارکیٹوں میں موجود ہیں۔ مگر روحانی اور دینی مارکیٹوں میں دستیاب پھولوں کی بات ہی کچھ نرالی ہوتی ہے۔ کسی مذہب، دینی فرقہ کا سربراہ یا نبی ایک درخت کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں، سرسبز و شاداب پتے، اس کی کونپلیں، اس کی کلیاں اور اس کے پھول پھل وہ لوگ ہوتے ہیں جو اٰمنا و صدقنا کہہ کر اپنے آپ کو اور اپنی نسبت کو اس مبارک روحانی درخت کے ساتھ جوڑ لیتے ہیں۔ پھر ان پر جو پھول لگتے ہیں ان سے نہ صرف اس

فرقہ یا جماعت کا باغ مہک اٹھتا ہے بلکہ اس فرد کے گھرانے کا باغیچہ بھی خوبصورت لگتا ہے اور ان میں کھلنے والے رنگ برنگے پھول خوشبو بکھیر رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ پھلوں والا پودا ہے تو پھل لگنے سے قبل جب پھول اس درخت کو اپنے حصار میں لیتے ہیں تو اس کے ارد گرد بھینی بھینی خوشبو پھیل جاتی ہے۔ پھل لگنے کے بعد تو اس کے ذائقہ سے ہر کوئی مستفیض ہوتا ہے۔ یہ پھل اور پھولوں کی بہار اتنی بڑی ہو جاتی ہے کہ انہیں ارد گرد پڑوسیوں میں بھی تقسیم کر کے ان کو بھی محظوظ کروایا جاتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ گلاب کے پودے پر لگے پھول دلوں کو بھا رہے ہوتے ہیں اور روح کی تسکین کا موجب ہوتے ہیں وہاں ان کی پتیوں کو بھی خوبصورتی اور سجاوٹ کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے بلکہ جو پتیاں پھولوں سے الگ ہو کر زمین پر گر جاتی ہیں۔ ان پتیوں سے گلاب کے پودے والی اور ارد گرد کی زمین بھی خوشبودار ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے ماننے والوں کو اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! کہہ کر پکارا ہے وہ دراصل یہی نصیحت ہے جو خاکسار یہاں بیان کرنے کی کوشش میں ہے۔

حضرت سید میر محمد اسحاقؓ اپنے ماتحت چلنے والے ادارہ ''دار الشیوخ'' میں پلنے والے یتیم و مسکین بچوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا باغ ہے اور بچے اس کے درخت ہیں۔

(الفضل آن لائن 15/ نومبر 2022ء)

ان تمام معنوں کو مدنظر رکھ کر یہ بلا تردّد کہا جا سکتا ہے کہ جلسہ سالانہ پر حاضر ہونے والے لوگ دراصل پھول ہی تو ہیں جو اپنی خوبصورت رنگ برنگی خوشبودار پتیوں سے نہ صرف جلسہ گاہ کو آراستہ کر رہے ہوتے ہیں بلکہ مرکزی جلسہ سالانہ میں حاضر ہو کر امام وقت خلیفۃ المسیح سے تعلق قائم کر کے جہاں اپنے اندر تازگی پیدا کرتے ہیں وہاں خلافت اور جماعت کی مضبوطی کا باعث بنتے ہیں۔

مجھے سال ہا سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں پاکستان سے شامل ہونے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ حدیقۃ المہدی میں شاملین جلسہ کو دیکھ کر یہ تاثر ملتا ہے کہ ایک روحانی باغ لگ چکا ہے اور ہر طرف اشخاص اس میں بطور پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ کسی سے اطاعت و وفا کی خوشبو آ رہی ہوتی ہے،

کسی سے نماز باجماعت کی خوشبو، کوئی تسبیح و تحمید کی خوشبوئیں بکھیر رہا ہوتا ہے۔ کسی میں اپنے آقا و مولیٰ سے محبت و عقیدت کی وجہ سے درود شریف کی خوشبو کی لپٹیں نکل رہی ہوتی ہیں۔ ہر طرف اخوت و بھائی چارے کا ماحول ہوتا ہے۔ اللہ ہی اللہ اور خلیفۃ المسیح کے دیدار کی لگن ہر ایک کو ستائے رکھتی ہے۔ محبت کی یہ آگ دونوں طرف سے برابر نظر آتی ہے۔ اگر ایک طرف عشاق احمدیت پھبھے پھار یعنی ایڑھیاں اٹھا اٹھا کر اپنے خلیفہ کا دیدار اور اس پر ہر ایک نگاہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں تو دوسری طرف خلیفۃ المسیح کی ان عشاق سے محبت دیدنی ہوتی ہے وہ اپنے سے پیار کرنے والوں کا دیدار کرکے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں اور ان روحانی رنگ برنگے پھولوں کی خوشبوؤں سے فیض یاب ہو رہے ہوتے ہیں اور بزبان حال کہا جا رہا ہوتا ہے کہ یہ پھول اور ان کی پتیاں ہیں۔ جن کو محفوظ کر لیں۔ اب دیکھیں! پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ 1891ء میں جن 72 خوش نصیب پھولوں نے شرکت فرمائی۔ ان کے اسماء تاریخ احمدیت میں تا قیامت محفوظ چلے جائیں گے۔ ''اوڑھنیوں والیوں کے لیے پھول'' نام نے اس موقع پر میری توجہ اس طرف بھی پھیری کہ ان جلسوں پر خلیفۃ المسیح کے منہ سے پاک کلمات کی صورت میں پھول جھڑ رہے ہوتے ہیں وہاں شاملین کی طرف سے اخلاص و وفا کے عہد و پیمان بھی رنگا رنگ کے خوبصورت پھول ہیں جو ان کے مونہوں سے نکلتے ہیں اور احمدیت کی وفاداری کی تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں۔

ایک تیسرا پہلو

اس مضمون کا ایک تیسرا پہلو بھی ہے اور وہ عملی طور پر لوگوں کی کثرت سے آمد کی وجہ سے سڑکوں پر گڑھے پڑنا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ربوہ میں جب سڑکیں تارکول کی نہ تھیں تو جلسہ سالانہ سے قبل سڑکوں پر سرخ رنگ کی کیری (پتھریلی مٹی) ڈال کر چھڑکاؤ کیا جاتا تھا اور دو تین دن بعد یوں لگتا تھا کہ وہ سڑک پکی سڑک کی طرح ہے مگر شاملین جلسہ کی آمد و رفت سے ان سڑکوں پر گڑھے بن جاتے تھے اور یَأْتُونَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کے الہام کا پورے ہونے کا نظارہ ہم دیکھا کرتے تھے۔ اب تو پاکستان میں حکومتی پابندیوں کی وجہ سے جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہوتا مگر

یہ لنگر تو اب 100 سے زائد ممالک میں جاری ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں جہاں آمد و رفت کے لیے سڑکیں پختہ نہیں ہیں وہاں شاملین جلسہ کی آمد سے یہ الہام پورا ہوتا ہم دیکھتے ہیں۔ قادیان میں جتنی بار جلسہ میں شمولیت کی مجھے توفیق ملی۔وہاں یہی کیفیت دیکھنے کو ملی۔ سیرالیون مغربی افریقہ جہاں خاکسار کو ساڑھے سات سال خدمت دین کی توفیق ملی اور 2019ء میں جب مرکزی نمائندہ کے طور پر خاکسار نے جلسہ سالانہ سیرالیون میں شمولیت کی۔ وہاں بھی خاکسار نے دیکھا کہ جلسہ سالانہ 2019ء میں 24ہزار سے زائد شاملین جس طریق سے سفر کر کے پہنچے تھے ان میں سے بعض میلوں پیدل چل کر آئے وہ دراصل يَأْتِون مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ کا زندہ ثبوت تھے۔ایڈیٹر الفضل آن لائن کی حیثیت سے جو رپورٹس جلسہ سالانہ کی افریقن ممالک، بعض لاطینی ممالک اور ترقی یافتہ ممالک سے بغرض اشاعت آتی ہیں۔ان میں بھی بعض رپورٹس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اتنی کثرت سے لوگ ان جلسوں میں شرکت کرنے کے لیے سڑکوں پر چلتے ہیں۔ جن کے چلنے سے سڑکوں پر راستے عمیق ہو جاتے ہیں۔اس کا نظارہ قادیان کے 127ویں جلسہ سالانہ پر دیکھنے کو ملے گا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ شاملین جلسہ کے ساتھ ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تمام دعائیں ان کے حق میں قبول فرمائے جو شاملین جلسہ کے لیے آپ علیہ السلام نے کی ہیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 دسمبر 2022ء)

﴿197﴾

مساجد کا قیام، جماعت کی ترقی اور تبلیغ کا ذریعہ

مختلف ممالک اور جزائر میں جماعت احمدیہ کی پہلی پہلی تعمیر ہونے والی مسجد پر بہت ہی خوبصورت اور ایمان افروز دستاویزی فلم مع دلکش تصاویر موصول ہوئیں جو مؤرخہ 22-30/دسمبر 2022ء کے 8 شماروں کی زینت بن رہے ہیں۔ پاکستان اور دنیا کے بعض دیگر ممالک جیسے انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کی مساجد کو شہید کیا جا رہا ہے۔ مینارے اور محراب مسمار کئے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں تو مسجد کی طرز پر نئی تعمیر پر پابندی ہے اس دوران مکرم انیس رئیس مبلغ انچارج جاپان نے یہ تجویز دی کہ مختلف ممالک اور جزائر میں جہاں جہاں مسجد یا مساجد تعمیر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توفیق دی ہے وہاں کی پہلی مسجد کی تاریخ کو اکٹھا کر دیا جائے۔ مجھے یہ تجویز بہت پسند آئی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض منظوری، دعا اور رہنمائی کے بھجوا دی جہاں سے دعاؤں کے ساتھ ''اجازت ہے'' کے الفاظ سے اجازت ہو گئی۔ جس پر خاکسار نے سب سے پہلے الفضل آن لائن کے دنیا بھر کے نمائندگان اور بعض دیگر احباب سے رابطہ کر کے اس مضمون پر نوٹس اور میٹیریل بھجوانے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اہم موضوع پر بہت اچھا اور عمدہ مواد اکٹھا ہو گیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں سے بہت سا مواد پہلی دفعہ جماعت کی تاریخ کا حصہ بن رہا ہے۔ الحمد للہ۔

اس موضوع پر جو مضامین آئے ان میں بعض کے ساتھ تمہیدیں یا ابتدائیہ بھی تھے۔ چونکہ میں اداریہ کے لئے بھی سوچ رہا تھا اس کے لئے مجھے مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ کی تمہید پسند آئی جسے موصوف کی پیشگی اجازت اور شکریہ کے ساتھ اپنے اداریہ میں شامل کر رہا ہوں۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

آپ لکھتے ہیں:

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ ”مسجد“ اصل میں تو اس کے معنی محل سجود ہیں۔ مگر شرح میں اس مکان کو کہتے ہیں جو نماز پڑھنے کے لئے وقف کیا گیا ہو۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ مولوی محبوب عالم صفحہ 635)

حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ کہف کی آیت کریمہ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِمۡ مَّسۡجِدًا (الکھف:19) کی حل لغات میں مسجد کے ضمن میں لکھا ہے:

اَلۡمَسۡجِدُ وَ الۡمَسَاجِدُ: اَلۡمَوۡضِعُ الَّذِیۡ یُسۡجَدُ فِیۡهِ۔ وہ جگہ جہاں سجدہ کیا جائے۔ اس کے ایک معانی یہ بھی آپؓ نے لکھے ہیں:

ہر وہ جگہ جہاں عبادت کی جائے۔ ان معانی کی رو سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، جہاں پر خدائے واحد کو سجدہ کیا جائے وہ جگہ مسجد کہلاتی ہے اور مسلمانوں میں مسجد کو بہت اعلیٰ مقام دیا گیا ہے۔ جہاں سے پانچ وقت کی اذان دے کر لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بلایا جاتا ہے اور جہاں سے یہ منادی دی جاتی ہے کہ بس اب وہی پوجا جائے گا اور اس کی ہی عبادت کی جائے گی۔

اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے گا تو خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اَحَبُّ الۡبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبۡغَضُ الۡبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسۡوَاقُهَا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدا تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ (نقوش رسول نمبر جلد 6 صفحہ 335)

جماعت احمدیہ کا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر دل و جان سے یقین ہے اور دل و جان سے ہی ان ارشادات پر عمل کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو! جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا تعالیٰ برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

اس وقت جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں مساجد کی تعمیر تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زبردست نشان بھی قرار پاتا ہے اور وہ اس طرح کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں جب ہر طرف فساد ہی فساد ہو گا اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔ قرآن صرف لکھائی اور کتاب کی صورت میں رہ جائے گا اس وقت بڑی بڑی مساجد بھی تعمیر ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی اور یہ بات آج کے زمانے میں بالکل صحیح ثابت ہو رہی ہے۔

اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے کونے کونے میں مساجد کی تعمیر کا عزم لئے ہوئے ہے تاکہ دنیا کو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے بلایا جائے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کے افراد کو اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا:

"اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو! کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔

(سیر روحانی صفحہ 619-620)

مکرم مولانا موصوف کے اس تمہیدی نوٹ پر یہ خوش کن اضافہ کرنا مقصود ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں مساجد کے قیام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

میں اس اداریہ کے ذریعہ ان تمام معاونین اور مددگاروں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کے تعاون اور دعاؤں سے یہ پہاڑ جیسا بلند محاذ ادارہ کو سر کرنے کی توفیق ملی۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرًا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)

﴾198﴿

سانحہ ارتحال اور مرحومہ کے اوصاف

مکرمہ بشارت مبین اہلیہ مکرم چوہدری محمد امجد جمیل آف فیصل آباد حال لندن مؤرخہ 19 اور 20 دسمبر 2022ء کی درمیانی شب St.Hailer Hospital Uk میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصیہ تھیں۔ آپ کے والد مکرم کیپٹن محمد شفیع مرحوم نے 22 سال کی عمر میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کا تعلق برنالہ 103 چک جھمرہ سے تھا۔ آپ کو فیصل آباد میں حلقہ اور ضلع کی سطح پر جماعت کی خدمت کا موقع ملا۔ ضلعی سطح پر ناصرات اور تعلیم کی سیکرٹری کے علاوہ نائب صدر ضلع کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ کالج میں تقاریر اور ڈیبیٹ میں حصہ لیتیں۔ آپ شعر بھی کہتیں مگر اپنے منظوم کلام کو شائع کروانے کو پسند نہ فرماتیں۔ لجنہ اماء اللہ میں بھی تقاریر کے مقابلہ جات میں حصہ لیتیں اور کئی دفعہ پوزیشن بھی حاصل کیں۔ لندن میں بھی لجنہ کے بعض ایونٹس میں حصہ لیا۔

آپ دو سال قبل ہجرت کر کے لندن آئیں تھیں۔ چند ماہ قبل کینسر Diagnose ہوا۔ آپریشن بھی ہوا مگر جانبر نہ ہو سکیں اور 3 ماہ بیمار رہنے کے بعد اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ آپ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو مہمان نوازی تھا جس کا خاکسار خود بھی گواہ ہے۔ آپ کے گھر مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ میٹنگز پر کھانا مہیا کرنا آپ کا وصف تھا۔ ہم جب دورہ کر کے آپ کے گھر تمام اکٹھے ہوتے تو مختلف النوع کھانوں اور چائے کے مختلف آئٹمز سے تواضع کرتیں۔

خاکسار کی فیملی کے ساتھ ان کا پہلا تعلق اس وقت ہوا جب خاکسار اسلام آباد سے فیصل آباد ان کے گھر اُن کی دعوت پر آیا۔ اب اتفاق کی بات ہے کہ ہم دونوں 23 نومبر 2020ء کو EU سیٹلمنٹ ویزہ پر اکٹھے ہی برطانیہ آئے گو فلائیٹس مختلف تھیں۔ مگر یہاں آکر جب معلوم ہوا کہ میں بھی مستقل طور پر برطانیہ آچکا ہوں تو بہت خوشی کا اظہار کیا اور مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی رہیں۔ جب ان دونوں میاں بیوی کو الگ سے گھر مل گیا تو آپ کے میاں نے ہمیں اپنے گھر دعوت دی۔ ہم جب گئے تو میری مسز سے کہنے لگیں کہ اس نئے گھر میں آپ پہلے مہمان ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ ایک وقف زندگی سب سے پہلے میرے اس گھر میں آئے ہیں۔ پھر خوشی کی انتہا اس وقت یہ جان کر ہوئی کہ ہم دونوں میاں بیوی مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس مربی سلسلہ انچارج ترکش ڈیسک کے ہمراہ تھے۔ آپ کے میاں چونکہ بہت سوشل قسم کے انسان ہیں۔ اس لیے آپ جب بھی کسی کو اپنے گھر بلاتے تو ساتھ مہمان کے ذوق کی مناسبت سے تین چار اور لوگوں کو بھی بلا لیتے کہ دینی و علمی محفل جمے گی۔ جس کی کبھی بھی مسز بشارت مرحومہ کی طبیعت پر ناخوشگواری دیکھنے کو نہ ملتی۔ آپ کے میاں ناظم ضلع انصار اللہ اور قائد علاقہ خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی عہدوں پر فائز رہے جس کی وجہ سے مہمانوں کی آمد رہتی اور آپ کو ہمہ وقت مہمان نوازی میں مصروف پایا۔

آپ نے اپنے پیچھے اپنے میاں کے علاوہ چار بیٹے، ایک بیٹی، تین بہنیں، ایک بھائی اور دسیوں پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ فرمانبردار اولاد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ مکرمہ سارہ لئیق۔ ریجنل صدر لجنہ وینکوور کینیڈا

2۔ مکرم زکریا طارق چوہدری۔ مکینکل انجینئر لندن

3۔ مکرم خالد داؤد احمد چوہدری۔ وینکوور کینیڈا

4۔ مکرم ناصر محمود چوہدری۔ بیلجیم

5۔ مکرم حافظ ڈاکٹر محمد سہیل احمد (وقف نو) یوکے

مرحومہ آخری وقت اسی بیٹے اور مکرم خالد داؤد کے ہاں مقیم اور زیرِ علاج تھیں۔ وفات پر پانچوں بچے موجود تھے۔ بیماری کے ایام میں پانچوں بچوں کو خوب خدمت کا موقع ملا۔

مؤرخہ 22 دسمبر 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ کے باہر نماز جنازہ پڑھائی اور Godalming کے قبرستان کے قطعہ موصیان میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔

آپ کی بیٹی مکرمہ سارہ لئیق آف وینکور نے اپنی والدہ کے خصائل و شمائل پر ایک نوٹ لکھ کر بھجوایا۔ لکھتی ہیں: والدہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت اور بے حد عشق و توکل تھا۔ نظامِ جماعت کی اطاعت اور دیوانہ وار خدمت دین کا شوق رکھتیں۔ بہت ملنسار، مہمانواز، ہمدرد تھیں۔ اپنے خاوند کی مکمل اطاعت ان کا شیوہ تھا۔ اپنے بچوں کی بہترین ماں، سسرال میں ہر دلعزیز، غریبوں کی غمگسار اور ہر ایک کی ضرورت کا خیال رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرتا چلا جائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)

﴿199﴾

الفضل کے حوالے سے ماہ نومبر میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء و تبصرے

قسط نمبر 12

• علم و عرفان کا بحر قلزم

الفضل آن لائن لندن پر تبصرہ کرنا ایسا ہی ہے کہ علمی دریا میں بہتی ناؤ سے اگر ایک جگ روحانی سیر ابی کی خاطر لے لیا جائے تو دریا کی حیثیت پر کیا اثر پڑے گا مگر اس سے سیر اب ہونے والے کو نئی حیات نصیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس علمی دریا کو روانی کے ساتھ بہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس دریا کے پانی سے روحانی کھیت ہمیشہ سیر اب ہوں اور عوام الناس کو صحت مند روحانی کھیتی میسر ہو آمین۔ اس دستر خوان پر جو میوے موجود ہیں ان سے لطف اندوز ہونے کے بعد وہ میوے خدا کرے ہمارے لئے جنت کے میوے بن جائیں آمین۔ پیارے حضور انور کے بیرونی دورہ جات کی مفصل رپورٹنگ اور اس کے اثرات دوستوں کی زبانی سُننے یا الفضل میں پڑھنے کو ملتے ہیں الحمدللہ۔ دیگر مضامین، منظوم کلام، فقہی مسائل اور ان کا حل، ہمارے علم میں اضافے کا موجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد، حضرت سلطان القلم کے فرمودات اور امام وقت کا فرمان پڑھنے سے دل میں ایمانی قوت اور مضبوطی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ نیکی میں آگے بڑھنے کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اس اہم آرگن کو مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں۔

خاکسار روزنامہ الفضل کی تحریرات پر مختلف آراء دیکھتا ہے۔ بلاشبہ اس میں لکھنے والے علم کا بیش بہا خزانہ لئے ہوئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں یہ روزنامہ بہترین خدمت دینیہ بجالا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین۔ حضور انور کے دورۂ امریکہ کی

اقساط پڑھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ لکھنے والے کمال کا لکھتے ہیں اور خاکسار پڑھ کر سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت قابل ذہن لکھاری جماعت کو عطا کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی تحریروں سے ہم سب کو فیض پہنچاتا رہے۔ آمین۔ (اے آر بھٹی۔ میلبورن، آسٹریلیا)

• میوہ ہائے دین

مؤرخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا مضمون جو مکرمہ منصورہ فضل من آف قادیان کے شعر کے مصرع پہ تھا اگر میں یہ کہوں تو بے جانہ ہو گا کہ محترمہ منصورہ نے میرے منہ کی بات بیان کر دی۔ میں یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ انہوں نے بڑی جرأت کی اور بڑا سچ بیان کیا۔

بلکہ دین کے میوے کے طور پر بیان کر کے ایک بات سمجھائی کہ کھانے کی طرح جلدی جلدی کرنے کی بات نہیں، یہ سمجھ سمجھ کر مزہ لے لے کر سمجھنے اور بیان کرنے کی بات ہے۔ سچ ہے کہ دنیائے ادب کا ایک بڑا طبقہ اخبار الفضل کا شدت سے انتظار کرتا اور تسکین روح پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی و علمی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے آمین۔

(ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ساوتھ ویلز یوکے)

• بہترین اداریہ

مؤرخہ 20 اکتوبر کے شمارے میں اداریہ بعنوان ”ایک انگریزی محاورے پر طبع آزمائی“ پڑھا۔ واقعی ہماری زندگی ہماری اپنی لکھی تحریر ہے اس میں تصحیح یا توسیع کر کے ہی ہم خود کو بہتر کرتے ہیں۔ اچھا تحریر کریں گے تو آخرت میں بھی داد ملے گی اور ہمارے بعد آنے والے بھی شوق اور عقیدت سے پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔ (عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

• پرانی یادیں تازہ ہو گئیں

مؤرخہ 5 نومبر 2022ء کے شمارے میں ذیشان محمود صاحب کا مضمون ”ایک گمنام استانی بشریٰ داؤد مرحومہ“ پڑھا تو پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ بشریٰ باجی ہماری کراچی جماعت کی شہزادی تھیں۔ جب بھی وہاں کا چکر لگے ان کی قبر پر دعا کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو بہت ترقیات عطا فرمائے اور آپ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ (عظمیٰ مومن)

• علمی مائدے کا دستر خوان

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ تعلیم اور دعا کے موضوع پر کتاب یا رسالہ لکھا جائے کو پورا کرنے کی سعادت ادارہ الفضل آن لائن کو نصیب ہوئی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس عظیم کام میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام قارئین کو اس علمی اور روحانی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ایک اور مکتوب میں لکھتی ہیں۔

بہت عمدہ مضمون ہے۔ پہلے ہماری شاعرہ مکرمہ منصورہ فضل من نے اتنا عمدہ کلام لکھ کر کمال کیا ہے پھر آپ نے اس کی وضاحت کر کے اس مصرعے کو مزید چار چاند لگا دئے ہیں ماشاءاللہ۔ مضمون سے متعلقہ تصویر کا چناؤ بھی مضمون کی اہمیت اور حسن کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ

نعمتیں چن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو ہمیشہ جاری رکھے اور ہمیں ان سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان نعمتوں کو چننے والوں کو بھی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(امۃ الشافی رومی۔ قادیان)

محفل لوٹ لی

حضرت اقدسؑ کا برمحل اقتباس مضمون کو رفعت عطا کر دیتا ہے۔ جیسے شاعر اچھی غزل سنا کے مشاعرہ لُوٹ لیتے ہیں۔ آپ کسی خیال پر گرہ لگا کر محفل لُوٹ لیتے ہیں۔ بارك اللہ۔

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

• روحانی وٹامن سے بھرپور

ماشاءاللہ ! مورخہ 27 اکتوبر 2022ء کو شائع ہونے والا اداریہ بہت ہی منفرد اور روحانی وٹامن سے بھرپور تھا۔ (نصرت قدسیہ۔ فرانس)

• بہترین انداز بیان

بہت احسن طریق سے یہ مضمون لکھا اور سمجھایا گیا۔ جزاك الله احسن الجزاء۔

"میوہ ہائے دین کے دستر خوان کا لطف اٹھا رہی ہوں" میں الفضل کو ارشاد باری تعالیٰ سے شروع کر کے چھوٹی سی بات تک ختم کرتی ہوں اس لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ اللہ آپ کو ڈھیروں ڈھیروں جزائے خیر عطا فرمائے ہمیں بھی پڑھنے لکھنے والوں میں شامل کر لیا۔

(صادقہ مرزا۔ آٹوا کینیڈا)

• کمال کا سانچہ

موٴرخہ 15/ نومبر 2022ء کے شمارے کا تفصیلی مطالعہ کیا۔

الحمد للہ ! ذرا بھی بوریت یا تھکاوٹ کا احساس نہیں ہوا۔ روحانی سانچہ تو آپ نے کمال کا بنایا ہے. ہر بات سانچے کی مناسبت سے اس میں فٹ کر دی ہے ماشاءاللہ۔ وقف زندگی کا مضمون بھی بہترین ہے۔ پھر Historic Past and Dynamic Future والا اداریہ بھی بہت شاندار لکھا ہے۔ سید شمشاد ناصر صاحب کے مضامین بھی بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔ تفسیر کبیر پر جو مضمون آرہا ہے وہ بھی بہت اچھا سلسلہ ہے۔ کل کے اخبار میں ایک چھوٹا سا مضمون گوجرہ کے مفتی صاحب والا بھی بہت دلچسپ تھا۔ (سعدیہ طارق)

• روحانی فلائٹ کا لطف

موٴرخہ 12/ نومبر 2022ء کو خلافتِ احمدیہ کی ہفتہ وار روحانی فلائٹ نے تو ایسی روحانی سیر کروادی جس کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ پیارے حضور ایدہ اللہ کا مسجد میں آنا اور پھر سب کو اپنے ساتھ اس روحانی فلائٹ کے مختلف روحانی نظارے کروانا ایسے ہی لگ رہا تھا کہ کسی اور ہی فضا میں

ہیں۔ جہاں اللہ ہی اللہ ہے۔ اتنا قریب کہ بے اختیار سبحان اللّٰہ منہ سے نکل جائے۔ دعا ہے کہ ہم بھی روحانی ماحول سے خوب استفادہ کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔ (صادقہ چوہدری۔کینیڈا)

• حسرت بھری لذت کا باعث

مؤرخہ 11/نومبر کے شمارے میں شائع ہونے کے تمام تاثرات نے دل کو حسرت بھری لذت دی۔ خوش نصیب ہیں وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت کو براہ راست دیکھ رہے ہیں اور حسرت اس بات کی ہے کہ کاش! ہم بھی زائن میں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ الفضل اور ایم ٹی اے کو سلامت رکھے۔ آمین۔ (نبیلہ رفیق۔ناروے)

• بہترین لٹریچر کی اشاعت

میں نے روزنامہ الفضل آن لائن کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتب کو محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کاشوں کی اشاعت پر آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔یہ کتب جماعت کے لٹریچر میں بہترین اضافہ ہیں۔ (آر آر قریشی)

• عمدہ مماثلت

مؤرخہ 27اکتوبر2022ء کو شائع ہونے والا مضمون بعنوان ”میوہ ہائے دین کا الفضل دستر خوان ہے“ مکرمہ منصورہ فضل من کے شعر کی بہت شاندار اور جامع تشریح ہے۔ نہایت لطیف پیرائے میں مادی دستر خوان کی الفضل کے روحانی دستر خوان سے مماثلت قائم کی گئی ہے کہ ہر سطر کو پڑھتے ہوئے دل داد و تحسین دیتا رہا۔ (ثمرہ خالد۔جرمنی)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر2022ء)

﴿200﴾

اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی

دنیا بھر کی لجنہ ممبرات کو سو سال مکمل ہونے پر مبارک صد مبارک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا:

"آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔" آمین

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے دنیا بھر کی لجنہ ممبرات کو سو سال مکمل ہونے پر مبارک صد مبارک پیش ہے اللہ تعالیٰ دوسری صدی میں دخول ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین

کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)

﴿201﴾

ذخیرہ آخرت

آج کل دوست احباب وخواتین روزنامہ الفضل آن لائن کے تین سال مکمل ہونے کے حوالہ سے اپنے مضامین، آراء، تبصرے و دیگر مواد ادارہ کو بھجوا رہے ہیں۔ آسٹریلیا سے ہماری ایک بہن مکرمہ وسیمہ اُپل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب نشان آسمانی سے قلم کے استعمال کے حوالہ سے ایک مختصر تحریر بھجوائی ہے جسے مؤرخہ 14/دسمبر 2022ء کے شمارہ میں صفحہ اوّل پر رشحات میں جگہ دی گئی ہے۔ جس میں آپؑ نے برصغیر کے حالات کا اختصار سے ذکر کر کے اس عزم کا اظہار فرمایا ہے کہ

”میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اُس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حُجّت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجّالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔“ (نشان آسمانی صفحہ 48)

یہ تو الگ سے ایک مضمون ہے جس کی طرف ہمارے قارئین کو اول درجہ پر فوقیت دینی چاہئے کیونکہ دجال کی حقیقت تو ابھی بھی موجود ہے۔ جس کے قلع قمع کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو حضرت سلطان القلمؑ کے معاون کے طور پر قلم کا استعمال کرنا ہے اور کرتے چلے جانا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگلے صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر پڑھ کر قارئین کو اپنے ساتھ رکھ کر ان الفاظ کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لیے دن رات لگا ہوا ہے۔“

(نشان آسمانی صفحہ 50-51)

اس سارے مضمون کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام قلم کے استعمال، کتب کی خریداری، چندہ کی ادائیگی اور تبلیغ جیسے چار اہم امور کی ادائیگی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ یہی ذخیرہ آخرت ہے جو اُخروی زندگی میں آپ کے کام آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت خوبصورتی سے ”ذخیرہ آخرت“ کے الفاظ استعمال فرما کر اپنے محبین کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ فانی دنیا آخرت کے لیے جمع پونجی اکٹھی کرنے کے لیے ہے جو اُخروی زندگی میں کام آئے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ”ذخیرہ آخرت“ کے الفاظ درحقیقت قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت 111 وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اور سورۃ الزلزال کی آیات 9-8 فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۸ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۹ کی تشریح وتفسیر ہیں۔

ہم بچپن میں کچی جماعت (جس کو آج نرسری یا کنڈر گارڈن بولتے ہیں) یا گھروں میں اردو قاعدہ پڑھتے تھے۔ جس میں حروف تہجی کو الفاظ میں باتصویر دکھایا جاتا تھا۔ ذال کے سامنے گھنا جنگل دکھا کر ذخیرہ لکھا ہوتا تھا۔ جس سے دراصل ہم بچوں کو یہ سمجھایا جاتا تھا کہ بہت سے درختوں کے مجموعہ کو ذخیرہ کہتے ہیں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ جو چیز یا آئٹم کثرت سے لاتعداد حد تک موجود ہو وہ ذخیرہ کہلاتی ہے اور جب اس کے ساتھ آخرت کا لفظ لگا دیا جائے تو معنی ہوں گے کہ نیک اعمال کا ایسا مجموعہ جو آخرت یعنی آخری دنوں میں کام آئے گا۔ ہمارے ادیب اسے توشہ یا پونجی کے الفاظ سے بھی یاد کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں بینک بیلنس کے الفاظ سے بہتر اس مضمون کو سمجھانے کے لیے کوئی اور الفاظ نہیں ہو سکتے۔ اس کے کئی طریق ہیں۔ بنکوں میں رقم رکھنے کے علاوہ کمیٹی ڈالنا یا امانت میں رکھوانا جو بعد میں کسی کے کام آسکے مراد لی جاسکتی ہے۔ بنکوں میں تو سودی نظام کی وجہ سے رقم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جو غیر اسلامی عمل ہے۔ تاہم بعض اسلامی ممالک جیسے پاکستان میں PLS نظام جاری ہے جس میں Profit اور Loss کی بنیاد پر رقم بڑھتی یا کم ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح ثواب کی وجہ سے ایک مومن کی نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ابھی میں نے ذخیرہ کے

الفاظ میں درختوں کی مثال دی ہے تو ہر درخت پر پھول، پھل ہر سال لگتے ہیں۔ جس کے بیج زمین پر گر کر مزید درختوں یا پودوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں بعینہٖ انسان کی نیکیوں اور اعمال کا حال ہے۔

ویسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار امور کی طرف نشان آسمانی میں توجہ دلائی ہے لیکن ایک مومن اور بہت سے اہم امور میں ذخیرہ بنا سکتا ہے۔

• جن میں اوّلین نماز کی ادائیگی ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے کہ آخرت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی۔

• پھر قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ جس کے متعلق سورۃ بنی اسرائیل آیت 79 میں آتا ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۹﴾ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

• ان نیکیوں کے ذخیرہ میں نماز تہجد یا نوافل کی ادائیگی ہے جس کو ایک ایسا زائد انعام قرار دیا گیا ہے جو بالآخر مقام محمود پر لے جاتا ہے۔

• ان نیکیوں کے ذخیرہ میں سے ایک درود شریف کا ورد ہے۔ جس کا جواب خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرحمت فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر وثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں۔

(حدیقۃ الصالحین از حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 142)

• ان میں ایک توبہ استغفار اور ذکر الٰہی ہے۔ جس کے متعلق فرمایا گیا کہ جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے۔ جس گھر میں ذکر الٰہی ہو وہ زندہ ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

• اپنے والدین اور ان کے عزیزوں سے پیار محبت کا سلوک رکھ کر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے اولاد کے اموال میں برکت دی جاتی ہے۔

• ان نیکیوں میں پڑوسیوں سے حسن سلوک، اخلاقیات کا میدان ہے چھوٹوں سے پیار کا سلوک، احترام آدمیت، یتامیٰ و کمزوروں سے حسن سلوک وغیرہ وغیرہ ہے۔

نیکیوں کی فہرست

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے بزرگوں کے طرز پر نیکیوں کی ایک ایسی فہرست مرتب کرنی چاہیے اور اپنے جائزہ لیتے رہنا چاہیے تا اس ذخیرہ آخرت کو سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگیوں کو حسین سے حسین تر بنا سکیں۔ صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے بعض نے احکام الٰہی کی فہرستیں بنا رکھی تھیں اور جب کسی حکم پر تعمیل ہو جاتی تو اس پر نشان لگا دیتے اور یوں اپنی زندگیوں کو احکام قرآنی سے مزین کرتے۔

نیکیاں لکھنے کی درخواست

آپ قارئین بھی تفسیر صغیر، ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حدیقۃ الصالحین از حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم کے انڈیکس سے نیکیوں کی ایک فہرست اوپر بیان کردہ انداز اسلوب کے مطابق تیار کر کے **info@alfazlonline** پر **مؤرخہ 20 / جنوری 2023ء تک** بھجوائیں یوں اوّل تو آپ کو اپنی زندگیوں کو اسلامی نیکیوں اور خیر کے مطابق ڈھالنے میں سہولت رہے گی اور دوم نئے سال 2023ء میں ان نیکیوں کو مدنظر رکھ کر نئے عزم اور استقلال کے ساتھ داخلے میں مدد ملے گی۔ نیز سوم سب سے اچھی، مدلل اور نتائج سے مزین فہرست کو خاکسار موصوف / موصوفہ کے نام کے ساتھ اداریہ بنا کر پیش کرے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و احادیث میں بیان اخلاق اور نیکیوں کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 دسمبر 2022ء)

ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجددین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نورالدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ

15. جامع المناھج والاسالیب
16. مقام وعظمت خلافت
17. ادار یے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. ادار یے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. ادار یے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)
23. قرآنی سورتوں کا تعارف (زیر تکمیل)
24. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
25. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)